

یہ منظر ہی چودھری دائود کی حویلی کا جہاں سب اپنے اپنے کاموں میں

..... مصروف ہیں

سب سے پہلے چودھری دائود جو کہ اس گائوں کے ساتھ ساتھ پاس کے کچھ

گائوں کے فیصلے کرتے تھے..... شاید انھیں یہ موقع نہ ملتا اگر ان کے

پاس بے شمار دولت نہ ہوتی..... اور کسی نے سہی کہا ہے کہ اگر

..... انسان کے پاس دولت ہو تو وہ راج کر سکتا ہے

چودھری دائود اک کاروباری آدمی ہیں جنہیں کاروبار کے ساتھ ساتھ

..... لوگوں کی زندگیوں کے فیصلے کرنے کا شوق ہے

ان کی اک بہن تھی اور بھائی کوئی نہ تھا..... انھوں نے اپنی پسند سے

..... اپنی پھوپھی کی بیٹی کے ساتھ شادی کی تھی

.... زلیخا آزاد

چونکہ وہ اکلوتے بیٹے تھے اور زلیخا بھی گھر کی دیکھی بھالی لڑکی تھی تو ان کے

..... والدین کو ان کی شادی سے کوئی اعتراض نہیں تھا

شادی کے بعد اللہ نے انھیں اک بیٹے سے نوازا..... دانیال دائود

..... چودھری

دانیال پیشے کے اعتبار سے تو اک بزنس مین تھا..... وہ اپنے باپ کا
کاروبار ہی سنبھالتا تھا..... اکڑوسا گھبرسا نو جوان اس وقت چونیتس
..... سال کا تھا

نجانے زندگی کو لے کہ اس کے کیا پلین تھے..... شادی کے نام سے ہی
وہ بھاگتا تھا پر اس سال اسے دائود صاحب نے صاف صاف بول دیا تھا کہ
اگر اس سال کے آخر تک تم نے ہمیں اپنی پسند نہ بتائی تو ہم تمہاری شادی
..... اپنی پسند کی لڑکی سے کر دیں گیں

دانیال کارنگ گندمی ہے اور گائوں میں رہنے اور پر اپر اور خالص خوراک
کی وجہ سے وہ بہت صحت مند جسم کا مالک ہے..... آنکھوں کا رنگ
..... برائون ہے اپنے باپ کے جیسا

چوڑے جسم، گنے بال اور گنھی داڑھی والا دانیال اپنی ماں اور باپ دونوں
..... کا چہیتا ہے

اس کے بعد آتے ہیں ضاویار دائود چودھری جو کہ اپنے باپ کے خلاف جا
..... کہ اک پولیس آفیسر بنے

ضاویار اکتیس سال کا تھا جو اپنا زیادہ وقت شہر میں ہی گزارتا تھا..... اور
..... پھر بھائیوں میں سب سے چھوٹے تھے سلطان دائود چودھری
..... اف ان کے تو کیا کہنے

..... کون سی ایسی لفنگوں والی چیز نہ تھی جو اس نے پہن نہ رکھی ہو
اس کا رویہ، بولنا اور اس کا پہننا سب سے مختلف تھا..... وہ اپنے بہن
بھائیوں میں واحد تھا جس کی آنکھیں اپنی ماں جیسی تھی ہیزل گرین
..... آنکھیں

... اس کا رنگ اپنے دونوں بھائیوں کی نسبت کچھ فیئر تھا
اگلے میں عجیب طرح کے دھاگے اور ہار پہنے ہوئے ہوتے تھے ایسا ہی کچھ
حال اسکے بازو کا بھی ہوتا تھا... انگلیوں پہ عجیب طرح کی انگوٹھیاں پہنی

ہوتی تھی..... داڑھی اور مونچھیں کچھ ہلکی سے اوپر کو مڑی
..... ہوئی

مختصر یہ کہ اس کا حلیہ ہمیشہ گنڈوں والا ہوتا تھا.... اور نا صرف اس کا...
حلیہ اس کی شخصیت بھی گنڈوں جیسی تھی..... اس گائوں کا ہر آدمی اس
..... سے خوف کھاتا تھا

وہ بچپن سے ہی بہت ضدی مزاج کا تھا اور اس پہ اس کے باپ کی بے جاشہ
..... نے اسے بالکل بگاڑ دیا

..... جس وقت دل کرتا کسی بھی انسان کو اپنے پائوں تلے روندھ دیتا
اس کی امیج گائوں میں بہت خراب تھی..... گائوں کا ہر آدمی اس سے پناہ
..... مانگتا تھا

..... اس کا رویہ اپنے گھر والوں کو چھوڑ کر کسی سے بھی اچھا نہ تھا
..... اور پھر آخر میں آتی تھی سب کی لاڈلی ہما داند چودھری

یہ سب سے چھوٹی تھی گھر میں..... ہمارا اس وقت سترہ سال
..... تھی

اس کے علاوہ ان کے گھر پرہ دائود صاحب کے اک دوست جو کہ آرمی میں
..... تھے اور شہید ہو گئے تھے ان کی بیٹی بھی رہتی تھی

ایمل بختاور شاہ..... ایمل کی عمر اٹھارہ سال کی تھی..... ہم عمر ہونے
کی وجہ سے ایمل اور ہمارا آپس میں بہت بنتی تھی..... دونوں ہر جگہ اکٹھے
پائی جاتی تھی..... دونوں کا ساتھ بہت چھوٹی عمر کا تھا اسی وجہ سے وہ

..... دونوں اک دوسرے کے بغیر بہت کم ہی رہتی تھی
... یہ لاہور کا اک گائوں تھا پر یہاں ہر طرح کی سہولت موجود تھی
اچھی سڑکیں سکول کالج غرض یہ کہ ہر طرح کی سہولت موجود تھی..پر
اسے گائوں اس کے پرانے خیالات اور روایات کی وجہ سے مانا جاتا
..... تھا

..... لاہور شہر سے اس کا فاصلہ بس تھوڑا سا تھا

..... گائوں کا ہر بندہ دائود صاحب کا حکم مانتا تھا سوائے دو لوگوں کو چھوڑ کہ
اک تو ان کا اپنا سپوت سلطان دائود چودھری اور دوسرا نام..... شمس
..... گوہر شاہ



جب میں نے تمہیں بولا تھا کہ کام وقت ہر ہو جانا چاہیے تو تم کیا چاہتے ہو
اور کون سی زبان میں تمہیں سمجھائوں کہ میرا وہ کام ہو جانا چاہیے
..... تھا

..... شمس نے اپنے بندے کی گردن کو ٹیبل پہ پٹھکتے ہوئے کہا
سر قسم لے لیں میں نے بہت کوشش کی تھی پر وہ آدمی کوئی بھی انفرمیشن
دینے کو تیار نہیں ہے اور پھر نجانے اس کے پیچھے کس کا ہاتھ ہے کہ اس
..... آدمی کو چھوڑنے کے لیے بہت اوپر سے کالیں آہی ہیں

اس پولیس والے نے اپنی طرف سے اسے کچھ انفارمیشن دی جو کہ شمس
..... کے کسی کام کی نہ تھی

...گدھے

یہ انفارمیشن نہیں چاہیے مجھے اور یہ بتا مجھ سے اوپر کا کون سا بندہ آگیا جو تجھے
..... اسے رہا کرنے کی لیے پراسٹرائیز کر رہا ہے

اب دفعہ ہو میری نظروں کے سامنے سے اور اگلی بار بغیر انفارمیشن کے
..... ادھر ہر گز نہیں آنا

شمس نے اسے پیچھے دھکیلتے ہوئے کہا اور خود صوفے پہ بیٹھا سگریٹ
..... پھونکنے لگا

..... وہ پولیس والا اپنی جان بچ جانے پہ شکر ادا کرتا وہاں سے رن ہو چکا ہو گیا
سر مجھے لگتا ہے یہ دائود چودھری کا کام ہے کہی وہی یہ سب سازش نہ کر رہا
..... ہو

..... شمس کے خاص آدمی موسیٰ نے کہا

نہیں موسیٰ یہ دائود چودھری کا کام نہیں ہے وہ ایسے بزدلوں کی طرح وار
کبھی نہیں کرتا..... جیسا بھی ہے پر وہ بہت خاندانی آدمی ہے.....
جنگ کرے گا تو سینا ٹھوک کریوں بزدلوں کی طرح وہ کبھی بھی مجھ پہ پیٹھ
..... پیچھے وار نہیں کرے گا

ناجانے کون ہے جواب یہ سازش کر رہا ہے اور ویسے بھی اس فیلڈ میں تو ہر
..... جگہ ہر منٹ میں کوئی نہ کوئی آپکا دشمن بن جاتا ہے
شمس نے سگریٹ کو الیش ٹرے پہ رکھڑا اور اپنی شال کو اچھے سے کندھوں
..... کے گرد سیٹ کرنے لگا

چھتیس سال اس نوجوان کو دنیا شمس گوہر شاہ کے نام سے جانتی تھی جو کہ
..... ملک کی اک نامی گرامی پولیٹیکل پارٹی سے تعلق رکھتے تھے
شمس اس پارٹی کا ایک بہت ہی اہم رکن تھا..... اس کی پارٹی کی ہی
..... ملک میں حکومت تھی

زہانت سے بھرپور گہری کالی آنکھیں، گھنے کالے بال، گھنی داڑھی بھرپور
..... مردانہ جسم والا شمس اپنے ماں باپ کا اکلوتا بیٹا تھا

شمس کے بابا بھی اسی پارٹی کے رکن تھے اسی وجہ سے شمس نے بھی یہ پارٹی
جوائن کر لی..... اسے سیاست کچھ زیادہ پسند تو نہ تھی..... وہ شروع

سے ہی اپنا کاروبار کرتا تھا ہر وقت کے ساتھ ساتھ اسے اندازہ ہو گیا کہ اسے
پاور بھی چاہیے جس کے لیے اسے سیاست میں آنا ہو گا اسے لیے اپنے

..... کاروبار کے ساتھ ساتھ وہ اس پارٹی کا رکن بھی تھا

اس کی زہانت اور مسئلے کو حل کرنے کی صلاحیت کو دیکھتے ہوئے اس پارٹی
..... کا چیئر مین بنایا گیا تھا

جب اس کی پارٹی کو فتح حاصل ہوئی تو اسے مین رول کا بولا گیا پر اس نے یہ
کہہ کر منع کر دیا کہ وہ ہمیشہ سے اپنے پارٹی ہیڈ کو لیڈ کرے گا پر وہ پارٹی ہیڈ
..... نہیں بنے گا اگر ایسا ہوا تو اس کا کاروبار متاثر ہو جائے گا

تاہم اب وہ اپنی پارٹی ممبر کو لیڈ کرتا تھا پر اس پارٹی کا اک رکن بن
..... کہ

شمس کی ماں نے شمس کے اٹھارہ سال کے بعد اک بچی کو پیدا کیا پر اس
ڈلیوری میں کچھ کمپلیکیشن کی وجہ سے وہ بچی کی پیدائش کے بعد فوت
..... ہو گئی

شمس تو پھر بھی بالغ تھا پر اس کی چھوٹی بہن کائنات گوہر شاہ اپنی ماں کی ممتا
..... سے محروم ہو گئی

..... کائنات کو گوہر صاحب اور شمس نے ہی پالا تھا
..... ان دونوں کی اس میں جان بستی تھی

..... کائنات شروع سے ضدی اور اڑیل مزاج کی تھی

اور اس پہ بے جاہ لاڈ نے اس کی طبیعت میں بہت ہی زیادہ ضدی پن بھر
..... دیا

سکول سے فارغ ہونے کے بعد اس نے اپنے باپ بھائی سے ضد لگانی

..... شروع کر دی کہ وہ کالج کی پڑھائی امریکہ سے کرنا چاہتی ہے

شمس اور گوہر صاحب کے لیے اسے خود سے دور کرنا ممکن نہ تھا پر اس کی

ضد کی وجہ سے انھیں ماننا پڑھا اور یوں وہ کالج کے پڑھائی کے لیے امریکہ

..... چلی گئی

شمس نے اس کو وہاں کسی چیز کی کمی نہیں ہونے دی تھی..... وہاں اس

..... کی ہر طرح کی آسانی کے لیے ملازمین موجود تھے

..... گوہر صاحب اب زیادہ تر بیمار رہتے تھے انھیں بی پی کا مسئلہ تھا

..... اسی وجہ سے اب زیادہ تر معاملات شمس ہی سنبھالتا تھا

ابھی بھی اس پہ کسی نے حملہ کر دیا تھا پر ہر بار کی طرح اس بار بھی وہ بچ گیا

..... تھا

اب وہ بندہ تو پکڑا گیا تھا پر اسے بہت مارنے بیٹنے کے بعد بھی وہ اپنے بھیجنے

..... والے کا نام نہیں بتا رہا تھا

..... بہت مار کھائی تھی اس آدمی نے پر منہ نہ کھولا تھا

..... شمس اب اسی بندے کا پتہ لگوانا چاہتا تھا



امی آپ کی کدھر ہیں صبح سے نظر نہیں آرہی..... حوریہ نے اپنے

..... چھوٹے سے صحن میں داخل ہوتے ہوئے کہا

اس کے کمرے کا دروازہ صحن کی طرف کھلتا تھا..... اک چھوٹی سی ٹوٹی

ہوئی پلاسٹک کی کرسی پہ بیٹھتے ہوئے وہ اب اپنی آپ کی بارے میں جاننا

..... چاہ رہی تھی..... اس کرسی کو کچھ لکڑی کی مدد سے جوڑا گیا تھا

ارے پتا نہیں وہ کرم جلی صبح صبح کہاں دفع ہو گئی ہے ابھی کچھ دیر پہلے

جھاڑو لگا رہی تھی اور اب پتا نہیں کہاں مر گئی۔ کتنی بار میں نے اسے سمجھایا

ہے کہ جو ان لڑکیوں کا یوں گھروں سے باہر جانا مناسب نہیں ہے پر وہ سنے

..... تو سہی ناں

..... اس کی ماں نے آٹا گھوندتے ہوئے کہا

..... اس کی ماں تھوڑی ضعیف سی تھی..... بالوں پہ چاندنی اتر چکی تھی

..... ارے اماں آپ ہٹو میں کرتی ہوں

..... نہیں حوری تو بیٹھ کہ ناشتا کر لے اور پھر اپنی بہن کا بھی پتا کر

نوری بیگم نے اپنی چھوٹی بیٹی سے کہا جواب کچن میں موجود اک چھوٹی سی

..... چٹائی پہ بیٹھی ناشتا کر رہی تھی

نوری اور اشفاق صاحب کی دو بیٹیاں تھی..... اشفاق صاحب کسی اور

کے کھیتوں پہ ہل چلاتے اور اپنی زندگی کی گزر بسر کر رہے تھے..... ان

کے مالی حالات اچھے نہ تھے..... نوری بیگم گھر پہ ہی کام کرتی تھی....

ان کی بڑی بیٹی زوبیہ تھی اور چھوٹی بیٹی حوریہ تھی..... حوریہ ان کے

..... خاندان کی سب سے خوبصورت تھی

..... زوبیہ بھی خوبصورت تھی پر حوریہ کے مقابلے میں کچھ نہیں تھی

حور یہ کی پیدائش پہ اک پل کو سب حیران رہ گئے کیونکہ ایسے مفلسی والے
گھر جہاں نوری بیگم کو کھانے تک کو کچھ سہی نہ ملتا تھا وہاں حور یہ جیسی
خوبصورت اور صحت مند بچی کی پیدائش بہت عجیب بات
تھی..... حور یہ کی آنکھوں کا رنگ شہد جیسا تھا اور جلد ایسی تھی جیسے
..... چھونے سے میلی ہو جائے

..... اس کی رنگت دودھیا تھی

محلے والے تو اکثر اشفاق صاحب سے سوال کرتے کہ ایسا کیا کھایا تھا جو اتنی
..... خوبصورت بچی پیدا کر دی

یہی سوال وہ اکثر نوری بیگم سے بھی کرتے جسے وہ دونوں ہنس کے ٹال
..... دیتے..... خیر یہ ہوتا بھی اک مزاق تھا

زوبیہ مزاج کی تھوڑی الگ تھی..... وہ بہت کانفیڈینٹ اور چالاک تھی
جبکہ حور یہ اس کے بالکل مخالف تھی..... بچپن میں تو سب نارمل تھا پر
جیسے جیسے وہ بڑی ہوتی گئی لوگوں کا اسے دیکھ کر باتیں کرنا عام ہوتا

گیا..... بہت سے لوگ اس کی خوبصورتی کی تعریف کرتے اور کچھ حاسد
عجیب عجیب طرح کی باتیں کرتے اس وجہ سے اس نے باہر جانا چھوڑ
دیا..... سکول میں اس نے میٹرک کے بعد جانا ترک کر دیا.... زوبیہ
کانج پڑھ کر فارغ ہو چکی تھی..... چونکہ یونیورسٹی کے خرچے اس کا باپ
اٹھا نہیں سکتا تھا اسی لیے وہ اب آگے نہیں پڑھ رہی
تھی..... حور یہ اب بہت کم باکر جاتی تھی کبھی کبھار ماں یا بہن
..... کے ساتھ وہ بھی عبا یا پہن کہ اور نکاب کر کے
حور یہ ناشتے کے بعد اپنی بہن کو ڈھونڈنے لگی..... گھر تو بہت چھوٹا سا تھا
..... تب ہی جلدی سے سارا گھر دیکھ چکی تھی پر وہ کہی بھی نہیں تھی
ان کے گھر کے باہر اک زنگ لگا دروازہ تھا... اندر آئیں تو اک چھوٹا سا
صحن تھا جس کا فرش بیچ بیچ میں سے اکھڑا ہوا تھا..... اک طرف چھوٹا سا
کچن تھا جس پہ اک چوٹی سی چٹائی بچائی ہوئی تھی اور اوپر لکڑیوں کی چھوٹی
..... چھوٹی شلف بنی تھی جن پہ برتن تھے

اور دوسری طرف دو کمرے تھے اک کمرہ نوری اور اشفاق صاحب استعمال کرتے تھے جبکہ دوسرے کمرے میں زوبیہ اور حوریہ رہتی تھی.....

..... کمرے بھی بہت چھوٹے چھوٹے تھے

اماں زوبیہ باجی تو نہیں مل رہی پتا نہیں کہاں چلی گئی..... حوریہ نے کچن سے اندر جھانکتے ہوئے کہا..... جہاں اس کی ماں آٹا گوندھ چکی تھی

ارے کیا کروں میں اس لڑکی کا پتا نہیں کہاں چلی گئی..... کوئی کام تو وہ

..... کرتی نہیں ہے اور اب ناجانے

ارے بس کر دے اماں..... تو تو ایسے بول رہی ہے جیسے سارے گھر کا کام

تو کرتی ہے اور ادھر آمنہ خالہ کی دکان پہ گئی تھی اک دو چیزیں ضرورت

..... تھی وہ لینے گئی تھی

دعوازے اے داخل ہوتی زوبیہ نے کہا چونکہ کچن اور مین دروازے میں

..... زیادہ فاصلہ نہ تھا اسی وجہ سے وہ ان کی ساری باتیں سن چکی تھی

..... سچی باجی کیا کیا لایا ہے دکھائو ناں

..... حوریہ نے خوش ہوتے ہوئے پوچھا

بول تو ایسے رہی ہے جیسے بہت سارے پیسے تھے جو کیا کیا لاتی..... سارا
کچھ بہت مہنگا تھا اسی وجہ سے کچھ نہ لائی... اب اگے سے ہٹ اور میرے
..... لیے اک گلاس پانی کالے کے آء کمرے میں

زوبیہ نے اپنے بڑی سی چادر کو تہہ کرتے ہوئے کہا اور اپنے کمرے میں چلی
گئی.....

نوری بیگم جانتی تھی اس سے بحث کرنا اپنا سر پھوڑنے جے برابر تھا تبھی وہ
اپنے کمرے میں چلی گئی..... جبکہ حوریہ منہ بسورتی کچن سے پانی کا گلاس
..... لے کہ کمرے میں چلی گئی

..... ارے باجی آپ نے تو کہا تھا کہ کچھ نہیں لایا تو یہ اب
حوریہ جب کمرے میں داخل ہوئی تو سامنے ہی زوبیہ اپنے ہاتھوں پہ
..... چوڑیاں چڑھانے کی کوشش کر رہی تھی
..... چپ کر فرنگی... امی کو سنائے گی کیا

پر باجی یہ آئی کرھر سے ہائے کتنی سونی چوڑیاں ہیں.. حور یہ نے پاس رکھی
.... چوڑیوں کو ہاتھوں سے چھوتے ہوئے کہا

..... ہٹ ہاتھ نہ لگانا انھیں یہ کسی خاص نے دی ہیں مجھے

..... زوبیہ نے شرماتے ہوئے چوڑیاں سمیٹی

باجی کون خاص کس نے دی؟؟؟

..... دیکھ حور یہ وعدہ کر پہلے کسی کو کچھ بھی نہیں بتائے گی

..... باجی وعدہ اللہ کا پکا وعدہ... اب تو بتاناں

..... وہ اسلم چچا کا بیٹا ہے ناں

..... باجی کون اسلم چچا..... حور یہ اب بھی کنفیوز تھی

اففف ارے وہ سبزی بیچنے والے اسلم چچا..... ان کا بیٹا اور میں اک

..... دوسرے کو پسند کرتے ہیں..... زوبیہ نے شرماتے ہوئے کہا

کیسیا باجی ہوش میں تو ہوا گرا با کو پتا چل گیا تو جانتی ہوناں کیا کہ کتنا مسئلہ ہو

..... جائے گا اور

..... ارے تو چپ کرا اگر آہستہ بولے گی تو کسی کو کچھ پتا نہیں چلنا

..... پر باجی آپ کیسے ایسا

کیسے ایسا سے کیا مطلب تیرا محبت کرتے ہیں اک دوسرے سے انشاء اللہ

نکاح کریں گیں اور ویسے بھی نوید نے اب خیر سے ماشاء اللہ اپنی دکان

..... کھول لی ہے

باجی وہ بھی آپکو پسند کرتا ہے کیا؟؟؟

..... حوریہ کے اس سوال پہ زوبیہ نے اپنا ماتھا پیٹا

ارے یار تو چوڑیاں اسی نے تولائی ہیں اور اب تو اس بارے میں کسی کو کچھ

..... نہیں بتائے گی

..... ٹھیک ہے باجی پر مجھے پوری بات بتاؤ ناں

..... زوبیہ نے اک گہرا سانس بھرا اور اس سب بتاتی گئی



وہ صبح کا گیا بھی رات کو لوٹا تھا..... چیخ

کرنے کے بعد ہلکا پھلکا لباس پہننے کے بعد وہ کچن میں کھڑا اپنے لیے چائے بنا رہا تھا..... آج اک کیس بے سلسلے میں اسے کافی دور جانا پڑا.....

کافی انویسٹیکیشن کے بعد بھی وہ آج خالی ہاتھ واپس لوٹا

تھا..... ابھی وہ بیٹھا کچھ سوچ رہا تھا جب اچانک دروازے پہ بیل ہوئی.....

وہ اس فلیٹ میں اکیلا ہی رہتا تھا اک کام کرنے والی آنٹی تھی جو صبح آتی اور گھر کا کام کر کے دو تین گھنٹے تک واپس چلی جاتی تھی..... اسے حیرت

ہوئی کے اس وقت کون ہو سکتا ہے؟؟؟؟

یہ فلیٹ اس کا ذاتی تھا جس کے شروع میں اک چھوٹا سا گارڈن تھا اور اندر اک بڑا سالانہ تھانہ تھا..... سب کمروں کے دروازے لائنوں کی طرف کھلتے

تھے..... اک طرف چھوٹی سے گلی جاتی تھی جس کے تھوڑا سا اندر جانے

..... تو اک چھوٹا سا سٹور روم تھا اور دوسری طرف دو کمرے جاتے تھے

..... فلیٹ بہت ہی خوبصورت اور جدید طرز سے بنایا گیا تھا

لائونج کی طرف چار کمرے تھے جن میں سے بس اک ضاویار کے استعمال
..... میں تھا

چائے کا کپ تھا مے ہی اس نے دروازہ کھولا تو سامنے ہی اس کی چھوٹی بہن
ہما پھولوں کا اک بکے تھا مے کھڑی تھی..... اس دیکھ ضاویار کے چہرے
..... پہ مسکراہٹ آئی جو پیچھے کھڑی ایمیل کو دیکھ کہ غائب ہو گئی
..... اس کا حلق تک کڑوا ہو گیا

..... بھائی اب کیا یہی کھڑے رکھیں گیں یا اندر بھی آنے کا بولیں گیں
..... ہما خود ہی اسے پیچھے دھکیلتے ہوئے اندر آ گئی

ایمل اب بھی سر جھائے وہی باہر کھڑی تھی..... ضاویار نے اس اک
پل دیکھا..... نیوی بلیو کلر کے سادہ سے شارٹ فراق کے ساتھ کھلا
ٹرائوز پہنے بڑی سی نیوی بلیو کلر کی شال کے ساتھ اس نے خود کو ڈانپ
..... رکھا تھا

اس بار اس کی ذات میں اک اضافہ ہوا تھا اور وہ تھا ناک میں پہنی نوز رنگ
..... کا

..... ضاویار نے جلدی اے اپنی نظریں ہٹائی اور اند کی طرف چلا گیا

..... ایمل خود ہی شرمندہ ہوتی اندرا گئی

تم۔ لوگ کس کے ساتھ آئی ہو اور کیا ضرورت تھی اتنی رات کو یوں آنے
..... کی

بھائی اب اتنی رات بھی نہیں ہوئی ہے اور آپ کی بیگم کب سے بولے جا
رہی تھی کہ میں نے ان کے پاس جانا ہے مجھے لو چلو تو بابا نے ہمیں گل خان
..... چچا کے ساتھ (ان کے قابل اعتماد ڈرائیور) بیجھ دیا

ہم تو اپنی تیز چلتی زبان میں سب بول گئی... پر اسے اندازہ نہ تھا کہ اس سے
.... ایمل کتنے برے طرح سے پھنسنے والی تھی

..... نہیں ہما جھوٹ بول رہی ہے ہم نے ایسا کچھ نہیں بولا

ایمل نے جلدی سے کہا..... وہ اس کی بات سے ضاویار کے چہرے پہ پھیلی
..... ناگواری دیکھ سکتی تھی

..... ہم سچ کہہ رہے ہم نے

..... ہمارے پیپر کیسے چل رہے ہیں

..... ضاویار نے اس کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا

بھائی پیپر تو ٹھیک چل رہے ہیں بلکہ بہت اچھے اور انشاء اللہ میرا بہت اچھا

رزلٹ آنا ہے..... ارے ایمل کھڑی کیوں ہو بیٹھو ناں یاد دیکھو

..... تمہارے میاں کے پاس گئے ان ادھر بیٹھ کے انھیں دیکھو

اس کی بات پہ ایمل جیسے رونے والی ہو گئی..... خاموشی سے وہ ہمارے

..... ساتھ بیٹھ گئی

اچھا بتاؤ دیتی میں تمہارے لیے کچھ بنادیتا..... ضاویار ایسے بات کر رہا

تھا جیسے وہاں صرف ہمارا ہو.... ایمل کے وجود کو وہ سرے سے اگنور کر رہا

..... تھا

اس کا انداز ایمیل کا دل توڑ رہا تھا..... کتنی محبت کرتی تھی وہ اس سے اور وہ
..... تھا کہ اس کے وجود کو سرے سے اگنور کر رہا تھا

بھائی آج ہم نے آپ کے ساتھ باہر جانا ہے جلدی سے تیار ہو کر
..... آئیں

... پر ابھی میں

..... پلیز بھائی جلدی کریں ناں

ہماری زد پہ ضاویا نے گہرا سانس بھرا اور اپنے کمرے میں چینج کرنے چلا
..... گیا

ہماتم کتنی بے شرم ہو ہم نے تمہیں کب بولا تھا بلکہ تم خود ضد کر کے ہمیں
..... یہاں لائی ہو اور اب سارا الزام ہم پہ لگا دیا

..... ارے یار ایمیل اتنی سی بات پہ تمہارا چہرہ دیکھنے لائق تھا قسم سے

ہم نے اس کے ہاتھ پہ ہاتھ مارا اور ہنسنے لگی..... پر جلد ہی ایمیل کو دیکھ اس
..... کی ہنسی کو بریک لگا

کارایمل کیوں تم اتنی چھوٹی چھوٹی باتوں پہ آنکھوں میں آنسو بھر لیتی
..... ہو

یار جانتی ہوناں تمہارا اور بھائی کا نکاح کن حالات میں ہوا ہے اور اگر تم
بھائی کو اپنی موجودگی کا احساس نہیں دلاؤ گی تو ساری زندگی بھائی تمہیں
..... اگنور کرتے رہیں گیں

ہما تم نے دیکھاناں ہمیں دیکھتے ہی ان کے چہرے پہ جو ناگواری آئی اس
نے ہمارا دل توڑ دیا..... ہم ان سے بہت محبت کرتے ہیں پر وہ ہم سے
..... نفرت کرتے ہیں نا جانے کیوں اس نفرت کی ہمیں وجہ تک نہیں پتا
..... ایمل کی آنکھوں میں اب بھی آنسو تھے

اششش چپ ایسا نہیں ہے کہ بھائی کو تم سے نفرت ہے کیوں کہ فضول
..... سوچیں پال رکھی ہیں اور اپنے رشتے کو وقت دو یار
نا جانے آج کیسے ہما کہ منہ سے اتنی سمجھداری والی باتیں نکل رہی تھی ورنہ
..... وہ ہمیشہ اوٹ پٹانگ باتیں ہی کرتی تھی

اپنی محبت سے بھائی کو قائل کرو آخر کب تک وہ محبت کے بدلے نفرت
..... دیں گیں

اس لیے اب تمہیں جو بولا ہے وہ کرو اور بھائی کی چھوٹی چھوٹی باتوں پہ
مایوس نہ ہوا کرو... قسم سے تم ناں مایوس بالکل بھی اچھی نہیں
..... لگتی..... اس کی بات پہ ایمیل مسکرائی

کچھ دیرے ک وہ تینوں اک مہنگے ریسٹورنٹ میں بیٹھے کھانا کھا رہے
..... تھے

ضاو یار کب سے نوٹ کر رہا تھا کہ ایمیل ہر دو تین منٹ میں اسے بار بار
.... دیکھتی ہے اور جب وہ نوٹس کرتا ہے تو انجان بن جاتی ہے
ایمیل کی حرکتیں اسے سخت زہر لگ رہی تھی..... اسی وجہ سے وہ اس کی
..... شکل تک دیکھنا پسند نہیں کرتا تھا

کھانا آیا تو تینوں اب کھانا کھا رہے تھے..... اس دوران ہما اور ضاو یار باتیں
کر رہے تھے جبکہ ایمیل بس خاموشی سے ان دونوں کو سن رہی

تھی..... وہ ویسے بھی ہما کی نسبت کافی خاموش مزاج کی
..... تھی

ضاو یار تو کھانا پہلے ہی کھا چکا تھا پر ان دونوں کی وجہ سے اب تھوڑا بہت کھا
رہا تھا..... ہما اور ایمیل دونوں کو بہت بھوک لگی تھی اسی وجہ سے وہ
..... دونوں بہت چائو سے کھانا کھا رہی تھی

ضاو یار کو ایمیل کو دیکھنا جانے کیوں اک عجیب سی چڑھورہی
..... تھی

..... بھائی آپ کل ہمارے ساتھ واپس چلو گے کیا گائوں
..... ہما نے نوالہ منہ میں لیتے ہوئے کہا

نہیں ہما.. میرا اک بہت ضروری کیس ہے اس کی انویسٹیشن ابھی چل رہی
..... ہے ہو سکتا ہے اس منتھ میں گھرنہ آسکوں

ضاو یار کی بات پہ ایمیل کا دل بجھ سا گیا..... پر بھائی ماما آپکا ویٹ کر رہی
..... تھی اور دانی بھائی اور سلطان بھائی بھی آپکا پوچھ رہے تھے

جی جانتا ہوں پر ضروری کام ہے ناں... کیس نمٹا کر اک ویک کے لیے
..... آؤں گا

..... اچھا بھائی ویسے

..... اءءء ہسیہہ کیا کیا اپنے

ہما بھی بات کر رہی تھی جب ویٹر کے ہاتھ سے کوک اس کے بازو پہ گر
..... گئی

... زیادہ کوک نہیں گری تھی پر بازو کی جگہ سے کپڑے خراب پوگئے تھے
ایم سوری میم میں نے جان بوجھ کر نہیں کیا اچانک پتا نہیں کیسے ہاتھ سے
..... چھوٹ گئی

.... وہ بیچارہ ویٹر خود بہت گھبرا گیا اور جلدی جلدی معذرت کرنے لگا
..... اٹس اوکے کوئی بات نہیں... آپ جائیں اور دوسری لے آئیں
..... ضاویار کے کہنے پہ وہ ویٹر شکریہ ادا کرتا دوبارہ کوک لانے چلا گیا
..... بھائی میں اک منٹ یہ دھوکے آئی

ہما ضاویار کو بولتی واش رومز کی طرف چلی گئی..... پیچھے ایمل بیٹھی گھبرا
رہی تھی وہ اسے روک بھی نہیں پائی کہ مجھے اکیلا چھوڑ کے مت
جائو.....

..... ضاویار کے چہرے پہ اب اطمینان تھا
..... ارے رک کیوں گئی کھانوں کا کھانا
..... ایمل کے ہاتھ پہ فورک کی گرفت ہلکی ہوئی تو ضاویار بول پڑا
..... جججی کھا رہی ہوں بس وہ پانی چاہیے تھا تو اس
تو کیا مجھ سے امید رکھ رہی ہو کہ تمہیں پانی دوں؟؟؟
..... ضاویار نے غصہ دباتے ہوئے کہا
..... نہیں میں خود لوں گی بس وہ

ہاں خود ہی لینا کیونکہ مجھے میرے بابا کی طرح ہر گز نہ سمجھنا جو یوں ایرے
غیروں کے نکھرے اٹھاتے ہیں..... نہ جاننا پہچان اور آ جاتے ہیں
..... دوسروں کے گھر مفت روٹیاں توڑنے

ضاو یار کے لہجے میں زہر ہی زہر تھا..... وہ سیدھا اس کے چہرے کی
طرف دیکھ کر بات کر رہا تھا جبکہ ایمل کبھی اپنی انگلیوں کو دیکھتی تو کبھی
اسے.....

..... ضاو یار کی بات پہ اس کی آنکھوں میں آنسو آگئے
نابی بی میرے سامنے یہ ڈرامے ہر گز نہ کرنا ان مگر مجھ کے آنسوؤں کو دیکھ
..... کر میرے بابا پگھلتے ہیں میں نہیں

..... اور روتو ایسے رہی ہو جیسے میں کچھ جھوٹ بول رہا ہوں

نہیں پل رہی کیا تم ہمارے ٹکڑوں پہ کیا؟؟؟

..... وہ اسکی آنکھوں میں دیکھ کہ سوال کر رہا تھا

..... ادھر دیکھو یہ ڈرامے مجھے پسند نہیں ہیں

ایمل نے اپنے آنسو صاف کرنے چاہے تو ضاو یار نے اس کا ہاتھ زور سے

..... جھٹک دیا

ناجانے کب تم سے جان چھوٹنی تھی پر پھر بابا کو اپنے بس میں کر کے ساری
زندگی کے لیے میرے سینے پہ مونگ دلنے کے لیے بیٹھ گئی.....
ویسے بندے میں کوئی عزت نفس بھی ہوتی ہے پر لگتا ہے تم سے اسکا دور
....دور تک کوئی واسطہ نہیں

ہما تو میری بہن ہے وہ آگئی میرے ساتھ کھانا کھانے تم۔ کیوں منہ اٹھا کہ
..... ہمارے ساتھ آئی ہو

تمگارے باپ نے کوئی پیسے نہیں دیے جو حویلی میں بھی تمہیں کھاتے
..... رہیں اور یہاں بھی تم پہ خرچہ کریں

..... ضاویار آج کافی دنوں کی بھڑاس نکالنے کے موڈ میں تھا
ایمل کو ایسا لگ رہا تھا جیسے کوئی اس کے دل کو ہزاروں ٹکڑوں میں کاٹ رہا
..... ہو..... اتنی زلت

.... وہ خاموشی سے کرسی کھسکا کہ وہاں سے جانے لگی

اب بیٹھو ادھر ورنہ تمھاری وجہ سے ہما کھانا نہیں کھائے گی اور یہ آنسو اگر

..... ہما کے سامنے باہر آئے تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا

ضاو یار کی بات پہ ایمل خاموشی سے بیٹھ گئی پر اب اس کے گلے سے اک

..... نوالہ بطنی نہیں اترنا تھا

اپنے آنسو کو صاف کرتی وہ یتیم خود ہی اپنی تکلیف کو کم کرنے لگی..... ہما

کچھ دیر بعد آئی تو ایمل نظریں جھائے بیٹھی تھی فارک اب بھی اسکے ہاتھ

.... میں تھا پر اب وہ کھانا نہیں کھا رہی تھی

ایمل تم۔ کھانا کیوں نہیں کھا رہی راستے میں تو بہت بول رہی تھی کہ بہت

..... بھوک لگی ہے اور اب کھا ہی نہیں رہی

..... ہما نے اپنی کرسی پہ بیٹھتے ہوئے کہا

..... نہیں وہ میں نے کھا لیا بہت جب تم واش روم میں تھی ناں تب

..... پرا بھی

ہما تم چھوڑوا سکو یہ بتاؤ کہ امی کیسی ہیں میں نے کال کی تھی پر کچھ پریشان
..... لگ رہی تھی

ضاو یار نے جان بوجھ کر اپنی باتیں شروع کر دی جس کا مقصد اس کے توجہ
..... ایمیل سے ہٹانی تھی

..... ہما آپ کھانا کھا کے انو میں باہر گاڑی میں آپ کا ویٹ کر رہی ہوں
..... ایمیل اتنا بول کہ بغیر اس کی کچھ سنے باہر چلی گئی

ضاو یار کی نگاہوں نے ناچاہتے ہوئے بھی اس کا پیچھا کیا تھا..... اسے
..... اب اندازہ ہو رہا تھا اپنی باتوں کی تلخیوں کا

وہ جانتا تھا کہ ایمیل اب بھی بھکی ہی ہے کیونکہ اس کے اک دو نوالے
..... کھانے کے بعد وہ اسے اپنی باتوں کا زہر پلا چکا تھا



ضاو یار کھانا کھانے کے بعد بل پے کر رہا تھا جب ہما ایمیل کے پاس چلی
گئی....

..... اس کی توقع کے مطابق وہ پچھلی سیٹ پہ بیٹھی رو رہی تھی
اب رونے کا کیا فائدہ جب کچھ بولنا تھا تو تم منہ بند کیے بیٹھی تھی.... ہمانے
..... فرنٹ سیٹ پر بیٹھتے ہوئے کہا اور پانی کی بوتل ایمیل کو تھمائی
ہما ہم کیا بولتے انھوں نے ہمیں اتنی ساری باتیں سنا دی ہمیں بہت تکلیف
ہوئی اور کچھ سمجھ بھی نہیں آئی..... ایمیل سو سوں کرتے ہوئے پانی
..... پہ رہی تھی

ایمل یار تم بھائی کو بولتی ناں کہ تم ان کی ذمہ داری ہو ان کی بیوی.... یار
میں تمہیں کیسے سمجھائوں کہ ے م بھائی کے سامنے اپنی بات رکھ
..... سکو

..... ہمارے اپنا ماتھا دیا
ہم ان کو کبھی کچھ نہیں بول سکتے وہ شوہر ہیں ہمارے تمہیں ہمیں کچھ بھی
..... سمجھانے کی ضرورت نہیں ہے

.... ایمل نے بے رخی سے کہا اور کھڑکی سے باہر دیکھنے لگی
اب مجھ پہ کس بات کا غصہ ہے.... ہمارا اس کے انداز سے پتا چل چکا تھا کہ
.... میڈم اب اس سے بھی ناراض ہیں
تم کیوں گئی واش روم تمہیں پتا تھا ناں کہ ہم ان کے ساتھ اکیلے وہاں
..... نہیں بیٹھ سکتے

او گاڈ اب اس میں میری کیا غلطی اگر ویٹر نے میرے کپڑوں پہ کوک گرا
..... دی تھی

....ہما اب خود حیران تھی

....مزید ایمیل کچھ بولتی کہ ضاویار گاڑی کے پاس آگیا تھا

....اب دونوں خاموش ہو گئی تھی

ایمیل گاڑی سے باہر دیکھ رہی تھی جہاں ہوا چلتی اس کے بالوں کی لٹوں کو
.....اڑا رہی تھی

ہما آپ نے اس کریم کھانی ہے کیا؟؟؟

....ضاویار کی گھمبیر آواز گاڑی میں گونجی

نہیں بھائی شکریہ.....ہمانے مختصر سا ہواب دیا اور وہ بھی گاڑی سے باہر
....تیز چلتے منظروں کو اپنی آنکھوں میں قید کرنے لگی

....ضاویار نے ہلکا سا جھکتے ہوئے شیشے سے ایمیل کے چہرے کو دیکھنا چاہا

وہ دیکھنا چاہتا تھا کہ اس کے صرف ہما سے پوچھنے پر اس کے چہرے پہ کیا دکھ
آیا پر اسے وہ اپنی کی گئی بات اے بالکل بے گانہ لگی.....تو اس نے

....ضاویار کی بات پہ غور نہیں کیا

..... غصے سے ضاویار کی سٹیرنگ پہ گرفت مضبوط ہو گئی

ناجانے وہ کیا چاہتا تھا..... اسے سکون سے رہنے بھی نہیں دیتا تھا اور اس

..... کا خود سے لا پر واہ ہونا بھی اسے غصہ دلارہا تھا

..... رات کے تقریباً دس بجے وہ تینوں گھر پونچھے

ایمیل اور ہما خاموشی سے اک کمرے میں چلی گئی۔ ضاویار بھی گاڑی پاتک

..... کرتا اپنے کمرے میں سونے کے لیے چلا آیا

بار بار اسے ایمیل پہ غصہ آرہا تھا... اگر ہمانہ ہوتی تو وہ اب تک حساب برابر

..... کرچکا ہوتا



..... آئیے آئیے برخوردار

ارے ارے رک کیوں گئے آئیے یہ آپکا اپنا ہی گھر ہے..... سلطان کو

..... لائونج میں داخل ہوتے دیکھ دائود صاحب نے تنز کیا

سلطان نے ان کی بات پہ اپنے کانوں کو رگڑا..... اس کی یہ حرکت
..... دائود صاحب کو غصہ دلا گئی

کبھی جوان کا یہ بیٹا انسانوں کی طرح بیہیو کرے پر نہیں نا جانے کیوں اسے
..... ایسے گندہ بننے کا کیا شوق تھا

ارے رہنے دیں ناں ابھی کھانے کے وقت کیوں کوئی بد مزگی پیدا کرنا چاہ
..... رہے ہیں

..... زلیخا بیگم بیچ میں بول پڑی

وہ جانتی تھی اگر یہ دونوں باپ بیٹا بھی لڑنا شروع ہوئے تو کوئی بھی سکون
..... سے کھانا نہیں کھا پائے گا

ارے سمجھاؤ اپنے اس نواب زادے کو نہ جانے کیا سمجھ رکھا ہے اسنے خود
کو آج میرے پاس اک آدمی آیا تھا..... بول رہا تھا کہ آپ کے بیٹے
سلطان نے میرے بیٹے کی دکان پہ ہاتھ پائی کی جسکی وجہ سے اس کا اتنا

نقصان ہو گیا..... خود تو یہ نواب زادہ کچھ کرتا نہیں ہے اور چلا ہے

..... دوسروں کی روزی روٹی چیننے

دائود صاحب کی بات پہ سلطان کا چہرہ غصے سے لال ہو گیا آخر کون تھا وہ
جس نے سلطان چودھری کی شکایت لگائی تھی... کون تھا وہ جس کے منہ
..... میں ایسی زبان آئی تھی

اس اے پہلے کہ دائود صاحب مزید کوئی بات کرتے سلطان غصے سے وہاں
..... سے باہر نکل گیا

سلطان کا چہرہ غصے سے لال ہو رہا تھا..... وہ چاہتا تھا کہ وہ جو بھی کرے
کبھی کوئی بندہ اس کے خلاف منہ نہ کھولے اور یہاں یہ آدمی پوری کی پوری
..... سٹوری سنا گیا تھا

اپنی گاڑی پہ بیٹھا اب وہ اپنے سب سے قریبی دوست حسنین کو کال کر رہا
..... تھا

کدر ہے تو؟؟؟

ابھی یار آج میں جلدی سو گیا تھا پر لگتا ہے تجھے یہ منظور نہیں اسی وجہ سے تو
..... کالیں کر رہا ہے

..... بکو اس نہ کر اور جلدی اڈے پہ پہنچ

..... جلدی کر

اس م

کی آواز میں شامل غصے کو محسوس کر کے حسنین نے مزید کوئی بات نہیں
..... کی

..... کچھ دیر تک وہ دونوں اڈے پہ بیٹھے سگریٹ پھونک رہے تھے

یار تو اس میں اتنی ٹینشن لینے والی کیا بات ہے چھوٹی سی بات پہ تو اتنا غصہ ہو

.... رہا ہے اس اسلم کے بیٹے نوید کو تو میں دیکھ لوں گا

سلطان نے جب ساری بات حسنین کو بتائی تو اسے اس بات میں اتنی بڑی

.... وجہ نظر نہیں آئی جسکی وجہ سے سلطان اتنا پریشان ہو رہا تھا

نہیں حسنین تو بات نہیں سمجھ رہا.... بات اتنی چھوٹی سی بھی نہیں
..... ہے

جانتا ہے ناں تین سال پہلے جب ہم نے ابراہیم مختیار کے بیٹے کو مارا تھا تو
..... کیسے وہ میرے باپ کے پاس پہنچ گیا تھا

دوسری بار سارے گائوں کے سامنے جب اسے مارا تو آج تک کسی نے کوئی
..... شکایت بابا تک نہیں پہنچائی

آج جب یہ بات بابا تک پہنچی ہے تو بابا غصہ ہو گئے خیر مجھے اس بات سے
کوئی فرق نہیں پڑتا پر اس شکایت سے مجھے اندازہ ہو رہا ہے کہ اس گائوں
میں میری دہشت کم ہو گئی ہے.... اب مجھے کچھ بہت بڑا کرنا ہو گا جس سے
..... اس گائوں کے ہر آدمی کا دل تھر تھر کانپ جائے

.... سلطان کی آنکھوں میں اس وقت صرف شیطانیت ناچ رہی تھی
..... پر سلطان یار ہم کریں گے کیا

..... حسنین کی آنکھوں میں اب بھی سوال تھے

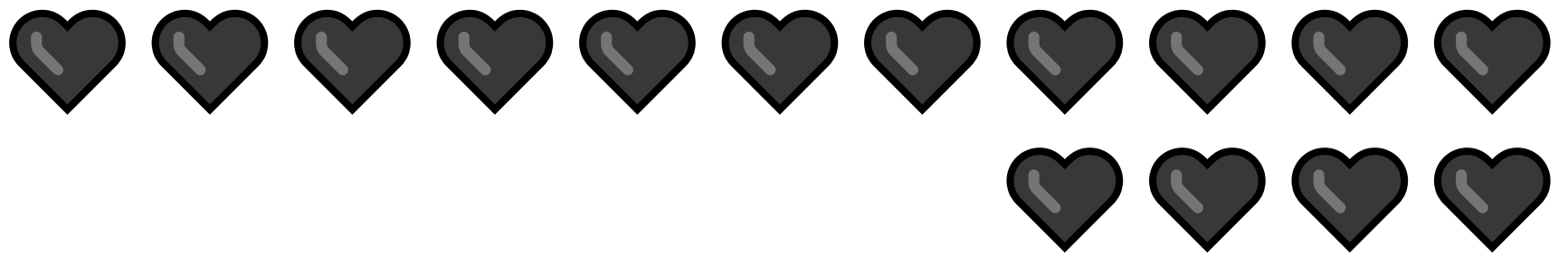
بس تو یہ کر کہ اس نوید اور اسکے باپ اسلم پہ نظر رکھ ان کے بارے میں
مجھے ہر ایک بات پتا ہونی چاہیے اک دو دن تک میں ان کو بتائوں گا کہ ان کا
..... انجام کیا ہوتا ہے جو سلطان چودھری سے پنگا لیتے ہیں

سلطان نے گلے میں پہنے اک کالے دھاگے کو منہ میں گھماتے ہوئے کہا
..... اور حسنین نے سگریٹ لے کہ پینے لگا

دونوں دوستوں کی اب رات اسی اڈے پہ گزرنی تھی.. یہ اڈا سلطان کا
تھا..... جہاں آوارہ لڑکے جنھیں وہ اپنی گینگ میں شامل کرتا تھا اور ان
اے اپنے کام نلکواتا تھا وہ بھی ہوتے تھے..... بے شک یہ
اک عجیب سی جگہ تھی پر یہاں پہ کوئی غیر قانونی کام نہیں کیا جاتا تھا.....
اور کہی نہ کہی اسکی وجہ ضاویار تھا کیونکہ اسنے صاف صاف سلطان کو بولا تھا
کہ اگر مجھے کبھی تمہارے بارے میں یہ خبر ملی کہ ے م کوئی غیر قانونی کام
..... کرتے ہو تو اک منٹ نہیں لگائوں گا تمھیں سزا دینے میں
..... بھائی کوئی لڑکا ملنے آیا ہے

سلطان اور حسنین کوئی بات کر رہے تھے جب اک لڑکا اسکے پاس آیا اور
..... اسے کسی کے آنے کی اطلاع دی

..... جائو اسے بٹھائو ہم آتے ہیں



رات کے تقریباً دو بج رہے تھے جب ضاویہ کی آنکھ کھلی..... اچانک
..... اسے شدت سے پیاس محسوس ہوئی

چونکہ اسے بہت کم کبھی رات کو پیاس محسوس ہوتی تھی اسی لیے وہ اپنے
..... کمرے میں. کوئی جگ پانی کا نہیں رکھتا تھا

..... چیل پہنے وہ اپنے کمرے سے باہر آیا اور سیدھا کچن میں چلا گیا

..... پر سامنے کا منظر دیکھ اس کی آنکھیں جیسے کھلی کی کھلی رہ گئی

سامنے ہی ایمل ہلکی سی شرٹ جو ایسی تھی کہ اسکا سارا سراپہ واضح کر رہی

.... تھی اور ٹراپوز رکھلا سا تھا

شرٹ بہت چھوٹی سی تھی وہ ہلکی سی جھک کہ نجانے کیا کر رہی تھی جب
..... اس کی کمر سے شرٹ اٹھ چکی تھی

چونکہ اس کے سلیپنگ سوٹ کا رنگ بلیک تھا اسی وجہ سے دودھیا کمر بالکل
..... واضح ہو رہی تھی

ضاویار بغیر آواز کیے آگے بڑھا تو دیکھا کہ وہ نوڈلز کا سوپ اک بانول میں
..... نکال رہی ہے

اور نوڈلز کو ایک پلیٹ میں نکال رہی ہے..... کیا کر رہی ہو اس
وقت یہاں؟؟

اچانک خاموش فضا میں ضاویار کی گھمبیر آواز گونجی تو ایمیل کے ہاتھوں سے
..... برتن نیچے گر گیا

.....و۔۔وہ میں نوڈلز بنا رہی تھی

..... ایمیل کو لگ رہا تھا کہ آج اس نے نہیں پچنا

کس سے پوچھ کر تم اس وقت جاگ رہی ہو؟؟

وہ وہ اچانک آنکھ کھل گئی تھی سچی میں اور بھوک لگ رہی تھی تو اسی لیے
..... میں نو لڈز بنانے لگ گئی

..... ایمیل نے نظریں جھکاتے ہوئے کہا

اس وقت ضاویار کے سامنے وہ جس حالت میں کھڑی تھی شرم سے اس کا
برا حال ہو رہا تھا۔ اس کے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہیں تھی کہ ضاویار
..... اس وقت جاگ جائے گا

..... اس کی بات کو نظر انداز کر کے ضاویار کو لڑ سے پانی نکالنے لگا

.... ایمیل خاموشی سے وہاں سے نکلنے لگی

رکو.... دروازے بے پاس اسے یہ پکار سنائی دی اس کی حالت ایسی تھی کہ
..... ابھی رونے لگے گی

..... جی..... واپس لڑتے ہوئے اس نے نظریں جھکاتے ہوئے کہا

یہ جو کچھ بنایا ہے اسے کون کھائے گا۔ مفت میں نہیں آتا یہ سب جو تم یوں
..... بنا کہ بغیر کھائے اسے ضائع کرنے کے موڈ میں ہو

ایمل خاموشی سے اگے بڑی اور ماربل سے نوڈلز والی پلیٹ اٹھا کہ ٹیبل پہ
..... بیٹھی کھانے لگی

..... بھوک تھی کہ سر پہ چڑھ کہ ناچ رہی تھی

..... ضاویار بھی اسی کے پاس کر سی پہ بیٹھ گیا اور اسے دیکھنے لگا

ایمل کی رہی سہی ہمت بھی جواب دے گئی..... میں کمرے میں جا کر
کھالوں.... ایمل کی مری مری سی آواز ضاویار کے کانوں کے پاس
..... پہنچی

..... کیوں یہاں کیا مسئلہ ہے جو تم کمرے میں جا کر کھاؤ گی

..... نہیں وہ بس گرمی لگ رہی تھی اس لیے

..... ایمل نے بہانا بنایا

کیوں چادر تو تم نے اوڑھی نہیں ہے ہلکا لباس پہنا ہے پھر بھی گرمی لگ رہی
..... ہے

ضاو یار کی بات پہ ایمل کے گال تپ گئے..... ہاتھ سے وہ

..... چہرے پہ آیا پسینہ صاف کرنے لگی

..... جلدی کھائو

..... ضاو یار نے رعب سے کہا تو وہ جلدی جلدی کھانے لگی

کہاں وہ ہر وقت ضاو یار کی اسٹینشن پانا چاہتی تھی..... ہر وقت اس کے لیے

اسٹینشن سیکر بنی رہتی تھی اور آج جب وہ زرہ سی توجہ دے رہا تھا تو اس سے

..... اپنا آپا سنبھالا نہیں جا رہا تھا

جب اس نے سارے نوڈلز ختم کیے تو ضاو یار نے خود ہی پلیٹ اٹھالی اور

.... اسے دھونے لگا

..... ضاو یار آپ رہنے دیں میں دھوتی ہوں

..... ایمل نے جلدی سے اٹھتے ہوئے کہا

پر ضاو یار نے پلیٹ دھو کے سٹینڈ پہ رکھی اور اس کا بازو تھامتے ہوئے اپنے

..... کمرے میں لے آیا

... ضاویار کیا ہوا.... چھوڑیں مجھے کہاں

وہ مزید بولتی کہ ضاویار کی لال آنکھیں دیکھ کہ اسے کچھ غلط ہونے کا

..... احساس ہوا

ضاویار نے اسے اپنے کمرے میں لا کہ چھوڑا اور دروازہ بند کرنے لگا

.....

..... ایمیل کی تو جیسے جان نکلنے لگی

..... ضاویار اس سے پہلے کہ وہ مزید بولتی ضاویار اسکے لبوں پہ جھک گیا

ایمیل کی تو جان ہوا ہونے لگی..... یہ سب اتنی عجیب سی سیچوئین بن چکی

..... تھی کہ اسے کچھ بھی سمجھنے کا موقع نہیں مل رہا تھا

ضاویار نے اسے کمرے سے پکڑا تو ہاتھ سیدھا اس کی شرٹ کے اندر گھس

..... گئے

ضاویار بہت زیادہ جھک کہ اسے کس کر رہا تھا کیونکہ ان کی عمروں کے

..... ساتھ ساتھ قد میں بھی کافی فرق تھا

زیادہ جھکنے کی وجہ سے ایمیل کو لگ رہا تھا کہ وہ نیچے گر جائے گی تبھی جلدی
..... سے اسے کندھوں سے تھاما

ضاویار کو اتنا سکون محسوس ہو رہا تھا..... یہ سچویشن اس کے لیے عجیب نہ
تھی کیونکہ وہ بہت سوچ سمجھ کر اس کے قریب آیا تھا پر اب اس کے لبوں
پہ جھکا وہ اب بھول رہا تھا... وہ یہ بھول رہا تھا کہ یہ وہی لڑکی ہے جس سے
..... اسے ہمیشہ سے بہت چڑ تھی

..... اس وقت وہ بس اس کے ہونٹوں کو کھا جانا چاہتا تھا
..... ایمیل کندھے سے تھامے اسے پیچھے دھکیل رہی تھی
اس کی مزاحمت ضاویار کا دماغ گھما گئی..... ضاویار نے اس کے لبوں
..... کو آزادی دی اور تیزی سے اس کے گالوں پہ کاٹا
..... سی..... اک ہلکی سی کرا ایمیل کے منہ سے نکلی
..... وہ سمجھ چکی تھی کہ یہ اسے مزاحمت کرنے کی سزا ملی ہے

اسے خود پہ بہت غصہ آیا۔ کیا ضرورت تھی اسے روکنے کی جب وہ خود اپنی
انا کو مار کر اسکے قریب آ رہا تھا اور اب وہ خود اسے پاس نہیں آنے دے رہی
..... تھی

اسے اب اپنی غلطی کا احساس ہو رہا تھا..... اس سے ان کا رشتہ مزید
.... قریب ہو جاتا

وہ اب نظریں جھکائے مجرم کی طرح کھڑی تھی..... ضاویا نے اسے غور
سے دیکھا..... اس روپ میں وہ اسے سیدھا اپنے دل میں اترتی ہوئی
..... محسوس ہو رہی تھی
..... ضاویا پھر سے بہکنے لگا

دوبارہ سے اگے ہوتے ہوئے اس نے ایمیل کو کمر سے تھاما..... اس بار
... ایمیل نے اسے کندھوں سے تھاما اور خود کو اس کے قریب کر لیا
ایمیل کا جسم کانپ رہا تھا..... ڈر شرم اس پہ ہاوی ہو رہا تھا..... یہ
..... سیچو نیشن اس کی سمجھ سے بالکل باہر تھی

ضاو یار نے انگلی سے اس کے دونوں لبوں کو جدا کیا اور پھر سے جھک گیا.....

بے شک ایمل اسکا ساتھ نہیں دے رہی تھی پر وہ اب مزاحمت بھی نہیں کر رہی تھی.....

..... ضاو یار جیسے پاگل سا ہونے لگا

اس کی سیچو نمیشن کسی ایسے کی جیسی تھی جسے اس وقت کسی چیز کا ہوش نہیں تھا.....

ضا۔۔۔ ضاوی سان۔ سانس نی۔ نہیں..... ٹوٹے پھوٹے الفاظوں میں ایمل نے اسے اپنی سانس کا حال سنایا تو وہ ہونٹوں کا آزادی دے کہ اس کی گردن پہ جھک گیا.....

..... وہاں پہ زور سے بائیٹ کرتا وہ ایمل کے ہوش اڑا گیا

ایمل جلدی سے اس کے سینے سے چھپک گئی..... اس کے سینے سے لگی وہ..... گہرے گہرے سانس بھر رہی تھی

ضاو یار کس جلدی سے اپنی بے اختیاری کا احساس ہوا پر اب کوئی فائدہ نہ
..... تھا

اس نے جھک کر ایمیل کی آنکھوں میں دیکھا تو اسے اپنی سنگین غلطی کا
.... احساس ہوا

اس کی آنکھوں میں اپنے لیے واضح محبت وہ دیکھ سکتا تھا.... اس کی
آنکھوں میں اٹڈ آنے والے وہ ننھے ننھے خواب، اس کا شرم سے ہوتا لال
..... چہرہ

اس سے پہلے کہ وہ کچھ بولتا ایمیل مسکراتے ہوئے کمرے سے باہر بھاگ
..... گئی

ضاو یار وہی اپنا سر تھا مے بیڈ پہ بیٹھ گیا..... وہ تو بس اسے سزا دینے
کے لیے اس کے لبوں پہ جھکا تھا تا کہ دوبارہ وہ کبھی ایسے ڈریسز میں باہر نہ
..... گھومے اور اس چکر میں اب وہ کیا کر بیٹھا تھا

ہر بار وہ جان بوجھ کر تلخ باتیں کر کے اسکا دل توڑتا تھا تاکہ اسکے دل میں اس
رشتے کو لے کر کوئی امید نہ جاگے اور آج خود وہ اسے خوبصورت مستقبل
..... کی امیدیں تھما چکا تھا

..... وہ کیوں خود پر سے اپنا اختیار کھو چکا تھا

نہیں..... میں اسے کوئی امید نہیں دوں گا..... مجھے کل ہی اس کی یہ
..... خوش فہمی دور کرنی ہے

اب نا جانے دل میں وہ کیا پلین کیے صبح کا انتظار کر رہا تھا کیونکہ اتنا تو تہہ تھا
..... کہ صبح تک اسے نیند نہیں آنی تھی

جبکہ دوسرے کمرے میں موجود ایمیل کا دل جیسے آج خوشی سے پھوٹنے
..... والا تھا

..... ضاویار کا خود سے اسکے قریب آنا اسے جیسے اک امید سے گیا تھا
میں جانتی تھی ضاویار آپ کا دل بھی مجھے چاہتا تھا پر آپ مانتے نہیں تھے پر
..... دیکھیں آج سب سامنے اہی گیا

..... خود سے ہی سوچتی وہ خوبصورت خواب دیکھنے لگی
..... ناجانے صبح اسکے لیے خوبصورت ہونی تھی یاد ترین بد صورت

..... میم اپکا ناشتا تیار ہے آجائیں ناشتا کرنے کے لیے
کائنات کے کمرے کا دروازہ کھلا ہونے کی وجہ سے اس کی ملازم بغیر
..... اجازت کے اس کے کمرے میں داخل ہوئی
تمہیں تمیز نہیں ہے بغیر ناک کہ تم میرے کمرے میں کیوں
..... گھسی

کائنات جو کہ اپنا لپٹا پٹا کھولے بیٹھی تھی اچانک کسی کے کمرے میں
آنے سے ڈر گئی..... سامنے اپنی ملازم کو دیکھ اسے غصہ آیا جو اس
..... نے اپنی ملازم پہ اتارنا شروع کر دیا

سوری میڈم آپکے کمرے کا دروازہ کھلا تھا تو مجھے لگا کہ آپ جاگ گئی ہوں
گی ناشتے کا بول لیتی ہوں..... ملازم نے نظریں جھکائے
..... کہا

تو اگر کمرے کا دروازہ کھلا ہے تو تم تب بھی منہ اٹھا کر کمرے میں اجائو
گی..... تب بھی بندے کو ناک کرنا چاہیے.. جائواب کھڑی میرا منہ کیا
..... دیکھ رہی ہو... نکلوا بھی ادھر سے

.... کائنات کا اتنا بولنا تھا وہ ملازم جلدی سے بھاگتی ہوئی کمرے سے نکل گئی
..... کائنات نے دوبارہ اپنی نظریں لیپ ٹاپ کی طرف کر دی
وہ سیکریٹری پاکستان جانے کی پلینگ کر رہی تھی..... اسکا مقصد پاکستان جا
کر اپنے بھائی بابا کو سرپرائیز دینا تھا..... پر وہ اس بات سے بالکل بے خبر
تھی کہ اسکے اک اک قدم کا شمس کو پتا تھا.... وہ جو اپنے پورے علاقے یا
یوں کہا جائے شہر کی انفارمیشن رکھتا تھا وہ کیسے اپنی جان سے پیاری بہن سے
..... بے خبر رہ سکتا تھا



ہاں حسنین کیا خبر ہے کچھ پتا چلا اس نوید کا؟؟؟؟؟

..... سلطان نے تکیے کو بیڈ کے سرہانے سیٹ کر کے کہا

سلطان یہ نوید ماں باپ کا اکلوتا بیٹا ہے دو بہنیں ہیں اور باپ چھوٹی موٹی

..... سبزی کی دکان کرتا ہے

..... ماں گھر پہ ہی ہوتی ہے..... اور ہلکی پھلکی زمینیں ہیں

یار یہ تو نارمل انفارمیشن ہے کچھ ایسا اس میں نہیں ہے جس سے میں اس

..... نوید اور اسکے باپ کو سبق سکھا سکوں

..... سلطان نے اپنے بازو پہ بنے ٹیٹوپہ ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا

ہاں جانی اک بات کچھ خاص ہے..... اس لونڈے کا چکر اشفاق کی بیٹی

..... سے چل رہا ہے

حسنین کی بات پہ سلطان کے لب مسکرائے..... یہ کی ناں تو نے کام
..... کی بات اب تو دیکھتا جاہم کیا کرتے ہیں

پر سلطان اس کی عاشقہ سے تجھے کیا کام..... حسنین واقعی کچھ الجھن کا
شکار تھا..... بس یار اب تو دیکھتا جا..... پھر سلطان اسے اپنا پلین
بتاتا گیا..... اس کی باتیں سن کے حسنین بھی مسکرایا..... جیسا بھی تھا
اب وہ دونوں بہت غلط کرنے کا سوچ رہے تھے جس سے کوئی اور تو نہیں پر
..... اک لڑکی کی زندگی بہت متاثر ہونے والی تھی

چل تو مجھے اڈے پہ مل مزید ساری پلیننگ وہی کرتے ہیں اور کل کے کل
..... ہی ہمیں اپنے پلین کو عملی جامہ پہنانا ہے
ٹھیک ہے چل جانی میں ابھی آیا..... حسنین جلدی سے ڈیرے کے لیے
..... نکل گیا

..... سلطان بیڈ سے اٹھا اور شیشے کے سامنے جا کر کھڑا ہو گیا
..... شیشے پہ دیکھتا اور اپنی پلیننگ کا سوچتا وہ شیطانی ہنسی مسکرایا



..... گڈ مارنے بھائی

ضاو یار جب صبح اٹھ کے کچن میں آیا تو سامنے ہی ہما بیٹھی ناشتا کر رہی
..... تھی

..... گڈ مار ننگ بھائی کی گڑیا

ضاو یار نے اس کے بالوں میں بوسہ دیتے ہوئے کہا..... بھائی آج آپ
..... بہت لیٹ ہو گئے

..... ہما نے سلائس پہ جیم لگاتے ہوئے کہا

جی نہیں آج آپ جلدی جاگ گئی ہو..... ضاو یار نے مسکراتے ہوئے
..... کہا

..... اس کی بات پہ ہما مسکرائی

سر آپکے لیے ناشتالائوں؟؟؟؟؟

ابھی وہ مزید کوئی بات کرتے کہ ضاویار کی میڈ نے ضاویار سے
..... پوچھا

..... جی لے آئیے اور پلیز ایک فل بائل کیجیے گا

..... جی سر..... میڈ نے مودبانہ انداز سے کہا اور کچن میں چلی گئی
ضاویار ایمیل کی غیر موجودگی کو نوٹ کر چکا تھا.... وہ سیدھے طریقے سے
..... اس سے نہیں پوچھ سکتا تھا

اب وہ بیٹھا انتظار کر رہا تھا کہ ہمارے خود ایمیل کے بارے میں
..... بتائے..... پر ہمارے سے بیٹھی اپنا ناشتا کر رہی تھی
بھائی وہ بیٹر پاس کریں... ہمارے ضاویار کو کہی کھوئے دیکھا تو اسے مکھن
..... پاس کرنے کا بولا

..... ضاویار نے اسے بیٹر دیا

کلك کی آواز کے ساتھ دروازہ کھلا اور ایمیل اپنے بال سنواری کمرے سے
..... باہر آئی

ایمل جو ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی سوئی تھی اب اٹھ کے شاور لینے کے بعد
..... باہر آئی تو سامنے ہی نظر اس دشمن جان پہ پڑی

اسے لگا کہ وہ اگلا سانس نہیں لے پائے گی..... ضاویار بھی اسے ہی دیکھ
رہا تھا..... ایمل کو لگا وہ ابھی سو رہا ہو گا پر اسے سامنے دیکھ اب وہ وہی
..... کھڑی اپنی انگلیاں مروڑ رہی تھی

ارے ایمل وہاں کیوں کھڑی ہو آؤناں ناشتا کرو تم نے کل رات کو سہی
..... سے کھانا بھی نہیں کھایا تھا

..... ہمانے اسے وہی کھڑے دیکھ کر کہا

ہما کے کہنے پہ اب وہ گردن جھکائے چھوٹے چھوٹے قدم لیتی کھانے کی
..... ٹیبل کے پاس آئی..... بیٹھو یار کیا تم کھڑی ہو

..... ہمانے کھینچے ہوئے اپنے ساتھ بھٹایا

.... ایمل اپنے بال ٹھیک کرنے لگی

..... ضاویار بھی بیٹھا اب ناشتا کر رہا تھا

ایمل نے جوس کے لیے ہاتھ بڑھایا تو عین اسی وقت ضاویار نے بھی جوس کے جگ کی طرف ہاتھ بڑھایا۔۔۔ دونوں کا ہاتھ اک دوسرے سے مس ہوا.....

.....ایمل نے جلدی سے اپنا ہاتھ کھینچا

.....ضاویار نے گلاس میں جوس نکالتے ہوئے اس کی طرف کھسکایا

.....اور دوسرے گلاس میں جوس انڈھیلتا ہوا خود سپ لینے لگا

بھائی میں اور ایمل آج واپس جائیں گیں.... بابا نے رات کو کال کی تھی

انھوں نے گل چچا کو ہمیں لینے کے لیے بیجھا ہے..... آپ اب سچ سچ

....بتائیں کب تک گھر آنے کا پلین ہے

ہما کے سوال پہ ضاویار نے ایمل سے نظریں ہٹائی اور ہما کے سوال کا جواب

..... دینے لگا

ابھی میرا اک بہت ضروری کیس چل رہا ہے جب تک وہ حل نہیں ہوتا میں

....گھر نہیں آسکتا

اور اس کیس کا مجھے کچھ بھی کنفرم نہیں ہے کہ کب تک یہ کیس ختم ہو
گا.....

..... ضاویار نے جواب دیتے ہی آملیٹ کھانا شروع کر دیا
چلیں بھائی ہم دعا ہی کر سکتے ہیں کہ اپکا کیس جلدی ختم ہو
..... جائے

..... ہمانے لاسٹ بائیٹ لیتے ہوئے کہا
..... ہمممم

..... ضاویار نے بس ہنکار بھرا
ناشتے کے بعد ہما کمرے میں چلی گئی..... میڈ بھی کچن میں اپنے کام میں
..... مصروف تھی

..... ایمیل نے جلدی جلدی ناشتے کرنا شروع کر دیا
..... ناشتے کے بعد میرے کمرے میں آنا
..... ضاویار کی آواز پہ ایمیل نے سراٹھا کے اسے دیکھا

.... ضاویار بھی اسے ہی دیکھ رہا تھا

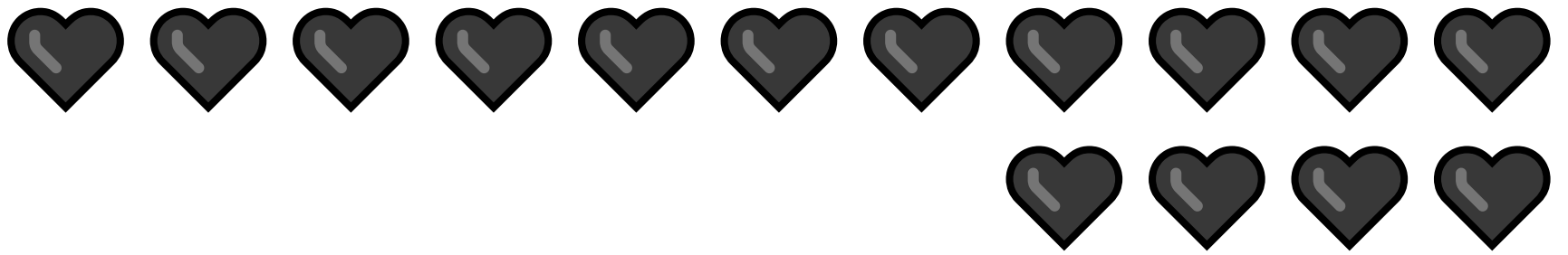
کیا ایسے کیا دیکھ رہی ہو تمہیں ہی بول رہا ہوں..... مجھے تم سے کچھ

..... ضروری کام ہے

اتنا بول کہ ضاویار اپنے کمرے میں چلا گیا..... ایمیل کا مانو اب برا حال

ہو رہا تھا..... وہ کیسے اس کا سامنا کرے گی یوں اکیلے میں اس کے

..... سامنے جانے کا سوچ کر ہی اسکی حالت خراب ہو رہی تھی



..... سر کیا سوچ رہیں ہیں

..... دانیال کو کسی گہری سوچ میں مبتلا دیکھ اس کے سیکریٹری نے پوچھا

..... کچھ نہیں یار بس ایسے ہی

ایسے ہی کیا سرا گر میں آپکی کوئی مدد کر سکتا ہوں تو مجھے خوشی ہوگی کیونکہ
مجھے اندازہ ہے کہ آپ کسی مصیبت میں ہیں یا پھر کوئی بہت بڑی پریشانی ہے
.....اپکو

..... رفیان کی بات پہ دانیال نے اسے گھورا

اب اتنی بھی بڑی کوئی بات نہیں ہے کہ تم اب مجھے یوں تسلی دے رہے
ہو... بس یار بابا نے آج بولا ہے کہ اپنے لیے کوئی لڑکی دیکھو نہیں تو ہم
.... تمھاری شادی اپنے خاندان کی کسی لڑکی سے کر دیں گیں
اور سونے پہ سہاگہ یہ کہ انھوں نے جو لڑکی میرے لیے پسند کی ہے وہ خود
کسی عجوبے سے کم نہیں ہے... یونو وٹ جب میں نے اسے دیکھا اک پل کو
..... میں حیران رہ گیا کہ بابا نے اسے میرے لیے پسند کیا

بائیس تئیس سال کی وہ لڑکی جس نے بالوں کو تیل لگا کہ کھلا چھوڑا ہے اور
..... اتنے عجیب طرح کے اس کے شوز تھے کہ کیا ہی بولوں بس

..... دانیال کی بات پہ رفیان ہنسنے لگا

.....ہاہاہاہاہا سروسے اب کب سے لڑکیوں کے بالوں کو نوٹ کرنے لگے
نہیں یار بس ایسے ہی اسے دیکھا تو خود بخود نوٹ ہو گیا اور وہ لڑکی مجھ سے
ہے بھی بہت چھوٹی..... میں کیسے ایسی اتیمچور لڑکی سے شادی کر
.....سکتا ہوں

.....دانیال نے پاس پڑا پیروٹ گھماتے ہوئے کہا
سروسے مجھے لگتا ہے کہ اپکو اپنے بابا کو صاف صاف منع کر دینا چاہیے کہ
.....آپ اس لڑکی سے ہر گز شادی نہیں کرو گے
رفیان نے اپنی طرف سے اسے سہی حل بتایا..... یار بولا تھا انھیں پر وہ
بولتے ہیں کہ اپنی پسند بتائو پھر..... اب کہاں سے لائوں اپنی پسند کی لڑکی
اتنا وقت کہاں ہوتا ہے کہ یوں کوئی لڑکی پسند کروں..... اور پھر یہ کہ
ہمیں جلدی سے ہوتا پوتی کا منہ دیکھائو..... اب تم ہی بتائو اس بات
.....کا کوئی سینس ہے

ارے بھائی جس یہ ڈیمانڈ ہے تو آپ ضاویار کی رخصتی کروادو پر نہیں

..... ناجانے کیوں میرے پیچھے پڑے ہیں

..... اس کی بات پہ رفیان کھڑا بس ہنسے جا رہا تھا

..... اب تم۔ اپنے دانت اندر کرو

..... دانیال نے اسے دیکھ کے ضبط سے کہا

ویسے سر مجھے لگتا ہے کہ اپکو اپنے بابا کی بات سن لینی چاہیے کچھ دن بعد اپ

اسے سمجھا دیجیے گا کہ بالوں کو تیل لگا کہ کھلا نہیں چھوڑا جاتا..... اتنا بول

..... کہ رفیان تیزی سے بھاگتا ہوا آفس سے باہر نکل گیا

..... دانیال کوئی چیز ڈھونڈ رہا تھا کہ ہاتھ لگے اور اس کمبخت کا سر پھاڑ دوں

اب وہ بیٹھا اسی ٹاپک پہ سوچ رہا تھا پر انسان جتنا بھی سوچے ہوتا تو وہی ہے

جو رب کی ذات چاہے..... اس کے نصیب میں رب نے بہترین ہمسفر

..... لکھی تھی بس اب اس وقت کا انتظار تھا جب ان دونوں نے ملنا تھا



اسے ضاویار نے اپنے پاس بلایا تھا پر وہ نہیں گئی.... ناشتے کے بعد وہ اپنے
کمرے میں چلی گئی اس کا دل بار بار ضاویار کے سامنے جانے سے گھبرا رہا
.... تھا

دماغ بار بار یہ اشارہ دے رہا تھا کہ ضاویار رات کے ان پلوں کو دوبارہ تازہ
.... کرے گا

.... کب سے بیٹھی وہ ٹینشن میں اپنے ناخن منہ میں ڈالے کاٹ رہی تھی
ہم کافی دیر سے اسے نوٹ کر رہی تھی.... یار کیا بات ہے تجھے کوئی بات
..... پریشان کر رہی ہے کیا

..... ہمارے آخر کار اس سے پوچھ ہی لیا

کچھ بھی نہیں یار بس ایسے ہی تجھے فیل ہو رہا ہے..... ایمل نے ہما کو
مطمئن کرنا چاہا یہ پہلی بار تھا جب وہ کوئی بات اس سے چھپا رہی
..... تھی

پھر بھی یار اگر بھائی کی کسی بات کا دکھ ہے تجھے تو تو جانتی ہے نابھائی
..... کو

.... ہما نے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھ کر اسے تسلی دینا چاہی
نہیں ہما وہ بہت اچھے ہیں انھوں نے کوئی بھی ایسی بات نہیں کی.....
بلکہ وہ تو اب میرا بہت خیال رکھتے ہیں..... ایمل نے اپنی طرف سے
..... اسے کچھ کچھ بتانا چاہا

..... یار پلیز جیسے میں جانتی نہیں ہوں
ہما نے منہ بنایا..... ہما سچی میں تجھے پتا ہے رات کو بھی انھوں نے مجھے
..... بہت اچھے سے ٹریٹ کیا..... اور سچ میں

تمہیں میں نے بولا تھا نہ کہ ناشتے کے بعد میرے کمرے میں آنا مجھے تم
..... سے کچھ کام ہے

..... ابھی وہ مزید بولتی کہ ضاویار نے بیچ میں بولنا شروع کر دیا
وہ اس کی ساری باتیں سن چکا تھا اسے لگا کہ اس سے پہلے وہ اسے کچھ زیادہ

..... ہی بتا دے اسے بیچ میں بولنا چاہیے

..... جی وہ میں آنے والی تھی بس ابھی

..... بس ابھی کیا..... کب سے بلایا ہے تمہیں

ہم آپ جلدی سے تیار ہو جائو گل چچا آپ دونوں کو لینے آئے

..... ہیں

ضاویار نے پاس بیٹھی ہمارے کہا اور خود ایمیل کا ہاتھ پکڑے اسے کمرے

..... سے لے گیا

ہما اک پل کو بہت حیران ہوئی..... اس کا بھائی جو ہمیشہ سے ہی ایمل سے
دور رہنا پسند کرتا تھا آج خود اس کا ہاتھ پکڑے اسے اپنے ساتھ لے گیا
..... ہے

اسے واقعی بہت خوشی ہوئی تھی... وہ اپنی دوست کی فیملنگز سے بہت اچھے
سے واقف تھا..... مسکراتے ہوئے اس نے اپنے پکڑے تھامے اور
..... ڈریسنگ روم میں چینج کرنے چلی گئی

ضاویار کی پکڑ میں اتنی سختی تھی کہ ایمل کو لگا کہ وہ اس کے ہاتھ کی ہڈی توڑ
..... کر ہی چھوڑے گا

ضاویار سچی میں آپکے پاس آنے والی تھی بس وہ ہما اور میں کچھ باتیں کر
رہے تھے تو..... پلیز ضاویار میرا ہاتھ ٹوٹ جائے گا پلیز میرا ہاتھ
..... چھوڑیں

..... ایمل نے کمرے میں جا کے اس سے ہاتھ چھڑانا چاہا
کیا بتا رہی تھی تم ہما کو؟؟؟؟

ضاو یار نے اسکا ہاتھ چھعڑ کے اپنے دونوں بازوؤں کو باندھتے ہوئے

..... پوچھا..... و۔ وہ ایسا کچھ بھی نہیں

دیکھو میرے ساتھ جھوٹ بولنے کی بالکل بھی ضرورت نہیں

ہے..... اور کل رات کو جو بھی ہوا اسے اک برا خواب سمجھ کے

..... بھول جائو سمجھی تم

ضاو یار کی بات پلنے ایمیل کو بہت دیکھ پہنچایا..... کیوں مانو میں اسے

اک برا خواب کیوں..... وہ لمحے ہمارے خاص لمحے تھے اور آپ اسے

..... اک برا خواب بول رہے ہو

..... ناچاہتے ہوئے بھی ایمیل کی آنکھوں میں آنسو گئے تھے

ایمیل دیکھو تم۔ جانتی ہوناں میں تمہیں زرہ برابر بھی پسند نہیں کرتا اور

یقین کرو میں اپنے رات کے اس عمل سے بہت شرمندہ ہوں پرے م

جانتی ہوناں میرے دل میں تمہارے لیے زرہ برابر بھی فیلنگز نہیں

..... ہیں..... وہ سب اک غیر ارادی عمل تھا

..... ضاویار نے اپنی طرف سے اسے سمجھانے کی کوشش کی

ایمل کا دل جیسے ہزار ٹکڑوں میں ٹوٹا..... ضاویار تو بول گیا پر وہ یہ

..... نہیں جانتا تھا کہ اس کے الفاظ ایمل کا دل توڑ رہے ہیں

ایسی کہی تلخ باتیں وہ اسے اکثر بول جاتا تھا پر اسے کبھی بھی اتنا برا نہیں لگا

جتنا کہ آج محسوس ہو رہا تھا..... اور وجہ وہ خود تھی ساری رات وہ

ضاویار کے قریب آنے پہ خوش ہوتی نجانے کتنے خواب دیکھ چکی

..... تھی

ضاویار پلیز ایسا نہ بولیں آپ جانتے ہیں ناں میں آپ سے کتنی محبت کرتی

..... ہوں

..... ایمل نے ضاویار کے ہاتھوں کو تھامتے ہوئے کہا

ایمل ہوش میں آؤ..... تمہارا یہی سب محبت کی راگ جھپنا مجھے سخت

زہر لگتا ہے آخر میرا پیچھا چھوڑ کیوں نہیں دیتی کیوں تم نے میری زندگی

..... عزاب بنائی ہوئی ہے ہاں..... سخت نفرت ہے مجھے تم سے

پلیز یہ دیکھو میرے جڑے ہوئے ہاتھ اور پیچھا چھوڑ دو میرا سکون سے جینے
..... دو مجھے پلیز

پہلے تو ضاویار نے اسے دھکا دے کہ اپنے ہاتھ چھڑائے اور پھر اپنے لفظوں
..... کا زہر اس کے دماغ میں ڈالنے لگا

پر کیوں ضاویار آخر مجھ سے اتنی نفرت کیوں؟؟؟؟؟؟

..... ایمل نے وہی بیٹھ کے روتے ہوئے کہا

کیونکہ تم اک خود غرض لڑکی ہو جسے اپنے علاوہ کوئی دوسرا نظر نہیں
آتا.....

کتنا بولا تھا میں نے تمہیں کہ شادی سے انکار کر دو اگر تم۔ اس وقت

شادی سے انکار کر دیتی تو آج جو میرا خواب تھا پورا ہو جاتا..... وہ میرا ڈریم

مشن تھا جو مجھ سے کہ کسی اور کو دے دیا گیا صرف اس وجہ کہ میں سہی

..... وقت میں وہاں موجود نہیں تھا

تم اگر اس دن بابا کو بول دیتی تو آج تب وہ مشن مجھے ملتا پر نہیں تمہیں تو
..... صرف اہنی خوشیوں سے مقصد تھا

تم نے سوچا کہ میری بلا سے کوئی دوسرا مرے مجھے فرق نہیں پڑتا بس میں
..... خوش رہوں

..... ضاویا تو آج جیسے پھٹ گیا تھا

..... ایمیل کی آنکھیں اب بس خاموش تھی

تم جیسی لڑکیاں کبھی بھی کسی کی فیورٹ نہیں ہو سکتی..... صرف بابا کی
وجہ سے میں تمہیں برداشت کر رہا ہوں ورنہ کب کا تمہیں اپنی زندگی
..... سے نکال باہر کر چکا ہوتا

نجانے تمہارے ماں باپ نے میرے ساتھ کس دشمنی کا بدلہ نکالا ہے جو
..... تم میرے گلے پڑھ گئی

جتنا تم سے جان چھڑانے کی کوشش کرتا ہوں اتنا تم میرے پیچھے آتی

..... ہو

اور رات کو ناجانے کیوں اک عجیب سا لباس پہن کے میرے سامنے آئی
..... اور میں بہک گیا پر اب تم۔ ایسا ہر گز مت سوچنا

ضاو یار بولنے پہ آیا تو وہ بول گیا جو اسے نہیں بولنا چاہیے تھا..... ناجانے
کیوں وہ کہی کی بات کو کہی اور لے جا رہا تھا حالانکہ اسے خود بھی اس بات کا
علم تھا کہ وہ جان بوجھ کے اس کے سامنے نہیں آئی تھی بلکہ وہ کچن میں گیا تھا پر
..... ابھی غصے میں وہ بہت غلط بولتا گیا

ضاو یار آپ جانتے ہیں۔ کہ میں ایسی نہیں ہوں... میں خود اپنے پاس نہی
..... آئی وہ سب اچانک

کیا اچانک ہاں کیا اچانک..... ضاو یار اتنی زور سے دھاڑا کہ ایمیل کو لگا
..... جیسے اس کے کان پھٹنے والے ہیں

اس کا جسم اب مسلسل کانپ رہا تھا وہ بہت ڈر چکی تھی اور ڈر کے ساتھ اس
..... کے دل میں بہت تکلیف ہو رہی تھی

اب دفعہ ہوا اور دوبارہ نظر بھی نہ آنا مجھے..... ضاویار نے اسکا بازو پکڑ

..... کے اسے دروازے کی طرف پھینکا

ایمل لڑکھڑائی اور اس کا سر سیدھا دروازے کے پاس رکھے اک لکڑی کے

..... ٹیبل پہ لگا

درد کی اک شدید لہر ایمل کے جسم میں دوڑی..... اس کے سر سے

..... خون کی اک لکیر بہ گئی

بھائی.....!!!!؟

ضاویار دوسری طرف مڑا کے تھا اسے اندازہ نہیں ہوا تھا کہ ایمل یوز خمی ہو

..... چکی پے

ہما جو ضاویار کے چیخنے پہ کمرے میں آئی تھی پر سامنے کا منظر دیکھ اس کا خود

کا حال خراب ہو گیا.... وہ زیادہ کچھ تو سن نہیں پائی تھی پر وہ اس کی آخری

..... لائن اور پھر اس کا یوں ایمل کو دھکا دینا دیکھ چکی تھی

..... ضاویار اس کی بات پہ مڑا تو سامنے ہی ایمل زخمی پڑی تھی

ناچاہتے ہوئے بھی اسکے قدم ایمیل کی طرف آئے..... ہمارے ایمیل کا
سر اپنے گٹھنے پہ رکھا تھا اور اپنا دوپٹہ وہ اسکی زخم پہ رکھتی اسکا خون روکنے کی
..... کوشش کر رہی تھی

..... وہ اتنی زیادہ زخمی نہ تھی کچھ کچھ اسے ہوش بھی تھا
ضاو یار جب اس کے سامنے جا کہ کھڑا ہوا تو پہلی نظر اسکی ایمیل کی آنکھوں
..... پہ گئی جو خود بھی اسے ہی دیکھ رہی تھی
اب بھی اس کی آنکھوں میں اک امید تھی کہ وہ اسے سمیٹ لے گا.....
..... ضاو یار بھی اب بس اسے ہی دیکھے جا رہا تھا
بھائی کھڑے دیکھ کیا رہے ہیں ایمیل کو اٹھائیں دیکھیں اسکا کتنا خون بہہ رہا
..... ہے

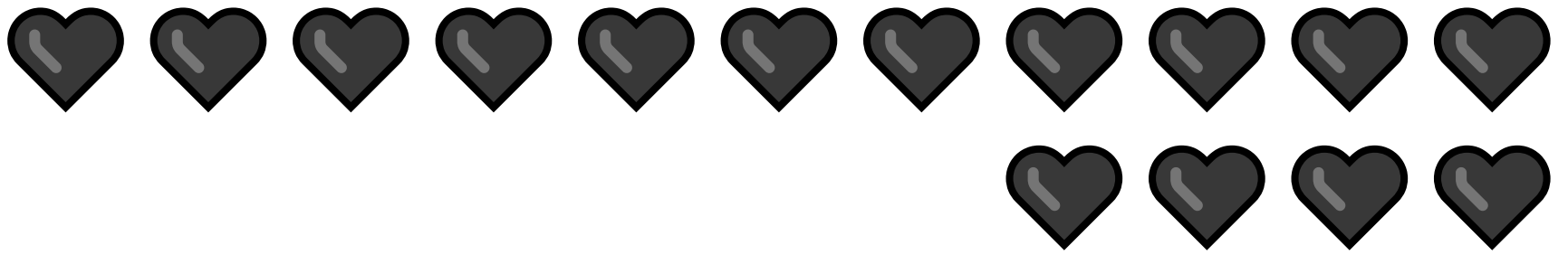
..... ہمارا کی آواز پہ وہ ہوش میں آیا
دل تھا جو کہ رہا تھا کہ جائو اٹھائو اسے تھا مواسے پر دماغ کہہ رہا تھا کہ جان
..... چھڑائو اس سے اور جائو..... وہ اب بھی اسی کشمکش میں تھا

ایمل کی دھندلی نگائیں اب بھی اسی پہ تھی..... اک امید تھی اسے وہ
چاہے ہزار نفرت کا اظہار کرے... بے شک محبت نہ سہی پر انسانیت کے
ناٹے ہی وہ اسے تھامے گا پر ضاویار کو باہر جاتا دیکھ وہ گہری تلخی سے
مسکرائی..... کیا کیا نہ تھا اسکی اس مسکراہٹ میں..... کسی اپنے کی
نظروں میں دو کوڑی کا ہو جانے کا احساس..... کسی گہری امید کے ٹوٹنے کا
..... دکھ

آج اس پہ یہ بات ثابت ہو چکی تھی کہ ضاویار اس سے نفرت میں اتنا آگے
نکل آیا ہے کہ اب اسے انسانیت کے ناٹے بھی تھامنا نہیں
..... چاہا

.... محبوب سے اتنی نفرت پانا کسی کے بس کی بات نہیں
اس وقت اس نے شدت سے دعا کی کہ یہ چوٹ اتنی گہری ہو کہ وہ دوبارہ
..... کبھی آنکھیں نہ کھول پائے

بے ہوش ہونے سے پہلے اس نے دیکھا کہ گل چچا اور ہما سے تھام رہے
تھے.....



سلطان تو اک بار پھر سوچ لے کیونکہ جو تو کرنے جا رہا ہے ناں اگر اس کی
چودھری سرکار نو بھنک بھی لگ گئی تو تم اور میں ہم دونوں مارے جائیں
گیں.....

حسنین کو اب بھی فز تھی کیونکہ آج تک ان لوگوں نے جو جو کچھ کیا تھا وہ
اتنا بڑا نہیں تھا... پر جو وہ آج کرنے جا رہے تھے وہ بہت بڑا تھا جس کا نتیجہ
..... بھی بہت برا ہو سکتا ہے

یار تو سلطان کا یار ہو کر اتنا ڈرتا ہے..... اور ویسے بھی اب کچھ بہت بڑا
کرنے کی ضرورت ہے تاکہ دوبارہ ان لوگوں کی روح کانپ جائے کچھ بھی

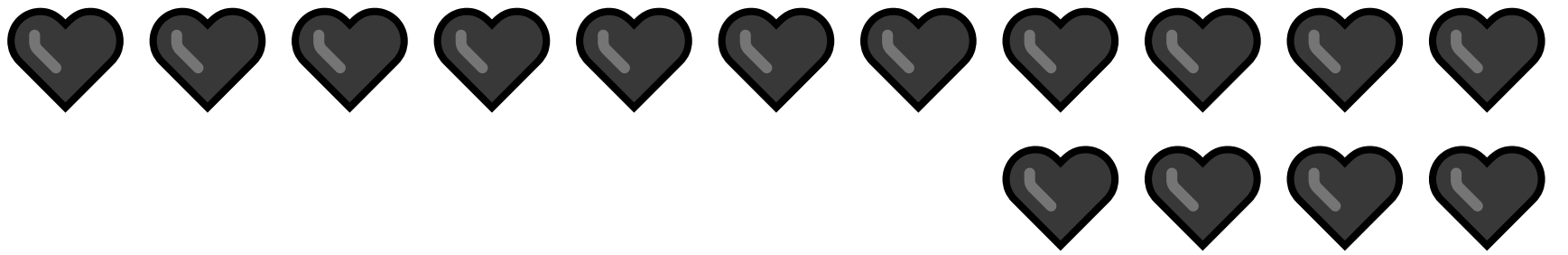
سوچنے سے پہلے وہ اک بار اس واقعے کو یاد کریں گے تو سب ہوش کے ناخن
..... لیں گیں

اس وقت وہ کالی شلوار قمیض کے ساتھ نیلی پشاوری چپل پہنے بالوں کو اک
الگ طرح سے موڑے ہاتھوں اور گلے میں تین چار طرح کے دھاگے
..... باندھے اپنی کھلی گاڑی میں بیٹھا حسنین کو حوصلہ دے رہا تھا
..... یار وہ لڑکی نا جانے اسکا کیا بنے گا اسکی زندگی برباد ہو جائے گی
..... حسنین کو پھر بھی فکر تھی

سلطان نے اسے غصے سے گھورا..... تجھے کچھ زیادہ ہی فکر ہے اس لڑکی کی
ہاں..... اور ویسے بھی کسی نہ کسی کو تو قربانی دینی ہوگی ناں یار..... اور
..... میں اسے تھوڑی نا برباد ہونے دوں گا
..... سلطان نے اسے آنکھ مارتے ہوئے کہا

پر حسنین اب بھی کسی سوچ میں گم تھا..... دفعہ ہوا گریہی سب
کرنا ہے تو ادھر کہی جا کہ مر..... میرے سامنے سے یہ منحوس شکل غائب
..... کر

..... سلطان نے غصے سے کہا..... اور جیب سے سگریٹ نکالنے لگا
سگریٹ کے گہرے کش لیتا اب وہ اپنی جیتنے کا سوچ کہ خوش ہو رہا
..... تھا



بابا پکے لیے روٹی لائوں؟؟؟؟؟

اشفاق صاحب ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی گھر آئے تھے..... ہاں بیٹا لگا
دے بڑی بھوک لگی ہے اشفاق صاحب نے پاس رکھے اک گلاس میں
..... موجود پانی کو پی کے کہا

نوری بیگم زوبیہ کے کمرے میں بیٹھی حوریہ کو بونائی کا کام سیکھا رہی
..... تھی

زوبیہ نے کچن میں رکھے ہاٹ پاٹ سے دو روٹیاں نکالی اور رات کا بچا سالن
..... گرم کر کے باہر رکھے ٹیبل پہ رکھ دی

..... دھی رانی تھوڑا سا پانی اور لادے

اشفاق صاحب کی شاید پیاس ابھی نہیں بجھی تھی تبھی وہ مزید ہانی مانگنے
لگے..... زوبیہ ابھی ہانی کا گلاس لے کہ مڑی ہی تھی جب زور زور سے
..... دروازہ بجنے لگا

دروازے پہ دستک والا شاید کوئی ایسا تھا جو دروازہ توڑنے کے ارادے سے
..... آیا تھا

ارے آرہا ہوں دروازہ توڑ دو گے کیا؟؟؟

اشفاق صاحب نے جلدی اے دروازہ کھولا پر سامنے موجود لڑکے کو دیکھ
..... اک پل کو وہ گھبرا گئے

وہ اسے اچھے سے جانتے تھے یا یوں کہا جائے کہ اسے کون نہیں جانتا
..... تھا

..... ارے اگے سے ہٹے تو سہی

..... سلطان کی بات پہ اشفاق صاحب گھبرا گئے

کیوں بیٹا ہم سے کیا کام ہے... دیکھو بیٹا ہم غریب آدمی ہیں ہم سے کیا
..... غلطی ہو گئی

..... ہم نے تو کبھی

ارے انکل کیوں کان پکار رہے ہو ہٹو نا اگے سے..... سلطان ان کو
..... بولتا پاس سے اندر گھس گیا

سامنے ہی زوبیہ ہاتھ میں گلاس لیے کھڑی اسے ہی گھورے جارہی
..... تھی

سلطان نے اسے دیکھ کچھ منہ بنایا.... نجانے کیوں اسے وہ پسند نہیں آئی
..... تھی

ارے میڈم جی اپ تو ہمارے لیے پہلے سے ہی پانی لیے کھڑی ہیں.....
سلطان نے انتہائی لو فرانہ انداز سے اس کی طرف جھکتے ہوئے کہا اور اس
سے گلاس پانی کا کے کراک گھونٹ بھرا اور اسے پاس ٹیبل پہ پھینک
..... دیا

پانی سارا ٹیبل پہ گر گیا اور گلاس نیچے گر گیا..... گلاس کے گرنے کی
..... آواز اندر کمرے میں بیٹھی نوری اور حور یہ نے سنی
نوری بیگم جلدی سے باکراتی پر سامنے ہی کسی لو فر لڑکے کق دیکھ حور یہ کو
..... سختی سے باہر آنے سے روکا
..... چھوڑو مجھے

ابھی کوئی مزید کچھ بولتا کہ حسنین کسی لڑکے کو کھسیٹتے ہوئے گھر کے اندر
لایا..... زوبیہ نے اسے دیکھا تو بے اختیار اسکا ہاتھ اپنے منہ پہ
..... گیا

نوید کو بہت برے طریقے سے مارا گیا تھا..... اور ابھی ابھی اسے کارلر
..... سے تھامے گھسیٹ رہا تھا اور وہ چیخ رہا تھا

اشفاق صاحب اب ایچ میں بہت زیادہ گھبرا گئے تھے..... سب لوگ
ان کے گھر کے باکر کھڑے تماشا دیکھ رہے تھے..... یوں لگ رہا تھا کہ
جیسے کال کر کے ہارے گائوں کو بلایا گیا ہے..... گھر میں دونو جوان
..... بیٹیاں رھی اور پھر یوان آوارہ لڑکوں کا گھر آنا انھیں ڈرا گیا تھا
ارے کفن ہے یہ لڑکا بیٹا اور ہمارا کیا قصور ہے۔ ہم نے تو کچھ نہیں کیا اور
..... اس بیچارے کو کیوں مار رہے ہو

..... ارے انکل یہ بیچارہ تھوڑی ہے یہ تو اپکا ہونے والا داماد ہے
..... سلطان نے جیسے انکے سر پہ بم پھوڑا

اتنا بول کہ سلطان نے زوبیہ کی طرف جسکے چہرے کا رنگ اڑچکا
..... تھا

..... ارے وہ دیکھیں اپنی بیٹی کے چہرے کا رنگ بھی اڑ گیا

.....سلطان کی آنکھوں میں کچھ ایسا تھا جسے دیکھ وہ مزید ڈر گئی
ارے یقین نہیں آ رہا تو اسے پوچھ لیں.....سلطان نے نوید کو گریبان
.....سے پکڑ کر اشفاق صاحب کے سامنے پھینکا
.....سب لوگوں میں سرگوشیاں ہونے لگی
.....نوری بیگم تورونے لگی

نوید نے نظریں جھکالی.....اشفاق صاحب خود حیرانی سے زوبیہ کو دیکھ
رہے تھے.....زوبیہ یہ لڑکا کیا بول رہا ہے تم۔ اس لڑکے کو جانتی
...ہو؟؟

.....نوری بیگم نے جلدی سے جا کر زوبیہ کو جھنجھوڑا
.....بول بھی اب یوں چپ رہ کر ہمارا منہ کیوں کالا کر رہی ہے
!!!!اماں وہ یہ سچ ہے پر.....چٹاخ

.....تھپڑ کی آواز وہاں گونجی تو مزید سرگوشیاں شروع ہو گئی
.....شرم نہ آئی یو ہمارا نام ڈبونے میں

..... ارے کچھ تو خیال کر لیتی..... نوری بیگم روتی ہوئی وہی ڈھ گئی

اووووو..... سلطان نے منہ کو گول کر کے تھپڑ پہ ریکٹ کیا.....

..... نوید اپنی جگہ خود شرمندہ تھا

..... اشفاق صاحب نے. معاملے کو سنبھالنے کی کوشش کی

اگر ایسا کچھ تھا بھی تو تم نے ہمیں ا کے کیوں نہیں جو یوں ہمارا تماشا

..... لگایا

..... اشفاق صاحب نے سلطان سے کہا

..... وہ کیا ہے ناں مجھے کسی کو اسکی اوقات دکھانی تھی

سلطان نے نوید کے پاس ا کے کہا..... نوید نے نفرت سے اسے

..... دیکھا

تجھے کیا لگا تو مجھ سے بازی لے گیا..... سلطان چودھری نام ہے

میرا..... اور تو دو ٹکے کا مجھ سے جیتے گا..... سالے اوقات بھول گیا

..... تھا تو اپنی..... اب ساری زندگی یاد رکھے گا

ابھی تم۔ سب یہاں سے جائو..... جو بھی بات ہوگی میں اب سب خود
..... سنبھال لوں گا

وہ نہیں جانتے تھے کہ انکا اپس میں کیا معاملہ تھا پر اب ان کی ساخت
خراب ہو چکی تھی..... وہ مزیس کوئی تماشا نہیں چاہتے
..... تھے

..... اشفاق صاحب کی بات پہ سلطان گہرا مسکرایا
..... اشفاق انکل پلیر اپ زوبیہ کو کچھ بھی مت کہے گا وہ
..... نوید نے اشفاق صاحب سے کہا

ارے ارے دیکھو کتنا خیال ہے اسے اسکا..... کتنی محبت کرتا ہے
..... ناں اسے..... سلطان نے حسنین کے ساتھ مل کے مزاق بنایا
اشفاق صاحب اب مزید پریشان ہوئے..... انھیں نوید سے کوئی مسئلہ
نہیں تھا وہ جانتے تھے کہ وہ شریف سہ اک لڑکا ہے پر انھیں مسئلہ سلطان
..... اے تھا وہ سلطان کے نام سے کانپتے تھے

جائوا بھی سب جائو یہاں.....اشفاق صاحب نے سب کو بولا تو سلطان
.....چو کنا ہوا

.....ارے اصلی بات تو بتائی ہی نہیں

اب کیا ہے ناں آپکی بیٹی بدنام ہو چکی ہے تو آپ چاہو تو میں حاضر ہوں آپکی
.....بیٹی سے شادی کرنے کے لیے

.....بکو اس بند کر سالے

نوید نے اسکا گریبان تھام لیا.....سلطان قہقہہ لگا کے ہنسنے لگا

.....

اشفاق صاحب سے اہنا سر تھام لیا وہ اسکے ارادے سن کے جیسے مرنے

والے ہو گئے.....زوبیہ روتے روتے بس نفی میں سر ہلار ہی

.....تھی

ارے چھوڑ میرا کار لر.....تو سب سن لو کانوں کو کھولو اور سن لو کل ہو

.....گی سلطان کی شادی اس لڑکی سے

.....سلطان نے انگلی زوبیہ کی طرف کی

نوید اس پے جھپٹ پڑا.....پر اسے حسنین نے تھام لیا.....حسنین

کے ساتھ دوسرے لڑکے نے بھی نوید کو پکڑا تھا ورنہ وہ ہاتھ نہیں آ رہا

.....تھا.....ایسا لگ رہا تھا وہ سلطان کا کام آج تمام کرنے والا ہے

اب تو دیکھ بیٹا.....سن لو کل فائنل ہے..سب آنا دیکھنا اپنی

.....آنکھوں سے اس نوید صاحب کو لٹتے

اور تو.....سلطان اسکے سامنے اکے کھڑا ہوا.....اب تو دیکھ تیری

چھو کری کیسے لے کہ اڑتا ہوں.....بیٹا میرے باپ تک شکایت پہنچائی

.....تھی ناں اب ساری زندگی کسی سے کوئی شکایت نہیں کرے گا

اتنا بول کہ سلطان نے اپنی آنکھ و نک کی اور اک سٹائل سے اپنا چشمہ پہنتا

گھر سے نکل گیا.....پچھے حسنین نے اسے پھینکا اور خود سلطان کے پیچھے

.....بھاگا

دوسنہری آنکھیں کب سے یہ منظر دیکھ رہی تھی..... حوریہ کو سلطان
..... سے نفرت ہونے لگی



سلطان تو اپنی بات کر کے چلا گیا تھا پر اب اشفاق صاحب کے گھر موت سا
سناٹا تھا..... انھیں سمجھ نہیں آرہی تھی کہ اپنی بیٹی کی یوں بدنامی کا سوگ
..... منائیں یا کل آنے والی اس قیامت کا سوچیں

اک لحاظ سے دیکھا جائے تو سلطان سے شادی ان کی بیٹی کی قسمت بدل سکتی
تھی پر اگر سلطان اک سمجھدار اور سلجھا ہوا لڑکا ہوتا تب..... قہ اچھے سے
جانتے تھے کہ سلطان یہ سب نوید سے کسی چیز کا بدلہ لینے کے لیے کر رہا
ہے..... اور پھر وہ جیسا انسان تھا ویسا تو ان کا داماد ہونے کا وہ سوچ
نہیں سکتے تھے..... ہر الٹا کام اس نے اپنے سر اٹھایا ہوا

تھا.....ایسے لفنگے انسان سے وہ کبھی بھی اپنی بیٹی کی شادی کا سوچ بھی نہیں سکتے تھے اور اگر اس شادی کا اگر اس کے گھر والے بولتے یا پھر یہ ایک خاندانی شادی ہوتی تو شاید پھر بھی وہ مان جاتے پر یوں جس..... طرح وہ شادی کا بول کر گیا تھا وہ ایسا سوچ بھی نہیں سکتے تھے..... نوید اب بھی وہی پہ موجود تھا

بابا پلیر ہمیں معاف کر دیں..... ہم نہیں جانتے اس لڑکے نے ہمارے ساتھ کس بات کی دشمنی نکالی ہر پر بابا ہم نے کبھی کوئی غلط حرکت نہیں کی نہ ہی کبھی کوئی غلط کام کیا بابا سچ میں ہمیں آپ کی عزت کا بہت خیال ہے.....

زوبیہ جو کب سے اپنی جگہ کھڑی سب سن رہی تھی آخر اپنے باپ کا جھکاسر..... دیکھ کہ اشفاق صاحب کے ہاتھوں کو تھامتے ہوئے بولی کتنی بار بولا تھا میں نے کہ نہیں دوا سے اتنی آزادی دیکھ لیاناں اپنی اس بے..... جادی جانے والی چھوٹ کا نتیجہ

.....اشفاق صاحب کے کچھ بولنے سے پہلے ہی نوری بیگم نے دہائی دی
آئی اس سب میں زوبیہ کا کوئی قصور نہیں ہے بلکہ اس سب کا زمرہ دار میں
ہوں..... میری وجہ سے وہ زوبیہ کو ٹارگٹ کر رہا تھا.... اسکی مجھ سے
..... دشمنی ہے اور وہ بس

کیا بس وہ ہاں.... تم میری بیٹی کے ساتھ جانتے ہو کیا ہونے والا ہے.... وہ
بر باد ہونے والی ہے کیونکہ وہ سلطان چودھری کی نظر میں آچکی ہے اور وہ
تمہارے بدلے میں میری بیٹی کو روندھ دے گا..... تمہاری
..... دشمنی میں میری بیٹی ماری جائے گی

بے شک اشفاق صاحب کو زوبیہ سے شکوہ ضرور تھا پر اس وقت ان کے سر
پہ اک اور تلوار منڈلا رہی تھی جس کا کچھ سوچنا پہلے زیادہ ضروری
..... تھا

انکل آپ پریشان نہ ہوں میں زوبیہ کی شادی اس سے کبھی نہیں ہونے
..... دوں گا یہ وعدہ ہے میرا آپ سے

..... نوید اس بار اشفاق صاحب کے سامنے ان کے پائوں کے پاس بیٹھ گیا
اچھا اور تم کیا کرو گے جانتے بھی ہونا اسے سلطان چودھری نام ہے اسکا اور
ایسا کوئی مائی کالا پیدا نہیں ہوا جو اسکا کچھ بگاڑ سکے..... اگر اسکے باپ کے
پاس گیا تو وہ ہم میں سے کسی کو نہیں چھوڑے گا اور مجھے یقین ہے اسکا باپ
..... بھی ہمیں اسے نہیں بچا سکتا

..... انکل میرے پاس اک حل ہے اگر آپ مان جائیں تو
..... نوید نے وہاں موجود سب کو دیکھتے ہوئے کہا
کیسا حل..... اشفاق صاحب کے پوچھنے پہ پہلے تو وہ تھوڑا جھجکا پر پھر اس
..... نے ہمت کی کیونکہ یہ اسکی محبت کا معاملہ تھا
انکل اگر آپ اجازت دیں تو ہم نکاح کر کے کچھ وقت کے لیے یہاں سے
..... روپوش ہو جائیں

..... نوید نے اپنے دل کی بات سب کے ساتھ بیان کر دی

اور تمہیں کیا لگتا ہے وہ تمہیں زندہ چھوڑے گا... اگر تم ہسپتال میں بھی
چھپ گئے ناں تو وہ تمہیں وہاں سے بھی ڈھونڈ نکال لائے
گا.....

اشفاق صاحب کو اس کا یہ آئیڈیا بالکل بے کار لگا.... کیونکہ وہ سلطان کی
..... پہنچ سے بھی واقف تھے

انکل ہم کچھ دنوں کے لیے یہ شہر ہی چھوڑ دیں گیں اور کچھ ایسے روپوش
..... ہو جائیں گیں کہ وہ ہمیں نہیں ڈھونڈ پائے گا

میرا اک دوست ہے وہ کراچی شہر کی اک سنسان جگہ پہ رہتا ہے کچھ دنوں
کے لیے ہم اسکے پاس چلے جائیں گے اور آپ ہمیں سارے حالات سے
واقف رکھنا..... جب حالات کچھ نارمل ہوں گیں تب ہم واپس آ جائیں
گیں.....

اس بار جب نوید نے اپنے پلین کو تھوڑا ایکسپلین کیا تو اشفاق صاحب بھی
سوچ میں پڑھ گئے..... اشفاق مجھے لگتا ہے یہ سہی کہہ رہا ہے بے شک

ان دونوں نے ہمارا نام بدنام کر دیا ہے پر اب اسکے علاوہ کوئی اور حل نہیں
ہے اور میرے خیال سے اب ہمیں جلد سے جلد انھیں یہاں سے کہی
..... رخصت کرنا ہو گا تاکہ وہ ان تک پہنچ نہ پائے

نوری بیگم نے بھی ان کا ساتھ دیا تو اک سکون کی لہر نوید اور زوبیہ کے جسم
..... میں دوڑ گئی

ٹھیک ہے ابھی اس کے علاوہ ہمارے پاس کوئی حل نہیں ہے اور جب
ے ک کہ وہ تمھیں ڈھونڈنے کی کوشش کرے گا ہم تمھیں سب بتائیں
گے اور دائود سائیں کے پاس جائیں گے..... اللہ کرے کہ وہ ہماری
..... سن لے اور ہماری مشکل آسان ہو جائے

..... اشفاق صاحب کو اب کچھ امید نظر آئی تھی

کچھ دیر تک نوید نے رازداری سے اپنے کچھ دوستوں اور محلے کے اک
..... مولوی کا انتظام کر دیا تھا

کچھ دیر بعد وہ زوبیہ اشفاق سے زوبیہ نوید بن چکی تھی..... اس شادی
سے اس وقت صرف زوبیہ اور نوید ہی خوش تھے..... نوید نے اپنے باپ
کو نکاح کے بارے میں بتایا تھا..... وہ نکاح کے لیے مان گئے کیونکہ وہ
..... پہلے سے ہی اپنے بیٹے کی پسند سے واقف تھے

انھوں نے نوید کو یقین دلایا تھا کہ تم چلے جاؤ یہاں میں سب دیکھ لوں
گا.....

خوش تو اشفاق اور نوری بیگم بھی تھے پر انھیں سلطان کے ریسکشن کا بہت
..... ڈر تھا

آخر سب کے جانے کے بعد رات کے گیارہ بجے زوبیہ کو نوید کے ساتھ
رخصت کیا گیا..... دروازے پہ کھڑے اشفاق صاحب اور
نوری بیگم بھی رو دیے.... اپنی بیٹی کو یورخصت کرنے کا انھوں نے کبھی
سوچا بھی نہیں تھا..... حور یہ اپنی بہن کے گلے لگے بس روئے جا رہی

تھی..... وہ سارے حالات سے باخبر تھی پر اب وہ بس روئے جا رہی
تھی.....

آخر اشفاق صاحب کی چچی بھی ٹوٹی اور وہ اپنے بیٹی کے گلے لگ
گئے..... کافی دیر سے وہ زوبیہ سے روکھا سا پیش آرہے تھے پر اب وہ
جانتے تھے کہ وہ اسے رخصت کر رہے ہیں تو اب وہ مزید اس سے ناراض
نہیں رہ سکتے تھے..... نوری بیگم بھی اس سے ملنے کے بعد اب
اسے کچھ ہدایات دے رہی تھی..... نوید کی ماں حیات نہیں
..... تھی بس بابا ہی تھے

نوید سے اشفاق صاحب اور نوری بیگم دونوں ہی مطمئن تھے کیونکہ وہ ان
کا دیکھا بھالا بچہ تھا... اسی وجہ سے انھوں نے کوئی بہت بڑا ریسکشن نہیں دیا
..... تھا

نوید اور زوبیہ کے جانے کے بعد اشفاق صاحب کو اب سلطان کی فکر ستائے
جا رہی تھی..... نا جانے اب وہ ان کے ساتھ کیا کرنے والا

تھا..... برآمدے میں بیٹھے وہ بس اب صبح کے بارے میں سوچے

..... جارہے تھے..... سوئی تو حوریہ اور نوری بیگم بھی نہیں تھی

حوریہ نوری بیگم کی گود میں سر رکھے لیٹی اپنی بہن کے بارے میں سوچ رہی تھی.....

..... نوری بیگم اس کے بالوں کو سہلا رہی تھی

ان تینوں کی یہ رات آنکھوں میں کٹی تھی..... تینوں اس بات سے

بالکل بے خبر تھے کہ کل حوریہ نے بھی رخصت ہو جانا ہے یا یوں کہا جائے

..... کہ کل اسے زبردستی اس گھر سے کے جایا جانا تھا



ایمل کو گل بابا اور ہما ہسپتال لے کر گئے تھے..... ڈاکٹر نے چیک اپ

کے بعد بتایا تھا کہ اس کے سر میں گہری چوٹ لگی ہے..... اور

شاید یہ بہت ڈر گئی تھی..... خیر اب انکا خیال رکھیے اور وقت پہ
..... ڈریسنگ کرتے رہیے گا

ڈاکٹر اپنی ضروری ہدایات دے کر چلا گیا تھا..... ہما اب بالکل خاموش ہو
چکی تھی..... اس کا بھائی کیسے اتنا برا کر سکتا ہے..... کل اسکی دوست
..... کتنی خوش تھی اور آج ضاویار کا یہ رویہ

..... سوچ سوچ کہ اسکا برا حال ہو رہا تھا

ایمل کو ہوش آیا تو وہ بالکل خاموش تھی..... ہمانے اسکی طبیعت کا پوچھا
جسکا اسنے مختصر جواب دیا اور خاموش ہو گئی..... ہما بھی اسکے
.... درد سے واقف تھی اسی لیے خاموش ہو گئی

گل بابا ان دونوں کو واپس گائوں لے گئے..... گاڑی سے باہر وہ ہر
اک نظارے کو دیکھ رہی تھی..... جب وہ یہاں سے گئی تھی تو کتنی خوش
تھی کہ آج وہ ضاویار کو دیکھے گی..... پر اب جب وہ واپس جا رہی
تھی تو اس کی آنکھوں میں کوئی بھی امید نہیں تھی جیسے ہر امید دم توڑ چکی

تھی..... اسکی آنکھیں اب مزید کوئی خواب نہیں دیکھنا چاہتی
تھی.....

..... ہما کب سے اسے نوٹ کر رہی تھی

اس نے ایمیل کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لیا... ہاتھ پی اب بھی اک ہلکی
سی زخم تھی جس پہ ڈریپ لگی تھی..... ڈریپ کے اترنے کے بعد اب
..... وہاں اک نشان بنا ہوا تھا

ایمیل میں بابا سے بات کروں گی... انھیں بتائوں گی کہ بھائی کا رویہ
..... تمہارے ساتھ اچھا نہیں ہے

..... ہمانے اپنی طرف سے اسے کچھ تسلی دینی چاہیے
..... نہیں ہما تم اس بارے میں کبھی کسی سے بھی کوئی بات نہیں کرو گی
..... پر ایمیل بھائی

..... وعدہ کرو ہما تم کبھی کسی سے بھی اس بات کا ذکر نہیں کرو گی
..... ایمیل نے پھر سے اپنی بات دہرائی

ہما جانتی تھی کہ اس سے زدنا ممکن ہے..... اوکے وعدہ میں کبھی کسی سے
..... اس بارے میں بات نہیں کروں گی

ہما پھر سے خاموش ہو گئی..... ایمیل جانتی تھی کہ گل بابا کبھی بھی کسی
سے اس بارے میں بات ہر گز نہیں کریں گیں کیونکہ وہ خود ضاویار سے
اچھی طرح واقف تھے اگر انھوں نے اپنا منہ کھولنے کی کوشش کی تو
..... ضاویار نے ان کے ساتھ اچھا نہیں کرنا تھا

..... ایمیل اور ہما جب گھر پہنچی تو گھر پہ کوئی بھی موجود نہ تھا
دائود صاحب اور زلیخا بیگم کسی رشتے دار کی شادی میں شرکت کیلئے گئے
تھے.....

دانیال بھی شاید اپنے آفس میں تھا اور سلطان بھی اپنے دوستوں کے ساتھ
باہر گیا تھا..... ایمیل نے شکر کیا کہ کوئی گھر پہ نہیں ہے ورنہ سب
اس سے اسکی چوٹ کا پوچھتے اور اس وقت وہ اس حال میں تھی کہ کسی کو
..... کوئی جواب نہیں دے سکتی تھی

ہما کی مدد سے وہ اپنے کمرے میں چلی گئی..... ایمیل تم کچھ دیر سو جائو
..... ہم پھر بات کرتے ہیں

..... ہما کی بات پہ ایمیل نے بس سر اثبات میں ہلایا

..... میڈ سے کہہ کہ ہما نے اس کے لیے کچھ ہلکا بنایا

دلہ کھانے کے بعد وہ میڈ لسن لے کے لیٹ گئی..... ہما اس کے

..... آرام کی خاطر اپنے کمرے میں چلی گئی

ایمیل کو نیند تو شاید اب کبھی نہیں آنی تھی..... ضاویار کی نفرت یاد

..... کر کہ اک بار پھر سے آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئی

ان دوائیوں میں کچھ دوائیاں ایسی بھی تھی جو نیند کے لیے دی گئی تھی...

ان دوائیوں کی وجہ سے ناچاہتے ہوئے بھی وہ نیند کی گہرائیوں بھی چلی

..... گئی



سلطان بال بنارہا تھا جب حسنین اس کے پاس آیا..... وہ شیشے کے سامنے
..... کھڑا اپنا جائزہ لے رہا تھا

..... یار سمجھ نہیں آتا تو آج سچ میں شادی کرنے والا ہے

..... حسنین نے بیڈ پہ لیٹتے ہوئے کہا

بس یار کسی کو سبق سکھانے کے لیے کبھی کبھی یہ سب کرنا پڑتا ہے....

سلطان نے پرفیوم کی بوتل جیسے ساری آج خود پہ ختم کرنی تھی.....

نبلی جینز کے ساتھ کرتا پہنے وہی روز مرہ کے دھاگے لگائے بالوں کو سیٹ

..... کیے وہ پرفیوم لگا رہا تھا

..... یار آج تو کچھ ڈھنگ کا پہن لے

..... حسنین نے اسے دیکھ اکتائے ہوئے لہجے میں کہا

کیوں تیرے باپ کی شادی ہے جو سہی سے تیار ہوں..... سلطان نے

..... اسے گھورا

میرے باپ کی نہ سہی تیری تو ہے ناں..... اور میں سوچ رہا ہوں تیرا

..... روک سہی سے سجادوں آخر تیری آج گولڈن نائٹ جو ہے

..... حسنین نے ہنستے ہوئے اسے آنکھ ماری

نہ اس کی ضرورت نہیں ہے مجھے وہ لڑکی بلکل پسند نہیں آئی..... میں نے

..... اسکے ساتھ کوئی گولڈن نائٹ نہیں منانی

..... پر یار تو تو شادی کر رہا ہے..... حسنین اب تھوڑا حیران تھا

تو شادی میں بس اس نوید کو نیچا دکھانے کے لیے کر رہا ہوں اور کچھ دنوں

..... بعد اس لڑکی کو میں طلاق دے دوں گا

..... یار تو اب اس لڑکی کے ساتھ زیادتی کر رہا ہے

تو زیادہ وکالت نہ کر اب دفعہ ہو اب جا کہ گاڑی لے آئے..... اور جو

..... باتیں ہوں گی اب نکاح کے بعد ہی ہوں گی..... جلدی کر

..... سلطان نے اتنا کہا اور اپنے فون میں مصروف ہو گیا

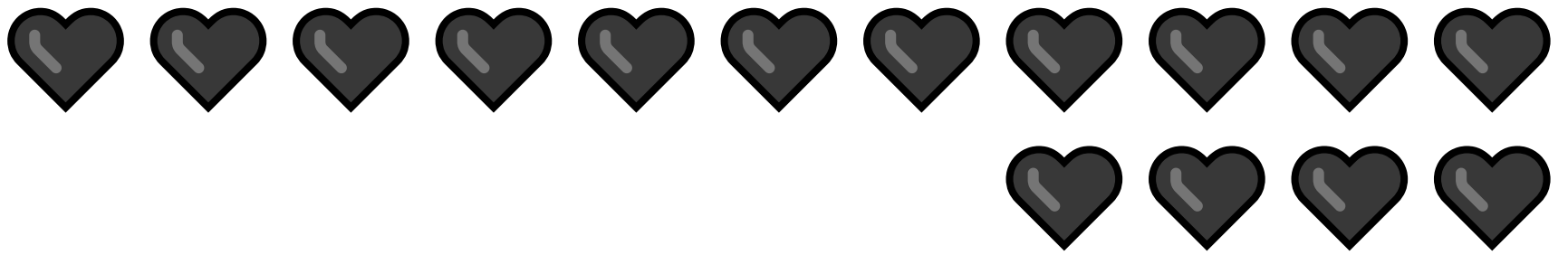
حسنین اسے دل میں گالیاں دیتا اٹھ کر گواہ اور مولوی کا پتا کرنے چلا
..... گیا

..... یہ ایک جدید گھر تھا جو سلطان نے اپنے لیے خریدا تھا

..... اب وہ بیٹھا اپنے فون میں گیم کھیل رہا تھا

..... عجیب دلہا تھا کوئی فیملنگز نہیں تھی .

..... نہ کوئی خوشی نہ کوئی جزبات



سلطان اور اس کے کچھ دوست اس کی گاڑی پہ بیٹھے اشفاق صاحب کے گھر
کی طرف روانہ تھے..... سلطان اب کھڑکی سے باہر دیکھتا کسی

..... گہری سوچ میں مبتلا تھا

اسے زوبیہ کو دیکھ زہرہ برابر بھی کشش محسوس نہیں ہوئی تھی ناہی وہ اسے
اپنے لائف پارٹنر کے طور پہ کچھ پسند آئی تھی پر نوید سے بدلہ اور اپنے
..... گائوں میں اپنی پرانی دہشت کو وہ ایسے ہی قائم کر سکتا تھا
گاڑی میں بیٹھے اسکے دوست اس کے ساتھ مزاق کیے جا رہے تھے پر نجانے
..... اس کا دھیان کہاں تھا

.....

اشفاق صاحب کا پریشانی سے برا حال تھا..... صبح سے بیٹھے وہ بس
حالات کے بارے میں سوچ رہے تھے..... ان کا دل بار بار گھبرا رہا
تھا انھیں لگ رہا تھا جیسے کچھ غلط ہونے والا ہے..... تب سے
..... اب تک وہ کھڑے کھڑے برآمدے میں گھوم رہے تھے
بابا... آپ ناشتا کر لو..... کل شام سے اپنے کچھ نہیں
کھایا..... حوریہ جو کب سے انھیں ایسے گھومتا دیکھ رہی تھی اب ان
..... کے لیے ناشتالے کے آئی

نہیں بیٹا میں ابھی کچھ بھی کھانے کی حالت میں نہیں ہوں..... نجانے آج
سلطان ہمارے ساتھ کیا کرے گا..... اس کے غصے سے ابھی تم واقف
..... نہیں ہو

بابا ہم ان سے اتنا ڈرتے کیوں ہیں انھیں بتائیں کہ آپ انھیں پسند نہیں
..... کرتی تھی اسی وجہ سے وہ ان سے شادی نہیں کرنا چاہتی
حوریہ نے اپنی طرف سے اک حل نکالا..... حالانکہ وہ خود بہت ڈرتی تھی
سلطان سے..... بچپن سے گائوں میں چھائی سلطان کی دہشت سے وہ
..... بھی واقف تھی

نجانے کون سی غلطی ہو گئی جو سلطان چوہدری کو میرا ہی گھر مل گیا.....
اب جب اسے پتا لگے گا کہ زوبیہ کی شادی اسی کے دشمن کے ساتھ ہو گئی
ہے وہ اس بات کو انا کا مسئلہ بنائے گا..... مجھے تو اب نوید اور زوبیہ کی فکر
..... ہو رہی ہے

..... اشفاق صاحب نے پاس رکھی کر سی پہ بیٹھتے ہوئے کہا

حوریہ جلدی سے انکے پائوں کے پاس بیٹھ گئی..... ابا کیوں ناں ہم
رپورٹ لکھوائیں..... ہم پولیس کو بتائیں گے کہ کیسے سلطان صاحب ہم
لوگوں کے ساتھ زبردستی کر رہے ہیں..... حوریہ کی آنکھوں میں
..... اب بھی امید کی اک کرن تھی
..... اشفاق صاحب پھیکا سا مسکرائے

نہیں بیٹا وہ اسکا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے بلکہ اگر ہم سلطان کے خلاف
ریپٹ (رپورٹ) لکھوانے تھانے گئے تو وہاں پولیس پکڑ کہ پہلے ہمیں اندر
..... کر دے گی

نوری بیگم بھی کمرے سے باہر نکل آئی..... ان کی لال آنکھیں بھی ساری
..... رات نہ سونے کی گواہ تھی

ہم نے سوچ لیا ہے جب سلطان صاحب آئیں گے ہم بس انکے پائوں میں
گر جائیں گیں..... اگر ہمیں اپنی پگڑی اتار کے ان کے پائوں میں بھی

رکھنی پڑی تو ہم اس سے بھی گریز نہیں کریں گے بس وہ ہماری بیٹی کو کوئی
..... نقصان نہ پہنچائیں کیونکہ ہمیں لگتا ہے کہ وہ اسے ڈھونڈ نکالیں گیں
اشفاق صاحب نے جھکے سر کے ساتھ کہا..... انھیں اب بچنے کی کوئی امید
..... نظر نہیں آرہی تھی

ابا آپ ایسا سوچ بھی کیسے سکتے ہیں..... ہم ایسا کبھی نہیں ہونے دیں
گیں..... آپ انکے سامنے کبھی بھی اپنی پگڑی نہیں رکھیں
..... گیں..... حوریہ نے انکی اک ٹانگ کو تھامتے ہوئے کہا
بات کرتے کرتے اسکا گلہ روند گیا تھا..... آج اسے شدت سے ان
لوگوں کی باتیں یاد آرہی تھی جو کہتے تھے کہ اشفاق تیرا اک بیٹا ضرور ہونا
چاہیے تھا..... آج اسے شدت سے اپنی بیٹی ہونے کا احساس ہو رہا تھا...
اگر وہ اک لڑکا ہوتی تو کبھی بھی اپنے بابا کا سریوں جھکنے نہ دیتی..... اس
..... کی گولڈن آنکھیں اب آنسو سے بھر رہی تھی

ابھی وہ کچھ بولتی کہ باہر سے گاڑیوں کے ہارن کی آوازیں آنا شروع ہو
..... گئی

اشفاق صاحب جلدی سے اپنی جگہ سے اٹھ گئے..... حوریہ اور
..... نوری تم دونوں اندر جائو میں خود سب سنبھالوں گا
اشفاق صاحب نے انھیں جلدی سے اندر بھیجنا چاہا کیونکہ سلطان لوگ کسی
..... بھی وقت آسکتے تھے

نہیں ابا ہم آپ کے ساتھ انکا مقابلہ کریں گیں اگر انھوں نے آپکو کوئی
..... نقصان پہنچا دیا تو ہم کیا کریں گیں
حوریہ کی آواز میں کپکپاہٹ واضح تھی..... وہ خود اب بہت ڈر چکی
..... تھی

..... نوری جلدی حوریہ کو اندر لے کے جائو اور باہر ہر گز نہ آنا
حوریہ کے ارادے کو دیکھ انھوں نے نوری بیگم کو کہا جنھوں نے اس کے انکار
..... کے باوجود اسے زبردست کمرے میں لایا

اماں سمجھوناں میری بات.... وہ ابا بق نقصان پہنچا دیں گیں اماں میں ابا کو
کچھ نہیں ہوتے دیکھ سکتی..... اماں دعا کر ابا کو کچھ نہ ہو..... اسکا دل
اب بھی اپنے باپ کے لیے مسلسل دعائیں کر رہا تھا.... وہ اب خود بھی
خاموش ہو گئی تھی کیونکہ وہ جانتی تھی کمرے سے باہر جا کہ وہ بھی کچھ
..... نہیں کر پائے گی

اچانک گھر کا دروازہ زور سے بجنے لگا..... اشفاق صاحب کو
کب سے دروازے کے پاس ہی کھڑے تھے اب کنفیوز سے کھڑے اس
..... بارے میں سوچے جا رہے تھے

دوسری بار جب زور سے دروازہ بجا تو انھوں نے کانپتے ہاتھوں کے ساتھ
دروازہ کھولا تو سامنے ہی سلطان کھڑا انکی آنکھیں میں جھانک رہا
..... تھا

ارے ارے ہونے والے سسر جی..... واہ کیا بات ہے آپ تو ہماری ہی
انتظار میں بیٹھے تھے..... لگتا ہے آپ کو اپنا داماد کچھ زیادہ ہی پسند

..... آگیا

..... سلطان نے ہنستے ہوئے انھیں پیچھے کیا اور خود گھر کے اندر گھس گیا

..... سلطان کے ساتھ ساتھ کچھ لڑکے بھی گھر میں گھس گئے

دیکھو سلطان بیٹا ہم بیٹھ کہ بات کریں گیں... آپ ہمارے ساتھ چلو ہم

..... باہر پنچائیت میں بیٹھ کہ بات کرتے ہیں

..... اشفاق صاحب نے انھیں یہاں سے نکالنا چاہا

کیا مطلب تمہارا جب ہم نے بولا تھا کہ کل نکاح ہے تو تم نے ہمارے

..... ساتھ کیا بات کرنی ہے پنچائیت میں

..... سلطان کی گھمبیر آواز پہ اشفاق صاحب بے تھک نگلا

انکی خاموشی سلطان کو غصہ دلارہی تھی..... کمرے کی کھڑی سے باہر

..... حور یہ یہ سارا منظر دیکھ رہی تھی

بیٹا نکاح تو آپ بھی جانتے ہو ایسے نہیں کیے جاتے خاندان کا آنا ضروری ہوتا
..... پیے اور پھر

تو اب تم بھائی کو بتاؤ گے کہ نکاح کیسے ہوتا ہے؟؟؟؟

سلطان کے ساتھ آئے لڑکوں میں سے کسی اک نے کہا تو اشفاق صاحب کی
..... بچی بچی ہمت بھی جیسے جواب دینے لگی

زوبیہ کدھر ہے؟؟؟

ابھی سوہ مزید کوئی بات کرتے کہ سلطان کے سوال نے انھیں جیسے گھونگا کر
..... دیا

..... بیٹا وہ یہاں نہیں ہے اسکا نکاح ہو گیا ہے

اشفاق صاحب بول کہ اب خاموش ہو گئے تھے انھوں نے مزید کوئی بات
..... نہ کی تھی

سلطان کو لگا کہ اسے کسی نے آسمان سے لا کر زمین پہ پھینکا ہو..... اس
قدر بے عزتی.... وہ اچھے سے جانتا تھا کہ زوبیہ کا نکاح یقیناً نوید کے ساتھ
..... کر دیا گیا ہوگا

..... سلطان نے پاس رکھا ہوا اک گملہ اٹھا کے سیدھا دیوار پہ دے مارا
..... منہ پہ ہاتھ رکھ کہ وہ بہت مشکل سے اپنا غصہ کنٹرول کر رہا تھا
..... تیری اتنی ہمت کہ تو نے بھائی کی منگ کو کسی اور کی منکوحہ بنا دیا
..... سلطان کا اک لڑکا اشفاق صاحب پہ حملہ کرتے ہوئے آیا
..... رکو..... سلطان کی آواز پہ وہ رکا اب اسے دیکھ رہا تھا
سلطان نے اک نظر ساری طرف گھامی..... گائوں کا تقریباً ہر چوتھا بندہ
وہاں کھڑا تماشا دیکھ رہا تھا..... گھر کے اندر نہ سہی پر گیت کے باہر موجود
..... بندوں کو دیکھ اسے اندازہ ہو رہا تھا

اسکے دماغ میں بس اک بات آرہی تھی کہ اپنی عزت اور ڈر کو بناتے بناتے
..... وہ اتنی بڑی بے عزتی کا شکار ہو چکا ہے

اسے ایسا لگ رہا تھا کہ وہاں کھڑا ہر دوسرا آدمی یہ بول رہا ہو کہ یہ دیکھو
سلطان کا اب دب دبہ ہی نہیں رہا جو اک معمولی سے معمولی کسان نے بھی
اسکی کہی بات رد کر دی..... اہنی گردن کو گھماتا وہ اشفاق

..... صاحب کے سامنے آیا

اب اسے بہت ہوش سے کام لینا تھا اور گائوں کے لوگوں کو بتانا تھا کہ
..... سلطان کا ڈر دل سے نکالا تو اگلہ لمحہ جی نہیں پائوں گے

وہ کہاں ہے؟؟؟

سلطان کے پوچھنے پہ اشفاق صاحب نے اسکے سامنے اپنے ہاتھ جوڑ
..... دیے

بیٹا معاف کر دو میری بیچی کو وہ اس سے بہت محبت کرتی تھی اور میں یہ ظلم
..... نہیں ہونے دے سکتا تھا سمجھنے کی کوشش کرو وہ

تمہاری ہمت کیسے ہوئی میری منگ کی شادی کسی اور سے کروانے کی
..... سلطان نے غصے میں پستول نکال لیا

اندر کمرے میں موجود حوریہ اور نوری بیگم کانپ گئی..... اشفاق صاحب
بھی بہت ڈر گئے تھے..... سلطان نے پستول کی نوک انکے سر پہ رکھ
دی..... اب بتائو کہاں ہے وہ ورنہ تمہارے جنازے پہ وہ ویسے بھی آئے
گی.....

..... سلطان نے انتہائی بد تمیزی سے کہا

سلطان پیٹامیری بیٹی کو بخش دو میں تم سے سب کے سامنے معافی مانگتا ہوں
اور جو تم بولو گے میں کروں گا بلکہ میں ساری زندگی تمہاری غلامی کروں گا
..... بس ہمیں معاف کر دو

..... اشفاق صاحب سب کے سامنے یوں کھڑے معافی مانگ رہے تھے
معافی نہیں چاہیے لڑکی چاہیے..... اور کون سا وہ مر جاتی محبت کے بغیر
ہاں..... وہ سالانہ نوید اسکی تو اب میں قبر بھی بننے نہیں دوں گا پر پہلے تیرا
..... کام تو برابر کر دوں

..... سلطان نے پستول کو دوبارہ لوڈ کر کے اسکے ماتھے پہ رکھا

حوریہ کو لگا کہ اگر آج وہ باہر نہیں گئی تو شاید اپنے بابا کو کھودے
گی..... کیونکہ سلطان کی لال انگار آنکھیں اس وقت سارا حال بیان کر
..... رہی تھی

حوریہ نے جلدی اے دروازہ کھولا اور بھاگتی ہوئی اپنے باپ کی طرف
..... آگئی

میرے بابا کو چھوڑوا انھوں نے کچھ نہیں کیا..... پلیز میرے بابا کو کچھ نہ
..... کرو

اس سے پہلے کے سلطان انکے بازو اور ٹانگوں پہ فائر کرتا کسی لڑکی کی آواز پہ
سامنے مڑا اور سامنے موجود لڑکی کو دیکھ اچانک سے اس کے دل میں جیسے
..... پھول سے بھرنے لگے

اتنی پیاری لڑکی تو تو اس نے کبھی نہیں دیکھی تھی یا پھر اللہ نے اسے دیکھتے
..... ہی اسکے دل میں کئی خوبصورت احساس بھر دیے تھے

..... حوریہ کے انداز سے واضح لگ رہا تھا کہ وہ بہت ڈر رہی ہے

..... اسے دیکھ اشفاق صاحب کی پیشانی پہ کئی سارے بل پڑے
حور یہ تجھے میں نے بولا تھاناں کے کمرے سے باہر نہ آنا کیوں آئی
تو.....

..... اشفاق صاحب اسکے پاس آئے اور اسکا بازو جھنجھوڑتے ہوئے کہا
..... ابا یہ تجھے مار دیتے..... حور یہ نے انھیں دیکھتے ہوئے کہا
سلطان کا پستول تھاما ہاتھ اب نیچے چکا تھا وہ بس اب اسے ہی دیکھے جا رہا
تھا.....

ہلکے نیلے رنگ کی پریٹڈ قمیض کے ساتھ اسی رنگ کی شلوار پہنے اور کالی
..... چادر کے ساتھ اسنے اپنا سر ڈھکا ہوا تھا
..... کالی چادر میں اسکی دودھیار نگت بہت واضح ہو رہی تھی
پتلے سے ہاتھوں کے ساتھ اسنے اپنی چادر کا کونا تھاما ہوا تھا جسے وہ بار بار اپنے
..... ہاتھوں کی انگلیوں میں مروڑ رہی تھی

سلطان کی آنکھوں میں اسے دیکھ جو پسندیدگی اتری تھی وہ اشفاق صاحب
..... کی نظر سے چھپی نہیں تھی..... انکا دل اب مزید ڈر چکا تھا
ارے واہ کیا مال چھپا رکھا تھا اس اشفاق نے اپنے گھر اور ہمیں تو اسکا پتا ہی
نہیں تھا..... ان لڑکوں میں سے کسی اک نے دوسرے سے کہا
..... اور اسکے ہاتھوں پہ ہاتھ مار کے ہنسنے لگا
سلطان نے جلدی سے اسے دیکھا..... اسکی آنکھوں میں دیکھ ان لڑکوں
..... کی ہنسی کو بریک لگی
..... اشفاق صاحب نے جلدی سے حور یہ کو اندر بھیجا
حسنین کب سے سلطان کو نوٹ کر رہا تھا.... آخر کیسے اسکا دوست یوں
خاموش ہو گیا..... سلطان میرے خیال سے اب ہمیں نکلنا چاہیے
اور اس نوید کو ڈھونڈنا چاہیے کیونکہ مجھے نہیں لگتا کہ یہ لوگ اپنا منہ کھولیں
گیں اور ویسے بھی ہمیں انکے بتانے کی بلکل بھی ضرورت نہیں ہے انھیں
..... ڈھونڈنا ہمارے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے

حسنین نے کچھ جھکتے ہوئے سلطان سے کہا..... سلطان کو بس سامنے
کھڑی لڑکی چاہیے تھی..... اسکے دماغ میں اس وقت بس حوریہ ہی گھوم
..... رہی تھی

جلدی سے اسکے دماغ میں اک آئیڈیا آیا اور وہ اس پہ عمل کروانا چاہتا تھا
..... بس

ایسے کیسے حسنین..... انھوں نے ہمیں دھوکا دیا ہے اب یا تو یہ مجھے اپنی
بڑی بیٹی اور نئے نویلے داماد کا پتا دیں گیں تاکہ میں انکے سامنے ان دونوں کو
قتل کر دوں یا پھر یہ اپنی اس چھوٹی بیٹی کا مجھ سے نکاح کرو
دیں..... سلطان نے حوریہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے
کہا..... اس نے نوید اور زوبیہ کے قتل کی بات صرف اسی لیے کی تھی
تاکہ اشفاق صاحب دوسرا آپشن چوز کر لیں کیونکہ بیٹی کو آنکھوں کے
..... سامنے مرتا کوئی بھی نہیں دیکھ سکتا تھا

اسکی بات پہ حوریہ نے بے یقینی سے اسے دیکھا..... اس کے ہاتھوں میں
..... موجود چادر اب چھوٹ چکی تھی

اشفاق صاحب کو لگا آج وہ سب ہار جائیں گیں..... آخر وہی ہوا جسکا
انھیں ڈر تھا..... حوریہ کو لے کہ انھیں ہمیشہ اک پریشانی لاحق
..... رہتی تھی

سلطان میری بیٹی بہت معصوم ہے اور وہ تم سے بہت چھوٹی ہے... ہم پہ
..... رحم کرو اگر تم بولو تو میں اپنے سر کی پگڑی
ابا خبردار جو اپنے ایسا کچھ بولا..... ہم کبھی بھی ان سے شادی نہیں کریں
گیں یہ کیسے ہمارے ساتھ زبردستی کریں گیں..... اور جہاں تک رہی
..... بات آپ کی تو جائیں اپ لوگ خود انھیں ڈھونڈھ لیں
حوریہ نے کہا اور جلدی سے اندر کی طرف جانے لگی کیونکہ اسے اب اندازہ
..... ہو رہا تھا اہنی غلطی کی دل اب بیت تیزی سے دھڑک رہا تھا

ارے انکل جی..... ٹینشن کیوں لے رہے ہیں..... مانا کہ یہ مجھ سے
چھوٹی ہے پر بہترین جوڑی بنے گی ہماری... اور میں آپکی بیٹی کو بہت خوش
..... رکھوں گا

اور تم۔ جو یہ بول رہی ہوناں کے ہمارے ساتھ شادی نہیں کرو گی تو سن لو
..... تمہارے باپ کو اک منت زندہ رہنے نہیں دوں گا
سلطان نے حوریہ کا ہاتھ پکڑ کے اس روکا..... حوریہ نے جلدی سے اپنا
..... ہاتھ چھڑایا

نہیں میں تمہاری شادی اپنی بیٹی سے نہیں ہونے دوں گا کبھی بھی نہیں
چاہے تم۔ جو کر لو... تم۔ نے میری جان لینی ہے ناں تو لے لو پر میری بیٹی کو
..... میں تمہارے حوالے نہیں کروں گا
..... اشفاق صاحب نے ہمت کر کے کہا
..... آنکی بات سلطان کا دماغ گھما گئی

شادی تو میں اسی سے کروں گا... اور جہاں تک بات رہی آپ کے مرنے
کی تو آپ خود سوچو آپکے مرنے کے بعد تو مجھے اک منت نہیں لگے گا اسے
..... اپنے ساتھ لے جانے میں

..... بس سا سوماں..... اکیلی ہو جائیں گی

سلطان نے کہتے ہی حوریہ کو دیکھنا شروع کر دیا..... حوریہ جیسے رونے والی
..... ہو گئی

..... میں پولیس کے پاس جائوں گا تم۔ ایسے مجھے بلیک میل نہیں کر سکتے
اشفاق صاحب نے سلطان سے کہا جواب بھی حوریہ کے چہرے کے اتار
چڑھاؤ دیکھ رہا تھا..... اسنے اشفاق صاحب کو کوئی جواب نہیں
..... دیا

..... اوے بڑی جلدی کر مولوی کو بول شروع کرے

سلطان نے حسنین کو اشارہ دیتے ہوئے کہا..... نہیں میں ایسا کچھ
نہیں ہونے دوں گا.... اشفاق صاحب کے کہنے پہ سلطان اٹھا اور حوریہ کا
..... ہاتھ تھام کے اپنے ساتھ لے جانے لگا
نہیں چھوڑو مجھے... مجھے تمہارے ساتھ ہر گز نہیں جانا پلیر چھوڑو
..... مجھے

..... حوریہ نے احتجاج کرنا شروع کر دیا
اشفاق صاحب بھی بیچ میں پڑنے لگے وہ حوریہ کی طرف آنے لگے پر سلطان
..... کے آدمیوں نے انھیں مضبوطی سے جکڑ لیا
اگر آپ کو اسکے ساتھ میرا نکاح منظور نہیں تو ٹھیک ہے... میں اسے ایسے ہی
..... بغیر نکاح کے لے جاؤں گا اب روک کے دکھائو
سلطان نے اشفاق صاحب کے سامنے جا کہ ان کی آنکھوں میں دیکھتے
..... ہوئے کہا

نہیں ایسا کچھ نہیں کرنا میری بیٹی کی ذات پہ بہت بڑا داغ لگ جائے

.....گا.....اشفاق صاحب اب بے بس ہو چکے تھے

.....سسر جی اب کچھ نہیں ہو سکتا

.....سلطان اسے گھسیٹتے ہوئے لے جانے لگا

حوریہ کب سے اپنے آپ کو چھڑانے کی کوشش کر رہی تھی.....

دروازے کے پاس پہنچ کے اشفاق صاحب نے بے بسی سے خود کو تیار کیا

.....اور سلطان کی بات کو ماننے کے لیے تیار ہو گئے

ٹھیک ہے مجھے منظور ہے.....میں اپنی بیٹی کا نکاح تمہارے ساتھ کرنے

.....کے لیے راضی ہوں

.....اشفاق صاحب نے بے بسی سے کہا

.....حوریہ اب بس روئے جا رہی تھی.....سلطان اب گہرا مسکرایا

.....اب آیہ اونٹ پہاڑ کے نیچے

.....سلطان نے طنز کیا اور حسنین کو اشارے سے سارا انتظام کرنے کو کہا

حور یہ بھاگتی ہوئی کمرے میں گھس گئی..... جہاں اسکی ماں اپنا سر
تھامے بیٹھی تھی..... اماں میں اپ لوگوں کو چھوڑ کے کہی نہیں جائوں
گی... اماں وہ مجھے مار دیں گیں تو جانتی ہے ناں وہ ہم سے بدلہ لینا چاہ رہے
..... ہیں

اماں اب ہمارا کیا ہو گا؟؟.؟؟

..... حور یہ اب نوری بیگم کی گود میں سر رکھے کانپ رہی تھی
بیٹا ہم اب بالکل بے بس ہو چکے ہیں.... میں جانتی ہوں سلطان جیسے انسان
کے ساتھ تمہارا رہنا محال ہو گا پر بیٹا اب ہمارے پاس اسکے علاوہ کوئی حل
..... نہیں ہے

..... بیٹا بس اتنا بولو گئی کہ مخلصی اور محبت سے اسکا ساتھ دینا
نوری بیگم اب اسے اک اک بات سمجھا رہی تھی جبکہ وہ بس روئے جا رہی
تھی..... اسکا دماغ بس اک ہی چیز بولے جا رہا تھا کہ وہ اس سے اسکی بہن کا
..... بدلہ لے گا

..... کچھ دیر تک سلطان نکاح کا سارا بندوبست کر چکا تھا

حوریہ کو اک کر سی پہ لاکہ بیٹھایا گیا جسکے سامنے والی کر سی پہ سلطان بیٹھا
..... تھا

حوریہ نے اک نظر کر سی کو دیکھا یہ تو انکی کر سی نہ تھی یقیناً اسکا انتظام
..... سلطان نے کیا تھا

..... مولوی صاحب نے نکاح شروع کیا

حوریہ ولد اشفاق کیا آپکو سلطان ولد دائود سے باعوض پچاس لاکھ حق مہریہ
..... نکاح قبول ہے

مولوی صاحب جے پوچھنے پہ حوریہ نے کوئی جواب نہیں دیا..... سلطان
کو اسکا نہ بولنا غصہ دلارہا تھا..... اس نے غصے سے اشفاق صاحب کو
..... دیکھا

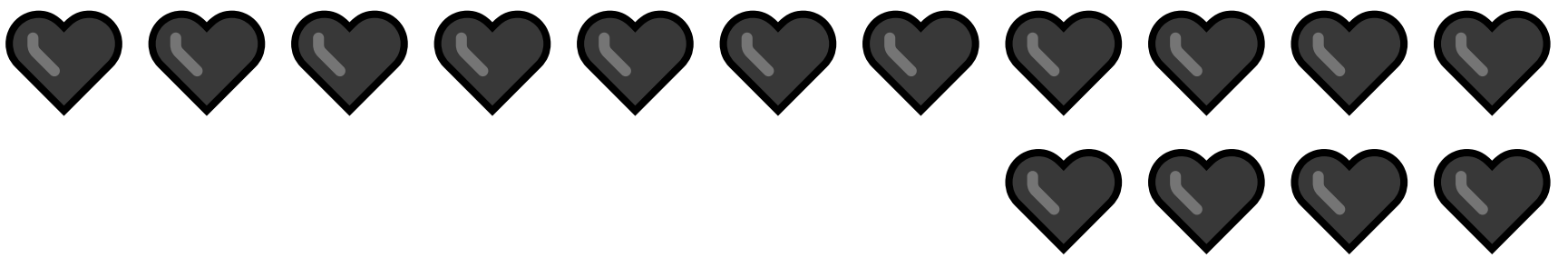
اشفاق صاحب حوریہ کے پاس آئے اور اسکے کندھے پہ ہاتھ رکھ کہ اسے
..... قبول ہے بولنے کو کہا

حوریہ نے اک نظر اپنے باپ کو دیکھا اور پھر اسکی نظریں خود بخود سلطان پہ
..... گئی جو اسے ہی دیکھ رہا تھا

..... حوریہ نے اک گہرا سانس لیا اور خود کو اس انسان کے حوالے کر دیا
..... قبول ہے

حوریہ کے بعد سلطان سے پوچھا گیا جس کے بعد دعا کا ان کے سینگنیچر لیے
..... اور پھر وہ وہ حوریہ سلطان دائود بن گئی

سلطان اپنے دوستوں سے مبارک بار لیتا مسکرا رہا تھا جبکہ وہ بس اہنی ماں
..... کے ساتھ بیٹھی انکی نصیحتیں سن رہی تھی



کچھ دیر بعد سلطان نے رخصتی کے لیے

..... ڈالا

اماں ہم نے شادی کر لی ناں اب ہم کہی نہیں جائیں گے اماں ہم تیرے اور
ابا کے بغیر کیسے رہیں گیں..... اماں کسی طرح ہمیں یہی روک دے
اماں ہمیں ان سے بہت ڈر لگتا ہے اماں... وہ ہم سے باجی کا بدلہ لیں
..... گیں

حور یہ جو کب سے اپنی ماں کے ساتھ اندر کمرے میں بیٹھی تھی جو نہی اس
..... نے رخصتی کے بارے میں سنا اس نے اپنی ماں کے گٹھنے تھام لیے
نوری بیگم خود بہت پریشان تھی پر اب وہ بس اسے حوصلہ ہی دے سکتی تھی
کیونکہ اب ایسا تو ممکن نہ تھا کہ وہ اسے روک پاتی کیونکہ وہ سلطان سے اچھی
..... طرح واقف ہو گئی تھی

بیٹا میں جانتی ہوں کہ آپ بہت ڈر رہی ہو پر بیٹا مجھے یقین ہے کہ تم اپنی
معصومیت سے اسکا دل جیت لو گی..... بس بیٹا آپ نے صبر سے کام لینا
ہے اور اس کے ساتھ کسی بھی طرح کی کوئی بد تمیزی نہیں کرنی وہ آپکو جو
..... بھی بولے اسکی بات کو اہمیت دینی ہے

بیٹا وہ اپنا شوہر ہے اور شوہر کا رتبہ کتنا بڑا ہے اسکا آپکو اندازہ ہو گا..... وہ
اسے مزید کچھ بولتی پر سلطان کی آواز پہ وہ خاموش ہو گئی اور اک چادر سے
..... حوریہ کو اچھے سے کور کر دیا

مجھے یقین ہے کہ میری بیٹی میری بتائی ہوئی تمام باتوں پہ عمل کرے
گی.....

..... چادر کو ٹھیک کرتے ہوئے نوری بیگم نے ہلکا سا جھکتے ہوئے کہا
سلطان نے ان کے سامنے حوریہ کا ہاتھ تھاما اور اسے ساتھ لیے باہر نکلنے
لگا.....

بیٹا میری بیٹی کا خیال رکھنا اور اسے اس گناہ کی سزا نہ دینا جو اس نے کیا ہی نہ
ہو.....

دروازہ کے پاس پہنچ کہ اشفاق صاحب کی بات پہ سلطان زرہ سار کا اور ان
..... کی طرف مڑ کے غور سے انھیں دیکھنے لگا

..... اوکے سسر جی آپکی بیٹی کو کوئی تکلیف نہیں ہو گی

سلطان نے بس یہ چند الفاظ ادا کیے اور حور یہ کاہا تھ تھا مے گھر سے نکل
..... گیا

گلی چونکہ کافی تنگ تھی اسی لیے اک وقت میں وہاں سے صرف اک انسان
گزر سکتا تھا اب سلطان خود اگے چلتے ہوئے پیچھے سے اسکا ہاتھ تھا مے جا رہا
..... تھا

گلی کے آخر پہ اک وائٹ فار چونر کھڑی تھی..... سلطان نے اس کے لیے
..... فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھولا اور اسے اندر بٹھایا

دروازہ بند کرنے پہ سلطان نے اپنے بندوں کو اشارہ کیا جو اہنی اپنی گاڑیوں
..... میں بیٹھ گئے

دوسری طرف آ کے سلطان خود ڈرائیونگ سیٹ پہ بیٹھ
گیا..... ڈرائیونگ کرتا وہ بار بار حور یہ کو دیکھ رہا تھا جو سوسوں
..... کرتی سیدھا اس کے دل میں اتر رہی تھی

سلطان نے پاس رکھے ٹیشو باکس سے ٹیشو نکالا اور حوریہ کی طرف
..... بڑھایا

حوریہ اب بھی چادر کا کونا تھا مے بیٹھی بس روئے جا رہی تھی.... اسکا زیادہ
..... ترچہ چادر سے ڈھکا تھا

اس نے سلطان کے ہاتھ سے ٹیشو نہیں لیا کیونکہ وہ اس کو دیکھ نہیں سکی
..... تھی پر سلطان کو لگا شاید وہ اسے اگنور کر رہی ہے

سلطان نے سختی سے اس کا گورا ہاتھ پکڑ لیا..... آہہ..... حوریہ کے
..... منہ سے چیخ نکلی..... جسے وہ اپنے ہاتھ سے روک چکی تھی

یہ لو اس سے صاف کرو اپنے آنسو اور اب تمہاری آنکھوں سے آنسو نہیں
نکلنے چاہیے..... سلطان نے اس بار پھر ٹیشو پیپر اس کے سامنے
..... لہرایا

حوریہ نے کچھ جھجک سے اسے تھام لیا..... اپنے آنسو صاف کرتی
..... اب وہ ٹیشو کو ہاتھ میں گھماتی اسکا کچو مر نکالنے لگی

کچھ دیر تک وہ اسے اپنے زاتی گھر میں لاچکا تھا..... سلطان نے گاڑی
روکی اور گاڑی سے باہر نکلنے کے بعد اس نے حوریہ کی سائیڈ سے حوریہ کو
..... نکالا

..... حوریہ اب بہت ڈر رہی تھی پر اب اس کا رونا بالکل ختم ہو چکا تھا
..... سلطان نے گاڑی کی چابی پاس کھڑے ملازم کی طرف اچھالی
..... یہ لو اور گاڑی گیراج میں پارک کر دو

..... اتنا بول کہ وہ حوریہ کا ہاتھ تھامے اندر بڑھ گیا



سب کے آنے پہ ہمارے سب کو یہی بتایا کہ ایمیل کو زخم سیڑھیوں سے
..... گرنے کی وجہ سے ہوئی

..... ایمیل نے بھی سب کو یہی بتایا

ان دونوں نے سب پہ یہی ظاہر کیا کہ وہ دونوں آج جب گھر آئی تو یہاں
کوئی نہ تھا ایسے ہی سیڑھیاں چڑتے ایمل کا پاؤں پھسل گیا اور وہ گر گئی
جسکی وجہ سے اس کے سر پہ گہری چوٹ لگ گئی تھی پر اب وہ کافی بہتر
تھی..... ایمل اب بھی اپنے کمرے میں بیٹھی ضاویار کے بارے میں
... سوچ رہی تھی

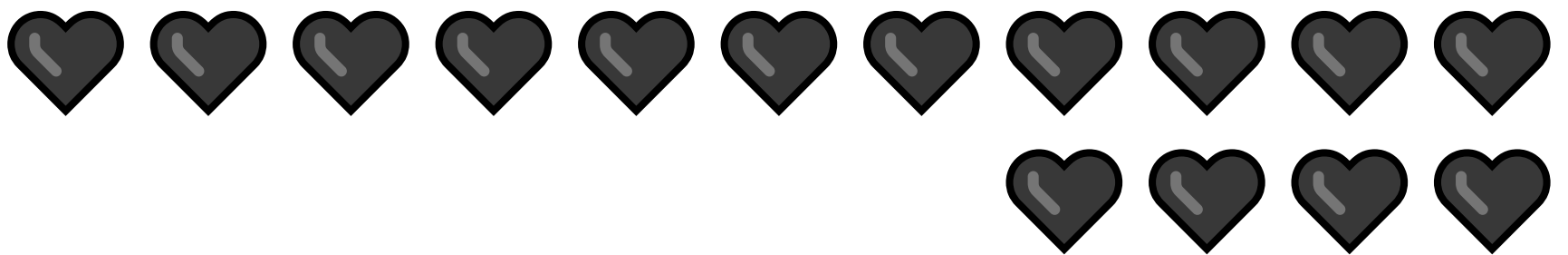
کیسے ضاویار نے اک بار بھی مڑ کر اسے نہیں دیکھا..... کتنی امید تھی
..... اسے کہ وہ اسے تھامے گا پر ضاویار نے اسکی ساری امیدیں توڑ دی
آنکھوں میں آئے آنسو صاف کرتی وہ نجانے کس کا نمبر ڈائل کرنے
لگی.....

پر سامنے سے کسی قسم کا کوئی جواب موصول نہیں ہوا..... مایوسی سے اس
..... نے فون کو پاس بیڈ پہ پھینکا

کاش بابا آپ مجھے ادھر چھوڑ کے کبھی نہ جاتے..... کاش میں کبھی اس
گھر میں آئی ہی نہ ہوتی..... اس گھر کا اک مکین میرے دل کا مکین بن گیا پر

وہ اتنا بے رخ ہے کہ سامنے والے کہ جان نکال دے اور اف تک نہ کہنے
..... دے

..... ضاویا کی سوچ اک بار پھر اسکے دل پہ گہرا وار کر گئی
ضاوی اب میں کبھی بھی آپکے قریب جانے کی کوشش نہیں کروں گی....
آپکے دل میں۔ میری کیا حیثیت ہے اس کا احساس مجھے اچھے سے ہو گیا
ہے.. میں جان چکی ہوں مجھے دیکھ کہ آپکو صرف تکلیف کا احساس ہوتا ہے
اور میں سوچتی تھی کہ کبھی نہ کبھی آپ بھی مجھ سے محبت کرو گے.... کتنی
..... پاگل تھی میں..... پر اب میں مزید آپ پہ بوجھ نہیں بنو گی
..... اک بار پھر اپنے آنسو صاف کرتی وہ گہرا عزم کر گئی



شمس آج کسی ضروری کام سے گائوں کے اک آدمی کے گھر گیا.... وہ آدمی
کافی غریب تھا جسکا اک پائوں ٹوٹ چکا تھا... اس آدمی کو شمس کے پاس کام

کرتے ہوئے ابھی کچھ دن ہی ہوئے تھے.... شمس اپنے ملازموں کا بہت
خیال رکھتا تھا.... اسی لیے اس وقت وہ اپنے اک آدمی کے گھر بیٹھا چائے پہ
..... رہا تھا

.... اسکا آدمی بیچارہ اپنے مالک کو اپنے گھر دیکھ کبھی خود کو دیکھتا تو کبھی اسے
..... اسکی حرکت پہ شمس مسکرایا

ارے یار بس تم سے کچھ کام تھا تو چلا آیا اور سوچا کہ تمہاری طبیعت کے
..... بارے میں بھی جان لوں گا

شمس چائے کی چسکیاں لیتا ہوا اسے طول رہا تھا.... پر سر میں آپکے کس کام
آئوں گا اور..... تم. میرے بہت کام آئو گے بس ابھی تم اپنا پائوں
جلدی ٹھیک کرو اور میرے گھر پہنچو باقی سارے معاملات میں خود دیکھ
..... لوں گا

..... شمس نے آخری سپ کے کہ کپ ٹیبل پہ رکھا

جی ار آپ بے فکر رہو میں بہت جلد صحت یاب ہو کر آپ سے ملتا
..... ہوں

اس کی بات پہ شمس نے سر اثبات میں ہلایا اور اسے الوداع کہتا اسکے گھر سے
..... نکل گیا

گاڑی میں بیٹھا اب وہ کسی گہری سوچ میں تھا جس اسکے سامنے اک لڑکی
..... اچانک کہی سے آگئی

شمس نے جلدی سے گاڑی کو بریک لگائی پر گاڑی کے رکنے پہ ہما کو ہلکی سے
ڈھو کر لگ چکی تھی..... وہ وہی بیٹھی اپنے پیر کو پکڑے اونچی اونچی آواز
..... میں رونے لگی

شمس اک پل کو گھبرا گیا.... جلدی سے گاڑی سے باہر نکلتا وہ سامنے بیٹھی
..... لڑکی کی طرف بڑھا

اس کے پاس بیٹھتا اس سے پہلے کہ وہ کچھ بولتا وہ لڑکی سامنے اے شروع ہو
..... گئی

اندھے ہیں کیا اب؟؟؟

دکھائی نہیں دیتا جو اتنے بڑے انسان کو ڈھوکریں مارتے گھوم رہے

..... ہیں

..... اگر میں مرور جاتی تو

..... ہما کی بات پہ شمس نے اسے دیکھا تو اک پل کو دیکھتا ہی رہ گیا

چہرے کے عجیب سے زاویے بناتی وہ لڑکی سیدھی اس کے دل میں اتر

..... گئی

ہلکے پرپل رنگ کی قمیض کے ساتھ دوپٹہ لیے ساتھ میں کھلا ٹرائوز پہنے

..... جہاں سے اسکی پنڈلیوں صاف نظر آرہی تھی

..... اب ایسے کیا دیکھ رہے ہو انکل جلدی مجھے اٹھائو

..... ہمانے غصے سے شمس سے کہا

انکل سن کے شمس کا دماغ بھک سے ہوش میں آیا..... کیا میں تمہیں

..... انکل نظر آتا ہوں

..... شمس کا حیرانی سے منہ کھل گیا

تو اور کیا ہیں آپ انکل ہیں تو انکل ہی بولوں گی ناں..... ہمارے نامحسوس

..... انداز سے اپنی پنڈلیوں کو ڈھانپنا

..... شمس کی نظروں سے یہ چیز چھپ نہ سکی

چلواٹھو میں تمہیں ہسپیٹل لے کے چلوں..... شمس نے اسکا ہاتھ

..... تھا مناجاہا

ہٹیں پیچھے انکل آپکی وجہ سے مجھے چوٹ آئی اور اب بول ایسے رہے ہیں

جیسے آپ مجھ پہ احسان کر رہے ہیں.... چلواٹھو اب چلنے کی کنڈیشن ہوتی تو

..... آپکے سامنے تھوڑی نہ یوں بیٹھی ہوتی

..... ہمارے چڑتے ہوئے کہا

..... شمس نے غور سے اسے دیکھا اور جھک کے اسے اپنی باہوں میں اٹھالیا

ارے انکل یہ کیا کر رہے ہو.... نیچے چھوڑو مجھے ورنہ میں ابھی اپنے گارڈ کو

..... آواز دے دوں گی

.....ہمانے اپنے ہاتھ اسکے سینے پہ مارتے ہوئے کہا

.....خبردار جو تم نے مجھے اک بار اور انکل بولا

.....شمس نے اسے ڈانٹا

ہما اب بس خاموشی سے بیٹھی تھی شرم سے اسکا برا حال تھا اور وہ جانتی تھی

کہ وہ چل نہیں سکتی اور باڈی گارڈز کو وہ چکما دے کے بھاگی تھی اب انھیں

.....بھی نہیں بلا سکتی تھی.....کیونکہ وہ کافی اگے نکل چکی تھی

شمس اسے اٹھائے گاڑی میں لایا اور سیٹ بیلٹ لگانے کے بعد وہ خود

.....ڈرائیونگ سیٹ سنبھال چکا تھا



حور یہ چھوٹے چھوٹے قدم لیتی گھر کے اندر داخل ہوئی.....پر گھر کو

.....اندر سے دیکھ کر وہ جیسے دیکھتی رہ گئی

..... اسے یاد آیا کہ ایسا گھر تو اس نے صرف ٹی وی میں ہی دیکھا ہے

شیشے کے جیسا چم چماتا گھر دیکھ اب اسے اپنی زلت کا جیسے اور اندازہ ہو رہا تھا...

اب پھر اے اسے محسوس ہو رہا تھا کہ سلطان نے یہ سب صرف بدلہ لینے

کے لیے کیا ہے ورنہ اتنا امیر لڑکا اس جیسی لڑکی کے پیچھے پاگل کیوں

ہوگا..... اسے تو کتنی خوبصورت لڑکیاں مل سکتی تھی..... ڈر کے

..... ساتھ ساتھ اب اسے احساس کمتری بھی محسوس ہو رہا تھا

..... سلطان پاس کھڑا اسے نوٹ کر رہا تھا

..... کچھ کھاؤ گی

..... سلطان نے گلا گھنگارتے ہوئے پوچھا

..... حوریہ نے نفی میں سر ہلایا

اوکے تو پھر چلو کمرے میں..... سلطان نے اسکا ہاتھ تھامتے ہوئے کہا

..... اور اسے اپنے ساتھ اپنے کمرے میں لے جانے لگا

..... حور یہ کو اب ٹھنڈے پسینے آنے لگے

..... سلطان کے ساتھ چلتی اب وہ بہت ڈر رہی تھی

..... سلطان نے اسے کمرے میں لا کے چھوڑا اور دروازہ لاک کیا

حور یہ کا دماغ جیسے سائی سائی کرنے لگا..... اسے اچانک ایسا لگا کہ

جیسے اسے سانس نہیں آرہی ہے..... اسے لگا کہ اب سلطان اسے جان

سے مارنے والا ہے.... ناجانے کیوں اس کا دماغ اسے ایسے اشارے دے رہا

... تھا

یہ جانتے بوجتے بھی کہ وہ اس کا شوہر ہے اس کا دل بار بار اسے بھاگنے پہ اکسارہا

..... تھا

..... ناجانے اسے کیا سوجی اور اس نے بنا سوچے سمجھے بھاگنا شروع کر دیا

اچانک کمرے کا دروازہ کھلنے کی آواز پہ سلطان نے دیکھا تو حور یہ بھاگے جا

..... رہی تھی

اس کی یہ حرکت سلطان کا دماغ گھما گئی..... سلطان بھی جلدی سے اس
کے پیچھے بھاگا..... ٹی وی لائونج میں سلطان نے اسے قابو کر لیا
..... تھا

چھوڑیں مجھے پلینز مجھے مت مارے گا میں نے تو کچھ نہیں کیا.... آپی خود نوید
..... بھائی کو پسند کرتی تھی میں نے انھیں
شششش سلطان نے اپنی انگلی اسکے لبوں پہ رکھی..... سلطان کے ایسا
..... کرنے پہ اس کی جسم پہ کپکپی ہوئی جسے سلطان نے بھی محسوس کیا
حور یہ اپنی پوری گولڈن آنکھیں کھولے ہر اسماں ہوئے اسے دیکھ رہی
..... تھی

..... سلطان جیسے پاگل سا ہونے لگا
سلطان جھکا اور اسکے لبوں کو چومنے لگا..... حور یہ کو تو سمجھ نہ لگی کہ
..... اسکے ساتھ کیا ہوا ہے

سلطان نے اتنی شدت سے اس جے ہونٹوں کو قابو کیا تھا کہ حوریہ کی
سانس رکھی ہوئی تھی..... حوریہ اب مسلسل کانپ رہی
تھی..... سلطان جب پیچھے ہٹا تو حوریہ گہرے گہرے سانس بھر رہی
تھی.....

سلطان نے کھینچ کے اس کی چادر اتاری اور اسے پاس رکھے صوفے پہ
..... پھینک دیا

حوریہ نے جلدی سے اپنے سینے پہ بازو پھیلا دیے..... اب وہ مزید ڈر
گئی تھی.... سینے پہ بازو باندھے ہر نی جیسی کانچ سی آنکھوں میں خوف
..... لیے وہ سیدھا سلطان کے دل پہ بجلیاں گر رہی تھی
..... سلطان کی لال آنکھیں اس کی طلب کو واضح کر رہی تھی
سلطان نے جھکتے ہوئے اس کے بازو کو اپنے بازو میں لیا اور اس کی گردن کو
..... چومنے لگا

حور یہ کی آنکھیں اب اپنی بے بسی پہ بہنے لگی تھی..... سلطان نے
اسے کمر سے پکڑ کر جھٹکا دیا اور اپنے اور اسکے بیچ کا بچا کچا فاصلہ بھی ختم کر
..... دیا

..... س-سلط-سلطان-ن سا-سانس نی-نہیں

..... ابھی وہ مزید کچھ بولتی کہ سلطان پھر اے اسکے لبوں پہ جھک گیا
حور یہ اب بس رو رہی تھی اور سلطان اس پہ جھکا اپنی طلب کو اور بڑھا رہا
..... تھا

سلطان نے پھر جب اس کی گردن پہ ہونٹ رکھے تو حور یہ نے اونچی اونچی
..... آواز میں رونا شروع کر دیا

..... یہ سب اس کے لیے اتنا عجیب تھا جتنا کہ کوئی اس کو سوچ سکے
اک اجنبی انسان جس سے ملے آپکو کچھ گھنٹے ہوئے ہوں اور آپ بغیر چادر کے
..... اسکے سامنے کھڑے اسے محسوس کر رہے ہوں

حوریہ نے تو بچپن اے اتنے کم لوگوں کو فیس کیا تھا اور بغیر چادر بے تو وہ
آج تک صرف زوبیہ کے سامنے گئی تھی اور وہ بھی بہت کم۔ بار اور آج
سلطان کا یوں اسکے قریب آنا اور پھر یہ سب اس کی سمجھ سے بالاتر
..... تھا

اسے کچھ اور نہ سو جھا اور اپنی بے بسی پہ وہ اونچی اونچی آواز میں رونے
لگی.....

سلطان نے آنکھیں اٹھا کہ جب اس کی گولڈن آنکھوں میں دیکھا تو حوریہ
کو جیسے چپی لگ گئی..... لال آنکھوں کے ساتھ وہ حوریہ کو بالکل کوئی تاثر
..... دیے گھور رہا تھا

..... ہمیں سو سو آیا ہے

..... حوریہ نے ہچکی لیتے ہوئے کہا

اسے سمجھ بھی نہ لگی کہ میں اسے کسی اور طریقے سے بول دوں جیسے مجھے
.... واشر و م جانا ہے یا مجھے فریش ہونا ہے

.....اپنے ڈر میں وہ سیدھا بول گئی

.....سلطان کو اسکی معصومیت پہ بہت پیار آیا

.....سلطان نے اسکایا تھ تھا ما اور اسے اپنے کمرے میں لے آیا

حور یہ اب پھر اے خاموشی سے اسکے ساتھ آرہی تھی کیونکہ اک بار بھاگنے
.....کا انجام وہ دیکھ چکی تھی

.....وہ رہا واثر و م اور جلدی سے واپس آئو

سلطان نے واثر و م کی طرف اشارہ کیا اور خود بیڈ پہ بیٹھ کہ اپنے شوز
.....اتارنے لگا

سلطان کو لگ رہا تھا جیسے اک پل میں ہی اس کی زندگی حسین ہو گئی
.....ہے

کہاں کا بدلہ کون سا بدلہ اسے تو اب کسی چیز کا ہوش نہیں تھا وہ تو بس اب
.....یہی چاہتا تھا کہ بس بیٹھا حور یہ کو دیکھتا رہے

ادھر حوریہ بھاگتی ہوئی واشروم میں آئی اور جلدی سے دروازہ لاک کر
..... دیا

..... اب وہ دروازے کے ساتھ لگی گہرے سانس بھر رہی تھی
گال تھے جو گرم ہو کہ تپ رہے تھے اور لال ہو چکے تھے..... اب اسے
شرم نے آن گہرا تھا..... سامنے شیشے پہ نظر پڑی تو اپنے آپ کو دیکھ
..... مزید شرم آنے لگی

پھر جیسے ہی کچھ دیر کا واقعہ یاد کرنے لگی تو ہاتھ خود بخود اپنے ہونٹوں پہ
..... گئے

اپنے منہ میں وہ اب بھی سگریٹ کی ہلکی ہلکی بو محسوس کر سکتی تھی جو کچھ
..... دیر پہلے سلطان کی وجہ سے آئی تھی

..... اک بار پھر سے دل نے جیسے سپیڈ پکڑ لی تھی

سلطان بیٹھا اب بس مسکرائے جا رہا تھا..... ڈریسنگ ٹیبل کے
..... شیشے میں خود کو دیکھا وہ اب مسکرائے جا رہا تھا

..... اک اک پل جیسے بھاری پڑھ رہا تھا

آہستہ آہستہ اسنے اپنے بازو پہ باندھے سارے دھاگے اتارے اور گردن پہ

..... موجود دھاگوں کو بھی اتار دیا

حوریہ جلدی کرو.... اتنا وقت تو نہیں لگتا..... کافی دیر انتظار کے

..... بعد سلطان دروازے کے پاس کھڑا اب اسے آوازیں دے رہا تھا

..... حوریہ جو کچھ دیلیکس ہوئی تھی اب پھر اے کانپنے لگ گئی

..... حوریہ..... حوریہ

سلطان نے دوبار اسے آوازیں دی پر حوریہ کچھ نہیں بول رہی تھی..... وہ

..... منہ پہ ہاتھ رکھے بس خود کو رونے سے روک رہی تھی

..... سلطان نے غصے سے دروازے پہ پائوں مارا

حوریہ اگر میں اندر آگیا تو تمہارے لیے اچھا نہیں ہوگا..... سلطان نے

..... دھمکی دی پر حوریہ پہ کوئی اثر نہیں ہوا

!!!!!!! حوریہ

اس بار سلطان نے چیخ کے اسے آواز دی.... اسے بار بار اک بات کو دھرنا
..... ہر گز پسند نہیں تھا

ج-ج-جی

..... حوریہ کی مری ہوئی آواز بڑی مشکل سے اس کے کانوں پہ پڑی
..... سلطان کو اب مزید غصہ آیا تو وہ ڈوبلیکیٹ کی لینے چلا گیا
حوریہ کو جب آوازیں آنا بند ہوئی تو کچھ سکون ہوا کہ شاید وہ چلا گیا
..... ہے..... اسے لگا شاید وہ گھر سے باہر نکل گیا ہو

کانپتے ہاتھوں کے ساتھ اس نے دروازے کو کھولا تو کمرہ سارا خالی تھا.....
اک پل کو اس کے دل میں سکون ہوا..... چھوٹے چھوٹے قدم لیتی وہ
ڈریسنگ ٹیبل کے پاس پہنچی تاکہ سلطان کو دیکھ سکے کہ آیا وہ چلا گیا ہے یا
..... اب بھی وہی بیٹھا ہے

ابھی وہ وہاں پہنچی ہی تھی کہ دروازے سے سلطان کو آتا دیکھ اسکی رہی سہی
..... ہمت بھی جواب دے گئی

اس سے پہلے کہ وہ واپس بھاگتی سلطان نے بھاگتے ہوئے اسے پکڑ
..... لیا

سلطان نے سختی اے اسکے بالوں کو پکڑا اور دائیں ہاتھ سے اسے کمر سے پکڑ
..... کہ ڈریسنگ ٹیبل پہ بیٹھایا

غصے سے اس نے حوریہ کے سینے کے پاس سے قمیض کو پکڑا اور اتنی زور سے
کھینچا کہ حوریہ کو لگا کہ شاید آج قمیض کا آخری دن ہے.....

حوریہ نے جلدی سے اسکے ہاتھوں کو پکڑا..... سلطان کے بڑے مردانہ
..... ہاتھوں کا اسکے ہانپتے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں نے کیا مقابلہ کرتا تھا
سلطان نے دوبارہ غصے سے اسکی ٹانگوں کو کھولا اور خود کچھ اکی طرف

..... جھکا

حوریہ کبھی ہاتھوں سے اپنے بالوں کو چھڑانے کی کوشش کرتی تو کبھی سینے
پہ ہاتھ رکھے اسکے ہاتھوں کو روکتی اور کبھی اسے پیچھے دھکیلنے کی کوشش
..... کرتی

سلطان اب جھکا سکے ہونٹوں پہ اپنے ہونٹ رکھے اپنی پیاس بجھا رہا تھا جو
..... تھوڑی دیر پہلے والے لمس سے مزید بڑھ گئی تھی

حوریہ ان بالکل ڈھ سی گئی تھی اسنے بہت کوشش کی پر وہ سلطان کا کبھی
..... مقابلہ نہیں کر سکتی تھی

سلطان نے اسے ایسے ہی کمر سے تھاما اور اسکی ٹانگوں کو اپنی کمر کے گرد
..... باندھ کے اسے اٹھایا اور بستر پہ کے آیا

حوریہ اب بالکل خاموش تھی..... وہ تھک بھی چکی تھی اور اب شاید وہ
سمجھ گئی تھی کیونکہ سلطان مسلسل اسکے کانوں میں سرگوشیاں کر رہا
..... تھا

اسنے حوریہ کو بستر کے درمیان میں چھوڑا اور اسکے کندھے سے قمیض ہٹا کہ
..... کندھوں پہ بائٹ کرنے لگا

..... حوریہ اب بس کانپے جا رہی تھی

!!! سی

.....سلطان کے کندھے پہ کاٹنے پر حوریہ کے منہ سے سسکاری نکلی

اگر کوئی میری بات نہ سنے تو میں اسے کہی کو نہیں چھوڑتا اور تم نے تو دو

دفعہ میری بات نہیں سنی... تمہیں میں معاف کر رہا ہوں پر اگر اب تم

.....نے مجھے انکار کیا یا میری بات کو رد کیا تو اس سے بھی برا ہوگا سمجھی

.....سلطان نے اسکی ٹھوڑی کو پکڑ کے کہا

حوریہ بس اب نظریں جھکائے لیٹی تھی....سلطان اس پہ چھایا اسے غور

سے دیکھ رہا تھا.....آج سے پہلے اسے حوریہ کو کیوں نہیں دیکھا

تھا.....اسے لگ رہا تھا کہ وہ جتنا اسے دیکھ رہا ہے اتنا وہ اس میں کھورہا

.....ہے

سلطان نے اسے دیکھتے ہوئے ہی اسکی کمرے سے قمیض کو تھاما اور زور سے

.....کھینچا کہ وہ پھٹ گئی

حوریہ نے جلدی سے آنکھیں اٹھا کہ اسے دیکھا تو اب بھی اسے ہی دیکھ رہا

.....تھا

..... آہستہ آہستہ وہ اسکی قمیض اتارتا اب اسے جسم پہ اپنے لب رکھ رہا تھا

.....سلطان-پانی

..... ششششش سلطان نے اسکے ہونٹوں پہ انگلی رکھی

..... حور یہ اب بس تیز تیز سانس لے رہی تھی

.....سلطان نے اپنی قمیض اتاری اور بیڈ سے نیچے پھینک دی

سلطان..... خاموش کمرے کی فضا میں حور پہ کی آواز بلند

.....ہوتی

.....جی جان سلطان

.....سلطان نے جھک کے اس کے لبوں کو چومتے ہوئے کہا

..... ہمیں بہت ڈر لگ رہا ہے پلیز ہم ابھی اس سب کے لیے تیار

شش میری جان میں اپکا سارا ڈر ختم کر دوں گا بس آپ خاموشی سے مجھے

..... محسوس کرو

.....سلطان کی لہجے اور باتوں میں اب بہت نرمی تھی

.....سلطان ہلکا سا اٹھا اور ٹیبل کی سائیڈ سے لائیٹ آف کر دی

.....ہلکی سی روشنی میں وہ اس کے قریب سے قریب تر ہوتا جا رہا تھا

سلطان کبھی اسکے ہونٹوں کو چومتا کبھی اسکے کانوں پہ کاٹتا تو کبھی اسکے

.....گردن کندھوں کو اپنے لبوں کا نشانہ بناتا

حوریہ بس خاموشی سے اسے محسوس کر رہی تھی.....وہ اب خود کو

روک نہیں رہی تھی.....سلطان کو اس کا یوں بات مان لینا بہت پسند

.....آیا تھا

.....اسکے پیٹ پہ جھکتا وہ اس کی سسکاریوں کی وجہ بن رہا تھا

کچھ دیر بعد کمرے میں اب ہلکی ہلکی چیخوں سسکاریوں کی آوازیں بھی گونج

.....رہی تھی

سلطان اپنا وجود اس میں شامل کر چکا تھا.....حوریہ کی سسکیوں کو وہ

.....اپنے لبوں سے چتنا جیسے پاگل سا ہو رہا تھا

.....اسکے آنسوؤں کو وہ اپنے ہونٹوں میں لیتا اسے بے بس کر چکا تھا

..... حوریہ کے تڑپتے اور سسکتے وجود کو وہ بہت محبت سے سنبھال چکا تھا
..... گہری رات کے ساتھ اسکی پہلی نظر کی محبت بھی گہری ہو رہی تھی
..... سلطان اسے حاصل کر چکا تھا

اس کے وجود کو بہت محبت سے چٹنا وہ اسے ہمیشہ کے لیے اپنا بنا چکا
..... تھا



..... شمس ہما کو لے کے ہسپتال آ چکا تھا
اسے ڈاکٹر دیکھ رہے تھے..... ڈاکٹر کے مطابق اسکے پاؤں میں موج آگئی
..... ہے اچانک مڑنے سے موج اب سوچ رہی ہے
..... شمس وہی اسکے پاس بیٹھا ہما کو دیکھ رہا تھا
..... میم اپکو یہ انجیکشن لگانا ہو گا یہ اپکو اس درد سے سکون سے گا

اک نرس اسکے پاس اے بولی تو انجیکشن کے نام پہ ہما کی آنکھیں مزید کھل گئی.....

..... نہیں ہم کوئی انجیکشن نہیں لگائیں گے آپ پلیر ہمارے بابا کو بلاؤ
..... ہمانے انجیکشن کے نام پہ اپنی ایکٹنگ شروع زردی

چپ کر کے بیٹھ جائو..... اس سے اتنا درد نہیں ہوگا جتنا تم سوچ رہی
ہو.... بس تم ادھر ادھر دیکھو اور نرس جلدی سے انجیکشن لگا دے
گی.....

جی نہیں یہ کہاں لکھا ہے کہ ادھر ادھر دیکھنے اے اپکو انجیکشن کا درد نہیں
ہوگا.....

..... ہمانے بھی اپنے رائے دی
..... اف درد تو ہوگا پر تمہارا دیہاں بھٹکا ہوگا تو درد کم ہوگا
..... انکل اپ چپ رہو؛ ورمیرے بابا کو بلاؤ

.... ہما کی بات پہ شمس کق غصہ آنے لگا

..... میں تمہارا نوکر نہیں ہوں جو تم بولق اور میں تمہارے بابا کو بلاؤں

..... شمس نے انکل بولنے والی بات کا بدلہ لیا

ہما کو جیسے رونا سا آگیا..... اسکی آنکھوں میں آنسو بھرنے

..... لگے

اچھا آپ رہنے دوا نچیکشن نہیں لگانا بلکہ ایسا کریں اپ انھیں پین کلردے

..... دیں

..... شمس نے پاس کھڑی نرس سے کہا

..... جی سر

..... نرس نے سر اثبات میں ہلایا عمر کمرے سے باہر نکل گئی

..... اچھا میں تمہارے بابا کو کال کرتا ہوں انکا نمبر بولو مجھے

شمس نے ہما سے کہا تو ہما نے اسے اپنے بابا کا نمبر بولا..... شمس کے پاس

..... دائود صاحب کا نمبر پہلے سے موجود نہیں تھا

تمہارے بابا کا نام کیا ہے..... شمس نے وہ نمبر سیو کرنا چاہا کیونکہ اب
..... وہ ان سے بات کرنے کا ارادہ رکھتا تھا

..... دائود چودھری

ہمانے منہ سے جو الفاظ ادا ہوئے وہ شمس کو حیران کر گئے..... تو کیا جو
..... لڑکی اسے پسند آئی وہ اس کے دشمن کی بیٹی تھی
شمس کو لگا کہ اس کے حلق میں کسی نے دنیا بھر کی کڑواہٹ بھر دی
..... ہے

اسنے اسی وقت ہی وہ لکھا ہوا نمبر کینسل کیا اور فون بند کر کے جیب میں
..... ڈال دیا

..... کیا ہوا کروناں کال بابا کو

..... اسکا فون بند کر جے جیب میں ڈالنا ہما کو غصہ دلا گیا
نہیں میں کوئی کال نہیں کر رہا اور تمہارا باپ اتنی پہنچ تو ضرور رکھتا ہے کہ
..... وہ کچھ دیر تک تمہارا پتالگا لے گا

..... شمس نے کہا اور اپنی جگہ سے اٹھ گیا

یہ کیا طریقہ ہے آپ مجھے یہاں لائے ہو اور اب مجھے یوں اکیلا چھوڑ کے جا رہے ہو مجھے بھی آپ کے ساتھ جانا ہے مجھے نہیں پتا مجھے یہاں اک منٹ بھی..... نہیں رکنا

..... ہمارے زد کرنی شروع کر دی

ابھی وہ کچھ بولتا کہ دروازہ زور سے کھلا اور دائود چودھری بھاگتا ہوا آیا اور ہما..... کو گلے لگالیا

..... بابا ہما بھی اس کے گلے لگ گئی

بابا کی جان کے فی بار سمجھایا ہے تمہیں کہ یوں گارڈز کے بغیر کہی مت جایا..... کرو پر تم ہو کہ کسی کی سنتی تک نہیں ہو

..... دائود چودھری اس کے ہاتھوں کو تھامتے ہوئے بولے

..... بابا میں ٹھیک ہوں بس زرہ سی موچ آئی ہے

..... ہمارے انھیں تسلی دی

..... ابگی وہ مزید کچھ بولتے کہ انھیں شام کی موجودگی کا احساس ہوا
تم..... تم یہاں کیا کر رہے ہو.... تمھاری ہمت کیسے ہوئی میری بیٹی
..... کے پاس آنے کی

..... دائود صاحب نے شمس کو دیکھتے ہی غصہ شروع کر دیا
بابانگی کوئی غلطی نہیں ہے بلکہ انھوں نے میرا خیال رکھا اور مجھے ہسپتال
..... لے کے آئے

ہمانے جلدی سے کہا.... اسے اندازہ ہو رہا تھا کہ اسکے بابا اور سامنے کھڑا
شخص اک دوسرے کو جانتے ہیں اور ان کے اک دوسرے سے تعلقات
..... اچھے نہیں ہیں

..... ہمانے کہا اور شمس دائود صاحب کو دیکھتا وہاں سے نکل گیا
..... ہما اسے دیکھتی رہی پر وہ کمرے سے باہر نکل گیا
..... بیٹا آپ ایسے کیسے کسی پہ بھی اعتبار کر سکتے ہو

..... دائود صاحب اب ہما سے بقلے جو اپنی گردن جھکائے بیٹھی تھی

بابا وہ اچانک پیر مڑ گیا اور میرے پاس کوئی نہیں تھا یہی تھے تق انھوں نے
..... ہی مجھے ہسپتال لایا

ہمانے گردن جھکائے ہوئے کہا..... دائود صاحب نے اسے گلے
..... لگایا

..... اب وہ شما کے بارے میں سوچ رہے تھے
..... کچھ دیر تک قہ اسے ہسپتال سے ڈسچارج کروا کے گھر کا چکے تھے



.....

شمس کا دماغ کب سے کھول رہا تھا..... جو لڑکی اسے پہلی نظر میں پسند آئی
..... وہ تھی بھی کون اسکے دشمن کی بیٹی

.....اپنے کمرے میں چلتا وہ اب بس اسی بارے میں سوچے جا رہا تھا
.....سرے آئی کم ان

اسکے خاص آدمی موسیٰ نے کمرے کے باہر سے آواز لگائی.....یہ اسکی
عادت تھی چاہے کوئی بھی ہو حتا کہ کائنات بھی ہو تو وہ بھی اسکے کمرے
میں اجازت لے کے آتی تھی اور اسے ویسے بھی کسی کایوں بنا اجازت کے
.....اپنے کمرے میں آنا ہر گز پسند نہیں تھا

.....ہاں موسیٰ آؤ.....صوفے پہ بیٹھ کہ اس نے سگریٹ سلگایا
.....سر مجھے آپکو کچھ بتانا تھا

.....موسیٰ کچھ جھجک رہا تھا

شمس نے اسے غور سے دیکھا....مودی جو بھی بات ہے صاف صاف کرو
یوں نظریں نہ چراؤ.....شمس نے سگریٹ کی راکھ کو پاس رکھی ایش
.....ٹرے پھینکا

.....سر کچھ دن پہلے جو آپ پہ حملہ ہوا تھا اسکا پتالگ چکا ہے

موسیٰ کی بات پہ شمس کو کچھ زیادہ حیرانی نہیں ہوئی کیونکہ اسے اندازہ تھا
..... موسیٰ اسکا پتا لگوا کے گا

..... اور شمس کا دماغ ویسے بھی ابھی ہمارا ہمارا تھا

..... ہم تو بولو بھی کون ہے وہ

..... شمس کے پوچھنے پہ اک پل کو موسیٰ چپ ہو گیا

موسیٰ میرا دماغ پہلے سے ہی بہت خراب ہوا ہے اب اپنے اس منہ سے کچھ

..... بکو گے بھی یایوں ہی بار بار پوچھنے پہ بتائو گے

..... شمس کے غصے پہ معسیٰ نے گہرا سانس بھرا اور بولنا شروع کر دیا

سراپ پہ وہ حملہ دائود چودھری کے لوگوں نے کیا تھا..... پولیس والوں

سے پتا چلا ہے کہ اس آدمی کو جب بے انتہا مار چر کیا گیا تو وہ تب بھی نہیں

بولا پر جب اسے اسکی بیوی اور بیٹی کو لے کہ دھمکایا گیا تو اسنے بتایا کہ اسے

دائود چودھری نے اپکو مارنے کی سپاری دی تھی..... اور اتنا ہی نہیں

اسنے اپکو مارنے کے بعد آپکی لاش کو بھی غائب کرنے کا بولا

..... تھا

موسیٰ نے اپنے بات کرنے کے بعد شمس کو دیکھا تو اسکی آنکھیں اب غصے

..... سے لال ہو رہی تھی

ہم نے اس دائود چودھری کو کیا سمجھا اور وہ کیا نکلا..... شمس نے غصے

..... سے پاس رکھی ایش ٹرے کو دیوار پہ دے مارا

..... سراب آپ بتائیں ہمارا گلا قدم کیا ہوگا

..... موسیٰ کی بات پہ شمس نے اپنا سر صوفے کی پشت پہ گرایا

موسیٰ بس اب میرے حکم کا انتظار کرو اس دائود چودھری کو تو میں چھوڑوں

گا نہیں..... اور اس بار تو میرے ہاتھ اسکی خاص کمزوری آئی

..... ہے..... شمس نے دن کا منظر یاد کرتے ہوئے کہا

دائود چودھری کی آنکھوں میں وہ اپنی بیٹی کے لیے فکر دیکھ چکا

..... تھا..... اسکے ہونٹوں پہ اب مسکراہٹ تھی

موسیٰ اب بھی وہی کھڑا سوچے جا رہا تھا کہ ایسی کون سی کمزوری ہے پر وہ
..... شمس سے پوچھ نہیں سکتا تھا

.....جی سر

..... اتنا بول کہ موسیٰ کمرے سے باہر نکل گیا
لگتا ہے کہ قسمت کو بھی ہمارا ساتھ منظور ہے تبھی تو دیکھو آج اس وقت
مجھے کیسی نیوز ملی اور پھر اسکا کتنا خوبصورت ساحل بھی تو میرے دماغ میں
..... آیا ہے

..... بہت جلد ملاقات ہوگی میری نبی ڈال
..... شمس تصور میں ہما کو سوچتا گہرا مسکرایا



سلطان کی آنکھ کسی نرم سے احساس سے کھلی تھی..... آنکھوں کو مسلتا
..... وہ جاگا تو اسے اپنے بازو پہ بوجھ محسوس ہوا

دیکھا تو حوریہ گہرے گہرے سانس بھرتی اسے بازو پہ سر رکھے سو رہی
..... تھی

اسکارخ سلطان کی طرف ہی تھا..... سلطان کو لگا اس سے خوبصورت
..... منظر اسنے کبھی بھی نہ دیکھا ہو

حوریہ کے بال بالکل بکھر چکے تھے..... ہونٹ آپس میں سختی سے بند
تھے جیسے اگر انھیں زرہ سا بھی کھلا چھوڑا تو سلطان نے پھر سے شروع ہو
..... جانا ہے

کندھے اور سینے کا کچھ حصہ واضح تھا اور باقی اسکے جسم کو کمفرٹ کرنے کو رکھ
رکھا تھا..... گالوں پہ خاص کر کندھے گردن اور اپنے پہ بکت سارے
جامنی رنگ کے نشان تھے جو کل رات ہوئی داستاں کو بیان کر رہے
..... تھے

اس نشانوں کو دیکھ سلطان پھر سے بے قابو ہونے لگا..... ہلکا سا جھکتا
وہ اسکے ہونٹوں کو اپنے ہونٹوں میں کے گیا پر جلد ہی اسے احساس ہوا کہ وہ
..... بخار سے تپ رہی ہے

سلطان پیچھے ہٹا اور اپنے ہاتھ کی پشت کو اسکے گالوں پہ رکھ کے بخار کی
..... شدت کو محسوس کرنے لگا

..... بخار کافی تیز تھا..... سلطان جلدی سے اٹھا اور حسنین کو کال کی
..... حسنین گہری نیند میں تھا جب اسے سلطان کی کال آئی

کافی دیر وہ اسے اگنور کرتا رہا پر سامنے بھی سلطان تھا جو مسلسل کالیں کر رہا
..... تھا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اسکا دوست ایسے اٹھنے والا نہیں ہے
..... کیا ہے یار سونے کیوں نہیں دیتا

..... حسنین نے کال اٹھا کے چڑتے ہوئے کہا

جلدی کر اور کای لیڈی ڈاکٹر کو لے کہ میرے گھر پہنچ..... جلدی
..... آدھے گھنٹے میں اگر تو ادھر نہ پہنچا تو میں تجھے اچھے سے ڈیل کرو گا

..... سلطان نے اتنا بول کہ کال کاٹ دی

حسنین کا تو مانو خون کھول گیا..... اسے بہت ساری گالیوں سے نوازتا وہ
اٹھ گیا جاتا تھا اگر نہیں پہنچتا تو سلطان نے مار مار کے برا حال کر دینا ہے اور
اب اسے تجسس بھی تھا کہ آخر شادی کی پہلی صبح اس نے یوں لیڈی ڈاکٹر کو
..... کیوں بلایا ہے

سلطان اسے کال کرتا واپس کمرے میں آیا اور اپنے کپڑے کے کہ شاور
..... لینے چلا گیا

جلدی جلدی میں شاور لیتا وہ باہر آیا..... ڈاکٹر کو لے کہ حسنین کسی وقت
بھی آسکتا تھا..... الماری سے اپنی اک کھلی شرٹ اور ٹرائوز رلا کہ
..... حوریہ کے پاس بیٹھ گیا

اسکا دل تو شرارت کرنے کا تھا پر حوریہ کی حالت کی وجہ سے ابھی وہ کوئی
..... ایسی حرکت نہیں کر سکتا تھا

..... اس کے پاس بیٹھا وہ اسکے اک اک نقش کو دیکھ رہا تھا

اسکے کان کے پاس جھکتا وہ اسے ہجالتے لگا..... حوریہ.....

..... حوریہ

حوریہ جو گہری نیند میں تھی اور اس پہ غنودگی چھائی تھی اب اسے اپنے پاس
..... اپنے نام کی آوازیں آرہی تھی

ہلکی آنکھیں کھلی تو سامنے سلطان اس پہ جھکا اسے آوازیں دے رہا
..... تھا

رات کا اک اک منظر یاد آیا تو اسے لگا کہ آج وہ شرم سے ہی مر جائے
..... گی

گال اب بالکل لال ہو چکے تھے..... سلطان کا سامنا کرنا اب اس کے
..... لیے بہت مشکل تھا

..... سلطان کو جب محسوس ہوا کہ وہ جاگ گئی ہے تو وہ پیچھے ہٹ گیا

..... دونوں کی نظریں ملی تو حوریہ نے جلدی سے نظریں جھکادی

..... اس کا شرمسار چہرہ دیکھ سلطان کو اس پہ بہت پیار آیا

.....وہ اسکے گال پہ جھک گیا

.....حوریہ اب واضح کانپ رہی تھی

ڈرو نہیں ابھی میں کچھ نہیں کہتا تمہاری طبیعت بہت خراب ہے... میں
نے ڈاکٹر کو بلایا ہے وہ کچھ فیر تک آتی ہوگی اس سے پہلے تمہیں کپڑے
.....چینج کرنے ہوں گیں

سلطان نے اسے گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا..... پھر اسے
....شرارت سو جھی

.....اوپس میرا مطلب ہے کہ کپڑے پہننے ہوں گیں

.....سلطان نے مسکراتے ہوئے کہا

.....حوریہ اب اپنی انگلیاں مروڑتی پزل سی ہو رہی تھی

.....ہم۔ ہم پہن کہ آتے ہیں

حوریہ نے بر

غیر سوچے سمجھے اٹھنا چاہا..... پھر اپنی پوزیشن کا احساس ہوا تو جلدی سے
..... واپس بیٹھ گئی

..... سلطان مسکراتا ہوا کپڑے دیکھنے لگا

..... وہ ہمیں نہانا تھا تو ہم

..... حوریہ کچھ بولتی بولتی رک گئی

اس بار سلطان کا قہقہہ کمرے میں گونجا..... حوریہ اب بس رونے

..... ہی والی تھی

اچھا اچھا نہیں تنگ کرتا تمہیں رونامت میں تمہارے لیے ناشتا بناتا ہوں تم

..... یہ پہن لو اور شاہ نہیں لینا ورنہ بخار میں مزید مسئلہ ہو جائے گا

اس بے گال تھپتھپاتا وہ کمرے سے باہر نکل گیا..... حوریہ کی کنڈیشن

..... کافی خراب تھی اس کے لیے چلنا کافی مشکل تھا

بہت مشکل سے چند قدم چلتی وہ ڈریسنگ روم میں بیٹھی چیخ کرنے

..... لگی

سلطان کمرے میں آیا تو وہ وہاں موجود نہیں تھی..... واشر روم میں چیک کیا
..... پر وہاں بھی وہ موجود نہ تھی

سلطان نے ڈریسنگ روم میں جھانکا تو وہاں وہ دیوار کے ساتھ لگی بیٹھی
..... تھی.... حوریہ سلطان اسے آواز دیتا اسکے پاس پہنچا
..... یہاں کیوں بیٹھی ہو

سلطان نے اس گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا..... اس کے
..... کپڑے حوریہ کو بہت زیادہ کھلے تھے
گلہ کافی گہرا تھا اور حوریہ بچاری ابھی اس کنڈیشن میں نہیں تھی کہ وہ ابھی
..... اپنے آپ کو سہی سے کور کرتی

..... سلطان نے اسے اپنی باہوں میں اٹھایا
..... سلطان ہم چل لیں گیں

حوریہ نے اسکے گلے میں بازو ڈالتے ہوئے کہا..... وہ بھی جانتی تھی کہ
اب اس سے چلنا مزید مشکل ہو گا اور سلطان کے سامنے عجیب طریقے سے

چلنے پہ اسے شرمندگی ہونی تھی اسی لیے وہ بھی زیادہ بحث نہیں کر رہی
..... تھی

..... سلطان نے اسے بیڈ پہ چھوڑھا اور ایک ہلکا کمرٹرا اس پہ اوڑھا دیا
..... وہ اٹھا اور ڈریسنگ ٹیبل کے دراز سے اک پن لے کے آیا
حوریہ بیڈ کے سرہانے پہ بیٹھی اسے دیکھ رہی تھی..... سلطان حوریہ
کے پاس آیا اور اسکے گلے کے پیچھے سے جانی شرٹ اگھٹھی کر کے اس پن
..... سے باندھ دیا جس سے حوریہ کا وضع ہوتا سینا بالکل چھپ گیا
..... حوریہ کو شرمندگی نے آن گھیرا..... وہ کیسی اتنی لاپرواہ ہو سکتی ہے
الطاف نے اسکی شرمندگی محسوس کی تو اسکے ہاتھ تھامتا ہوا اسکے پاس بیٹھ
..... گیا

میں نہیں چاہتا کہ تمہیں کوئی لڑکی بھی ایسے دیکھے اور مجھ سے شرمناؤ مت
کیونکہ کل رات کے بعد ہماری درمیان ایسا کچھ نہیں مچا جس سے تم مجھ سے
..... جھجکو

..... اسکے بالوں کو باندھتا وہ سیدھا حوریہ کی دل کی دھڑکنیں بڑھا رہا تھا
کہاں کل وہ اسے سخت ناپسند کرتی تھی اور کہاں آج وہ اسکے اتنے قریب
..... تھا

..... بیل کی آواز پہ سلطان اسکی چادر اسے اوڑھتا کمرے سے باہر چلا گیا
حوریہ بس اسی کے بارے میں سوچ رہی تھی..... اسکا لمس وہ اب بھی
..... خود میں محسوس کر سکتی تھی

دروازہ کھول کہ اک ماڈرن لڑکی کمرے میں آئی جسکے ہاتھ میں اک مہنگے
برینڈ کا پرس تھا..... ڈاکٹر تو وہ کہی سے نہیں لگ رہی
..... تھی

..... اس کے پیچھے سلطان بھی تھا جو حسنین سے باتیں کرتا آ رہا تھا
وہ ڈاکٹر حوریہ کے پاس آ کے بیٹھی اسے گہری نظروں سے دیکھ رہی
..... تھی

..... اپ لوگ پلیز باہر ہی رہیں مجھے انکا چیک اپ کرنے دیں

کیوں میں یہاں کیوں نہ رکھوں اور تمہیں جو کرنا ہے جلدی کروا سکی طبیعت
..... ویسے بھی نہیں ٹھیک

..... سلطان کی آواز پہ ڈاکٹر خاموش ہو گئی

یار کیا کر رہا ہے انھیں انکا کام کرنے دے ناں..... ڈاکٹر اپ چیک اپ
..... کرو ہم باہر بیٹھے اپکا انتظار کر رہے ہیں

حسنین نے سلطان سے کہہ کہ ڈاکٹر کو مخاطب کیا اور خود سلطان کا ہاتھ
..... تھامے کمرے سے باہر نکل گیا

..... سلطان کا دماغ ویسے بھی خراب ہو رہا تھا

ابے تو نے اس کے ساتھ کیا کیا.... کل تک تو بالکل ٹھیک تھی اور اک رات
میں تو نے اسے مرتضہ بنا دیا.... اسکا چہرہ دیکھا تھا.. ارے اس کے چہرے سے
..... ہی لگ رہا تھا کہ بے چاری بخار سے بالکل بے حال ہے

..... حسنین نے سلطان سے کہا جو صوفے پہ بیٹھا سگریٹ سلگا رہا تھا

..... سلطان نے گہری خاموشی کے ساتھ اسے دیکھا

اک منٹ... کہی تو نے اسکے ساتھ رشتہ تو نہیں بنایا..... حسنین کو اب
..... اسکے بخار کا کچھ اندازہ ہو رہا تھا

..... سلطان اب بھی خاموشی سے بیٹھا سگریٹ سلگا رہا تھا
یار تو ایسا کیسے کر سکتا ہے.... تو جانتا بھی تھا ناں کہ وہ تجھ سے کافی چھوٹی
.... ہے اور

..... وہ میری بیوی ہے

..... اتنی دیر میں سلطان کے منہ سے پہلا جملہ نکلا تھا
ہر تو نے تو اس دن خود بولا تھا کہ مجھے شادی میں کوئی دلچسپی نہیں ہے میں تو
..... بس اپنے بدلے اور رعب جمانے کے لیے یہ سب کر رہا ہوں
..... حسنین اب واقعی الجھ چکا تھا

وہ میں نے اس زوبیہ نامی بلا کے لیے کہا تھا اور واقعی مجھے اسکے ساتھ شادی
کا کوئی شوق نہیں تھا ہر جب میں نے حور یہ کو دیکھا میرا دل بس مجھے اک ہی
..... بات بول رہا تھا کہ جلدی اس سے شادی کر اسے اپنا بنانا

تو تو مجھے اپنا یار کہتا ہے اور میری آنکھوں میں اس کے لیے پسندگی اور محبت
نہیں دیکھ سکا کیا..... اسی وجہ سے میں نے اسے بغیر کوئی وقت دیے اپنا بنا
..... دیا

..... سلطان کی بات پہ حسنین نے اسے حیرانی سے دیکھا
مطلب تجھے پیار ہو گیا..... آریو کامیڈی می.... حسنین نے میمز کا اک تڑکا
..... لگایا

بکو اس نہ کر اور یہ بتا کہ تو اس ڈاکٹر کے روپ میں ماڈل کو کہاں سے
..... لایا

..... سلطان کی بات پہ حسنین ہنسا
یار بہت مشکل سے ملی ہے ادھر جو شمس شاہ نے نیا ہسپتال بنایا ہے ناں ادھر
..... سے اٹھا کے لایا ہوں..... ویسے تجھے کیا مسئلہ ہے

ایسے ہی یار جب تو گاڑی پارک کرنے گیا تھا ناں مجھ پہ چانس مار رہی
..... تھی

سلطان کو تھوڑی دیر پہلے کا منظر یاد آیا جب وہ اسے لیے حوریہ کے پاس آ رہا
تھا تب تی وی لائونج میں وہ اسکا ہاتھ پکڑ کے اسے روک چکی تھی..... اور
اس سے پہلے کہ وہ کچھ اور کرتی سلطان نے اس کے جبرٹوں کو اتنی زور سے تھاما
..... کہ بیچاری کا پورا منہ بکری جیسا ہو گیا

ہا ہا ہا ہا..... یار تیرے سہی مزے ہیں ادھر اک نہیں مل رہی اوت تجھ
..... پہ تو کتنی مہربان ہیں
..... حسنین نے ہنستے ہوئے کہا

پر مجھے تو بس اک بھاگئی ہے میری حوریہ..... سلطان نے اسے امیجن
..... کرتے ہوئے کہا

خیر قسم سے یار آج تو حیران ہوں کہ تجھے محبت ہو گئی واقعی یار کسی نے سہی
کہا ہے کہ نکاح میں بہت طاقت کر... سوچ رہا ہو میں بھی کر ہی
..... لوں

..... حسنین کا انداز واقعی مزاقیہ تھا

..... دفعہ ہو مر جا کے کہی

..... سلطان نے سگریٹ وہی پھینکا اور اپنے کمرے کی طرف جانے لگا
دروازہ کھولے وہ اندر داخل ہوا تو وہ لڑکی حوریہ سے کچھ باتیں کیے جا رہی
..... تھی..... سلطان کے آنے پہ حوریہ نے نظریں جھکا دی
..... کیسی ہے میری بیوی

سلطان کی آواز پہ حوریہ کا دل دھڑکا..... اس کا یوں اسے میری بیوی کہنا
..... بہت پسند آیا تھا

ٹھیک ہے بس کافی کمزور ہے یہ تبھی اس کے لیے یہ سب مشکل تھا پر خیر اب
کافی بہتر ہے..... میں نے کچھ میڈیسن دی ہیں وہ پر اپر لینا اور اسے
کچھ ہلکا سا کھلا دیں..... وہ لڑکی اپنے بیگ میں کچھ ڈالتے ہوئے بول
..... رہی تھی

..... اسکی باتیں حوریہ کو شرم کے گہرے کھڈے میں لے گئی
..... سلطان بھی اب خاموش تھا

وہ کمرے سے باہر نکلی تو سلطان بگی اسکے پیچھے آیا..... حسنین اب وہاں
..... نہیں تھا..... تمہیں وہ سب حوریہ نے بتایا کیا

..... سلطان کے سوال پہ وہ مسکرائی

سر اپنے تق نظر کرم نہیں کی پر ہم پھر بھی آپکے خیر خواہ ہیں..... اک
مشورہ دوں گی کہ اندر جا کہ اک نظر بیڈ شیٹ پہ بھی اچھے سے ڈالے گا اور
..... آپکو آپکے سوالوں کا جواب مل جائے گا

مسکراتے ہوئے بولتی وہ گھراے باہر نکل گئی..... سلطان نے اسکی

..... بات اپنے سر پہ ہاتھ مارا

وہ کمرے میں گیا تو حوریہ اب بھی لیٹی ہوئی تھی..... سلطان کی میڈ
کو آنے میں ابگی وقت تھا تو وہ خود کچن میں جاتا اسکے لیے انڈے بائل کرنے
لگا..... دو انڈے بائل کرنے کے بعد وہ اسکے لیے اک کپ چائے گا
..... بنانے لگا

..... ہلکا پھلکا ناشتا بنانے کے بعد وہ ناشتا لیے اپنے کمرے میں آیا

..... حوریہ نے آنکھیں کھولی تو وہ ناشتالائے اسکے سامنے بیٹھا تھا

اپنے کیوں تکلیف کی مجھے بھوک نہیں ہے... اسے اپنے پاس بیٹھتے دیکھ

حوریہ نے کہا..... بے شک اسکے بابا جیسے بھی تھے پر انھوں نے کبھی

..... اسکی ماں کے لیے ناشتا نہیں بنایا تھا

شش چپ میں نے کون سا کوئی بہت ہیوی ناشتا بنادیا اور اب بولنا مت چپ

..... کر کے ناشتا کرو

..... انڈوں کے چھیلتا وہ اسے ہدایات دے رہا تھا

پھر سلطان نے اسے اپنے ہاتھوں سے ناشتا کروایا..... اگر کوئی اسے دیکھ

لیتا تو کبھی یقین نہ کرتا کہ جو سلطان صرف لوگوں کے جسم توڑنا جانتا ہے وہ

..... یوں کبھی کسی کی کتیر بھی کر سکتا ہے

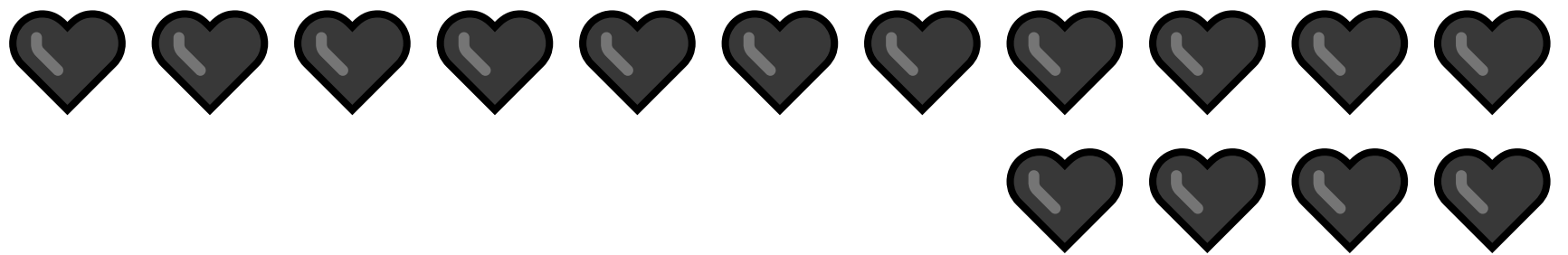
حوریہ ناشتا کرتی بس اسے دیکھے جارہی تھی..... اسے ناشتا

کروانے کے بعد اسے آرام کا بولتا اسے ماتھے پہ جھکا اسے پءار کرنے

..... لگا

اسکے کمرے سے نکل جانے کے بعد حوریہ آنکھیں موندھے سو گئی.....
رات بھی اسکی نیند ہوتی نہیں ہوئی تھی تبھی وہ جلد ہی نیند کی گہرائیوں میں
..... چلی گئی

سلطان اپنی میڈ کو سوپ بنانے کا بولتا خود حوریہ کی میڈ لیسن لینے چلا
..... گیا..... کیونکہ حسنین بھی گھر جا چکا تھا



شمس آج گائوں میں اک جرگے میں آیا تھا..... اس جرگے میں دائود
چودھری بھی آیا ہوا تھا..... چونکہ شمس وہاں پہلے سے ہی موجود تھا
.... اب دائود چودھری ا کے بیٹھا تھا

سربراہی کر سی پہ دائود چودھری بیٹھا تھا..... جرگہ شروع ہوا تو اک
پارٹی اپنا مسئلہ کے کے آئی..... انکا بیٹا مخالف پارٹی والوں کے اک آدمی
..... نے قتل کیا تھا اب وہ ان سے ونی کی ڈیمانڈ کر رہے تھے
ہمیں تو بس انکی چھوٹی بیٹی اپنے بیٹے کے نکاح میں چاہیے اور دوسرا کوئی حل
..... نہیں ہے اس مسئلہ کا

اک پارٹی کے ممبر جن کا بیٹا قتل ہوا تھا اس نے اپنی بات انکے سامنے
..... رکھی

سامنے والی پارٹی پیسوں کے لحاظ سے ان سے کمزور تھی..... اب وہ بھی
.... مجبور تھے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ اب انکا یہی حل ہوگا
کیوں..... جب قتل اسکے بیٹے نے کیا ہے تو ے م سزا بھی اس کے بیٹے کو
..... دوا سکی بیٹی تو اس ساری بات سے ناواقف ہے

شمس جو کب سے بیٹھا یہ سب سن رہا تھا بیچ میں بول پڑا..... اسکی
..... بات پہ دائود چودھری نے بہت غور سے اسے دیکھا

.... وہ خود بھی شمس کی بات سے متفق تھا

اس لڑکی کی غلطی یہ ہے کہ وہ اسکی بہن ہے اور ہمیں اب وہی لڑکی

..... چاہیے۔۔۔۔۔۔ وہ آدمی اب بھی بازو تھا

میرے خیال سے وہ ٹھیک بات کر رہا ہے اگر قہ اس کے بدلے اس کی بیٹی کو

.... اپنے بیٹے کے نکاح میں لینا چاہتا ہے تو کیا مسئلہ ہے پھر

پنجائیت میں بیٹھے اک آدمی کی آواز پہ شمس نے بہت نفرت سے اسے

..... دیکھا

اگر اس بچی کی جگہ اپنی بیٹی ہوتی تو تب بھی کیا آپ ایسا ہی بولتے..... اور

نکاح میں لے کہ وہ اس کے ساتھ کیسا سلوک کریں گے یہ آپ بھی اچھے سے

..... جانتے ہیں

..... شمس نے غصہ ضبط کرتے ہوئے کہا

..... وہ آدمی خود شرمندہ ہو گیا

اپنی اس بارے میں کیا رائے ہے دائود صاحب؟؟؟؟؟؟؟؟

..... جرگے کے اک معزز آدمی نے دائود صاحب سے پوچھا
میرے خیال میں ہمیں اس سب میں اس بچی کو نہیں گھسیٹنا چاہیے..... وہ
خود نہیں جانتی اسکے بھائی نے کیا کیا ہے..... اور یہ کہاں کا رواج ہے کہ
..... ہم بیٹے کا کیا بیٹی کو بھگتنے دیں
..... دائود صاحب کی بات پہ شمس تھوڑا مطمئن ہوا تھا
..... پر ہمیں تو

..... ہمارا یہی فیصلہ ہے
کسی کے بیچ میں بولنے پہ دائود صاحب نے اسے ٹوکا اور اپنا فیصلہ
..... سنایا

محفل میں اک دم خاموشی چھا گئی کیونکہ دائود چودھری نے کبھی بھی اپنا
..... فیصلہ دھرایا نہیں تھا
تمہیں اسکے بیٹے کے ساتھ جو دل کرتا ہے کرو بے شک اسے مار دو ہر اس بیچ
اگر مجھے اس بات کا علم کو ا کہ تم نے یا کسی نے بھی اسکے گھر کی طرف آنکھ

اٹھا کر بھی دیکھا تو یاد رکھنا تمھاری اگلی سانس تم پہ حرام کر دوں
.....گا

.....دائود چودھری نے اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا
وہ آدمی بے شک طاقتور تھا پر دائود چودھری کے سامنے وہ کچھ نہیں
.....تھا

.....شمس کافی متاثر ہوا تھا

پر اسکا بیٹا تو بھاگ گیا ہے..... اس آدمی کی مری مری سی آواز
.....نکلی

.....تو..... کیا تم اک مرد نہیں ہو جو اپنے مجرم کو ڈھونڈ پاؤ

.....دائود چودھری کی بات پہ وہ آدمی خاموش ہو گیا

چودھری دائود اپنا فیصلہ سنا کہ محفل سے نکل گیا..... پیچھے اب

.....بیٹھے اپس میں چہ میگوئیاں کر رہے تھے

.....شمس ماکر اتا ہوا خود اس جرگے سے نکل گیا



ضاو یار اپنے آفس میں بیٹھا کوئی کیس ریڈ کر رہا تھا..... اسکا سر اس وقت
کافی درد نر رہا تھا..... کانسٹیبل کو چائے کا بولتا وہ دوبارہ کام میں
..... مصروف ہو گیا

سر کا درد رات کو نیند پوری نہ ہونے کی وجہ سے ہوا تھا..... ساری
رات وہ کروٹیں بدلتا اپنے کچھ دن پہلے کیے عمل کے بارے میں سوچتا رہا
تھا..... اسکا دل اسے بار بار یہ اشارہ دیتا کہ تم نے سہی نہیں کیا پر دماغ ہر
..... بار دل کی بات کو جھٹلا دیتا

..... خود سے ہو رہی اس جنگ سے اب وہ خود بہت پریشان تھا
ابھی بھی اسکا دھیان ایمیل کی طرف تھا وہ سہی سے کام بھی نہیں کر پا رہا
.... تھا

اک بار بھی اسنے ایمیل کا پتا نہیں کیا تھا کہ وہ ٹھیک ہے بھی یا نہیں..... ان
..... سے بھرا وہ مرد اب بھی جھکنے کو تیار نہیں تھا

غصے اے فائل بند کرتا وہ گھر کے لیے نکل گیا..... اسکا اہم کیس
تقریباً ختم ہونے والا تھا پر وہ اب گھر نہیں جانا چاہتا تھا کہ وہ ابھی ایمیل کا
..... سامنا بالکل نہیں کرنے والا تھا

..... دکھتے سر کی وجہ سے وہ فائل کلوز کرتا اپنے گھر کی طرف نکل گیا
گھر میں داخل ہوتے ہی وہ فریش ہونے چلا گیا..... فریش ہونے کے
بعد کچھ ہلکا پھلکا پہنتا وہ اپنے لیے کافی بنانے کے لیے کچن چلا آیا..... ابھی
..... اس نے پیلے پانی چڑھایا ہی تھا کہ اسکا فون رنگ کرنے لگا

..... دیکھا تو اپنے باپ کا فون تھا

..... السلام علیکم بابا

..... ضاویار نے خوش دلی سے کہا

وعلیکم السلام.... میرے بیٹے کیسے ہو..... لگتا ہے تمہارا وہی دل لگ گیا
..... ہے جواک بارماں باپ کو کال کرنے کی زہمت نہیں کی
..... دائود صاحب کی آواز میں کچھ حد تک شکوہ تھا
بابا اچو تو پتا کہ میری ڈیوٹی کا کسی بھی وقت میری ضرورت پڑ سکتی ہے اور
..... ابھی تو میں اک بہت اہم کیس دیکھ رہا تھا
رہا تھا مطلب کے اب کیس ختم ہو گیا ہے؟؟؟
..... دائود صاحب کی بات میں اک سوال تھا
... جی بابا تقریباً مکمل ہو گیا ہے پر ابھی میں
بس ابھی تم کوئی اور کیس مت لینا میں چاہتا ہوں کہ ابھی تم کچھ دنوں کے
لیے گائوں آؤ.... تمہاری ماں بھی کتنے دن سے تمہاری راہ دیکھ رہی ہے
اور تم آؤ اور کچھ اپنے چھوٹے بھائی کو بھی عقل دو پتا نہیں اتنے دن سے
..... کہاں ہے

دائود صاحب کی توپوں کا رخ اب سلطان کی طرف تھا..... سلطان کو
زیادہ تر ضاویار ہی ہینڈل کرتا تھا کیونکہ دانیال کو تو وہ ہمیشہ چکما دے دیتا
..... تھا

انکی بات پہ آج کتنے دنوں بعد ضاویار کے ہونٹ مسکرائے..... سلطان
اسے بہت پیارا تھا..... بچپن سے وہ ہمیشہ سلطان کو اپنے باپ کی ڈانٹ
..... سے بچاتا تھا

بابا ٹھیک ہو جائے گا وقت کے ساتھ ساتھ ابھی اس پہ کوئی شمع داری نہیں
..... ہے جب شادی کرے گا تو خود بخود سنبھل جائے گا
..... ضاویار نے ہمیشہ کی طرح اسکی طرف داری کی
مجھے تو مشکل ہی لگتا ہے کہ وہ کبھی سدر پائے گا خیر چلو تم آؤ تو ہم بات
..... کریں گے

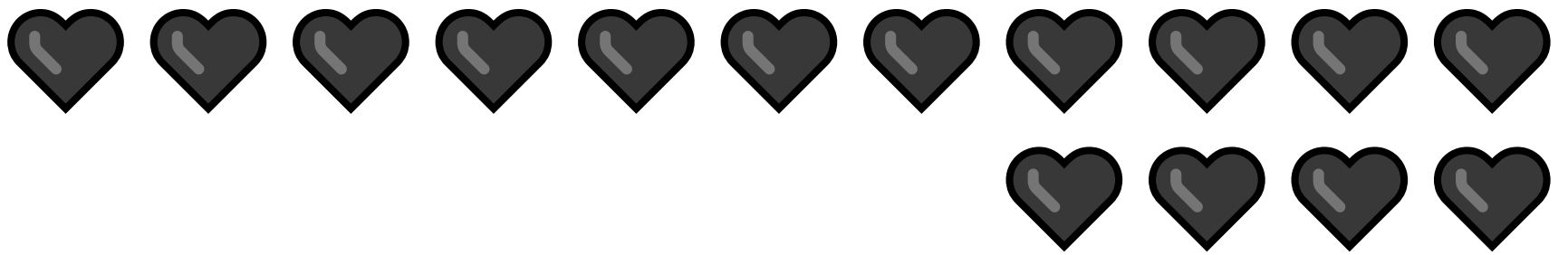
..... دائود صاحب نے بات ختم کرتے ہوئے کہا

جی بابا میں انشاء اللہ کل تک آجائوں گا..... آج کافی دیر ہو چکی ہے ورنہ آج
..... آجاتا

ضاویر نے دل کی بات کی کہی نہ کہی اسکا دل بھی تھا کہ وہ گائوں
..... جائے

..... اوکے پھر کل انشاء اللہ ملاقات ہوگی
جی بابا ضرور..... چلیں پھر کل ملتے ہیں اپنا خیال رکھیے گا... اللہ
..... حافظ

اپنے بابا سے بات کرنے کے بعد وہ لیپ ٹاپ کھولے بیٹھا اب اپنا نیکسٹ
..... کیس دیکھ رہا تھا



سلطان دوائیاں لے کے آیا تو حوریہ اب بھی سو رہی تھی.....

سلطان نے میڈ کو کھانا بنانے کا کہا اور خود دوائیاں لیتا کمرے میں

آگیا..... میڈ چونکہ تھوڑی ضعیف تھی اسی لیے سلطان کو اندازہ

..... تھا کہ وہ کھانا بنانے میں ٹائم لگائیں گی

..... سلطان دوائیاں ٹیبل پہ چھوڑتا اپنے شوز اتارتا فریش ہونے چلا گیا

ہلکا ٹرائوز پہنے اور ہلکی سی ٹی شرٹ پہن کے وہ مرر کے سامنے کھڑا اپنے

بال خشک کر رہا تھا..... بال خشک کرنے کے بعد مائو تھ فریش

استعمال کرنے لگا کیونکہ اسے اندازہ تھا کہ اسکے منہ سے سگریٹ کی بو آرہی

..... تھی کیونکہ ابھی کچھ دیر پہلے اسے کافی سگریٹ پی تھی

دھاگے وغیرہ اتارتا وہ اپنی مونچوں کو تائو دیتا حوریہ کے ساتھ کمفرٹر میں

..... گھس گیا

حوریہ کی کمر میں ہاتھ ڈالتا وہ اسے اپنے قریب کھینچ گیا..... حوریہ تو

..... جیسے گدھے گھوڑے بیچ کے سوئی تھی

سلطان اسے اپنے قریب کرتا اسے چہرے کے نقش جیسے حفظ کر رہا
تھا..... اسکا دل اسے پھر سے اپنے قریب کرنے کا کر رہا تھا پر وہ اسکی
..... رات والی حالت سے بھی واقف تھا

..... خود پہ کنٹرول کرتا وہ بس اسے دیکھے جا رہا تھا
پاس رکھا اپنا آئی فون اٹھاتا وہ اسکا چہرہ اپنی گردن کے قریب کرتا سیلفیاں
..... لینے لگا

..... اسکی گردن پہ موجود نشانوں کو چومتا وہ سیلفیاں لے رہا تھا
سیلفیاں وہ بس اسے تنگ کرنے کے لیے لے رہا تھا پر اب وہ خود پہ کنٹرول
..... کھورہا تھا

..... اسے کان کی لو کو چومتا وہ اسکے کانوں میں سرگوشیاں کر رہا تھا
حور یہ میری جان اٹھ بھی جائو یا رکتنا سونا ہے..... میری نیندیں حرام کر
..... کے تم یوں سو نہیں سکتی

سلطان اسکے بالوں کو چومتا اسے جگانا چاہ رہا تھا..... حوریہ کی نیند کافی
حد تک پوری ہو چکی تھی سلطان کی سرگوشیوں سے وہ جاگ چکی تھی پر اس
..... کے یوں قریب ہونے پہ وہ بس چپ چاپ لیٹی شرم رہی تھی
اگر اب تم نہیں جاگی تو میں تمہارے ان لال لال گالوں کو کھا جائوں
..... گا

..... سلطان کی دھمکی پہ حوریہ گڑ بڑائی

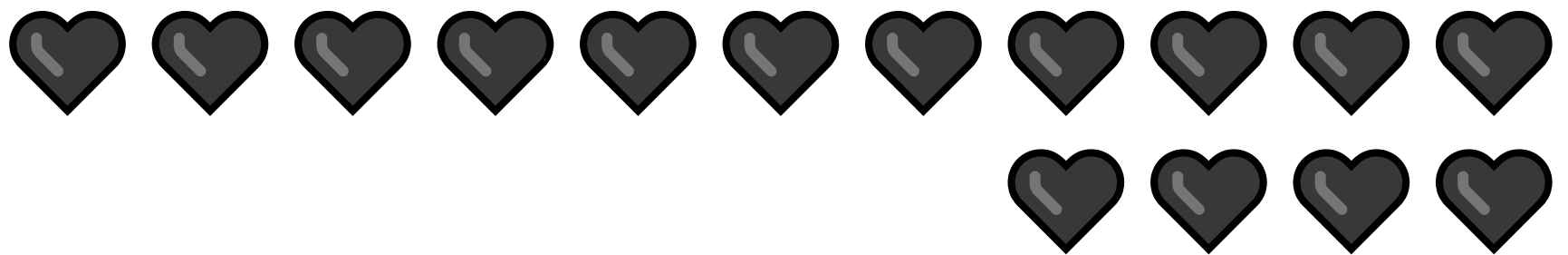
..... ہم جاگ رہے ہیں

حوریہ نے جلدی سے کہا..... اسکی بات پہ سلطان گہرا
..... مسکرایا

..... اچھا تو مجھے بتایا کیوں نہیں میں اپنا رات والا کام دوبارہ شروع کر دیتا
سلطان نے اپنی مسکراہٹ ضبط کتے ہوئے کہا..... بات کرتے ہوئے
اسکے ہونٹ حوریہ کی گردن پہ لگ رہے تھے..... ہر بار وہ نامحسوس انداز
..... سے ہلتی تاکہ سلطان سے تھوڑا دور ہو سکے

ہمیں بہت بھوک لگی ہے..... حور یہ سے جب کوئی اور بات نہ بنی تو
بھوک کی بات کر دی اور واقعی اسے بھوک لگی تھی کیونکہ کل سے وہ اتنی
پریشانی میں تھی کہ کچھ سہی سے کھا بھی نہیں پائی
..... ابھی کھانا بن رہا ہے تب تک ہم اک بار
..... کیوں کیا بولتی ہو

..... سلطان پیچھے کو ہوا اور اسکے گالوں کو چومتے ہوئے کہا
حور یہ اب نظریں جھکائے بیٹھی کنفیوز ہو رہی تھی..... اسکا یہ
..... روپ سلطان کی جیسے جان نکال رہا تھا
..... بہت مشکل سے وہ خود پر کنٹرول کر رہا تھا



کائنات کافی دنوں سے پاکستان آنے کی تاک میں تھی..... آج وہ اپنی
یونی کے دوستوں کے ساتھ باہر گھومنے جا رہی تھی.... چونکہ اب اسے
امریکہ میں دو سال ہونے کو تھے اور جلد ہی وہ واپس جا رہی تھی تو اسی لیے
.... وہ اک اچھی یادگار سی پارٹی کرنا چاہتی تھی
وہ چاہتی تھی کہ اپنے دوستوں کے ساتھ کچھ ایسی یادیں بنائے جو وہ ساری عمر
..... یاد رکھ سکے

..... صبح سے وہ اپنے دوستوں کے ساتھ گھومے جا رہی تھی
ابھی بھی وہ لوگ اک ریسٹورنٹ میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے جب اچانک
..... اک سرونٹ کے ہاتھوں اسکے کپڑوں پہ پاستا گر گیا
اسکے سارے دوستوں کو جیسے سانپ سونگھ گیا کیونکہ سب ہی کائنات کی
..... طبیعت سے واقف تھے
..... یوڈ فرد کہتا نہیں ہے کیا

کائنات نے غصے سے سامنے موجود ویٹر کو کہا..... سوری میم غلطی

..... اے گر گیا میں ابھی آپکے لیے دوسرا پستال اتا ہوا

..... ویٹر نے معذرت کرتے ہوئے انگلش میں کہا

اب نہیں چاہیے مجھے کوہی اور پستانجانے کہاں سے ایسے نالائق لوگ

آجاتے ہیں منہ اٹھا کہ..... کائنات اپنے کپڑوں کو ٹیشو پیپر سے صاف

..... کرتی بول رہی تھی

..... اسکا موڈ اب واقعی خراب ہو چکا تھا

کائنات اس اوکے کوئی بات نہیں وہ معافی مانگ رہا ہے ناں بے چارے

سے غلطی ہو گئی..... اسکی اک دوست نے اس ویٹر کی طرف داری

..... کرتے ہوئے کہا

جان بوجھ کر ہی کرتے ہیں ایسے لوگ تاکہ دوسروں کی اسٹینشن پاسکے.....

ایسے لوگ اسٹینشن سیکر بنے ہوتے ہیں اب تم بتاؤ اسکے سوری سے میرا موڈ

..... ٹھیک ہو جائے گا کیا

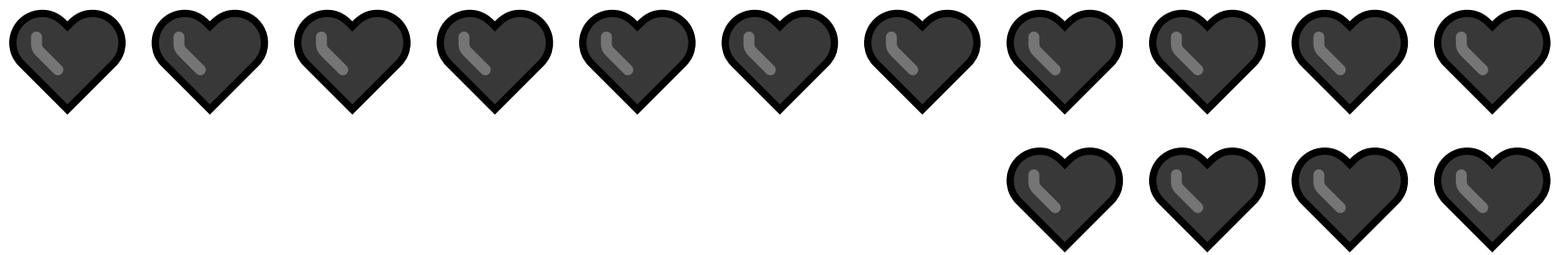
.....اپنے بیگ کو ٹیبل پہ پٹختی وہ غصے سے وہاں سے اٹھ کے چلی گئی
پیچھے اسکی دوست اسکا پیچھا کرتی اسکے پیچھے آئی.....یار کائنات کیا ہو
.....کیا کیوں اتنا ریکٹ کر رہی ہو

.....اسکی دوست نے اسکا غصہ ٹھنڈا کرنا
.....یار تو نے دیکھا اس گدھے نے سارے کپڑے خراب کر دیے
.....تو کیا تیرے پاس کپڑے نہیں ہیں
.....کائنات نے اسے گھورا

اچھاناں موڈ نہ خراب کر.....چل یہاں کی آئس کریم کھاتے
.....ہیں

کائنات اپنے دوست کی خاطر خاموشی اختیار کر لی ورنہ اسکا زرہ بھی دل نہ
.....تھا ابھی آئس کریم کھانے کا

دونوں دوستیں بیٹھی آئس کریم کھا رہی تھی..... کائنات اس بات سے
بالکل انجان تھی کہ اسکا یہ غصہ اور چڑچڑاپن بہت جلد کوئی ختم کرنے والا
..... تھا



شمس سر اپنے مجھے بلایا تھا..... شمس کا خاص آدمی موسیٰ اسکے کمرے
..... کے باہر کھڑا دستک دے رہا تھا

ہاں موسیٰ اندر آؤ..... شمس نے لیپ ٹاپ بند کرتے ہوئے
..... کہا

..... جی سر..... موسیٰ کھڑا اسکے حکم کا انتظار کر رہا تھا
موسیٰ میں چاہتا ہوں کہ تم دائود چودھری کی صاحبزادی کو میرے پاس
..... لاؤ

شمس نے یہ کہتے ہوئے اس نے موسیٰ کے چہرے کے اتار چڑھاؤ کو دیکھا تو
اسے اندازہ ہوا کہ موسیٰ نے اس کی بات کا شاید غلط مطلب نکالا
..... ہے

موسیٰ میرا مطلب تھا کہ تم اسے کیڈ نیپ کر کے ادھر اس گھر میں لاؤ گے
اور اس کے زریعے ہم دائود چودھری کو بلیک میل کریں گے اور اس سے
اپنا کام نکلوائیں گے..... ویسے بھی مجھے وہ فارن کنٹری والا
پروجیکٹ چاہیے اور مجھے نہیں لگتا کہ وہ ہمیں ملے گا... دانیال چودھری
..... اس پہ نظریں گاڑے بیٹھا ہے

..... اب ان لوگوں کو ہم انکی بیٹی کے زریعے بلیک میل کریں گے
سراپکو لگتا ہے کہ وہ ہم سے اپنی بیٹی کو چھڑا نہیں پائیں گے اور سریہ تو بہت
غلط ہے ان سب معاملات میں اپنا انکی عورتوں کو بیچ میں کیوں لا رہے
ہیں..... سراپ تو عورتوں کی عزت کرتے ہیں پھر انکی معصوم بیٹی کا اس
..... اب میں کیا قصور

موسیٰ کو آج واقعی حیرت ہوئی تھی اسکا بوس ایسا تو نہ تھا.... وہ ہمیشہ سے
..... عورتوں کی بہت عزت کرتا تھا پھر آج کیوں اسنے ایسی بات کی
موسیٰ تمہیں میں نے جتنا بولا ہے تم بس اتنا کرو... اپنا موٹا دماغ بیچ میں نہ
لڑاؤ... اور انکی بیٹی کو یہاں کیسے روکنا ہے یہ میں اچھے سے جانتا ہوں...
اس لیے تمہیں جو بولا ہے تم وہ کرو..... انتہائی روڈلی سے جواب دیتا وہ
..... سگریٹ سلگاتا وہ کمرے سے باہر نکل گیا

شمس باہر کھڑا سگریٹ نوشی کیے جا رہا تھا..... آج اسکے بابا کی طبیعت
بھی کچھ ٹھیک نہیں تھی..... انکا بی پی ہائی ہوا تھا جس کی قجہ سے شمس
انہیں ہسپتال کے گیا تھا... ابھی واپسی پہ اس نے ہما کو اسکی دوستوں کے
ساتھ دیکھا تو دل پھر سے بغاوت پہ اتر آیا..... اس دن ہما سے
ملاقات کے بعد بار بار دل اسکی جانب دوڑ رہا تھا پر وہ ہر بار خود کو سمجھاتا کہ
..... وہ اسکے دشمن کی بیٹی ہے پر دل پہ کس کا راج

وہ اچھے سے جانتا تھا کہ اب اگر وہ دودھ سے دھل جے بھی دائود صاحب
جے پاس جائے گا تو وہ تب بھی اسے ہمارا شتہ نہیں دینے والے تھے اسی
لیے اب وہ اپنے کاروباری معاملوں کا بہانہ کیڈ نیپ کر کے اپنا بنانے کا ارادہ
..... رکھتا تھا

سر..... ابھی وہ کچھ سوچ ہی رہا تھا جب اسے پھر اے موسیٰ کی آواز
..... سنائی دی

..... ہم بولو..... بنا مڑے ہی شمس نے جواب دیا
سر میں نے اسکے بارے میں پتا کیا ہے سر وہ معصوم سی لڑکی ہے اسکی عمر
..... بس سترہ سال ہے
تو؟؟؟؟؟؟

..... اس بار شمس موسیٰ کی طرف مڑا
..... سراپکے لیے کائنات جیسی ہے چوٹی بہن ہم۔ کیوں اسے معاملے
..... استغفر اللہ..... موسیٰ وہ بہن تمہاری ہے میری نہیں

شمس نے غصے سے کہا اور خود وہاں سے واک آؤٹ کرتا اپنے باپ کے
..... کمرے میں چلا گیا

گوہر صاحب اہنی کسی کتاب کا مطالعہ کر رہے تھے..... بابا بچو ڈاکٹر
..... نے ریسٹ کا بولا ہے اور آپ یوں بیٹھے کتابیں پڑھ رہے ہیں
..... شمس نے انکے ہاتھ سے کتاب لے کہ بک رینک پہ رکھی
بس کیا کرو..... میرا مطالعہ ابھی مکمل نہیں ہوا اور تمہیں بھی تو وقت
..... نہیں ملتا

..... گوہر صاحب نے شکوہ کیا
..... اچھا کل سے آپ کو مزید وقت دوں گا
..... شمس نے انکے پاس بیٹھتے ہوئے کہا
..... گوہر صاحب نے اسے غور سے دیکھا
..... بیٹا زندگی کو کے کر تمہارے کیا ارادے ہیں

کیا مطلب بابا..... شمس نے گڑ بڑاتے ہوئے کہا... حالانکہ وہ انکی بات
سمجھ گیا تھا..... تم اچھے سے جانتے ہو میں تمھاری شادی کی بات کر
..... رہا تھا

..... گوہر صاحب کا چہرہ اس بار سپاٹ تھا
بابا ابھی میرا اس بارے میں کوئی ارادہ نہیں ہے..... شادی کے نام پہ
..... اسکی آنکھوں کے سامنے ہما کا چہرہ لہرایا
شمس میں اب مزید کوئی انتظار نہیں کرنے والا تمھارے پاس صرف اک
مہینہ ہے اگر اس ایک مہینے میں تم نے مجھے اپنی پسند نہ بتائی تو میں تمھاری
شادی جس سے بھی کرواؤ گا تمھیں چپ چاپ شادی اسی سے کرنی ہو
..... گی

..... پر بابا ابھی میں

ابھی تم کچھ نہیں... بس میری بات اپنے کانوں میں اچھے سے گھسالو میں
..... اب تمھارے بچوں کے ساتھ کھیلنا چاہتا ہوں

اس گھر میں بچوں کو دیکھنا اب میرا خواب بن گیا ہے..... مجھے بھی اپنے

..... پوتے پوتیوں کو دیکھنا ہے ان کے ساتھ کھیلنا ہے

گوہر صاحب کا لہجہ اس بار کچھ غمگین ہو گیا تھا..... بابا پ پریشان تو ناں

..... ہوں.... انشاء اللہ جو بھی ہوا بہتر ہوگا

..... شمس نے انھیں جیسے امید کا اک دیا تھا یا تھا

..... مجھے امید ہے بیٹا اور ساتھ یہ یاد رکھنا یہ تمہارا آخری موقع ہے

شمس نے اثبات میں سر ہلایا..... پھر وہ دونوں باپ بیٹا سیاست کی باتوں

..... میں مصروف ہو گئے



دانی دانیال جم روم میں موجود تھا جب اسے اپنے پیچھے اپنے دوست کی آواز

سنائی دی..... ارے یار کیسا ہے تو کتنے دنوں بعد اہنا یہ منہ دیکھا یا تو

..... نے

.....دانیال اسکے گلے ملتے ہوئے شکوہ کر رہا تھا

بس یار تم۔ لوگوں نے شادی کیا کروائی اب تمھاری بھابھی کہی آنے جانے
..... نہیں دیتی... آفس سے گھر گھر سے آفس

.....دانیال کا دوست ہنیشام بھی بیوی کا مارہ تھا

.....ہاہا ہا لگتا ہے بھابھی نے لگائیں کس کے رکھی ہیں

دونوں اب جم روم سے نکل کر دانیال کے کمرے میں جا رہے
.....تھے

.....بایار کیا بتائوں ابھی بھی مار کھا کے آرہا ہوں

.....اچھا کرتی ہیں بھابھی تیرے ساتھ تو اسی لائق ہے

.....دانیال نے ہنستے ہوئے کہا

بکو اس نہ کر جب تیرا وقت آئے گا ناں تب تجھے پتا چلے گا.....دیکھنا...

اللہ کرے تیرے بیوی اتنی نک چڑی زدی اوت اڑیل ہو...تجھے اتنے ناچ

.....نچائے کہ بس تو بے بس ہو جائے

.....ہشام نے ہاتھ اٹھا کے دوہرائی دی

جی نہیں باس میں ایسی لڑکی سے کبھی شادی نہیں کرنے والا.....میں
ایک سلجھی ہوئی طریقے والی اور رکھ رکھاؤ والی لڑکی سے شادی کروں
گا.....

دانیال نے تو لیے سے پسینا پونچھتے ہوئے کہا.....اوبھائی یہ سب میں
بھی بولتا رہتا تھا اور اب دیکھ لے.....سچ میں مجھے تو تیرا فیوچر بھی میرے
.....جیسا دکھ رہا ہے

.....ہشام نے سگریٹ نکالتے ہوئے کہا

چل چل دیکھ لیں گیں....دانیال نے بھی چیلنجنگ انداز سے کہا اور خود
.....شاہد لینے چلا گیا

وہ اس بات سے بالکل انجان تھا کہ اسکی زندگی میں ہشام کی بیوی سے بھی
.....زیادہ زدی لڑکی آنے والی ہے



اگلی صبح ضاویار گائوں کے لیے نکل چکا تھا..... اپنی گاڑی میں بیٹھا وہ
..... اپنی زندگی کے بارے میں سوچ رہا تھا

اسے آج بھی وہ دن یاد تھا جب اسکے بابا نے اس سے ایمیل سے نکاح کے
متعلق بات کی تو وہ ہتھے سے اکھڑ گیا تھا کہ کسی بھی صورت ایمیل سے نکاح
..... نہیں کرے گا پر اپنے بابا کی وجہ سے جلد ہی اسے ماننا پڑا

ابجے بابا نے اسے دھمکی دی تھی کہ اگر ایمیل سے شادی نہیں کی تو اپنے نام
کے ساتھ سے میرا نام ختم کر دینا..... تب بہت مشکل سے کتنے دنوں

.... بعد اس نے نکاح سے ہاں کی تھی پر تب بھی اسکے دل میں چور تھا
اس نے ایمیل کو نکاح سے انکار کا بولا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اگر ایمیل انکار کر
.... دے گی تو اسکے بابا پھر اس کا نکاح کبھی نہیں کریں گے

اسے شروع دن سے ایمیل سے سخت چڑ تھی..... اس کے مطابق وہ انکی فیملی کا حصہ نہیں تھی پر اس کے بابا نے ان کے سر پہ لا کے اسے تھوپا تھا.....

پھر ایمیل کا بار بار اس کے پاس آ کے اسے اپنا دوست بولنا اسے مزید چڑھا گیا تب سے وہ اس سے بات نہیں کرتا تھا اور پھر ایمیل دانیال اور سلطان کو بھائی کہتی تھی پر ضاویار کو وہ صرف نام سے بلاتی تھی کیونکہ وہ اس سے محبت کرتی تھی جب وہ بہت چھوٹی تھی جب وہ شاید اس لفظ سے بھی ناواقف تھی..... ضاویار نے اسے بہت بار بولا کہ میں بھی تمہارا بھائی جیسا ہوں مجھے بھی بھائی بولا کرو پر ایمیل کے جواب نے اسے مزید متنفر کر دیا..... اپنے ننھے زین جے مطابق ایمیل نے اسے بتایا کہ وہ تو اس سے..... شادی کرے گا

؛ بس اس دن ضاویار نے اسے تھپڑ مارا اور غصے میں اپنے کمرے سے نکال دیا.....

..... بے ب سے اس کے اور ضاویار کے درمیان بات نہیں ہوتی تھی

پھر چند سال بعد ضاویار نے خود اس سے بات کی کہ تم نکاح سے نکار نہ دو ہر
ایمل نے یہ بول کے منع کر دیا کہ وہ بابا (دائود صاحب) کا دل نہیں توڑ
سکتی.....

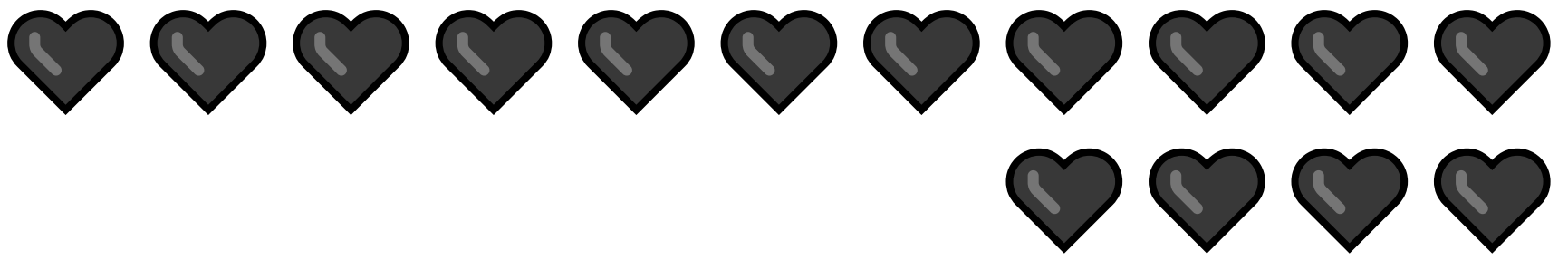
ضاویار کے بہت بار بولنے پہ بھی وہ نہیں مانی تو آخر کار ضاویار خاموش ہو گیا
اور انکا نکاح ہو گیا پر ضاویار کے دل میں موجود نفرت مزید بڑھ
گئی..... اسے ایمل کے نام اور شکل تک سے نفرت ہو گئی.....
.... اسکا وجود ضاویار سے برداشت نہیں ہوتا تھا

شروع شروع میں ایمل اس سے شرماتی پر ضاویار کو وہ سب بس اک ڈرامہ
..... سالگتا

..... ایمل کو لگا کہ نکاح سے انکے بیچ محبت پیدا ہو جائے گی پر ایسا نہیں ہوا
..... آج اسے اپنے فیصلے پہ افسوس ہو رہا تھا

ضاو یار اب بس وہی سب سوچ رہا تھا..... اب دل میں اسکے لیے ویسی
نفرت تو ناں تھی پر پھر بھی اک کسک اب بھی تھی جا کے زیر اثر وہ اسے
..... ٹارچر کرتا تھا

..... گائوں کی جانب جاتا اب بس وہ یہی سب سوچ رہا تھا



ضاو یار چونکہ صبح بے وقت وہاں سے نکلا تھا تو دن 2 بجے وہ حویلی پہنچ گیا
تھا۔ گھر میں سب اسکا انتظار کر رہے تھے۔ چونکہ اج سب گھر پر ہی تھے تو
دن کا کھانا بھی کسی نے نہیں کھایا تھا۔ سب کا یہی خیال تھا کہ ضاو یار آئے تو
اگٹھے ہی کھایا جائے۔

ضاو یار کا سامان اک ملازم نکال کہ اسکے کمرے میں لے گیا۔ سب سے ملتا وہ
بہت خوش تھا کیونکہ وہ تقریباً ڈیڑھ مہینے کے بعد گھر آیا تھا

اگیا میرا بیٹا دائود صاحب نے اسے اپنے سینے سے لگاتے ہوئے کہا۔ پھر
دانیال سلطان اور باقی سب سے ملنے کے بعد وہ زلیخا بیگم سے ملا
کتنا کمزور ہو گیا ہے کچھ کھاتا پیتا نہیں ہے کیا؟؟؟
زلیخا بیگم کا وہی ماں والا شکوہ
امی اتنا موٹا تو ہوں اور کیا کھا کھا کہ ریچھ بن جائوں
کہاں موٹے ہو یہ ورزش کر کر کے سارا جسم جلا دیا تم نے۔ زلیخا بیگم کی
بات پہ سب ہنسنے لگے۔ اچھا اب تم ماں بیٹا بعد میں باتیں کرنا پہلے ہمیں کچھ
کھانے کو دو۔ تمھاری ماں نے تمھاری وجہ سے ابھی تک ہمیں بھی کھانا
نہیں دیا۔ دائود صاحب نے ضاویار سے کہا تو وہ ہنسنے لگا۔ چلیں سب کھانے
کی ٹیبل پہ۔ آمنہ آپ جائو اور ہما اور ایمیل کو بھی بلا کے لائو
دائود صاحب نے پاس کھڑی ملازمہ سے کہا کیونکہ ایمیل اور ہما دونوں اپنے
کمرے میں گھسی نجانے کیا کر رہی تھی

جی سرا بھی بلا کے لائی۔ آمنہ نے تابعداری سے جواب دیا اور ہما اور ایمیل کے کمرے کی طرف چلی گئی۔

ضاو یار نے اسے ایمیل کے کمرے کی طرف جاتے دیکھا۔

امی آپ کھانا نکالو تب تک ہم فریش ہو کے آتے ہیں۔

ضاو یار نے کہا اور اپنے کمرے کی طرف چلا گیا۔ باقی سب بھی ٹیبل پہ چلے گئے جبکہ زلیخا بیگم کھانا نکلوانے لگی۔

ہما بی بی اور ایمیل بی بی اپکو دائود صاحب نیچے کھانے پہ بلا رہے ہیں۔ ہما اقرا ایمیل نجانے کن باتوں میں مصروف تھی جب آمنہ نے دروازے کو دستک دی اور دائود صاحب کا حکم ان کے گوش گزار کیا۔
بھائی گئے کیا؟؟؟

ہما کے سوال پہ آمنہ نے سر اثبات میں ہلایا۔

چلو اپ جاؤ ہم آتے ہیں۔ ہما کے کہنے پہ آمنہ سر ہلاتی واپس نیچے چلی گئی۔

تم بھائی کو فیس کر لو گی۔ اگر کوئی مسئلہ ہو تو ہم دونوں ادھر ہی کھانا منگوا لیں
گیں۔

ہمارے ایمل کو کہا کیونکہ وہ جانتی تھی اگر ایمل بھائی کے سامنے گئی تو وہ
پھر سے ہرٹ ہو گی۔

نہیں ہمارے تک میں یوں مشکلوں سے بھاگتی رہوں گی مجھے یہ سب فیس
کرنا ہو گا اور یقین کرو اب میرے دل میں کسی طرح کی کوئی فیلنگز نہیں
رہی۔ اب نہ پہلے جیسی خوشی رہی نہ ہی وہ چاہت

ایمل اتنا بول کہ اٹھ گئی اور اپنی چادر سنبھالی دروازہ کی طرف چلنے لگی۔ ہمارے
نے اک گھرہ سانس بھرا اور وہ بھی اس کے پیچھے پیچھے چلی آئی۔

ایمل اور ہمارے بچے ڈائینگ ٹیبل کے پاس پہنچی تو دیکھا کہ وہاں ضاویار
نہیں ہے۔ ایمل نے شکر ادا کیا کہ وہ ابھی کھانے کی ٹیبل پہ نہیں آیا۔ دونوں
اپنی اپنی سیٹس پہ بیٹھ گئی۔

کچھ دیر بعد ضاویار بھی آگیا۔ سلطان کے ساتھ والی کرسی پہ وہ بیٹھتا تھا جس کے بالکل سامنے ایمل کی کرسی تھی

کھانے کی سب چیزیں ضاویار کی پسند کی تھی۔ زلیخا بیگم نے ضاویار کے لیے کھانا نکالنا شروع کر دیا

ضاویار کی نظریں ایمل پہ گئی تو اک پل کو اسکا دل دھڑکا۔ وہ اس دن والا لمس اب بھی بھول نہیں پایا تھا

کیسے ہیں بھائی؟؟

اچانک اسے ہما کی آواز سنائی دی تو ضاویار کا دھیان ایمل کی طرف سے ہٹا۔
ٹھیک ہوں گڑیا آپ کیسی ہو؟؟؟

میں بھی ٹھیک کیسا رہا سفر اچکا

اچھا رہا اور تم

بس کرو باتیں بعد میں کرنا پہلے جھانا کھالو۔ دانیال نے انھیں بیچ میں ٹوکا

ہما ضاویار سے بالکل نارمل بیہو کر رہی تھی کیونکہ ایسا کرنے کو اسے ایمیل
نے بولا تھا وہ نہیں چاہتی تھی کہ اس کے رویے کو لے کر گھر میں کوئی بھی
بد مزگی پیدا ہو۔

بس امی اتنا زیادہ کھانا نہ نکالیں

زلیخا بیگم کو پلیٹ بھرتے دیکھ ضاویار نے کہا

چپ کرو اور جتنا کھانا نکال رہی ہوں سب کھانا

زلیخا بیگم کی بات پہ ضاویار نے گہرا سانس بھرا اسکے ساتھ کر بار یہی ہوتا تھا

زلیخا بیگم ہر بار اسے زیادہ کھانا کھلا دیتی تھی

ضاویار کھانا کھاتے ہوئے بار بار ایمیل کو دیکھ رہا تھا ایمیل کا رویہ اب الگ تھا
کیونکہ پہلے جب بھی وہ آتا تھا وہ چھپ چھپ کر اسے دیکھتی تھی اور کھانے

کے دوران بھی وہ اسکی نگاہیں خود پہ محسوس کرتا تھا اب اسے وہ اس سارے

ماحول کا بالکل حصہ نہیں لگ رہی تھی

اسے دیکھ اندازہ ہو رہا تھا جیسے وہ اکیلی بیٹھی ہو اسکے علاوہ یہاں دوسرا کوئی
موجود نہ ہو۔

اس کا یوں لا پرواہی برتنا ضاویار کو غصہ دلارہا تھا

ایمیل وہ کڑاہی والا بانول پاس کرو

سلطان کی آواز پہ ضاویار نے جلدی ایمیل کو دیکھا جس کے ہاتھ سلطان کی

بات پہ اک پل کور کے اور اگلے ہی پل وہ کڑاہی والا بانول سلطان کو پاس

کرتی پھر سے کھانے میں مصروف ہو گئی

ضاویار کو لگا تھا کہ شاید بانول پاس کرتے وقت وہ اسے دیکھے گی پر ایمیل نے

تو اسکی طرف نظر کرنا بھی مناسب نہ سمجھا

مجھے کیا میری بلا سے جو دل آئے کرے

ضاویار نے دل میں خود سے کہا اور دوبارہ کھانے میں مصروف ہو گیا

اور بتاؤ بیٹا تمہاری ڈیوٹی کیسی چل رہی ہے؟؟؟؟

دائود صاحب نے ضاویار سے سوال کیا

اچھی جارہی ہے بابا۔ اک دو کافی کمپلیکیٹڈ کیس تھے اللہ کا شکر وہ سالو ہو گئے ہیں باقی ابھی نیا کیس ملا ہے پر وہ ایزی سا ہے دو چار دن تک اسے سالو کر لوں گا۔

ماشاء اللہ۔ دعا ہے کہ تم یوں ہی ترقی کرتے رہو اور اللہ پاک دوسرے لوگوں کو بھی ہدایت سے تاکہ وہ بھی نارمل لوگوں کی طرح زندگی جیتیں۔ اور اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں

دائود صاحب نے سلطان پہ تنز کیا پر وہ سلطان ہی کیا جو ایسی باتوں پہ کان دھرے۔

وہ اب بھی لا پر واہی سے کھانا کھا رہا تھا جیسے اسے اسکا سب سے کوئی تعلق نہ ہو۔

سب سلطان کی طرف سیکھنے لگے کیونکہ سب کو پتا تھا کہ یہ ٹونٹ سلطان کو مارا گیا ہے ہر سلطان مست مگن

اس کا یہ لا پر واہ انداز دائود صاحب کو مزید غصہ دلا گیا

سلطان تمھارا اب کیا ارادہ ہے
اس بار انھوں نے ڈائریکٹ بات کی
کس بارے میں؟؟؟

اب بھی لا پرواہی

اب اتنے بچے ہو کیا جو تمھیں یہ نہیں پتا ہم کس بارے میں بات کر رہے
ہیں۔ اب تم بھی کوئی کام کاروبار شروع کر لو تا کہ پھر ہم تمھاری شادی کا
بھی کچھ سوچیں

دائود صاحب کی بات پہ سلطان نے انگڑائی لی

کام وام میں کوئی کر لوں گا اور جہاں تک رہی بات شادی کی تو سب سے بڑا
بھائی بالکل کنوارہ بیٹھا ہے اسکا کچھ کر لیں پھر میری فکر کیجیے گا

سلطان نے انھیں لا جواب کرنا چاہا

دانیال اک دم سے گڑ بڑایا اور دل میں سلطان کو گالیوں سے نوازنے لگا

سلطان اسکی طرف دیکھ مسکرایا۔ وہ جانتا تھا ابھی کچھ دیر بعد اسکی اپنے بھائی کے ہاتھ سے پٹائی ہونے والی ہے۔

دانیال کا کام بھی میں جلد ہی کرنے والا ہوں تم اب کوئی کام دھندا شروع کرو۔

میں چاہتا ہوں تم ہمارے ساتھ فیملی بزنس دیکھو۔ زندگی کو سیریس لو یہ آوارہ گردیاں چھوڑ دو۔ کل سے میں تمہیں اک نارمل انسان وا کے حلے میں دیکھوں ناکہ یہ چوڑیاں پہنے اور کل تم میرے ساتھ آفس چلو گے تیار رہنا اور خبردار جو تم کل آفس کے وقت کہی آوارہ گردی کرنے نکل گئے.....

دائود صاحب کی آواز میں دھمکی تھی

جی بابا

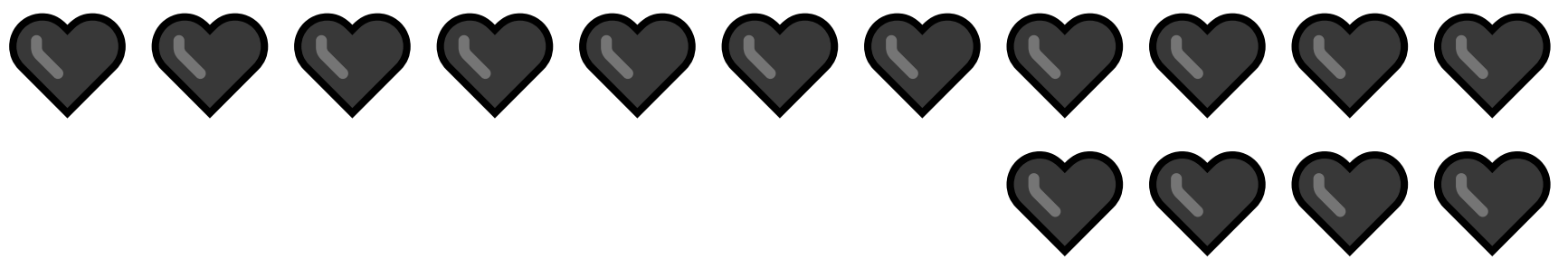
سلطان نے مختصر سہ جواب دیا۔ امید تو ہے کہ تم سن لو گے

دائود صاحب کو اب بھی یقین نہیں تھا

سلطان کی نظر ضاویار پہ پڑی جو بہت غور سے اسے دیکھ رہا تھا۔
سلطان اک دم سے گڑ بڑایا۔ اسے اپنے اس بھائی کا بہت ڈر تھا کیونکہ یہ والا
بھائی ہر اک پہ نظر رکھتا تھا اور سلطان کو ڈر تھا کہ کہی وہ اس کے بارے میں
سب جانتا ہو۔

ضاویار نے اپنا سر جھٹکا اور دوبارہ کھانے میں مصروف ہو گیا۔
ایمل اور ہما کا کھانا مکمل ہوا تو دونوں ٹیبل سے آٹھ گئی پیچھے سب مرد اپنی
باتوں میں مصروف تھے۔

ضاویار کی نگاہوں نے دور تک اس کا پیچھا کیا۔



حور یہ کب سے سلطان کا انتظار کر رہی تھی۔
کچھ دیر پہلے وہ اسے کسی کام کا بول کر گیا تھا اور ابھی تک واپس نہیں آیا تھا۔

حوریہ کی طبیعت اب بہتر تھی۔ صبح سے سلطان اسکے ساتھ تھا دس بجے وہ بول کہ گیا تھا کہ مجھے کچھ ضروری کام ہے اور اب تک واپس نہیں آیا تھا۔ حوریہ نے دن کا کھانا اپنے ہاتھوں سے بنایا تھا حوریہ کھانا بہت اچھا بناتی تھی۔ زیادہ تر وقت وہ اپنی ماں کے ساتھ گزارتی تھی اسی وجہ سے اسے اسکی ماں نے کھانا بنانا سیکھایا تھا۔

کھانا کب کا بن چکا تھا اور وہ اب بھی بیٹھی سلطان کا انتظار کر رہی تھی گھر میں میڈ بھی موجود تھی اسی وجہ سے اسنے میڈ کے کپڑے پہن رکھے۔ تھے کیونکہ وہ میڈ کے سامنے سلطان کے کپڑے پہن کے نہیں آسکتی تھی۔ میڈ چونکہ کافی بڑے وجود کی مالک تھی تبھی حوریہ کو ان کپڑوں میں دیکھ ایسا لگتا تھا کہ جیسے کپڑے ہینگر کے ساتھ لٹکائے ہیں۔

اسے کھانا بنانے میں کافی مشکل ہوئی تھی کیونکہ وہ زیادہ تر چو لھے میں لکڑیوں کی مدد سے کھانا بناتی تھی پر آج یہاں گیس پہ کھانا بنانا اسکے لیے

تھوڑا مشکل تھا اور پھر کچھ چولھے تو بجلی سے چلنے والے تھے جنکے بٹنز کی
اسے سمجھ نہیں لگ تھی تھی

میڈ کی مدد سے اسنے کچھ کچھ سمجھ کر کھانا بنا لیا پر سلطان تھا کہ آنے کا نام ہی
نہیں لے رہا تھا

اسے اپنے ابا ماں کی یاد بھی آرہی تھی

تین بجنے کے بعد بھی جب سلطان نہیں آیا تو میڈ نے اسے کھانا کھانے کا
مشورہ دیا پر وہ انکار کرتی اپنے کمرے میں چلی گئی

کمرے میں پہنچتے ہی اسکی نظر سلطان کی تصویر پہ پڑی

وہ اسکی تصویر تھا مے بیٹھی اس سے باتیں کرنے لگی۔ نجانے کیوں اب اسکا

دل سلطان کے بغیر نہیں لگتا تھا بے شک جب وہ پاس ہاتا تھا تو وہ اسکے

سامنے بیٹھنے سے بھی جھجکتی تھی پر اب دل اسکے بغیر لگتا بھی نہیں تھا

بھوک سے برا حال ہو رہا تھا ورنہ وہ سو ہی جاتی۔ بیٹھے بیٹھے اسکی کمر اکڑ گی تو وہ

بیڈ پہ لیٹ گئی۔ جلد ہی نیند اس پہ غالب آ گئی

سلطان شام کے تقریباً پانچ بجے حویلی سے نکلا تھا۔ اس کا رخ سیدھا اپنے گھر
کی طرف تھا جہاں حوریہ موجود تھی

گاڑی گہراج میں پارک کرتا وہ گھر کے اندر آیا

اسے دیکھتے ہی میڈسروٹ کو اس میں چلی گئی۔ اسے سلطان نے اب

پر مینینٹ یہاں رکنے کا بول دیا تھا

سلطان سیدھا اپنے کمرے میں گیا جہاں اسکی محبوب بیوی گھوڑے نیچے سو
رہی تھی

سلطان صوفے پہ بیٹھ کہ اپنے شوز اتارے اور شاور لینے چلا گیا

شاور لے کر وہ باہر آیا تو حوریہ اب بھی سو رہی تھی

کچن میں گیا تو کھانا بنا ہوا تھا۔ اسے لگا شاید حوریہ نے کھانا کھا لیا ہے۔ وہ اپنے

اور حوریہ کے لیے چائے بناتا کپ میں انڈیل رہا تھا جب میڈ اپنا فون لینے

کے لیے کچن میں آئی

سراپ چائے کس کے لیے بنا رہے ہیں؟؟؟

سلطان کو اپنے کام میں مصروف دیکھ میڈ نے پوچھا

اپنے لیے اور اپنی مسز کے لیے

پر سرانھوں نے تو ابھی تک دن کا کھانا نہیں کھایا وہ اپکا انتظار کر رہی تھی پھر

جب آپ کافی لیٹ ہو گئے تو وہ اپنے کمرے میں چلی گئی

اسکی بات پہ سلطان کو افسوس ہوا

تو آپ مجھے کال کر کے بتا سکتی تھی۔ نا جانے اسے کتنی بھوک لگی ہوگی

میڈ اب بیچاری خود وہی کھڑی تھی

اچھا آپ کھانا گرم کریں اور ٹرے میں نکالیں

کچھ دیر تک میڈ نے کھانا نکالا تو سلطان کھانے لے کے کمرے میں چلا گیا

سلطان کمرے میں آیا تو حوریہ اب جاگ گئی تھی

اف یار کتنا سوتی ہو؟؟؟

سلطان کی بات پہ حوریہ نے نظریں جھائی اسے واقعی شرمندگی ہوئی تھی

کہ اسکا شوہر نا جانے کب کا گھرا چکا ہے اور وہ سوئے جا رہی تھی

وہ ہمیں پتا ہی نہیں چلا ہم اپکا انتظار کر رہے تھے

حوریہ نے اپنی صفائی میں بات کی تو سلطان مسکرایا

او تو مطلب میرا انتظار ہو رہا تھا اور اچھا ہوا جو تم نے نیند پوتی کر لی اب

رات کو ہم نے ویسے بھی جاگنا ہے

سلطان کی زومعنی بات پہ حوریہ کے گال لال ہونے لگے

اچھا یاد بھی ادھر اُتو اور ریلیکس ہو کے کھانا کھاؤ

سلطان نے اسکا ہاتھ تھامتے ہوئے کہا

دونوں اب ٹیبل پہ بیٹھے کھانا کھا رہے تھے

سلطان جانتا تھا اگر اسنے منع کیا تو حوریہ بھی نہیں کھائے گی اسی وجہ سے وہ

بھوک نہ ہونے کے باوجود اب کھا رہا تھا

کھانا کھانے کے بعد وہ برتن اٹھانے لگا تو حوریہ نے جلدی اے سارے

برتن اٹھا لیے

آپ کیوں اٹھا رہے ہیں ہم ہیں ناں

حوریہ نے برتنوں کو پکن میں چھوڑا اور چائے بناتی واپس کمرے میں آگئی۔

چائے بنانے کا اسے سلطان نے بولا تھا۔

دونوں میاں بیوی اب بیٹھے چائے کے مزے لے رہے تھے ساتھ میں کچھ باتیں بھی کر رہے تھے۔ سلطان اسکی جھجک ختم کروانا چاہتا تھا تاکہ وہ ایزی ہو کر بات کر سکے۔

اچانک سلطان کو اسکے کپڑوں کو دیکھ اندازہ ہوا جیسے وہ اس جے نہیں ہیں۔
یہ کپڑے کس کے پہنے ہیں؟؟

سلطان کے وال پہ حوریہ نے اسے دیکھا وہ اچانک بہت سنجیدہ ہو گیا تھا۔
یہ تو نزہت آنٹی کے ہیں ہمارے پاس نہیں تھے تو ہم نے ان سے لے لیے۔

حوریہ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

اسکی بات سلطان کا دماغ گھما گئی۔

ہمیں نہیں بتا سکتی تھی کہ تمہارے پاس کپڑے نہیں ہیں۔ کیوں دوسروں
کے کپڑے پہنے ہیں

و۔ وہ ہم۔۔ ہم نے

... کیا ہم نے ہم نے لگا رکھی ہے

سلطان کے غصے پہ حوریہ کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئی

سلطان کو اپنے غصے کا اندازہ ہوا اور غلطی بھی اسکی اپنی تھی اسے خود اس

بات کا خیال رکھنا چاہیے تھا کہ حوریہ کا سارا سامان مکمل ہونا چاہیے

۔ چلو اٹھو تمہارے لیے سامان لانے کے لیے بازار چلتے ہیں

.... پر ہمارے کپڑے بابا کے گھر پہ ہیں ہم وہاں سے لے کے آجائیں

..... اٹھو

سلطان نے اسے زبردستی کھینچا تو ناچار اسے اس کے ساتھ جانا پڑا



سلطان اور حور یہ شاپنگ پہ گئے تھے

انکے گائوں میں اتنے بڑے شاپنگ مال تو نہ تھے پر کچھ اپر کلاس کے لوگوں
کے لیے شاپنگ مال موجود تھے۔ سلطان حور یہ کو لیے ایسے ہی اک شاپنگ
مال میں گھس گیا

حور یہ وہاں کی بلڈنگ اور روشنیاں دیکھ کر ہی ڈر رہی تھی۔ سلطان نے اسکا
نازک ہاتھ اپنے سخت ہاتھوں میں تھام رکھا تھا
سنیں

سلطان کو حور یہ کی مری مری آواز سنایا دی
جی میری جان بولیں

سلطان نے اسکی طرف جھکتے ہوئے کہا

وہ ہم لوگ کسی چھوٹی سی دکان پہ چلتے ہیں ناں یہ بہت بڑی دکان ہے اور
ہمیں اتنے سارے لوگوں سے ڈر لگ رہا ہے۔ او۔ اور یہاں پہ ہم سے چلا
. بھی نہیں جائے گا فرش بہت عجیب سا ہے ہم بار بار پھسل رہے ہیں
. چمچماتی ہوئی ٹالیز پہ چلنا حوریہ کے لیے مشکل تھا
. اسکی معصومیت پہ سلطان کو بہت پیار آیا
اج کے برد تمھاری شاپنگ ایسی ہی دکانوں سے ہوگی اور پھسل کیوں رہی
. ہو ہمیں اچھے سے تھامو ہم تمھیں گرنے نہیں دیں گے
. اسکی بات پہ حوریہ نے اسکے بازو مضبوطی سے تھام لیے
سلطان سب سے پہلے اسے لیڈریز کپڑوں والی سائیڈ پہ کے آیا۔ وہاں اسکے
. روزمرہ استعمال کے لیے کپڑے دیکھنے لگا
حوریہ دیکھو یہ اچھا ہے۔ سلطان نے اک سوٹ اسکی طرف کرتے ہوئے
کہا۔

. حوریہ سب کی نظریں خود پہ محسوس کر رہی تھی

ایکوجو اچھا لگے ہمیں کچھ سمجھ نہیں آرہا۔ حوریہ اب بھی اسکے بازو کے ساتھ لگی تھی۔

مال کا مینیجر آتا سلطان سے ملنے لگا تو حوریہ کچھ پیچھے ہو کر بیٹھ گئی۔
سر میم کو کیا چاہیے ہمیں بتائیں ہم اپنی بہترین اور لیٹیسٹ کلکیشن دیکھاتے ہیں۔

اتنا بول کر مینیجر نے اپنے سیلزمین کو اثرہ کیا تو وہ مزید کپڑے لانے لگا۔
سلطان کو اندازہ تھا حوریہ خود کچھ نہیں لینے والی۔

سلطان اسکے لیے ہر طرح کے کپڑے خرید رہا تھا کیونکہ لیڈریز شاپنگ کی
اسے بھی کچھ خاص سمجھ نہیں تھی۔

وہاں سے سب فائنل کرنے کے بعد سلطان اسے لیے اب شوز کی شاپ پہ
آیا۔ مختلف طرح کی سینڈلز اور شوز پسند کر رہا تھا۔

اسے حوریہ کے پائوں کے ناپ کا اندازہ نہیں تھا۔ اسنے بیٹھتے ہوئے اک
اوپن شوز حوریہ کے پائوں میں پہنا نا چاہا۔

حوریہ اک دم سے بوکھلا گئی

اپر رکیں ہم خود کو شش کرتے ہیں۔ حوریہ نے مزاحمت کی پر سلطان اس

کا چھوٹا سا پائوں تھام چلا تھا

مینجر خود حیرانی سے اسے دیکھے جا رہا تھا کیونکہ وہاں موجود کر بندہ اسے جانتا تھا۔

حوریہ اب خود شرمندہ ہو گئی تھی

اسے کسی بھی چیز کی سمجھ نہیں لگ رہی تھی

سلطان نے اسی ناپ کے بہت ساری سینڈلز اور شوز لیے

شوزز کی شاپنگ کے بعد سلطان اسے لیے کا سمیٹکس سائیڈ پہ آیا

وہاں کی سیلنز گرل کو ضرورت کا ہر سامان پیک کرنے کا بول کر وہ جیولری

وغیرہ لینے لگا

جس چیز کی اسے سمجھ نہیں آرہی تھی وہ وہاں کے سٹاف کی مدد لے رہا تھا

ان سب کو سامان پیک کرنے کا بول کر وہ لیڈیز کے پرسنل سامان والی سائیڈ
پہ آیا۔

وہاں کی چیزیں دیکھ حوریہ کا چہرہ شرم سے لال ہو گیا

چلیں یہاں سے چلتے ہیں ہمیں یہاں نہیں رکنا

سلطان کا ہاتھ تھا متی وہ اس زبردستی اپنے ساتھ کے جانے لگی

سلطان اسکی جھک سمجھ رہا تھا

اچھا تم اپنے مطابق سامان لے لو میں باہر چل کے تمہارا ویٹ کرتا ہوں

سلطان نے اسے مشورہ دیا

نہیں ہمیں نہیں رکنا یہاں اپ چلو بس

اس نے پھر سے اسے گھسیٹا پر سلطان نے اسے گھورا اور اسے لیے اند چلا آیا

سیلز گرل کو اک نارمل لڑکی کے یوز کا سارا سامان بولنے کے بعد وہ وہی اسی

کے پاس بیٹھ گیا

سر میم کا سائیز؟؟؟؟

اس سے پہلے سلطان حوریہ سے کوئی بات کرتا سیلنز گرل کی آواز پہ اسکی طرف متوجہ ہوا۔

حوریہ اب مسلسل کانپے جارہی تھی شرم سے برا حال تھا

سلطان نے اسے سائیز بتایا اور حوریہ کا ہاتھ تھامے اسے وہاں سے لے گیا۔
مال کے ساہ ہی اک بہترین ریسٹورنٹ تھا۔ سلطان حوریہ کو لیے وہاں چلا گیا۔ وہاں وہ سامان

حوریہ نے اسے سامان کی یاد دلائی جو وہ وہاں ہی چھوڑ آئے تھے

وہ سامان سارا آجائے گا بھی تم بیٹھو ہم اچھا ساڈنر کرتے ہیں

اسے بولتا سلطان مینو کارڈ سے چار پانچ ڈیشنر آرڈر کرنے لگا

ویٹر آرڈر لے کر واہس گیا تو سلطان نے اسے غور سے دیکھا جواب اپنے

ناخنوں سے کھیل رہی تھی

کیا ہر وقت انھی کے ساتھ لگی رہتی ہو

سلطان نے اسکا ہاتھ تھامتے ہوئے کہا

سلطان سب دیکھ رہے ہیں۔ حوریہ نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا
کوئی نہیں دیکھ رہا۔ اور تمہارے ناخن آج جا کر میں اچھے سے کاٹوں گا
سلطان کی بات پہ حوریہ نے نظریں اٹھائے اسے دیکھا۔ اسکی آنکھوں میں
سوال تھا کہ میرے بارے ناخنوں کا کیا قصور ہے

اس لیے جان من کے ہماری شادی والی رات تمہارے ناخنوں نے میری
کمر پہ ایسے گڈھے بنائیں ہیں کہ کیا بتائوں

سلطان نے مسکراتے ہوئے کہا

حوریہ پھر سے شر مندہ ہو گئی۔ وہ اب اس بارے میں کوئی بات بھی نہیں کر
سکتی تھی کیونکہ سلطان نے پھر اپنی بے باکیاں شروع کر دینی تھی۔ سلطان
مسکراتا ہوا اسے دیکھ رہا تھا جواب کنفیوز سی ہو رہی تھی

اچھا نہیں تنگ کرتا اب ریلیکس ہو کر کھانا کھانا

کھانا آیا تو حور یہ اور سلطان نے پیٹ بھر کر کھانا کھایا حور یہ اب بھی تھوڑا
جھکتی تھی پر سلطان ہر بار خود اسکی پلیٹ میں کھانا ڈالتا اسے کھانے پہ مجبور
کرتا۔

کھانا کھانے کے بعد سلطان بل پہ کرتا اسے لیے گاڑی میں آگیا۔ حور یہ کا
سارا سامان پہلے سے ہی گاڑی میں موجود تھا
یہ سب یہاں کاٹائم آیا۔ حور یہ سامان دیکھ کر حیران ہوئی۔ یہ جب ہم کھانا
کھا رہے تھے تب

سلطان نے گاڑی سٹارٹ کرتے ہوئے کہا

دونوں اب گھر کی طرف روانہ تھے

پر اپنے تو انکو پیسے ہی نہیں دیے

حور یہ اب بھی کنفیوز تھی

وہ اس لیے میری جان کہ مالکوں سے پیسے نہیں لیے جاتے سلطان نے

گاڑی کو ٹرن کرتے ہوئے کہا۔ مطلب؟؟؟

مطلب یہ کہ یہ جو شاپنگ مال تھا یہ میرے بڑے بھائی دانیال کا تھا تو اسی
وجہ سے پیسے نہیں دیتے ہم

سلطان نے مسکراتے ہوئے اسکا ہاتھ تھاما

اسکی پتلی انگلیوں کو ہاتھوں کے پوروں سے چھوتا وہ انھیں محسوس کر رہا تھا

اچھا تو اسی لیے اپ ہمیں یہاں لائے تاکہ اپکو پیسے نہ دینے پڑیں

حوریہ نے ہنستے ہوئے کہا

سلطان اسکی ہنسی دیکھ مسکرا اٹھا

جی جان من جب مفت کا مال مل رہا ہے تو کیوں پیسے خرچ کیے جائیں

سلطان کی بات پہ وہ مسکرائی

کافی دیر گاڑی میں خاموشی چھائی رہی

ہم اپکو کیا بلائیں؟؟؟؟؟

اچانک گاڑی میں حوریہ کی آواز گونجی

جو تمہارا دل کرے۔ جیسے جان، بیبی، سویٹ ہارٹ سلطان نے ہنستے ہوئے
کہا۔

ہم آپکو سلطان جی بلائیں۔ حوریہ کو ان میں سے ایک نام بھی پسند نہیں آیا تھا
۔ تبھی وہ اپنا سوچا ہوا نام اسے بتانے لگی

۔ ٹھیک ہے اگر تمہیں یہ نام اچھا لگا تو یہی سہی

سلطان جی آپ کیا کرتے ہو؟؟؟

۔ حوریہ کی آواز پھر سے گونجی۔ وہ اب تھوڑا ریلیکس ہو چکی تھی

ہم تو بس آپ سے پیار کرتے ہیں۔ اور ابھی گھر جا کر بہت سارا پیار کرنے کا

ارادہ رکھتے ہیں سلطان نے اسکی طرف جھکتے ہوئے کہا

۔ اسکی بات پہ حوریہ سٹیٹائی

۔ نہیں ہمارا مطلب تھا کہ آپ کیا کام کرتے ہیں جو آپکے پاس اتنے پیسے ہیں

۔ حوریہ نے اب تھوڑا ایکسپلین کیا

۔ جسکا باپ اتنا امیر ہوا سے کام کرنے کی کیا ضرورت

پر اپکو بھی تو کچھ کرنا چاہیے ناں

حوریہ نے اسے مشورہ دیا

جی میری جان سب میں ہی کرتا ہوں تم تو بالکل ساتھ نہیں دیتی۔ سلطان

نے زو معنی بات کی

اک پل کو حوریہ کو سمجھ نہیں آئی پر جب آئی تو اس نے سلطان کے کندھے پہ

تھپڑ مارا

گاڑی میں سلطان کا قہقہہ گونجا

جائیں بس ہم اب آپ سے بالکل بات نہیں کریں گیں اپکو پتا ہے ناں ہمیں

اتنی شرم آتی ہے پھر بھی آپ یہ باتیں کرتے ہیں

حوریہ نے شکوہ کیا

اچھا پکا اب جو بات کرو گی سیریس ہو کر کرو گا اب کوئی مزاق نہیں

سلطان کی بات پہ حوریہ نے اسے دیکھا۔ اسے لگا واقعی وہ سیریس ہو گیا ہے

اچھا آپ کی فیملی میں کون کون ہیں؟؟

حوریہ اسکے گھر والوں کے بارے میں جاننا چاہتی تھی

ہمارے گھر میں ماں باپ بہن بھائی۔ میرے دو بھائی ہیں دونوں مجھ سے
بڑے ہیں پھر میری اک بہن ہے ہما اور اک میری بھابھی اور بہن دونوں
ہے ایمیل

اسکی بات پہ حوریہ اس سے مزید سوال کرنے لگی جسکا وہ جواب دے رہا
تھا۔ سلطان جی اپ ہمیں اپنے اس گھر میں کیوں نہیں کے کر جاتے ہمیں
ان سے کب ملائیں گے؟؟؟

حوریہ کے سوال پہ اک پل کو سلطان کا ہاتھ تھا۔ ابھی کسی بات کی وجہ سے
نہیں لے کر جا رہے پر جلد ہی اپکو اپنے گھر والوں کے پاس لے کر جائوں گا
آخر اب تم بھی تو گھر والوں میں شامل ہو

اسکی بات پہ حوریہ مسکرا نے لگی۔ اسے سلطان سے اب امید تھی کہ وہ بہت
جلد اسے اپنے ساتھ اپنے گھر جہاں اسکا سارا خاندان تھا وہاں لے کر جانے
والا ہے



کچھ پلیننگ ہوئی دائود چودھری کی بیٹی کو کڈنیپ کرنے کی

شتم نے موسیٰ سے کہا

سر میں کوشش کر رہا ہوں میرا اک پلین ہے ہر اس کے لیے کچھ وقت

چاہیے اسکے بعد ہم اسے کڈنیپ کر لیں گیں

موسیٰ کی بات پہ شمس خاموش ہو گیا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ موسیٰ کوئی نہ کوئی

ترکیب ڈھونڈ لے گا

اچھا مجھے اسی ہفتے میں وہ میرے پاس چاہیے کیونکہ اسی ویک اینڈ پہ فارنرز

آ رہے ہیں اور اگر ابھی ہم نے کوئی سٹیپ نہیں کیا تو وہ کنٹریکٹ انھیں مل

جائے گا

دانیال کی بات پہ موسیٰ نے ہاں میں گردن ہلائی۔ وہ شمس جے اس عمل کو

سمجھ نہیں پارہا تھا

تم پریشان ہو؟؟؟

شمس نے اسے گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا

سراسر لڑکی کو جب ہم بلیک میلنگ کے لیے استعمال کریں گے اس کے بعد
جب ہم اسے واپس اس کے باپ بھائیوں کو دے دیں گے تو اس کے بعد اس کے
ساتھ کیا ہوگا

اپکو پتا بھی ہے کہ اس کی زندگی برباد ہو جائے گی۔ اس کی ذات پہ اک داغ لگ
جائے گا اور

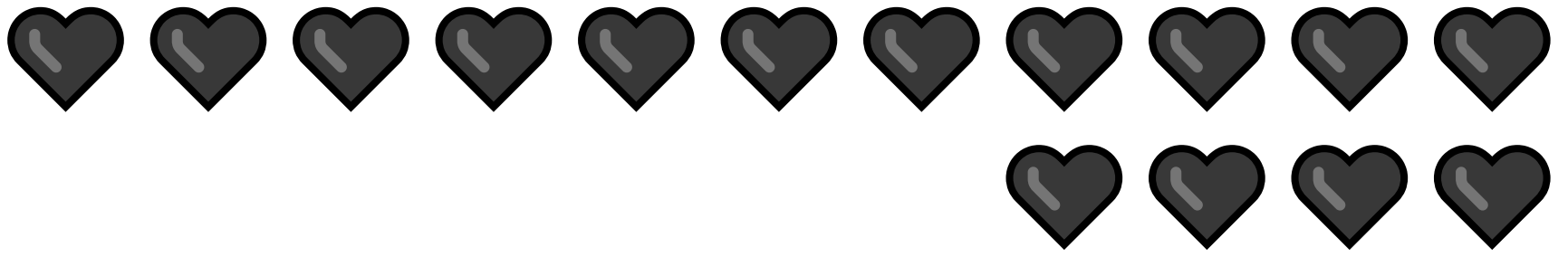
موسیٰ ایسا کچھ نہیں ہونے والا مجھ پہ بھروسہ رکھو
شمس نے اسے یقین دلایا

مجھے امید ہے سر

اتنا بول کر موسیٰ واپس چلا گیا

اس کی سوچ پہ شمس کو خوشی ہوئی۔ وہ کتنا سوچتا تھا اک عورت کی عزت کو
لے کر ایسے ہی تو اس نے موسیٰ کو اپنی بہن کائنات کے لیے نہیں چنا تھا

شمس کو موسیٰ کائنات کے لیے پرفیکٹ لگتا تھا۔ اس نے سوچ رکھا تھا کہ وہ
موسیٰ اور کائنات کی شادی کروائے گا۔ ابھی اس نے اس بات کا ذکر کسی
سے نہیں کیا تھا پر کائنات کے آنے پہ وہ ایسا کرنے کا سوچ چکا تھا



سلطان حوریہ کو کے کر گھر پہنچا

حوریہ خوشی سے اپنے کمرے میں چلی آئی

کیا ہوا

سلطان کو خالی کمرے میں آتا دیکھ حوریہ کچھ پریشان ہوئی تو سلطان نے
پوچھا

وہ ہمارا سامان حوریہ نے باہر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا

میری جان سامان صبح دیکھ لینا ابھی اس نے شوہر کو دیکھو

سلطان نے اسے اپنے گھیرے میں لے کر کہا

پر ہمیں ابھی سامان دیکھنا تھا اتنی پیاری پیاری چیزیں تھی ہم نے دیکھا تھا
حوریہ کا دل اب بھی اپنے سامان پہ اٹکا تھا

اچھا پر وہاں پر تو تم۔ میرے ساتھ چکی بیٹھی تھی تم نے کیسے دیکھا
وہ ہم تھوڑا بہت دیکھ بھی رہے تھے۔ ہمیں ناں وہ ہار سنگار والا سامان بہت
اچھا لگتا ہے اور وہ نیلے رنگ کے کپڑے بھی بہت اچھے تھے اور وہ شوز-ز
وہ مزید بولتی کہ سلطان نے اسکی بولتی بند کر دی۔ سلطان نے اسکے بالوں کو
تھامتے ہوئے شدت اختیار کی

حوریہ سلطان کو پیچھے دھکیل رہی تھی کیونکہ اسے سانس نہیں آرہی تھی
سلطان تو جیسے پاگل سا ہو رہا تھا پچھلے دو دن دے وہ اسکی طبیعت کی وجہ سے
اس سے دور تھا پر اب دور رہنا اسکے بس سے باہر تھا

سلطان کے ہونٹوں نے حوریہ کے ہونٹوں سے گردن کا سفر کیا تو حوریہ
گہرے گہرے سانس بھرنے لگی

گردن پہ سلطان کی مونچھوں اور داڑھی کی الگ چھبن تھی

سلطان اسے کمر سے تھامے بیڈ پہ لایا

اسکی چادر اس سے الگ کرتا وہ صوفے پہ اچھال گیا۔ حوریہ تڑپتی ہوئی اسے ہاتھوں کو روکنے کی کوشش کر رہی تھی

اسے ہاتھ بار بار سلطان کے مضبوط بازوؤں کو روکتے پر ہر بار سلطان کے بازو پہ بندھے دھاگے ہی ٹوٹتے

ڈر کیوں رہی ہو؟؟؟؟

اسکی قمیض کھینچتا وہ اسکے کان میں سرگوشی کر رہا تھا

.... سلطان پلیز ہمیں اس دن بہت درد

.... شش بس اپنے سلطان پہ بھروسہ رکھو

اسکی بات مکمل ہونے سے پہلے سلطان اسے یقین دلاتا اسکی کان کی لو کو

چومنے لگا

حوریہ کو ہتا تھا وہ اسے کسی صورت بخشنے والا نہیں ہے

کچھ دیر تک وہ اپنی ذات کو اس میں شامل کر چکا تھا

حوریہ کا سسکتا ہوا وجود اس نے محبت سے سمیٹا تھا

اسکی شدتیں ہر لمحے کے ساتھ بڑھتی تھیں۔ ہر بار حوریہ تڑپ اٹھتی ہر

سلطان اسے سمیٹ لیتا

کچھ دیر تک حوریہ گہرے سانس بھرتی اس کے سینے پہ سر رکھے اپنی
سانسیں ہموار کر رہی تھی۔ سلطان کو اندازہ تھا کہ وہ اس کی معصوم جان پہ
ہاوی ہو جاتا تھا ہر وہ خود بہت بے بس تھا۔ نجانے کیا تھا اس لڑکی میں کہ وہ
خود کو روک نہیں پایا۔ اسکے ساتھ نکاح کرنے میں اس نے اک منٹ نہیں
لگایا۔ اور پھر اسکے ساتھ تعلق نو بڑھانے میں وہ اک رات انتظار نہیں کر
پایا۔

حوریہ کے نازک وجود کو اپنے بانہوں میں بھرتا وہ اسکے چہرے کو چومنے
لگا۔



گائوں میں صبح کا منظر اک الگ ہی منظر ہوتا ہے۔ ٹھنڈی ہوائیں چڑیوں کے
چہکنے کی آواز اور وہاں کی ہریالی

حویلی میں سب جاگ چکے تھے۔ کچھ دیر تک ناشتے کا ٹائم ہونے والا تھا۔

وہاں سب اک ہی وقت میں ناشتا کرتے تھے

۔ سب بیٹھے ناشتا کر رہے تھے سوائے سلطان کے

۔ سلطان کی نشست خالی تھی

۔ آمنہ جائو اور سلطان کو بلا کے لائو

وائو صاحب کو سلطان پہ غصہ تو بہت تھا جو ناشتے کے ٹائم جاگا نہیں تھا پر

ابھی وہ غصہ کر کے ناشتے کا ماحول خراب نہیں کرنا چاہتے تھے

۔ جی سر

آمنہ جی کرتی سلطان جے کمرے کی طرف چلی گئی۔ کانپتے ہاتھوں سے اس نے

دروازہ بجایا کیونکہ وہاں کا ہر ملازم صرف سلطان سے ڈرتا تھا کیونکہ اس کا

کب دماغ خراب ہو جائے کوئی نہیں جانتا تھا

دروازہ بجانے پہ دروازہ خود بخود کھلتا چلا گیا۔ آمنہ نے اندر جانکا تو کوئی بھی وہاں موجود نہیں تھا۔ اسے لگا کہ شاید سلطان واشتروم میں ہے پر وہاں چیک کرنے کے بعد اسے معلوم ہوا کہ سلطان یہاں موجود نہیں ہے۔
آمنہ واپس نیچے چلی آئی۔

کیا ہوا آمنہ لارڈ صاحب اٹھے کہ ابھی تک سو رہے ہیں۔
دائود صاحب کی بات پہ آمنہ نے سر جھکا لیا۔

سر سلطان سر تو اپنے کمرے میں موجود نہیں ہیں۔
اسکی بات پہ سب کو وہاں سانپ سونگھ گیا۔ سب کو پتا تھا اب دائود صاحب نے بہت غصہ کرنا ہے۔

کل کتنا سمجھایا اس کم عقل کو پر وہ سنے تو تبن ناں۔ بعلا بھی تھا کہ آوارہ گردی کرنے نہ نکلنا پر نہیں اس لڑکے کا فن کہاں گزرتا ہے جب تک وہ میرادل نا جلادے۔ دائود صاحب کا شور شروع ہو چکا تھا۔

بابا پریشان نہ ہوں اپنے دوستوں کے ساتھ گیا ہو گا آتا ہی ہو گا

دانیال نے انکے غصے کو کم کرنا چاہا

اسکے دوست۔ تنگ آ گیا ہوں۔ آج اگر یہ ٹائم پہ نہیں آیا تو اسکو میں
ارے کیوں اپنا بی بی اس عمر میں بڑھا کہ خود کے لیے کوئی مسئلہ پیدا کر
رہے ہو

سلطان کی آواز پہ سب نے دروازے کی طعف دیکھا جہاں وہ تیار کھڑا سب
کو حیران کر گیا

اسکا حلیہ کافی حد تک تبدیل ہو چکا تھا
اب ہاتھوں میں دھاگے نہیں تھے گردن بھی اب نارمل انسانوں جیسی
تھی

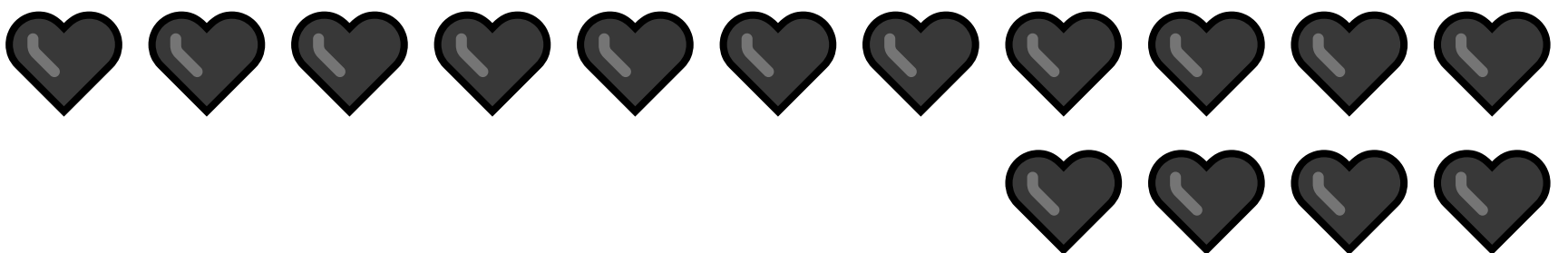
آفس کے کپڑوں میں کھڑا وہ سب کو حیران کر گیا
مضبوط قدم اٹھاتا وہ اب کے ساتھ ا کے بیٹھ کر ناشتا کرنے لگا
کہاں تھے تم رات کو؟؟؟

دائود صاحب کو اب بھی یقین نہیں ہوا تھا پر پھر اپنی حیرت کو قابو کرتے وہ
اس سے سوال کرنے لگے

دیکھے دائود ابوجی۔ اپ نے مجھے یہ بولا تھا کہ صبح تیار رہنا اب فیکھ لیں میں
آفس جانے کے لیے تیار ہوں۔ اپ نے یہ نہیں بولا تھا کہ رات تم۔ اپنے
دوستوں کے ساتھ نہیں رہ سکتے

سلطان نے اپنے لیے کپ میں کافی انڈھیلے ہوئے کہا
دائود صاحب نے اس سے مزید بحث نہیں کی۔ ان کے لیے اتنا ہی کافی تھا کہ
وہ صبح صبح تیار ہو کر آگیا تھا
کچھ دیر تک ناشتا کرتے دائود صاحب، دانیال اور سلطان آفس کے لیے نکل
گئے۔

ضاویار بھی اپنے کمرے میں چلا گیا



حوریہ کی آنکھ جب کھلی تو وہ کمرے میں اکیلی تھی۔ سلطان وہاں موجود نہیں تھا۔

اسے لگا کہ شاید وہ کچن میں یاٹی وی لائونج میں ہوگا۔ بیڈ سے اٹھتی وہ کمرے سے باہر جانے لگی۔ اسکی نظر سارے سامان پہ پڑی جو صبح سلطان کمرے میں پہنچا کر گیا تھا اسے اندازہ تھا کہ وہ صبح اٹھ کر اپنے سامان کو ڈھونڈے گی۔ اور ویسے بھی صبح شاور کے بعد اسے کپڑوں کی ضرورت تھی۔

حوریہ باہر آئی تق میڈ کچن میں کام کر رہی تھی

سنیں۔ اسنے میڈ کو آواز دی

جی میم

وہ سلطان جی کدھر گئے۔ دروازے کے پاس کھڑی وہ اس سے سوال کر رہی تھی۔ اسے اس بات کا ہوش نہیں رہا کہ اس وقت وہ سلطان کے کپڑوں میں اسکے سامنے کھڑی ہے بس چادر اس نے اپنی اوڑھی ہوئی تھی

میم سر صبح جلدی میں کہی چلے گئے تھے انھوں نے بولا تھا کہ جب آپ
جاگی تو آپکو ناشادے دوں۔ تو ابھی کیا آپکے لیے ناشالگانوں
نہیں ہم ابھی نہا کے آتے ہیں پھر ہم ناشتا کریں گیں
جی میم۔ اتنا بول کر میڈ اپنی ہنسی ضبط کرتی واپس سے اپنے کام میں مصروف
ہو گئی۔

حور یہ بھی جلدی اے سے اپنے کمرے میں چلی گئی
پھر وہ اک اک کر کے اپنا سامان کھول کر دیکھنے لگی
ہر چیز ایسی تھی جسکا وہ بس خواب ہی دیکھ سکتی تھی
ایک بکت ہی پیارا جامنی رنگ کا سوٹ لے کر وہ نہانے چلی گئی
نہا کے واپس آئی اور پھر اپنا سارا سامان الماری میں سیٹ کرنے لگی
ڈریسنگ ٹیبل پہ وہ اپنی سکن کیئر اور باقی کا سمیٹکس کا سامان رکھنے لگی۔ وہاں
سلطان کے پرفیومز اور باڈی سپرے اور نا جانے کیا کیا پڑا تھا۔ سلطان کے
پرفیوم کو سونگتی اسے ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ ابھی اسکے پاس کھڑا ہو

ساراسامان سیٹ کرتے ہوئے اسے کافی وقت ہو گیا تھا۔ اب بھوک بھی
زوروں کی لگی تھی

۔ ناشتے کے لیے وہ باہر کچن میں چلی آئی

اسے باکر آتادیکھ اک پل کو ملازمہ بھی حیران رہ گئی۔ وہ سوٹ حوریہ پہ اتنا
خوبصورت لگ رہا تھا کہ ملازمہ کو لگا کہ شاید آج حوریہ کو اسکی نظر لگ
جائے گی

۔ خالہ ہمیں بھوک لگی ہے کچھ بنائیں ناں ہمارے لیے

۔ اسے اپنی طرف دیکھتا پا کر حوریہ نے اسے کہا

۔ بیٹا ماشاء اللہ اپ اتنی خوبصورت لگ رہی ہو ادھر انو میں کالاتیکا لگانوں
حوریہ کو کچھ خاص سمجھ تو ناں آئی پر وہ چھوٹے چھوٹے قدم لیتی اسکے پاس
پہنچ گئی

انھوں نے اپنی چھوٹی انھلی کے پور کو اپنی آنکھ کے کنارے میں ڈال کر
وہاں اے ہلکا سا سرمہ اپنی انگلی پہ لیا اور اسے حوریہ کے کان کے پیچھے لگا دیا

شکریہ

حوریہ نے انکی محبت پہ کہا

پھر وہ اسکے لیے ناشتا بنانے لگی

حوریہ ناشتا کرتی سلطان کو سوچے جارہی تھی



سلطان اک دوبار پہلے بھی آفس آیا تھا پر تقریباً پانچ دس منٹ لے لیے ہی

پر آج اس نے پورا دن یہاں رکنا تھا

وہ اور دانیال جہاں سے بھی چل رہے تھے سب ورکرز انھیں اٹھ کر گڈ

مارنگ سربول رہے تھے۔ سلطان کو یہ سب بہت بورنگ لگ رہا تھا پر اپنے

باپ کی وجہ سے مجبور ہو کر وہ اب آفس آیا تھا

دانیال اپنے کیمین میں ا کے بیٹھا تو سلطان بھی اسی کے ساتھ اسی کے کیمین

میں ا گیا

دانیال نے اپنے اور اسکے لیے چائے منگوائی۔

ارے رہنے دو بھائی ورنہ بااگئے تو بولیں گے کہ یہاں نوابزادہ آرام کر رہا

ہے۔ اور چائے پی جا رہی ہے۔

سلطان نے انھی کے انداز میں کہا تو دانیال ہسنے لگا

نہیں یار کچھ نہیں ہوتا بیٹھو دونوں بھائی کچھ دیر بیٹھ کر آرام سے چائے پیتے

... ہیں

اسکی بات پہ دانیال سامنے صوفے پہ بیٹھ گیا

ویسے آجکل بڑا گھر سے باہر رہنے لگے ہو

دانیال کے انداز میں تفشیش تھی

اسکی بات پہ سلطان گڑ بڑایا پر جلد ہی خود پہ قابو پالیا

بس بھاجی آجکل دوستو کے ساتھ زیادہ وقت گزار رہا ہوں۔ سلطان نے

بہانا بناتے ہوئے کہا

ویسے میرے سننے میں آیا ہے کہ کسی لڑکی کا چکر ہے

دانیال نے اپنے مسکراہٹ ضبط کرتے ہوئے کہا

اسکی بات پہ سلطان کے تو جیسے ہوش اڑ گئے

نہیں تو بھائی ایسی تو کوئی بھی بات نہیں ہے اچکوا ایسا کہاں سے سننے کو ملا

سلطان اب کچھ کھوج رہا تھا

بس اس دن میرے اک مال کے مینیجر نے کال کی تھی بول رہا تھا کہ سر

سلطان سر تو آجکل بڑھے ہی عاشق بنے ہوئے ہیں

کل کسی لڑکی کے ساتھ آئے تھے شاپنگ پہ اور حیران کر دینے والی بات کہ

اسے پائوں پکڑ کر اپنے ہاتھ سے اسے جوتا پہنا رہے تھے

دانیال کا انداز اب تھوڑا سیریس تھا

اور واقعی سلطان اگر ایسا ہے کہ تم نے خود کسی کت جوتے پہنائے ہیں تو مجھے

اندازہ ہے کہ وہ کوئی عام انسان نہیں ہوگی کیونکہ ایسی مہربانی تم تم ہم

خاندان والوں کے ساتھ بھی نہیں کر سکتے تو پھر آخر کون تھی وہ؟؟؟

دانیال اب اس سے جواب مانگ رہا تھا

بھائی وہ ایسے ہی اک لڑکی تھی۔ اور میں

تو کیا میں یہ سمجھوں کہ سلطان چودھری اک عام ساء لڑکی کو جوتے پہنا
رہا تھا۔

دانیال کی بات پہ سلطان کچھ دیر خاموش ہو گیا

دل میں وہ دانیال کے اس مینیجر کو سو گالیوں سے نوازتا اب کوئی بات بنا رہا
تھا۔

بھائی اب اپنے مینیجر کو کال کر کے پوچھ بھی سکتے ہو وہ کسی کی چھوٹی سی لڑکی
تھی۔ اسے پاس پہننے کو کچھ تھا نہیں تو میں نے اس کو کچھ شاپنگ کروادی اور
وہ جوتے کی سمجھ نہیں لگ رہی تھی تو بس ایسے ہی میں نے پینا دیے اب اس
میں ایسا کیا تھا جو آپکے مینیجر نے فٹاک سے اپکو کال کر دی

سلطان کو حور یہ کے بارے میں وہ سب بولتے ہوئے دیکھ تو ہوا پرا بھی وہ
مجبور تھا اور کسی سے بھی اسکا زکر نہیں کر سکتا تھا

.... اچھا یار مجھے لگا تم کسی کو پسند

او کم اون بھائی اب اپکو لگتا ہے کہ سلطان کبھی کسی کو پسند کر سکتا ہے

سلطان کی آنکھوں میں جیسے اک چیلنج سا تھا

اسکا کانفیڈنس دیکھ دانیال کو یقین ہو گیا کہ واقعی اک غلط فہمی تھی

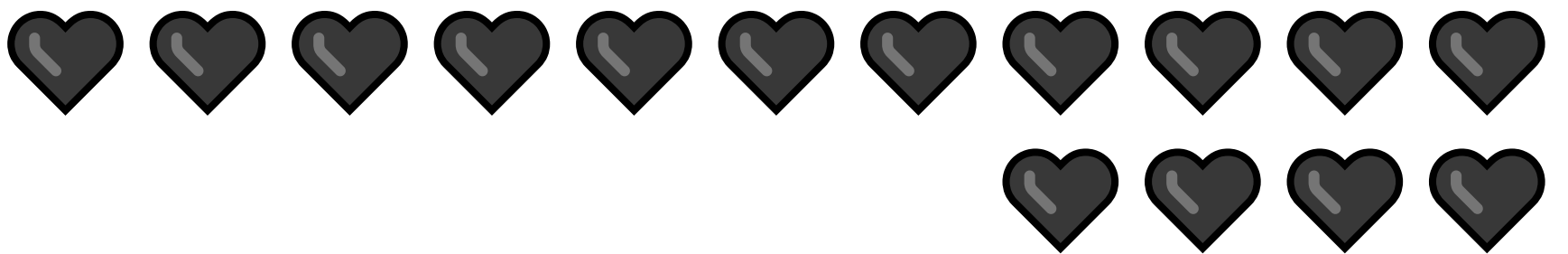
اتنی دیر تک چائے آئی تو دونوں بھائی چائے کے ستاھ آفس کی باتیں کرنے لگے..

دانیال اسے زیادہ تر آفس کے معاملات سمجھا رہا تھا اور اسکے ٹاسک بھی

اسے بتا رہا تھا۔ جو آج سلطان نے مکمل کرنے تھے

کچھ دیر تک سلطان کی سیکٹری اچکی تھی

وہ سلطان کو سارے کام سمجھاتے ہوئے اسے اسکے کیبن میں گئی تھی



ضاو یار صبح سے ہی اپنے کمرے میں موجود تھا۔ سب چونکہ اپنے کام میں

مصروف اسی لیے وہ بھی اپنے کیس کو کچھ ٹائم دینا چاہ رہا تھا

کچھ دیر تک وہ اپنا کام نیٹا چکا تھا تو وہ اپنے کمرے سے نکل کر نیچے جانے لگا کہ
اسکی نظریں ایمیل کے کمرے کی طرف مڑی۔ کمرے کا دروازہ ہلکا سا کھلا ہوا
تھا۔ اسکا دل چاہا کہ بار جا کر دیکھے کہ وہ کیا کر رہی ہے

اپنے دل کی سنتا وہ قدم ایمیل کے کمرے کی طرف بڑھا گیا

وہ اس سے پہلے اک بار بار بس اس کے کمرے میں گیا تھا اور انھی میں سے
اک بار جب وہ اس سے نکاح کے انکار کا بولنے گیا تھا

ایمیل ابھی تھوڑی دیر پہلے نہانے گئی تھی۔ ہما بھی کمرے میں موجود تھی کہ
اچانک اسے یاد آیا کہ اسکی امی نے اسے چھت سے سوکھے کپڑے اتار کر
لانے کا بولا تھا

ایمیل بھی نہار ہی تھی تو اس نے سوچا کیوں نہ ابھی کام ختم کر کے
آجائے۔ بعد میں وہ ایمیل کے ساتھ وقت گزار لے گی کیونکہ اب کچھ دن
تک اسے ایمیل میسر نہیں ہونی تھی
یہی سوچتی وہ چھت پہ چلی گئی

ویسے بھی ابھی کسی کو نہیں آنا تھا سب سے اوپر والا پورشن دانیال کا تھا جو
خود آفس گیا تھا اس سے نیچے والے کمروں میں سے کچھ میں وہ ایمیل ضاویار
. اباد تھے

. یہی سوچتی وہ چلی گئی

ایمل شاور لے کر فارغ ہوئی تو اس نے دیکھا کہ وہ کپڑے تو لے کر ہی
. نہیں آئی

اسے اندازہ ہوا کہ وہ ہمارے باتوں میں اتنا مصروف تھی کہ اسی سے باتیں
. کرتے کرتے نہانے چلی آئی

. اپنے سر پہ ہاتھ مارتی وہ ہمارے آوازیں دینے لگی

ہمارے میری الماری سے میرے کپڑے نکال کر دے دو میں کپڑے لانا ہی
. بھول گئی ہوں یار

ایمل اسے آواز بول کر اب جواب کی. منتظر تھی پر سامنے سے کوئی جواب
. نہیں ملا

ہیں۔۔۔ ابھی تو یہی ہر تھی پھر کدھر چلی گئی

ابھی وہ مزید کوئی بات کرتی جب اسے الماری کے کھلنے کی آواز آئی اسنے شکر
کا سانس لیا

ضاو یار جو ابھی اسکے کمرے میں آیا تھا اندر سے اسے ایمیل کی آواز سنائی دے جو
ہما سے کپڑے مانگ رہی تھی

اتنا سننا تھا کہ ضاو یار کے چہرے پہ مسکراہٹ آگئی

الماری کھولتا وہ اسکا اک جوڑا ہینگر سے اتارتا واشروم کے کمرے کی طرف
چلا آیا

ہلکا سا دروازہ ناک کیا تو اندر سے ایمیل کا ہاتھ باہر آیا اسکے دودھیا بازو پہ اب
بھی پانی کی بوندیں موجود تھی

ضاو یار زور سے دروازہ دھکیلتا اندر داخل ہوا

ایمیل کو اک پل کو سمجھ نہ آئی پر جب اپنے سامنے ضاو یار کو دیکھا تو زور زور
سے چیخنے لگی

وہ اس وقت اک چھوٹے سے تولیے میں تھی جس سے اس نے اپنا سینہ سے
لے کر اپنی تھائیز تک کا حصہ چھپا رکھا تھا

ایمل کے وہم و گمان میں بھی یہ نہ تھا کہ ضاویا یوں اس کے واشروم میں
گھس جائے گا

اسکی بیوٹی بون پہ موجود پانی کے شفاف قطرے دیکھ ضاویا جیسے پاگل سا
ہونے لگا

اسکی گردن کا سینہ کا کچھ حصہ بہت واضح ہو رہا تھا جس پہ اب بھی ہانی
موجود تھا طال اب بھی گیلے تھے جب اے پانی کی بوندیں ٹپک رہی تھی
ضاویا نے اسکا گہرا جائزہ لیا

اسکی تھائیز دیکھ وہ جیسے اپنا آپ کھو رہا تھا

اسے یوں خود کو تکتا پا کر ایمل نے اک زوردار چیخ ماری

اسکی چیخ پہ ضاویا جیسے ہوش میں آیا

اس نے جلدی سے ایمل کے منہ پہ ہاتھ رکھا

ایمل پوری آنکھیں کھولے بس اسے دیکھے جارہی تھی

ضاویار جھکا اور اسکے کان کے پاس سے بالوں کو کان کے پیچھے کرتا اسکے کان میں سرگوشی کرنے لگا

بہت اکرڈ کھا رہی تھی ناں کھانے کے وقت

ضاویار نے اتنا بولا اور اسکی کان کی لو کو چومنے لگا

ایمل اب حرکت کرتی اسے روک رہی تھی

ضاویار کو اس کی مزاحمت کرنا پسند نہ آیا

اششش خبردار جواب مجھے روکا تو اب غلطی کی ہے تو سزا بھی بھکتو

اتنا بول کر وہ اسکے لبوں پہ جھک گیا

اس کے ہونٹوں کو چومتا وہ اپنا آپ کھورہا تھا

ایمل اسے دھکے دیے جارہی تھی پر مقابل ہر اسکا کوئی اثر نہیں ہوا

اس کی مسلسل ہوتی مزاحمت پہ ضاویار نے اپنے دائیں ہاتھ کی اک انگلی سے

اسکا لیٹا تولیہ کھینچا

اتنا کرنا تھا کہ تولیہ کھلتا نیچے گرنے لگا

ایمل نے جلدی سے اسے پکڑ لیا

اب اک ہاتھ سے تولیے کو تھامے وہ ضاویار کو روک رہی تھی

کافی دیر تک ضاویار اپنی پیاس بجھاتا رہا۔ جب اسے ایمل کا خیال آیا تو وہ اسے

ہونٹوں پہ ہلکا سا کاٹتا سکی بیوٹی بون پہ جھک گیا

ایمل نے جلدی سے اپنے دوسرے ہاتھ کے ساتھ اپنے ہونٹ کو چھوا

جہاں اسے بے حد جلن ہو رہی تھی۔ ضاویار اسکے قریب آ کے اب خود بے

بس ہو چکا تھا

اچانک سے ایمل نے زوردار دھک مارا تو وہ اہنی مدہوشی سے باکر آیا

ایمل اب گہرے سانس لے رہی تھی

ضاویار غصے سے پھر سے اس کے قریب آیا جب ایمل چیخ اٹھی

خبردار جمع میرے قریب بھی آئے۔ جود کہتے ہو کہ تمہارے وجود سے مجھے

نفرت ہوتی ہے تو کیوں اس وجود کے قریب آتے ہو

مجھے سمجھ نہیں آتی کہ اک انسان سے تمہیں نفرت ہے تو سہی سے پھر
نفرت ہی کرو ناں اسکے قریب اکے کیا جتنا چاہ رہے ہو۔ شروع سے ہی اپ
مجھ سے جان پھڑانا چاہتے تھے ناں ضاویار تو اب خوش ہو جائیں کیونکہ نہ تو
میرے فل میں آپکے لیے پہلے والے جزبات رہے اور جہاں تک بات رہی
اس گھر میں رہنے کی تو اب یہ بوجھ مزید اہ پہ نہیں رہے گا

ایمل کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے

اسکی آواز اب کافی حد تک بیٹھ چکی تھی

میں نے ہمیشہ اہ سے محبت کی ضاوی جب مجھے اسکا مطلب بھی نہیں پتا تھا پر
اپنے ہر بار میرے جزبات کو روندھا ہر بار مجھے رلایا۔ ہر بار مجھے ایسا ظاہر
کروایا جیسے میں بوجھ ہوا پر۔ اگر میرے بابا زندہ ہوتے تو میں کٹ کا یہ گھر
چھوڑ کر چلی جاتی پر میں بھی مجبور تھی کہاں جاگی کوئی تھا نہیں میرا اور اپنے
مجھے اسی بات کے لیے مزید ٹارچر کیا اور مجھ بے وقوف کو لگتا تھا کہ جلد
سب ٹھیک ہو جائے گا جبکہ کچھ ٹھیک نہیں ہونے والا تھا

ایمل روتے روتے وہی بیٹھ گئی

اسکی باتیں ضاویا رہے ہتھوڑے کی طرح لگ رہی تھی

غصے سے زور سے دروازہ مارتا وہ کمرے سے باہر چلا گیا

جبکہ پیچھے ایمل بیٹھی بس روتے جارہی تھی



یہ ایک بہت ہی پرانی ٹوٹی پھوٹی ہوئی عمارت کا منظر تھا

باہر سے دکھنے میں تو ایسا لگتا تھا جیسے آدھا بنا کر باقی کا کام کرنا تو جیسے کوئی

بھول گیا ہو۔ اور آدھی بنی ہوئی بھی یہ اب کافی ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو چکی
تھی۔

اس جگہ کو اسکے حادثات کی وجہ سے بہت برا سمجھا جاتا تھا

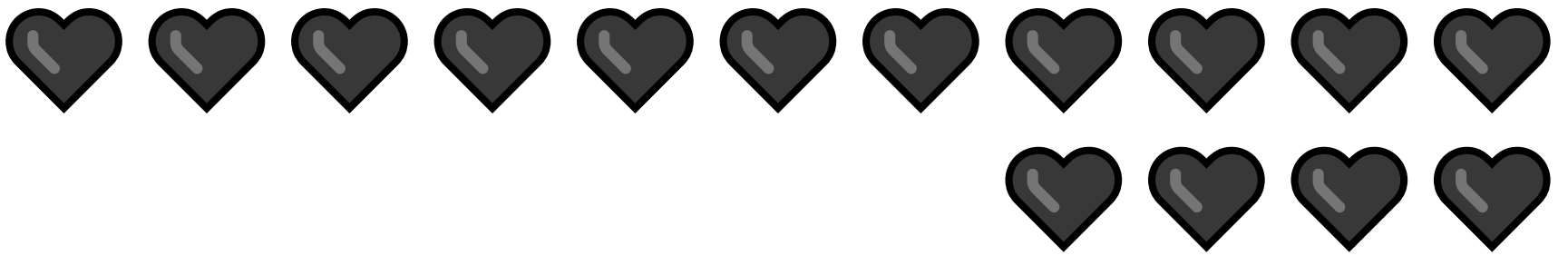
بکت بار یہاں رات کو لوگوں کو کسی کی موجودگی کا احساس ہوا تھا اور
موجودگی بھی ایسی جو کسی کا دل دہلا دے

اکثر یہاں پہ کسی کے چیخنے کی آوازیں آتی تھی اور جب کچھ لوگوں نے
پولیس کو اس بارے میں اطلاع دی تو پولیس نے وہاں پر ریڈھ ماری ہر کچھ
خاص وہاں نہ ملا پر کہتے ہیں کہ اگلے دن پولیس کو کال کرنے والے انسان
کی لاش اس بلڈنگ کے سامنے موجود درخت کے ساتھ لٹکی ہوئی ملی
اس بات نے وہاں کے لوگوں کو قہر مزید حراساں کر دیا اور آس پاس کے
لوگوں نے وہ جگہ آنا چھوڑ دیا۔ تب سے اس بلڈنگ کو لوگوں نے جنوں اور
چڑیلوں کا ٹھکانہ بولنا شروع کر دیا

پولیس نے کیس کی جانچ پڑتال کرنا شروع کر دی کیونکہ پولیس تو کسی ایسی
بات پہ یقین کرنے سے رہی۔ تب کچھ دنوں کے بعد اس پولیس آفیسر کی
بھی موت ہو گئی جو یہ کیس دیکھ رہا تھا

اسکی موت بھی بالکل اسی انسان کی طرح تھی جسے مارنے کے بعد اسکی کاش
کو درخت کے ساتھ کڑکا دیا تھا۔ اسکے جسم پہ عجیب طرح کے نشانات تھے
بس تب سے لوگوں کا یقین مزید پختہ ہو گیا۔ پولیس نے بھی وقتی طور پہ اس
پہ انویسٹیگیشن روک دی اور بعد میں اس کیس کا کیا بنایہ کوئی نہیں جانتا
تھا۔

اب بھی یہ بلڈنگ ویسے ہی موجود تھی نجانے خود میں یہ کتنے راز رکھتی
تھی۔



سلطان اپنی سیکٹری کے ساتھ اپنے کیمین میں داخل ہوا۔ اسکی سیکٹری نے
نیلے رنگ کا گہرا ٹاپ پہنا ہوا تھا ساتھ میں تنگ جینز پہنی ہوئی تھی۔ اس
سے پہلے کہ وہ سلطان کو اک فائل دے کر واپس مڑتی سلطان نے اسے کمر
سے تھام کر اپنی گود میں بٹھایا۔

اس کی سیکٹری کی ہنسی اس کے کین میں گونجی

اسکی کمر سلطان کے سینے سے لگی ہوئی تھی

اتنے دن سے مجھے اگنور کیوں کر رہی ہو۔ کسی میسج کا بھی جواب نہیں دے
رہی تم

سلطان نے اس کے بالوں سے کھیلنے ہوئے کہا

اسکی بات پہ ماہرہ مسکرائی

سوچا تم جیسے مصروف بندے کو کیوں پریشان کروں

ماہرہ نے مڑ کر اسکی بیئرڈ کو ہاتھوں سے چھوتے ہوئے کہا

اپکے لیے میڈم ہم ہمیشہ ہی فری ہیں اور صرف تمھاری وجہ سے میں اس

کال کو ٹھہری میں آیا ہوں ورنہ یہاں کون آنا چاہے گا

سلطان اب بھی اسکی زلفوں کے ساتھ کھیل رہا تھا

اچھا جی اب جھوٹ تو نہ بولو یا مجھے پتا ہے تمھیں انکل نے فورس کیا ہے

ورنہ تم اتنے کام کرنے والے تو ہر گز نہیں ہو

ماہرہ نے ہنستے ہوئے کہا

اچھا چلو اسی بہانے تمہارے چہرے پہ ہنسی تو دیکھی۔ سلطان نے ہنستے ہوئے کہا

اچھا یہ بتاؤ اتنے دن سے کہاں تھے

یات بس نہ پوچھو ایسے ہی چھوٹے موٹے کام ٹھیکے پہ اور پھر اب میری جان
من کا بزنس بھی تو دیکھنا پڑھ رہا ہے

سلطان نے ہنستے ہوئے کہا

ہاں جی میرے کام میں تو تمہیں زرہ برابر بھی دلچسپی نہیں ہے کتنا بول بول
کر تمہیں میں نے اپنے کاروبار میں شامل کیا ہے

اچھا دفعہ کرو اس سب کو یہ بتاؤ کب کروں میں انکل سے بات

سلطان کے انداز میں بے چینی تھی

اسکی بات پہ ماہرہ مسکرائی۔ کس بارے میں ماہرہ نے مسکراتے ہوئے کہا

اب اتنی بچی نہ بنو جانتی ہو میں کس بارے میں بات کر رہا ہوں

سلطان نے سیکریٹ کی ڈبی سے اک سیکریٹ نکال کر جلائی

ابھی میں ریڈی نہیں ہوں اور شادی کے بارے میں ہم کچھ عرصے کے بعد
سوچیں گیں

ماہرہ نے اسکی گود سے اٹھتے ہوئے کہا

یار ماہرہ میرا دماغ نہ خراب کرو اور چپ کر کہ شادی سے ہاں کرو پچھلے تین
چھ ماہ سے تمہارے آگے پیچھے گھوم رہا ہوں

سلطان نے جھنجھلاتے ہوئے کہا۔ بے شک ماہرہ اسے پسند تھی پر وہ اتنے
نخرے کسی کے پسند نہیں کرتا تھا

اچھا جی تو تم مجھے اپنی زندگی میں بہت ہی کوئی بڑی اہمیت دینا چاہتے تھے جیسے
کوئی بڑا رتبہ

ماہرہ نا جانے اس سے کیا سننا چاہتی تھی

ہاں تو بیوی بنانے چاہتا ہوں۔ دنیا بے سامنے تم۔ میری خاندانی بیوی بنو گی
اور کیا چاہیے تمہیں

سلطان نے گہرا کش لیتے ہوئے کہا

ماہرہ مزید کچھ بولتا کہ درعاشہ ناک ہوا

کم ان۔ سلطان کی آواز پہ ایک اور لڑکی اندر آئی

سراپکو دانیال سر بلارہے ہیں وہ کہہ رہے ہیں کہ ایک ایمپور ٹینٹ میٹنگ
ہے اس میں آپ کو شامل ہونا ہے

عہ لڑکی اپنی بات کر کے سلطان کے جواب کا انتظار کر رہی تھی

او کے انھیں بولو کہ سلطان سر بول رہے ہیں کہیں پانچ منٹ میں آرہا
ہوں۔

او کے سر۔ اتنا بول کر وہ کیمین سے باہر نکل گئی

چلیں جی اپکا بلاوا آگیا جائیں آپ اور کام کریں۔ ماہرہ بول کر جانے لگی کہ

سلطان نے اسکا ہاتھ تھاما

اپنے آپ کو تیار کرو میں زیادہ انتظار نہیں کروں گا اور جلد ہی میں طارق

انکل سے ہمارے رشتے کی بات کروں گا

تمہارے پاس بس اک دودن کا ٹائم ہے

سلطان بولتا اسکے ماتھے پہ اپنی شہادے کی انگلی سے ہلکا سا مارتا باہر نکل گیا

پیچھے ماہرہ شرماتے ہوئے مسکرا نے لگی

آخر اسکی محبت اسے ملنے والی تھی۔ وہ بہت خوش تھی



دن کے کھانے پی سب موجود تھے سوائے سلطان اور دانیال کے

ضاو یار گردن جھکائے بیٹھا کھانا کھا رہا تھا

اسکا سر اس وقت بہت درد کر رہا تھا پر وہ اس درد کو برداشت کر رہا تھا کیونکہ

دل کی تکلیف کے اگے یہ کچھ نہیں تھا

ایمل کی باتوں نے اسے شرمندہ کر دیا تھا

ایمل بھی خاموشی سے بیٹھی کھانا کھا رہی تھی

سر باہر کوئی آدمی آیا ہے بول رہا ہے کہ دائود چودھری سے ملنا ہے

اک ملازم کے دائود صاحب سے بولا

سب گھر والے اسکی طرف متوجہ ہو گئے تھے۔ اچھا انھیں بٹھائو اور کھانا وانا
کھلائو ہم ابھی آتے ہیں

دائود صاحب نے اس ملازم سے کہا اور اپنا کھانا مکمل کر کے اس ملازم کے
ساتھ باہر چلے گئے۔ ضاویار اب بیٹھا ایمیل کو دیکھ رہا تھا

ایمیل پیٹا پ کھانا کیوں نہیں کھا رہا ہی ایسا لگ رہا ہے کہ کھانے کے ساتھ
کھیل رہی ہو

زینخا بیگم جو کب سے ایمیل کو نوٹ کر رہی تھی اچانک انھوں نے ایمیل کو
ٹوکا

جی ماما وہ بس ایسی ہی طبیعت ٹھیک نہیں ہے

ایمیل نے نظریں جھکاتے ہوئے کہا

بچپن سے وہ ہما کو دیکھ دیکھ کر زلیخا بیگم کو ماما اور دائود صاحب کو بابا بولتی
تھی۔ وہ دونوں بھی اسے ماں باپ کی طرح ہی سمجھتے تھے۔ ایمیل کو اک پورا
خاندان ملا تھا بس اس شتمگر کا رویہ اسکے ساتھ کچھ اچھا نہ تھا
جلدی سے کھانا ختم کرو اور پھر میں ایجو میڈیسن دیتی ہوں
زلیخا بیگم کی بات پہ اسنے اثبات میں سر ہلایا
دائود صاحب کمرے میں آئے تو سامنے ہی اجمل صاحب صوفے پہ بیٹھے
تھے۔

انھوں نے کھانے سے انکار کر دیا تھا

ارے میاں کیسے ہو

دائود صاحب انکے گلے ملے

کیسے ہو آپ دائود صاحب

وہ ان سے جھک کر ملتا ان سے سوال کر رہا تھا

میں ٹھیک ہوں میاں تم بتاؤ۔ کدھر گم رہتے ہو ایسا لگتا ہے کہ جیسے تم زمین
پہ نہیں مرتخ پہ رہتے ہو۔ دائود صاحب نے ہنستے ہوئے کہا

ہا ہا نہیں اسی زمین کے مکین ہیں بس مصروفیات بہت ہوتی ہیں

اچھا چلیں امید ہے اب آپ نظر آئیں گیں

دائود صاحب کے کہنے پہ وہ مسکرائے

اچھا ویسے آپ سے ایک کام تھا اگر آپ برا نہ مانیں تو ہم کچھ کہنا چاہتے ہیں

اجمل صاحب نے کچھ جھجھکتے ہوئے کہا

ارے کیا بات کر کھل کر قہمیں برا نہیں لگے گا

دائود صاحب نے انھیں یقین دلایا

بھائی جیسے کہ آپ جانتے ہیں کہ بھائی اور بھابھی کی موت کے بعد ایمل کو

آپ نے ہی پالا اور بے شک اس پہ سب سے زیادہ حق اپکا ہی ہے اور اب تو

اسکا آپ سے اک رشتہ مزید بڑھ گیا ہے پر ہم چاہتے ہیں کہ کچھ دنوں کے

لیے ہم ایمل کو اپنے ساتھ کے جائیں۔ بعد میں تو اسکی رخصتی ہو جائے گی

تب وہ کہاں اسکے گی اس لیے ابھی ہم چاہتے ہیں کہ کچھ دنوں کے لیے وہ ہمارے ساتھ چلے۔

ان کی بات پہ دائود صاحب کچھ سوچ میں پڑھ گئے۔
اس بات کی سفارش خود ایمیل نے ا کے ان سے کی تھی کہ وہ کچھ دن اسے
چچا کے ساتھ جانا چاہتی ہے۔

ارے میاں وہ تمہاری بھتیجی ہے تمہارے بھائی کی اولاد مجھے اس سے کیا
مسئلہ ہو گا کہ اگر وہ کچھ دن تمہارے ساتھ چلی جائے

شکریہ دائود بھائی اپکا میں اس بات کو کہنے میں بہت جھجھک رہا تھا پر
ارے نہیں میاں کوئی مسئلہ نہیں ہے بس اس کا خیال نگھنا وہ خود بھی
تمہارے ساتھ جانا چاہتی ہے تو امید ہے کہ اس کا تم بہترین خیال رکھو
گے۔

جی دائود صاحب اپ بے فکر رہیں
انہوں نے دائود صاحب کو یقین دلایا

پھر کچھ دیر وہ دونوں اپنی باتوں میں مصروف ہو گئے

ایک ملازم سیڑھیاں چڑھتا اوپر والے پورشن میں جا رہا تھا جب ضاویار نے اسے کافی بنانے کا بولا

سر میں ایمیل بی بی کو بول کر اٹھ پھر آپکے لیے کافی بنادوں گا
کیا بولنا ہے ایمیل کو؟؟؟

ضاویار کو تشویش ہوئی

وہ سرداؤد صاحب بول رہے ہیں کہ ایمیل بی بی کو بولو کہ اپنا سامان پیک
کریں کیونکہ کچھ دیر تک وہ اپنے چچا کے ساتھ انکے گھر جا رہی ہیں
اسکی بات ضاویار کو حیران کر گئی

کیوں وہ کیوں جا رہی ہیں انکے ساتھ اور کب آئے اسکے چچا
ضاویار اسی ملا شتم سے سوال کرنے لگا

کیا پتا سر بس مجھے سر نے انھیں اتنا بولنے کا بولا تھا

اچھا تم جاؤ میرے لیے کافی بناؤ میں خود بول دوں گا اسے

جی سر.. ملازم سر ہلا کر کمرے میں چلا گیا

ضاو یار بھی ایمیل کت کمرے کی طرف چلا گیا



ضاو یار اوپر والے پورشن میں آیا اور سید گمھا ایمیل کے کمرے کی طرف چلا گیا۔

ایمیل اپنے فون میں مصروف انسٹا گرام سکروول کر رہی تھی

ضاو یار کمرے میں آیا تو ایمیل بستر سے اٹھ گئی

بابا نے کہا کہ تم اپنا سامان پیک کرو تمہارے چچا تمہیں لینے کے لیے آئے ہیں۔

ضاو یار نے سپاٹ چہرے سے کہا۔ ایمیل اک پل کو سمجھ نہ سکی پر پھر اسکی

بات پہ سر اثبات میں ہلاتی اپنی الماری کی طرف جانے لگی

کیوں آئے ہیں وہ تمہیں لینے

ضاو یار نے اسکا بازو پکڑتے ہوئے کہا۔ ایمیل اس سے اپنا بازو چڑھانے لگی
ضاو ی چھوڑیں پلینز مجھے درد ہو رہا ہے

ایمیل کی بات پہ ضاو یار نے اسکا بازو مزید زور سے تھام لیا
اسکا دماغ اس بات کو مان ہی نہیں رہا تھا کہ ایمیل یہ گھر چھوڑ کی چلی جائے
گی۔

وہ میرے چچا ہیں اور وہ گھر میرے بابا کا بھی ہے میں وہاں جانا چاہتی ہوں
اسی لیے میں نے انہیں ان کے ساتھ جانے کا بولا
تم ہوتی کون ہو یہ فیصلہ کرنے والی کہ تمہیں کہاں رہنا ہے اور کہاں نہیں
رہنا۔

ضاو یار نے اس کا رخ اپنی طرف کیا
اسکی بات پہ ایمیل نے دکھ سے اسے دیکھا

میری زندگی ہے میں جیائے جیوں اپ کون ہوتے ہیں بولنے والی۔ اپکی
زندگی میں اپ جو کرتے ہو کیا میں نے کبھی ٹوکا اپکو
ایمل اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے سوال کر رہی تھی۔ اسکا یہ انداز ضاویار
کا دل دھڑکا گیا

اسکے فل نے شدت سے خواہش کی کہ وہ اسکی باتوں کو اپنے لبوں سے چن
لے۔

بھول گئی کہ کچھ سال پہلے تم نے خود یہ حق مجھے دیا تھا۔ اور اب یوں کھڑی
مجھ سے سوال کر رہی ہو

ضاویار نے اسکے بال کان کے پیچھے کرتے ہوئے بتایا

ایمل نے اسکا ہاتھ سختی سے جٹکا

وہ شاید میری زندگی کی ایک بہت بڑی غلطی تھی۔ اور اس کا پچھتاوا مجھے
ساری زندگی رہے گا بلکہ میری کوشش ہوگی اب کہ میں جلد سے جلد اس
رشتے سے نجات

خبردار جواک لفظ بھی اپنی زبان سے نکالاتو

ضاویار نے اسکے گالوں کو سختی سے دبوچا

ضاوی م۔ مجھے درد ہو۔ رہ۔ ہا۔ ے

دبے ہوئے منہ کے ساتھ یہ چند ٹوٹے پھوٹے الفاظ اسکی زبان سے نکلے

میں ابھی یہ بحث نہیں کرنا چاہتا بس ابھی تم نیچے جائو گی اور انکل کو صاف

صاف منع کر دو گی

میں ایسا کچھ بھی نہیں کرنے والی اپنا جاننے ایسا کیوں سوچ رہے ہو اور

میں

بس!!!! میں نے بول دیا کہ تم اب نیچے سب کے سامنے ان کے ساتھ

جانے سے منع کر دو گی اور مزید اس پہ کوئی بحث نہیں ہو گی۔ اور ہاں

وہ جاتے جاتے رکا

اگر بابا نے یا کسی نے بھی کچھ پوچھا تو تم انھیں صاف صاف بولنا ہے کہ

تمہارا خود جانے کا دل نہیں ہے

سمجھ آئی جو میں نے بولا

ضاو یار نے اس بات بہت زور اے اسکے گالوں کو دبوچ کر کنفرم کتنا چاہا

ج۔جی

ایمل کی آنکھوں سے انسو بہہ رہے تھے

ایسے ہی بات سن لیا کرو تو تمہیں غصہ نہ کروں میں

ضاو یار نے اسکے گال تھپتھپاتے ہوئے کہا اور کمرے سے باہر نکل گیا

ایمل روتے ہوئے وہی کمرے کے بیچ بیٹھ گئی



رات کافی گہری ہو چکی تھی

اک سنسان گلی کے بیچ دونو جوان کھڑے شاید کسی کا انتظار کر رہے تھے

ان میں سے اک لڑکا تھوڑا موٹا تھا جبکہ دوسرا پتلی جسامت کا تھا

کافی دیر سے کھڑے وہ دونوں باتوں میں مصروف تھے

بہت انتظار کے بعد جب انکے کام کا بندہ نہیں آیا تو ان دونوں میں سے ایک
اپنا موبائل نکالے کسی کو کال کرنے لگا

ہاں کتنی دیر سے تمہارا انتظار کر رہے ہیں کدھر مرے ہوئے ہوا گراج
نہیں آنا تو ہمیں بتاؤ دیتے ہم کیوں یہاں اپنے وقت کو آگ لگا رہے ہیں
ان میں سے شاید ایک بہت زیادہ ہی تپ گیا تھا تبھی بنا رکے وہ فون پہ
موجود آدمی کو گالیاں دے رہا تھا

سامنے موجود آدمی یا عورت نے شاید اسے کچھ دیر مزید انتظار کا بولا تھا
اس پہ وہ آدمی مزید کچھ گالیاں بکتا اپنا فون بند کر چکا تھا
کیا بول رہا تھا؟

دوسرے آدمی نے اس سے پوچھا

سالا آرہا ہے تھوڑی دیر تک

اسی آدمی نے سگریٹ نکالتے ہوئے کہا

کچھ دیر بعد وہاں ایک وائٹ رنگ کی کیری ا کے رکی

اس میں سے اک آدمی نکلتا ان سے کچھ بات کرنے لگا

بات کے اختتام پہ اس نے اک شاپران دونوں کو تھمایا۔ وہ دونوں وہ شاپر
لے کر بہت خوش ہوئے تھے

اس کے بدلے انھوں نے پیسوں کی اک گھتھی اس کیری والے کو دی
وہ کیری والا چلا گیا۔ وہ دونوں بھی وہ شاپر لے کر اپنے کالج کی طرف چلا
گیا۔

وہ دونوں اک کالج کے طالب علم تھے۔ وہ دونوں ہو سٹل میں رہتے تھے
ان کے ماں باپ کو نجانے ان سے کتنی امیدیں تھیں اور وہ ان امیدوں پہ
پانی پھیرے غلط کاموں مصروف تھے اور اپنے ساتھ ساتھ وہ ناجانے کتنے
نوجوانوں کی زندگی برباد کر رہے تھے۔ انکا کام کالج اور یونیورسٹیوں میں
ڈرگز سپلائی کرنا تھا

وہ نئے نئے طریقوں سے نئے لڑکوں اور لڑکیوں کو اس گندی شے کی عادی
کرتے تھے۔ اس کام کے لیے انکا اک پورا گرو تھا جسکے وہ دونوں لیڈر تھے

ناجانے اب اس برائی کو کون ختم کرنے والا تھا



سلطان نے زندگی میں پہلی بار اتنا کام کیا تھا خیر کام تو کیا تھا پر سارا دن وہ اک ہی جگہ پہ ٹکا رہا۔ آخر شام کے چار بجے وہ تنگ ہوتا اپنا سامان پیک کرتا گھر کے لیے نکل گیا۔

اس نے دائود صاحب کو پہلی ہی میسج کر دیا تھا کہ میں شام کو اپنے دوستوں کی طرف جائوں گا۔

اپنی گاڑی ڈرائیو کرتا وہ گھر کی طرف جا رہا تھا۔ راستے میں گاڑی روکتا وہ حوریہ کے لیے کھانے کا کچھ سامان لینے کے لیے رک گیا۔

اسکے لیے ڈھیر سارے لیز کو کو مو کر کرے آئس کریم اور بہت ساری چاکلیٹ لیتا وہ گھر کے لیے نکل گیا۔

انج وہ واقعی بہت تھک چکا تھا۔ اور اب اس تھکن کو حوریہ ہی اتار سکتی تھی

اسکا خیال آتے ہی وہ مسکرا نے لگا



حور یہ صبح سے ہی بہت بور ہو رہی تھی۔ بار بار وہ اپنا سامان کھول کے دیکھتی
اپنی بوریت کو کم کر رہی تھی

بہت مشکل سے اس نے اپنا دن گزارا دوپہر کا کھانا کھا کر وہ برتن دھونے
لگی۔

سلطان کی میڈ نے زبردستی اس سے برتن لیے کہ شام کو سلطان نے اکر
اس پہ غصہ کرنا تھا

حور یہ خاموشی سے اپنے کمرے میں چلی گئی۔ اب اسے نیند بھی نہیں آرہی
تھی کیونکہ صبح وہ کافی دیر سے جاگی تھی

کمرے میں بیٹھی اب وہ سلطان کو سوچ رہی تھی

اسکے وہم گمان میں بھی نہیں تھا کہ کبھی وہ ایسی زندگی جیے گی۔ اپنے ماحول کو دیکھ اسے بھی لگتا تھا کہ اسے کوئی عام سامر دملے گا ہر اس شوہر تو اک شہزادہ تھا۔

ہاں اس کا سلطان شہزادے سے کم تو نہیں تھا۔ سلطان کو سوچتی اب اسکے گال لال ہو گئے تھے۔ خود ہی بیٹھی وہ سلطان کو سوچ رہی تھی۔ اسکے گال اب بہت گرم ہو رہے تھے۔ بیٹھے بیٹھے ہی اسکی آنکھ لگ گئی تھی۔ جب اسکی آنکھ جھلی تو دن کے چار بجھ رہے تھے۔ اٹھتی وہ فریش ہونے چلی گئی۔ سلطان ابھی کئے نہیں آئے۔

ساڑھے چار بجے کا وقت ہو چکا تھا اور سلطان ابھی تک نہیں آیا تھا۔ صوفے پہ بیٹھی وہ اب بھی انتظار کر رہی تھی۔ اچانک ڈور بیل کی آواز پہ اسکا دل زور سے دھڑکا۔

...وہ جانتی تھی کہ سلطان ہی آیا ہوگا



حوریہ نے دروازہ کھولا تو سامنے ہی سلطان کھڑا تھا

اسے دیکھ سلطان مسکرایا

لگتا ہے میرا بہت انتظار کر رہی تھی تبھی اک دو بیل کے بعد تم نے دروازہ
کھول دیا

سلطان نے مسکراتے ہوئے کہا

نہیں تو ہم ایسے ہی ادھر باہر کھڑے تھے تو اپنے بیل بجائی تو ہم آگئے

حوریہ اب انگلیاں مروڑتی کنفیوز سی نظر آرہی تھی کیونکہ اسکی چوری
پکڑی جا چکی تھی

اچھا چلو تم کہتی ہو تو مان لیتا ہوں

سلطان نے اسے اپنے بازوؤں کے گھیرے میں لیا

حوریہ شرماتی اسکے ساتھ چل رہی تھی

ملازمہ انھیں دیکھتے ہی کچن میں گھس گئی کیونکہ وہ سلطان کے غصے سے بھی
واقف تھی

سلطان کو حوریہ کو لیے کمرے میں چلا آیا

اسکے ہاتھ میں اب بھی سامان تھا

سلطان جی یہ کیا ہے؟؟

حوریہ نے سامان کی طرف اشارہ کیا

یہ میں تمہارے لیے کچھ کھانے کو لے کر آیا تھا

سلطان نے سامان ٹیبل پہ رکھا

حوریہ خوش ہوتی سامان دیکھنے لگی۔ وہ ویسے بھی کھانے کی شوقین تھی

ایک ایک چیز نکال کر دیکھتی وہ خوش ہو رہی تھی

اسے خوش ہوتا دیکھ سلطان مسکرایا

سلطان فریش ہونے چلا گیا۔ شاور لے کر نکلتا وہ کمرے میں نظریں گھما رہا تھا۔

پر حوریہ کمرے میں موجود نہیں تھی

شیشے کے سامنے کھڑا وہ حوریہ کا انتظار کر رہا تھا۔ تقریباً پانچ منٹ بعد حوریہ کمرے میں داخل ہوئی۔ اسکے ہاتھ میں آئس کریم کا بائول تھا۔ اپنی اپ میں مصروف وہ آئس کریم کھاتی رہی تھی جب اسکی نظر سلطان پہ پڑی اور وہ آئس کریم سب بھول گئی کیونکہ سلطان ایک چھوٹے سے ٹاول کو پہنے شیشے کے سامنے کھڑا اپنا باڈی سپرے خود پہ سپرے کر رہا تھا

سلطان نے حوریہ کو دیکھا تو مسکراتا ہوا اسکے پاس آنے لگا

اچھا ہوا تم آگئی میرے لیے کپڑے نکال دو

سلطان نے اسکے پاس آتے ہوئے کہا

حوریہ نے جلدی سے اپنی نظریں جھکا دی اسے اب ٹھنڈے پسینے آرہے

تھے۔

سلطان کا سینہ اسکے سامنے تھا وہ اس سے جھجک رہی تھی

کیا یاد مجھے لگا تمہیں خود احساس ہو گا کہ میں تمہارا شوہر ہوں میری ہر چیز
کی ذمہ داری اب تمہیں سنبھال لینی چاہیے پر لگتا ہے میں کوئی کمی چھوڑ دیتا
ہوں۔

سلطان کی آواز میں ہلکا سا طنز شامل تھا

نہیں وہ ہمیں پتا نہیں تھا پر اب ہم خیال رکھیں گے اور
ہم امید ہے۔ اب تم خیال رکھو گی ورنہ اگلی بار میں تمہیں احساس دلا دوں
گا۔

سلطان نے ہلکا سا جھکتے ہوئے

ج۔جی۔

حوریہ نے جھجکتے ہوئے کہا اور اسکے پاس سے گزرتی الماری کھولے اسکے
لیے کپڑے نکالنے لگی۔ اسنے سلطان کے لیے اک بیلو کلر کی ٹی شرٹ نکالی

اور ساتھ میں گرے کلر کاٹرائوز رنگالا کیونکہ گھر میں سلطان ایسی کی
ڈریسنگ کرتا تھا

جائو کھانا نکلواؤ

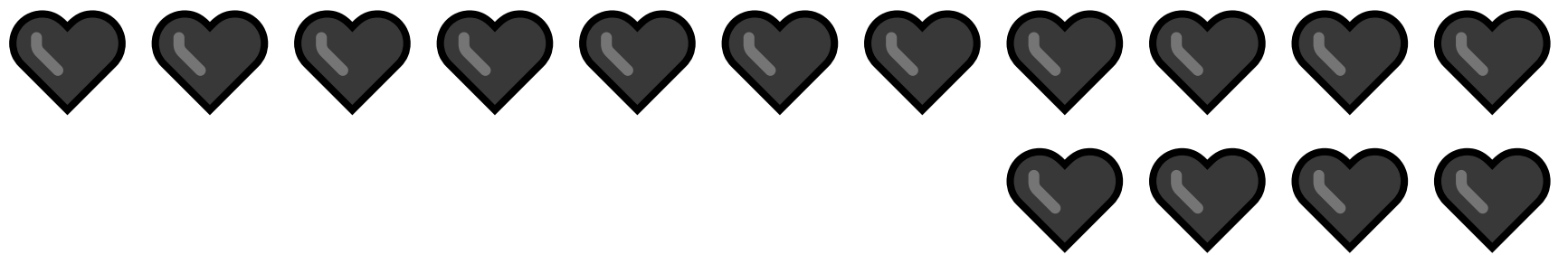
اسکے ہاتھ سے کپڑے لیتا وہ اسے اک نیا حکم جاری کرتا ڈریسنگ روم میں چلا
گیا

اسکے جانے کے بعد حوریہ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ وہ سلطان کے اس
رویہ کی ہر گز بھی عادی نہیں تھی۔ اور اب سلطان کے اس رویہ سے وہ
اسے بالکل پہلے دن والا سلطان لگا

اسے سمجھ نہیں آئی اس سے کہاں غلطی ہو گئی جو سلطان اس سے یوں
ناراض ہو رہا تھا

وہ بیچاری اب بھی سوچ رہی تھی بلکہ اسے یہی لگ رہا تھا کہ اس سے ہی کوئی
غلطی ہوئی ہے جو سلطان اس سے ناراض ہو رہا تھا۔ پر وہ یہ نہیں جانتی تھی
سلطان اس کے ساتھ کتنی بڑی گیم کر رہا تھا

سلطان کی شاید فطرت ہی تھی دھوکہ دینا اور فطرت کبھی تبدیل نہیں
ہوتی۔



شمس بیٹھا اپنا کوئی کام کر رہا تھا جب اس کا اک نوکر اسکے پاس آیا
سر کوئی آدمی آپ سے ملنا چاہتا ہے وہ بول رہا ہے کہ کوئی کام ہے آپ سے
ٹھیک ہے اسے اوپر میرے کمرے میں بیچھ دو۔ شمس نے مصروف سے
انداز میں کہا۔

مے آئی کم ان

وہ آدمی دروازے کے باہر کھڑا اس سے اجازت مانگ رہا تھا
یس کم ان

شمس اب بھی لیپ ٹاپ پہ مصروف تھا

سر اپنے جو کام بولا تھا وہ شام تک ہو جائے گا آپ بے فکر رہیں

اس آدمی نے جو بات شمس کو بولی شمس نے اسے غور سے دیکھا

تو کیا تم یہ بات کرنے یہاں آئے تھے

شمس نے الٹا اس سے سوال کیا

نہیں سروہ میں بس اپکو انفارم کرنا چاہتا تھا

وہ آدمی خود شمس کی بات پہ گڑ بڑا گیا

تو انفارم کر دیا ناں تو وہ رہا دروازہ تو نکل جانو۔ شمس نے دروازے کی طرف

انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے کہا

آدمی اپنی بے عزتی برداشت کرتا کمرے سے باہر نکل گیا

شمس نے موسیٰ کی اس کام میں لا پرواہی کو دیکھتے ہوئے اپنے دوسرے

بندے فیاز کو یہ کام بولا تھا وہ جانتا تھا موسیٰ ہر بار کچھ نہ کچھ کر جے اسے ٹالتا

رہے گا اسی لیے اس نے فیاز کو یہ کام بولا تھا

فیاز وہ بندہ تھا جو ہمیشہ شمس کے قریب ہونا چاہتا تھا اسے موسیٰ کا شمس کے

قریب ہونا ہر گز پسند نہیں تھا تب ہی وہ کوئی نہ کوئی موقع ڈھونڈتا رہتا تھا

جس سے وہ شمس کے زیادہ قریب ہو جائے۔ اور اب اسے یہ موقع مل گیا تھا
جب اسے شمس نے اک بہت ہی ضروری کام بتایا تھا جو اس نے موسیٰ کو بولا
تھا اور اب تک موسیٰ وہ کام نہیں کر سکا تھا۔ فیذاً اس لیے خوش تھا کہ جب وہ
اسے کام ہونے کا بتائے گا تو شمس بہت خوش ہو گا اور یقیناً وہ اگلی بار اسے
بھی کام بتائے گا تب ہی وہ اج بغیر سوچے سمجھے یہاں آ گیا تھا اور اب یوں
شمس کے ہاتھوں زلیل ہوا تھا۔

شمس اپنا سر جھٹکتا دوبارہ کام میں مصروف ہو گیا تھا۔



ضاو یار ایمیل کو غصہ کرنے کے بعد واپس نیچے آ گیا تھا اور اب بیٹھا کافی پی رہا
تھا۔

اسے یقین تھا کہ ایمیل کبھی بھی اپنے چچا جے ساتھ نہیں جائے گی بلکہ وہ
ضاو یار کی سن لے گی پر یہ اسکی غلط فہمی تھی۔

کچھ دیر تک دائود صاحب ایمیل کے چچا کے ہمراہ ٹی وی لائونج میں داخل ہوئے۔

ضاو یار ان سے ملا۔

آمنہ جائیں ایمیل کو بلا کر لائیں۔ دائود صاحب نے آمنہ سے کہا۔
جی سر

آمنہ ایمیل کے کمرے کی طرف جانے لگی کے سیڑھیوں سے ایمیل خود ہی نیچے ارہی تھی۔

ارے آگئی میری بیٹی۔

دائود صاحب نے اسے نیچے اتے دیکھ کر کہا

ایمیل نیچے آئی اور خاموشی سے صوفے پہ بیٹھ گئی۔ وہ ضاو یار کی طرف نہیں دیکھ رہی تھی جبکہ ضاو یار کی نظریں اسی پہ تھی

بیٹا آپکے چچا آئے ہیں اور وہ آپکو اپنے ساتھ لے کر جانا چاہتے ہیں خیر آپکو بھی
اس سے آگاہی ہے اور آپکی مرضی کو مد نظر رکھتے ہوئے میں بھی چاہتا ہوں
کہ آپ کچھ دن کے لیے اپنے چچا کے گھر چلی جائیں

۔ دائود صاحب نے ایمیل سے کہا

۔ جی بابا میں بھی یہی چاہتی ہوں

اسکی بات پہ ضاویار نے غصے سے اسے دیکھا۔ ایمیل اسے نہیں دیکھ رہی تھی
۔ وہ دائود صاحب کو دیکھ رہی تھی

ضاویار جانتا تھا کہ اگر وہ کچھ بھی بولا تو مسئلہ بن جائے گا تب ہی وہ خاموش
تھا۔

۔ چلیں پھر ہمیں اجازت دیں چند دنوں کے لیے آپکی بیٹی کو لے جانے کی
۔ ایمیل کے چچا نے مسکراتے ہوئے کہا

سب جانے کو تیار تھے۔ ضاویار نے کبھی خود کو اتنا بے بس محسوس نہیں کیا تھا چاہے وہ بھی وہ ایمیل کو روک نہیں پارہا تھا۔ اک انا بھی تھی کہ جب وہ تمھاری بات نہیں سن رہی تو تم بھی اسے دوبارہ مت بولنا ایمیل دائود صاحب کے گلے لگی۔ اسے نا جانے کیوں اتنا رونا رہا تھا۔ شاید اگر اسکے بابا زندہ ہوتے تو اسکا اتنا خیال نہ رکھتے جتنا کہ دائود صاحب نے رکھا تھا۔

سب سے لمنے جے بعد وہ جانے کے لیے نکل رہی تھی جب دائود صاحب نے ضاویار کو انھیں چھوڑ کر آنے کو کہا۔ نہیں بھائی صاحب اس کی ضرورت نہیں ہے ہم خود چلے جائیں گے۔ ایمیل کے چچا نے انھیں منع کرنا چاہا۔

ارے نہیں میاں یہ آج کل ویسے بھی چھٹیوں پہ ہے تو تم لوگوں کو چھوڑ آئے گا اور اسی بہانے اپنے سسرال سے بھی ہو کر آجائے گا۔ دائود صاحب کی بات پہ ضاویار گاڑی کی چابیاں لیے جانے کے لیے تیار تھا۔

گاڑی میں اس وقت ضاویار ایمیل اور اسکے چچا موجود تھے

چچا چھوٹی موٹی باتیں کر رہے تھے جبکہ ضاویار انکی باتوں کا جواب دے رہا تھا۔

ایمل اب کافی ڈری ہوئی تھی۔ کتنی سال بعد وہ اس گھر میں جا رہی تھی بے شک وہ کبھی کبھار اک دو دن کے لیے جایا کرتی تھی پر پچھلے تین سال سے وہ اک بار بھی نہیں گئی تھی اور سب سے زیادہ ٹینشن اسے ضاویار کی تھی۔

وہ جانتی تھی اسکے اندر اک لاواپک رہا ہے جو نہ جانے کب پھٹنے والا تھا اپنے ہاتھوں میں ایسا پسینہ وہ بار بار ٹشو سے صاف کر رہی تھی۔ ضاویار شیشے سے اسے دیکھتا اس کی ایک ایک حرکت کع نوٹ کر رہا تھا اسے بس اس چیز کا انتظار تھا کہ کب وہ ایمیل کو اکیلے میں ملے اور کب وہ اسکی عقل کو ٹھکانے لگائے۔



سلطان چیلنج کر کے کمرے سے باہر آیا تو حوریہ میڈ کے ساتھ کھانا لگا رہی تھی۔ نا جانے کیوں آج سلطان کو جلدی بھوک لگ گئی تھی تبھی وہ آج جلدی کھانا کھانا چاہتا تھا۔

سلطان نے اپنے لیے کرسی کھینچی اور بیٹھ کر کھانا کھانے لگا۔ حوریہ کو سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ کیا کرے۔ سلطان نے اسے کھڑے دیکھ کر بیٹھنے کا اثرہ کیا تو وہ بھی کرسی پر بیٹھ گئی۔

سلطان نے میڈ کو کواٹر جانے کا بولا۔ میڈ سر جھکاتی اپنے کواٹر چلی گئی۔ اسکے جانے کے بعد سلطان نے حوریہ کو اٹھنے کا بولا تو حوریہ جلدی سے اٹھ گئی۔

اپکو کچھ چاہیے کیا۔

سلطان اب حوریہ سے پوچھ رہی تھی

ہاں ادھر اُدھر میری گود میں بیٹھو

سلطان نے اپنی تھائیز کی طرف کرتے ہوئے کہا

حور یہ خاموشی سے اسکے پاس آنے لگی

حور یہ جب اسکے کافی پاس آئی تو سلطان نے اسے کھینچے ہوئے اپنی گود میں بٹھایا۔

حور یہ اب بس خاموشی سے سلطان کے کھانے کو گھور رہی تھی۔ سلطان بار بار اپنی ٹانگوں کو ہلاتا بار بار حور یہ کو ڈسٹرب کر رہا تھا۔ سلطان جی ہمیں بھوک لگی ہے کیا ہم ادھر بیٹھ کے کھانا کھالیں؟ نہیں... میں کھلاتا ہوں تمہیں

سلطان اے نابول کر چھوٹے چھوٹے نوا کے بنا کر اسے کھلا رہا تھا۔ حور یہ اور وہ اب کھانا کھا چکے تھے

سلطان نے ایسے ہی حور یہ کو اٹھایا اور اسے اپنے گلے لگالیا۔ اسکے گلے لگانے کی دیت تھی کہ حور یہ نے رونا شروع کر دیا۔ بس میری جان ایم سوری مجھے اپ کو اتنا غصہ نہیں کرنا چاہیے تھا۔ سلطان نے اسے بالوں پہ بوسہ دیتے ہوئے کہا

حور یہ اب کانپتے ہوئے رو رہی تھی اور سلطان بہت محبت سے اسے چپ
کروا رہا تھا۔

.....

ضاویار اور ایمیل لوگ گائوں کی حدود میں داخل ہو چکے تھے۔ ایمیل کے چچا
کا گائوں دائود صاحب کے گائوں جیسا تو نہ تھا پر پھر بھی وہاں بھی کافی
سہولیات موجود تھی۔

ضاویار کی گاڑی اب ہچکولے کھا رہی ہے کیونکہ اب کافی حد تک کچار ستہ
شروع ہو چکا تھا۔

آخر گاڑی جمال صاحب کے گھر کے تھوڑے دورا کر رکھی
۔ ضاویار نے ایمیل کا سامان والا بیگ اٹھایا اور وہ تینوں گھر کی طرف چلنے لگے
۔ جمال صاحب نے بیل دی تو جلد ہی اک عورت نے دروازہ کھولا

وہ جمال صاحب کی بیوی تھی جو ان سب کو دیکھ کر مسکراتے ہوئے انکا استقبال کرنے لگی۔ وہ دل کی بہت نرم اور بیت اچھے اخلاق کی مالکن تھی۔ وہ ایمل سے بہت محبت سے ملی

کیسی ہے میری بیٹی

ایمل کے ماتھے کو چومتے ہوئے انھوں نے ایمل سے سوال کیا
میں ٹھیک ہوں آپ کیسی ہیں

ایمل نے بھی انکی محبت کا جواب محبت سے دیا۔ ضاویا رپاس کھڑا ایمل کو دیکھ رہا تھا اسکا دل ایمل کے بغیر بالکل نہیں لگ رہا تھا بار بار اسے یہ خیال آتا کہ
اب ایمل کچھ دن یہاں رہے گی۔ اور ہر بار وہ بے چین ہو جاتا

ایمل کی چچی ضاویا سے بھی ملی۔ ان کے رویے سے اندازہ ہو رہا تھا کہ وہ
سب کی آمد سے بہت خوش تھی۔ سب ہال میں بیٹھے باتوں میں مصروف
تھے جب اک پیاری سی لڑکی چائے لے کر آئی

یہ ایمیل کے چچا کی بیٹی ردا تھی جو کہ نہ صرف شکل سے پیاری تھی بلکہ اسکی
عادت بھی بہت پیاری تھی

اپنی کیسی ہیں آپ۔ ردا نے ایمیل بے گلے لگتے ہوئے پوچھا
اس سے پہلے کہ ایمیل کوئی جواب دیتی وہ دوبارہ شروع ہو گئی
آپی میں نے آپکو بہت مس کیا اب میں آپکو واپس بلکل نہیں جانے دوں گی
اب ہم دونوں بہہ پیں ل کر سارا گائوں گھو میں گی میں آپکو سارے گائوں کی
پیاری پیاری جگہیں

ردا بیٹا ابھی بس کریں ایمیل کو چائے پینے دیں پھر آپ ان سے ساری باتیں
کر لیجیے گا

اس کی پٹر پٹر چلتی زبان کو جمال صاحب نے بریک لگائی
ٹھیک ہے ابا

پھر ردا کی نظر ضاویا رہ پڑی

بھیا اپ کیسے ہو میں نے اپکو بھی مس کیا اور اب نہ میں اپکو بھی کہی نہیں

. جانے دوں گی. اپ کچھ دن ادھر ہمارے ساتھ رہنا

. ردانے ضاویار سے ہاتھ ملاتے ہوئے کہا

. اسکے معصومانہ انداز پہ ضاویار ہنسا

. جی جی جیسے میری چھوٹی بہن کہے

. ضاویار نے مسکراتے ہوئے کہا

. سب بیٹھے چائے پی رہے تھے اور چھوٹی موٹی باتیں کر رہے تھے

ایمل اب بھی بے چین تھی. ضاویار کا اتنا پرسکون ہونا کہی نہ کہی اسکے دل

. کو توڑ رہا تھا



ہما ایمل کے جانے کی وجہ سے پریشان تھی. وہ



اپنی کسی دوست کے گھر گئی تھی جب اسے ایمل کے جانے کا پتہ لگا اس نے

اپنے بابا سے بھی اس بات کا شکوہ کیا پر انھوں نے اسے سمجھانا شروع کر دی
کہ اگر وہ اپنے بابا کے گھر جانا چاہے گی تو ہم روک نہیں سکتے

وہ پریشان سی اپنے کمرے میں بیٹھی تھی اب اس کا کسی کام میں بھی دل نہیں
لگ رہا تھا ورنہ جب وہ دونوں بور ہوتی تھی تو کیک بیک کرنے لگ جاتی تھی
پر آج تو ایمل بھی موجود نہیں تھی

کافی دیر بعد جب وہ مزید ایسے ہی بیٹھ نہ سکی تو اپنا بیگ اٹھاتی شاپنگ کرنے
کے لیے جانے لگی

نیچے آئی تو ٹی وی لائونج میں اس وقت کوئی بھی موجود نہ تھا

کچن میں جھانکا تو اماں شاید کوئی کام کر رہی تھی

اماں ہم شاپنگ کرنے جا رہے ہیں۔ گھر میں ایمل بھی نہیں ہے تو ہمیں

اکیلے بالکل اچھا نہیں لگ رہا

ہمانے کچن میں موجود کرسی پہ بیٹھتے ہوئے کہا

اچھا چلی جائو پر ساتھ میں گارڈز کو لے کر جانا کیونکہ آپ کے بابا نے سختی

سے گارڈز کو ساتھ لے جانے کا آرڈر دیا ہے

زینخا بیگم نے چائے میں چینی ڈالتے ہوئے کہا

او کے اماں

انکے گالوں پہ بوسہ دیتی وہ جلدی میں باہر نکل گئی

زینخا بیگم اسکی حرکت پہ بس مسکرا گئی

ہماتین گارڈز کے ساتھ شاپنگ پہ جارہی تھی جب اچانک گاڑی کی فرنٹ

سیٹ پہ موجود گارڈز ایوننگ سیٹ پہ موجود گارڈ کے کان میں کچھ

کھسپانے لگا

ہم اپنے فون پہ مصروف تھی اس نے زیادہ دھیان نہیں دیا پر اچانک لگنے

والی گاڑی کو ٹکر کی وجہ سے اسکی چیخ نکل گئی

گارڈ جلدی سے حرکت میں آئے

میم اپ پلیر گاڑی سے باہر مت نکلے گا۔ اک گارڈ جو فرنٹ سیٹ پہ بیٹھا تھا
اب ہما کو ہدایت دیتا اپنی پستول چیک کرتا باہر نکل گیا
ہما اب کانپے جا رہی تھی۔ اسے ایسا لگ رہا تھا جیسے آج اسکا اس دنیا میں
آخری دن ہے

دل میں کلمے پڑتی وہ اب بس اپنے باپ بھائیوں کو یاد کر رہی تھی
بابا کہاں ہیں اب

اللہ میرے بابا کو میرے پاس بھیج دے

روتے ہوئے بس اب وہ دعائیں کر رہی تھی

اچانک فضا میں گالیاں چلنے کی آوازیں انا شروع ہو گئی

وہ شیشے سے باہر دیکھنے لگی ہر وہاں چلتی گولیاں دیکھ وہ اپنا سر گھٹنوں میں

دیے روئے جا رہی تھی

فیاز جو کتنے دنوں سے ہما کی تاک میں بیٹھا تھا آج جب اسے ہما کے نکلنے کی خبر

ملی تو وہ بہت سارے آدمیوں کے ساتھ اسے کیڈ نیپ کرنے لگا۔ ساری

ادمی بہت ٹرین تھے کیونکہ اسے اندازہ تھا کہ ہما بغیر گارڈز کے باہر نہیں
نکلے گی۔

جب ہمالوگوں کی گاڑیاں گھر سے کافی دور ہو گئی تو اس نے ان پہ دھاوا بول
دیا۔

چونکہ ہما بے ساتھ صرف تین گارڈز تھے تو وہ آسانی انھیں مار کر ہما کو لے
جاسکتا تھا پر یہ صرف اسکی سوچ تھی ان تین گارڈز نے بھی ان کو ایسا ناچ
نچایا کہ وہ تنگ ہو کر رہ گیا۔

آخر کافی دیر بعد وہ ان تینوں کو زخمی کر گئے۔

ہما کو تھوڑی دیر بعد گاڑی کے دروازہ کھلنے کی آواز آئی تو اس نے سر اٹھا کر
دیکھا تو اک مونچھوں والا آدمی گاڑی کے دروازے والی طرف سے اسے
کھینچنے لگا تھا۔

چھوڑو مجھے میں نے اپکا کیا بگاڑا ہے پلیز مجھے چھوڑو۔

وہ اسے پیچھے دھکیلتی اپنے آپ کو چھڑانے کی کوشش کر رہی تھی۔

فیاز نے اسے منہ پہ اک سفید رنگ کا رومال رکھا ہمارے ہاتھ پیر مارنے کی
کوشش کی پر جلد ہی اسکے ہاتھوں نے حرکت چھوڑ دی اور وہ وہی گاڑی میں
بے ہوش ہو گئی۔

فیاز نے اسے اٹھایا اور اپنی گاڑی میں اسے ڈاکٹراپنے آدمیوں کے ساتھ
جلدی سے وہاں سے نکل گیا کیونکہ وہ جانتا تھا باتک دائود چودھری تک خبر
پہنچ چکی ہوگی اور وہ کسی بھی وقت وہاں پہنچ سکتا تھا۔



سلطان حوریہ کو گود میں اٹھائے بیڈ روم میں آیا۔ حوریہ کا جسم اب بھی ہلکا ہلکا
ہل رہا تھا کیونکہ وہ ہچکیاں لیتی رہی تھی۔

سلطان اس کے ریکشن سے کافی حیران ہوا تھا کیونکہ اسے اندازہ نہیں تھا کہ
حوریہ اتنے ناشک دل کی ہے۔

اب اسے اگے کا سوچ کر پریشانی ہو رہی تھی کیونکہ وہ جانتا تھا اب جلد ہی
حوریہ کو بہت سارے دکھ ملنے والے ہیں اور اس سب کو سوچ کر وہ اب
پریشان ہو رہا تھا

اب اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ صرف ان چند دنوں میں ہی حوریہ اسکے ساتھ
بے حد اٹیچ ہو گئی تھی

اسکے بالوں کو سہلاتا وہ اسے بستر پہ لٹانے لگا۔ حوریہ نے سختی سے اسکا ہاتھ
پکڑ لیا

میں ادھر ہی ہوں حوریہ آنکھیں بند کر و اور پیٹو

اسکے بالوں کو سہلاتا وہ اسے سونے کا بول رہا تھا۔ حوریہ کے بال اسے بے حد
پسند تھے لمبے لمبے گھنے بالوں سے اتنی مہک اسے بے قابو کر رہی تھی

سلطان جی اب آپ ہم پہ غصہ تو نہیں کریں گے ناں

آنکھوں کو اٹھائے وہ سوال کرتی سیدھا اسکے دل کو دھڑکار رہی تھی

سلطان اس پہ ہلکا سا جھکا ہوا تھا

نہیں میری جان سوری جواج آپکو ستایا اب اپ سو جائو

اسکی آنکھوں پہ بوسا دیتا وہ اسے مطمئن کر رہا تھا

اسکی بات پہ حوریہ کچھ مطمئن ہوتی دوبارہ آنکھیں بند کر گئی

سلطان اسکے بال سہلاتا اپنی ہی سوچوں میں مہو تھا

وہ اب ماہرہ سے دستبردار نہیں ہو سکتا تھا۔ اور ماہرہ سے وہ شادی ضرور

کرنے والا تھا۔ اب اسے اپنے اور حوریہ کو کے کر پریشانی ہو رہی تھی

حوریہ کو جب اسکی اور ماہرہ کی شادی کا پتا لگنا تھا نا جانے اب اسکا کیا ریکشن

ہونا تھا۔

کچھ دیر بعد ساری سوچوں کو پس پشت ڈال کر حوریہ کے گالوں کو چومتا وہ

اسکی گردن میں چہرہ دیے سونے کی کوشش کرنے لگا کیونکہ وہ آج کافی

تھک چکا تھا اور حوریہ کی ذات ایسی تھی جو اسکی ساری تھکن اتار سکتی تھی



ضاو یار جب نکلنے لگا تو جمال صاحب بے کچھ دن رکنے کی رٹ لگا دی۔
ضاو یار نے انھیں کافی منع کیا پر جمال صاحب جیسے سن ہی نہیں رہے تھے۔
اب کچھ ضاو یار کا بھی وہاں رکنے کا فل تھا تبھی وہ بھی شاید یہی چاہی رہا تھا۔
آخر جب جمال صاحب نے اسے واپس نا جانے کا ہتھی فیصلہ سنایا تو ضاو یار
خاموش ہو گیا۔ اسکی خاموشی دیکھ ایمیل گڑ بڑا گئی۔ کچھ بھی ہو پر اب ضاو یار کا
وہاں رکنا وہ افورڈ نہیں کر سکتی تھی۔

چاچو شاید انھیں ضروری کام ہو گا اور اسی وجہ سے وہ مجبور ہیں اپکو منع بھی
نہیں کر پارہے اپ بھی سمجھیں نہ۔
ایمیل نے آخر کار اپنی چپہ توڑی۔

اسکی بات ضاو یار کے تب بدن میں آگ لگا گئی۔
ارے نہیں اب اتنی بھی کوئی مجبوری نہیں ہے کہ انکل اپ اتنی محبت اے
بول رہے ہیں اور میں منع کر دوں اور ویسے بھی ابھی میرا اتنا کوئی ضروری
کیس نہیں ہے اور میں اک ویک کے لیے آیا تھا تو میں یہاں رک جائوں گا۔

ضاویدار نے اپنی بات ختم کر کے ایمیل کی طرف مسکراہٹ اچھالی

پر اپکا سامان بھی نہیں ہے اسی لیے میں

ایمیل نے پھر سے احتجاج کیا

کوئی بات نہیں اپ کسی کو کال کر دینا وہ اپکا سارا سامان اپکو دینے کے لیے
آجائے گا

جمال صاحب نے کہتے ہی بات ختم کر دی

جی انکل جیسا اپ چاہیں اور میں بھی یہ گائوں دیکھنا چاہتا ہوں تو کچھ دنوں

کے لیے رک ہی جاتا ہوں

ضاویدار نے مسکراتے ہوئے کہا

ایمیل کو اب دن میں تارے نظر رہے تھے اس نے کتنا سوچا تھا کہ یہاں

آکر کچھ دنوں بعد وہ یہاں سے ہی ضاویدار سے طلاق کا مطالبہ کرے گی اور

اس سے الگ ہو جائے گی پر اب اسے اندازہ ہو رہا تھا کہ سب کچھ بہت

مشکل بلکہ ناممکن سا ہونے والا ہے

اپنی انگلیاں مروڑتی وہ ردا کے ساتھ اسکے کمرے میں چلی گئی کیونکہ اب
اسکے کمرے میں ضاویار تنکنے والا تھا

ضاویار جمال صاحب سے باتیں کر رہا تھا.. اسکی نگاہوں نے دور تک ایمیل کا
پیچھا کیا

.....

ہما کی آنکھ کھلی تو وہ ایک کمرے میں بند تھی۔ یہ کمرہ ہر طرح کی آسائش
رکھتا تھا۔ وائٹ پردوں سے روشنی چھن سے اندر آرہی تھی۔ پہلے تو اسے کچھ
سمجھ نہ آئی وہ غیب دماغی سے سارا کمرہ دیکھ رہی تھی۔ آہستہ آہستہ اسکا دماغ
بے دار ہونے لگا اور اسے اندازہ ہوا کہ کچھ دیر پہلے وہ کیڈنیپ ہوئی تھی
بس اس خیال کا آنا تھا کہ اسکی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئی
اب اسے شدت سے دائود صاحب کی یاد آرہی تھی
بابا کہاں ہوا پ۔ یا اللہ پلیز میرے بابا کو بھیج دیں

دل میں دعا کرتی وہ بس اپنے باپ کو یاد کر رہی تھی۔ اس نے دروازہ نہیں
پیٹا کیونکہ اسے اندازہ تھا کہ شاید وہ کڈ نیپر اب بھی یہی سوچ رہے ہیں کہ وہ
بے ہوش ہے اور ہوش آنے پہ وہ شور مچائے گی
اب اسے بھوک بھی محسوس ہو رہی تھی

کافی دیر بیٹھنے کے بعد وہ کھڑی ہفتی کمرے کا جائزہ لینے لگی۔ کمرے کی شان
شوکت دیکھ اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ یہ جو کوئی بھی ہے اسکے باپ کے جتنا ہی
امیر ہے پر ابھی اسکا دماغ مزید کچھ بھی نہیں سوچ پارہا تھا
اچانک کمرے کا دروازہ کھلا اور وہ کوئی آدمی کمرے میں داخل ہوا ہما اسکا
چہرہ سہی سے دیکھ نہیں پائی کیونکہ اس نے اپنے چہرے کو کور کیا ہوا تھا
کون؟؟ ہمانے ڈرتے ہوئے پوچھا

شمس نے دروازہ بند کیا اور ہلکے ہلکے قدم لیتا ایمل کی طرف آنے لگا
ہما کو لگا کہ یہ آدمی غلط ارادے سے اس کی طرف بڑھ رہا ہے اور ویسے بھی
وہ اتنا ڈر گئی تھی کہ اسے کچھ بھی سمجھ نہیں آ رہا تھا

دیکھو میرے قریب نہیں آنا تم۔ جانتے نہیں ہو کہ میں کون ہوں
ہمانے اسے دھمکی دی۔ اسکی اس حرکت پہ شمس چہرہ مسکرایا
وہ اب بھی اس کی طرف بڑھ رہا تھا اور ہما پیچھے کو قدم لیتی اب اور ڈر گئی
تھی۔

پلیز میرے ساتھ کچھ غلط مت کرنا پلیز اپ جو مانگو کے میں اپکو وہ سب
دلائوں گی پر پلیز کچھ غلط۔۔ اہہ۔۔۔ چھ۔۔ چھوڑ
اسکی بات مکمل نہیں ہوئی تھی جب شمس نے اسے بازو سے پکڑ کر کھینچا
وہ سیدھا شمس کے سینے سے جا لگی
اسکا سر شمس کے سینے سے جا لگا اور وہ قد اور عمر کے معاملے میں شمس سے
بہت ہی زیادہ چھوٹی تھی
اک بات بولوں گا مانو گی
شمس نے اسکے کان کے پاس جھکتے ہوئے کہا

ایمل اب مسلسل کانپ رہی تھی اور اسے لگا کہ شاید یہ آدمی کسی پیسے وغیرہ کی چاہ کر رہا ہے تبھی اس نے جلدی سے گردن کو ہلایا

اسکی حرکت پہ شمس کے ہونٹوں پہ مسکراہٹ آئی۔ پر اس نے ماسک پہنا ہوا تھا تبھی ایمل اس کی مسکراہٹ نہیں دیکھ پائی

چلو پھر تیار ہو جائو کچھ دیر تک ہمارا نکاح ہے۔ شمس نے اس کے سر پہ جیسے اک۔۔ بم پھوڑا

آپ ہوش میں تو ہیں میں آپ سے کبھی نکاح نہیں کروں گی آپ ہو کون نہ میں اپکو جانتی ہو اور آپ مجھے نکاح کا بول رہے ہیں

اپنے آنکھوں کو پتھر اکھولے وہ اسے سے اپنا آپ چڑاتی زور سے بولی میں اپنی بات دھراتا نہیں ہوں اور تمہیں میں آخری بار بول رہا ہوں کہ جلدی تیار ہو جائو کچھ دیر بعد ہمارا نکاح ہے

اسکی بات پی ہمانے غصے سے اسے دھکا دینا چاہا جب وہ خود ناکام ہو گئی۔ پلیز میں نے اپکا کیا بگاڑا ہے پلیز مجھے چھوڑ دو مجھے اپنے بابا کے پاس جانا ہے

ایمل نے روتے ہوئے کہا

بس ہما اب اپنی پاپا کرنے کی عمر ختم ہو گئی ہے اب پاپا کرنا بند کر دو

شمس نے اسکے بالوں کو کان کے پیچھے اڑسایا

پلیز دور رہو

ہمانے اسکا ہاتھ زور سے جھٹکا

آخری بار بول رہا ہوں کہ نکاح کے لیے خود کو تیار کرو

اس بار شمس خود پیچھے ہو گیا۔ اسنے ہما کو چھوڑا تو ہما اپنا بازو تھانے پیچھے ہو گئی

چاہے اپ جو بھی کر لیں یوں مجھے کڈنیپ کر کے منہ چھپا کر تم اٹوگے اور

میں تم سے شادی کر لوں گی

ہما کی بات پہ وہ واپس جاتا ہوا پھر سے اسکی طرف مڑا

سب سے پہلی بات کہ اج کے بعد اگر تمہارے منہ سے میں نے میرے

لیے تم سنا زبان کھینچ لوں گا اے دوسری بات اگر میرا چہرہ دیکھنا چاہتی ہو

تو دیکھ سکتی ہو

شمس نے بولتے ہی اپنے چہرے سے ماسک اتار اور ٹوپی کو بھی اتار کر بیڈ پہ پھینکا۔

تم۔ ہما کی تو آنکھیں باہر آ گئی

جی میں شمس نے مسکراتے ہوئے اپنے سینے پہ بازو باندھے۔ اور دوبارہ پھر سے تم نے مجھے تم بولا

انکل اپکو شرم نہیں آتی میں اپنی بیٹی کی عمر کی ہوں اور اپک مجھ سے شادی شش کیا بکو اس کر رہی ہو کون سی بیٹی۔ اب اتنی بچی نہ بنو اورے م بچی ہر گز نہیں ہو جلد ہی میں تمہیں اس چیز کا احساس دلا دوں گا

شمس نے غصے سے کہا۔ اسے واقعی ہما کی اس بات پہ غصہ آیا تھا

ہم مر بھی جائیں گی پر آپ سے نکاح نہیں کریں گے اور اپکو اپنے وقت پہ نکاح کر لینا چاہیے تھا اس عمر میں ا کے آپ کو شادی کا بھوت چڑھا ہے۔

شمس کو دیکھ ہما کو اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ؛ سے کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا تبھی وہ بے دھڑک بول گئی

اپنے وقت سے تمہارا کیا مطلب ہے ہاں

اگر ایسی بات ہے تو مطلب اب تمہارے بھائی دانیال کی عمر بھی نکل چکی

ہے ناں کیونکہ اب وہ بھی تقریباً میری عمر کا ہے

اسکی بات پہ ہمالا جواب ہو گئی پر وہ ہار کہاں ماننے والی تھی

جو بھی کوپر ہم تو آپ سے شادی نہیں کریں گے آپ کو اگر اتنا شوق ہے تو

کسی اور سے جانز کریں

ہمانے دانیال والی بات کا غصہ نکالنا چاہا

شافی تو تم سے ہی کروں گا اور بچے بھہ تم ہی دو گی مجھے

شمس کی بات پہ ہما گھڑ بڑائی

کچھ تو شرم کر لیں آپ۔ کس طرح آپ میرے ساتھ بے شرمیوں والی

باتیں کر رہے ہیں۔ گناہ ہو رہا ہے آپکو

اواچھا تو پھر ایسا کرتے ہیں کہ نکاح کر کے ہمارے ثواب میں بدل دیتے

ہیں۔

شمس نے مسکراتے ہوئے کہا

ہر گز نہیں۔ جو بھی مر لو نکاح میں کبھی بھی آپ سے نہیں کروں گی اور اگر
انتاز یادہ ہی مجبوری ہے تو آپ میرے بابا سے بات کیوں نہیں کرتے

ہمانے اسے اک بہترین مشورہ دیا

ہاں جیسے وہ اک بات مانگنے سے ہی دے دے گا.. شمس نے دل میں سوچا

تم سے فضول کے مشورے نہیں مانگے چپ کر کے تیار ہو جائو

اور اگر تم تیار نہیں ہوئی تو اپنے خاندان والوں کی موت کی ذمہ دار تم خود
ہو گی

شمس جانتا تھا یہ بات اس پہ اثر کرے گی

مجھے یہ فضول کی دھمکیاں نہ دیں میرے گھر والے اللہ کا شکر ہے سیکورٹی

میں ہیں۔ آپ انکا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے

ہمانے چیلنجنگ انداز سے کہا

جانتا تھا میں دائود چودھری کی بیٹی ہوا ایسے کیسے اتنی جلدی بات مان لو گی کچھ
نہ کچھ تو کرنا ہی تھا

اتنا بول کر شمس نے جیب سے اپنا فون نکالا اور کسی کو کال کرنے لگا
ہما سکی ایک ایک حرکت کو نوٹ کر رہی تھی۔ اچانک سامنے سے کسی نے
شمس کو ویڈیو کال کی تو شمس نے مسکراتے ہوئے وہ کال اٹھائی۔ سامنے کی
دانیال بیٹھا کسی سے فون پہ بات کر کے مسمرار ہا تھا اور اسکے سر پہ سیدھا کسی
نے نشانا تانا تھا

اس وقت دانیال کے گارڈز اس کے ساتھ موجود نہیں تھے
ہما نے جلدی سے شمس کے ہاتھوں سے فون کھینچا

یہ تو میرے بھائی ہیں پر یہ کون۔ پلجرز پلیرز میرے بھائی کے سر سے یہ نشانہ
ہٹاؤ اگر انے شوٹ کر دیا تو

ہما نے فکر مندی سے کہا کیونکہ وہ جانتی تھی کہ اگر گولی چل گئی تو اس کے
بعد اک سیکنڈ میں دانیال کی جان جاسکتی ہے

ارے تمہارا بھائی تو فل سکیورٹی میں ہے ناں تو میں تمہیں اسے مار رک
دکھاتا ہوں پھر تمہیں یقین آئے گا کہ شمس شاہ کتنی پاور رکھتا ہے
شمس نے مسکراتے ہوئے تنز کیا

پلیز دیکھیں میرے بھائی نے اپکا کیا بگاڑا ہے اپکو ہم سے کیا دشمنی ہے اپ
نے کتنی بار میرے بابا کے کام میں بھی دخل اندازی کی ہے پر اس بار تو اپ
حد پار نہ رہے ہیں

دیکھیں ہم ساری بات کرتے ہیں بس اپ پلیز میرے بھائی پہ نشانہ تانے
اس بندے کو ہٹائیں

ہما کو بالکل سمجھ نہیں لگ رہی تھی کہ وہ اس وقت کیا سوچے کیا قدم
اٹھائے

شمس نے فون کو دوبارہ اسکے سامنے لہرایا

سر کیا کرنا ہے بس آپکے حکم کی دیر ہے

فون سے کسی کی مردانہ آواز گونجی۔ اسکی بات پہ ہمانے شمس کو دیکھا

ارے فیاز رکو اب تمھاری ہونے والی بھابھی ہی ڈیسا بیڈ کرے گیکہ کیا کرنا ہے۔

تو ہاں مسز ٹوبی... بتائیں کیا کرنا ہے مار دوں تمھارے بھائی کو یا پھر نکاح کرو گی۔

شمسنے ہمارے کہا

ہماروتے ہوئے وہی بیٹھ گئی

اسکارونا شمس کو تکلیف دے رہا تھا پر اسے ہمیشہ ہمیشہ سے اپنا کرنے کے لیے یہ ضروری تھا

اک کام کرو فیاز تم دانیال کے دماغ کو آج اڑا ہی دو لگتا ہے بہن کو وہ اتنا پیارا نہیں ہے

شمسنے اس کے ساتھ بیڈ پہ بیٹھتے ہوئے کہا

اسکی بات پہ ہمارے دیکھا تو سکریں پہ ادھی بلکل دانیال کے سر کا نشانہ باندھے اب بلکل حرکت نہیں کر رہا تھا

نہیں پلیرا سے رو کو پلجڑ

ہمانے جلدی سے شمس کا بازو تھامتے ہوئے کہا

تو پھر بتاؤ نکاح کرو گی مجھ سے

شمس اب اسکی آنکھوں میں دیکھتا سوال کر ہا تھا جو آنسوؤں سے بھری ہوئی
تھی

اس کی بات پہ اک پل کو ہما خاموش ہو گئی اسنے بہت بارٹی وی پہ شمس کے
بارے میں سنا تھا کہ اس نے اتنے بندوں کو مروایا۔ کسی کا قتل کای کے جسم
کے کچھ حصے کاٹنے والی باتیں۔ اسے کوئی بھروسہ نہیں تھا

ٹھیک ہے میں آپ سے نکاح کروں گی پر آپ وعدہ کرو کے میرے گھر میں
سے کسی کو بھی کبھی کوئی نقصان نہیں پہنچائو گے

ہما کی بات پہ شاما کرایا

پکا وعدہ اسنے ہما کا ہاتھ پکڑ کر کہا

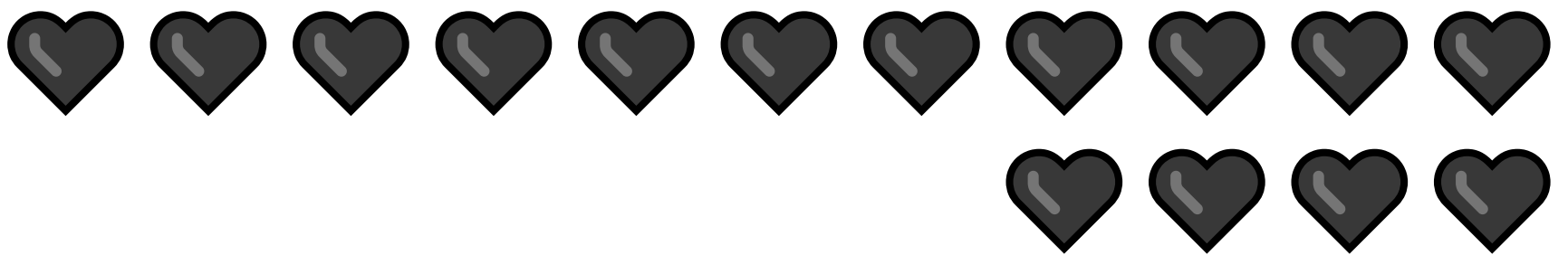
ہمانے غصے سے اپنا ہاتھ کھینچ لیا

شمس نکاح کی تیاریاں دیکھنے کے لیے کمرے سے باہر چلا گیا

ہما اب بیٹھی بس روئے جارہی تھی۔ نجانے اب کیا ہونا تھا۔ اسے اب اس بات کی فکر تھی کہ جب اس کے پاپا کو پتا چلنا تھا کہ انکی بیٹی نے انکے دشمن کے ساتھ نکاح کیا ہے تو وہ کتنا ہرٹ ہوں گے اور اس کے بعد انکے اور شمس کے بیچ حق جنگ چھڑنی تھی اسکا تو کسی کو اندازہ بھی نہیں تھا۔ اس نے فیصلہ کیا کہ وہ اتنی جلدی ہار نہیں مانے گی

اک بار پھر سے ہمت باندھتی وہ یہاں سے بھاگنے کے لیے کوئی راستہ ڈھونڈنے لگی

جبکہ باہر شمس مسکراتا ہوا اسے سوچ رہا تھا۔ نکاح کے تقریباً سارے انتظامات ہو گئے تھے



کیسی لگ رہی ہوں

کائنات نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔ نیوی اور سکن تنگ کے ملے جلے

شرارے اور شرٹ میں وہ بالکل جیسے کوئی پری لگ رہی تھی

اسنے آج ہلکا پھلکا میک اپ بھی کیا ہوا تھا۔ اور ظاہر سی بات تھی اگر وہ تیار

ہوئی تھیں تو دانیال کو دیکھنا تو لازمی تھا

۔ بالکل میری چھوٹی سی دلہن لگ رہی ہو

۔ دانیال نے مسکراتے ہوئے کہا

تھوری دیر پہلے ہی وہ اپنی ایک میٹنگ ختم کر کے آیا تھا۔ اسی میٹنگ میں ہی

فیاز نے اس پہ نشانہ تانا لواتھا اور شمس کو ویڈیو کال پہ دکھا رہا تھا

۔ اسکی بات پہ کائنات مسکرائی

میں نے تمھاری فلائٹ ڈن کر دی ہے جلدی سے پاکستان اُتو تاکہ تمھیں

اپنے سامنے دیکھ سکوں

۔ دانیال نے مسکراتے ہوئے کہا

اکے بھی کیا فائدہ جب آپ نے ابھی تک اپنے ماما بابا سے ہمارے بارے میں کوئی بات نہیں کی۔ کائنات کی بات پہ دانیال خاموش ہو گیا

بے فکر رہو میں ایک دو دن تک بابا سے بات کرنے والا ہوں۔ دانیال نے اسے حوصلہ دیا

دانیال اچکھو لگتا ہے کہ وہ مان جائیں گے۔ اور مجھے تو ابھی بھائی سے بھی بات کرنی ہے نا جانے انکا کیار یکشن ہو گا۔ مجھے تو نہیں لگتا کہ بھائی ہماری شادی کے لیے مانیں گے

کائنات نے ادا سی سے کہا

میری جان آپ کیوں فکر کر رہی ہیں ہوں نا یہ سب سنبھالنے کے لیے اور اگر تمہارے لیے تمہارے بھائی کے پاؤں بھی پکڑنے پڑے تو پکڑوں گا

دانیال نے ہنستے ہوئے کہا

دانیال سیر بس ہو جائیں یہ ہماری زندگی کی بات ہو رہی ہے اور مجھے نہیں پتا
میں نے بس اپ سے شادی کرنی ہے اب یہ ہے کیسے سب کو منانا ہے کیا
کرنا ہے یہ سب اپ سوچو

کائنات کی بات یہ دانیال نے اثبات میں سر ہلایا

وہ دونوں اس وقت ویڈیو کال پہ بات کر رہے تھے

اس دن میرا موڈ خراب تھا۔ اک ویٹر نے میرے سارے کپڑوں پہ جو س

گرا دیا تھا تو میں اپکی بات سن نہیں پائی پر اپ کچھ بات کر رہے تھے

کائنات کو کچھ دن پہلے کا وہ سین یاد آیا

ہاں وہ بس ایسے ہی بابا نے مجھ سے شادی کی بات کی تھی

اسکی بات پہ کائنات حیران ہوئی

تو اپنے کیا بولا۔ دانی اپنے پاپا پتا نہیں کسی دن میری جان لے لیں گے۔ اس

بار تو کسی لڑکی کی پک نہیں لائی ناں

کائنات نے فکر مندی سے کہا

اس کی فکر پہ دانیال مسکرایا

نہیں یار بس بول رہے تھے کہ عمر جا رہی ہے جلدی کرو کوئی لڑکی پسند کرو
اب انھیں کون بتائے کہ لڑکی تو دو سال سے پسند ہے بس وہ لڑکی مجھے
روکے ہوئے ہے ورنہ میں کب کا اسکے بارے میں اپ سب کو بتا دیتا اور
کسی نہ کامی طرح اسکے بھائی کے کان میں بھی بات ڈال دیتا

دانیال کی بات پہ کائنات نے اسے گھورا

ہاں تو پپ سیٹ ہو گئے ہیں لائف میں پر میری تو ابھی پڑھائی رہتی ہے ناں
اور اپنی وجہ اے ابھی واپس آرہی ہوں ورنہ ابھی میرا یہی یونی میں ایڈمیشن
لینے کا پلان تھا

کائنات کی بات پہ دانیال نے اسے گھورا

اب میرا دماغ نہ خراب کرنا یہ دو سال بھی تمھیں میں نے خود سے بہت
دور رکھا ہے اور اتنا پڑھ پڑھ کر کیا کرو گی

تمھاری وجہ سے میں اتنا لیٹ شادی کر رہا ہوں اور تم ہو کہ یونی میں
ایڈمیشن لینا ہے اب کیا بڈھا ہو کر شادی کروں گا اور ہمارے بچے مجھے ہر
روز خواب میں بولتے ہیں کہ ماما کا تو کوئی پلین نہیں ہمیں اس دنیا میں لانے
کا اپ ہی کچھ سوچو۔

دانیال کی بات پہ کمرے میں کائنات کا قہقہہ گونجا
اسے ہنستا دیکھ دانیال بھی ہنسا۔ وہ لڑکی اسکی رگوں میں بسے خون سے بھی
زیادہ اس کے لیے ضروری تھی۔ اسکی پہلی اور آخری محبت۔ اسکی کل
کائنات۔ اسے ہنستا دیکھ دانیال کو بہت سکون ملتا تھا
دانیال بس جلدی سے اسے اپنا بنانا چاہتا تھا

اچھا سنو اچھے سے حجاب کر کے جانا مجھے سننے میں آیا ہے کہ تم نے بکت بار
چادر سر پہ نہیں رکھی اور اب تمھیں اس کی کو یہ معافی نہیں ملنی
اج کے بعد بغیر حجاب کے بالکل نہیں نکلنا
دانیال نے سختی سے وارن کیا

او کے جی جیسا آپ چاہیں

کائنات نے اسکی بات کا برا نہیں منایا تھا۔ اسے ماڈرن لڑکیوں کی طرح رہنا
اچھا لگتا تھا پر دانیال اسکی زندگی کا وہ انسان تھا جو اسکی ہر شوق ہر ضرورت
سے پہلے تھا

اس نے کبھی بھی دانیال کے علاوہ کسی کو نہیں سوچا وہ اسکی کچی عمر کی محبت
تھا جو اسکے پورے دل پہ مضبوطی سے اپنی جڑیں گاڑ چکا تھا

کائنات نے اسکی حجاب والی بات کا برا نہیں منایا تھا وہ ان لڑکیوں جیسی نہیں
تھی جاے یہ سوچ آئے کہ وہ مجھ سے میری آزادی چھین رہا ہے مجھ پہ
حکم چلا رہا ہے یا وہ چھوٹی سوچ کا یہ بلکہ وہ ان ہدایات کے پیچھے چھپی اسکی
فکر کو دیکھ رہی تھی

مجھ پہ نظر رکھوائی ہوئی ہے؟؟

کائنات نے آنکھیں سیکڑتے ہوئے کہا

دانیال مسکرایا۔ کیا کروں یا رہے بے بس ہوں۔ اور تمہارے علاوہ دل
نہیں لگتا کای چیز میں

دانیال نے بے بسی سے کہا

کائنات مسکرائی

اچانک دروازہ ناک ہوا

کم ان

دانیال نے بلند آواز سے کہا اور فون کو ہلکا سا جھکا دیا

رفیان کمرے میں داخل ہوا

سراپکی میٹنگ ہے کب سے اپکا ویٹ کیا جا رہا ہے

رفیان کی بات پہ دانیال کو یاد آیا کہ آج تو اسکی ایک ضروری میٹنگ تھی

اچھا اپ جائو میں ابھی آتا ہوں

دانیال نے اسے واپس جانے کا بولا تو وہ سر جھکاتا واپس چلا گیا

اشھا جائیں اپنی میٹنگ دیکھ لیں ہم ہھر بات کرتے ہیں۔ کائنات کی بات پہ
دانیال نے سر اثبات میں ہلایا

ٹھیک ہے تم بھی اپنی دوستوں کے ساتھ جائو اور میں میٹنگ سے فری ہو کر
بات کرتا ہوں تم سے

دانیال نے کہتے ہی سکریں پہ اک کس کی
کائنات نے ہنستے ہوئے فون بند کر دیا

دانیال بھی مسکراتا اپنی فائل لیتا کین سے باہر چلا گیا

دانیال اور کائنات کی ملاقات دو سال پہلے ایک بزنس پارٹی میں ہوئی تھی
وہ لڑکی پہلی نظر میں دانیال کو پسند آگئی تھی۔ کائنات اس وقت کافی چھوٹی
دیکھتی تھی۔ کائنات شمس کے ساتھ اس پارٹی میں آئی تھی پر جب وہ بور

ہونے لگی تو اک کارنر پہ بیٹھ گئی وہی وہ دانیال کو پسند آئی
دانیال اسکے پاس آیا اور کچھ باتوں کے بعد کائنات کو وہ
بہت چھپھورا لگا پر جلد
ہی اسکی رائے دانیال کو لے کر بدل گئی

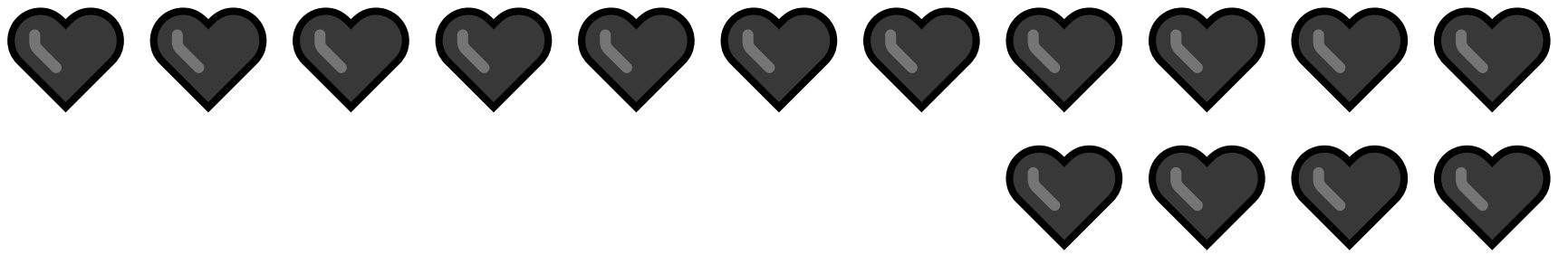
پھر دانیال نے اس نمبر نا جانے کیسے حاصل کیا اور باتیں ہوتی ہوتی محبت کا رنگ بہت لگرا ہو گیا۔ جب دانیال کو پتا چلا کہ وہ شمس کی بہن ہے تب اک پل کو اسکی امید ٹوٹی پر وہ اب پیچھے نہیں ہٹ سکتا تھا

کائنات بھی سب جانتی تھی پر وہی بات محبت میں اب ان دونوں میں سے کوئی ایک بھی پیچھے ہٹ نہیں سکتا تھا

دانیال نے شمس سے بات کرنے کا سوچا ہر اسے کائنات نے منع کر دیا کہ ابھی ویسے بھی اسکے بھائی نے اسکا رشتہ نہیں دینا تھا کیونکہ وہ بس سولہ سال کی تھی تب اس نے دانیال سے دو سال کا وقت مانگا اور پڑھنے کے لیے امریکہ چلی گئی۔ دانیال نے اسکے دور جانے پہ بہت اعتراض کیا پر کائنات کی زد کے سامنے اسے ماننا پڑا

کہی نہ کہی کائنات اسے اپنی اہمیت کا اندازہ بھی لگوانا چاہتی تھی۔ اس کے دل میں خیال اتنا کہ ایسا نہ ہو کہ کبھی شمس ان دونوں کو ساتھ دیکھے اور دانیال کو کوئی نقصان پہنچا دے

انہی سب باتوں کی وجہ سے وہ باہر چلی گئی اور اب اسکی دوساک بعد واپسی
تھی۔



ضاو یار کھانا کھانے کے بعد بستر پہ سویا ہوا تھا۔ اب اسے اس موقع کی
تلاش تھی جب اسے ایمیل اکیلے میں ملتی اور وہ اسکی عقل کو ٹھکانے لگاتا
دوسری طرف ایمیل ردا کے ساتھ سوئے بس ضاو یار کے بارے میں سوچ
رہی تھی۔ نا جانے اب ضاو یار اس کے ساتھ کیا کرنے والا تھا کیونکہ اسے
اندازہ تھا کہ اگر ضاو یار یہاں رکا ہے تو ضرور وہ اسے اس اب کے بارے
میں باز پرس کرے گا۔ اک تو جگہ بدلنے کی وجہ سے بالکل نیند نہیں آرہی
تھی۔ اوپر سے اندھیرا بھی کافی گہرا تھا یا پھر اسے لگ رہا تھا

کافی دیر جاگنے کے بعد اچانک اسے اپنے ہاتھوں پہ کسی دوسرے کے ہاتھ
محسوس ہوا۔

وہ اس لمس کو کبھی بھی نہیں بھول سکتی تھی یہ ضاویار تھا

بس اتنا محسوس ہونا تھا کہ اسکا منہ کھل گیا اس سے پہلے کہ وہ چیختی ضاویار
نے جلدی سے اسکے ہونٹوں کو اپنے ہونٹوں میں لیا اور اتنی زور سے اسکا
منہ بند کیا کہ ایمیل کے منہ سے سابس تک نہیں نکلی چیخ نے کیا خاک نکلنا
تھا۔ ضاویار اسکے پورے جسم پہ لیٹ گیا

ضاویار کا وزن برداشت کرنا ایمیل کے لیے کافی مشکل تھا

یہ سب ایسے ہوا کہ پاس سوئی ردا کو زہ تک محسوس نہیں ہوا
ایمل خود کو چھڑانے کی پوری کوشش کر رہی تھی۔ پورا جسم ضاویار کے
نیچے دبا تھا جسے وہ ہلاتک نہیں اکتی تھی اور ہونٹ تو جیسے سل چکے تھے۔
ضاویار اسکے منہ کو ازادی بخشتا اسکے ہونٹوں کی نرماہٹ محسوس کرنے لگا
اس اے پہلے کہ ایمیل کچھ بقلتی ضاویار نے اسکی کان کے پاس سرگوشی کی
کچھ بھی بولنے سے پہلے سوچ لینا کہ یہ تمہارے چچا کا گھر ہے اور یہاں پہ
اگر وہ سب اس وقت ہمیں اس حال میں دیکھیں گے تو مجھے تو کوئی مسئلہ

نہیں ہے پر تم خود اپنا سوچ لو۔ ضاویار نے بولتے ہی پھر سے اسکے لبوں کو
. چومنا شروع کیا

ایمل جانتی تھی ضاویار کو تو کوئی فرق نہیں پڑنا تھا پر قہ سب کو کیا جواب
دیتی اور اگر اس نے زرہ سا بھی شور یا چوں چراں کی تو رد ابھی پاس سوئی
تھی .

. ضاویار کے لمس میں اتنی محبت اور نرمی تھی کہ ایمل بھی بہکنے لگی
وہ بھی اب ضاویار کا کچھ کچھ ساتھ دے رہی تھی . وہ بھول چکی تھی کہ وہ
کیوں یہاں آئی تھی اسے بس اسکا ضاویار چاہیے تھے اور شاید اسکے لیے
اب یہ ممکن بھی نہیں تھا کہ وہ ضاویار کو چھوڑ دیتی . وہ بس اس وقت ہر
سوچ سے آزاد ہو کر ضاویار کو سوچنا چاہتی تھی

اسکی اس حرکت پہ ضاویار تھوڑا حیران ہوا پر ایمل کی یہ حرکت اسے سکون
. پہنچا رہی تھی

. دونوں اک دوسرے میں محو تھے

اچانک ایمیل کو ضاویار کا ہاتھ اپنے اپنے پہ محسوس ہوا تو وہ جیسے ہوش میں
آئی۔

جیسے اسکے دماغ نے ابھی کام کرنا شروع کیا پھٹاے آنکھیں کھولتی وہ
ضاویار کو روکنے لگی۔

اسے مزاحمت کرتا دیکھ ضاویار کو غصہ آنے لگا۔ کیا مسئلہ ہے؟؟
ضاویار نے غصے سے کہا

ضاویار وہ رد اپلی۔ پلیز جابی۔ بجائیے

کانپتے ہوئے وہ اسے خود پر سے ہٹانے لگی

ضاویار نے اسکے گالوں کو زور سے پکڑا پر اسے روتا دیکھ وہ خود پہ قابو ہاتا غصے
اے وہاں سے اٹھ گیا

ان دونوں کو سمجھ نہیں لگی تھی کہ یہ اچانک ان کے بیچ کیا کیسے ہو گیا

کچھ ہی سیکنڈز میں ضاویار کمرے سے غائب ہو گیا

پیچھے ایمیل اپنے ہونٹوں پہ اب بھی اسکا لمس محسوس کر رہی تھی

آنکھوں سے اب بھی انسو بہ رہے تھے۔ اک شرم سے اسکا سر جھکے جا رہا تھا کہ وہ کیسے بہک گئی اور اب کچھ سمجھ نہیں لگ رہی تھی کبھی ضاویا ایسا ہو جاتا اور کبھی ایسا جیسے اس سے اسکا کوئی تعلق ہی نہیں ہے۔
دونوں کی رات آنکھوں میں کٹنی تھی

دائود صاحب اور زلیخا بیگم کمرے میں بیٹھے کچھ باتیں کر رہے تھے جب اک ملازم بھاگتا ہوا کمرے میں داخل ہوا۔
اس کی اس حرکت پہ دائود صاحب کے چہرے پہ ناگواری چھا گئی۔
تمیز نام کی چیز ہے تم۔ میں۔ یہ کیا طریقہ ہے کسی کے کمرے میں گھسنے کا۔
دائود صاحب نے غصے سے کہا۔

سر۔۔ سر وہ جن گارڈز کے ساتھ ہما بی بی گئی تھی وہ گارڈز خمی ہو چکے ہیں اور ہما بی بی کو کسی نے اغوا کر دیا ہے۔

وہ ملازم کافی بزرگ تھا تبھی ہانپتا ہانپتا ساری بات بول گیا

اسکی بات پہ دائود صاحب کو اک پل حیرانی ہوئی دوسری ہی پل انکے چہرے
پہ فکر مندی او قرغصے کے تاثرات تھے

زلیخا بیگم کا ہاتھ سیدھا اپنے منہ پہ چلا گیا۔ ہما کا اغوا ہونا کوئی چھوٹی بات ہر گز
نہیں تھی۔ یہ آپ کیا بول رہے ہو یہ سب اپکو کس نے بولا

زلیخا بیگم نے جلدی سے اس ملازم سے پوچھا

وہ بی بی جی ابھی انھی گارڈز میں سے کسی اک کی کال آئی تھی گارڈ کے ہیڈ کو
انھوں نے اپکو بتانے کا بولا ہے اور خود تقریباً سات آٹھ گارڈز ہما بی بی کو
ڈھونڈنے نکلے ہیں اور باقی جے کچھ گارڈز ان زخمی گارڈز کے پاس گئے ہیں
اسکی بات ختم ہونے پہ دائود صاحب بھاگتے ہوئے کمرے سے باہر نکل
گئے۔

ان کے پیچھے ملازم بھی بھاگا۔ جبکہ زلیخا بیگم وہی صوفے پہ ڈھ گئی نا جانے
کون تھا جو انکی بیٹی کو لے گیا انکے فل میں ہما کو لے کر بہت غلط خیالات
رہے تھے۔

روتے ہوئے وہ بس اسکی سلامتی کی دعا کر رہی تھی
دانو د صاحب نیچے آئے تو جلدی سے کچھ گارڈز کو لے کر ہما کا پتا کرنے نکل
گئے۔

گاڑی میں بیٹھے وہ ہما کو لے کر بہت فکر مبد تھے۔ جس چیز کا ڈر تھا وہی ہوا وہ
جانتے تھے کہ ان کے بیٹے ہر مشکل کو فیس کر سکتے ہیں پر ان کی بیٹی کوئی
مشکل برداشت نہیں کر سکتی تھی۔

جلدی گاڑی بگاڑو کیا مرے مرے ہاتھوں سے گاڑی چلا رہے ہو
غصے سے وہ گاڑی ڈرائیو کرتے ڈرائیو پرہ گرجے۔ جی۔ سر
وہ گارڈ خود بہت ڈر گیا تھا۔

دانو د صاحب نے سب سے پہلے دانیال کو کال کی تھی

دانیال اس وقت اپنی میٹنگ اٹینڈ کر رہا تھا۔ فون بجے وائبریٹ ہونے پہ اس نے ہلکی سی نگاہ دوڑائی تو اس کے بابا کی کال تھی۔ دائود صاحب کی کال وہ کبھی بھی اگنور نہیں کرتا تھا۔

سب سے ایکسکیوز کرتا وہ اپنا فون اٹھائے ہال کی اک سائیڈ پہ اگیا۔
جی بابا

کال اٹھاتے ہی اس نے یہ الفاظ ادا کیے

بیٹا کدھر ہو تم؟؟

کیا ہوا بابا سب خیریت تو ہے ناں

دائود صاحب کی آواز میں موجود پریشانی وہ بھاپ گیا تھا

دانیال بیٹا بہت بڑا مسئلہ ہو گیا ہے ہما کو کسی نے کڈنیپ کر لیا ہے۔ وہ کچھ دیر

پہلے گارڈ کے ساتھ شاپنگ پہ گئی تھی پر راستے میں کسی نے ان پہ حملہ کر دیا

گارڈ زاب زخمی ہو گئے اور ہما کا کوئی پتا نہیں اسے وہ کڈنیپراپنے ساتھ لے

کر چکے گئے۔

دائود صاحب نے ساری بات دانیال کو بتادی

دانیال کی تو سمجھو کسی نے جان نکال دی ہو

اس کی پیاری بہن کو کسی نے اغواہ کر لیا

بابا آپ کدھر ہو اس وقت میں ابھی وہاں پہنچتا ہوں

دانیال نے جلدی سے کہا اور بنا کسی کو بتائے وہاں سے ہی بھاگتا ہوا باہر نکل آیا۔

بیٹا میں لوکیشن آن کر رہا ہوں جلدی اس جگہ پہنچو

دائود صاحب نے اتنا بول کر کال کاٹ دی

دانیال بھاگتا ہوا پارکنگ میں آیا اور گاڑی کو سٹارٹ کرتا دائود صاحب کی

لوکیشن دیکھتا زن سے گاڑی بھگا کے گیا

راستے میں وہ اپنے اک دو ایجنسیوں کت دوستوں کو کال کرتا انھیں ہما کو

ڈھونڈنے کے کام میں لگا چکا تھا



شمس کمرے میں آیا تو دیکھا کہ ہمارے کمرے میں موجود نہیں ہے۔ اسے لگا کہ
شاید وہ واش روم گئی ہو اور ہر نظر دوڑائی تو دروازہ ہلکا سا کھلا ہوا تھا
شمس بھاگتا ہوا دروازے کے پاس گیا تو اندر کوئی بھی شخص موجود نہیں تھا
اور اس کمرے کے ساتھ کوئی ڈریسنگ روم بھی اٹیچ نہیں تھا
شمس نے غصے سے واش روم کے دروازے پہ ہاتھ مارا
یہ اچھا نہیں کیا تم۔ نے اب دیکھو اسکا انجام
شمس پاس موجود کھڑی کے پہ گیا نیچے جہان کا تو میڈم نے اک لمبی سی چادر
کے ساتھ ناجانے کتنی ساری چادروں کو باندھے نیچے اتر رہی ہیں۔ اسے
وہاں سے اترتا فیکھ شمس مسکرایا
ہمارے نہیں دیکھ سکی کیونکہ وہ بس نیچے دیکھتی چھوٹے چھوٹے سہاروں پہ
پائوں رکھتی نیچے اتر رہی تھی

شکر تھا کہ وہ ابھی گھر سے باہر نہیں گئی تھی اسے لگا کہ شاید وہ گھر کی حدود
سے باہر نکل چکی ہے پر اسے وہاں سے نیچے اترتا دیکھ وہ گہرا مسکرایا
اب دیکھو کیا ہوتا ہے تمہارے ساتھ
شمس بولتا کمرے سے باہر نکل گیا
موسیٰ.. موسیٰ

باکر نکل کر وہ لائونج میں کھڑا موسیٰ کو آوازیں دے رہا تھا
کیا ہوا سر سب خیریت تو ہے ناں
ہاں خیریت ہی ہے یہ بتاؤ ٹائیگر کدھر ہے
شمس نے سگریٹ کا گہرا کش لیتے ہوئے پوچھا
سر وہ تو اپنے پنجرے میں ہے اپ اسے اس وقت کیوں یاد کر رہے ہو
خیریت تو یہ ناں

ٹائیگر شمس کا سب سے خاص اور ٹرین کتا تھا۔ کالے رنگ کا بڑے سے منہ
والا وہ کتا کسی خاص نسل کا تھا

ہاں خیریت ہی ہے ایسا کروٹا ئیگر کو کے کر جلدی سے باہر گارڈن میں اجائو

اتنا بول کر شمس سگریٹ پیتا ہوا ہی باہر نکل گیا

اسکی بات پہ موسیٰ ٹائیگر کو لینے چلا گیا

شمس دور سے کھڑا ہو کر ہما کا تماشا دیکھ رہا تھا جہاں وہ تقریباً نیچے پہنچ چکی
تھی۔ یہ طرف گھر کے بالکل دائیں جانب تھی تبھی کسی بھی ملازم یا کسی اور
کا دھیان نہیں گیا

شمس نے دیکھا تو موسیٰ ٹائیگر کو لیے آ رہا تھا اس کے ہاتھ میں وہ زنجیر تھی
جس سے ٹائیگر بندھا ہوا تھا

ٹائیگر تیزی سے شمس کی جانب بھاگ رہا تھا۔ اسکے پاس آتا وہ اسے پاؤں کو
چاٹنے لگا

شمس نے جھکتے ہوئے اسکی کمر پہ ہاتھ پھیرا۔ کیسے ہو ٹائیگر؟؟؟

شمس کے سوال پہ وہ بھائو بھائو کرنے لگا جیسے وہ اسے جواب دینا چاہتا ہے

اچھا وہ سامنے لڑکی نظر آرہی ہے ناں اسے ایسا ڈرائو کے اس کی اگلی سات
نسلیں بھی یاد رکھیں پردھیان سے اسے نقصان نہ پہنچانا کیونکہ وہ تمھاری
... مالکن ہیں اوکے

شمس نے کچھ بات کر کے اس سے کنفرم کرنا چاہا
کتاب بھی اس کے اگے پیچھے گھومتا بھائو بھائو کر رہا تھا
دیس لائک آگڈوگ... ناؤگو۔ شمس کا اتنا بولنا تھا ٹائیگر ہما کی طرف
بھاگ گیا۔

سریہ کیا وہ بہت ڈر جائے گی۔ موسیٰ جو کب سے سب سن رہا تھا اب اسے ہما
کی فکر ہونے لگی

تم اپنے کام سے کام رکھو۔ جانتے ہوناں میرے معاملات میں بولنے والا۔
مجھے ہر گز پسند نہیں خاص کروہ جو میری کوئی بات رد کر دیں
شمس کا اشارہ ہما کی کڈنیپنگ والی بات پہ تھا

اسکی بات پی موسی چپ ہو گیا کیونکہ وہ جانتا تھا شمس کا موڈ خراب ہو گیا تو
. پھر بہت مسئلہ ہو جائے گا

اب وہ دونوں کھڑے ٹائیگر کی طرف دیکھ رہے تھے کیونکہ انکے اور ٹائیگر
کے بیچ کافی فاصلہ تھا

ہما اب کافی خوش تھی کیونکہ وہ نیچے پہنچنے والی تھی۔ ابھی وہ بالکل آخر میں ہی
تھی جب سامنے سے اک کتابھو کتا ہوا آیا

ہمانے دیکھا تو کتے کے پیچھے شمس اور داتھا اک نوجوان کھڑے اسے ہی دیکھ
رہے تھے اور کتے کا منہ اتنا بڑا تھا کہ اک وقت میں وہ اسے کھا جاتا (خیر ایسا
تو وہ سوچ رہی تھی)

کتاب اس کے بالکل نیچے کھڑا بھونک رہا تھا اور ہما اب زور زور سے چیخ رہی
تھی کیونکہ اسے واقعی کتوں سے بہت ڈر لگتا تھا
۔ بچاؤ پلیز کوئی بچاؤ... کتا پلیز کوئی مجھے بچاؤ

شمس کی طرف مڑھ کر وہ اونچی اونچی آواز میں چیخ رہی تھی۔ کتاب اور زور سے بھونک رہا تھا۔ ہما کا ہاتھ اب چھوٹ رہا تھا اور وہ زیادہ دیر اس کپڑے کے ساتھ لٹکی نہیں رہ سکتی تھی۔ شمس کا گھر کی بناوٹ ایسی تھی جس سے اسے اترنے میں بالکل کوئی مسئلہ نہیں ہوا وہ آسانی اتر رہی تھی پر اب وہاں اسی کے ساتھ لٹکے رہنا اس کے لیے بہت مشکل ہو رہا تھا

ٹائیگر اب جیسے اسے نیچے کھینچنا چاہ رہا تھا واک اسکے بالکل نیچے کھڑا اوپر کو اچھل رہا تھا اور ہما کا ہاتھ بالکل چھوٹنے والا تھا۔ پلیز شمس مجھے بچائیں پلیز پلیز مجھے معاف کر دیں یہ مجھے کھانے والا ہے پلیز۔ اپ میری مدد کرو

شمس کی طرف دیکھتی وہ اونچی آواز میں بولنے لگی۔ اس کی آواز میں گھبراہٹ خوف کے ساتھ بے بسی بھی تھی

اسے یوں دیکھ موسیٰ واپس اندر کی طرف چلا گیا اور شمس اب بھی اسے دیکھ رہا تھا۔

ٹائیگر واقعی بس اسے ڈرا رہا تھا ورنہ افر وہ چاہتا تو صرف ایک ہائی جمپ سے وہ اس تک پہنچ سکتا تھا کیونکہ اسے بہت خاص ٹریننگ دی گئی تھی پر واقعی وہ شمس کی بات کو بہت اچھے سے سمجھ چکا تھا۔ اہہہ

اک زوردار چیخ کے ساتھ ہمانچے گری۔ درد کی ایک تیز لہر اسے اپنے بدن میں سراہیت کرتی ہوئی محسوس ہوئی پر اس نے اٹھنا چاہتا کہ اس کتے سے بھاگ سکے پر ٹائیگر اس پہ حملہ کرنے لگا۔

ٹائیگر.... اچانک شمس کی آواز پہ ٹائیگر بھاگتا ہوا شمس کے پاس گیا اور اسکے جوتوں پہ اپنے ہاتھ مارتا جیسے اسکے ساتھ کھیلنے لگا۔

ہما اٹھی اسکی آنکھیں بے بسی اور زلت کے آنسوؤں سے بھری ہوئی تھی۔ دیکھو اگر تم۔ میری باے ان لیتی تو ایسا بالکل بھی نہیں ہوتا۔

شمانے اسے خود کو دیکھتا پا کر کہا۔ شمس ما کر رہا تھا۔

نفرت کرتی ہوں میں تم سے۔ اس قدر انا بھری ہے تم۔ میں کہ یوں بے بس کیا تم نے مجھے۔

اتنا بول کر ہماروتی ہوئی اندر بھاگ گئی

اسکی بات پہ شمس کی مسکراہٹ کئی غائب ہو گئی۔ اسے اندازہ ہوا تھا کہ وہ

اسے بہت زیادہ تکلیف پہنچا چکا ہے

شمس اندر آیا تو نکاح کے لیے سب تیار تھے۔ سامنے صوفے پہ نظر پڑی تو ہما

لال رنگ کا دوپٹہ اوڑھے بیٹھی تھی

اسے اندازہ نہیں ہوا کہ شاید وہ رورہی ہے یا نہیں۔ وہ اس کے ساتھ ہی بیٹھ

گیا۔

کچھ دیر تک نکاح شروع ہوا

سب سے پہلے ہما سے اسکی رضامندی پوچھی گئی تو اس نے بغیر کوئی ڈرامہ

کیے خود کو شمس کے حوالے کر دیا

اسکے یوں ماننے پہ شمس حیران ہوا پر وہ اب خوش بھی تھا۔ پھر شمس سے

رضامندی پوچھی گئی اس کی طرف سے بھی مثبت جواب پہ دونوں نے

دستخط کیے اور پھر قاضی صاحب نے ایک لمبی چوڑی دعا شروع کر دی

دعا کے بادہر طرف مبارک باد کا دور چلا۔ ہما کو شمس کی خاص ملازمہ اسکے
کمرے میں لے گئی جبکہ شمس اب اپنے بندوں کے ساتھ موجود کوئی
ضروری بات کر رہا تھا

اسکی نگاہوں نے دور تک ملازمہ کے ساتھ چلتی ہما کا پیچھا کیا تھا۔ وہ جانتا تھا
کہ وہ ہما کو بہت تکلیف سے چکا تھا۔ اب تو ویسے بھی کافی رات ہونے والی
تھی۔



سلطان کافی دیر تک حوریہ کے پاس بیٹھا اسے دیکھ رہا تھا۔ وہ آج آفس بھی
نہیں گیا تھا۔ بس یوں سمجھو کے کل کے دن کی ایسی تھکاوٹ تھی کہ اگلے دو
دن مزید وہ جانے کا ارادہ نہیں رکھتا تھا

حوریہ اسکے لیے اور اپنے لیے چائے بنانے گئی ہوئی تھی۔ صبح سے سلطان
اسی کے پاس تھا اور اس کا ہر طرح سے خیال رکھتا تھا

ایسا لگتا ہی نہیں تھا کہ ان کے درمیان کل کوئی تلخ کلامی ہوئی ہے
اب تو تقریباً رات ہونے والی تھی دن کا کھانا بگی انھوں نے اکٹھے ہی کھایا
تھا۔

سلطان کمرے میں بیٹھا اپنی پستول صاف کر رہا تھا جب حوریہ کچن میں
چائے کے ابال کا انتظار کر رہی تھی۔ وہ چولہے کے سامنے کھڑی مسکرا رہی
تھی۔

ارے کیا بات ہے کس بات پہ اتنا مسکرا رہی ہو

پاس کھڑی ملازمہ نے جو کب سے اسے نوٹ کر رہی تھی آخر بول ہی پڑی
نہیں تو ایسا تو کچھ بھی نہیں ہے۔ حوریہ نے ایک دم سے ڈرتے ہوئے کہا۔

اسے لگا کہ شاید اس کے دل میں بسے سلطان کو جیسے وہ دیکھ گئی ہے

ارے مجھ سے اتنا کیوں شر مار رہی ہو شر مانو پر سر کے سامنے

ملازمہ نے ہنستے ہوئے کہا تو حوریہ بھی مسکرائی

سر اپ سے بکت محبت کرتے ہیں اپکو پتا ہے انھوں نے کبھی خود سے ایک کام بھی نہیں کیا پر آپکے لیے کتنی بار وہ چائے خود بنا کر لے کر جاتے ہیں۔

اپ سچ میں بکت قسمت والی ہیں

۔ ملازمہ کو اسکی قسمت پہ رشک آیا

جی سہی کہا اپنے.. اللہ تعالیٰ نے ہمیں ہماری سوچ کے ہزار گنا بہتر ہمسفر دیا ہے۔

۔ حوریہ نے شرماتے ہوئے کہا

ہم جانتے ہیں کہ وہ ہم سے بکت محبت کرتے ہیں وہ کبھی ہمارا بھروسہ نہیں توڑیں گے

آنٹی اپکو پتا ہے ہم نے ناں ناول بھی پڑے ہیں اور اس میں ایک رائیٹر تھی جو کہتی تھی کہ..... "عام سی لڑکیوں کے لیے شہزادے نہیں آتے"....
پر دیکھیے وہ کتنا غلط کہتی تھی۔ میں کتنی عام سی ہوں پر میرے لیے میرا

شہزادہ آیا ہے اور وہ شہزادہ مجھ سے کتنی محبت کرتا ہے۔ حوریہ نے چائے کو
کیوں میں انڈھلا

اسکی بات پہ ملازمہ مسکرائی

بے شک اس بات میں کوئی شک نہیں ہے۔ اللہ آپ دونوں کو خوش رکھے
ملازمہ کی بات پہ آمین کہتیوہ کمرے میں آگئی۔ سلطان جی آپکی چائے
سلطان کو پستول صاف کرتا دیکھ؛ سکی چائے وہ ٹیبل پر ہی کے کر آگئی
تھینک یو میری جان

سلطان نے اسے جھجھے دیکھ اسکے گالوں پہ بوسہ دیتے ہوئے کہا
اسکی حرکت پہ حوریہ کے گال لال ہوئے

کیا یار اب بھی تمہیں زرا سا چومو تم لال ہو جاتی ہو
سلطان نے ہنستے ہوئے کہا

حوریہ اسکے سامنے خاموشی سے بیٹھ گئی
میری بات کا جواب نہیں دیا تم نے؟؟

سلطان نے جیسے اج جواب لینا ہی تھا۔
وہ ہم خود نہیں کرتے خود بخود ہو جاتا ہے
حوریہ نے انگلیاں مروڑتے ہوئے کہا

سلطان ہنسنے لگا

حوریہ کی معصومیت ہر بار اسے گٹھنے ٹیکنے پہ مجبور کر دیتی
وہ اٹھا اور حوریہ کو گود میں اٹھالیا

سلطان جی چائے

حوریہ نے جلدی سے یاد دلایا

اتنی پیاری باتیں کرنے اور اتنی پیاری لگنے کے بعد تم اگر سوچ رہی ہو کہ
میں چائے پہ دھیان دوں گا تو تم بہت غلط ہو۔ کیا چیز ہو یا بس دل کرتا ہے
کہ تمہیں کھا جائو

سلطان نے اسے بیڈ پہ چھوڑا اور خود زور سے اسے گال پہ کاٹا

اہہہہ... وہ کافی زور سے کاٹ گیا تھا

کیا ہوا کچھ زیادہ ہو گیا کیا

سلطان نے انجان بنتے ہوئے پوچھا

حوریہ نے اسکے سینے پہ ہاتھ مارا

سلطان نے اسکا ہاتھ تھاما اور اسکے لبوں پہ بوسہ دیا

..... تم جانتی ہو میں

.. ابھی وہ مزید بات کرتا کہ فون بجنے لگا

اپکا فون. حوریہ نے اسے یاد دلایا

..... گولی مارو فون کو سلطان اسکے لبوں پہ جھکنے لگا

.. اسکے لبوں کو چومتا وہ انھیں اپنے دانتوں میں لیے کاٹنے لگا

حوریہ کی سب سے پیاری عادت اسے یہی گلتج تھی کہ وہ اپنی تکلیف میں

بھی اسے روک نہیں پاتی تھی اسکی بڑی وجہ یہی تھی کہ وہی اسکے سلطان جی

کو برا نہ لگ جائے

ابگی بھی اپنے دانتوں اے وہ؛ سی کافی تکلیف دے رہا تھا۔ حوریہ کی آنکھوں
میں کچھ تکلیف سے آنسو آئے تھے پر اسکا سلطان ناراض نہ ہو جائے صرف
اس ڈر سے وہ خاموش تھی

فون دوبارہ بجنے لگا تو سلطان کے غصے کو ہوا دے گیا
وہ غصے سے اٹھا اور کال پک کر لی تاکہ سامنے والے کو گالیاں دے سکے پر
سامنے اپنے باپ کی بات پہ جیسے اسکی آنکھوں سے آگ نکلنے لگی
او کے بابا میں بس کچھ دیر میں پہنچتا ہوں

.. انھیں بس اتنا بول کر وہ اپنا فون لیے باہر کی طرف جانے لگا
سلطان جی کیا ہوا سب ٹھیک تو ہے ناں

اسے یوں ہڑ بڑی میں کہی جاتا دیکھ حوریہ نے پوچھا
حوریہ میں سب واپس اکرتاؤں گا اپ ابھی سو جاؤ او کے
اتنا بول کر وہ تیزی سے وہاں سے نکل گیا

پیچھے حور یہ اب پریشانی سے ادھر ادھر چکر کاٹ رہی تھی... نجانے کیا
بات ہوگی جو یوں چلے گئے... اسکی سوچیں اب بگی سلطان کی طرف تھی
. جبکہ ہونٹوں پہ اب سخت جلن ہو رہی تھی

وہ دونوں بیٹے اور انکا باپ ابھی اسی جگہ موجود تھے جہاں سے ہما کو کڈنیپ
کیا گیا تھا۔ دائود صاحب نت ضاویار کو بتانے سے منع کیا تھا وہ نہیں چاہتے
تھے کہ اس وقت اسے پتا چلے اور وہ رات کے وقت فکر مندی میں وہاں
سے نکلے انھیں جمال صاحب اس کے کچھ دن وہاں رکنے کا بتا چکے تھے
وہ چاہتے تھے کہ وہ کچھ دن وہاں گزارے تاکہ اسکے اور ایمیل کے رشتے
میں کچھ بہتری اسکے۔ اور انھوں نے سوچا کہ اگر حالات زیادہ خراب ہوئے
ہوئے اور اگر کل یا پر سوتک بھی ہما کا کچھ پتانہ چلا تو وہ ضاویار کو بتادیں گے
. سلطان نے اپنے دوستوں کو بھی پتا کرنے کا بولا تھا

شام سے رات ہو چکی تھی اور گہری رات میں وہ کروہ جگہ چیک کر چکے تھے
جہاں انھیں شک تھا کہ ہمارا موجود ہو سکتی ہے۔ پر ہر بار انھیں ناکامی ہی ہوئی
تھی۔

دائود صاحب نے بہت سے طریقوں سے اپنے ہر دشمن تک کی خبر لی تھی
پر۔ ہمارا ہی موجود نہیں تھی

اس وقت رات کے تقریباً دو بجے وہ سب گھر میں موجود تھے

آخر اسے آسمان کھا گیا یا زمین نکل گئی کہاں گئی میری بیٹی

دائود صاحب نے پریشانی سے کہا

بابا پلیز اپ پریشان نہ ہوں انشاء اللہ ہم ڈھونڈ لیں گے بس آپ پلیز دعا

کریں کہ وہ سلامت ہو۔ دانیال نے انھیں حوصلہ دینا چاہا

زلیخا بیگم کا تو بی بی بالکل ڈائون ہو چکا تھا تبھی انھوں نے ڈاکٹر کو کال کی تھی

ڈاکٹر نے انھیں کچھ کھانے پلانے کی انسٹرکشن دینے کے بعد کچھ دوائیوں

میں نیند کی دوا بھی دی تھی جس سے سلطان انھیں زبردستی کچھ کھانے کے
بعد بی پی کی دوائیوں میں وہ دوائیاں بھی دے چکا تھا
.. بہت مشکل سے وہ سوئی تھی

اچانک دروازے سے سلطان کے چار پانچ آوارہ دوست اندر آئے تو انھیں
دیکھ دائود صاحب کے چہرے پہ ناگواری آئی پر ابھی وہ کچھ بھی نہیں
.. بولے

بھائی ان میں سے کوئی ایک سلطان کے پاس آتا اسکے کان میں کچھ کہنے لگا.
اسکا حلیہ بالکل سلطان جیسا تھا

دانیال پاس کھڑا کسی کو کال کر رہا تھا
.. لڑکے نے سلطان کو جو بتایا اسکے بعد سلطان کچھ پریشان نظر آ رہا تھا
.. کیا ہوا کیا بتا رہے ہو تم اسکو

دائود صاحب نے پریشانی سے کہا

اب دانیال بھی انکے پاس اچکا تھا وہ بھی اس لڑکے کے بولنے کا انتظار کر رہا تھا۔

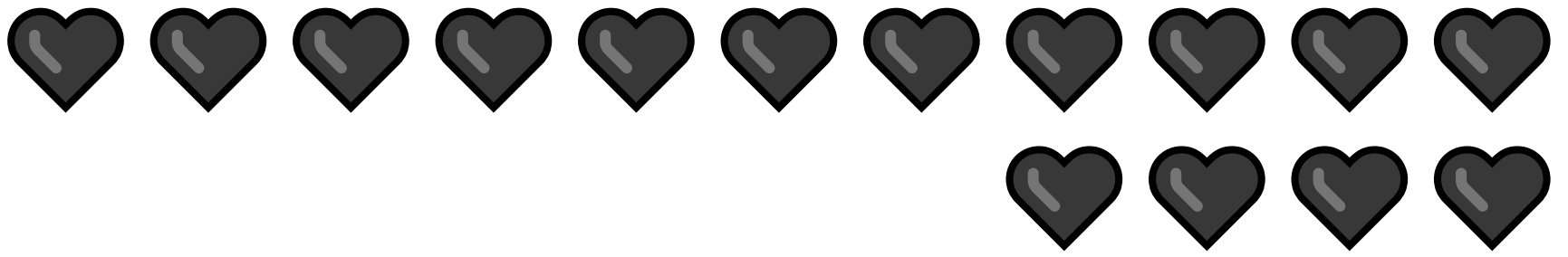
بابا انھیں شک ہے کہ ہما شمس شاہ کے گھر پہ موجود ہے سلطان کی بات پہ سب دائود صاحب اور دانیال کو سانپ سو نگھ گیا دانیال تو بے یقین تھا جبکہ دائود صاحب کی آنکھوں کے سامنے وہ ہسپتال والا منظر گھوم رہا تھا

انھوں نے شمس کے گھر پر اس لیے چیک نہیں کیا تھا کیونکہ شمس بے شک انھیں پسند نہیں تھا پر اس سے ان کی کوئی ایسی دشمنی نہیں تھی کہ وہ ان کی بیٹی کو اغوا کرتا

اور ویسے بھی شمس کی وہ جانتے تھے کہ وہ ایسا گھٹیا کام نہیں کرے گا پر ابھی سلطان کے بتانے پہ انھیں وہ ہسپتال والا سین یاد آ گیا دانیال جانتا تھا کہ شمس جیسا بھی ہے وہ ایسا ہر گز نہیں کر سکتا

پر سلطان شمس ایسا نہیں کر سکتا وہ کیسے ہماری بہن کو اغواہ۔ ہم اپنی بیٹی کے
معاملے میں کسی پر بھی شک کر سکتے ہیں چلو ہمیں ابھی کے ابھی شمس کے
گھر ہی طرف نکلنا ہے۔ دائود صاحب بولتے ہوئے دانیال اور سلطان کے
ساتھ شمس کے گھر کی طرف نکل گئے۔

سلطان ڈرائیونگ کر رہا تھا اور یوں لگ رہا تھا جیسے گاڑی ہوا سے باتیں کر
رہی ہے۔



شمس کچھ دیر تک اپنے بندوں کو سے کچھ باتیں کرنے کے بعد اپنے کمرے
میں آیا تو دیکھا کہ ہما کھڑکی کے پاس کھڑی باہر دیکھ رہی ہے۔ چاند ہی روشنی
سیدھا اسکے چہرے پہ پڑ رہی تھی۔ اسکا دوپٹہ اب سر پہ نہیں تھا

شمس کو تو جلدی میں یہ سمجھ بھی نہیں آیا کہ اس کے لیے نکاح کا کوئی اچھا سا
جوڑا ہی خرید لے۔ یہ تو اسے ابھی انھی کپڑوں میں دیکھ اسے احساس ہوا تھا
کہ ہما اب بھی انھی کپڑوں میں موجود ہے

ہما خود سے لا پرواہ نجانے چاند کو کیوں تک رہی تھی۔ ہلکے جامنی اور نیوی بیلو
کالر کے کپڑوں میں وہ خود اے بالکل لا پرواہ تھی
شمس دروازہ بند کرتا اسکے پاس آیا

اب اسے دیکھ نجانے کیوں اس کے قریب ہونے کا دل کر رہا تھا پر وہ جانتا
تھا کہ اس وقت وہ بہت بری طرح ہرٹ ہوئی ہے اور اگر اس نے ایسا کچھ
کیا تو شاید وہ مزید بھڑک جائے

یہاں کیوں کھڑی ہو سردی لگ جائے گی کھڑی بند کر دو اور سو جائوں کچھ
دیر آرام سے تمہیں سکون ملے گا

شمس نے اپنا شال اتر کر پاس رکھے صوفے پہ پھینکی۔ ہما اب بھی بالکل ویسے
ہی کھڑی تھی جیسے اس نے شمس کی ایک بات کو بھی نہیں سنا ہو

میں تم سے کچھ بول رہا ہوں۔ شمس اب صوفے پہ بیٹھا اپنے شوز اتار رہا تھا۔
ہما چانک مڑی اور شمس کے پاس آنے لگی

شمس جھکا اپنے شوز اتار رہا تھا اسے لگا وہ اب بھی کھڑکی کے پاس کھڑی ہے
پر جو نہی اس نے اپنا سراٹھایا ہمارے اسکی داڑھی پہ اپنے چھوٹے ہاتھ رکھے
اور اسکے لبوں کو اپنے لبوں میں کے لیا

شمس کا تو حیرت سے منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔ اسے لگا کہ شاید وہ ابھی خواب میں
ہے۔

ہما کچھ سیکنڈز بعد پیچھے ہوئی اور وہی کھڑی ہو گئی۔ اسکی آنکھیں رونے کی
وجہ سے بالکل لال ہو چکی تھی

چلیں میں نے شروعات کر دی تاکہ آپ مزید یہ دکھاوانہ کر سکیں اور جس
کام کے لیے میرے ساتھ یہ سب کیا ہے وہ کر لیں

یہی چاہیے تھاناں آپکو کہ بس مجھ سے نکاح ہو اور آپ مجھے حاصل کر لیں تو
ٹھیک ہے جلدی سے اپنی خواہش پوری کریں

ہمایہ بولتے ہی اسکی گود میں بیٹھ گئی

وہ جانتی تھی کہ اس بات پہ اسے شمس کے ہاتھوں تھپڑ پڑنے والا ہے کیونکہ وہ شمس سے اچھے سے واقف تھی وہ ایسا انسان ہر گز نہیں تھا جو اس سے اس لیے نکاح کرتا۔ اسے اندازہ تھا کہ شمس نے یہ نکاح پوری سوچ سمجھ اور اک نئی زندگی کی شروعات کے لیے کیا تھا اور اگر وہ اسے یہ سب بولے گی تو وہ غصے سے اس سے ناراض ہو کر ضرور اسے پیچھے دھکیل دے گا

شمس نے اسے غور سے دیکھا

برداشت کر لو گی؟؟؟

وہ؛ سکے کان کے پاس جھکتا اس سے سوال کر رہا تھا

ہما جو ایک تھپڑ کی امید رکھ رہی تھی اسکے ایسے سوال پہ اس نے نظریں

اٹھائے اسے دیکھا۔ ہما کی نظروں میں حیرت تھی

شمس نے اپنی مسکراہٹ چھپائی

وہ جانتا تھا یہ سب ہما کی سوچ ہے۔ دل میں وہ سوچ رہا تھا کہ جس سکول کی
تم سٹوڈنٹ ہو وہاں کا پرنسپل ہوں میں

اس سے پہلے کہ ہما اسکی گود سے اٹھتی شمس نے اپنے بازو کا گھیرا اس کے
گردنگ کر دیا

چھوڑ مجھے تم سے یہی امید تھی

شش.. اس کے منہ کو دو چتا وہ اسے چپ کروا گیا

خبردار جو اگر میں نے تمہارے منہ سے دوبارہ اپنے لیے تم سنا تو۔ ورنہ

زبان کو اکھاڑ دوں گا

اتنا بول کر شمس نے اس کے لبوں کو اپنا نشانا بنایا

ہما خود کو چھڑانے کی کوشش کر رہی تھی پر شمس نے اسے بالکل بے بس کیا

ہوا تھا

امم بہت اچھا زائقہ ہے تمہارے ہونٹوں کا

اس کے لبوں کو خشک کرتا وہ اس سے بولا

ہما بس اب روئے جا رہی تھی

کیوں کی آپ نے مجھ سے شادی میں نے آپ کا کیا بگاڑا تھا ہاں

ہما زور زور سے رو رہی تھی

اچھی لگتی ہو تم اچ میں تم۔ دنیا کی قہ لڑکی ہو جسے دیکھ مجھے احساس ہوا کہ

مجھے اسی لڑکی سے شادی کرنی پے اور ہر حال میں کرنی ہے

شمس نے اسکے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا

اس کی بات پہ اک پل کو ہما کا دل دھڑکا

جھوٹ کوئی محبت پیار نہیں ہے اگر ایسا ہوتا تو آپ یوں مجھے اس کتے کے

سامنے مرنے کے لیے ہر گز نہیں چھوڑتے

یار کیا کرتا تم سن ہی نہیں رہی تھی تمہیں تھوڑا احساس تو دلانا تھا ناں اور

جانتا ہوں کہ تم۔ اس بات پہ بہت ہرٹ ہوئی ہو اس کے لیے میں تم۔ اے

معافی مانگتا ہوں

شمس نے اہنا کانوں کو ہاتھ لگایا

ہما کو اسکایوں بات کرنا بہت پسند آیا ورنہ وہ تھوڑا بہت سب سے روڈلی ہی
بات کرتا تھا۔

اسکی بات پہ ہما چپ ہو گئی تھی

شمانے اس وقت سفید رنگ کا کرتا اور شلووار پہن رکھی تھی
اب اجازت ہے مجھے

شمانے اسے کمر سے پکڑ کر تھوڑا قریب کرتے ہوئے اسے ہونٹوں کو دیکھتے
ہوئے ہو چھا۔

اسکی بات پہ ہما کو اہنی بے باقی یاد آئی اس وقت غصے اور دکھ میں اسے کچھ
سمجھ نہیں آیا پر اب اسے ایسا لگ رہا تھا کہ زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے
اٹس اوکے یار تم غصے میں تھی

شمس کی بات پہ اس نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا

شمس اسے جھجے سر سے اندازہ لگا چکا تھا کہ وہ اس وقت کیا سوچ رہی ہے
ہما اب اپنے ہاتھوں کو دیکھ رہی تھی

ویسے کیا کس تھی یار

شمس کا بولنا تھا کہ ہما کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو گرنے لگے

ہما یار پلیز رونا بند کرو.. شمس پھر سے اس کے آنسو صاف کرنے لگا

کیا بات ہے کیوں اتنا رو رہی ہو۔ اچھا میں اپنے کر عمل پہ اپ سے سوری کرتا ہوں میں جانتا ہوں میں نے آپ کو بہت ہرٹ کیا پر کیا کرو میں بے بس

تھیا یار

شمس نے اس کے سر پہ بوسہ دیا اور اے اے سینے اے لگایا

مجھے میرے بابا کی یاد آرہی ہے مجھے پلیز میرے بابا کو پاس لے کر چلیں۔ میں سچ میں آپ کے ساتھ واپس آ جاؤں گی پر پلیز ابھی مجھے میرے بابا کے

پاس جانا ہے

ہما نے روتے ہوئے کہا

شمس جیسے بے بس سا ہو گیا وہ جانتا تھا اب بیت بڑا تماشا لگنا ہے

ہما وہ آپ کو مجھے واپس نہیں دیں گے آپ پلیز اس بات کو سمجھو

شمس بے بس تھا اور سب سے حیران کن بات یہ تھی کہ ان دونوں کے
درمیان ابھی کچھ دیر پہلے اتنے سخت حالات تھے اور ابھی وہ دونوں کافی
نرمی سے ایک دوسرے سے بات کر رہے تھے
میں آؤں گی ناں آپکے دا تھ آپ پلینز ابھی لے کر چلو مجھے ماما کی بھی بہت یاد
آ رہی ہے۔ اور اپنے بھائیوں کی بھی اور ایمیل کی بھی
سو سو کرتی وہ اپنے بات مکمل کر رہی تھی۔ اس کا یہ معصومانہ پن شمس کا دل
پگلا رہا تھا۔

اچانک دروازے پہ دستک ہوئی
کون ہے۔ شمس نے پوچھا

سر باہر دائود چودھری اور اسکے بیٹے آئے ہیں انھیں آپ سے بات کرنی
ہے۔

باہر کھڑا ملازم اپنی بات کر گیا۔ ہما جلدی سے اٹھی اور باہر جانے لگی جب
شمس نے اسکا ہاتھ پکڑا

میں ہر روز تمہیں تمہارے بابا کے پاس لے کر جایا کروں گا اور ہر روز تم سے معافی مانگنے کے لیے بھی تیار ہوں بس آج تم اپنے بابا کے ساتھ مت جانا چاہے جو بھی ہو جائے

شمس کی بات پہ ہمانے اسے دیکھا وہ اس کی بات کا مطلب سمجھ چکی تھی شمس نے اپنے شال کو اچھے سے اپنے گرد اوڑھا اور چلنے لگا۔ اس کے پیچھے پیچھے ہما بھی چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی چلنے لگی

شمس جانتا تھا ابھی بہت بڑا تماشا لگنے والا ہے پر وہ بس یہ دعا کر رہا تھا کہ ہما اس کا ساتھ دے باقی وہ کسی کو بھی اسے یہاں سے لے جانے نہیں دے گا۔ دائود صاحب اور ان کے ساتھ دانیال اور سلطان صوفیہ پیٹھے شمس کا انتظار کر رہے تھے

ان میں صرف سلطان تھا جسے یقین تھا کہ یہ خبر سہی ہوگی باقی نہ ہی دانیال کو اور نہ ہی دائود صاحب کو یقین تھا کہ ہما شمس کے پاس ہوگی

اچانک سیڑھیوں سے شمس کو اترتا دیکھ دائود صاحب کھڑے ہوئے۔ اس سے پہلے کہ وہ کچھ اور سوچتے ان کی نظر شمس کے پیچھے چلتی ہما پہ گئی انھیں لگا کہ شاید انھوں نے کچھ غلط دیکھا ہو۔ دانیال کی آنکھوں میں بھی اب حیرت ہی حیرت تھی

ہما کی نظر ان تینوں پہ پڑی تو اس کی آنکھوں نے بھر سنا شروع کر دیا۔ شمس جب نیچے پہنچا تو ہما بھاگتی ہوئی دائود صاحب کے گلے لگی

بابا کرتی روتی وہ ان کے گلے لگ رہی تھی۔ دائود صاحب کو لگا کہ ان کی روح کسی نے کھینچ لی ہو۔ ان کا دماغ انھیں بار بار بہت کچھ غلط ہونے کا اشارہ دے رہا تھا۔ دائود صاحب نے اس کے سر پہ بوسہ دیا۔ سیچو نمیشن کچھ عجیب سی ہوئی تھی

اس سے پہلے کہ کوئی کچھ سمجھتا سلطان نے شمس پہ حملہ کر دیا

وہ شمس پہ جھپٹ پڑا

کمینے انسان تمھاری ہمت کیسے ہوئی میری بہن کو اغوا کرنے کی اور پھر کیا کیا
تو نے میری بہن کے ساتھ

سلطان نے شمس کے منہ پہ تین چار گھونسنے مارے۔ شمس خاموشی سے کھڑا
مار کھا رہا تھا

سلطان کے دھکے پہ وہ ویر بار گراہر پھر خاموشی سے کھڑا ہو گیا

سلطان چھوڑا سے۔ دائود صاحب کی آواز پہ سلطان بے یقینی سے مڑا

بابا اچھو ہمیں یہ کہنا چاہیے کہ اسے جان سے مار دو اور آپ ہمیں چھوڑنے کا

بول رہے ہو۔ اس گھٹیا آدمی نے میری بہن کو اغوا کیا ہے اور آپ

سلطان ہم سب بیٹھ کر بات کریں گے۔ دائود صاحب نے اسے خاموش

کراتے ہوئے کہا

اپ کرتے رہو بیٹھ کر خاموشی سے بات اس سے میں خود ڈیل کر لوں گا

.. سلطان پھر سے اس پہ جھپٹا

سلطان ہم نے جو کہا تمہیں سمجھ نہیں آیا ہو سکتا ہے کہ کوئی غلط فہمی ہو
ابھی ہمیں بات کرنے دو۔ دائود صاحب کی غصے بھری آواز پہ سلطان پیچھے
ہٹ گیا۔

دائود صاحب نے دانیال کو بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ دانیال کی آنکھیں دیکھ انھیں
خوف اگیا تھا جو بالکل لال ہو رہی تھی

وہ کچھ ڈر بھی گئے تھے کیونکہ دانیال کے غصے سے پوری حویلی والے ڈرتے
تھے خود دائود صاحب بھی کیونکہ اسے بہت کم غصہ اٹاتا تھا

اس کی لال آنکھیں دیکھ دائود صاحب کو اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ غصہ ضبط کر رہا
تھا۔

انھیں اب ڈر تھا کہ جیسا وہ سوچ رہے ہیں افریسا ہو اتودانیال اور شمس کے
بیچ بہت بڑی جنگ چھڑنی تھی

وہ جانتے سے کہ سلطان کو وہ قابو کر لیں گے پر دانیال کو قاطو کرنا ان کے
بس سے باہر تھا اور اج تو ضاویار بھی نہیں تھا کیونکہ اگر وہ ہوتا تو شاید دانیال
کو قابو کر لیتا۔

ہما اب بھی ان کے سینے سے لگی تھی۔ سلطان اور دانیال صوفے پہ بیٹھ گئے۔
دائود صاحب بھی ہما کے ساتھ دوسرے صوفے پہ بیٹھ گئے جبکہ شمس دائود
صاحب اور ہما والے صوفے کے بالکل سامنے بیٹھ گیا۔

شمس ہم جانتے ہیں کہ تم کبھی ہماری بیٹی کو اغواہ نہیں کر سکتے ہو۔ ہمیں
ساری بات بتائو کہ ہما تمہارے پاس کیسے آئی۔

دائود صاحب کی بات نے شمس کو شرمندگی کے گہرے گھڑے میں ڈال
دیا۔

ہمیں ساری بات بتائو۔ جلدی

اس بار دائود صاحب کی دھاڑ پہ شمس نے گہرا سانس بھرا

ہم نے ہما کو کیڈ نیپ کروایا تھا۔ سلطان نے کچھ کہنا چاہا جب دائود صاحب
نے اس کے ہاتھ پہ اپنا ہاتھ رکھا

کیوں؟؟

دائود صاحب کے سوال پہ شمس نے بولنا شروع کیا

کیونکہ ہمیں ہما پسند تھی اور ہم جانتے تھے کہ ہماری عمروں میں اتنا فرق
ہے اور آپ اس بات کو اک وجہ بنا کر ہماری شادی کے لیے کبھی نہیں مانے
گے۔ میں خود اپ سے ہما کا ہاتھ مانگنے آتا بابا کے ساتھ پر میں جانتا تھا کہ اپ
کبھی بھی ہما کا ہاتھ میرے ہاتھ میں نہیں دیں گے تبھی مجبوراً مجھے یہ فیصلہ
کرنا پڑا

شمس نے ایک ہی سانس میں بات ختم کر دی

ہما ہچکیاں لیتی اسے دیکھ رہی تھی

تم نے میری بہن کو اغواہ کرنے کا سوچا بھی کیسے۔ وہ کوئی چیز نہیں ہے جو تم
نے اسے پسند کیا اور اغواہ کر لیا ہاں

پہلی بار دانیال بولا تھا

بس وہ مجھے پسند آئی اور میں نے اسے اغواہ کر کے اس سے نکاح کر لیا

شمس کی اس بات پہ سب کو سانپ سونگھ گیا

!!!... نکاح

دائود صاحب نے ہما کو بے یقینی سے دیکھا

بابا ہم ان سے نکاح کبھی نہیں کرتے پر انھوں نے ہمیں بولا کہ اگر ہم نے

ان سے نکاح نہیں کیا تو یہ دانی بھائی کو جان سے مار دیں گے

انھوں نے کسی کو وڈیو کال کی جس میں کسی نے دانی بھائی کا نشانہ لگایا ہوا تھا

اور بول رہے تھے کہ اگر شادی نہیں کی تو بھائی کا مار دیں گے

ہمانے روتے ہوئے مزید کچھ بات بتادی

دانیال کو لگا کہ اس کے سینے پہ کسی نے بہت بڑا بوجھ رکھ دیا ہو۔ تو اس کی

وجہ سے صرف اس کی جان بچانے کی وجہ سے اسکی بہن کی زندگی تباہ ہو

گئی

دانیال اٹھا اور سیدھا شمس پہ جھپٹ پڑا

دانیال بچے نہیں چھوڑا سے۔ دائود صاحب چلائے پر دانیال شمس کو گراتا
اسکے منہ پی گھونسے مار رہا تھا

نا جانے کیوں شمس آگے سے زرا وار نہیں کر رہا تھا شاید وہ جانتا تھا کہ وہ
غلطی پہ ہے

دانیال تو جیسے پاگل ہو گیا تھا۔ شمس کے منہ نے کسفی خون بھی رہا تھا
ہما اب خود کانپ رہی تھی اسے اندازہ نہیں تھا کہ یہ سب ہو جائے گا
سب دانیال کو پیچھے کرنے کی کوشش کر رہے تھے پر دانیال آج اسے جان
سے مارنے پہ تلا تھا۔ تجھے آج میں کسی صورت زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ تو نے
اسے لاوارث سمجھ لیا اور میری بہن کو تو نے بلیک میل کیا وہ بھی مجھے لے
کر

دانیال نے کھڑے ہوتے ہی جیب سے اک پستول نکالا

دانیال نہیں بیٹا۔ دائود صاحب نے اسے پکڑنا چاہا پر وہ انھیں پیچھے دھکیلتا
شمس پہ وار کر چکا تھا۔ گولی شمس کے کندھے کے پاس لگی۔ شمس ہلکا سا
لڑکھڑایا۔

دائود صاحب کو سیچو نیشن اپنے ہاتھ سے نکلتی ہوئی نظر آرہی تھی
شمس کو گولی مارنے پہ سلطان کو اندازہ ہو گیا تھا کہ اگر اب روکا نہ گیا تو اگلی
گولی شاید وہ اسکے دماغ میں ہی مار دے

دائود صاحب نے بھی اسے اشارہ دیا تو سلطان نے مضبوطی سے دانیال کو
پکڑا۔ دانیال نے سلطان کو بھی دھکا دے کر پیچھے کیا پر سلطان کافی مضبوط
تھا اس نے اسے پکڑ لیا تھا۔ گولی کی آواز پہ موسیٰ بھی اچکا تھا۔ اس نے جلدی
سے شمس کو پکڑا اور ملازموں کو جلدی سے کوئی کپڑا یا پیٹی لانے کا کہا

۔ چھوڑو مجھے سلطان ورنہ اک گولی ابھی اے م بھی کھا لو گے

دانیال نے سلطان کو پیچھے کرنا چاہا پر سلطان نے اس سے پستول لے کر دور
اچھالی۔

ہما بھاگتی ہوئی شمس کے پاس آئی اور اسکے بازو کو دیکھنے لگی
شمس ہما کو ہی دیکھ رہا تھا۔ اسکی آنکھوں میں اپنے لیے فکر مندی دیکھ وہ
مسکرایا۔

موسیٰ میں ٹھیک ہوں چھوڑو مجھے ابھی بات کرنی ہے
شمس نے موسیٰ سے ایک پیٹوں والا پورا بندل لے کر اپنے زخم پہ رکھتے
ہوئے کہا۔

ہما ابھی بھی شمس کے پاس کھڑی تھی
اسے روتا دیکھ دانیال کا غصہ کچھ کم ہوا تو دانیال نے اسے اپنے پاس بلایا
دانیال نے اسے گلے لگایا تو وہ پھر سے رونے لگی۔ اس کے لیے یہ سب اتنا
عجیب تھا کہ شاید ہی کوئی سمجھ سکے

بس بھائی کی جان رو نہیں جتنا رونا تھا رولیا اب یہ گھٹیا انسان روئے گا

جب دانیال کا غصہ تھوڑا کم ہوا تو اس کے دماغ نے جیسے کام کرنا شروع کیا۔
وہ جان چکا تھا کہ ایسے مارنے سے حل ہر گز نہیں نکلنا بلکہ اب اس کے دماغ
میں بہت ساری نیگیٹو باتوں نے ڈھیر جمایا تھا

ہما۔ وہی کھڑی بس روئے جا رہی تھی۔ اسے خود سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ
شمس کے لیے رو رہی ہے یا اپنے لیے

دانیال چلتا ہوا شمس کے سامنے اکھڑا ہوا

شمس بھی بالکل اس کے سامنے کھڑا اس کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا
جن کے خود کے گھر شیشے کے ہوتے ہیں ناں شمس.. وہ دوسروں کے
گھروں پہ پتھر نہیں مارتے

دانیال کی بات کا مطلب شمس کی رگ رگ میں غصہ بھر گیا
خبردار دانیال میں تمہارا منہ توڑ دوں گا۔ اس نے دانیال کا گریبان پکڑتے
ہوئے کہا

اسکی حرکت پہ دانیال مسکرایا

یعنی اب آیا تھا اونٹ پہاڑ کے نیچے۔ دائود صاحب اور سلطان کھڑے دونوں
کا تماشا دیکھ رہے تھے انھیں ابھی تک ان کے بیچ کی بات سمجھ نہیں آئی
تھی۔

کیوں جب دوسروں کی بہنوں پہ نظر رکھ سکتے ہو تو یہ کیوں نہیں سوچتے کہ
کوئی تمھاری بہن کو بھی تو دیکھ سکتا ہے
۔ دانیال نے آنکھ و نک کرتے ہوئے کہا

اگر میری بہن کی بات کی تو جان سے مار دوں گا۔ شمس نے دانیال کی گردن
دبائی۔ دانیال اب ہنس رہا تھا۔ اسکے دل کو جیسے سکون پہنچ رہا تھا
اس کا دل بس اس وقت اسے بھی وہی تکلیف دینا چاہتا تھا جس سے وہ گزرا
تھا۔ وہ یہ بات جیسے بھول گیا تھا کہ اسکی محبت تھی وہ لڑکی پر اب بیچ میں بدل
اگیا تھا۔ دانیال چاہتا تھا کہ شمس کی بہن بھی اب وہی تکلیف سہے جو اسکی بہن
نے سہی تھی

دیکھو دانیال اس سب میں اسکا کوئی قصور نہیں ہے وہ تو ان سب باتوں سے
بالکل انجان ہے

شمس نے جیسے اسے سمجھانا چاہا

.... نہیں اب

بستم دونوں اپنی یہ بکواس بند کرو اور اب اس بات کا یہی حل ہے کہ شمس
تم ابھی کے ابھی اسی وقت میری بیٹی کو طلاق دو تاکہ یہ سارا معاملہ یہی ختم
ہو

دائود صاحب نے دونوں کو خاموش کرواتے ہوئے کہا
انکی بات پہ ہمانے بے یقینی سے انھیں دیکھا۔ قہ کیسے اسکی طلاق کی بات کر
سکتے تھے۔ ہاں شمس نے غلط کیا تھا پر اب وہ اسکی بیوی تھی وہ اس کا کوئی حل
نکالنے کے بجائے طلاق کی بات کر رہے تھے

دانیال اور سلطان دونوں خاموش تھے

شمس جانتا تھا کہ دائود صاحب نے ایسی ہی کوئی تیج بات ہی کرنی تھی

یہ اپکی سوچ اور ایک بھول ہے کہ میں اہنی بیوی کو یہی آپکی بیٹی کو طلاق
دوں گا۔ وہ اب میری بیوی ہے اور آپ میں سے کوئی بندہ بھی مجھے اسے
طلاق دینے پہ مجبور نہیں کر سکتا اس لیے بہتر یہی ہے کہ ابھی اور اسی وقت
میرے گھر سے باہر نکل جائیں آپ سب

۔ شمانے انھیں باہر کا رستہ دکھایا

یہ تمھاری بھی بھول ہے شمس شاہ کہ میں اپنی بیٹی کے بغیر یہاں سے خالی
ہاتھ جائوں گا

۔ دائود صاحب نے بھی اسے چیلنج کیا

او کے اگر یہ ایک چیلنج ہے تو میں یہ چیلنج ایکسپٹ کرتا ہوں۔ بہت دیکھ لی میں
نے بھی آپکی یہ گنڈہ گردی۔ اب اپنے بیٹوں کو لے کر یہاں سے نکلے ورنہ
میں ایک منٹ نہیں لگائوں گا پولیس کو کال کرنے میں

شمس بھی اب کھل کر سامنے آیا تھا کیونکہ اب تک اس نے بہت برداشت
کر لیا

ہما بیٹا چلو

دائود صاحب کی بات پہ ایک منٹ تو ہمانے شمس کو دیکھا وہ اسے آنکھوں ہی
آنکھوں میں نہ جانے کے لیے وارن کر رہا تھا پر ہمانے دانیال کا ہاتھ پکڑا اور
اسے باہر جانے کا کہنے لگی

اس سے پہلے کہ وہ باہر جاتے سامنے سے تین پولیس والے اندر آرہے
تھے

انھیں موسیٰ نے بلایا تھا

شما موسیٰ کو دیکھ ایک پل کو مسکرایا۔ ایسے ہی تو وہ اسے ماسٹر ماسنڈ نہیں کہتا
تھا

یہ آدمی شمس کے آدمی تھے پولیس میں بھی یہ شمس کے لیے کام کرتے
تھے

کیا بات ہے کیوں اپ نے یہاں ایک جنگ کا ماحول بنایا ہوا ہے

ان میں نے ایک سینئر آفیسر اگے بڑھا اور دائود صاحب سے بولا

آفیسر اس انسان نے میری بیٹی کے ساتھ زبردستی شادی کی ہے اور اب
اسے اپنے پاس رکھ رہا ہے وہ اس کے ساتھ نہیں رہنا چاہے ہی اسی لیے ہم
اسے اپنے ساتھ لے کر جانا چاہتے ہیں

دائود صاحب نے غصہ ضبط کرتے ہوئے کہا

دیکھیے دائود صاحب وہ قانون کی نظر میں شرعاً بھی شمس صاحب کی بیوی
ہیں اب وہ یہاں سے نہیں جاسکتی اپا انھیں باپ ہونے کی حیثیت سے
سمجھائیے پر تو اگے سے اسے شے دے رہے ہیں

پولیس آفیسر بال تو گیا پر منہ پر پڑنے والے تھپڑ نے جیسے اسے ہوش کی دنیا
میں لایا

یہ دانیال تھا جس نے اس کے گال پہ ایسا رکھ کر تھپڑ مارا تھا کہ اسے دن میں
تارے نظر آئے تھے

تمیزاے بات کر میری باپ سے رونہ زبان اکھاڑنے میں ایک منت نہیں
لگائوں گا

دانیال نے وارنگ دی

اک اون ڈیوٹی آفیسر پر ہاتھ اٹھانے کا مطلب جانتے ہو

وہ پولیس آفیسر خود ڈر گیا تھا کیونکہ وہ انکی حیثیت سے بھی واقف تھا پر اہنی

بے عزتی کا بدلہ بھی تو پورا کرنا تھا

نہیں جانتے تو بتا کیا کر لے گا

یہ سلطان تھا جس نے اسکے منہ کو دبوچتے ہوئے اس سے پوچھا تھا

شمس جان گیا تھا کہ پولیس سے تو اب کچھ بھی نہیں ہونے والا۔ انکی حالت

وہ دیکھ چکا تھا

پولیس والا اب ان سے بحث کر رہا تھا پر اب کوئی فائدہ نہیں تھا

پولیس والوں کو جب ایک دو تھپڑ اور لگے تو وہ سائیڈ پہ ہو کر کھڑے ہو

گئے۔ یہ پہلی بار تھا جب ان جیسے بد تمیز پولیس آفیسر نے کسی اے کارمانی

تھی

شمس نے ہما کا ہاتھ تھاما اور اسے کمرے میں لے جانے لگا

ہما احتجاج کر رہی تھی پر شمس سن نہیں رہا تھا

چھوڑ میری بہن کو سلطان اور دانیال نے اس نے ہما کو چھڑایا

غصے سے شمس نے اپنی پستول نکالنی چاہی

دانیال اور سلطان بھی اہنی پستول تھام چکے تھے

اب ایک طرف شمس اور موسیٰ نے ان پہ پستول تھام رکھی تھی اور ایک

طرف سلطان اور دانیال نے

دائود صاحب جانتے تھے کہ اب وہ شمس اے ہما کو نہیں لے سکتے تھے

کیونکہ ہما اسکی بیوی تھی۔ انکا دماغ اب بیت تیزی سے کام کر رہا تھا

دانیال سلطان پستول نیچے کرو

انھوں نے ان دونوں کو حکم دیا تو دونوں نے اپنے باپ کو دیکھا

چلو ابھی ہمیں یہاں سے جانا ہوگا

دائود صاحب کی بات پہ شمس مسکرایا

پر بابا ہم۔ ہما کو لیے بغیر نہیں جائیں گے۔ دانیال کی بات پہ دائود صاحب نے
اسے دوبارہ واپس چلنے کا بولا۔

پر بابا۔

دانیال میں کیا بکواس کر رہا ہوں سمجھ نہیں ارہی کیا
ابھی وہ اسکی بیوی ہے ہمیں پیچھے ہٹنا ہو گا ہر یاد رکھنا تم شمس اب تمہاری
باری ہے ایسا وار کریں گے کہ تم ساری زندگی یاد رکھو گے
دائود صاحب نے دانیال سے کہنے کے بعد کچھ باتیں شمس سے کہی
دانیال بھی کچھ کچھ معاملے کو سمجھ چکا تھا وہ دونوں بھائی جانتے تھے کہ ابھی
وہ شمس سے ہما کو نہیں لے کر جاسکتے تھے ہر دل میں جواگ لگی تھی اب وہ
اسے اچھے سے بجھانے والے تھے

اب تم اپنی باری کا انتظار کر شمس

دانیال اسکی آنکھوں میں دیکھتا پیچھے ہوا اور ہما کے پاس گیا

اپنے بھائی پہ یقین کرو میری جان بھائی بہت جلد آپکو یہاں سے کے جائے گا
بس کچھ دن آپ میرا انتظار کرو دانیال نے ہمارے کہا تو ہمارے ہوتے ہوئے اس
کے گلے لگ گئی۔

مجھے یقین ہے بھائی۔

دانیال نے اس کے سر پہ بوسہ دیا اور وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

اس کے پیچھے دائود صاحب اور سلطان بھی نکل گئے۔

ہمارے ہوتے ہوئے انھیں جاتا دیکھ رہی تھی۔

شمس نے سختی سے اس کے بازو تھامے اور اپنے ساتھ گھسیٹا ہوا اسے کمرے
میں لے جانے لگا۔

چھوڑو مجھے آپ کے ساتھ ہر گز نہیں رہنا چھوڑیں پلیز مجھے نہیں رہنا

ہمارے ہوتے ہوئے چیخ رہی تھی پر شمس اسے زبردستی اپنے کمرے میں کے گیا۔

باقی ملازم بھی اپنے اپنے کام میں مصروف ہو گئے۔ موسیٰ بھی اپنے کسی کام
سے باہر نکل گیا۔



حوریہ کب سے سلطان کا انتظار کر رہی تھی پر وہ تھا کہ آنے جو جیسے تیار نہ تھا۔

کافی دیر وہ اسکا انتظار کرتی رہی پر جب وہ نہ آیا تو نیند نے آنا شروع کر دیا اپنے تکیہ کو سہی کرتی وہ اس پہ سر رکھے سو رہی تھی... دل تھا جو بلکل عجیب سا ہو رہا تھا نا جانے سلطان نے کب انا تھا

اچانک اسے لگا کہ اسکا پیٹ کا سارا مادہ منہ کو ا رہا ہے اپنے سینے پہ ہاتھ رکھے وہ واش روم بھاگ گئی۔ اسے بہت زیادہ متلی ہوئی تھی۔

کافی دیر بعد جب وہ واش روم سے باکر آئی تو اسے ایسے لگا جیسے ٹانگوں سے ساری سانس نکل گئی ہے۔

بڑی مشکل سے وہ بیڈ کے پاس پہنچی اور وہی ڈھ گئی۔

اب اسے شدت سے ناجانے کیوں سلطان کی کمی محسوس ہو رہی تھی

دانیال کا غصے سے برا حال تھا۔ اس وقت وہ کسی کی بات ہی سننے والا نہیں تھا۔

دانیال بیٹا میری بات کو سمجھو

کیا سمجھوں بابا کیا سمجھوں؟؟؟

اپنے ہما کو اس شخص بے حوالے کر دیا اور ہمیں بھی روک دیا پ جانتے
بھی ہو اس شخص نے کیسے میری بہن کے ساتھ زبردستی نکاح کیا اور اب
آپ ہما کو اس کے پاس چھوڑ آئے

اللہ نہ کرے اگر اس نے ہما کو کوئی نقصان پہنچا دیا تو ہم ساری زندگی خود کو
معاف نہیں کر پائیں گے
بابا آپ نے یہ کیا کر دیا

دانیال نے اپنے سر کو تھامتے ہوئے کہا

دیکھو ابھی وہ اسکی بیوی ہے ہم ابھی اسے شمس نے چھین نہیں سکتے اور اگر

ہم نے ایسا کرنے کی کوشش کی تو ہم ہمارا بھی نقصان کریں گے اسی لیے

اس معاملے کو ہم نے بہت سوچ سمجھ کر حل کرنا ہے

دائود صاحب نے اسے سمجھانا چاہا

اس وقت وہ تینوں شمس کے گھر کے باہر کھڑے تھے۔ سلطان کافی خاموش

تھا پر دانیال بہت ہائپر ہوا تھا

دانیال نے غصے سے گاڑی کا دروازہ زور سے مارا اور گاڑی زن سے بھگا کے
گیا۔

وہ سیدھا اپنے آفس گیا تھا۔ رفیان کو وہ کال کر کے آفس آنے کا بول چکا تھا

بابا گھر چل کر دیکھتے ہیں اس معاملے کا کیا حل ہو سکتا ہے

سلطان نے انھیں پریشان دیکھ کر کہا

ہم۔۔ سلطان اور دائود صاحب بھی گھر کے لیے نکل چکے تھے۔ بابا مجھے
طلاق اس معاملے کا حل نہیں لگتا

۔ سلطان نے گاڑی کو ٹرن کرتے ہوئے کہا

۔ دائود صاحب نے۔ اسے گھورا

بابا سیر یسلی اپ خود سوچو ہما پہ طلاق کا اک دھبہ لگ جائے گا۔ میں جانتا
ہوں اس شمس نے بہت غلط کیا ہر بابا ہم اس کے لیے کوئی اور سزا سوچ
سکتے ہیں پر بابا طلاق اس کا حل نہیں ہے اور ہما پہ کیا

سلطان تم ابھی چھوٹے ہو اور چھوٹے بن کر رہو تو اچھا ہو گا اور مجھے پتا ہے
دانیال اب اس شمس سے بدلہ ضرور لے گا کیونکہ اب اس کے زہن میں
یہی بات ہے کہ ہما نے صرف اسکی وجہ سے شادی کی

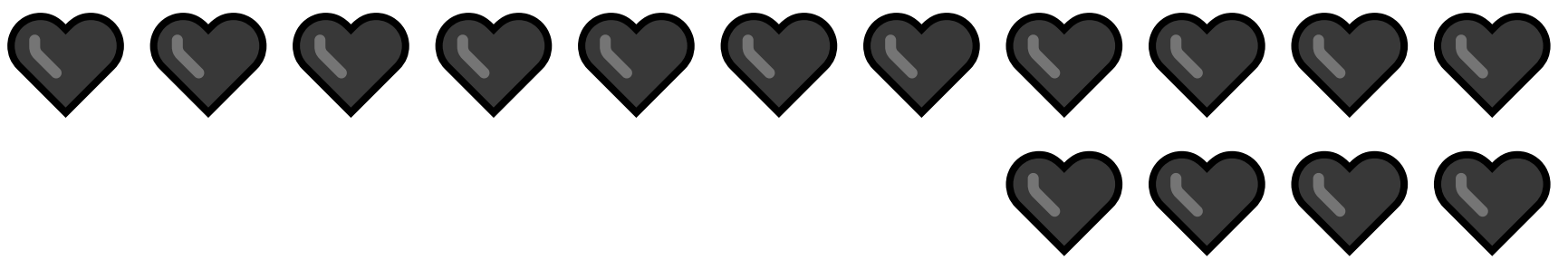
۔ دائود صاحب نے کسی سوچ کے زیر اثر کہا

اور اب بھائی کیا کریں گے؟؟؟

.. میں خود نہیں جانتا پر اتنا جانتا ہوں کہ بہت بڑی جنگ چھڑنے والی ہے

سلطان مزید کچھ بولتا پر دائود صاحب کو اہنا سرد باتے دیکھ وہ چپ ہو گیا اور
وہ جانتا تھا کہ اسکا باپ بہت پریشان ہے خود بھی وہ بہت پریشان تھا کیونکہ
اپنی اکلوتی بہن کو وہ اپنے دشمن کے گھر چھوڑ آیا تھا

گاڑی ڈرائیو کرتا وہ اب بس ہمارے بارے میں سوچ رہا تھا



شمس نے ہمارا ہاتھ اتنے زور سے تھام رکھا تھا کہ اسے لگ رہا تھا جیسے اسے
ہاتھ کی ہڈیاں بس ابھی ٹوٹنے والی ہیں

ہمارا جانتی تھی کہ اب شمس نے اسے نہیں چھوڑنا تھا جو سب وہ شمس کے
خلاف بول چکی تھی اب اسے بہت ڈر لگ رہا تھا

تکلیف سے اسکی آنکھوں سے آنسو بہ رہے تھے پر شمس تھا کہ مزید سختی
اے اسکا ہاتھ تھام رہا تھا

شمس نے کمرے کا دروازہ زور سے کھولا اتنی زور سے وہ دروازہ دیوار کے

ساتھ لگا کہ ہما کو لگا کہ آج تو اسکے کان پھٹ جائیں گے

پلیز ہمارا ہاتھ بہت درد کر رہا ہے ہمارا ہاتھ چھوڑیں

شمس نے ہما کو زور سے بیڈ پہ دھکا دیا

تمہاری ہمت کیسے ہوئی سب کے سامنے وہ سب بولنے کی کتنا سمجھا کر میں

تمہیں یہاں سے گیا تھا کہ وہاں پر کچھ بھی ہو جائے تم اس گھراے باہر اک

قدم بھی نہیں بڑھائو گی پر نہیں مہارانی صاحبہ نے تو وہاں سب سے پہلے

اپنے بھائی کا ہاتھ تھام لیا کہ چلو بھائی گھر چلیں

غصے اے شمس کا برا حال تھا

... اس نے جھکتے ہوئے ہما کے بالوں کو زور سے اپنی مٹھی میں پکڑا

اہہ... ہما کے منہ سے ایک کراہ نکلی

میڈم اک بات کان کھول کر سن لو۔ بلکہ اپنے اس دماغ میں۔ اچھے سے بٹھاہ
لو کہ اب یہی تمہارا گھر ہے اور اسی میں تمہیں مرتے دم تک رہنا ہے اب
یہ تم تک ہے کہ تم یہاں خوشی خوشی رہتی ہو یا ساری زندگی روتے روتے
شمس نے اس کے بالوں کو زور سے جھٹکا دیا

ہما ٹپ گئی۔ اسے شمس سے اتنی سختی کی امید نہیں تھی۔ نجانے کیوں شمس
کے سختی اور الفاظ سے اس کا دل بہت دکھ رہا تھا

آنکھوں میں آنسو لیے وہ اس بے رحم کو دیکھ رہی تھی جسے نجانے کس بات
کا اتنا غصہ تھا

... پلینز چھوڑیں میرے بال بے دکھ رہے ہیں

.... تمہاری تو

تمہارا ہر آرگن دکھتا ہے پر بے بی بس تھوڑا سا انتظار کرو میں اپنا کام مکمل کر
جے آیا پھر میں تمہیں گیر نئی دیتا ہوں کہ صبح تک تمہارا ہورا جسم دکھ رہا

ہوگا

اسکی آنکھوں میں جھانکتا وہ اسے اک بے باک دھمکی دے گیا
زور سے اس نے ہما کے بالوں کو چھوڑا اور ہما کو دھکا دیتا کمرے سے باہر نکل
گیا۔

پیچھے ہما کا رو رو کر برا حال تھا

۔ بہت برے ہیں آپ بہت برے

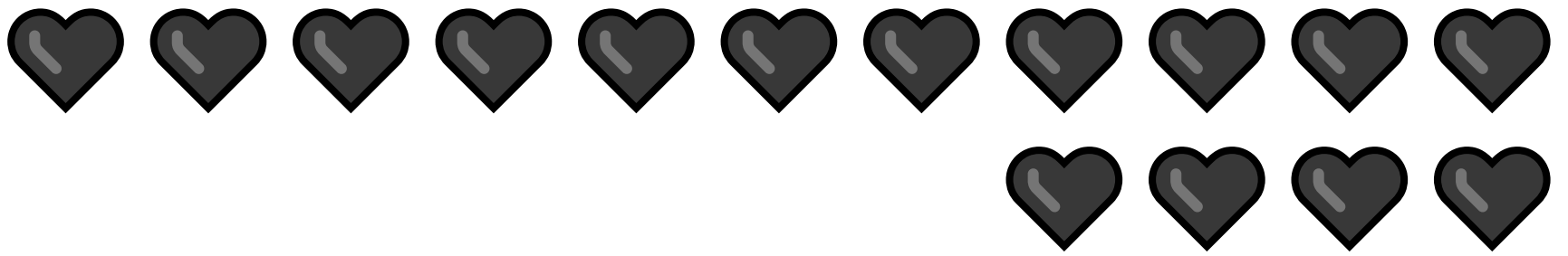
روتے ہوئے اپنے گال صاف کرتی شمس سے مخاطب تھی جو وہاں سے جا
چکا تھا۔ اب ہم کیا کریں وہ تو بہت غصے میں ہیں۔ بابا اور بھائی بھی ہمیں ان
کے پاس چھوڑ کر چلے گئے۔ اچانک سوچتے سوچتے اسے ابھی شمس کی کچھ
دیر پہلے دی جانے والی دھمکی یاد آئی تو ڈر سے مزید برا حال ہو گیا

.... نہیں ہمیں ہمیں کچھ کرنا ہو گا ایسے اگر وہ ہمارے قریب آئے تو

سوچتے ہوئے وہ جلدی سے باتھ روم میں گھس گئی

ٹھنڈے پانی سے اپنا چہرہ دھوتی وہ قہی بیٹھ گئی۔ جلدی میں وہ پانی منہ پہ اتنی
.. زور سے مارتی کی اسے سمجھ تک نہ آیا کہ وہ مکمل بیگھ چکی ہے

جسم۔ اب بھی کانپ رہا تھا۔ اب اسے سردی محسوس ہو رہی تھی پر اس کے
ہاس اور کوئی کپڑے نہیں تھے جنہیں پہن کر وہ ریلیکس ہو جائے۔ وہ
واٹر روم سے باہر جانے کا رسک بھی نہیں۔ کے سکتی تھی اگر شمس آگیا تو پر
یہاں کھڑے کھڑے سردی میں۔ بیگھنا بھی منظور نہیں تھا۔ اب وہ سوچ
..... رہی تھی کہ کیا کرے



سلطان اور دائود صاحب گھر پہنچے تو سامنے ہی سب بیٹھے انکا انتظار کر رہے
تھے۔ زینخا بیگم موجود تھی اور ساتھ میں کچھ گھر کے ملازم بھی شامل تھے
انہیں خالی ہاتھ آتا دیکھ زینخا بیگم کا جیسے دل بیٹھ گیا
دائود صاحب اپ تو ہما کو لینے گئے تھے ناں تو ہما کہاں ہے اسے اپنے ساتھ
کیوں نہیں لائے

زینخا بیگم بھاگتی ہوئی انکے پاس گئی اور انہیں جھنجھوڑتے ہوئے کہا

انکی بات پہ دائود صاحب کا سر مزید جھک گیا۔ زلیخا بیگم نے نفی میں سر ہلایا
.. اور وہی بیٹھی رونے لگی

دائود صاحب بھی پاس صوفے پہ ڈھ گئے

امی... سلطان نے انھیں گلے لگایا

امی پریشان نہ ہوں وہ جہاں بھی ہے سیف ہے بس اسے ہم ساتھ نہیں لا
سکے ہر یقین کریں اسے کوئی خطرہ نہیں ہے

سلطان نے انھیں تسلی دی

سلطان کے بات پہ انھوں نے سلطان کو اک امید سے دیکھا

سلطان نے گہرا سانس بھرا اور پھر ہر اک بات اپنی ماں کو سناتا گیا

وہ تو میری بیٹی سے بہت بڑا ہے بلکہ اسکی عمر سے دگنا تو وہ کیسے میری بیٹی کے
ساتھ نکاح کر سکتا ہے

ساری بات سننے کے بعد انھوں نے جو کہا اس پہ سلطان کو تھوڑا حیرت
ہوئی

...امی نکاح اس نے کر لیا شاید وہ ہما کو پسند کرتا تھا اور

زینخاتم۔ فکر مت کرو میں دیکھتا ہوں وہ کیسے میری بیٹی کو طلاق نہیں دیتا

۔ دائود صاحب کی بات پہ زینخا بیگم نے رخ موڑ کر اسے دیکھا

دائود اپ کیسے طلاق کی بات کر سکتے ہیں اس پہ ساری زندگی اک داغ لگ جائے گا کون اپنائے گا ہماری بیٹی کو وہ ساری زندگی اپنے ماں باپ کے گھر کی ہو کر رہ جائے گی

زینخا بیگم نے وہی پرانی عجیب سی بات کی تو دائود صاحب کو مزید غصہ آگیا
بس اہنی بکو اس بند کرو... وہ بیٹی ہے میری کوئی بوجھ نہیں اور اگر ساری
زندگی بھی اسے اپنے پاس رکھنا پڑا تو مجھے منظور ہے پر اس انسان کے پاس
میں اپنی بیٹی کو نہیں چھوڑوں گا... اور میں جانتا ہوں اس کے لیے مجھے کچھ
..وقت تک انتظار کرنا ہوگا

دائود صاحب نے اتنا کہا اور اپنے کمرے میں چلے گئے

۔ پیچھے زینخا بیگم رونے لگی

سلطان نے انھیں حوصلہ دیا

امی پلیز فکر نہ کریں اب آپکو پتا چل گیا نہ کہ وہ سیف ہے اب پریشانی نہ کریں باقی جو بھی ہو گا انشاء اللہ بہتر ہو گا

کیا ٹھیک ہو گا دیکھو نہ اپنے باپ کو کیسی باتیں کر رہا ہے۔ اگر نکاح ہو بھی گیا ہے تو وہ کیسے اپنی معصوم سی بیٹی کی طلاق کی بات کر سکتا ہے مے تو جانتے ہوناں ہما کو وہ کیسے یہ سب برداشت کرے گی اور مجھے بتاؤ وہ کیسی تھی کچھ بولی کیا وہ اسکا رویہ کیسا تھا؟؟؟

زینخا بیگم نے بے چینی سے کہا

امی وہ بالکل ٹھیک تھی یقین کریں وہ بالکل ٹھیک تھی انا چاہتی تھی پر حالات ویسے نہیں تھے پر انشاء اللہ بہت جلد میں آپکو اس سے ملانے لے کر جائوں گا بس آپ اب فکر نہ کریں اور جلدی سے چلیں کھانا کھانے کے بعد اپنے دوائی بھی لینی ہے ورنہ بی پی کا ایشو ہق جائے گا

سلطان نے انکے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا

تم مجھے اس سے ملانے کے جائوں گے نہ

انہوں نے جیسے وعدہ لینا چاہا

امی وعدہ ہے میرا میں اپکو لے کر جائوں گا

سلطان کی بات پہ وہ کچھ ریلیکس ہوئی

کچھ دیر تک سلطان نے انہیں زبردستی کچھ کھانا کھلایا اور انہیں دوائی کھلا کر

انکے روم میں چھوڑ آیا تھا۔ وہ واپس جانا چاہتا تھا حوریہ کے پاس پر ابھی

آدھی رات کو اسے مناسب نہیں لگا کیونکہ گھر میں دانیال اور ضاویار بھی

موجود نہیں تھے اور اسے اندازہ تھا کہ اب تک حوریہ سو چکی ہوگی

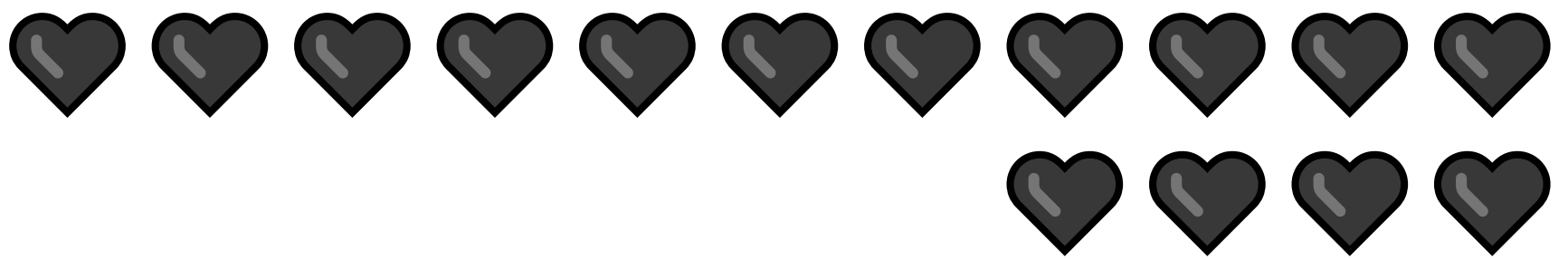
اسی وجہ سے وہ اپنے کمرے میں چلا گیا اور کپڑے بدلتا سونے کے لیے

لیٹ گیا

کافی دیر کروٹیں بدلنے کے بعد بھی اسے نیند نہیں آئی بہت کوشش کی پر

نیند نہ تو جیسے حوریہ کے پاس جا کر ہی آنا تھا

اسے اندازہ ہو رہا تھا کہ وہ حوریہ کا عادی ہو رہا تھا اور نہ پہلے تو اسے کسی بھی
جگہ نیند بآسانی جاتی تھی پر اب حوریہ کے بغیر نیند کا تصور بھی نہیں تھا
جھنجھلاتا ہوا وہ اپنی گاڑی کی چابیاں اور اپنا والٹ لیتا وہاں سے اپنے دوسرے
گھر کے لیے نکل گیا



دانیال جلدی سے اپنے آفس آیا تو تب تک رفیان آفس پہنچ چکا تھا
سر کیا بات ہے کچھ بات ہوئی ہے کیا آپ کیوں اتنے غصے میں ہیں اور یوں
اچانک آدھی رات کو کال کر کے بلایا
رفیان نے اس کے غصے کو دیکھتے ہوئے ڈرتے ہوئے سوال کیا
دانیال کے غصے سے وہ بہے اچھے سے واقف تھا۔ دانیال نے اس کی بات کا کوئی
جواب نہیں دیا اور اپنی کرسی پہ بیٹھتا وہ سگریٹ نکالتا اب اس کے گھرے کش
لے رہا تھا

رفیان نے دوبارہ نہیں پوچھا ورنہ وہ جانتا تھا کہ بہت برا ہو گا اسکے ساتھ اگر ایک بار پوچھنے پہ نہیں بتایا تو شاید وہ ابھی بتانے کے موڈ میں نہیں ہے یا غصے میں ابھی وہ کچھ بولنا نہیں چاہتا

رفیان جلدی سے جلدی شمس کی بہن مجھے میرے پاس چاہیے اور جیسے بھی ہو یہ کام ایک دو دن میں ہو جانا چاہیے

دانیال نے سگریٹ کا آخری کش لیا اور اسے ایش ٹرے میں پھینک دیا۔ اب وہ سگریٹ والی ڈبی سے دوسرا سگریٹ نکال رہا تھا

پر سر وہ تو امریکہ ہوتی ہے۔ ناں ایک بار شاید اپ نے ہی بات کرتے ہوئے۔ بتایا تھا تو وہاں سے اسے کڈ نیپ کرنا بہت مشکل ہو گا کیونکہ شمس نے اس کے ساتھ بہت سخت سیکیورٹی رکھی ہو گی

رفیان نے اس سے یہ نہیں پوچھا تھا کہ اچانک شمس کی بہن کو کیوں اغوا کرنا ہے بس اس نے سیدھا اصل بات کی

وہ تم فکر نہ کرو کل یا پھر سو تک وہ پاکستان آجائے گی اور میں چاہتا ہوں اسکے
پاکستان لینڈ ہونے کے فوراً بعد وہ میرے پاس ہو.. سمجھ آئی میری بات
دانیال نے جس طرح رفیان کو دیکھا تو ایک پل کو گڑ بڑا گیا کیونکہ اسے
دانیال کی آنکھوں سے بہت خوف ا رہا تھا

جی سر اگر ایسا ہے تو آپ بے فکر رہیں میں بہت جلد اس لڑکی کو اپ تک
کے کرائوں گا

.. رفیان نے اسے یقین دلایا

ٹھیک ہے۔ اب جائوں اور یہ کام ہو جانا چاہیے

اسے باہر کا رستہ دکھاتے ہوئے دانیال اب کائنات کے بارے میں سوچ رہا
تھا۔

کتنی عجیب بات تھی جس لڑکی سے محبت ہوئی اسی جے بھائی نے اسکی بہن
کو مجبور کر کے اس سے نکاح کیا

شمس کا خیال آتے ہی اسکا خون خول گیا

شمس جو تم نے کیا ہے ناں اب میرے دل میں تمہارے لیے صرف
نفرت ہے اور جو تم نے میری بہن کے ساتھ کیا ناں وعدہ ہے اس سے برا
کروں گا تمہاری بہن کے ساتھ

دانیال سوچ میں شمس سے مخاطب تھا۔ اسے بس اب کسی طرح کائنات کو
کل یا پرسوں تک پاکستان آنے کے لیے راضی کرنا تھا باقی وہ جان چکا تھا کہ
اسے کیا کرنا ہے

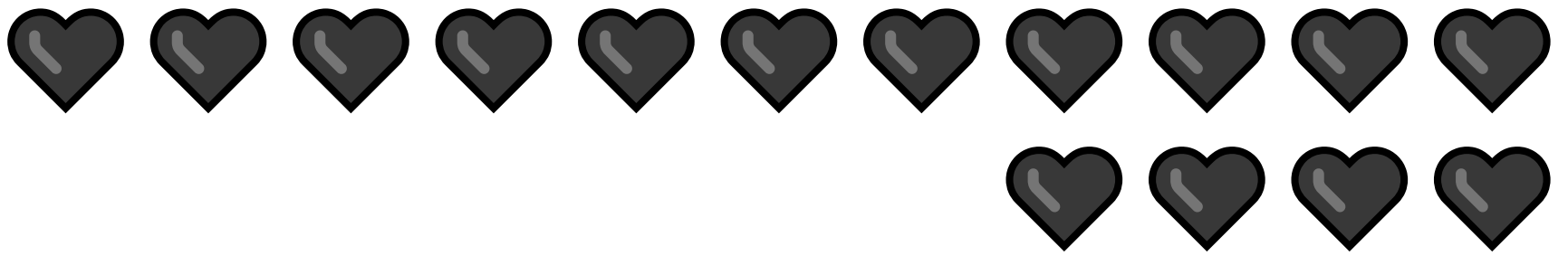
تم۔ میری محبت ضرور ہو پر حق تمہارے بھائی نے کیا اسکے اگے یہ محبت کچھ
نہیں۔ اب میں تمہارے ذریعے اس سے بدلہ لوں گا۔ بے شک چاہے اس
سے مجھے اور تجھے تکلیف ہی کیوں نہ پہنچے

یہ کھیل تم نے شروع کیا ہے شمس پر اسے ختم میں کروں گا اور تم ساری
.... زندگی یاد رکھو گے

سوری بیبی ڈال پر تمہاری خوشیاں میری بہن کی زندگی اے زیادہ ضروری
نہیں ہیں۔

.. واٹس ایپ پہ کائنات کی تصویر کھولے وہ اس سے مخاطب تھا
وہ اس وقت کائنات کو کال نہیں کر رہا تھا وہ جانتا تھا کہ ایسے غصے میں۔ وہ
اسے ایسا کچھ نہ بول دے کہ بات خراب ہو جائے یا پھر اسے کسی بھی طرح
... کاشک ہو

اب بس اسے اگلے چند دنوں میں بازی پلٹنی تھی



شمس ہما کو کمرے میں۔ چھوڑنے کے بعد سیدھا اپنے کام والے روم میں ایایا
یوں کہا جائے کہ اپنے آفس میں آیا جسے اس نے گھر میں ہی بنایا ہوا تھا
موسیٰ وہاں موجود نہیں تھا

شمس نے موسیٰ کو کال کر کے آفس میں آنے کا کہا۔ موسیٰ کو کال کرنے کے
بعد دوسری کال اس نے کائنات کو کی

... جی بھائی

کائنات کی آواز پہ جیسے اسکے جسم میں۔ کچھ سکون آیا

بھائی کی جان کیسی ہو؟؟؟

شمس نے محبت سے پوچھا۔ کائنات مسکرائی

جی بھائی بلکل ٹھیک آپ بتائیں کیسے ہیں۔ اور آجکل کیا چل رہا ہے

دوسری طرف کائنات بیڈ پہ بیٹھی تھی

میں بھی بلکل ٹھیک ہوں وہ مجھے اپ سے ایک ضروری بات کرنی تھی

شمس نے تھوڑا رکتے ہوئے کہا

جی بھائی کیا بات ہے

وہ کائنات میں نے آپ کی پرسوں کی فلائٹ رکھوائی ہے اور یہ ایمر جنسی

فلائٹ ہے کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ پرسوں ہی پاکستان واپس آجائو

چمس کی بات پہ کائنات حیران ہوئی

پر بھائی خیریت تو ہے ایسی کیا بات ہوئی کہ اتنی جلدی میں پاکستان آنا ہے

اور میں نے تو ابھی تک پیکنگ

تو کل کا پورا فن ہے آپکی پیکنگ کے لیے اور مجھے امید ہے کہ اب مزید ایک سوال بھی نہیں کریں گی جو میں نے بولا ہے اس پہ آپ عمل کریں گی . شمس اب مزید اسکے سوالوں کا جواب نہیں دے سکتا تھا .

بیٹا کچھ مجبوریاں ہیں کچھ پر بلمز کی وجہ سے میں اپکو جلدی بلارہا ہوں باقی کیا مسئلہ ہے میں اپکو پاکستان آنے پر ہی بتائوں گا اس سے پہلے آپ کوئی سوال نہیں کرو گے .

شمس نے کچھ بات اسکے کان سے گزاری

جی بھائی میں انشاء اللہ پر سوں تک اجائوں گی . کائنات جانتی تھی ضرور کوئی . بڑی بات ہوئی ہے ورنہ اسکا بھائی یوں اسے نہ بلاتا

مزید ایک دو باتوں کے بعد شمس نے کال کاٹ دی

کائنات نے فون کو بیڈ پر ہی پھینکا اور مسکرا دی . اسے پاکستان جانے کی بھی بہت خوشی تھی اور وہ خوشی کی وجہ دانیال تھا

دانیال کو وہ کب سے کالیں کر رہی تھی ہر وہ تھا کہ فون ہی پک نہیں کر رہا
تھا نجانے کیا بات ہوئی تھی پر اب وہ اسے سر پر ائیز دینا چاہتی تھی بغیر یہ
جانے کہ پاکستان میں اسے بہت بڑا سر پر ائیز ملنے والا تھا

.....

شمس نے کائنات سے بات کرنے کے بعد فون کو پاس ٹیبل پہ رکھا
بیٹھو موسیٰ مجھے تم سے کچھ ضروری بات کرنی ہے بلکہ مجھے تم سے اپنی ایک
خواہش ظاہر کرنی ہے اور مجھے امید ہے کہ تم میری بات ضرور سنو گے اور
میری خواہش کا مان رکھو گے

شمس کی بات پہ موسیٰ نے کنفیوز ہو کر اسے دیکھا
آخر ایسی کیا بات تھی جس پہ شمس اس اے امید باندھ رہا تھا ورنہ تو وہ اسے
صرف حکم دیتا

بھائی شروع سے ہی آپ نے مجھے حکم دیا اور آج یوں امید باندھ رہے ہیں
سب خیریت تو یہ ناں

موسیٰ کی بات پہ شمس نے اسے دیکھا اور کچھ سوچ کر بولا
پہلے حکم ہوتا تھا کیونکہ وہ میرا کام ہوتا تھا پر اب تمہاری زندگی کا فیصلہ ہے
اور میں اس میں حکم نہیں چلا سکتا بس تم اے امید رکھ سکتا ہوں باقی جو
تمہیں ٹھیک لگے

شمس نے اسے جواب دیا

اس بار موسیٰ خاموش تھا وہ اصل بات جاننا چاہتا تھا
موسیٰ میں چاہتا ہوں کہ تم کائنات سے نکاح کر لو۔ وہ تمہاری لیے بہترین
ہمسفر ہوگی بلکہ تم بھی اس کے لیے پرفیکٹ ہو اور میں چاہتا ہوں۔ کہ ہماری
یہ دوستی اب رشتہ داری میں بدل جائے
شمس نے موسیٰ کا حیران چہرہ دیکھتے ہوئے کہا

پر بھائی میں کیسے مطلب کائنات میری لیے شروع سے چھوٹی بہن کے جیسے
تھی اور اب .

وہ تمھاری بہن کے جیسے تھی پر بہن نہیں تھی اسکا اس دنیا میں صرف ایک
بھائی ہے اور وہ میں ہوں

میں کائنات کو خود منائوں گا اور مجھے امید ہے کہ وہ بھی مان جائے گی۔ ایسا
نہیں ہے کہ یہ خیال میرے دل میں ابھی آیا میں نے بہت پہلے تم دونوں
کو ایک دوسرے کے لیے سوچا تھا بس میں مناسب وقت کا انتظار کر رہا تھا پر
آج جو ہوا اس جے بعد میرا دل بہت ڈر گیا ہے مجھے شک ہے کہ دانیال
میری بہن کے ساتھ وہی سب کرنے کی کوشش کرے گا جو میں نے کیا پر
مجھے دانیال کائنات کے لیے ہر گز پسند نہیں ہے اور اسی لیے میں چاہتا ہوں
کہ کائنات کے پاکستان آنے پہ میں تم دونوں کا نکاح کروادوں اور میں نے
کائنات کو اسی لیے جلدی میں پاکستان بلایا ہے تاکہ جلد سے جلد نکاح ہو
سکے اور دانیال کو کسی بھی قسم کا موقع نہ ملے

پر سردانیال ایسا نہیں ہے آپ بھی جانتے ہو کہ وہ کیسا انسان ہے مجھے نہیں
لگتا کہ وہ ایسا کچھ کرے گا

موسیٰ نے دانیال کے بارے میں اتنی رائے دی

شمس پیرویت گھماتے ہوئے کسی گہری سوچ میں تھا

نہیں موسیٰ اس بار اسے بیت گہری چوٹ لگی ہے اور اسکی آنکھیں ایسی
آنکھیں خاموش رہنے والوں کی ہر گز نہیں ہوتی وہ بہت ہی کچھ بڑا کرنے کا
سوچ رہا ہے اور جو بات اس نے مجھے بولی تھی اس سے مجھے صاف لگ رہا
ہے کہ وہ کائنات کو ٹارگٹ کرے گا اور وہ اچھے سے جانتا ہے کہ میری
کمزوری کائنات ہے

اس لیے میں چاہتا ہوں کہ ابھی ایسے ہی حالات میں نکاح ہو جائے باقی اگر
ضرورت پڑی تو رخصتی بھی نرلیں گے نہیں تو ہم بعد میں اس بارے میں
سوچ لیں گیں

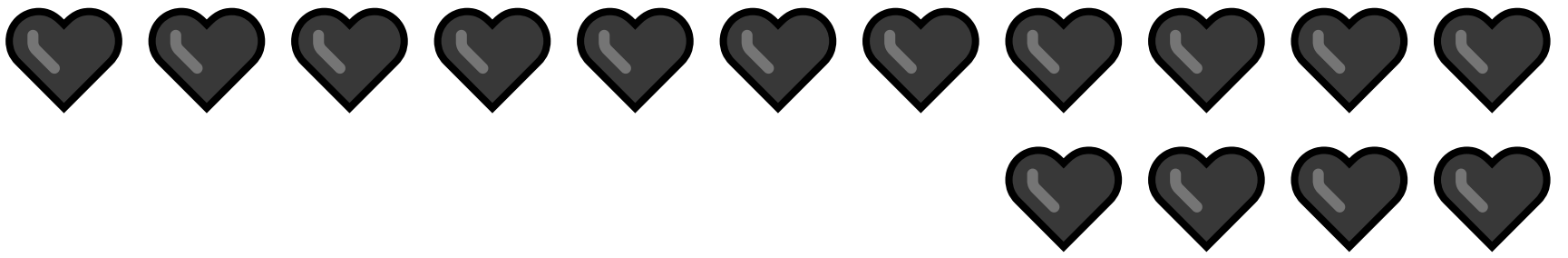
تم اس بارے میں کیا کہتے ہو کیونکہ آخری فیصلہ تو تمہارا ہی ہوگا

شمس نے اب کی بار موسیٰ کو دیکھا تو وہ خاموش تھا

موسیٰ میں تمہارے ساتھ کوئی زبردستی نہیں کرنا چاہتا اگر تم چاہتے ہو تو
ٹھیک نہیں تو تمہیں میری طرف سے بالکل بھی فورس نہیں کیا جائے گا
بھائی جیسا اپ چاہیں کیونکہ میرا بھی اس دنیا میں کوئی نہیں ہے چھوٹا سا تھا
جب نوکری کی تلاش میں در بدر بھٹک رہا تھا تب آپ ہی آئے جو میرے
ساتبان بنے۔ مجھے اچھی تعلیم دی اچھا کھلایا اور کبھی مجھے اپنے سے کمتر
نہیں سمجھا۔ میں جانتا ہوں کہ میرے دل میں کائنات کے لیے ویسے
جزبات نہیں ہیں پر مجھے یقین ہے کہ نکاح کے بعد میرے دل بدل جائے
گا۔ بھائی مجھے اپکا فیصلہ منظور ہے بلکہ دل سے قبول ہے
موسیٰ نے جس طرح طرح ہاں کی تھی شمس کا دل اپنے فیصلے پہ ایک بار پھر
سرخرو ہوا تھا۔ اسے اب یقین تھا کہ اس نے کائنات کے لیے غلط لڑکا نہیں
چنا تھا ویسے بھی موسیٰ کائنات سے عمر میں بس تھوڑا سا ہی بڑا تھا

عمر کی بات پہ اسے ہمایا د آئی اب افسوس بھی ہو رہا تھا کہ کیوں اس کے
ساتھ اتنا سختی سے پیش آیا کیونکہ اسکا ایسا ریکشن تو بنتا ہی تھا۔ ہما کی یاد نے
اسے مسکرا نے پہ مجبور کیا

موسیٰ اے گلے ملتا اسے جچھ ہدایات دیتا وہ اپنے کمرے کی طرف چلا گیا
موسیٰ بھی اسکی باتیں سنتا اپنے کمرے میں چلا گیا کیونکہ وہ بھی حویلی میں ہی
رہتا تھا



شمس موسیٰ سے بات کرنے کے بعد اپنے کمرے میں آیا تو دیکھا کہ کمرہ خالی
ہے۔

خالی کمرے کو دیکھ اسے بہت غصہ آیا۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی اسکا غصہ
ٹھنڈا ہوا تھا اور اب پھر سے اسے غصہ ا رہا تھا

یہ لڑکی کبھی بھی سدھر نہیں سکتی۔ وہ جانتا تھا کہ وہ یہی کہی موجود ہے

دوبارہ بھاگنے کی غلطی وہ اب کبھی بھی نہیں کرنے والی تھی

اس نے ڈریسنگ روم چیک کیا تو وہ وہاں موجود نہیں تھی۔ پھر واش روم میں

چیک کرنا چاہا تھا واش روم کا دروازہ بند تھا

ہماد دروازہ کھولو

شمس نے باہر کھڑے ہوئے ہی آواز لگائی

ہما جو کب سے بیٹھی اب تک تھک چکی تھی۔ اسے لگ رہا تھا کہ وہ یہاں

بیٹھی ایسے ہی اپنا وقت برباد کر رہی ہے اگر شمس نے آنا ہوتا تو وہ کب کا چکا

ہوتا پر شاید وہ کہی چلا گیا ہے اور آج رات اس کی واپسی نہ ہو۔ یہی سوچ کر

اب اسے کچھ امید ہو رہی تھی پر شمس کی آواز سن کر اسے ایک بار پھر سے

ڈرنے لگ گیا

اگر شمس نے اپنے کیے پہ عمل کرنا چاہا تو اس اے آگے سوچ کر ہی اس کا برا

حال ہو رہا تھا

اس کی کمر میں اب بہت درد تھا وہ بس سونا چاہتی تھی بھوک سے الگ برا
حال ہو رہا تھا۔

ہمارا وزہ کھولو ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا

شمس کی آواز پہ ہمارا مزید کانپ گئی

پلیز شمس مجھے چھوڑ دیں میں باہر نہیں آنا چاہتی پلیز مجھے جانے دیں

روتے ہوئے روانگی میں وہ یہ سب بول گئی

اسکی بات پہ شمس مسکرایا

تمہیں میں نے بولا بھی تھا کہ ہمارا تم نے میرے ساتھ واپس اسی کمرے میں

آنا ہے پر تم نے میری اک نہیں سنی

پر میں آپکے ساتھ واپس آئی تو ہوں ناں

ہمارا منمنائی

اسکی معصومیت پہ شمس مسکرایا

تم۔ واپس آئی نہیں ہو تمہیں میں نے زبردستی لایا ہے اور اب تمہیں اسکی
سزا تو ملے گی ناں تاکہ تم دوبارہ کبھی بھی واپس نہ جاسکو
شمس نے اسے ڈرایا اور پاس موجود الماری سے چابیاں نکال لایا
پلیز شمس میں دوبارہ روز آپکی بات سنوں گی بس پلیز آپ مجھے کچھ مت کہنا
اور میں۔

اہہہہ

وہ مزید بولتی کہ شمس نے دروازہ کھولا تو وہ اسے دیکھ چیخنے لگی
شش چپ ہو جائو۔ شمس نے اسے منہ پہ ہاتھ رکھا
ہما بڑی بڑی آنکھیں کھولے اسے گھور رہی تھی
شمس نے اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے اسکی کمر کو کس کے پکڑا اور اسے
ایک جھٹکے سے باہوں میں اٹھالیا
چھوڑیں شمس پلیز

ہمانے اسے سینے پہ سر رکھتے ہوئے کہا۔

اسے اندازہ ہو رہا تھا کہ آج بچ پانا مشکل ہے

میرے قریب مت آئیے گا ابھی میں اس سب کے لیے تیار نہیں ہوں اور
میں۔

شش مجھے مت سکھائو کے مجھے کیا کرنا ہے اور کیا نہیں کرنا اپنا منہ بند رکھو
ورنہ مجھے دوسرے طریقے سے بطی منہ بند کرنا آتا ہے اور جہاں تک بات
رہی کہ ابھی تم تیار نہیں ہو تو تیار کرنے میں تھوڑا سا وقت لگتا ہے
شمس نے جھکتے ہوئے اس کے کان میں سرگوشی کی۔ ہمارا سکی بات سنتی بالکل
کانپ گئی۔ اسے اپنے اس پاس خطرے کی گھنٹیاں بجتی محسوس ہو رہی تھی
شمس نے اسے بیڈ پہ چھوڑا تو وہ ایک دم سے دور ہوتی بیٹھ گئی
ادھر اُو میرے پاس

شمس نے تکیہ سیٹ کرتے ہوئے کہا اور وہ بھی بیڈ کی ایک سائیڈ پہ لیٹ گیا
ہمارا ابھی ویسے ہی بیٹھی تھی اس کا جسم اب ہلکا ہلکا کانپ رہا تھا

وہ بس اب رونے کو تیار تھی۔ ایک مرد کے ساتھ پہلی بار وہ اتنا قریب ہوئی تھی اور جیسے حالات تھے اب اسے کچھ سمجھ نہیں آرہی تھی

شمس اسکی کنڈیشن سمجھتا تھا پر اسے اندازہ تھا کہ ہمارے ساتھ اسے جلد رشتہ بنانا ہو گا ورنہ اس کے باپ بھائیوں نے اسے جلد ہی ہمارے دور کر دینا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ ہمارے گھر والے ضرور کوئی بڑی پلاننگ کر رہے ہیں۔ پر ہمارے کنڈیشن دیکھ وہ سمجھ چکا تھا کہ ابھی یہ مناسب وقت نہیں ہے۔ پر ہمارے ڈرانے کا اپنا ہی ایک الگ مزہ تھا۔

ادھر اُو سمجھ نہیں آرہی کیا

شمس نے غصے سے کہا

اسکے غصے سے۔ بولنے پر ہمارے اونچی اونچی آواز میں رونے لگی

شمس خود بوکھلا گیا۔ اچھا چپ ہو جائو کچھ نہیں کہتا میں

شمس اس کے پاس گیا اور اس کے گالوں کو چھوتے ہوئے کہا۔ ہمارے چپ ہوتی

اسے دیکھ رہی تھی۔ ہمارے قریب پا کر شمس بہکنے لگا

ہما کی آنکھیں اسے کسی گستاخی کرنے پہ مجبور کر رہی تھی
شمس جھکا اور اسکے لبوں پہ اپنے لب رکھے انھیں چومنے لگا
ہما احتجاج کرنا شروع ہو گئی پر شمس ہر بار اپنے لمس میں سختی لے لےاتا
شمس ہما کو جھکاتا اب اپنا رشتہ قائم کرنے کا ارادہ بنا چکا تھا کیونکہ اب یہ سب
اس کی برداشت اے باہر ہو رہا تھا ہما کو وہ ظاہر نہیں کرتا تھا پر اب اس کا نشہ
اسکے دل و دماغ پہ چھایا ہوا تھا

ہما کے لبوں کو وہ اپنی شدت سے زخمی کر چکا تھا۔ ہما تڑپتی ہوئی خود کو چھڑا
رہی تھی

شمس اسکی گردن کو چومتا نیچے کی جانب بڑھ رہا تھا
شمس نے جب اسکے سینے سے چادر ہٹائی تو ہما کے رونے کی آواز آنے لگی۔
گہری سانس لیتا وہ پیچھے ہو گیا

اسے اپنے سینے سے لگاتا وہ اسے لیے لیٹ گیا

اچھا رو نہیں کچھ نہیں کرتا میں ابھی بس تمہیں میں اپنے قریب محسوس
کرنا چاہتا تھا۔

ہمارے سینے سے لگی ہچکیاں لے رہی تھی
شمس نے اسے زور سے سینے سے لگایا اور اس کے ماتھے پہ بوسہ دیتا اسے
سونے کی ہدایت دیتا جو ابھی سونے لگا
ہمارے خود کو چھڑانے کی کوشش کی ہر اسے محسوس ہوا کہ چھڑانا بہت
مشکل ہے۔

وہ بہت تھک چکی تھی اسے لگ رہا تھا کہ شمس کے ایسے اتنے قریب وہ نہیں
سو پائے گی ہر جلد ہی بھوک ہونے کے باوجود وہ نیند کی گہرائیوں میں چلی
گئی۔

شمس اسے دیکھتا مسکراتا ہوا ہلکے سے اسے لبوں کو چومتا سونے کی کوشش
کرنے لگا۔

ہمارے موجودگی اسے ایک الگ سکون دے رہی تھی۔



سلطان رات کے تقریباً بارہ بجے گھر پہنچا

اس نے بیل نہیں بجائی کیونکہ وہ جانتا تھا کہ حور یہ سو رہی ہوگی

اسکا فون اچانک وائی بریٹ کرنے لگا۔ اسے اندازہ ہوا کہ دن سے ماہرہ اسے

سو کالیں کر چکی ہے پر اس نے اسے ریپلائے نہیں دیا کیونکہ آج کا دن ہی

کچھ ایسا تھا

ابھی وہ جانتا تھا کہ ماہرہ اس سے ناراض ہوگی پر ابھی وہ اسے منانے کی

کنڈیشن میں نہیں تھا

فون کو آف کرتا وہ اب جیب سے چابی نکالتا گھر کا دروازہ کھولنے لگا

اپنے کمرے میں آیا تو دیکھا کہ حور یہ ایسے ہی بے ڈھنگے طریقے سے سو رہی

تھی

صاف دیکھ رہا تھا کہ وہ بیٹھے بیٹھے ہی سوئی ہے۔ مضبوط قدم لیتا وہ حوریہ کے
ہاس آتا اسے لبوں کو چومنے لگا۔

وہ جانتا تھا کہ ابھی اسے جگانا سہی نہیں ہے ہر قہ خود قہ روک نہیں پارہا
تھا۔

اسے لبوں کو چومتا وہ اسے گردن اور کندھوں پہ کاٹنے لگا۔
حوریہ کو اپنی گردن پہ ایک احساس ہوا تو وہ آنکھیں کھولنے لگی
آنکھیں کھولتے ہی اسکے اندازہ ہو گیا تھا کہ سلطان اسہ جھکا ہوا ہے
سلطان کے بالوں میں اپنی چھوٹے ہاتھ گھساتی وہ اسے سکون پہچانے لگی
سلطان اسکے جاگنے کا نوٹس لے چکا تھا
اسکے ہاتھوں کو تھاما وہ جیسے پاگل ہو رہا تھا
سلطان نے آٹھ کرا سکی آنکھوں میں دیکھا
حوریہ نے اپنی نظریں جھکا دی

سلطان اسکے کان کی لو کو چومتا اسے کاٹنے لگا۔ حوریہ کو بہت تکلیف ہو رہی تھی پر وہ خاموشی سے ساری تکلیف برداشت کر رہی تھی۔ سلطان جی آپ آج بہت لیٹ ہو گئے۔ حوریہ نے اس سے سوال کیا کیونکہ وہ اس کا کب سے انتظار کر رہی تھی

پر سلطان اسکے سوال کو اگنور کرتا اسے لٹاتا اسے پہ چھانے لگا۔ اے سچے سینے پہ اپنے دانت گاڑتا وہ اسکی سسکیوں کی وجہ بن رہا تھا۔ میری شرٹ کے بٹن کھول

اچانک کمرے میں سلطان کی آواز گونجی۔ حوریہ کو لگا کہ شاید اس نے کچھ غلط سنا ہو

حوریہ نے جب کوئی رد عمل ظاہر نہیں کیا تو سلطان نے زور سے اسکے ہاتھوں کو اپنی شرٹ پہ رکھا

حور یہ کانپتے ہاتھوں سے اسکی شرٹ کے بٹن کھولنے لگی۔ اسے کچھ سمجھ نہیں آرہی تھی با کچھ اندازے کے مطابق وہ شرٹ کے بٹن کھول رہی تھی۔

سلطان اپنی شرٹ اتارتا اسے بھی بے لباس کر چکا تھا۔ کچھ دیر بعد اس خاموش فضا میں حور یہ کی سسکیاں اور ہلکی ہلکی چیخیں گونج رہی تھی۔

ناجانے سلطان کیوں اسے تکلیف دے رہا تھا۔ کچھ لمحوں بعد وہ سگریٹ کے گہرے کش لیتا اور کر کش کے ساتھ وہ حور یہ کے جسم پہ بوسہ دیتا۔

حور یہ اسکے سینے پہ سر رکھے اسے محسوس کر رہی تھی۔ سلطان نے اسکا پسینے سے بھیگا چہرہ اوپر کیا تو اسکی نظر حور یہ کے چہرے پہ پڑی وہ دوبارہ بے قابو ہو رہا تھا۔ حور یہ کی کچھ لٹیں پسینے کے باعث اس کے چہرے کے ساتھ چپکی ہوئی تھی۔

سلطان انھیں ہٹاتا حوریہ کی سانسیں پطر سے روکنے لگا۔
حوریہ ہر بار کی طرح اسکے سکون کے لیے بس اسے محسوس کر رہی تھی۔
سلطان اے محبت اتنی مضبوط ہو چکی تھی کہ اب خود پہ وہ ہر تکلیف سہتی
... بس اسکی خوشی اور سکون کو ترجیح دیتی تھی

سلطان کی آنکھ حوریہ کی آواز پہ کھلی۔
سلطان جی۔ اسکے کندھے کو وہ ہلا کر اسے جگا رہی تھی۔
ہمممم۔ سلطان نے اسکے ہاتھ تھام کر اسکی ہتھیلی پہ اپنا انگوٹھا گھماتے ہوئے
کہا۔

وہ اٹھ جائیں آپ کافی دیر ہو گئی ہے اور آپکے فون پہ آپکے بابا کی بہت
ساری کالز آئی ہیں۔

حوریہ کی بات پہ اسکا دماغ بھک سے اڑ گیا اسے کل کا سارا سین یاد آیا کہ ہما
شمس کے پاس ہے اور اس وقت اسے اپنے گھر والوں کے پاس ہونا چاہیے
تھا۔

کیا ٹائم ہوا ہے.... سلطان نے اٹھتے ہوئے پوچھا پراسکی نظر سامنے گھڑی پہ
پڑی تو مزید حیرت ہوئی کیونکہ گیارہ بج چکے تھے
مجھے جگایا کیوں نہیں۔ سلطان نے غصے سے حوریہ سے کہا
اسکے غصہ کرنے پہ حوریہ مزید ڈر گئی۔ وہ ہمیں پتا نہیں تھا کہ اپکو صبح کہی جانا
ہے آپ اکثر صبح دیر سے جاگتے ہیں ناں تو ہمیں لگا
کیا لگا تمہیں ہاں.... اب ہٹوا گے سے جو ٹائم بچا ہے وہ بھی تم ویسٹ کروا
رہی کو

اسے پیچھے ہٹاتا وہ جلدی سے واشروم چلا گیا۔ اسکے ایسے رویے پہ حوریہ کو
بہت ڈر لگ گیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے اسکی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئی
۔ وہ جلدی سے ناشا بنانے چلی گئی کہی غصہ میں وہ اسے مزید باتیں ناسنادے

اسنے صبح سویرے آٹھ کر سلطان کے لیے نہاری بنائی تھی ساتھ میں چکن
پلائی بھی بنایا تھا اب وہ سب ٹیبل پہ سیٹ کر رہی تھی جب کمرے کے
دروازے سے سلطان اپنی شرٹ کے بٹن بند کرتا ہوا باہر آیا

سلطان جی ناشتا تیار ہے آجائیں

حوریہ نے جلدی سے کہا

نہیں کرنا مجھے ناشتا تم کر لو۔۔ بے رخی اے کہتا وہ باہر نکلنے لگا حوریہ کو کچھ
سمجھ نہ آئی کہ کیا بولے

... پلینز تھوڑا سا ناشتا کر لیں ہم نے آپکے لیے بنایا ہے

حوریہ نے اپنی انگلیاں مروڑتے ہوئے کہا

سلطان اک پل کور کا واپس مڑتا وہ حوریہ کے پاس آیا۔ حوریہ کا دل بہت
خوش ہوا کہ چلو کم سے کم ناشتا تو وہ کر لے گا۔ پر سلطان نے اسکے بالوں کو
اپنی مٹھی میں زور سے دبایا

سمجھ نہیں آرہی میں نے کیا کہا

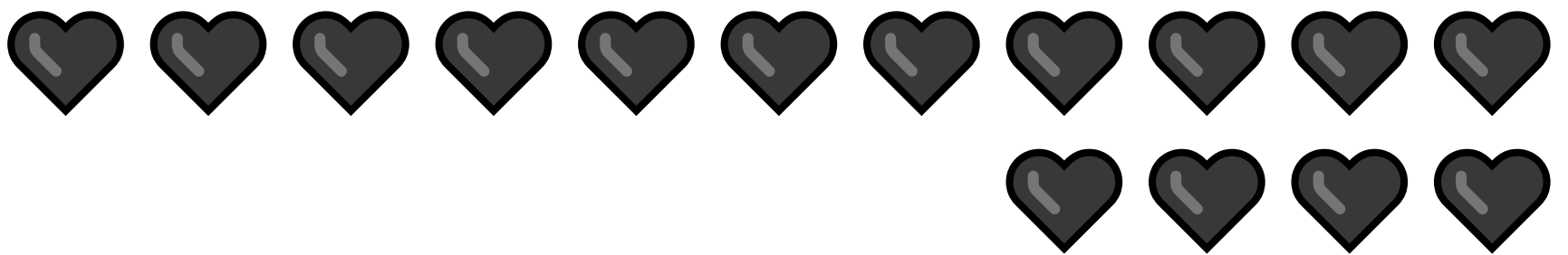
اسکا چہرہ اپنے چہرے کے قریب کرتے ہوئے سلطان نے کہا
اہہ... حوریہ کے منہ اے چیخ نکلی کیونکہ سلطان نے اسکے بالوں کو بہت
بے دردی سے پکڑ رکھا تھا۔ اب تک میرے ساتھ رہتے ہوئے اتنا تو سیکھ
چکی ہوگی کہ مجھے اپنی بات بار بار دہرنا پسند نہیں ہے پتا بھی ہے کہ میں
لیٹ ہو چکا ہوں پھر بھی تم پیچھے سے آوازیں دے جا رہی ہو
سلطان پلینز ہمارے بال!!! ہم اب دوبارہ نہیں ہٹکے گے
حوریہ کا اتنا بولنا تھا سلطان اسے جھٹکے سے چھوڑتا گھر سے باہر نکل گیا
پیچھے حوریہ سسک کر روتی اپنا غم منانے لگی۔ سلطان کا یہ رویہ اسے توڑ رہا
تھا۔ سسکتے ہوئے اب اسے اپنے ماما بابا کی یاد آرہی تھی۔ وہ ایسے رویوں کی
ہر گز عادی نہیں تھی اور اسکی کنڈیشن بھی ایسی نہیں تھی کہ وہ کسی بات کا
سٹریس لیتی یا یوں کسی بات کو سارا دن دل اے لگا کر بیٹھی رہتی
روتے روتے اچانک اسے زور سے متلی محسوس ہوئی تو وہ بھاگتی ہوئی
واٹر روم چلی گئی۔

متلی کرتے ہوئے اسے ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ اسکا دل بھی باکر آنے کو ہے
. پیٹ میں سخت درد محسوس ہو رہا تھا

. جب وہ واشروم سے باہر نکلی تو اسکی ٹانگوں میں بالکل بھی جان نہیں تھی
وہی بستر پہ گرتی وہ سلطان کی وجہ سے اب پھر سے روئے جا رہی تھی. کتنی
خوش تھی اس نے تو ابھی تن ناشتا بھی نہیں کیا تھا کہ وہ سلطان کے ساتھ
. ناشتا کرے گی پر سلطان نے تو ناشتے کو دیکھنا تک گورا نہیں کیا

یہ اسکی بہت بڑی غلطی تھی کہ اس نے سلطان جیسے سنگ دل سے محبت کی
. تھی اور اب اسکی دی جانے والی تکلیفوں پہ وہ سسک رہی تھی

اسے تو ابھی اندازہ نہیں تھا کہ یہ سب تو چھوٹی موٹی تکلیفیں تھی جلد ہی وہ
. اسے بکت بے رحم اور شاید کبھی نہ بھرنے والا زخم دینے والا ہے



ضاو یار ایمیل کے چچا کے ساتھ دوسرا دن صبح صبح نجانے کدھر چلا گیا تھا۔
ایمیل کے لیے تو یہ اچھا ہی تھا کیونکہ ابھی وہ اس کنڈیشن میں نہیں تھی کہ
اسکا سامنا کر سکے۔

رات کو انکے بیچ جو بھی ہوا تھا ایمیل اب پھر سے کنفیوژن کا شکار ہو چکی تھی۔
اسے سمجھ نہیں لگ رہی تھی کہ وہ کیا فیصلہ لے ہر بار اسے ضاو یار کسی بڑی
الجھن میں ڈال دیتا تھا۔ وہ سمجھ نہیں پاتی تھی کہ ضاو یار آخر اس سے کیا چلتا
ہے۔ زندگی اک دم سے اسے ایک بوجھ سی لگ رہی تھی

اپنے بال باندھتی وہ فریش ہونے چلی گئی۔ اسکے چچا کا گھر حویلی جیسا نہ تھا یہ
ایک چھوٹا سا گھر تھا۔ یہاں دائود صاحب کے گھر کی جیسی سہولیات میسر
نہیں تھی۔

ایمیل فریش ہونے کے بعد ناشتا کرنے لگی۔

کچن میں اسکی چچی نے اسے ناشتا دیا تو اچانک باہر سے مردوں کی آوازیں
آنے لگی۔

اجمل صاحب اور ضاویار واپس اچکے تھے۔ ایمل کے چچا نے اپنی بیوی کو کسی کام کے لیے آواز دی شاید انھیں کچھ چاہیے تھا پر وہ مل نہیں رہا تھا۔ ضاویار کچھ میں پانی پینے آیا تو ایمل کو دیکھا جو بیٹھی ناشتا مر رہی تھی۔ ضاویار کو دیکھا ایمل کو نوالا منہ میں اٹک گیا۔ کھانسی کا ایک دورہ پڑ گیا اسے۔ ضاویار نے اسے پانی کا گلاس تھمایا۔

ایمل چھوٹے چھوٹے سپ لینے لگی۔ ضاویار اسی کے پاس کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا۔ واپسی کا کب تک کا پلین ہے پاس رکھی فروٹ باسکٹ اے ایک سیب نکال کر اسے کھاتا ضاویار اب ایمل سے پوچھ رہا تھا۔

ایمل اب نظریں جائے بس ناشتے کو گھور رہی تھی۔ ایک دو دن تک ہماری واپسی ہے تو جس جس کو بھی ملنا ہی جلدی سے مل لینا۔

ضاویار اسے بولتا اپنی جگہ سے اٹھ گیا۔

میں ابھی واپس نہیں جائوں گی ابھی ایک دو مہینے بعد واپس آؤں گی۔ اپ چلے
جائو کیونکہ اچکو واپس شہر جانا ہے

باہر جاتے ہوئے اسکے قدم ایمیل کی بات پہ ٹھہر گئے۔ ضاویار واپس مڑا اور
اس کے پاس بیٹھ گیا۔ مجھے بحث کرنا ہر گز پسند نہیں ہے اس لیے جو بولا ہے
وہ کرو

ٹیبیل پہ جھکتا وہ اسے وارن کر رہا تھا

ہم نے بھی بتا دیا کہ ہم نہیں جائیں گے

ایمیل کی ضد پہ ایک پل کو ضاویار حیران ہو گیا پر پھر خود پہ قابو پانے لگا

کیا وجہ ہے کہ تم اتنے عرصہ یہاں رہو گی ہاں۔؟؟؟

اچکو کیا میں جہاں بھی رہوں اپ تو خود بولتے تھے ناں کہ تمہارا باپ کا کوئی

تمہیں پوچھتا نہیں ہے تو اب اگر میں اپنے باپ کے بھائی کے گھر رہنے لگی

ہوں تو اچکو اس سے کیا مسئلہ ہے۔ ہر بار اپنے مجھے زلیل کیا ہے تو اب کیوں

مجھے واپس چلنے کا بول رہے ہیں

آپ تو شہر میں ہوتے ہیں اپکو میرے حویلی واپس جانے سے کیا
اپ کے لیے تو میں جائوں یا ناجائوں ایک برابر ہے تو کیوں اپ میرے
ساتھ زد لگا رہے ہیں

ایمل نے بھی صاف بات کر دی

میرے س؛ منے اب زبان چلائو گی

.. ضاویار نے غصے سے اسکا منہ دبوچا

ہاں چلائوں گی اور جو دل کرے گا اب وہی کروھی آپ ہوتے کون ہو

پوچھنے والے

میں اپکو اپنا شوہر نہیں مانتی اور جلد ہی میں اپ سے طلاق لے لوں گی

ایمل کو بھی غصہ اگیا اور ھو دل کیا وہ بولتی چلی گئی

میں تمھاری جان لے لوں گا کس نے سیکھایا تمھیں یہ طلاق کا لفظ ہے۔

دوبارہ اگر تمھارے منہ پہ یہ لفظ آیا بھی تو جان لے لوں گا تمھاری

مجھے پہلے ہی سمجھ جانا چاہیے تھا کہ تم کس نیت سے یہاں آئی ہو۔ پر نہیں
میں بھی بے وقوف جو تمہیں یہاں کے ایا

ضاو یار نے اونچی آواز سے کہا۔ ایمل اسکا جواب دیے بغیر کچن سے باہر
جانے لگی

ضاو یار نے اسکا ہاتھ پکڑا پر ایمل جلدی اے چڑھاتی کمرے میں چلی گئی۔
اسے ڈر لگ رہا تھا کہ ضاو یار غصے میں کہی سب چچا چاچی کو نابتا دے بے
شک وہ انھیں سب بتانے والی تھی پر وہ سب سوچ سمجھ اور بہت تحمل سے
انھیں بتاتی جبکہ ضاو یار غصے میں نہ جانے انھیں کیا کیا بولتا

ایمل کے کمرے میں جانے پر ضاو یار نے غصے سے اپنے ہاتھ کو ٹیبل پہ مارا
تمہیں تو میں اپنے ساتھ لے کر ہی جائوں گا اور وہ بھی ان دو تین دن کے
اندر اندر دیکھتا ہوں کون مائی کالال مجھے روکتا ہے

خود سے ہی ارادہ کرتا وہ کمرے میں چلا گیا

کمرے میں جانے کے بعد اس نے اپنے کسی دوست کو کال کی جو پولیس میں
بھی اسکا سا تھی تھا اس سے چند باتیں ڈسکس کرنے کے بعد وہ اب سوچ چکا
تھا کہ اسے کیا کرنا ہے



سلطان گھر سے رش ڈرائیونگ کرتا حویلی پہنچا
سب ملازم اپنے اپنے کاموں میں مصروف تھے۔ وہ اپنی ماں کے کمرے میں
گیا تو زلیخا بیگم بیٹھی تسبیح کر رہی تھی
امی... سلطان انکے گلے ملا
کیسی طبیعت ہے آج آپ کی

سلطان نے اسے کندھوں پہ اپنے بازو پھیلانے
کیسی ہو سکتی ہے وہ ماں جس کی بیٹی نجانے کتنی تکلیف برداشت کر رہی ہے
انکی آنکھیں سوج چکی تھیں پر اب بھی وہ جیسے برسنے کو تیار تھی

امی کیا ہو گیا ہے میں جانتا ہوں کہ شمس اسے کبھی تکلیف نہیں دے گا۔ وہ
جیسا بھی ہے پر امی آپ یقین کریں ہمارا اس کے ساتھ بالکل سیف ہے۔ اور
بہت جلد میں آپ کو اس سے ملانے لے کر جائوں گا۔

سلطان نے انھیں حوصلہ دیا۔ آپ نے ناشتا کیا

سلطان جاننا چاہ رہا تھا کہ آیا وہ بھوکے تو نہیں ہیں

تمہارے بابا نے صبح اٹھ کر مجھے ناشتا بردستی ہی کروایا تھا کہ اگر تم ناشتا
نہیں کرو گی تو مجھے سکون نہیں ملے گا۔

تمہارے بابا بہت اچھے شوہر ہیں بیٹا میں نے ناشتا نہیں کیا تو ان کا دل بھی
نہیں کر رہا تھا۔ اور یہ ایک اچھے شوہر کی ن عادت ہوتی ہے

انکی بات پہ سلطان کو حوریہ یاد آئی۔ وہ تو اسے ایسے ہی بھوکا چھوڑا تھا اس
نے بھی تو ابھی تک کچھ نہیں کھایا ہوگا

حوریہ کے ساتھ اپنا رویہ یاد آیا تو اب دکھ ہو رہا تھا

اچھا امی بابا کدھر ہیں؟

وہ بیٹا آفس گئے ہوئے ہیں اور تمہیں بھی بولا تھا کہ آفس آ جانا

انہوں نے نجانے کیا پڑھ کر سلطان پہ پھونکا

اچھا چلیں پھر میں آفس جا رہا ہوں پہلے ہی بہت لیٹ ہو چکا ہوں

انکو سی آف کرتا وہ آفس کے لیے نکل گیا

فون اس نے اب ان کیا تھا وہ جانتا تھا ماہرہ اس سے بہت ناراض ہو گی اور

اب وہ اسے منانے والا تھا

وہ آفس آیا تو دانیال اور دائود صاحب کسی میٹنگ میں تھے وہ اپنے کبین میں

چلا گیا

بات سنو

پاس موجود ایک ملازم کو آواز دے کر بلایا

..جی سر

جائو اور میری سیکٹری مس ماہرہ کو بلا کر لاؤ.. انہیں بولنا مجھے کچھ ضروری

کام ہے ان سے

جی سر

دوبارہ وہی الفاظ ادا کرتا وہ ملازم چلا گیا

سلطان اپنے کیمین میں بیٹھا اب کوئی فائل ریڈ کر رہا تھا

مے آئی کم ان سر

ماہرہ کی آواز پہ وہ مسکرایا

جی جب دل میں آگئی ہیں تو کیمین میں بھی آہی جائیں

سلطان نے مسکراتے ہوئے کہا

اسکی بات پہ ماہرہ مسکرائی پر جلد ہی اپنی مسکراہٹ چھپا گئی کیونکہ ابھی اس

نے ناراضگی کا اظہار کرنا تھا

جی سر کوئی کام تھا

ماہرہ نے اس کے سامنے کھڑے ہوتے ہوئے پوچھا

آپ سے کام ہی کام

سلطان نے اسے گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا

اسے ایسے دیکھتے ہوئے ماہرہ نے گھورا

اچھانناں یار سوری.. سلطان نے اسکا ہاتھ تھامتے ہوئے اسے اپنی گود میں
بٹھایا

کیا وجہ ہے جو تم نے میری کال نہیں پک کی
ماہرہ نے اٹھنا چاہا پر سلطان نے اسے ایسا نہیں کرنے دیا
... پھر اسے سلطان نے کل ہوئی ساری بات بتادی
سلطان تو اب ہما کیسی ہے اور تم مجھے ابھی بتا رہے ہو
ماہرہ نے حیرانی کا اظہار کیا

یار کل حالات ہی کچھ ایسے تھے تو کوئی بھی بات کی سمجھ نہیں لگی۔ ابھی تو ہما
وہی ہے اب دیکھتے ہیں کہ بابا اور دانی بھائی کیا پلیننگ کر رہے ہیں کیونکہ
اتنا تو میں جانتا ہوں کہ میرا ہمیشہ سے چپ رہنے والا بھائی دانیال ہی کوئی
لفڑا کرے گا

سلطان کسی گہری سوچ کی نظر تھا

چلو جو بھی ہو اللہ کرے کہ اچھا ہو

اسنے سلطان کی بیئرڈ کو چھوتے ہوئے کہا

مطلب تم اب مجھ اے ناراض نہیں ہو

ہوں کیونکہ تم مجھے رات کع تو کال کر سکتے تھے ناں

وہ اب بھی شاید نخرے دیکھنا چاہتی تھی

رات ولی بات پپ سلطان کو حوریہ کے ساتھ گزرا وقت یادایا

یار رات کو تھکن تھی بہت اور سردرد کی وجہ سے دوائی لی اور سو گیا یہ بات

یاد ہی نہیں رہی کہ تمہیں کچھ بتا دیتا ہوں

اچھا چلیں معاف کیا کیا یاد کریں گے اپ بھی ہنستے ہوئے ماہرہ نے کہا

اچھا چلو چکر ہے اب چکو چل کر نشنا کرتے ہیں بھوک سے برا حال کو رہا

ہے۔ میں نے آج ناشتا تمہارے ساتھ ہی کرنا ہے

سلطان نے آٹھ کر اسکا بازو پکڑتے ہوئے اسے کھینچا

پر یار میں تو ناشتا کر چکی ہوں

کوئی نی ساڈے نال اور کر لینا

پنجابی بولتا وہ اسے اپنے ساتھ لے گیا

دونوں کمپنی کے لنچ روم میں بیٹھے اب ناشتا کر رہے تھے

سلطان ہنستے ہوئے اس سے باتیں کر رہا تھا جس میں زیادہ توان نے فوجی کی باتیں تھی بغیر یہ جانے کہ وہاں حوریہ بھو کی پڑی صبح ہونے والے واقعے میں اپنی غلطی ڈھونڈ رہی تھی کہ کہاں وہ غلط تھی تاکہ دوبارہ وہ اس غلطی کو نادھرائے اور اسکے اور سلطان کے بیچ دوبارہ ایسی لڑائی نہ ہو۔ اسکا سلطان

..... بس اس سے خوش رہے 

سلطان اور ماہرہ ناشتے کے بعد دوبارہ سے سلطان کے آفس چکے تھے جہاں ماہرہ اسے اسکے سارے کام گائیڈ کر رہی تھی۔ وہ اسے اسکی اگلے ایک ہفتے کی میٹنگز کے بارے میں گائیڈ کر رہی تھی

سلطان کا دھیان ماہرہ کی باتوں پہ کم ماہرہ پہ زیادہ تھا

سلطان آخری بار کہہ رہی ہوں کام پہ دھیان دو

ماہرہ نے کوئی تیسری بار اسے یہ بات بولی تھی

کیا کروں جب تم اتنی خوبصورت ہو تو میرا دل کیسے ان کاغذ کے ٹکڑوں پہ
جائے

سلطان نے اسکا ہاتھ تھامتے ہوئے کہا

اچھا جی تو پھر کل تم انوناں بابا سے بات کرنے کے لیے

کس بارے میں؟؟

سلطان انجان بنا

ماہرہ ہنسنے لگی

ہماری شادی کے بارے میں بات کرنے کے لیے سچ میں سلطان اب تم

سے دور رہنا میرے لیے بہت مشکل ہو رہا ہے

اس نے سلطان کی شرٹ کے پہلے دو بٹن کھول کر اسکے سینے پہ اپنا ہاتھ
گھماتے ہوئے کہا

میں بھی اب مزید دور نہیں رہ سکتا پر یا را بھی بات کیسے کروں تمہیں تو پتا ہے
ناں اس وقت ہما کی وجہ سے سب پریشان ہیں تو ایسے حالات میں اپنی
شادی کی بات کرنا مسئلہ پیدا کر سکتا ہے۔ اور ابھی بابا اور بھائی بھی مجھے بہت
بے عزت کریں گے اگر اس وقت میں نے اپنی شادی کی بات کی تو

سلطان نے اسے ہاتھ پہ دباؤ دیتے ہوئے اسے سمجھایا

ہاں یہ بات تو تم ٹھیک کہہ رہے ہو یہ وقت تو مناسب نہیں ہے۔۔ چلو کوئی
بات نہیں جب ہما واپس آجائے گی ہم اس بارے میں بابا سے بات کریں
گے۔

ماہرہ نے مسکراتے ہوئے کہا جو بھی تھا وہ اسکی مجبوری کو سمجھ سکتی تھی
... کیونکہ محبت جو کرتی تھی وہ اس سے

تمھاری یہی عادت مجھے بہت پسند ہے کہ اگر تمھیں ایک بار جو بات بول
دوں تم مجھے اسے دوبارہ ریپیٹ کرنے کا موقع نہیں دیتی
سلطان بھی اب مسکرا رہا تھا

اچھا تم۔ میری میٹنگ کی تیاری کرو میں بابا اور بھائی سے مل کر آیا
سلطان تیسرے فلور پہ آیا جہاں اسکا باپ دانیال کے ساتھ اکیلا بیٹھا ہوا تھا
وہ دروازہ بند کرتا اس ہال میں داخل ہوا جہاں دائود صاحب دانیال سے کوئی
بات کر رہے تھے جبکہ دانیال کے ہاتھ میں پیپر ویٹ تھا جسے وہ بہت غور
سے دیکھ رہا تھا

اسکی لال اور سو جی ہوئی آنکھیں اس بات کی گواہ تھیں کہ وہ ساری رات
نہیں سویا ہے

دانیال تم سن رہے ہوناں جو میں بول رہا ہوں
دائود صاحب نے دانیال سے سوال کیا

بابا کیسے ہیں آپ؟؟؟

سلطان نے انھیں سلام کرنے کے بعد پوچھا

ٹھیک ہوں اور تمھاری ابھی آنکھ کھلی ہے زرا برابر بھی احساس ہے تمھیں
کہ تمھاری بہن کن حالات میں ہے

اسکی بات کا جواب دیتے دانود صاحب اسے تھوڑا ڈانٹ گئے

بابا آپ اس معاملے سے دور رہیں اب جو بھی کرنا ہے میں خود کروں گا اور
اتنا بھروسہ رکھیں مجھ پہ کہ اس شمس کو میں نے اگر پائوں کے بل نہ لایا تو
میرا نام بھی دانیال چودھری نہیں

دانیال کی آنکھوں میں ایسا عزم تھا کہ سلطان بھی چونک گیا

بھائی میرے خیال سے اب ہمیں اس رشتے کو قبول کر لینا چاہیے۔ ہمارا بہت
معصوم ہے اور مجھے یقین ہے کہ شمس اسکا بہت خیال نگھے گا۔ ہمارے ساتھ
لاکھ دشمنی ہی سہی پر میں نے دیکھا ہے کہ کیسے وہ ہمارے لیے ہم سے مار
کھانے کو بھی تیار تھا۔ وہ جیسا بھی تھا پر اپنے رشتوں کو کے کروہ بہت حساس
ہے اور طلاق تو اس مسئلے کا حل بالکل بھی نہیں ہے

سلطان نے ٹھنڈے دماغ سے اسے سمجھانا چاہا

تو اب تم مجھے بتاؤ گے کہ کیا کرنا ہے اور کیا نہیں۔ چھوٹے ہو تو چھوٹے بن

کر رہو اپنی عقل کو اس کے بیچ لانے کی بالکل ضرورت نہیں ہے

۔ دانیال نے سلطان کو گھورتے ہوئے کہا

...پر بھائی ہما

۔ سلطان اپنی بکو اس بند کر و اور نکلویہاں سے

۔ دانیال نے غصے سے کہا

۔ تو سلطان کو مجبوراً وہاں سے نکلنا پڑا

بابا آپ سب ماحول نارمل رکھیں شمس کو شک نہیں ہونا چاہیے کہ ہم کچھ

بھی پلین کر رہے ہیں اور وہ ایسا سوچے کہ جیسے ہم نے اس بات کو قبول کر

لیا ہے

دائود صاحب اس بات خاموش تھے کیونکہ زندگی میں پہلی بار انکے بیٹے نے

بدلہ لینا چاہا تھا ورنہ وہ ہمیشہ معاف کر دینا ہی جانتا تھا پر اب ناجانے کیا

ہونے والا تھا۔ انکے دل میں اب ایک خوف بھی تھا پر جانتے تھے کہ اب
دانیال نے کسی کی نہیں سننی



کیسے ہیں بابا آپ؟؟؟

ضاویر اس وقت اپنے باپ سے فون پہ بات کر رہا تھا
میں ٹھیک ہوں میرے بچے آپ کیسے ہو اور ایمیل کیسی ہے کیسی جا رہی ہیں
آپ کی چھٹیاں؟؟

سب بہت اٹھا جا رہا ہے۔ ایمیل بھی ٹھیک ہے۔ کل آپ کو کالز کر رہا تھا پر آپ
نے کال پک نہیں کی پھر دانی بھائی کو بھی کال کی تو وہ بھی کہی شاید مصروف
تھے۔

ضاویر کی بات پہ ایک پل کو دائود صاحب۔ کا دل کیا کہ وہ اسے سب بتا دیں
پر پھر کچھ سوچ کر انھوں نے خود ہی اپنی سوچ کی نفی کر دی

بیٹا وہ شاید کہی مصروف ہوں گے یہ بتاؤ تم واپس کب آؤ گے؟؟؟
دائود صاحب نے سوچ رکھا تھا کہ جب وہ واپس آئے گا تب ہی وہ اسے سارا
سچ بتائیں گے۔

بابا انشاء اللہ جلد ہی ایک دو دن تک میں اور ایمیل واپس آ جائیں گے
ضاو یار نے ایمیل کا ذکر کرنا بھی ضروری سمجھا
نہیں ایمیل کو کچھ دن رہی رہنے دو۔ وہ کچھ دن اپنے چچا کے ساتھ رہنا چاہتی
تھی مجھ سے اجازت لی تھی اس نے

پر بابا وہ یہاں کیا کرے گی میں چاہتا ہوں کہ ہم دونوں ساتھ واپس آئیں
ضاو یار انھیں چاہ کر بھی ایمیل کی سوچ کے بارے میں نہیں بتا سکتا تھا
ضاو یار اس کو وہی رہنے دو میں نے بولا ہے ناں۔ وہ کچھ دن اگر وہاں رہنا
چاہتی ہے تو تمہیں کیا مسئلہ ہے اسے سکون سے رہے دو اور تم واپس
آ جاؤ۔

اس بار دائود صاحب کی آواز میں سختی شامل تھی۔ جی بابا... ضاویار نے
تابع داری سے کہا وہ سمجھ چکا تھا کہ اب اسے کسی کو بغیر بتائے ہی کرنا ہے جو
کرنا ہے۔

وہ اپنے باپ سے بات کرنے کے بعد جمال صاحب کے کمرے میں چلا گیا
جمال صاحب کے سامنے کچھ رجسٹر رکھے ہوئے تھے شاید وہ کسی چیز کا
حساب کتاب کر رہے تھے جبکہ انکی بیوی کے ہاتھ میں اس وقت سوئی دھاگا
تھا وہ کسی کپڑے کو تھامے نجانے کیا کر رہی تھی
ارے ضاویار دائود ہر بیٹھو

اسے اندر آتا دیکھ جمال صاحب نے کہا
شکریہ انکل وہ آپ سے کچھ ضروری بات کرنی تھی
اکی بات سن جمال صاحب نے اپنی آنکھوں سے چشمہ اتار کر رجسٹر پر
رکھا۔

جی بیٹا بولو کیا بات ہے۔

وہ انکل دراصل ابھی کچھ ضروری کام کی وجہ سے مجھے واپس جانا ہے۔ اور
میں چاہتا ہوں کہ ایمل بھی ساتھ چکی جائے وہ بابا سے بھی بلارہے تھے
۔ شاید گھر میں کوئی ضروری کام ہے جو اسے بھی ایمر جنسی میں بلایا ہے
۔ ضاویار بہت طریقے سے جھوٹ بولتا انھیں پریشان کر گیا
۔ بیٹا خیریت تو ہے ناں کوئی زیادہ مسئلہ تو نہیں ہے ایسی کیا بات ہو گئی
جی انکل خیریت ہے بس شاید بابا اور امی کو ایمل کی یاد آ گئی ہے آپ تو
جانتے ہیں کہ سب گھر والے بچپن سے ایمل کے ساتھ اٹیچ ہیں اور خاص
کرہما

ہاں یہ بات تو ہے وہ سب تو بہت پیار کرتے ہیں ایمل سے
۔ ایمل کہہ تھی تھی کہ وہ کچھ فن رہنا چاہتی ہے
کوئی بات نہیں انکل میں اگلے مہینے اسے یہاں کے کراچائیوں گا۔ آپ بے
فکر رہیں

۔ ضاویار نے انھیں یقین دلانا چاہا

ٹھیک ہے بیٹا میں ایمیل کو بول کر آتا ہوں کا وقت تک نکلنا ہے تم۔ لوگوں
نے؟؟

انگل ابھی تھوڑی دیر تک اپنا ایمیل کو بتا دیں تاکہ وہ اپنی پیکنگ کر لے میں
تب تک ایک کام ہے وہ نیٹا کر آتا ہوں

ضاو یار انھیں بولتا کرے سے باہر نکل گیا

وہ جانتا تھا کہ ایمیل اب اپنے چچا کا کہا مان جائے گی

جمال صاحب نے جب ایمیل سے اس سلسلے میں بات کی تو اس نے جانے
سے منع کر دیا کیونکہ کہی نہ کہی وہ جانتی تھی کہ ضاو یار کے ساتھ جانے میں
بہت مسئلہ ہونا تھا یقیناً وہ اپنے کچھ دنوں کا غبار اس پہ نکالتا

پر جب اسے جمال صاحب نے یہ بتایا کہ دائود صاحب اور زلیخا بیگم نے اسے
بلایا تو وہ چاہ کر بھی منع نہ کر پائی

بیٹا ضاو یار نے بولا ہے کہ وہ اگلے مہینے آپ کو ہم سے ملانے لائے گا اور کچھ
دن اپنی دونوں یہاں رکھیں گے

جی چاچو اب اسے اس بات کی بھی فکر تھی کہ ایسی کون سی وجہ ہوئی کہ

دائود صاحب نے اسے اتنی ایمر جنسی میں بلایا

کچھ دیر تک وہ اپنا سامان پیک کرتی ردا کو اپنے ساتھ جانے کے لیے منار ہی
تھی۔

ردویات پلینز چل نہ بہت مزہ آئے گا ہما بھی ہوتی ہے میں اور ہما دونوں
بہت انجوائے کرتے ہیں

وہ اسے کسی طرح منانا چاہتی تھی۔ وہ جانتی تھی کہ ضاویا ردا کی موجودگی
میں اس کے ساتھ کسی قسم کی بد تمیزی نہیں کرے گا

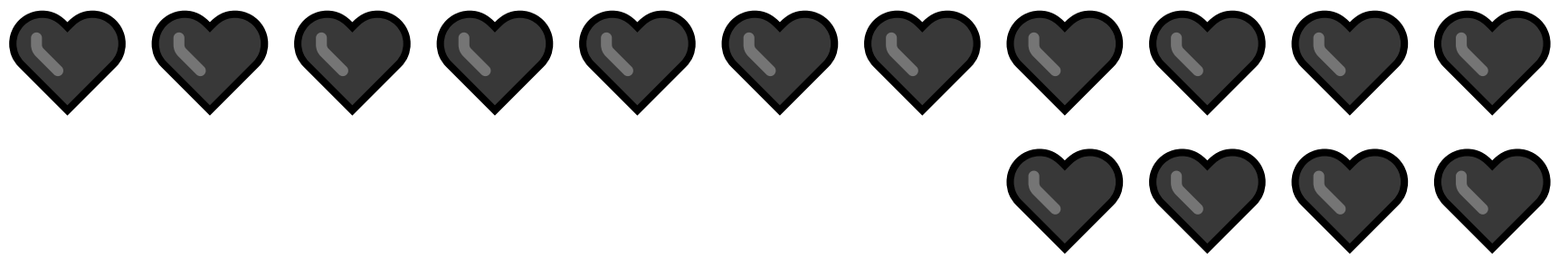
آپی ابھی کچھ دنوں تک پیپر ہونے والے ہیں اور پیپر کے لیے تیاری کی
ضرورت ہے

ردا کب سے اسے سمجھا رہی تھی

ایمل بیٹا آجائیں ضاویا بیٹا آگیا ہے

اسے اپنی چچی کی آواز آئی تو اب اس پہ گھبراہٹ طاری ہو چکی تھی۔ اتنی
جلدی واپسی تو اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھی
سب سے ملتی اور جمال صاحب کی دعائیں لیتی وہ واپس گھر کے لیے نکل
گئے۔

ضاو یار خاموشی سے ڈرائیو کر رہا تھا اور ایمیل بس دل میں دعا کیے جا رہی
تھی کہ ضاو یار گھر کے سفر تک کچھ بھی نہ بولے



یہ اسی ٹوٹی پھوٹی عمارت کا منظر ہے جہاں اس وقت کوئی بہت ہی ضروری
میٹنگ چل رہی تھی۔ اس میٹنگ میں جتنے بھی لوگ موجود تھے سب نے
کالے رنگ کا لباس پہنا ہوا تھا

ان کے کپڑوں میں ایک چیز کا من تھی اور وہ یہ تھا کہ سب کے کوٹ کے
لکھا تھا (Black panther Crew) پیچھے بلیک پینتھر کرو

شاید یہ کوئی تنظیم تھی جو کوئی بہت بڑی پلنگ کر رہی تھی
انکالیدر ٹیبل کے سامنے کھڑے ہو کر پرو جیکٹر پہ کسی علاقے کا نقشہ کھولے
انہیں ایک ایک چیز گائیڈ کر رہا تھا

کافی دیر یہ میٹنگ چلتی رہی اور میٹنگ کے آخر میں سب اسے کامیاب
کرنے کا وعدہ کرتے اب کوئی سیلی بریشن کر رہے تھے

سب نے اپنے اپنے سامنے اس بڑے سے ٹیبل پہ کوئی سفید چیز رکھی تھی۔

اس چیز کو انھوں نے ایک چھوٹے اے پیکٹ سے نکالا تھا۔ اور اب اس

پائوڈر کو اپنے اپنے سامنے رکھے ایک چھوٹے سے کارڈ کی مدد سے اسکی لمبی

لمبی لائنیں بنائے اب ایک ایک لائن کو اپنے ناک کے اندر لے رہے

تھے۔ یہ کوئی ڈرگ تھی اور اس زہر کو وہ اپنے اندر لے رہے تھے

کچھ دیر تک وہ سب اس عمارت کے نیچے موجود تہ خانے میں چلے گئے



کائنات کل تک پاکستان پہنچنے والی تھی۔ اس کے مطابق وہ دانیال کو سر پر ائیز دے رہی تھی پر اصل میں دانیال ایک ایک بات سے واقف تھا۔ سوائے اس بات کے کہ اسکا نکاح شمس موسیٰ سے کروانے والا ہے۔

کائنات خوشی خوشی اپنی پیکنگ کر رہی تھی

جب اسے دانیال کی کال آئی۔ مسکراتے ہوئے اس نے دانیال کی کال پک کی۔

دانیال یہ آپکی آنکھوں کو کیا ہوا ہے۔؟؟؟

اسکی آنکھوں پہ نظر پڑتے ہی کائنات نے کہا کیونکہ لال اور سو جی ہوئی

آنکھیں صاف صاف نظر آرہی تھی

کچھ نہیں بس آج ایک ضروری میٹنگ تھی اور اسی میٹنگ کی وجہ سے رات

کو دیر سے سویا تھا تو اب اسی وجہ سے آنکھیں لال ہو چکی ہیں

دانیال نے آنکھوں کو مسلتے ہوئے کہا

دانی وہ کیا اتنی ضروری ہے کہ آپ اپنی صحت کا خیال نہ رکھیں

کائنات نے فکر مندی سے کہا

تم ہونا میری فکر کرنے کے لیے

دانیال نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اسکی مسکراہٹ بہت کھوکھلی تھی

دانیال آپ ٹھیک تو ہونا کیا بات ہے۔ آپ پریشان لگ رہے ہو

ٹھیک ہو یا ر بس ایسے ہی لگ رہا ہے سوئوں گا تو ٹھیک ہو جائوں گا

اچھا یہ بتاؤ واپسی کب تک ہے

.. دانیال کے پوچھنے پہ ایک پل کو کائنات مسکرائی

نہیں ابھی اس کا کوئی پلین نہیں ہے سوچ رہی ہوں اگلے منتہ تک اجائوں
گی

اسکی بات دانیال کو غصہ دلا گئی۔ اسے لگا کہ وہ اس سے شاید شمس کے بولنے

پہ سب چھپا رہی ہے

اچھا چلو ہر بعد میں بات کرتا ہوں ابھی میری ایک ضروری میٹنگ ہے

دانیال نے کہتے ہوئے کال کاٹنا چاہی

اچھا جی جلدی فری ہو کر آئیں پھر بہت ساری باتیں کریں گے اور اپنا بہت
خیال رکھیے گا آئی لو یو

کائنات نے کہتے ہی سکریں پہ موجود دانیال کی تصویر کو چوما اور کھٹاک سے
فون بند کر دیا

دانیال کا دل زور سے دھڑکا پر جلد ہی وہ خود پہ قابو پا گیا
اگر ہمارے ساتھ وہ سب نہ ہوا ہوتا تو ابھی وہ بہت خوش ہوتا پر اب اس بات
سے اسے اتنا فرق نہیں پڑ رہا تھا

ضاویر کب سے خاموش بیٹھا باڈرائیو کیے جا رہا تھا۔ ایمیل کو اس سے خوف
آ رہا تھا

شاید یہ طوفان سے پہلے والی خاموشی تھی کم سے کم ایمیل کو تو یہی لگ رہا تھا
ایمیل نے ہاتھ بڑھاتے ہوئے میوزک ان کیا

سانس میں تیری سانس ملی جو مجھے سانس اے مجھے سانس

اس کے بعد بولنے سے پہلے ہی ایمل نے میوزک پلیئر آف کر دیا

اس گانے جے چند بول ہی اسے پانی پانی کر گئے تھے

ضاو یار نے اب بھی کوئی ریکشن نہیں دیا تھا بس ہاتھ بڑھاتے ہوئے اس

نے میوزک پلیئر کو دوبارہ ان کر دیا

وہ یہ بہت عجیب سا گانا ہے آپ کوئی اور گانا لگا دو

تم مجھے مت بتائو کے میں کیا لگائوں اور کیا نہ لگائو۔ ضاو یار نے چیختے ہوئے

کہا۔

ایمل ڈرتے ہوئے گاڑی کے دروازے سے جا لگی کیونکہ اچانک ضاو یار

بہت زور سے چیخا تھا

میں تو بس

کیا تم۔ بس ہاں دیکھ رہا ہوں میں تم۔ آجکل بہت دماغ لگا رہی ہو اب تمہیں
میں اچھے سے بتائوں گا کہ اپنا دماغ لگانے کا کیا انجام ہوتا ہے۔ طلاق چاہیے
تھی ناں مجھ سے

ضاویدار نے اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے سوال کیا

گاڑی وہ ایک طرف روک چکا تھا

ایمل کو لگا جیسے اس کی سانس کوئی بلکل روک چکا ہے اسے لگا ضاویدار اسے

طلاق دینے لگا ہے

ضاویدار آپ

چپ اگر ایک لفظ بھی تمہاری زبان سے نکل تو جان لے لوں گا

بہت شوق تھا ناں طلاق ہے آج میں تمہیں اچھے سے سمجھائوں گا کہ

دوبارہ یہ لفظ تمہاری زبان تو کیا زہن میں بھی نہیں آنا چاہیے

ضاویدار نے بولتے ہی اسکی گردن کے پیچھے اپنا ہاتھ ڈالا اور اسے جھٹکے سے

اپنی طرف کھینچا

ایمل اسکا ارادہ سمجھ چکی تھی اس نے پہلے ہی اسکے سینے پہ ہاتھ رکھا تو ضاویار
نے دوسرے ہاتھ سے اسکا ہاتھ برے طریقے سے موڑا اور اسکے لبوں پہ
جھک گیا۔

اسکے لبوں کو اتنی شدت سے وہ بس چوس رہا تھا۔ ایمل کی اپنے بازو میں
بہت تکلیف ہو رہی تھی وہ بس اپنے بازو کے لیے کوشش کر رہی تھی
کیونکہ بازو کی تکلیف کے اگے لبوں کی تکلیف کچھ نہ تھی
ضاویار نے اسکے ہاتھ کو تھاما اور اپنے گلے میں اسکے بازو باندھے
یہ اس چیز کا اشارہ تھا کہ کس پہ فوکس کرو اور ساتھ دو۔ ایمل نے جب کوئی
رہنمائی نہیں دیا تو ضاویار نے پھر سے اسکا بازو اتنی زور سے موڑا کہ
تکلیف کی شدت پہ ایمل زور سے چیخ اٹھی۔ درد کی ایک شدید لہر اسکے بازو
میں گھومی اسے لگا کہ شاید اسکا بازو ٹوٹ چکا ہے
چیخ تو ضاویار کے منہ میں ہی دب گئی۔

اسنے پھر سے اسے بازو کو جھٹکا دیے اپنے گلے کے گردن گھامایا۔

ضاو یار نے ایک پل کو اسکے لبوں کو آزادی دی تو ایمیل کی چیخیں گاڑی میں
گو نجنے لگی.

اگر اب ساتھ نہیں دیا تو اگلی بار بازو توڑ دوں گا.

بس اسکے کان میں یہ سرگوشی کرتا وہ دوبارہ اسکے ہونٹوں پہ جھک گیا.
اسکے سینے میں ایک آگ سی لگی تھی. ایمیل کیسے طلاق کی بات کر سکتی تھی
اور جب اس نے اس بارے میں سوال کیا تو ایمیل نے اس سے جس طرح
سے بد تمیزی کی وہ اس سے ہضم نہیں ہو رہی تھی
جو لڑکی بچپن سے اسکے سامنے دبی رہی اسکا یوں بولنا اسے غصہ دلا گیا اور
طلاق کا خیال جب بھی زہن میں آتا غصہ پہلے سے زیادہ بڑھ گیا. اور کچھ
اس رات کا خمار بھی تھا تبھی وہ چاہتا تھا کہ وہ پل دوبارہ دھرائے جائیں جب
ایمیل نے بھی اسکا ساتھ دیا تھا.

یہ مغرب کی آذان کے تقریباً پندرہ منٹ بعد کا وقت تھا.

یہ جگہ اتنی گنجان آباد نہیں تھی اور گاڑی کے شیشے بلیک تھے جہاں سے اندر
کا منظر نظر نہیں آتا تھا

ضاو یار کے دوبارہ سے قریب آنے پہ ایمیل بہت ڈر گئی تھی۔ اسکا دماغ ہر
طرح کی سمجھ جیسے کھونے لگا تھا اسے کچھ بھی سمجھ نہیں آرہی تھی
ضاو یار نے اسکی کمر پہ ہاتھ رکھے اسے اپنے قریب کیا۔ ایمیل بھی اب ڈر کی
وجہ سے اسکا ساتھ دے رہی تھی۔ اسکی آنکھوں سے اب آنسو بہہ رہے
تھے۔

دماغ بس یہی بولے جا رہا تھا کہ تو نے تو طلاق لینی ہے پھر یہ سب کیا ہے
جبکہ دل کہہ رہا تھا کہ اس سے الگ ہو کر تو کیا کرے گی پھر تجھے زندگی کس
لیے کاٹنی ہے۔ وہ خود بھی تو ضاو یار کے ساتھ رہنا چاہتی تھی پر ضاو یار کبھی
کبھی کچھ ایسا کر جاتا تھا جو اسکا دل کرچی کرچی کر جاتا تھا۔ ہر بار اسکی بے رخی
کے بعد اپنے ٹوٹے دل کی کرچیاں چنتی وہ اب ہاتھک چکی تھی۔ ہر بار اس

تکلیف اے گزر کر اسے لگتا تھا کہ اس سے تکلیف دہ کچھ نہیں ہو سکتا پر کچھ
ہی لمحوں بعد ضاویار اسکی غلط فہمی دور کر دیتا تھا

ایمل کی آنکھوں کے سامنے جیسے اندھیرا چھانے لگا۔ اسکا سر بہت بھاری
ہونے لگا۔ خود پہ قابو پانے کی کوشش کی پر بے کوئی فائدہ نہیں ہوا اور وہ
بت ہوش ہو گئی

ضاویار سب بھولے بس ان پلوں کو جی رہا تھا جب اچانک ایمل اسکے سینے پہ
گری

ایمل... ایمل.... اسکو ہلاتا وہ اسے پکارنے لگا
ایمل کی آنکھیں بند تھی اور بہت کوشش کے بعد بھی وہ ہوش میں نہیں
آئی

ضاویار نے اسے زور سے گلے لگایا اور اسکے بالوں پہ بوسہ دیتا وہ گاڑی کو
ہسپتال کی طرف کے گیا



دانیال کمرے میں بیٹھا بس کل کے بارے میں سوچ رہا تھا وہ جو سب سوچ چکا تھا وہ کرنا بہت مشکل تھا کیونکہ کائنات اسکی پہلی اور آخری محبت تھی وہ بار بار خود کو بس اسی بات پہ ٹوکے جا رہا تھا کہ کسی بھی طرح خود کو مضبوط کرنا ہے چاہے جو بھی ہو اسے ہما کو واپس لانا ہے اور اس کے لیے اسے جو بھی کرنا پڑا وہ کر گزرے گا۔

اس کا دل بار بار افسوس کر رہا تھا کہ کائنات کیوں شمس کی بہن ہے۔ ایک ہی لڑکی سے محبت ہوئی اور وہ بھی دشمن کی بہن

سگریٹ پہ سگریٹ پھونکتا وہ بس کل کا سوچے جا رہا تھا کیونکہ کل کسی بھی طرح اسے کائنات کو اپنے نکاح میں لینا تھا کیونکہ اگر دیر ہو گئی تو بعد میں شمس کے گھر سے اسے اٹھانا مشکل ہو جائے گا۔



سلطان شام کو گھر کی طرف چلا گیا

دائود صاحب اور دانیال تو دن کو ہی چلے گئے تھے دائود صاحب اسے
زبردستی اپنے ساتھ لے کر گئے تھے کیونکہ دانیال کل رات بھی سویا نہیں
تھا۔

وہ سارا کام سلطان پہ ڈال کر گئے تھے

دانیال رات کے تقریباً گیارہ بجے فارغ ہوا تھا

تھکا ہارا وہ ابھی گھر واپس جا رہا تھا

اسکی گردن بہت درد کر رہی تھی اپنی گردن دباتا بھی وہ گھر میں داخل ہوا
تھا۔

گھر بلکل سنسان تھا

اپنا بیگ رکھتا وہ کچن میں گیا جہاں کھانا بنا ہوا تھا۔ پانی کا گلاس پیتا وہ بیگ لیے
کمرے میں گیا پر کمرے میں حوریہ موجود نہیں تھی

سلطان صوفے پہ بیگ چھوڑتا اپنے شوز اتارتا شرٹ کے بٹن کھولتا وہ

ڈریسنگ روم کا دروازہ کھولنے لگا

دروازہ کھولے وہ اندر آیا تو سامنے حوریہ اپنے گھٹنوں کے گرد بازو باندھے

ہچکیاں لیتی رو رہی تھی

حوریہ.. سلطان اسے پکارتا اسکے پاس گیا

اسکے پکارنے پہ حوریہ نے اسے دیکھا۔ سلطان بھاگتا ہوا اسکے پاس آیا تھا اور

اسے اپنے گلے لگایا تھا

اسکے گلے لگانے کی دیر تھی حوریہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی

سلطان بہت پریشان ہو گیا

ادھر دیکھو یارا ایم سوری مجھے تمہارے ساتھ اتنا ہارش نہیں ہونا چاہیے تھا

سلطان اسکے گال تھا مے اس سے معافی مانگنے لگا

سلطان وہ بس اس کا نام پکارے پھر سے رونے لگی

اچھا ادھر اٹو اور ابھی چپ کرو

اسکے آنسو صاف کرتا وہ اسے اپنے ساتھ کمرے میں لایا

بیڈ پہ بیٹھانے کے بعد اس نے اسے ٹھنڈے پانی کا ایک گلاس پلایا

سوری میری جان میں صبح تھوڑی ٹینشن میں تھا اور سارا سارا غصہ آپ پہ

نکال دیا ایم سوری

سلطان نے اسکے گال پہ لب رکھتے ہوئے کہا

حوریہ اسکے گلے گک گئی

اچھاناں بس آخری بار معاف کر دو اب تمہیں کبھی بھی کچھ نہیں بولوں گا

پلیز

سلطان ہمیں ہمارے بابا جے پاس جانایے پلیز ہمیں ان کے پاس لے کر

جائیں ہمارے بابا اور امی ہمیں یاد کرتے ہیں ہم خود میں مصروف ہو کر

انہیں بھول گئے۔ ہمیں پلیز انکے پاس لے جائیں

اپنے کانپتے ہاتھوں سے اس نے سلطان کے مضبوط ہاتھوں کو تھامتے ہوئے

کہا

سلطان نے ایک نظر اسے دیکھا

لال گال اور ناک بھی لال ہو چکی تھی آنکھیں بہت زیادہ سوج چکی تھی یہ وہ
لڑکی تو نہ تھی جسے وہ یہاں لایا تھا۔ اسکا دل کٹ سا گیا وہ جانتا تھا کہ وہ زیادتی
کر رہا ہے

میری جان ابھی ہم نہیں جاسکتے صبح میں آپکو لے کر جانوں گا پر ابھی وقت
نہیں ہے وہ دیکھو بارہ بجنے والے ہیں اور اس وقت تمہیں میں وہاں نہیں
لے کر جاسکتا

نہیں مجھے ابھی اپنی امی کے پاس جانا ہے پلیز مجھے کے کر چلیں پلیز

وہ اسکے ہاتھوں پہ دباؤ دیتی پھر سے وہی بات بول گئی

حور یہ میری جان بات کو سمجھو یہ وقت نہیں ہے کسی کے گھر جانے کا

نہیں وہ میرا گھر ہے اور مجھے پتا ہے بابا اور امی مجھے دیکھ بہت خوش ہوں گے

حور یہ اب بھی باضد تھی

حور یہ میری جان

نہیں میں نے کہاناں مجھے ابھی کے ابھی جانایے

حوریہ نے چلاتے ہوئے کہا اور اپنے ہاتھوں سے سلطان کے اس کے گالوں
پہ موجود ہاتھوں کو زور سے جھٹکا

سلطان ایک پل کو حیران رہ گیا حوریہ ایسی تو نہیں تھی

حوریہ نے اسے دیکھا تو اپنے رویے کا احساس ہوا پر خود اسے بگی کچھ سمجھ
نہیں جا رہا تھا پورا جسم درد میں تھا اور بھوک پیاس سے برا حال تھا۔ اسے لگ
رہا تھا کہ شاید اسکا آخری وقت ہے اسے ابھی کے ابھی اپنے بابا سے ملنا ہے
حوریہ اپنی آنکھوں پہ ہاتھ رکھے پھر اے رونے لگی
اچھا رو نہیں ادھر دیکھو... سلطان نے پھر سے اسکا چہرہ تھاما اور اس کے لبوں پہ
بوسہ دیا

اچھا تیار ہو جائو ہم ابھی کے ابھی جا رہے ہیں

اسکی بات پہ حوریہ کے چہرے پہ خوشی کی ایک لہر دوڑ گئی

ہم ابھی تیار ہوتے ہیں۔ خوشی سے وہ اٹھنے لگی پر کمزوری کی وجہ سے گرنے لگی تو سلطان نے اسے تھاما

کیا ہوا طبیعت تو ٹھیک ہے ناں

سلطان نے فکر مندی سے پوچھا

حوریہ کی طبیعت ٹھیک تو نہیں تھی ہر اسے اندازہ تھا کہ اگر اس نے اسے بتایا کہ کل سے اسکی طبیعت خراب ہے تو وہ اسے اس کے بابا سے ملانے نہیں لے جائے گا

ہاں ٹھیک ہیں ہم بس کچھ کھایا نہیں تو ایسے ہی کمزوری ہو گئی ہے
حوریہ نے جلدی سے کہا اور واپس جانے لگی جب سلطان نے اسکا ہاتھ تھاما
حوریہ سوالیہ نظروں سے اسے دیکھنے لگی
سلطان کی آنکھوں کے سامنے والا منظر آیا
حوریہ دن کو کھانا کھایا تھا

سلطان نے اس سے سوال کیا تو ایک پل کو وہ چپ ہو گئی۔ وہ ہمیں یاد بھول گئی۔

سر جھکائے اس نے کہا تو سلطان جان گیا کہ جھوٹ ہے

۔ حوریہ صبح ناشتے میں کیا کھایا تھا

سلطان کی آواز میں اب سختی شامل تھی۔ وہ ہمیں تب بھوک نہیں تھی تو ہم نے سوچا

حوریہ تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے جو تم نے آج سارا دن کچھ نہیں کھایا۔

یعنی اگر میں غصہ ہو گیا تو تم کچھ نہیں کھائو گی سارا دن تم۔ بھوک رہی ہو۔

سلطان نے اپنے ماتھے پہ ہاتھ مارتے ہوئے کہا

یار اگر میں غصہ ہو گیا تھا تو تم مجھ سے ناراض ہوتی تم نے تو سارا دن کچھ

نہیں کھایا

۔ سلطان کی آنکھوں میں بہت غصہ تھا

سلطان وہ ہمیں کھانے کا دل نہیں کر رہا تھا آپ نے بھی صبح ناشتا نہیں کیا تو
ہمارا دل بھی نہیں کر رہا تھا

حوریہ اب بھی مجرم بنے بول رہی تھی

.. اللہ کا ی کرو میں لڑکی کا

سلطان نے غصے سے اپنے سر پہ یا تھ مارا اور جلدی سے آٹھ گیا
حوریہ میں نے دن کو کھانا کھا لیا تھا میرے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ
تم میری اس بات کا دکھ کیے سارا دن بھوکی رہو گی
اب جلدی سے جاؤ اور فریش ہو کر ناؤ تب تک میں کھانا گرم کر کے لاتا
ہوں

سلطان نے اسے واش روم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا

سلطان جی بعد میں ہمیں بابا کے پاس

حوریہ لے کر جاؤ گا تمہیں وہاں پر ابھی پہلے کھانا کھاؤ

سلطان نے کہا اور کمرے سے باہر نکل گیا

حوریہ خوشی خوشی اپنے کپڑے لیے واشروم میں چلی گئی
شاہور لینے کے بعد اب وہ بہت اچھا محسوس کر رہی تھی بس تھوڑی سی
کمزوری تھی

شاہور کے کرۂ کمرے سے باہر آئی تو سلطان بیڈ پہ ٹرے رکھے الے اپنے
پاس بلارہا تھا

حوریہ نے بہت ہی ہیار اسوٹ پہنا ہوا تھا گلابی رنگ کی شرٹ جس پہ
گولڈن موتیوں کا کام ہوا تھا اور ساتھ میں کھلا ٹرائوز رایشالگ رہا تھا کہ اسی
کے لیے ہی بنا ہو

اسکے دوپٹے پہ بھی تھوڑا بہت کام ہوا تھا ہر دوپٹے حوریہ نے نہیں پہنا ہوا
تھا۔ بالوں جو اسنے تو لیے سے کور کیا ہوا تھا

وہ دوپٹے لینے لگی جب سلطان نے اسے منع کرتے ہوئے اپنے پاس بلایا
سلطان نے جھکتے ہوئے اسکے لبوں کو چوما

جلدی سے یہ سارا کھانا کھاؤ

حوریہ نے دیکھا تو کھانے سے پوری ایک ٹرے بھری ہوئی تھی
تقریباً چار پانچ ڈیشنر تھی اور ساتھ میں اور بھی بہت ساری چیزیں تھی
بھوک سے تو ویسے بھی برا حال ہو رہا تھا
وہ اپنے کپڑے سہی کرتی بیٹھی کھانے لگی
سلطان جی آپ بھی کھاؤ ناں

چار پانچ نوالے کے بعد وہ اسے بھی دعوت دینے لگی
نہیں میری جان اپ کھاؤ.. اتنا بول کر سلطان ڈریسنگ ٹیبل کے ایک دراز
سے ڈرائیئر لے کر آیا
سوئچ سے کنکشن لینے کے بعد وہ ابھی بیڈ پہ بیٹھ کر حوریہ کے بالوں کو تولیے
سے آزاد کرنے لگا
یہ گیلے ہیں ابھی

حوریہ نے اسے دیکھتے ہوئے کہا
میری جان تبھی تو سکھا رہا ہوں۔ پر حوریہ کو اسکی سمجھ نہیں آئی

وہ مزے سے کھانا کھائے جا رہی تھی

سلطان نے ڈرائیر ان کرتے ہوئے اسکے بال خشک کرنے شروع کر دیے

ہاہاہاہا ٹھنڈی ہو واجب حوریہ کو محسوس ہوئی تو وہ ہنسنے لگی۔ اس نے ابھی

ویسے بھی شاور لیا تھا

سلطان اسکی ہنسی دیکھتے ہوئے مسکرایا

اچھا تو یہ ایسے کام کرتا ہے ہمیں تو اسکی سمجھ ہی نہیں آئی تھی تبھی ہم نے

اسے ایسے ہی پیک کر کے چھوڑ دیا تھا

حوریہ نے نوالہ منہ میں لیتے ہوئے کہا

جن چیزوں کی سمجھ نہ آئے اپنے بندے سے پوچھ لیا کرو

سلطان نے اسکے گالوں کو قچومتے ہوئے کہا

حوریہ کھانا کھا چکی تھی تب تک وہ اسکے بالوں کو ڈرائی کر چکا تھا

سلطان نے اسے اپنا ایک کوٹ پہنایا تاکہ اسے سردی نہ لگے۔ ابھی یہ پہن لو

بعد میں تمہارے لیے بھی کے کرا جائوں گا

اسے کوٹ پہناتے ہوئے کہا تو حوریہ مسکرائی۔ ابھی کچھ دیر پہلے جو لڑکی بے
بسی سے رو رہی تھی اب اسی لڑکی کی کمرے میں کھلکھلاہٹ گونج رہی
... تھی

... کچھ دیر تک وہ تیار ہوتے گھر سے نکل چکے تھے

سلطان حوریہ کے ساتھ رات کے تقریباً دو بجے

حوریہ کے بابا کے گھر پہنچا

دروازے پہ دستک دے کر وہ ایک طرف ہو کر کھڑا ہو گیا

نظر حوریہ پہ پڑی تو دیکھا کہ وہ بہت خوش تھی۔ حوریہ کی خوشی اس کے چہرے

سے صاف ظاہر ہو رہی تھی۔ اسے مسکراتے دیکھ سلطان خود بھی مسکرایا

حوریہ کے ماں باپ بہت ڈر گئے تھے۔ آدھی رات کو نجانے کون آ گیا تھا

نوید اور زوبیہ واپس آئے تھے۔ نوید اپنے گھر پہ ہی تھا پر کل زوبیہ انکے پاس
آئی تھی آج بھی وہ وہی پہ ہی تھی
سلطان کی نظریں حوریہ پہ ہی تھی

اچانک دروازہ کھلا تو سامنے ہی حوریہ کے بابا نیندای کیفیت میں کھڑے
تھے پر حوریہ وک اپنے سامنے دیکھ انھیں لگا کہ شاید وہ کوئی خواب دیکھ
رہے ہیں

حوریہ میری بچی۔ انکا اتنا بولنا تھا کہ حوریہ نے انکے گلے لگ کر رونا شروع کر
دیا۔

بابا کیسے ہیں آپ!؟؟؟

انکے سینے سے لگی وہ روتے ہوئے سوال کر رہی تھی

میں ٹھیک ہوں میری بچی تم کیسی ہو اور آج اتنی اچانک یوں رات کو کس
کے ساتھ آئی

سلطان چونکہ دروازے کے تھوڑا سا بیڈپہ کھڑا تھا تبھی وہ اسے دیکھ نہیں پائے۔

بابا وہ ہم۔ سلطان جی کے ساتھ آئے ہیں

اسکے بولنے کے ساتھ ہی سلطان بھی سامنے آیا

اسے انکے سامنے بہت شرمندگی ہو رہی تھی اور شاید یہ لائف میں پہلی بار
ہوا تھا کہ اسے اپنے کسی کیے عمل کی شرمندگی ہو

کیسے ہیں انکل آپ

سلطان نے اگے بڑھتے ہوئے پوچھا

میں ٹھیک ہوں بیٹا۔ آپ دونوں اتنی رات کو خیریت تو یہ ناں

انہوں نے ڈرتے ہوئے پوچھا کہ کہی انکے درمیان کوئی تلخ کلامی نہ ہوئی ہو

یا پھر کوئی جھگڑا جس کی وجہ سے وہ یوں اتنی رات کو وہ دونوں یہاں آئے

جی انکل سب خیریت ہے بابا وہ حوریہ آپ سب سے ملنے کی زد کر رہی تھی

اسکی بات سن اشفاق صاحب کو تھوڑا سکون ملا

حوریہ کی امی دروازے کی طرف ہی آرہی تھی

حوریہ بھاگتی ہوئی ان سے ملی

امی... امی میں نے آپکو بہت یاد کیا.. حوریہ پھر سے رونے لگی۔ اسکا رونا

سلطان کو بہت بے چین کر رہا تھا

میری بچی تم یہاں کیسے۔ اس نے تمہیں کیسے آنے دیا

انہوں نے بھی سلطان کو نہیں دیکھا تبھی وہ حوریہ سے سوال کرنے لگی

اماں وہ بھی میرے ساتھ آئے ہیں

سلطان کی طرف دیکھتی وہ انہیں بتانے لگی

سلطان حوریہ کی امی سے خیر خیریت دریافت کرنے لگا

اسکا انداز بہت نرم تھا۔ اشفاق صاحب اور انکی بیوی خود بہت حیران ہوئے

تھے۔

حوریہ کا چہرہ اور اسکی مسکراہٹ دیکھ انہیں ایسا سکون پہنچا تھا جو شاید ہی

کبھی انہیں ملا ہو

ارے اُوناں بیٹا بیٹھو

اشفاق صاحب نے انھیں اندر لے جاتے ہوئے کہا

سلطان اور حوریہ انکے پیچھے پیچھے چل رہے تھے

وہ انھیں اپنے کمرے میں لے آئے

بستر کع دیکھ اندازہ ہو رہا تھا کہ وہ ابھی ابھی سوئے ہوئے جاگے ہیں

نوری بیگم نے جلدی سے بستر کو سیٹ کیا اور ان دونوں کو سامنے موجود

ایک کرسیوں پہ بیٹھایا

اچانک کمرے میں زوبیہ داخل ہوئی تو کمرے میں جیسے موت سی خاموشی

چھا گئی

زوبیہ سلطان کو دیکھ بہت ڈر گئی۔ سلطان اسے دیکھ خود بہت شرمندہ ہوا تھا

اشفاق صاحب اور نوری بیگم الگ پریشان ہو گئے۔ سلطان اب دل ہی دل

میں خود کو گالیاں دیے جا رہا تھا کہ پہلے وہ کیا کیا کر چکا ہے

کمرے میں ایک الگ سی سیچو نیشن بن چکی تھی

سلطان نے گہرا سانس بھرا اور زوبیہ کو سلام کیا۔ اسکی خیر خیریت پوچھتا
وہ سب کو مطمئن کر گیا

۔ حوریہ سلطان کو ہی دیکھ رہی تھی

زوبیہ کو اس نے بہن پکارا تھا اور وہ سب کی غلط فہمیاں دور کرنے کے لیے
کافی تھا

۔ زوبیہ بھی اس سے بات کرتی حوریہ کے گلے لگ گئی

وہ دراصل حوریہ آپ سب سے ملنے کی بہت زد کر رہی تھی اور اسکی زد
پوری کرنا تو ضروری تھا تو اس وقت آپ لوگوں کو جگانے کے لیے معزرت
خواہ ہوں

ارے نہیں بیٹا۔ ایسا بول کر کیوں ہمیں شرمندہ نہ رہے ہو بلکہ ہمیں تو
خوشی ہے کہ آپ ہماری بیٹی کا اتنا خیال رکھ رہے ہو۔ نوری بیگم جلدی سے
بولی

آنٹی انکل اور خاص کر زوبیہ میں آپ سب سے بہت شرمندہ ہوں سمجھ
نہیں آرہا کہ کیسے آپ سب سے معافی مانگوں۔ سلطان نے ان سب کی
آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا

بیٹا ایسا نہ بولو آپ نے میری بیٹی کو خوش رکھا ہم تو آپ کے شکر گزار ہیں
ورنہ تو ہمارے دل میں ہمیشہ برے خیالات ہی آتے تھے شکر ہے جو آپ
انہیں ہم سے ملانے لے کر آ گئے

اشفاق صاحب کی آنکھیں خوشی سے نم تھی وہ اللہ کا جتنا شکر ادا کرتے کم
تھا۔

میری غلطی ہے مجھے حوریہ کو پہلے آپ سے ملانے لانا چاہیے تھا
سلطان اب بھی شرمندہ تھا اسے احساس ہو رہا تھا کی جب بیٹی ایسے
سسرال میں ہو تو گھر والے اس کے لیے کتنا تڑپتے تھے۔ آخر اسکی خود کی
بہن کے ساتھ ایسا ہوا تھا اور کہی نہ کہی اسے اندازہ تھا کہ یہ مکافات عمل ہی
ہے۔

کو یہ بات نہیں بیٹا آپ شر مندہ نہ ہوں۔ نوری بیگم نے مسکراتے ہوئے
کہا۔

میں تم لوگوں کے لیے کھانے کا بندوبست کرتی ہوں زوبیہ زرا میرے
ساتھ آنا۔

نوری بیگم نے زوبیہ کو بلایا اور اسے لیے کچن کی طرف جانے لگی
ارے نہیں آنٹی اسکی نکل ضرورت نہیں ہے ایسا کوئی بھی تکلف مت
کیجیے گا ہم کھانا وغیرہ کھا کر آئے ہیں

سلطان نے انھیں کھانا بنانے سے منع کر دیا

اماں وہ سہی کہہ رہے ہیں ہم تو بہت زیادہ ہی کھانا کھا کر آئے ہیں کچھ بھی
مت بنانا۔

حوریہ بھی بول اٹھی

پر بیٹا ایسے تو ہم تمھیں واپس نہیں بیچھ سکتے

اچھا آپ بس چائے بنا دیں باقی کسی قسم کا کوئی تکلف مت کیجیے گا

سلطان نے مجبور کہا ورنہ وہ جانتا تھا کہ ایسے وہ پیچھے نہیں ہٹنے والی
اشھا ٹھیک ہے اتنا بول کر وہ مسکراتے ہوئے کچن چلی گئی۔ حور یہ بھی انکے
پیچھے کچن میں آگئی۔

ارے واہ حور یہ تیرے کپڑے کتنے پیارے ہیں اور لپ سٹک بھی کتنی
اچھی ہے۔

زوبیہ نے کچن میں داخل ہوتے ہی حور یہ کو گھیرے میں لے لیا۔ نوری بیگم
نت مسکراتے ہوئے چائے کا پانی چڑھایا۔

اچھے ہیں ناں یہ سب ہمیں سلطان جی نے دلایا اور آپ کو پتا ہے آپ ان کا گھر
اتنا بڑا ہے اور انھوں نے ہمیں اتنا سارا سامان لا کر دیا ہے۔ اتنے سارے
کپڑے جوتے چپلیں اور ہتا ہے اس میں تو بہت ساری مشینیں بھی تھی
ہمیں تو انکو استعمال کرنا نہیں آتا تھا ہر اج جا کر ہم ان سے ساری مشینوں
کے بارے میں سیکھیں گے۔

حور یہ نے چہکتے ہوئے اسے بہت ساری باتیں بتانا شروع کی۔

نوری بیگم کا تو خوشی کے مارے برا حال تھا زوبیہ بھی ایک ایک بات غور سے سن رہی تھی

آپی نوید بھاجی تو ٹھیک ہی تو آج اماں کے پاس آئی تھی کیا؟؟
حوریہ نے کچن میں موجود کرسی پہ بیٹھتے ہوئے کہا

ہاں نوید تو بالکل ٹھیک ہیں اور میں کل آئی تھی تو یہ بتا کہ اس سلطان صاحب نے تیرے ساتھ کچھ غلط تو نہیں کیا ناں مطلب مجھے مارا تو نہیں ناں

زوبیہ نے کچن کے دروازے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا
نہیں باجی وہ بہت اچھے ہیں انھوں نے ہمارا اتنا سارا خیال رکھا ہمیں سب کچھ دلایا ہمارے لیے سب کچھ کرتے ہیں وہ بہت اچھے ہیں
اور تجھے پتا وہ وہ ہمیں بولتے ہیں کہ وہ ہم اے پیار کرتے ہیں
سب بتانے کے بعد آخری بات پہ حوریہ نے شرمنا شروع کر دیا
نوری بیگم اب مطمئن ہو چکی تھی

زوبیہ بھی اب اپنی بہن کے لیے بہت خوش تھی اسکے دل میں جو ایک گلٹ
ساتھا کہ سب اس کی وجہ سے ہوا ہے اور اسکی کی وجہ سے اسکی بہن کی
زندگی برباد ہو چکی ہے اب یہ گلٹ دی سے نکل گیا تھا

پھر تو بس حوریہ کا کبھی نہ ختم ہونے والا باتوں کا دور شروع ہوا تھا۔ شروع
سے لے کر آخر تک وہ انھیں اب بتاتی گئی سوائے اپنے اعراسکی بیچ کے
خاص پلوں کو چھوڑ کر کیونکہ راستے میں آتے ہوئے سلطان اسے سختی سے
ٹوک چکا تھا کہ ہمارے بیچ کی کوئی بات کسی سے بھی نہیں کرنی کیونکہ
سلطان کو اندازہ تھا کہ اگر اسے ایک بار بتایا نہیں تو اپنی باتوں میں وہ سب
کچھ بول دے گی

ماشاء اللہ اللہ پاک میری دھی کو خوش رکھے۔ نوری بیگم نے اسکے بالوں پہ
بوسہ دیتے ہوئے کہا

حوریہ مسکرا نے لگی۔ اب اسکا دل رات یہی رکنے کو کر رہا تھا وہ سوچ رہی
تھی کسی طرح سلطان سے اجازت کے لے رات رکنے کی

وہ بھی نوری بیگم کے ساتھ کمرے میں چلی آئی

اشفاق صاحب نجانب کسی کام کے لیے باہر چلے گئے

نوری بیگم بھی کچن میں گئی تو حوریہ سلطان کے ساتھ جڑ کر بیٹھ گئی کیونکہ

سلطان اب بیڈ پہ بیٹھا تھا۔ سلطان نے اسے غور سے دیکھا وہ جان چکا تھا کہ

میڈم نے یقیناً اپنا کوئی کام نکلوانا ہے

سلطان نے اسکی کمر سے ہاتھ گزار کر اپنے قریب کیا

حوریہ نے سراٹھا کر اسکی آنکھوں میں دیکھا

سلطان جی کوئی آجائے گا یہاں اتنے کمرے نہیں ہیں تو کوئی بھی کسی وقت

آجائے گا

حوریہ نے اسکا ہاتھ ہٹاتے ہوئے کہا

جب ایسے قریب ا کے بیٹھو گی تو میں یہ نہیں سوچوں گا کہ کسی نے انا ہے یا

نہیں اور یقین کرو آج کی رات تمھاری پر بھاری ہونے والی ہے۔ سلطان

نے اسکی گردن پہ بوسہ دیا اور جلدی سے پیچھے ہوا

سلطان جی وہ کیا وہ میں آج رات ادھر تک جائوں آپ بھی آئی ہوئی ہے ہم
دونوں مل کر بہت ساری باتیں کریں گے اور

نہیں میری جان ایسا خیال اپنے زہن میں بھی نہیں لانا

سلطان نے چائے میں بسکٹ ڈبو کر اسے پھونکتے ہوئے حوریہ کے منہ میں
ڈالا۔

ہٹائیں اسے پھر ہمیں نہیں کھانا ویسے بھی چائے کو دیکھ کر ہمارا دل خراب
ہو رہا ہے اور آپ بھی بات نہیں سن رہے

حوریہ نے منہ پھیلاتے ہوئے کہا

اب آپ ناراض ہی کیوں نہ ہو جائیں پر اپنی اب ہر رات میری باہوں میں
ہے اور آپ کی سانسوں

وہ مزید بولتا کہ حوریہ نے اپنا چھوٹا سا ہاتھ اس کے منہ پہ رکھا

کچھ بھی مت بولے گا آواز ساری باہر جا رہی ہے

حوریہ نے بڑی بڑی انھیں کھولتے ہوئے کہا

سلطان مسکراتے ہوئے چائے پینے لگا

کچھ دیر تک وہ سب بیٹھے باتیں کرنے لگے جب سلطان نے واپسی کے لیے
اجازت لی

اب اسکا دل کافی ہلکا ہو چکا تھا

اماں ہم کچھ دنوں میں پھر سے آئیں گے اور رات رکھیں گے

حور یہ نے نوری بیگم سے کہا اور اسکا مقصد سلطان کو بھی بتانا تھا کہ اگلی بار

میں نے رکنا ہے۔ اسکی چالاکی پہ سلطان مسکرایا۔ میری چالاکی بلی... منہ

میں بڑبڑاتے ہوئے وہ سب اے ملا اور پھر سب سے لمبے کے بعد وہ اور

سلطان گاڑی میں بیٹھے واپسی کے لیے نکلنے لگے

نوری بیگم اشفاق صاحب اور زوبیہ کا دل خوشی سے پھول چکا تھا۔ اللہ کا لاکھ

لاکھ شکر ادا کرتے وہ سب اب تہجد پڑنے لگے تھے



ضاو یار ایمیل کو ہسپتال لے کر آیا تھا۔ ڈاکٹر نے چیک اپ کے بعد اسے بتایا تھا کہ ایمیل نے کسی بات کی بیت ٹینشن لی ہے جبھی وہ اچانک بے ہوش ہو گئی تھی۔ ڈاکٹر کے مطابق کوئی بات ایسی ہے جو اس کے سر درد کی وجہ بن رہی ہے۔ اسے شاید کوئی بہت بڑی ٹینشن ہے۔

ضاو یار سارے راستے بہت پریشان رہا تھا۔ ایمیل کو تقریباً آدھے گھنٹے بعد ہوش آ گیا تھا۔

سلطان نے اسے اپنی بانہوں میں اٹھایا اور ہسپتال کے باہر کھڑی اپنی پارکنگ میں لے آیا۔

ہم صرف بے ہوش ہوئے تھے اب چل سکتے ہیں پلیز آپ ہمیں نیچے اتاریں۔

ادھر ادھر موجود لوگوں کو خود کو گھورتے دیکھ ایمیل نے ضاو یار سے کہا۔ چپ کر لے بیٹھو.... ضاو یار اسے ٹوکتا گاڑی میں لے کر آیا۔

ڈرائیونگ کرتا وہ اب گاڑی گھر کی طرف کے کر جا رہا تھا۔

ی۔ یہ تو آپ کے گھر کا راستہ ہے ہم ت۔ تو گائوں جا رہے تھے ناں
اسے اپنے شہر والے گھر کی طرف جاتے دیکھ ایمل نے کہا جیسا وہ سوچ رہی
تھی آریسا ہوا تو وہ بہت بڑی مشکل میں پھنسے والی تھی
ضاویار کیا ہم آپکے شہر والے گھر جا رہے ہیں؟؟
جب اس سے مزید صبر نہ ہوا تو آخر کار وہ بول ہی پڑی
جی ہاں اور اگر تم نے گائوں کسی کو کال کی تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا
سمجھی۔

ضاویار نے گاڑی اپنے گھر کے سامنے روکی
نہیں میں یہاں نہیں رہوں گی بلکہ مجھے تو بابا نے بلایا تھا ناں آپ نے خود
ہی تو بتایا تھا وہ مجھے کسی کام سے بلا رہے تھے
وہ سب جھوٹ تھا بابا نے تمہیں نہیں بلایا اور اب میرا مزید سرنہ کھانا مجھے
بہت سرد درد ہے اٹھو اب باہر نکلو
ضاویار اسے وارن کرتا گاڑی سے باہر نکل گیا

ایمل کو اب رونا آ رہا تھا وہ کیسے اکیلی اس کے ساتھ یہاں وہ سکتی تھی پر جانتی تھی کہ اگر کچھ بولا تو اس بار ضاویار بہت غصہ کرے گا

ہماری پلیز ایک بار بس ایک بار بابا سے بات کروادیں

ضاویار کی وہ منتیں کرنے لگی پر ضاویار چوکیدار کو اسکا سامان اندر لانے کا بولتا اسکا ہاتھ تھا مے اسے اندر لے گیا

بابا سے بات کرنی ہے؟؟؟

ضاویار نے اسے کمرے میں لا کر چھوڑا اور پھر اس سے سوال کرنے لگا ہاں بس ایک بار بابا سے بات کرنی ہے اور ہم انھیں کچھ بھی نہیں بتائیں گے

ایمل جھوٹ بول رہی تھی اسکا پلین تھا کہ کسی بھی طرح دائود صاحب کو سب بتا کر انھیں یہاں سے لے کر جانے کا بولے گی

ٹھیک ہے پہلے تمہاری بات بابا سے کروادوں گا پہلے تم مجھے یہ بتاؤ کہ
ایسی کون سی بات ہے جس کی وجہ سے تم بے ہوش ہو گئی تھی۔ کون سی
بات تمہارے دماغ میں ڈیرہ جمائے بیٹھی ہے۔؟؟؟

ضاو یار جاننا چاہ رہا تھا کہ وہ آخر کیوں اتنا پریشان ہے
ایمل اسے کبھی بھی یہ نہیں بتانا چاہتی تھی کہ وہ اسی کی وجہ سے پریشان
رہتی ہے۔

ٹھیک ہے اگر نہیں بتانا تو جاؤ دوسرے کمرے میں جا کر سو جاؤ
ضاو یار اپنی جیب سے لائیٹر اور سگریٹ نکالے اب سگریٹ نوشی کرنے
لگا۔

پلیز ضاو یار ہماری بات کو سمجھیں

شششش سر نہ دکھاؤ اور جاؤ

ضاو یار نے انتہائی روڈی کہا

جان کہ کیا کریں گے وہ بات کیا اس وجہ کو ختم کر دیں گے جس کی وجہ سے ہم پریشان ہیں۔

ہاں ہو سکتا ہے کہ وہ ہماری بس میں ہو اور ہم اس وجہ کو ختم کر دیں۔
تو ٹھیک ہے وہ وجہ آپ ہیں۔ اچھا میرے ساتھ رویہ ہے۔ میرے دل میں
طلاق کا خیال صرف آپ کے ایسے رویے کی وجہ سے ہوا تھا
ضاو یار جب آپ میرے ساتھ خوش نہیں ہیں تو بس ختم کر دیں نہ دب
کیوں خود کی زندگی برباد کر رہے ہیں۔ آپ بھی جانتے ہیں کہ میں نے اس
رشتے کو دل اے مانا ہے ہر اگر آج میں اس حد تک سوچ رہی ہوں تو بس
اپنی اس رشتے میں لا پرواہی پر سوچ رہی ہوں
ایمل نے روتے ہوئے کہا۔

اور کچھ کہنا ہے کہ بس بہت ہے؟؟؟

اسکی بات پہ ضاو یار نے خود اگے سے ایک بے تکا سوال کیا
مجھے افسوس ہے کہ آپ کبھی میرے بارے میں سیریس نہیں ہو سکتے

ایمل غصے سے بولتی کمرے سے جانے لگی جب ضاویا نے اسکا بازو پکڑ کر
زور سے کھینچا۔

سیریس ہو سکتا ہوں... اور اگر ہو گیا تو خود ہی منہ چھپاتی پھر وگی
اسے اہنی گود میں بٹھاتا وہ اسکے کان میں سرگوشی کرتا بولنے لگا
ایمل بس روئے جا رہی تھی

اچھا رو نہیں.. ادھر دیکھو

اسکے گالوں کو تھامے وہ اسے متوجہ کرنے لگا

طلاق میں تمہیں کبھی بھی نہیں دوں گا کیونکہ تمہارے بغیر اب میرا بھی
کوئی گزارا نہیں

اسکی بات ایمل کافل دھڑکا گئی۔ ایمل اہنی آنکھوں کو کھولے اسکی آنکھوں
میں دیکھنے لگی

ضاو یار بھی اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ وہ سیگریٹ کا گہرہ کش لیتا ہلکا سا ایمیل کی طرف جھکا اور اسکے لبوں نے نرمی سے تھامے اسکی سانسوں میں اہنی سانسوں کے ساتھ دھواں منتقل کرنے لگا

ایمیل کی آنکھیں بند تھیں وہ بھی انھی لمحوں کو جینا چاہتی تھی۔ پردھواں لینا اسکے بس سے باہر تھا تبھی کھانسی ہوئی وہ ضاو یار کے سینے سے لگی

.....ایمیل

کمرے کی خاموش فضا میں ضاو یار کی آواز گونجی

ایمیل کا دل ایک بار پھر دھڑک اٹھا۔ آج ضاو یار یقیناً اسے بے ہوش کرنے پہ تلا تھا

اگر میں ہمارے لیے کوئی فیصلہ لوں تو تم میرا ساتھ دو گی

ضاو یار کی بات پہ ایک پل کو ایمیل نے اسے دیکھا

خود سے دور نہیں کریں گے باقی آپکی ہر بات پہ میں آپکے ساتھ ہوں

ایمل نے بھی سوچ لیا تھا کہ اب جیسا ہو رہا ہے ویسا ہی چلنے دو اور ضاویار تو
اب اسکے لیے شاید الگ فیلنگز رکھتا ہے
مسکراتے ہوئے وہ شرمانے لگی

ضاویار نے اسکا چہرہ اپنے سینے سے نکالا اور اسکے لبوں پہ جھکا
ایمل کو وہ پاگلوں کی طرح چومنے لگا۔ ایمل بھی اسکے گلے میں بازو ڈالے
اسکے لبوں کو چوم رہی تھی

اچانک دروازہ زور سے بجنے لگا

ایمل جلدی سے اسکی گود سے اٹھی

ضاویار نے غصے اے دروازے کو گھورا

پتا نہیں کس کو موت پڑ گئی ہے۔ منہ ہی منہ میں بڑبڑاتا وہ دروازہ کھولنے چلا
گیا۔

سامنے ہی چوکیدار کھڑا ایمل کا سامان لے کر آیا تھا

ایمل فریش ہونے باتھ روم چلی گئی تو ضاویہ اپنی میڈ کو کچھ کھانا بنانے کا
بولنے چلا گیا۔

شمس اگلی صبح نجانے کہاں چلا گیا تھا کیونکہ صبح جب ہما جاگی تو وہ کمرے میں
موجود نہیں تھا۔ ہما اٹھی تو اس کا سر بہت بھاری ہو رہا تھا اور بھوک سے الگ
جان جا رہی تھی۔

اب وہ شاور لینا چاہتی تھی پر اس کے پاس کپڑے نہیں تھے
ابھی اسے پانچ منٹ ہی ہوئے ہوں گے جبے دروازے پہ دستک ہوئی
اس نے دروازہ کھولا تو سامنے ہی ملازمہ کھڑی تھی۔ میم اگر آپ جاگ گئی
ہیں تو فریش ہو کر نیچے آ جائیں ناشتے کے لیے یا پھر پکانا شاکرے میں ہی
لے آئیں۔

ملازمہ کی بات پہ ہمانے بیچارہ سامنہ بنایا۔ وہ میرے پاس کپڑے ہی نہیں
ہیں کیا آپ اپنے کوئی کپڑے مجھے دے سکتی ہیں

میم آپکے کپڑے سر نے الماری میں سیٹ کروا دیے ہیں

ملازمہ کی بات پہ ایمل نے جا کر الماری کھولی تو سامنے ہی شمس کے کپڑوں
کے ساتھ اسکے کپڑے بھی موجود تھے۔ بہت مہنگے کپڑوں کے ساتھ ہر
طرح کا سامان موجود تھا اور ہر چپل اور شوز اسے بالکل فٹ تھا۔ وہ حیران
ہوئی کہ کیسے وہ سب اس کے لیے بالکل پرفیکٹ لایا تھا

سنین آپ میرا ناشادھر کمرے میں ہی لے آئیں کر آجائیں تب تک میں
شاوریلتی ہوں

وہ اپنے کپڑے نکالنے لگی جب اسکی نظر انرزپہ پڑی۔ شرم سے اسکا چہرہ
بالکل لال ہو گیا

ٹھہر کی بڈھا یہ سب لاتے ہوئے شرم بھی نہیں آئی

حالانکہ اسکا سارا سامان شمس کی ایک خاص ملازمہ لائی تھی پر اب وہ یہی سمجھ رہی تھی کہ سارا سامان شمس لایا ہے حالانکہ شمس کو ان سب چیزوں کی بالکل بھی سمجھ نہیں تھی

کچھ دیر تک وہ نہا چکی تھی۔ بال وہ ڈرائیئر سے ڈرائی کرتی اب بیٹھی ناشتا کر رہی تھی

۔ ناشتا سنے خوب جم کر کیا تھا کیونکہ کل سے بھوک سے اسکا برا حال تھا

۔ ناشتا کرنے کے بعد اب وہ بہت ریلیکس فیل کر رہی تھی

۔ کمرے میں بیٹھی وہ شمس کی ایک ایک چیز کو دیکھ رہی تھی

اسکی الماری میں اسے ایک تصویر ملی۔ یہ تصویر شمس کی تھی جسکے ساتھ

۔ کائنات اور گوہر صاحب کھڑے تھے

کائنات کو دیکھ اسے کچھ حد تک اندازہ ہو گیا کہ یہ اسکی بہن ہے پر اگر بہن

ہے تو وہ کہاں ہے۔ اوع اسکے بابا کدھر ہیں انھوں نے اسے زبردستی شادی

۔ کرنے سے نہیں روکا

تصویر وہی رکھتی وہ الماری بند کیے اب بیڈ پہ بیٹھی تھی
ویسے یہ مسٹر ہیں کدھر صبح سے.... اسکا دل ناچاہتے ہوئے بھی شمس کو
ڈھونڈنے لگا

کمرے سے باہر نکلے وہ گھر دیکھ رہی تھی
یہ حویلی بھی انکی حویلی جتنی ہی بڑی تھی پر یہاں پہ اسے زیادہ لوگ نظر
نہیں رہے تھے

سنیں... کچن میں جھانکتی وہ ملازمہ کو آواز دینے لگی
جی میم.. ملازمہ جو دوسری ملازمہ کو ہدایت دے رہی تھی اسکی آواز پہ اسکی
طرف مڑی

وہ آپکے سر کدھر گئے ہیں
جی وہ کل کائنات میم آرہی ہیں تو بس انھی کے استقبال کی تیاریوں میں
مصروف ہیں

ملازمہ کی بات پہ وہ ایک پل کو خاموش ہو گئی

یہ کائنات میم کون؟؟

ناچاہتے ہوئے بھی وہ پوچھنے لگی

میم کائنات میم سر کی چھوٹی بہن ہیں۔ وہ دراصل پڑھائی کی وجہ سے امریکہ گئی ہوئی تھی اور کل وہ واپس آرہی ہیں تو سر بہت خوش ہیں تبھی وہ انھی کی آمد کی تیاریوں میں مصروف ہیں اور مجھے آپکا خیال رکھنے کا بول کر گئے ہیں

انکے بابا کدھر ہیں؟؟؟

ہما کا ایک اور سوال

میم انکے بابا کچھ دنوں کے لیے کراچی گئے ہوئے ہیں وہاں انکے رشتے دار بھی ہیں کچھ دن انکے پاس گئے ہیں

اچھا..... مختصر سا جواب دے کر وہ ٹی وی لائونج کی طرف چلی آئی جبکہ

ملازمہ پھر سے اپنے کام میں مصروف ہو گئی

سارا دن وہ شمس کا انتظار کرتی رہی تاکہ اس سے کوئی بات ہی کر سکے پر

شمس واپس نہیں آیا تھا

ہنہ میں کون سا اس کے لیے مری جا رہی ہوں میرے بلا سے جہاں جائے
خود سے ہی بولتی وہ رات کو سونے لگی تھی پر نیند تھی جو آنے کا نام نہیں
کے رہی تھی

کل تو اسے نیند آگئی تھی پر اب تو نیند بھی نہیں آرہی تھی۔ کافی دیر بعد وہ بیڈ
سے اٹھی اور بالکنی میں بیٹھ گئی۔ وہاں ایک بہت ہی کمفر ٹیبل صوفہ شمس
نے رکھا تھا جہاں وہ اکثر رات میں بیٹھا کام کرتا رہتا تھا
اس پہ بیٹھی وہ اب اپنی زندگی کو سوچ رہی تھی۔ آنکھوں سے آنسو بہنے
لگے۔

دکھ اسے شمس کا بھی تھا جو اسے زبردستی یہاں لا کر کہی چھوڑ نہ چلا گیا تھا
کل رات جب شمس اس کے خیال سے اس سے دور ہوا تھا تو اس کے دل میں کئی
نہ کئی تھوڑی بہت ہی وہ جگہ بنا گیا تھا۔ اپنے بابا، امی بھائیوں اور ایمیل کی
الگ یاد ستارہ ہی تھی

روتے روتے نجانے کب اسکی آنکھ لگ گئی

رات کے تقریباً بارہ بجے شمس کمرے میں آیا تو خالی کمرہ دیکھ اسکا دماغ پھر
سے اسے یہی اشارہ دینے لگا کہ ہمارا پھر سے بھاگ گئی ہے پر اگر ایسا ہوتا تو
اسکی ملازمہ اسے کال کر کے بتاتی تو سہی.. وہ یہی پوچھنے کمرے سے باہر
جانے لگا جب نظر بیڈ پہ رکھے ایمیل کے دوپٹے پہ گئی۔ وہ ڈریسنگ روم میں
گیا پر وہاں وہ موجود نہیں تھی

۔ پھر سے واش روم چیک کیا پر اسکا دروازہ بھی کھلا ہوا تھا
۔ نظر بالکنی کے دروازے پہ پڑی روا سے لگا کہ شاید وہ وہاں موجود ہو
۔ سامنے ہی وہ صوفے پی سوئی ہوئی تھی

اسے دیکھ شمس کو سکون آیا۔ اسکے قریب جاتے ہی اسے اٹھائے اندر بیڈ پہ
لے آیا اور خود بھی چینج کرنے چلا گیا

۔ بستر پہ وہ اسے بانہوں میں لیتا خود پر اور اسکے کمفرٹ اور اے سو گیا
اج وہ کائنات کی سیکیورٹی کا سہی بند و بست کر کے آیا تھا اب اسکے دل میں یہ
ڈر نہیں تھا کہ دانیال یا پھر کوئی اور کائنات کو نقصان پہنچا دے گے



اگلی صبح نجانے کون کون سی کہانیوں کو لکھنے والی تھی

دانیال رات کافی دیر تک جاگ رہا اور کل بھی وہ سو نہیں پایا تھا تبھی صبح نماز

کے وقت اسکی آنکھ کھلی۔ وضو کرتا وہ نماز پڑنے لگا جب دعا کے لیے ہاتھ

اٹھائے تو آنکھوں کے سامنے ہما کا چہرہ نظر آیا۔ اسکی بچوں والی معصومانہ

حرکتیں یاد آئی تو آنکھوں میں گہری تکلیف ہونے لگی

اللہ مجھے حوصلہ دینا اور اتنا مضبوط رکھنا کہ میں اپنی بہن کو اس جہنم سے نکال

کر واپس لاسکوں۔ نجانے شمس نے اسکے ساتھ کیسا سلوک کیا ہو گا۔ وہ

انسان ایسا ہو سکتا ہے میں کبھی سوچ بھی نہیں سکتا تھا پر وہ ایک سانپ تھا

جسے ہر حالت میں ڈسنا ہی تھا اور اگر وہ ایسا ہے تو اسکی بہن بھی کبھی وفا نہیں

کرے گی

بار بار اپنے دماغ میں وہ کائنات کو ایک بری لڑکی کے طور پہ سوچتا تھا کہ اس کے ساتھ سختی کرنے پہ اسکا دل نرم نہ ہو

کافی دیر وہ اللہ سے دعائیں کرتا رہا نہ جانے کیا کیا باتیں تھیں جو وہ اللہ سے کر رہا تھا۔

کچھ دیر بعد وہ اپنے کمرے سے باہر آیا تو اسکی نظر اپنی ماں پہ پڑی جو کچن میں شاید صبح سویرے دائود صاحب کی چائے لینے آئی تھی۔ دائود صاحب کی عادت تھی وہ صبح سویرے چائے کا کپ پیتے تھے

امی..... زلیخا بیگم چائے کا پانی رکھے کپ لینے لگی جب انھیں اپنے پیچھے دانیال کی آواز سنائی دی۔ کل رات کو وہ جان بوجھ کر اس سے ملنے نہیں گئی تھی کیونکہ جانتی تھی کہ اسکے سامنے وہ رو دیں گی اور دانیال کی پریشانی کو بڑھا دیں گی۔

دانیال بیٹا آپ آج بہت جلدی نہیں جاگ گئے

ٹرے پہ کپ سیٹ کرتے ہوئے انھوں نے نظریں چراتے ہوئے کہا

امی میں جانتا ہوں آپ ہما کی وجہ سے پریشان ہیں پر انشاء اللہ بہت جلد میں
میں اسے واپس لائوں گا آپ بے فکر رہیں

انکا ہاتھ تھا ماوہ انھیں یقین دلانے لگا

میرے بیٹے میں جانتی ہوں آپ کیسے بھی کر کہ ہما کو واپس لائوں گے بیٹا مجھے
میری بیٹی سے ملا دو... زلیخا بیگم اتنا بول کر رونے لگی

امی پلینز ادھر دیکھیں روئیں نہیں اب رونے کا وقت کسی اور کا ہے اور یقین
کریں اب ہمارے دشمن روئیں گے اور بس تھوڑا سا اور انتظار پھر ہما
ہمارے پاس ہوگی

دانیال نے انھیں یقین دلایا زلیخا بیگم نے اپنے آنسو پونچھے اور چائے کو کپ
میں ڈالتی کمرے میں چلی گئی

اپنی ماں کو اتنا کمزور دیکھ اسکے دل میں شمس اور کائنات کے لیے مزید نفرت
پیدا ہو گئی۔ اب سے تم دونوں کا برا وقت شروع ہوا ہے اور تم لوگوں کو
رلائوں گا میں یہ وعدہ ہے میرا

خود سے ایک بار پھر سے وعدہ کرتا وہ گھر سے نکل گیا اب وہ سیدھا اپنے
آفس جانے والا تھا۔ اور آج وہ کائنات کے ساتھ نکاح بھی پلین کر چکا تھا
.... اب دیکھنا یہ تھا کہ قسمت نے اسکا ساتھ دینا تھا یا نہیں



سلطان صبح جاگا تو حوریہ کا سر اس کے سینے پہ تکھا تھا۔ جھک کر اس کے بالوں پہ
بوسہ دیا اور اسکا سر اٹھا کر آرام سے تکیے پہ رکھا۔ خود وہ فریش ہونے چلا گیا۔
رات کو وہ دیر سوئے تھے تقریباً انھیں تین تو بج چکے تھے ابھی وہ اٹھ بے
۔ واپس جاگ گیا تھا

اس کی آج بہت ضروری میٹنگز تھی جنھیں آج اسے ہی ہینڈل کرنا تھا۔
جلدی جلدی بالوں دانتوں کو برش کرتا بالوں کو کنگھی کعتا سوٹ پہنے وہ
۔ ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑا اب خود پہ پر فیوم سپرے کر رہا تھا

تیار ہو کر وہ اپنا بیگ لیتا حوریہ کے گالوں کو چومتا وہ کمرے سے باہر آیا تو
سامنے ملازمہ ناشتا بنا رہی تھی

سر ناشتا کر لیں

ملازمہ نے اسے باہر جاتا دیکھ کر کہا

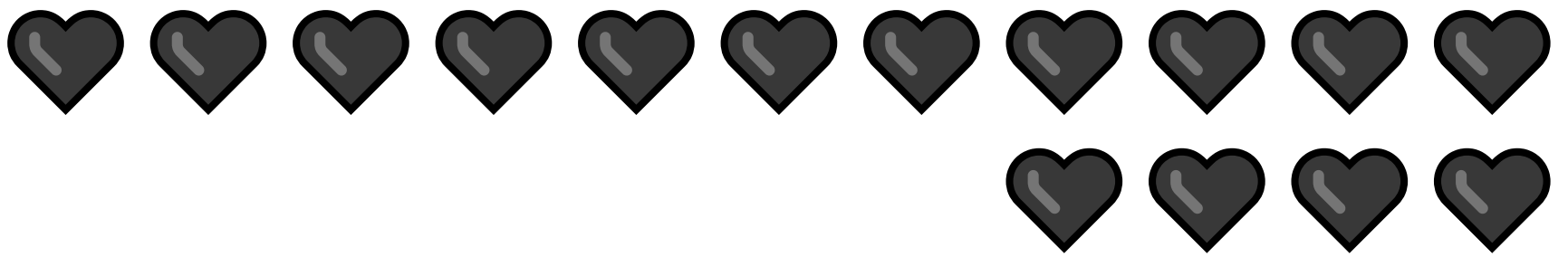
نہیں مجھے بھوک نہیں ہے اور ہاں جب میم جاگی تو انھیں ناشتا یاد سے کروانا
اور اگر وہ ناشتہ نہ کرے تو مجھے کال کرنا

میڈ کو حکم دیتا وہ جلدی سے گھر سے نکل گیا تھا

کل رات واپسی پہ حوریہ بہت خوش تھی اور ہوتی بھی کیوں نہ آخر اتنے دن
بعد اپنے ماں باپ سے ملی تھی اور جس طرح سلطان اسکے ماں باپ سے ملا
تھا اب اسکا دل مطمئن ہو گیا تھا۔ واپسی پر بھی وہ سلطان سے باتیں کیے جا
رہی تھی۔ آج پہلی بار وہ بہت کھل کر اس سے باتیں کر رہی تھی

واپسی پر ہی باتیں کرتے ہوئے وہ سو گئی تب سلطان ہی اسے اٹھائے کمرے
میں لایا تھا وہ خود بھی بہت تھک چکا تھا تبھی آتے ساتھ وہ بھی اسے اپنے
بانہوں میں لیے سکون کی نیند سو گیا تھا

اب تیز تیز ڈرائیو کرتا وہ سیدھا آفس پہنچا تھا



ضاو یار اور ایمیل رات کھانا کھا کر آرام سے سو گئے تھے۔ ایمیل کھانے کے
بعد اپنے کمرے میں ہی چلی آئی تھی یہ وہی کمرہ تھا جو کچھ دن پہلے اس نے
اور ہما نے استعمال کیا تھا

ضاو یار جانتا تھا کہ وہ بہت تھک چکی ہے تبھی ملازمہ کے ہاتھ اسکی کچھ
دوائیاں اسے بیچ دی کیونکہ اگر وہ خود اسے دینے جاتا تو اسے ڈر تھا کہ کہی وہ
پھر سے شروع نہ ہو جاتا اسی ڈر کے زیر اثر اس نے ملازمہ کو بیجھا تھا

ملازمہ سے دوائی لے کر کھانے کے بعد ایمیل بھی جلد ہی سو گئی کیونکہ ان دوائیوں میں نیند کی گولیاں شامل تھیں جو اسے زہنی سکون دینے کے لیے ڈاکٹر نے شامل کی تھی

ضاو یار کچھ دیر بعد اسکے کمرے میں آیا تو اسے سکون سے سوتا دیکھ وہ بھی واپس اپنے کمرے میں چلا گیا

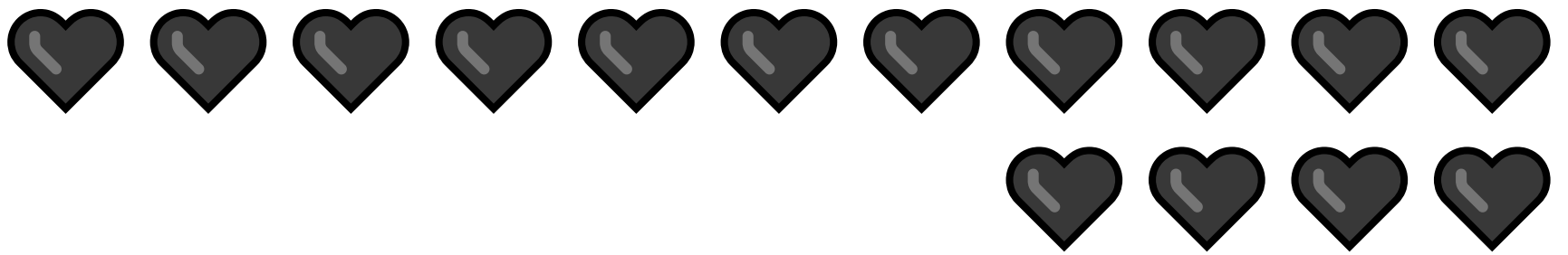
ضاو یار کچھ دیر تک اپنے کیس کو پڑتا رہا پھر جب تھکن بہت بڑھ گئی تو وہ بھی سو گیا کیونکہ آج وہ کافی ڈرائیو کر کے آیا تھا

وہ ہما والی بات سے بالکل بے خبر تھا۔ اس کے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہیں تھی کہ اسکی بہن اغوا ہو چکی ہے ہر چیز سے بے فکر ہو کر وہ سو گیا تھا اب اسکا ارادہ ایمیل کو کچھ دن اپنے ساتھ رکھنا تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ ایمیل کو وہ اس بات کا یقین دلادے کہ وہ اب اسکے ساتھ رہنا چاہتا ہے۔ اسے اپنے قریب دیکھنا چاہتا ہے وہ شاید کبھی بھی یہ ماننے والا نہیں تھا کہ اسے ایمیل سے محبت ہو گئی ہے کیونکہ اس میں اب بھی کچھ انا باقی تھی اور انا اسے جھکنے

نہیں دے رہی تھی۔ وہ کیسے یہ مان لیتا کہ ایمل سے اسے محبت ہو گئی ہے وہ
ہار گیا ہے اسکی نفرت ہار گئی ہے۔ وہ بس ایمل کے یہ یقین دلانا چاہتا تھا کہ
اسے ناچتے ہوئے بھی بس ایمل کی عادت ہو گئی ہے اور کچھ وہ اپنے باپ کی
وجہ سے مجبور ہے۔ وہ اسے یہ بتانا چاہتا تھا کہ بے شک اسے ایمل سے محبت
نہیں ہے پر اب نفرت بھی نہیں رہی۔ پر یہ وہی جانتا تھا ایمل کے منہ سے
طلاق کا سن کر اسکا کتنا برا حال ہوا ہے تھا

مغرور سا شہزادہ کبھی بھی جھکنے کو تیار نہیں تھا پر وہ یہ جانتا نہیں تھا کہ محبت
.. میں جھکنا تو چھوڑو خاک بھی ہونا پڑتا ہے

.... اب نجانے صبح بھی انھیں ہمارے میں پتا چلنا تھا یا نہیں



دانیال آفس میں بیٹھا اپنے خاص

بندے اور دوست رفیان کے ساتھ

مل کر ساری پلیننگ کر چکا تھا۔ اب

بس انھیں ان گاڑیوں اور فارڈز پہ

حملہ کرنا تھا جس میں کائنات کو

لایا جانا تھا ائیر پورٹ سے۔ سب کچھ

پلین کے مطابق چل رہا تھا

کائنات کو ائیر پورٹ سے شمس کے گارڈز نے پک کیا تھا۔ شمس بھی انکے

ساتھ تھا۔ شمس جس گاڑی میں موجود تھا اسی گاڑی میں کائنات بھی بیٹھی

ہوئی تھی

۔ بھائی.. کائنات شمس کے گلے ملے بولی

۔ بھائی کی جان.. شمس نے اسکے بالوں پہ بوسہ دیا

اس وقت وہ ڈیپ پنک کلر کی شرٹ اور اسی رنگ کے ٹرائوز کے ساتھ

۔ سر پہ دوپٹہ لیے بیٹھی تھی

۔ بھائی یہ اتنی سیکیورٹی کیوں

کائنات نے گاری سے باہر جھانکتے ہوئے پوچھا

وہ بیٹا اس لیے کیوں کہ آج میری شہزادی جوار ہی تھی اور کچھ دشمنوں کی
بھی وجہ سے سیکیورٹی ٹائٹ کرنی پڑی

شمس کی بات پہ کائنات نے نفی میں سر ہلایا ایک تو آپکے دشمن بھی ناں
اچھا یہ بتائیں بابا کیسے ہیں اور وہ مجھے لینے کیونکہ نہیں آئے

وہ اس لیے کہ بابا کچھ دنوں کے لیے آفاق انکل کے گھر گئے ہیں کراچی اور
انہیں آپکی آمد کا بالکل بھی نہیں پتا

شمس نے گارڈز کو اشارہ کرتے ہوئے کہا

سب گاڑیاں شمس کی حویلی کی طرف جانے کے لیے نکل پڑی

کائنات شمس سے باتوں میں مصروف ہو گئی۔ سارے رستے وہ اس سے

باتیں کرتی رہی شمس بھی اسکی باتوں کا جواب دے رہا تھا۔ بیچ بیچ میں وہ بھی

اس سے سوال کر رہا تھا

اچانک گائوں کی طرف جانے والی سڑک پہ گارڈز کی گاڑیوں کے سامنے
کچھ گاڑیاں آکر کھڑی ہو گئی

شمس جانتا تھا کہ یہ سب تو ہونا ہی تھا

اس نے گارڈز کے اشارہ دیا تو گارڈز نے ان گاڑیوں پہ فائر کرنا شروع کر
دیے

بھ۔ بھائی می۔ یہ کیا ہو رہا ہے

کائنات فائرز کی آواز سے بہت ڈر چکی تھی

کچھ نہیں کائنات ڈرو نہیں کچھ دشمن اپنی اوقات بھول گئے ہیں۔ آپ بے
فکر رہو بس کچھ دیر تک ہم گھر کے لیے نکلتے ہیں

شمس نے اس حوصلہ دیتے ہوئے کہا

ادھر سے دانیال کے گارڈز نے بھی ان پہ دھاوا بول دیا

کائنات اندر بیٹھی بس روئے جا رہی تھی۔ اسے شمس کی بہت فکر ہو رہی
تھی

شمس کے گارڈز نے دانیال کے گارڈز کی گاڑیوں کے سارے ٹائر پھوڑ دیے۔ وہ تعداد میں بہت زیادہ تھے اور دانیال کے گارڈز پہ سب سے بڑی مصیبت تو تب ٹوٹی جب پندرہ سے بیس مزید شمس کی گاڑیاں وہاں آئی وہ سب کی سب گارڈز سے بھری پڑی تھی۔ اور اصلحہ انکے پاس بہت زیادہ تھا۔ جتنی دیر وہ انکا مقابلہ کر سکتے تھے انھوں نے کیا پر اتنے زیادہ لوگوں کا مقابلہ کرنا بہت مشکل تھا۔

اور نکی گاڑیاں ایسی تھی جن پہ گولی لگ کر واپس نیچے اگرتی تھی۔ سب گارڈز گاڑیوں کے پیچھے چھپے ان پہ وار کر رہے تھے جب انکے پیچھے بھی شمس کے گارڈز پہنچے اور بس یہی پہ دانیال کے گارڈز اپنی ہمت ہار گئے۔ شمس کے بندوں نے انھی زخمی کرنا شروع کر دیا اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ جگہ خون کے نشانوں سے بھرنے لگی۔

دانیال افا میں بیٹھا سب دیکھ رہا تھا وہ ہار نہیں سکتا تھا۔ اپنے مزید بندوں کو بولتا وہ وہاں سے اسی جگہ پہنچنے کے لیے نکلا اسے ساتھ رفیان بھی تھا اور انکی .. سب سے بڑی غلطی یہی تھی کہ پہلے وہ خود نہیں گئے تھے

شمس نے اپنے بندوں کو قاتلہ اثرہ کیا تو انھوں نے دانیال کے گارڈز اور گاڑیوں کو کنارہ کیا اور وہ سب حویلی کی طرف نکل گئے۔

دانیال جب تک وہاں پہنچا وہ جا چکے تھے

اہہہہہہ.... غصے سے دانیال کا برا حال تھا۔ اسکے گارڈز بے چارے بہت
برے طریقے سے زخمی ہو چکے تھے اور جس کے لیے یہ سب کیا وہ ملی بھی
نہیں... غصے اے اسکا برا حال ہونے لگا.. دل میں نفرت اب مزید بڑھ
گئی.

اب تمہیں میں نہیں چھوڑتا

اپنے ساتھ لائے گارڈز کو وہ ان زخمی گارڈز کو ہسپتال لے جانے کا بولتا
رفیان کے ساتھ واپس اپنے افس نکل گیا

اب کیا کریں.... اس لڑکی کو بھی اسکا بھائی لے گیا اور ہمارے گارڈز
بے چارہ بھی زخمی ہو گئے مجھے نہیں لگتا کہ اب ہمیں وہ ملے گی کیونکہ اسکی
حویلی میں گھسنا تو ناممکن ہے

رفیان نے پریشانی سے کہا

اگر ہم نہیں جاسکتے تو کیا ہوا اب وہ باہر آئے گی

دانیال نے سگریٹ کا کش لیتے ہوئے کہا

پر وہ باہر کیسے آئے گی مجھے نہیں لگتا کہ ابھی اسے وہ باہر جانے دے

رفیان اب بھی کنفیوز تھا

وہ ضرور آئے گی ہر حال میں اور تم دیکھنا اسی بات کا میں فائدہ اٹھائوں گا

...دانیال اب سوچ چکا تھا کہ اسے کیا کرنا ہے

شمس کائنات کے ساتھ حویلی میں داخل ہوا تو کائنات سب سے ایک ایک کر کے ملنے لگی۔

کتنا مس کیا تھا اس نے ان سب کو۔ اس کا رویہ اب سب سے کافی بہتر تھا سب خاص کر کے شمس خود بہت حیران ہوا تھا کیونکہ پہلے وہ بہت غصے والی ہوتی تھی کسی سے بھی اتنے اچھے طریقے سے نہیں ملتی تھی سوائے شمس اور گوہر صاحب کے۔

کائنات راستے میں ہونے والے حملے کی وجہ سے بہت پریشان تھی ہر شمس نے کسی طرح اسے بہلا پھسلا لیا۔

ہم کافی دیر سے کمرے میں بیٹھی تھی۔ آج پھر شمس اسکے اٹھنے سے پہلے چلا گیا۔

اے اندازہ ہو گیا تھا کہ رات کو شمس کمرے میں آیا تھا کیونکہ اسے شمس نے ہی اٹھا ہی باہر بالکنی سے اندر لایا تھا۔

شاہد لینے کے بعد وہ ناشتا کیے ٹی وی لائونج میں بیٹھی کوئی مودی دیکھ رہی
تھی جب اسے اچانک کچھ آوازیں سنائی دی

اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ شمس کی چھوٹی بہن کائنات آئی ہوئی ہے کیونکہ صبح
سے کائنات کی آمد میں سب ہی مصروف تھے مختلف طرح کے کھانے بن
رہے تھے گھر کو کافی سجایا گیا تھا

ہما چھوٹے چھوٹے قدم لیتی باہر آئی جہاں ایک پیاری سی لڑکی سب کے
گلے مل رہی تھی

ہما وہی کھڑی سب کو دیکھ رہی تھی جب کائنات کی نظر اس پہ پڑی
کائنات پہ تو جیسے حیرتوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑے

دانیال کی بہن اس گھر میں کیا کر رہی تھی
وہ اسے ہی دیکھ رہی تھی جب شمس ہما کے پاس جا کر کھڑا ہوا اور اسے
کندھوں سے تھامے وہ کائنات کے پاس لے آیا

کائنات یہ ہما ہے آپکی بھابھی

شمس نے مسکراتے ہوئے کہا

کائنات جس کو لگ رہا تھا کہ یہ کوئی اسکا وہم ہے پر شمس کا ہما کو یوں

انٹروڈیوس کروانا سے یقین دلا گیا

بھائی اپنے شادی کر لی اور مجھے بتایا بھی نہیں

کائنات کو اب صدمہ سالگا تھا

کائنات بیٹا یہ شادی بہت ایمر جنسی میں ہوئی ہے کچھ پرو بلمز کی وجہ سے میں

آپکو تو کیا بابا کو بھی نہیں بتایا۔ پر اب آپ آگئے ہونا تو انشاء اللہ دھوم

دھام سے شادی کریں گے

شمس نے مسکراتے ہوئے کہا

ہمارا بار بار اسکا ہاتھ اپنے کندھے سے ہٹانا چاہتی تھی پر شمس نے اسے مضبوطی

سے تھام رکھا تھا

کیسی ہو آپ

کائنات اس سے ملنے میں تھوڑا جھجک رہی تھی۔ اسے یقین نہیں ہو رہا تھا کہ
دانیال کی بہن سے اسکے بھائی کی شادی ہو گئی ہے
تو کیا اسی سر پرائیز کی بات اس دن دانیال کر رہا تھا
دانیال پر سوں رات اسے بولا تھا کہ جب تم پاکستان آؤ گی تو تمہارے لیے
سر پرائیز ہے۔

میں ٹھیک ہوں آپ کیسے ہو۔۔ اچھا سفر کیسا رہا

ہمانے بھی خوشحالی سے جواب دیا۔ اسے یہ لڑکی بہت پیاری لگی تھی
جی بہت اچھا سفر رہا۔ آپ اور بھائی ایک دوسرے کو پسند کرتے تھے کیا
کائنات نے ہنستے ہوئے کہا

ہاں کچھ ایسا ہی سمجھ لو۔ تمہاری بھابھی اور میں ایک دوسرے سے بہت
محبت کرتے ہیں اور تمہاری بھابھی نے خود ہی جلدی شادی پہ فوکس کیا
ہم کے کچھ بولنے سے پہلے ہی شمس نے جھوٹ بولتے ہوئے اس کے سوال
کا جواب دیا

ہمانے شمس کو گھورا

ارے اب کیا یہی کھڑے ہو کر ساری باتیں کرتی رہو گی یا کچھ کھانے کو
بھی دو گی

شمس نے ہما کے بولنے سے پہلے کہا

انکی باتوں پہ کائنات نے محبت سے ان دونوں کو دیکھا۔ اب اسکی زندگی بھی
بہت خوبصورت ہونے والی تھی

سوچتے ہوئے اب اسکا دل جیسے خوشی سے پھولنے لگا

اچانک دروازے سے موسیٰ اندر آیا

ارے موسیٰ بھائی کیسے ہو آپ

کائنات نے اسے اندر آتے دیکھ کہا

موسیٰ اور وہ بچپن سے ساتھ تھے۔ وہ اسکا بہت خیال رکھتا تھا ایک بڑے

بھائی کی طرح۔ اسی وجہ سے کائنات اس سے بہت خیال کرتی تھی

موسیٰ نے شمس کو دیکھا تو شمس نے اسے آنکھوں ہی آنکھوں میں۔ ایک اشارہ کیا۔

ٹھیک گڑیا آپ کیسی ہو

موسیٰ بھی مسکراتے ہوئے اسے جواب دینے لگا

میں بھی بالکل ٹھیک ہوں کیسا لگا پاکستان آکر

بہت اچھا یقین کریں میں بہت خوش ہوں

کائنات نے ہنستے ہوئے کہا

اسکی ہنسی پہ شمس بھی مسکرایا۔ یہ اچھا وقت تھا اس اے نکاح کے بارے

میں بات کرنے کا

اچھا چلو سب کھانا تو کھالیں

شمس نے موسیٰ کے ساتھ ڈائیننگ ٹیبل کی طرف جاتے ہوئے کہا

کائنات بھی ہمارا ہاتھ تھا مے کھانے کی ٹیبل پہ چلی گئی

ہما کائنات کی وجہ سے خاموشی سے کھانا کھانے لگی۔ ویسے بھی اسے کائنات کا ساتھ اچھا لگ رہا تھا۔ آخر اس گھٹن والے ماحول میں کوئی تو اس کا ساتھ نکلا۔

اچھے ماحول میں کھانا کھایا گیا۔

شمس آج بہت خوش تھا۔ اب بس اسے کائنات اور موسیٰ کے نکاح کا انتظار تھا۔

بھابھی ہم اوپر چل کر باتیں کریں۔

کائنات نے شمس اور موسیٰ کو باتوں میں مصروف دیکھ کائنات نے ہما سے کہا۔ ہاں چلو ناں چلتے ہیں ویسے بھی انکے ساتھ بیٹھ بیٹھ کر ہم بور ہو جائیں گے۔

ہما اور کائنات اوپر ہما کے کمرے میں چلی گئی۔ دونوں کافی دیر باتیں کرتی رہی جس میں زیادہ تو ہما ہی بات کر رہی تھی ویسے بھی کائنات اس کے گھر کے ہر فرد کو جاننا چاہتی تھی۔

جب بھی وہ دانی بھائی کا زکر کرتی کائنات شرمانے لگتی

تقریباً دو گھنٹے بعد شمس کمرے میں آیا تو دونوں کو باتوں میں مصروف دیکھ
اسے سکون پہنچا۔ شکر ہے اب میڈم کا دل تو لگا رہے گا اور کائنات بھی اب
اسکے ساتھ خوش رہے گی

کیا باتیں ہو رہی ہیں

شمس نے ہما کے ساتھ بستر پر بیٹھتے ہوئے کہا

کچھ نہیں بھائی بس میں اور بھابھی دونوں اپنے بارے میں ایک دوسرے کو
بتا رہے تھے

اچھا تمہاری بھابھی میری برائی تو نہیں کر رہی تھی ناں

شمس نے ہما کو دیکھتے ہوئے ہو چھا

نہیں بھابھی تو آپ سے بہت محبت کرتی ہیں ورنہ آج کل تو انسان عمر بھی تو
دیکھتا ہے پر دیکھیں بھابھی نے تو اس بات کا زکر تک نہیں کیا حالانکہ وہ

آپ سے کتنی چھوٹی ہیں۔ کائنات کی بات پہ ہما مسکرائی جبکہ شمس تھوڑا
سیریس ہو گیا۔

تو اس سے کیا ہوتا ہے۔ محبت میں عمریں نہیں دیکھی جاتی۔ اور ویسے بھی میں
اسکا بہت خیال رکھوں گا۔ محبت جو کرتا ہوں۔ شمس نے اسکا ہاتھ تھامتے
ہوئے کہا۔ اسکا یوں دیکھنا ہما کا دل دھڑکا گیا

۔ ماشاء اللہ... اللہ آپ کے بیچ محبت یوں ہی قائم رکھے
۔ شکر ہے بھائی آپ نے شادی تو کی

ورنہ آپ کو پتا ہے بھابھی ہم اور بابا کب سے بھائی کو یہی بولتے تھے کہ شادی
کر لیں پر بھابھی بھائی ہمیشہ اس بات کو ٹال دیتے تھے اور آج مجھے اندازہ ہوا
ہے کہ بھائی کیوں منع کرتے تھے

۔ اب تو میں اپنے بھتیجے بھتیجیوں کے ساتھ کھیلا کروں گی
۔ کائنات خوشی میں جو منہ میں آیا بولے جا رہی تھی

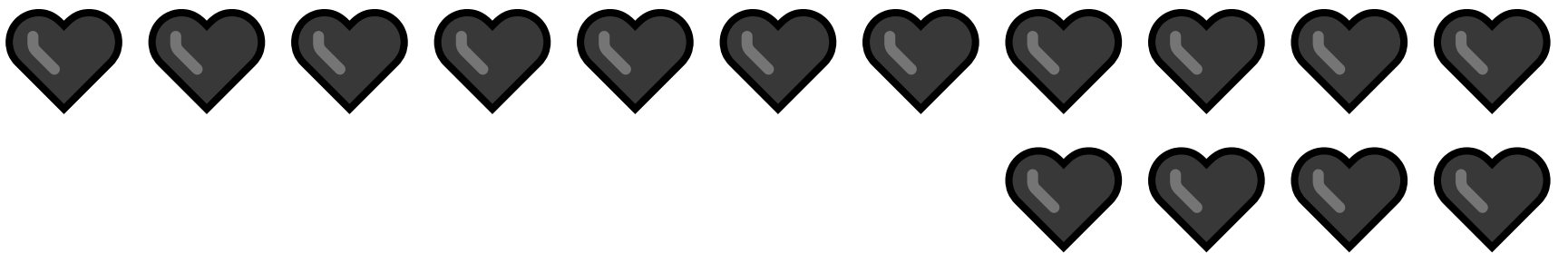
اسکی بات پہ ہما کا ہاتھ کانپا۔ شرم سے چہرہ بالکل لال ہونے لگا جبکہ اسکی
.. کنڈیشن دیکھ شمس مسکرا نے لگا

۔ سوری لگتا ہے میں کچھ زیادہ ہی بول گئی

او کے بھائی آپ لوگ آرام کریں میں بھی بہت تھک چکی ہوں اب مجھے
۔ بھی آرام کرنا ہے

کائنات اپنی جگہ سے اٹھی اور شمس اور ہما کو گڈنائیٹ کرتی کمرے سے باہر
نکل گئی

اسکے جانے کے بعد شمس نے کمرے کا دروازہ بند کیا اور واش روم چلا گیا
... ہما نے اس موقع کو اچھا جانا اور کمبل اوڑھے سو گئی



دانیال گھر گیا تو کسی نے بھی اس سے اس بارے میں بات نہیں کی کیونکہ
۔ آجکل اسکا موڈ ویسے بھی خراب رہتا تھا

کھانا کھا کر وہ کمرے میں گیا اور اس سردی کے موسم میں ٹھنڈا شور لینے لگا
تاکہ اسکے اندر گانغصہ ٹھنڈا ہو

شاور لینے لے بعد وہ ہلکا پھلکا لباس پہنے کمرے میں آیا جب اسکا فون رنگ
کرنے لگا

اسنے دیکھا تو کائنات کی ویڈیو کال تھی

اسے ایک بار پھر سے اپنی ہار یاد آئی

اپنے دماغ میں چال سوچتا وہ کال پک کر گیا

..ہیلو پیارے لوور

کائنات نے مسکراتے ہوئے کہا

..جی میری جان....دانیال بھی مسکرایا

..کتنے بڑے جھوٹے ہیں آپ

کائنات نے کہا تو ایک پل کو دانیال کنفیوز ہوا۔ آپ نے کہا تھا کہ تمہارے لیے پاکستان میں ایک سرپرائیز ہے اور آپ خود اس سرپرائیز میں آئے ہی نہیں۔

کائنات نے ہاتھ سے انگوٹھی اتارتے ہوئے کہا۔
کیوں ایسا بھی کیا کر دیا میں نے۔؟؟؟

دانیال اب بھی کچھ کنفیوز تھا نجانے وہ کس بارے میں بات کر رہی تھی۔
دابی آپکی بہن کی شادی میرے بھائی اے ہوئی ہے اور آپ نے مجھے بتایا۔
تک نہیں۔ آپکو اندازہ ہے کہ ہماری شادی اب کتنی آسان ہو گئی ہے۔
اور مجھے تو اب لگ رہا ہے کہ جلد ہی ہمارا نکاح بھی ہو جائے گا۔
کائنات کی آواز اور اسکے چہرے سے اسکی خوشی چھلک رہی تھی۔
ہما کا زکریا سن دانیال کو اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ ہمارے مل کر آئی ہے۔
ہاں وہ باجلی میں ہی سب ہواناں اسی لیے اور میں جلد ہی شمس سے بات کروں گا ہمارے نکاح کے بارے میں۔

ہاں دانی پلینز آپ جلدی کرنا بس ایک بار نکاح ہو جائے رخصتی چاہے دس سالوں بعد بھی ہو جائے مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا

کائنات اب آئس کریم کھا رہی تھی

اچھا اور تمہیں لگتا ہے کہ تمہیں اپنے نکاح میں لینے کے بعد میں تمہیں وہاں رہنے دوں گا

اچھا چلیں جب بھی ہو بس نکاح ہو جائے

اچھا یہ بتاؤ میری بہن کیسی ہے مطلب کہ تمہارا بھائی خیال تو رکھتا ہے ناں اور اسکا رویہ تمہارے ساتھ کیسا تھا مطلب میری بہن اچھی تو لگی ناں تمہیں

دانیال ہما کے بارے میں جاننا چاہ رہا تھا

دانی آپکی بہن آپکی طرح بہت پیاری ہے اپکو پتا ہے وہ اور بھائی ایک دوسرے سے بہت محبت کرتے ہیں اپکو پتا ہے وہ دونوں بہت خوش ہیں اور بھائی تو بھابھی کا بہت خیال رکھتے ہیں اور آج میری ہما سے پہلی ملاقات تھی

اور مجھے ان سے مل کر ایسا لگا جیسے ہم بہت بار مل چکے ہیں۔ وہ بہت اچھی ہیں۔

کائنات کی بات پہ ایک پل کو دانیال کے۔ حیرانی ہوئی پر پھر وہ اس حیرانی سے باہر نکل آیا۔

اچھا وہ خوش تو ہے

۔ جی دانی وہ بہت خوش ہیں پر آپ ایسے کیوں پوچھ رہے ہو

۔ کائنات کو تشویش ہوئی

۔ نہیں یار بس جو انفارمیشن تم دو گی وہ ہما تھوڑی نہ دے گی

۔ دانیال جان بوجھ کہ ہنسا

۔ اچھا اسی اور بتائوں بھائی کو آپ ان کی انفارمیشن مجھ سے نکال رہے ہو

۔ بتا دو ڈرتا تھوڑی ہوں تمہارے بھائی سے

دانیال نے سگریٹ کی ڈبی سے سگریٹ نکالا اور اسے جلانے لگا

لینے لگا

دانی یہ آپ سگریٹ کب سے پینے لگے۔ واپس چھوڑیں اسے۔ جانتے ہیں
۔ ناں یہ کتنا انہیلدی ہوتا ہے

۔ کائنات نے غصہ کرتے ہوئے کہا

اب ہر بات تم اے پوچھ کر تھوڑی ناکروں گا۔ تم۔ میری ہونے والی بیوی ہو
۔ تو وہی بن کر رہو نا کہ میری ماں بنو

۔ دانیال نے انتہائی بد تمیزی سے کہا

دانی کیا کوا میں نے تو با ایسے ہی اپکورو کا آپ اتنا روڈلی کیوں بات کر رہے
ہیں۔

کائنات کی آنکھوں میں جیسے آنسو جمع ہونے لگے۔ دانیال کی آنکھوں کے
سامنے ہما کا چہرہ آیا

۔ تو تم مجھے بتاؤ گی کہ مجھے کیا استعمال کرنا ہے اور کیا نہیں

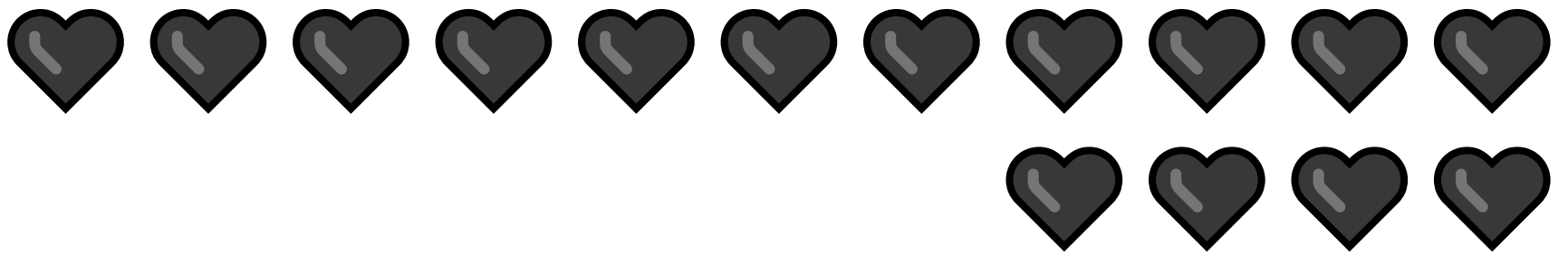
۔ دانیال نے ایک گہرہ کش لیتے ہوئے کہا

۔ میرے خیال سے ہمیں صبح بات کرنی چاہیے

کائنات نے بول کر کال کاٹ دی

اسکا دل بہت دکھاتا تھا دانیال کے ایسے بات کرنے پر۔ جس سے اپکو محبت ہو
اسکی زرہ سی بے رخی بھی انسان کو توڑ دیتی ہے۔ دانیال ہمیشہ اس سے بیت
محبت سے پیش آتا تھا اور آج اسکایوں بات کرنا کائنات کو تکلیف سے گیا
روتے ہوئے وہ فون آف کرتی لیٹ گئی۔ پر اسے نیند کہاں آنی تھی
دانیال نے غصے سے سیگریٹ کو نیچے پھینکا۔ اس کے لیے بہت مشکل تھا
کائنات کو اس حال میں دیکھنا۔ پر خود پہ جبر کرتا وہ فون بند کرتا سونے کے
لیے لیٹ گیا۔

..... پر نیند نہ تو کائنات کو آنی تھی نہ دانیال کو



سلطان واپس آیا تو حوریہ کو بے حال بستر پہ پڑا دیکھ وہ اس کی طرف بھاگا
حوریہ کیا ہوا میری جان

حوریہ کے گالوں کو تھپتھپاتا وہ اسے ہوش میں لانے لگا کیونکہ وہ نیم بے
ہوش تھی۔

سلطان نے جلدی سے اپنے دوست کو کال کی۔
کیا مسئلہ ہے سلطان یار کیوں تو ہر وقت مجھے تنگ کرتا رہتا ہے
اسکا دوست اب اس سے تنگ ہو چکا تھا۔

یار جلدی کر اور ایک لیڈی ڈاکٹر کو کے کر میرے گھر پہنچ
... یار تو کیوں ہر تیسرا دن کسی لیڈی ڈاکٹر

ٹوٹو ٹو... وہ مزید بات کرتا کہ سلطان نے فون کاٹ دیا

اسے گالیوں سے نوازتا وہ پھر سے شمس کے بنائے گئے ہسپتال میں۔ سے کسی
ایک لیڈی ڈاکٹر کو اٹھاتا سلطان کے گھر پہنچا

تب تک حوریہ ہوش میں اچکی تھی

سلطان اس کے پاس بیٹھا اس سے کچھ باتوں میں مصروف تھا

لیڈی ڈاکٹر کچھ بوڑھی سی تھی

انھوں نے سلطان کو باہر جانے کا بولا اور خود وہ حوریہ کا معائنہ کرنے لگی۔
حوریہ نے جو جو علامات انھیں بتائی تھی اس سے انھیں صاف اندازہ ہو گیا
تھا کہ وہ ماں بننے والی ہے۔

اتنی چھوٹی ای اور پیاری لڑکی کو دیکھ انھیں اس پہ بہت پیارا یا
اماں ہمیں کیا ہوا ہے؟؟؟

حوریہ نے انھیں اہنا سامان سمیٹتے دیکھ کر پوچھا

بیٹا اب سے اپنا بہت خیال رکھنا کیونکہ اب بے ماماں بننے والی ہو تمھارے
اندرا یک اور چھوٹی سی جان جی رہی ہے

انکی بات پہ ایک پل کو حوریہ پہ سکتا چھایا پر اگلے ہی پل اسکے گال لال ہو گئے
اور وہ شرماتی بلکل بے حال ہونے لگی۔ اسے بس سلطان کا ریکشن دیکھنا تھا۔
ناجانے سلطان کیا کرتا وہ جانتی تھی سلطان یہ سن کر بہت زیادہ خوش ہو
گا...

خالہ آپ یہ بات ہمارے شوہر کو نا بتانا ہم۔ انھیں خود سب کچھ بتائیں گے۔

حوریہ نے انکے ہاتھ تھامتے ہوئے کہا

کیوں نہیں باقی کچج دوائیاں میں نے لکھ دی ہیں یہ وقت پہ کھانا اور اپنے

شوہر سے بولنا تمہارا بہت خیال رکھے

وہ ہمارا پہلے ہی بہت خیال رکھتے ہیں

...حوریہ نے فوراً کہا

اسکی معصومیت پہ وہ مسکراتی کمرے سے باہر نکل گئی

ہاں ڈاکٹر کیا ہوا ہے میری بیوی کو

جی انکو جو بھی مسئلہ ہے ہم نے انھیں بتا دیا ہے آپ ان سے خود پوچھ لیجیے

گا

ڈاکٹر کی بات سلطان کا دماغ گھمانے کے لیے کافی تھی

کیا بکو اس ہے آپ کیوں نہیں بتا رہی

سلطان نے غصے سے کہا

پر ڈاکٹر کو پھر سے خاموش سیکھ وہ اپنے دوست کو اشارہ کرتا اندر کمرے میں
چلا گیا۔

اسکا دوست ڈاکٹر کو لیے گھر سے نکل گیا... اس کے دوست نے ڈاکٹر سے
پوچھا تو ڈاکٹر نے اسے بتا دیا جبکہ اس بات پہ اسکا دوست مسکرا نے لگا

شمس واشروم سے باہر نکلا۔ تو ہما بستر پہ سو رہی تھی

اسے دیکھ شمس کو ایک شرارت سو جھی

شمس اپنی شرٹ اتارتا اس کے قریب ہی بستر میں گھس گیا

ہما کو شمس کا بستر پہ آنا محسوس ہوا تو وہ نا محسوس انداز سے تھوڑا سا دور کھسک

گئی۔

شمس ہاتھ بڑھاتا اس کے بازو کے نیچے سے گزارتا گلے کے پاس سے اسے پکڑتا

اسے اپنے پاس کھینچنے لگا

ہما کی کمر اس کے سینے سے جا لگی

ہما کانپ سی گئی پر جانتی تھی کہ اگر جاگی تو شمس نے آج نہیں چھوڑنا تھا

شمس اسکی گردن سے بال ہٹاتا اسے زور سے چومنے لگا

اسکی کان کی لو کو چومتا وہ جیسے مدہوش سا ہونے لگا

شمس کے ہاتھ اب بے باکی کر رہے تھے

وہ جو اس کے ساتھ ایک شرارت کرنے کا سوچ رہا تھا اب سچ میں بہک گیا تھا

شمس بے قابو ہوتا بس اسے خود میں سما لینا چاہتا تھا

ہما اسکی بڑھتی قربت کی وجہ سے بے چین ہو رہی تھی

اجازت ہے مجھے؟؟؟

اچانک شمس اسکے کانوں کے پاس جھکتا اس سے اجازت طلب کرنے لگا

اسکی بات ہما کے رہے سہے اوسان بھی خطا کر گئی۔ تمہیں کچھ وقت چاہیے

تھاناں تو کیا یہ دو دن کافی نہیں؟؟؟

وہ پھر سے سرگوشی کرنے لگا

ہما کا جسم اب واضح کانپ رہا تھا

شمس مجھے پلیر تھوڑا سا وقت اور دے دیں۔۔ ہم۔ می۔ میں ابھی اس سب

کے لیے تیار نہیں ہوں

ہما بھی سرگوشی کے انداز میں بولی

کتنا وقت چاہیے تمہیں

شمس نے اسکا رخ اپنی طرف موڑنے ہوئے کہا

.. بس کچھ دن

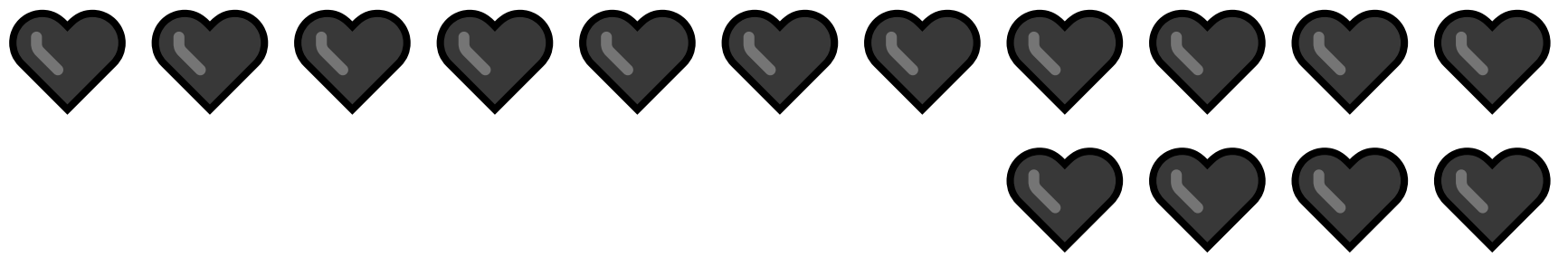
او کے ٹھیک ہے میں تمہیں دو دن اور دیتا ہوں پر اسکے بعد مجھ سے کسی قسم

کی شکایت نہ کرنا

شمس اسکے بالوں کو دوبارہ سے سمیٹتا اسکا سر اپنے سینے پہ رکھے گردن پہ

لبوں سے بوسہ دیتا سونے لگا

ہمانے بچ جانے پہ شکر ادا کیا ہر شمس نے جس طرح اسے ابھی رکھا ہوا تھا وہ
پھر اے بے چین ہو چکی تھی پر کچھ بھی بول کر اپنی شامت نہیں لانا چاہتی
تھی۔



سلطان فکر مندی سے کمرے میں آیا تو حور یہ تکیے کو بیڈ کے ساتھ لگائے
اب بیٹھ چکی تھی۔

حور یہ کیا ہوا ہے تمہیں وہ ڈاکٹر ایسا بول رہی تھی کہ میں تم اے پوچھ لوں
یہ کیا مزاق ہے؟؟

سلطان نے چڑتے ہوئے کہا۔ ایک تو حور یہ کی طبیعت کی وجہ سے وہ پریشان
تھا اور پھر ڈاکٹر نجانبے کیا پہلی بجھا رہی تھی

سلطان جی وہ ناں ہمیں نہ... مطلب کہ ہمارے ساتھ یہ مسئلہ ہے کہ...
... نہیں بلکہ مسئلہ نہیں ہم وہ

.. حور یہ کیا بکواس ہے مجھے بتاؤ کیا ہوا ہے تمہیں
.. تم ٹھیک تو ہونا تمہیں کوئی بیماری تو نہیں ناں

سلطان نے دل میں موجود ڈر سے پوچھا

آف.. میرا مطلب ہے کہ ہم.... ہم آپ کے کیسے بتائیں.. آپ خود اندازہ
لگائیں ناں

حور یہ بیچاری جود کنفیوز ہو گئی تھی

سلطان کا غصہ سے برا حال ہونے لگا۔ سب سے پہلے تو جا کر اس ڈاکٹر کا سر
اڑاتا ہوں

پاس رکھی دراز سے اس نے غصے سے پستول نکالی اور اسے لوڈ کرتا باہر جانے
لگا۔

نہیں سلطان ان کا کوئی قصور نہیں ہے انہیں ہم نے ہی بولا تھا کہ ہم جود پکو
یہ خوش خبری سنائیں گے

حوریہ جلدی سے اٹھی اور اسکا بازو تھامی اسے روکنے لگی پر خوش خبری والی
بات پہ سلطان رکا.... خوش خبری سے اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ بات کیا
ہے...

...حوریہ مطلب تم ماں بننے والی
وہ ایک اندازے کے مطابق بولا

حوریہ شرمائے لگی پر سلطان کا تو حیرانی سے برا حال تھا
حوریہ میں کچھ پوچھ رہا ہوں

سلطان نے اسکا بازو زور سے تھامتے ہوئے کہا

اسکایوں حوریہ کو چھو نا حوریہ کی تکلیف کا سبب بنا

سلطان جی ایسی ہی بات ہے پر آپ خوش ہوناں؟؟؟ آپ غصہ کیوں ہو
..رہے ہو

...حوریہ نے ڈرتے ہوئے کہا

کیونکہ یہ ڈرنے والی بات ہی ہے۔ حور یہ تمہیں اندازہ بھی ہے کہ تمہاری
عمر کیا ہے اور اس عمر میں ماں بننا بیت مشکل ہے

سلطان نے پچھتاوے جیسے انداز سے چہرے پہ ہاتھ مارا اور وہی صوفے پہ
بیٹھ گیا۔

سلطان آپ ایسا سوچ بھی کیسے سکتے ہیں یہ بچہ خود تو نہیں ارہا یہ ہمارے کچھ
خوبصورت لمحوں کی نشانی ہے اور میں ماں بن سکتی ہوں کیوں نہیں یہ کیا
بات ہوئی۔

حور یہ کابات کرتے کرتے گلہ بیٹھ گیا تھا۔ جیسا اس نے سوچا تھا ویسا تو کچھ ہوا
ہی نہیں بلکہ سلطان تو کچھ عجیب سی بات کر رہا تھا

حور یہ آج کے دور میں سترہ سال کی لڑکی ماں نہیں بنتی اور بلکہ تمہاری بھی
کیا غلطی ہے یہ سب میرا اپنا قصور ہے

سلطان کی بات پہ حور یہ کولگا کہ چھن سے اسکے اندر کچھ ٹوٹا ہو
سلطان ہمارا بچہ کوئی غلطی نہیں ہے

حور یہ نے جس تکلیف سے یہ بات کہی تھی صرف وہی جانتی تھی
....ایم سوری حور یہ میرا وہ مطلب ہر گز نہیں تھا میں با یہ کہنا چاہ رہا تھا کہ
بس رہنے دیں آپ

حور یہ روتے ہوئے وہی بستر پر بیٹھ گئی

..... حور یہ یار تم۔ خود سوچو کہ اس عمر میں ماں

کیا اس عمر عمر لگا رکھی ہے آپ نے ہاں

میری انی اس سے بھی چھوٹی تھی جب انھوں نے آپ کو جنم دیا تھا تو کیا

انھیں کچھ ہوا جو مجھے ہو گا اور سلطان جی یہ سب پکو میرے قریب آنے

سے پہلے سوچنا چاہیے تھا آج نہیں

حور یہ نے غصے سے کہا

اچھا تم سو جاؤ ہم اس بارے میں صبح ٹھنڈے دماغ سے سوچیں گے

سلطان نے اسے پر سکون کرنا چاہا

ہمیں آپ سے کوئی بات نہیں کرنی۔ کتنا خوش تھے ہم اور ہمیں لگا کہ آپ
بھی اتنا ہی خوش ہوں گے پر آپ تو بالکل عجیب باتیں کر رہے ہیں
۔ حور یہ نے چیختے ہوئے کہا

چپ چیخنا بند کرو ہم جانتے ہیں کہ اب ہم بے بس ہیں یہ میرا بچہ ہے میں
کبھی اسکا برا نہیں سوچ سکتا اور ظاہر ہے ہم اسے پالیں گے۔ تم۔ اسے جہنم دو
گی بس اچانک یہ خبر سن کر مجھے تمھاری فکر ہونے لگی بس اسی وجہ سے میں
نے وہ سب بولا

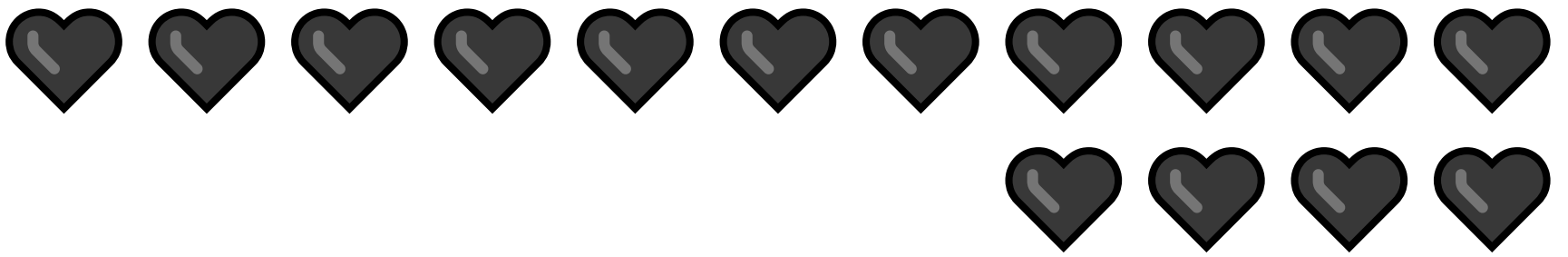
حور یہ دنیا میں بہت ساری عورتیں بچے کی پیدائش کے دوران مر جاتی ہیں
میرے دماغ میں سب سے پہلا خیال یہی آیا تو میں نے وہ سب بول دیا ہر تم
۔ ہر بات کو ایک الگ رخ دے رہی ہو
۔ سلطان بھی غصہ ہو گیا تھا

۔ حور یہ روتی ہوئی واشروم میں چلی گی

شٹ... سلطان نے غصے سے دروازے کو پاؤں مارا اور کمرے سے باہر
نکل گیا۔

باہر جاتے ہوئے وہ سگریٹ لینا نہیں بھولا تھا

جبکہ واشروم میں حوریہ بیٹھی رو رہی تھی۔ ماں بننے کا اتنا خاص احساس تھا
اور سلطان کیا باتیں کر رہا تھا



کائنات ساری رات تقریباً روتی رہی تھی۔ اسے اس بات کا بہت دکھ تھا کہ
دانیال نے اس سے اتنے برے طریقے سے بات کی۔ رو رو کر اس کا برا حال
تھا۔ نجانے کس پہر اسکی آنکھ لگی جب صبح کے وقت اسے ہمانے جگایا

بھابھی آپ اتنی صبح کیوں جگا رہی ہو

کائنات نے آنکھوں پہ ہاتھ رکھے کہا

آٹوناں تم۔ کب کی سو رہی ہو چلو ناں ہم باہر چل کر باتیں کرتے ہیں

ہمانے جلدی میں کہا اور اسکے کمرے کی کھڑکیاں کھولنے لگی
آف بھا بھی گیارہ بجھ گئے آج تو بہت دیر ہو گئی ہے

کائنات نے جلدی سے اپنے بال سمیٹے

ماشاء اللہ کائنات تمہارے بال کتنی سلکی اور لمبے ہیں

ہمانے ستائشی انداز سے اسکے بالوں کو دیکھتے ہوئے کہا

تھیک یو بھا بھی۔ کائنات نے مسکراتے ہوئے کہا

کائنات تیار ہو کر آئی اور ناشتا کرنے چلی گئی۔ اسکا موبائیل وہی بیڈ کے ساتھ

موجود ٹیبل پہ ہی رکھا ہوا تھا

وہ اور ہمانا ناشتا کرتی باتیں کر رہی تھی جب شمس اور موسیٰ اندر آئے

ہما جو کب سے باتوں میں مصروف تھی اب اسکی زبان کو بریک لگا

شروع میں تو مجھے نہیں لگتا تھا کہ میری بیوی اتنی باتیں بھی کرتی ہے پر اب

تم آئی ہو تو مجھے اندازہ ہو رہا ہے کہ یہ بہت باتونی ہے

شمس نے انکے ساتھ ٹیبل پہ بیٹھتے ہوئے کہا

اسے دیکھ ہمانے منہ بنایا جسے شمس نے نوٹ کیا

موسیٰ ان کے پاس سے اندر اپنے کمرے میں چلا گیا

بھائی کیوں بھا بھی کو باتونی بول رہے ہیں انھیں تو میں نے کہا کہ اپنے بارے
میں بتائیں اپنی فیملی کے بارے میں بتائیں۔ پکو پتا ہے انکے تین بھائی ہیں اور
یہ ایک ہی بہن ہیں انکے ساتھ انکی کزن بھی رہتی ہے۔ اور اپکو پتہ بھا بھی
نے اپنے بھائی

تم کیوں اسکی ایسی باتیں سن رہی ہو۔۔ اچانک سے شمس نی سنجیدہ آواز نے
اسے بیچ میں ٹوکا

وہ کائنات کے منہ سے اسکے بھائیوں کے بارے میں سننا نہیں چاہتا تھا
بھائی بھا بھی تو بس ایسے ہی بتا رہی تھی

.. کائنات کو اسکائیوں بولنا برا لگا پر ہما کو دیکھتے ہوئے اس نے ایکسپلین کیا
ہما کو بھی شمس کا یوں بولنا برا لگا تھا

شمس وہاں سے آٹھ گیا اور اپنے آفس جانے لگا

کائنات تم۔ میرے آفس انو مجھے تم سے کچھ ضروری بات کرنی ہے

شمس نے تھوڑا دور جا کر اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا

...جی بھائی... کائنات اتنا بول کر ہماوے باتیں کرنے لگی

بھائی کیو باتوں کا برا مت منائیے گا وہ کبھی کبھی غصہ ہو جاتے ہیں

کائنات ہما کو حوصلہ دینے لگی

نہیں میں برا نہیں مناتی آپ جائوا نہیں شاید کوئی ضروری بات کرنی ہو

ہما سے بولتی خود اپنے کمرے میں چلی گئی

اسے شمس پہ بہت غصہ تھا وہ جانتی تھی کہ اسے اسکے بھایا پسند نہیں تھے

تبھی وہ کائنات کو یوں روک گیا

کائنات خود پریشان ہو گئی۔ اب نجانے بھائی کو اس سے کیا بات کرنی تھی

یہی سوچتی وہ شمس کے کمرے کی طرف چلی گئی



کائنات شمس کے آفس میں آئی تو شمس کوئی فائل ریڈ کر رہا تھا

بھائی میں اجائوں؟؟

کائنات جانتی تھی کہ اسے بغیر اجازت کے اندر آنے والے لوگ سخت زہر

لگتے ہیں تبھی وہ اس سے اجازت مانگ رہی تھی

جی بچے اجائو.. شمس نے فائل پہ ہی جھکے اجازت دی

بھائی آپ کچھ بات کرنا چاہتے تھے. کائنات ٹیبل کے بالکل سیدھا سامنے

آکر کھڑی ہو چکی تھی

ہاں بیٹھو مجھے بہت ضروری بات کرنی ہے تم سے

شمس نے اسے سامنے مجبور کر سی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا

شمس اب تھوڑا کنفیوز تھا

کائنات میں جانتا ہوں کہ ابھی تم بیت چھوٹی ہو اور مجھے یہ بات نہیں کرنی

چاہیے پر کچھ باتیں ایسی ہیں جن کی بنیاد پہ مجھے یہ فیصلہ لینا پڑا کیونکہ میں

جانتا ہوں کہ ابھی کون سی چیز تمہارے لیے سہی ہے

پر بھائی کیا بات ہے مجھے بتائیں تو سہی آپ تو مجھے ڈرا رہے ہیں

کائنات میں تمہارا نکاح کروانا چاہتا ہوں موسیٰ سے

شمس اتنا بول کر کائنات کا ریکشن دیکھنے لگا

کائنات کو لگا کہ اسکے سر پہ کسی نے آسمان گرا دیا ہو... اسکا دماغ بالکل سائے
سائے کرنے لگا

کائنات اس بارے میں آپکے فیصلے کو اہمیت دوں گا اگر آپکا فیصلہ موسیٰ اے
نکاح کا ہو اور نہ مجھے اچھے سے پتا ہے کہ آپکے لیے کیا بہتر ہے۔ اور کیا نہیں
میں نے آپکی رائے جاننے کے لیے آپ کو نہیں بتایا بلکہ آپکو اپنا فیصلہ سنایا
ہے۔ آج شام تک اپنا نکاح ہے تو آپ جلد سے جلد ہمارے ساتھ مل کت
.. تیاری کریں

بھائی آپ ایسا سوچ بھی کیسے سکتے ہیں کہ میں موسیٰ بھائی کے ساتھ نکاح
کروں گی۔ میں دانیال اے محبت کرتی ہوں اور شادی بھی اسی سے کروں
گی۔

ے م۔ ہوش میں تو ہو کیا بولے جارہی ہو

شمس نے غصے اے کہا اسکا دماغ تو اس بات کو ایکسیپٹ ہی نہیں کر پاتا تھا کہ کائنات دانیال سے محبت کر سکتی ہے تو کیا جس سے وہ اپنی بہن کو بچانے جا رہا تھا پہلے سے ہی اس سے محبت کرتی تھی پر ایسا کیسے ہو سکتا ہے کیونکہ اتنا تو وہ بھی جانتا تھا کہ ایک دو دن میں دانیال اسے پسند نہیں اسکتا تو پھر یہ کیسا اتفاق تھا

کیوں بھائی جب آپ نے انکی بہن سے شادی کر لی تو میری شادی دانیال سے کیوں نہیں ہو سکتی۔ میں دانیال اے محبت کرتی ہوں اور میرا آخری فیصلہ یہی ہے کہ میں اسی سے شادی کروں گی

کائنات بولتے ہی کمرے اے جانے لگی جب شمس نے غصے اے اسے بلایا کائنات.. ایسا سوچنا بھی مت وہ انسان تمہیں دھوکہ دے رہا ہے اسکا مقصد صرف تمہیں تکلیف دینا ہے کیونکہ میں نے اسکی بہن سے زبردستی نکاح کیا ہے

کائنات حیرت سے واپس مڑی

بھائی اپنے زبردستی نکاح کیا۔ اسے حیرت کا شدید جھٹکا لگا اسکا بھائی تو ایسا
.. نہیں تھا پھر کیسے وہ کسی بھی لڑکی کے ساتھ زبردستی کر سکتا ہے

شمس نے کائنات کا ہاتھ تھاما

دیکھو کائنات وہ تمہیں صرف اپنی بہن کا بدلہ لینے کے لیے استعمال کر رہا
ہے وہ جانتا ہے تم میری کمزوری ہو اسی وجہ سے وہ تمہارا استعمال کر رہا ہے
اور

بھائی اپنی شادی کو دو دن ہوئے ہیں جبکہ میں اور دانیال پچھلے تین سالوں
سے ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں

کائنات کے انکشاف پی شمس کی آنکھیں لال ہو گئی

تو تم پچھلے تین سالوں سے اپنے بھائی کو دھوکہ دے رہی ہو

شمس کی آنکھوں میں غصہ اور دکھ دونوں چیزیں عیاں تھی

بھائی وہ بہت اچھا انسان ہے اور میں اسکے علاوہ کسی کو سوچ بھی نہیں سکتی

کائنات کمرے میں جائو اور اپنے نکاح کی تیاری کرو کیونکہ تمگارا نکاح آج
شام کو ہی موسیٰ کے ساتھ ہوگا

شمس اسکی مزید بات سننے سے پہلے ہی بولا

نہیں کبھی نہیں میں مرجائوں گی پر موسیٰ سے نکاح کبھی نہیں کروں گی بلکہ
کای سے بھی نہیں کروں گی سوائے دانیال کے

میں بھی دیکھتا ہوں تم کیسے منع کرتی ہو

شمس بولتا کمرے سے باہر نکل گیا

پیچھے کائنات روتے روتے وہی کمرے میں بیٹھ گئی

..دانیال.... اچانک اسے دانیال کا خیال آیا

ہاں مجھے سب دانی کو بتانا ہوگا بھائی میرے ساتھ ایسا نہیں کر سکتے

جلدی سے اٹھی وہ اپنے کمرے کی طرف بھاگتی ہوئی چلی گئی تاکہ دانیال کو

..ساری بات بتا دے

ضاو یار اور ایمیل ضاو یار کے کسی دوست کے گھر گئے تھے۔ وہاں انکا بہت اچھے سے استقبال کیا گیا تھا

کل رات ایمیل کھانا کھانے کے بعد دوسرے کمرے میں چلی گئی تھی۔
ضاو یار کافی دیر تک اسکا انتظار کرتا رہا پر نہ وہ آئی اور نہ اس نے آنا تھا
ایمیل لال رنگ کی بیوی کیپری شرٹ کے ساتھ بیوی دوپٹہ لیے با ایک
پیارا سا ہسٹیر سٹال بنائے بیٹھی ضاو یار کے دوست کی بیوی سے باتیں کر رہی
تھی۔

لیڈریز آج باتیں ہی کرنی ہیں یا ہمیں کھانے کو بھی کچھ دینا ہے۔۔ ضاو یار کا
دوست کچن میں داخل ہوتے ہوئے بولا اسکے ساتھ ضاو یار بھی تھا جسکے
بازوؤں میں اسکے دوست کی پیاری سی بیٹی تھی تو ضاو یار کے ساتھ کھیل
رہی تھی۔

ضاو یار وائٹ ٹی شرٹ کے ساتھ گرے پینٹ پہنے بالوں کو جیل سے سیٹ
کیے ہاتھ میں مہنگی واچ پہنے بیت خوب رو لگ رہا تھا

ہر بار جب بھی ایمیل اسے دیکھتی اسکا دل ضرور ایک بار زور سے دھڑکتا
جی جی کھانا حاضر ہے بس آپ لوگوں ہی کی دیر تھی
اسکے دوست کی بیوی برتن سیٹ کرتے ہوئے بولی
اچھا ویسے ضاویار تیری بیوی کو بھا بھی بولتے ہوئے بھی شرم آتی ہے اتنی
چھوٹی سی بیوی ہے تیری۔ اسے دیکھ کر تو لگتا ہے کہ یہ ابھی انٹر کی کوئی
سٹوڈنٹ ہے

ضاویار کا دوست ایمیل کو دیکھتے ہوئے بولا
بس یار کیا کریں جب دل آجائے تو عمریں نہیں دیکھی جاتی
ضاویار ہنستے ہوئے بولا

اوو بس کر دے رومیو.. ایا تو بڑا دل دینے والا
ضاویار کا دوست اس کے فلمی انداز پہ ہنسا

ضاویار کے دوست طیب کی بیوی اقصی بہت ہی اچھی خاتون تھی۔ وہ ایمیل
سے عمر میں کافی بڑی تھی پر انکا انداز بہت محبت بھرا تھا۔ ضاویار صبح افس گیا

تھا اور آفس سے وہ جلدی واپس آیا تھا اور ایمیل کو ساتھ لیے دوست کے
گھر آیا تھا جو اسے کب سے کھانے پہ بلائے جا رہا تھا
طیب کی بیٹی ضاویار سے کافی اٹیچ تھی کیونکہ بہت بار طیب اسے اپنے آفس
لایا تھا۔

کھانا کھانے کے بعد ایمیل اور ضاویار کافی دیر وہی بیٹھے رہے
چائے پینے کے بعد انھیں بھی اپنے گھر آنے کی دعوت دیتے وہاں سے
واپس آگئے۔

ضاوی انکی بیٹی کتنی پیاری ہے ناں بالکل کسی گڑیا جیسی
واپس پر ایمیل ضاویار کے ساتھ بیٹھی اس اے اسکے دوست کی بیٹی کے
بارے میں باتیں کرنے لگی
اےجے بال بالکل کسی گڑیا کے جیسے تھے ناں۔ ایمیل بہت خوش تھی آج پہلی
بار ضاویار اسے باہر کہی لایا تھا وہ بھی خود

ہاں مجھے بھی ایسی ہی ایک پیاری سی بیٹی چاہیے

اسکا ہاتھ تھا ماوہ اپنے دل کی بات کرنے لگا۔

م۔ میں کیا کر سکتی م۔ مجھے کیوں بول رہے ہیں

شرم کے مارے وہ جلدی میں جو منہ میں آیا بول گئی۔ تو بیوی سے ہی کہوں گا

ناں کسی اور لڑکی کو بولنے کا سرٹیفکیٹ تھوڑی ہے میرے پاس

ضاو یار بد مزہ ہوا تھا

ایمل خاموشی ہوتی گاڑی سے باہر دیکھنے لگی

ضاو یار ہمیں آتسکریم کھانی ہے

کچھ دیر بعد گاڑی میں ایمل کی آواز گونجی

ضاو یار گاڑی ایک طرف روکتا آتسکریم لینے چلا گیا

اسکایوں بات ماننا ایمل کو خوش کر گیا

مسکراتے ہوئے وہ باہر اسے دیکھنے لگی

کچھ دیر بعد ضاو یار ہاتھ میں ایک شاپرلے کر آیا جس میں بہت ساری

چیزیں تھی خاص کر کے چاکلیٹس

ایمل آ تسکریم نکال کر کھانے لگی۔ وہ خود حیران ہو رہی تھی کہ کیسے آج
ضاویار اسکی ہر بات سن رہا ہے

آ تسکریم کھاتی وہ ضاویار کے کچھ سوالوں کا جواب دے رہی تھی
جبھی سوالوں میں سے ایک سوال پہ اسکا منہ کو جاتا چیچرک گیا۔ اسے لگا کہ
ٹھنڈی آ تسکریم کھانے کے باوجود اسکے گال بالکل گرم اور لال ہو چکے
ہیں۔

ضاویار اسکار یکشن نوٹ کر رہا تھا
ضاویار نے اس سے اسکے مہینے کے کچھ خاص دنوں کا پوچھا تھا۔ وہ اس سے
اسکی ڈیٹ پوچھ رہا تھا

آپ۔ پتا ان۔ نہیں ہمیں کچھ یاد نہیں
ہکلاتی ہوئی وہ کنفیوز ہونے لگی
اچھا تمہیں نہیں پتا ہوگا تو کسے پتا ہوگا

ضاو یار نے مسکراتے ہوئے ہو چھا

ضاو یار پلیزیہ باتیں نہ کریں ہمیں کچھ سمجھ نہیں ارہا

وہ کنفیوژن اور شرم میں کچھ نہ کچھ بولے جا رہی تھی

اچھا چلو بس آج کے بعد میں خود یاد کر لوں گا بس آج کنفرم کر رہا تھا

اسکی بات پہ ایمیل گردن جھکائے آنسکر یم کھانے لگی۔ اسکے ہاتھ اب واضح

کانپ رہے تھے۔ ضاو یار نے بہت مشکل سے اپنی ہنسی روکی ہوئی تھی

کچھ دیر تک وہ اپنے گھر پہنچ چکے تھے

ایمیل جلدی سے بھاگتی ہوئی اندر چلی گئی

ضاو یار گاڑی پارک کرتا چابی انگلی پہ گھماتا اندر چلا آیا۔ اسکا دماغ اب ہر چیز

سوچ چکا تھا۔ ایمیل بھاگتی اپنے کمرے میں آئی

ضاو یار کی باتیں یاد کرتی وہ شرم سے دوہری ہو رہی تھی۔ چاکلیٹس الماری

میں رکھتی اس میں موجود آنسکر یم کو پچن میں موجود فریزر میں رکھنے چلی

گی۔

وہ چاکلیٹس فریزر میں رکھ رہی تھی کہ اچانک ضاویار نے اسکے پیٹ پہ بازو
باندھتے ہوئے اسے اپنی طرف کھینچا

ایمل زور سے جا کر اسکے سینے پہ لگی۔ ضاویار اسکے کندھے پہ جھکا
اب چونکہ اہلے دن بھی نہیں ہیں اور مجھے مرہا (اسکے دوست طیب کی
بیٹی) جیسی پیاری ای بیٹی بھی چاہیے تو کیوں نہ کمرے میں چل کر اسکی
شروعات کریں

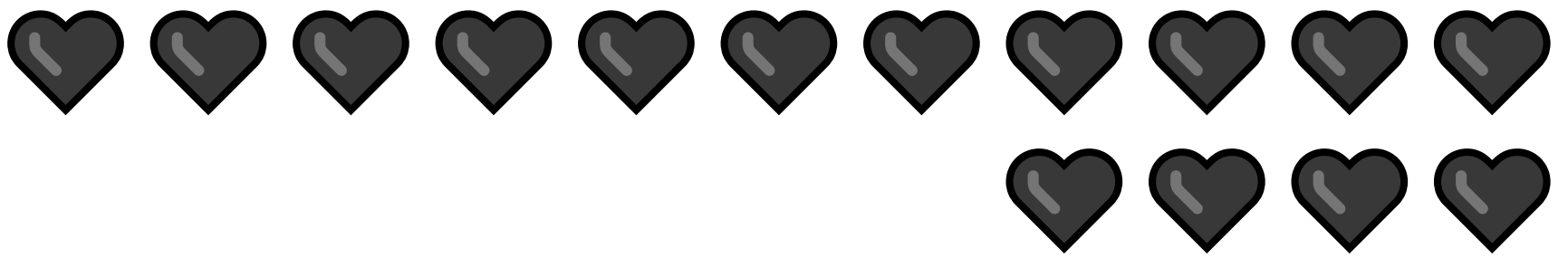
ضاویار اسکے کندھے پہ اپنی ٹھوڑی رکھے بے باکی کرنے لگا
ضاویار پلینز مجھ چھوڑیں مجھے واشر روم جانا ہے
ایمل کو اندازہ ہو گیا تھا کہ ضاویار آج کچھ چاہتا ہے تبھی وہ جلدی سے اسکی
بات پہ بولی

اوکے جلدی اے واشر روم سے ہو کر کمرے میں انومیرے اور اگر پانچ
منٹ میں تم نہ پہنچی تو یار رکھنا جہاں پہ بھی مجھے ملی وہی شروع ہو جائوں گا

اسکے کان پہ ہلکا سا کاٹا وہ اسکی دھمکی دے گیا۔ ضاویا نے اسکے پیٹ سے
اپنے بازو ہٹائے تو ایمبل بھاگتی ہوئی کمرے میں چلی گئی

اسنے کمرے میں آکر سانس لیا تھا

دروازے کے ساتھ لگی وہ گہرے سانس لیتی کبھی اپنے چہرے پہ ہاتھ
.. گھناتی تو کبھی آٹھ کرادھر ادھر گھوم کر اپنی ٹینشن کو کم کرتی



سلطان کب اے باہر لان میں بیٹھا سگریٹ پی سگریٹ پھونکنے جا رہا تھا

اسے اب احساس ہو رہا تھا کہ اسے حوریہ کو وہ سب نہیں بولنا چاہیے تھا پر

اب بات ہاتھ سے نکل چکی تھی

کافی رات ہو گئی تھی تقریباً رات کے گیارہ بجے وہ کمرے میں آیا تو حوریہ بیڈ

پہ بیٹھے رو رہی تھی

حوریہ... سلطان اس کے پاس آیا اور اسے

پکڑنا چاہا جب حوریہ نے زور سے اسکا ہاتھ جھٹکا

حوریہ یہ کیا بد تمیزی ہے؟؟

سلطان نے غصے سے کہا اسکا مقصد اسکا دھیان بٹانا تھا

جائیں آپ ادھر سے۔ پکو مجھ سے یا میرے بچے سے کوئی لینا دینا نہیں ہونا

چاہیے

ہم اپنا خیال خود رکھ لیں گے

حوریہ سو سو کعتی اپنا دکھ سنار ہی تھی

سلطان کو اسے دیکھ اس پہ اتنا پیار آیا

اچھا ادھر اٹو میں تمہیں ساری بات سمجھاتا ہوں پھر تم خود سمجھ لینا کہ میں

نے پریشانی میں وہ اب کہا ورنہ تم جانتی ہونا تم۔ میرے لیے کتنا ضروری

ہو۔

سلطان نے بیڈ پہ بیٹھتے ہوئے اسکی پیٹھ کو اپنے سینے سے لگاتے ہوئے کہا

حور یہ خاموش تھی یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ میں آپ سے ناراض
ہوں۔

اچھا میری پیاری ای بیگم سے میں معافی مانگتا ہوں اور اپنے پیارے سے بے
بی سے بھی

سلطان نے اسکے پیٹ پہ ہاتھ رکھتے ہوئے کہا
.. حور یہ نے اپنے پیٹ پہ موجود اسکے ہاتھ پہ اپنا ہاتھ رکھا
سوری... پلیز بس اب معافی سے دو

سلطان نے اسکے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے کہا
حور یہ اسکے یوں منانے پہ مسکرائی

آپ ہمیں بابا جے گھر کب کے کر جائیں گے؟؟؟

حور یہ نے موقع دیکھتے ہی اپنے کام کی بات کی

اسکی حرکت پہ سلطان مسکرایا

جب میری بیگم چاہے

سلطان کا ہاتھ اسکے پیٹ پہ حرکت کر رہا تھا
ٹھیک ہے اور آپ ہمارے لیے آتے کریم لے کر آئیں
حوریہ نے تھوڑا رعب سے کہا
جیسا میری بیگم چاہے

سلطان جلدی سے اٹھا اور فریج میں موجود آتے کریم لے آیا
حوریہ اب بیڈ پہ آرام سے بیٹھی اسکا انتظار کر رہی تھی
یارو سے کیا پسند ہے تم لڑکیوں کو اس آتے کریم میں
سلطان اسکا ایک چمچ کھاتا اب حوریہ جو کھانے لگا
ادھر دیں ہم خود کھائیں گے

حوریہ نے اس سے بانٹ لیا
سلطان بھی اس کے پاس بیٹھ گیا
ٹی وی آن کرتا وہ نیٹ فیکس لگائے اب کوئی رومینٹک مووی دیکھ رہا تھا
حوریہ یہ دیکھو کتنے مزے کی مووی ہے

وہ حوریہ کت دیکھے بولنے لگا جب اسکی نظر حوریہ کے لبوں پہ لگی آنسکر یم پہ
گئی۔

ہمم کیا ہوا آپ کچھ..... اہہ

سلطان زور سے اسے تھامے اسکے لبوں پہ جھک گیا

سلطان آپ جچھ کہہ

بھاڑ میں گئی مووی

سلطان حوریہ کے لبوں پہ پھر اے جھک گیا

سلطان نہیں پلیر ہمارے ہونٹ بہت درد کرتے ہیں ہمارے قریب نہ
آئیں

حوریہ نے جلدی اے کہا۔ اسکی بات پہ سلطان نے ایک پل کو اسے دیکھا اور

بستر سے اترتا صوفے پہ بیٹھا پھر سے مووی دیکھنے لگا

حوریہ کو اپنی بات کا احساس ہوا۔ سلطان کو ناراض دیکھ اسکی جیسے جان نکلنے
لگی۔

...سلطان ہمارا وہ مطلب نہیں تھا ہم۔ تو بس ویسے ہی
حوریہ سو جائوزیادہ جاگنا تمھاری صحت بے لیے ٹھیک نہیں
سلطان بولتا ڈریسنگ روم میں چلا گیا

حوریہ کی آنکھوں سے آنسو نکلنے لگے۔ سلطان پلیز ہمارے ساتھ ناراض نہ
ہوں ہم آپکے ہرٹ نہیں کرنا چاہتے تھے ہمیں معاف کر دیں حوریہ وہی
بیٹھی بول رہی تھی

پر جب کوئی رسپانس نہیں ملا تو وہ اٹھی اور ڈریسنگ روم کا دروازہ کھولنے
لگی۔ دروازہ پہلے اے ہی کھلا ہوا تھا اور سلطان لیپ ٹاپ کھولے بیٹھا کچھ کام
کر رہا تھا

حوریہ کو رونا رہا تھا کیسے وہ سلطان کو روک سکتی تھی
سلطان پلیز ہمیں معاف کر دیں ہمارا مقصد اپو ہرٹ کرنا نہیں تھا ہم تو بس
آپ سے لاڈ کر رہے تھے

حور یہ چلتے ساتھ یہی بول رہی تھی ہر سلطان اب بھی لیپ ٹاپ پہ مصروف تھا۔

حور یہ نے جب دیکھا کہ وہ اسکی بات نہیں سن رہا تو وہ سلطان کے بالکل پاس کھڑی ہو گئی۔

سلطان نے اب بھی کوئی نوٹس نہیں لیا۔

حور یہ کے دماغ میں ایک ترکیب آئی۔ اسے اس دن والی فلم یاد آئی جو اس نے اور سلطان نے ساتھ بیٹھے دیکھی تھی جب ایک بیوی اپنے شوہر کی گود میں بیٹھی اسے کہی جانے کے لیے منارہی تھی اس نے خیر کہی جانا تو نہیں تھا پر مقصد اسکا بھی ایسا ہی تھا اپنے شوہر کو منانا۔۔۔ پر اب مسئلہ یہ تھا کہ شرم آڑے آرہی تھی۔

سلطان کب سے اسے کھڑے دیکھ رہا تھا وہ جانتا تھا کہ وہ اسے ضرور منائے گی کیونکہ وہ اسکی ناراضگی کبھی افورڈ نہیں کر سکتی تھی ہر سلطان یہ سلام چل رہا تھا کہ حور یہ کے دماغ میں کیا چل رہا ہے۔

ابھی وہ کچھ بولتا کہ حور یہ اس سے لیپ ٹاپ لیتی دونوں ٹانگیں پھیلاتی اسکی
گود میں بیٹھ گئی۔

سلطان تو اسکی ہمت پہ ہکا بکارہ گیا۔ حور یہ سلطان کی ٹانگیں پھیلی ہونے کی
وجہ سے انکفر ٹیبل تھی تبھی سلطان نے دونوں ٹانگوں کو جوڑا تا کہ وہ ایزی
ہو جائے۔

... میرے پیارے سے شوہر ناراض ہیں

اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھ وہ اسکے گال پہ رکھے اس سے پوچھ رہی تھی
سلطان کو اسکے انداز پہ ہنسی تو بہت ایسی پر وہ کنٹرول کرے چہرے پہ سنجیدہ
تاثر لائے بیٹھا تھا۔

سوری... اپنے کانوں کو ہاتھ لگاتی وہ بڑی معصومیت سے بول رہی تھی
سلطان اب بھی سنجیدہ تھا۔

اچھاناں اب مان بھی جائیں

حور یہ اسکے کالر کو تھامی ریکیویسٹ کر رہی تھی

..ایک شرت پہ

سلطان نے شرت رکھی

کیا... حوریہ اسکی آنکھوں میں دیکھتی اب پوچھ رہی تھی
کس کرو مجھے وہ بھی ایسی سخت کہ میری سانسیں رک جائیں

سلطان کی ڈیمانڈ پہ حوریہ نے اسے گھورا

اوکے اگر نہیں کر سکتی تو چلی جائو واپس میں تمہیں فورس نہیں کرتا

سلطان پھر سے لاپرواہ بنا

حوریہ اب اپنے ہاتھ کی انگلیاں مروڑ رہی تھی

سلطان جانتا تھا کہ حوریہ بہت کنفیوز ہوگی

حوریہ ہلکا سا اوپر اٹھی تو سلطان نے اسکی کمر تھام کر اسے اوپر کیا کیونکہ اسکی

کنڈیشن ایسی نہیں تھی کہ وہ کچھ دیر ایسے ہی رہے تبھی وہ اسے سہارا دے

رہا تھا

حور یہ جھکی اور اپنے لب آرام سے اسکے ہونٹوں پہ رکھے۔ وہ اپنی طرف
سے اسکے لبوں کو تھوڑا سا چوستی سخت کس کرنے کی کوشش کر رہی
تھی 😂۔

سلطان کو اسکی کس پہ ایسی ہنسی آئی جو رکنے کا نام نہیں لے رہی تھی
پہلے تو حور یہ کو سمجھ نہیں آیا ہر اسکے مسلسل ہنستادیکھ وہ سمجھ گئی کہ وہ اس پہ
ہنس رہا ہے وہ روٹھی ہوئی اٹھنے لگی جب سلطان اسے اپنے قریب کرتا اسکے
لبوں کو اپنے لبوں میں قید کر گیا

حور یہ اسکے گلے میں بازو ڈالے اسکا ساتھ دینے لگی وہ کچھ بھی ہو جائے
... سلطان کی ناراضگی کو فورڈ نہیں کر سکتی تھی

کائنات بھاگتی ہوئی اپنے کمرے میں آئی اور اپنا فون ڈھونڈنے لگی
فون ملنے پہ وہ دروازہ بند کرتی وہ فون ان کرنے لگی

فون ان ہونے پہ تقریباً پندرہ کالیں دانیال کی تھیں۔ کائنات روتے ہوئے

دانیال کو کال ملانے لگی جو پہلی بیل پہ ہی اس نے اٹھالی

ہیلویا کائنات یہ کیا طریقہ ہے صبح سے تمہیں کالیں کر رہا ہوں کم سے کم

کالز تو پک کر لو

دانیال نے چڑتے ہوئے کہا۔ صبح سے ہی وہ اسے کالیں کر رہا تھا اور وہ تھی جو

فون آف کر کے بیٹھی ہوئی تھی

دان-دانی... سامنے سے کائنات کی روتی آواز آئی تو دانیال چونکا

کائنات ایم سوری یار تم رات کی بات لے کر بیٹھی ہو پلیر سوری

دانیال نے بے بسی سے کہا۔ چاہ کر بھی وہ کچھ نہیں کر پارہا تھا۔ کائنات کو وہ

غصے تو کر چکا تھا پر ساری رات وہ سکون سے رہ نہیں پایا تھا

دانی بھا- بھایا میرا نکاح کروا رہے ہیں موسیٰ بھائی سے

کائنات اسکی غلط فہمی دور کرتی اپنا مسئلہ بتاگی

دانیال کا دل اسکی بات پہ جیسے دھڑکنا بھول گیا

کائنات کیا بات کر رہی ہو ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔ اس شمس کا دماغ تو ٹھیک ہے۔

دانیال نے غصے سے کہا

وہ اس وقت اپنے آفس بیٹھا ہوا تھا جب اسے یہ خبر ملی۔ کرسی سے اٹھتا وہ شیشے کے نیچے بلڈنگ دیکھتا دل ہی دل میں شمس کو گالیاں دے رہا تھا پتا نہیں دانی بس انھوں نے بولا ہے کہ شام تک تیار رہنا تمہارا نکاح ہے موسیٰ بھائی کے ساتھ اور مج۔ مجھے تو کچھ سمجھ نہیں ارہی دانی پلیز میں صرف آپ سے شادی کروں گی

روتے ہوئے کائنات اب کمرے میں گھوم رہی تھی اس موسیٰ کی تو میں اچھے سے خبر لوں گا اور نکاح تو ہو گا پر تمہارا نکاح صرف مجھ سے ہو گا

دانیال کی بات پہ کائنات کو تھوڑا سکون ملا
...پر دانیال نکاح کیسے شام کے نکاح پہ میں کیسے

کائنات جو جو مسیح بتاتا جا رہا ہوں وہ کرتی جائو۔ دانیال کی بات پہ ایک پل کو
کائنات پریشان ہوئی پر پھر بول اٹھی

پردانی میں ایسے نکاح سے بھاگ نہیں سکتی بھائی مجھ سے ناراض ہو جائیں
گے اور میں بھائی

بکو اس بند کرو اپنی.. تم اور تمہارے بھائی نے ہمارا جینا حرام کیا ہوا ہے اگر
اب تمہارے منہ سے ایک لفظ بھی اپنے بھائی کے حق میں نکلا تو تمہارا میں
بہت برا حال کروں گا اب جو بول رہا ہوں چپ کر کے کرو ورنہ شمس مجھے
برباد کرنے کے چکر میں تمہاری شادی کروادے گا اور تمہاری شادی اگر
کسی سے ہوئی تو قدم کھا کر کہتا ہوں میں اسے مارنے میں کوئی لحاظ نہیں
کروں گا

دانیال غصے سے بولا

کائنات جانتی تھی کہ اگر اس نے دانیال کی بات نہیں سنی تو شمس واقعی اسکی شادی کروادے گا اور دانیال کے علاوہ وہ کسی دوسرے کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی

دانیال اب اسے ایک ایک بات بتا رہا تھا اور وہ سر ہلائے سب سمجھ رہی تھی

دانیال یہ سب کچھ پہلے ہی پلین کر چکا تھا پر اسے اندازہ نہیں تھا کہ یہ پلین اسے کائنات کے نکاح سے بھاگانے میں کام آئے گا

کچھ دیر تک اسے سب بتانے کے بعد وہ اپنے آدمیوں کو سب بتانے لگا اور اس بار وہ خود جانے والا تھا کہ اگر کوئی بھی مسئلہ ہوا تو وہ سنبھال لے گا

دانیال اپنے آدمیوں کے ساتھ اب شمس کے گھر کی طرف نکل چکا تھا شمس کمرے میں پریشان بیٹھا تھا وہ کیسے کائنات کی شادی دانیال سے کرواتا اگر دانیال نے کائنات کو اپنے مقصد کے لیے استعمال کیا تو وہ کیا کرے گا

خود پہ تو وہ ہر بات سنبھال لے گا پر اگر کائنات کو کوئی تکلیف پہنچی تو وہ
برداشت نہیں کر پائے گا

سگریٹ پہ سگریٹ پیے وہ بس کائنات کے بارے میں سوچ رہا تھا وہ اسکی
زبردستی شادی کا بھی قائل نہیں تھا

اسے اندازہ نہیں تھا کہ کائنات موسیٰ سے نکاح کے لیے صاف منع کر دے
گی اور سب سے حیرت کی بات یہ کہ جس بے ڈر سے وہ اسکی جلدی شادی
کروانا چاہتا تھا اسی سے اسکی بہن۔ محبت کرتی تھی اور وہ بھی آج نہیں بلکہ
تین سال پہلے۔ کچی عمر کی محبت سے رگوں میں موجود خون کی طرح ہوتی
... ہے وہ کیسے اسے اس سے دور کر سکتا تھا

پر وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ جن کا ملنا خدا نے طہ کر دیا ہوا نہیں کوئی جدا نہیں
.. کر سکتا



ضاو یار کافی دیر ایمیل کا انتظار کرتا رہا ہر وہ نہیں آئی۔ غصے سے ضاو یار اسکے
کمرے میں گیا اور زور سے دروازے پہ پائوں مارا

ایمیل جو بیڈ پہ بیٹھی دعائیں مانگ رہی تھی جلدی سے اٹھی

ضاو یار پلیز ہمیں بہت نیند آئی ہے

ایمیل دروازہ کھول

اسکی بات کاٹا وہ اپنی بات کرنے لگا

...ضاو یار پلیز

ایمیل دروازہ کھول ورنہ میں دروازہ توڑ دوں گا

اس نے پھر سے دروازہ پہ زور سے مارا

ایمیل کانپتے ہوئے دروازے کے پاس آئی اور دروازہ کھولا تو ضاو یار سامنے

غصے سے کھڑا اسے گھور رہا تھا

ضاو یار وہ ہم آنے والے تھے ہر ہمیں اچانک بہت نیند آنے لگی تو ہم...

اہہ

وہ مزید بولتی کہ ضاویار نے اسکا بازو تھاما اور اسکے اپنے کمرے میں لے آیا۔
ضاویار پلیز ابھی یہ سب کچھ ٹھیک نہیں ہے ہماری رخصتی نہیں ہوئی اور بابا
یا کسی اور کو پتا چل گیا تو مسئلہ ہو جائے گا

ضاویار نے اسے اپنے کمرے میں لے کر دروازہ لاک کیا تو ایمل تھوک نکلتی
ہوئی بول پڑی

جب میں تمہیں یہاں لایا تھا ناں تب تم سمجھ لو کہ تمہاری رخصتی ہو چکی
ہے اور میں بہت سوچ سمجھ کر یہ سب کر رہا ہوں مجھ پہ بھروسہ رکھو
ضاویار بولتا اسکے گال پہ جھک گیا

ایمل کو اس پہ بیت بھروسہ تھا وہ جانتی تھی کہ ضاویار بغیر کسی سمجھ بوجھ کہ
اسکے قریب نہیں آئے گا اور وہ اسکا محافظ تھا وہ اسے کیسے نقصان پہنچا سکتا
... تھا

ضاویار اسکے گالوں پہ ہی جھکے اس کے لبوں کے قریب اپنی زبان کو حرکت
دینے لگا

ضاو یار اچانک جھکا اور ایمیل کو اٹھائے بستر پہ لے آیا

ایمیل بھی اب خاموش تھی۔ ضاو یار تو اسکی محبت تھا وہ کیسے اسے خود سے

دور کر سکتی تھی وہ تو خوش تھی کہ ضاو یار نے اسے اتنی بیوی کا درجہ تو دیا

ضاو یار اپنی ٹی شرٹ اتارتا ایمیل کے بالوں کو کھولتا ان پہ بوسہ دیتا اسکے لبوں

پہ جھکے خود کو سیراب کرنے لگا

ایمیل نے اپنے دونوں ہاتھوں سے بیڈ شیٹ کو زور سے تھام لیا

ضاو یار تو جیسے پاگل سا ہونے لگا۔ کبھی اسکی گردن پہ زور سے بائیٹ کرتا تو

کبھی اسکے کانوں کی لوکا کاٹتا

کبھی اسکے لبوں کو دوبارہ چوسنے لگتا

ضاو یار نے ایمیل کے ہاتھوں سے بیڈ شیٹ کو چھڑایا اور اسکے ہاتھوں کو اپنے

بالوں پہ رکھا۔ یہ ایک اشارہ تھا کہ خود کو میرے حوالے کر کے میرا ساتھ

ایمل اسکے گھنے بالوں پہ اپنی نرم انگلیاں گھماتی اسے مزید سکون پہنچا رہی تھی۔

ضاویار اسے بے لباس کرتا اسکے سینے پہ جھکا وہاں گہرے نشان بنانے لگا۔
کمرے میں ایمل کی سسکیاں گونج رہی تھی

خاموش کمرے میں اس کی سسکیاں ضاویار کو مزید جوش دلارہی تھی
ضاویار اسے مکمل بے لباس کرتا اسکے پیٹ پہ جھک گیا
ایمل زور زور سے سانس لیتی ضاویار کو پاگل کر رہی تھی۔ ضاویار پلیر لائٹ
کو آف کر دیں

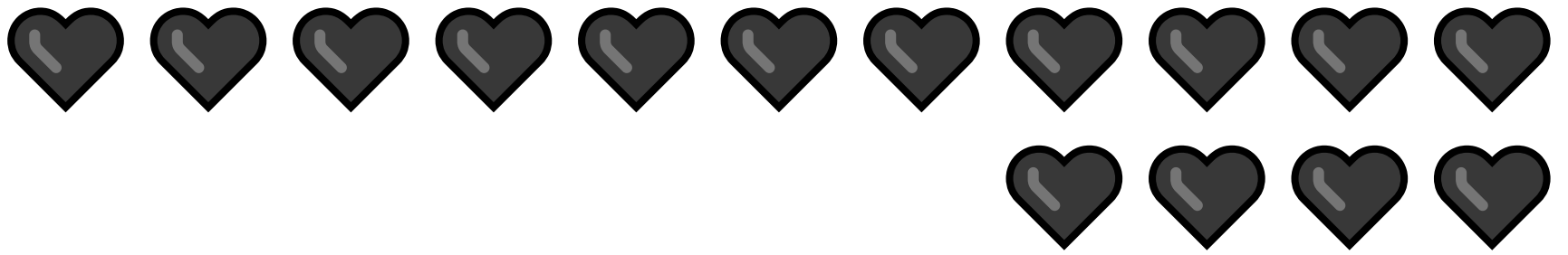
کچھ دیر بعد ضاویار اٹھا اور لائٹ اف کرتا ایمل پہ چھانے لگا۔ گہری سرد
رات ان کے بیچ تعلقات کو مزید قریب کر گئی

ایمل کی چیخیں اور سسکیاں کمرے کے ماحول کو رومانوی بنا رہی تھی
تین گھنٹے کے بعد ضاویار نے ایمل کا سراپنہ سینے پہ رکھا اور اسے ماتھے پہ
بوسہ دیتا اسکے ہاتھوں کو تھامے اس سے اپنی محبت کا اظہار کر رہا تھا

ایمل نے اپنا پسینے سے بیھگا چہرہ اٹھا اور اسکیے اظہار محبت پہ مسکرائی.. وہ
... بہت خوش تھی کیونکہ آج اسے لگ رہا تھا کہ اس نے اپنی محبت کو پالیا
تقریباً تین گھنٹے کے بعد ضاویار نے اپنے سینے پہ موجود ایمل کے سر کو تکیے
پہ رکھا اور اس اپنا ٹرائوز پہنتا کمفرٹر میں گھسا اور ایمل کو دوبارہ لباس
پہنانے لگا.. وہ ان مردوں میں سے نہیں تھا جنہیں صرف بے لباس کرنا آتا
تھا بلکہ اس نے اسی محبت اور احترام سے اسے واپس لباس پہنایا تھا
چائے پیو گی. جھکتا ہوا وہ اسکے لبوں کو چومتا اس سے سوال کرنے لگا
.. جی... ایمل بھی اسکے لبوں کو چومتی جواب دینے لگی
ضاویار مسکراتا ہوا کچن میں گیا وہ شرٹ لیس تھا ایسے ہی اس نے ایمل اور
اپنے لیے چائے بنا کر لائی

ضاویار نے ٹرے کو بیڈ پہ رکھا اور ایمل کے لیے چائے ایک کپ میں نکال
کر ایمل کو تھمائی دونوں بیٹھے اب چائے پیتے ساتھ باتیں کر رہے تھے

ایمیل کچھ شرم سے جھجک بھی رہی تھی۔ اسکی جھجک پہ ضاویا ر بس مسکرا رہا تھا...



کائنات اپنا آئی ڈی کارڈ اور کچھ ضروری چیزیں اپنے بیگ میں ڈالے حویلی سے باہر نکل گئی۔ ہما شاید اس وقت سو رہی تھی جب ہی وہ باسانی حویلی سے باہر آگئی تھی ار نہ جب سے وہ آئی تھی اسی کے ساتھ پائی جاتی تھی۔ گارڈز باہر ہی کھرے تھے کائنات کو کہی جاتا دیکھ وہ اس کے پاس آئے۔ میڈم آپ نے کہی جانا ہے کیا۔ ایک گارڈ جو بلیک ڈریس پہنے کھرا تھا ہاتھ میں بندوق تھا مے وہ کائنات سے سوال کرنے لگا۔

ہاں میری ایک دوست آرہی ہے مجھے اس سے ملنے جانا ہے

کائنات ادھر ادھر دیکھتی جھوٹ بولنے لگی۔ اسے ڈر تھا کہ کہی شمس نہ
آجائے جبکہ شمس اپنی سیاسی پارٹی کے جلسے میں گیا ہوا تھا۔ میم سر نے بولا
ہے کہ کسی کو بھی بغیر سیکیورٹی کے گھر سے باہر مت جانے دینا
گارڈ سر جھکائے بولا تو کائنات نے اسے اپنے ساتھ جانے سے صاف منع کر
دیا۔

وہ میری دوست کے ساتھ اسکے گارڈز ہیں اور میں نے بھائی کو بھی بتا دیا تھا
.. تو وہ کہہ رہے تھے کہ تم چلی جانا
کائنات ہڑبڑی میں جھوٹ بول گئی
اچھا میم ایک منٹ میں سر سے کنفرم کر لوں
گارڈ کی بات پہ کائنات کو پسینے چھوٹ گئے
تمہیں یقین نہیں ہے کیا میں جھوٹ بول رہی ہوں
کائنات زور سے چیخی تو گارڈ بیچارہ خاموش ہو گیا۔ اسکو خاموش دیکھ کائنات
گھر سے باہر چلی گئی جہاں الریڈی ایک لینڈ کروزر کھڑی تھی

گارڈز کو لگا کہ یہ گاڑی شاید اسکی دوست کی ہے ویسے بھی انھیں تو کسی بھی بات کا علم نہیں تھا۔ انھیں کہاں اندازی تھا کہ کائنات اور شمس کے بیچ ایک بحث ہوئی ہے وہ بھی تو اسکی مالکن تھی اور اسکے غصے سے وہ اچھی طرح

...واقف تھے



کائنات سیدھی جا کر گاڑی میں بیٹھی جہاں دانیال نیلی جیکٹ اور ہلکی بلیو ہی . پینٹ پہنے آنکھوں پہ گاگلز لگائے بیٹھا تھا

. وہ اسے گارڈ کے ساتھ بحث کرتے دیکھ چکا تھا

پہلے اس نے سوچا کہ وہ ہینڈل کر لے گی اور اگر کوئی مسئلہ ہوا تو وہ خود جائے گاہر بات بن گئی تھی

کائنات اس کے ساتھ فرنٹ سیٹ پہ بیٹھ گئی۔ دانیال نے اسے آج کتنے

عرصے بعد دیکھا تھا تقریباً چھ ماہ بعد وہ اس سے مل رہا تھا

چھ ماہ پہلے وہ امریکہ گیا تھا اپنی کسی میٹنگ کے سلسلے میں تب وہ اس سے بھی
ملنے گیا تھا۔

تم بہت خوبصورت ہو گئی ہو یا مجھے لگ رہا ہے
دانیال اسکے بالوں کو دوپٹے میں چھپاتے ہوئے بولا
جلدی چلو گاڑی لے کر چلو یہاں سے ورنہ بھائی گئے تو ہم دونوں
خوبصورت تو کیا دنیا میں ہی نہیں رہیں گے
اسکا ہاتھ تھامتے ہوئے عہ تنز کر گئی
ارے تمہارے بھائی کی ایسی کی تیسی
دانیال نے ہنستے ہوئے کہا

دانی پلینز جلدی کریں۔ کائنات اب ریکیوسٹ کر رہی تھی
دانیال گاڑی چلانے لگا۔ وہ اسے لیے سیدھے اپنے فارم ہاؤس گیا تھا۔ یہ فارم
ہاؤس بڑا ہی پیارا تھا۔ گائوں میں موجود یہ فارم ہاؤس چاروں طرف سے
کھیتوں سے گھیرا ہوا تھا۔

دانیال گاڑی لیے اندر آیا تو کائنات بھی اتر گئی دانیال اسکا ہاتھ تھامتا اسے
اندر لے گیا جہاں پہلے اے ہی کچھ مرد موجود تھے

ایک لڑکی آئی تو دانیال نے کائنات کو اس کے ساتھ بیچ دیا

اس لڑکی نے کائنات کو تیار کیا۔ سفید رنگ کے شرارہ پہنے وہ بہت
خوبصورت لگ رہی تھی۔ سفید ہی شرٹ تھی۔ وائٹ اور گولڈن میں
گھوسے بھی تھے۔ لڑکی نے بہت ہی ماہرانہ انداز سے میک اپ کروایا تھا
کائنات ایسے دانیال بے سامنے جانے سے ڈر رہی تھی اور ڈر پہ تو شرم بھی
ہاوی تھی

ایک بڑی سی چادر کے ساتھ اسے ڈھانپنے وہ باہر لے کر آئی جہاں نکاح
خواں اور باقی سب بیٹھے تھے۔ کچھ دیر تک ان کا نکاح شروع ہو چکا تھا
کائنات کا دل بہت ڈر بھی رہا تھا۔ وہ کیسے شمس کو دھوکا دے رہی تھی پر اسے
امید بھی تھی کہ اسکا بھائی اسے معاف بھی کر دے گا ویسے بھی دانیال کی
بہن تو اسکی بھابھی بھی تھی ناں

خود کو حوصلہ دیتی وہ اپنے آپ کو دانیال کے حوالے کر گئی

نکاح مکمل ہو چکا تھا۔ دانیال سب سے مبارک بار وصول کر رہا تھا

کائنات کو تھوڑا عجیب بھی لگ رہا تھا یہ سب بہت جلدی میں ہوا تھا بس وہ

اپنے گھر سے بھاگی تو یہاں آکر نکاح کر لیا

وہ لڑکی کائنات کو کمرے میں چھوڑ گئی۔ کائنات وہاں بیٹھی دانیال کا انتظار کر

رہی تھی وہ اسے بتانا چاہتی تھی کہ یہ نارمل شادی نہیں ہے جو وہ یوں اسکے

لیے سچ، سمجھ کے بیٹھے

کائنات بس جلد سے جلد واپس گھر جانا چاہتی تھی پر یہ اسکی غلط فہمی تھی کہ

..... اب وہ دوبارہ گھر جائے گی

سب مہمانوں کے جانے کے بعد دانیال اپنے کمرے میں آیا تو کائنات بیڈ پہ

پریشان بیٹھی تھی

اسے اندر آتا دیکھ کائنات جلدی سے اسکے پاس آئی جبکہ دانیال بس اس جے
ایک ایک نقش کو گھورتے جا رہا تھا

دانی... دانی پلیز مجھے گھر چھوڑ آئیں بھائی کو اب تک خبر لگ چکی ہوگی وہ
بہت پریشان ہوں گے

کائنات اسکا بازو تھا مے اسے واپس جانے کا بول رہی تھی جبکہ دانیال کی
نظر اسکے ہونٹوں پہ تھی جو باتیں کرتے وقت کبھی جدا ہوتے تو کبھی
آپس میں مل جاتے۔ انکی حرکت دانیال کی جان نکال رہی تھی

----دانی میں کچھ بول رہی ہوں اور آپ پل

دانیال جھکا اور اسکے باقی لفظوں کو قید کر لیا۔ کائنات اک پل کو گھبرا گئی پر
اس نے دانیال کو روکا نہیں کیونکہ یہ اسکا پہلا لمس تھا جسے وہ بھی محسوس
کرنا چاہتی تھی

دانیال اور وہ ایک دوسرے میں گم جیسے پاگل سے ہو رہے تھے

دانیال نے اسکی کمر کو تھام رکھا تھا۔ اک پل کو دانیال ہٹا تو کائنات نے آنکھوں ہی آنکھوں میں اس سے دور ہونے کی وجہ پوچھی جب دانیال اسے اٹھاتا بیڈ کی طرف لت جانے لگا۔

وہ اسکے کندھے سے اسکی شرٹ ہٹائے اپنی زبان گھمانے لگا۔
دانی ابھی نہیں پلینز... اسے کندھوں سے تھامتی کائنات دور کرنے لگی
کیوں؟؟؟ تم میرے قریب نہیں آنا چاہتی کیا؟؟؟

دانیال نے شرٹ کو کھینچے ہوئے پوچھا
دانی ابھی بھ۔ بھائی کے پاس جانا یہ انھیں سب بتا کے ہم بعد میں جب
... رخصتی

تمہاری رخصتی ہو چکی ہے اب سوچنا بھی مت کہ تمہیں میں واپس جانے
.. دوں گا

دانیال خود کا سارا بوجھ اس پہ چھوڑے اسکا سانس بند کرنے لگا۔

دان-دانی سانس... شش دانیال نے اسکے کان کے پاس سرگوشی
کی۔ دانیال کا ہاتھ کچھ اسکی گردن پہ بھی تھا جب وہ اس پہ زور ڈاکے مزید
... سانس بھی روکنے لگا

کائنات کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ اس بہت مشکل سے سانس ارہی
تھی۔

دانیال ایک ہاتھ اسکے سینے پہ رکھے بہت بری طرح سے اسکا سینا کچلنے لگا۔
د-دان... کانپتے ہوئے وہ الفاظ ادا کرنا چاہتی تھی جو اسکے منہ سے نکل بھی
نہیں رہے تھے۔ دانیال بہت بے دردی سے اسکا سینہ دبانے لگا تھا
کائنات کی آنکھیں سانس نہ آنے کی وجہ سے باہر کو آنے لگی۔ اسے لگا کہ
آج شاید اسکا آخری دن ہے۔ دانیال ایسا کیوں کر رہا تھا

جب اسے سانس کی بے حد ضرورت محسوس ہوئی تو دانیال نے ہاتھ ہٹائے
اسے سانس لینے دیا۔ کائنات کو لگا جیسے اسے زندگی مل گئی ہو۔ وہ زور زور
سے منہ کھولے سانس لینے لگی.. ابھی اس نے چند سانسیں ہی لی تھی جب

دانیال نے اپنے ہونٹ اسکے ہونٹوں پہ رکھے دوبارہ سے وہ سانسیں بھی

چھین لی... اسکے نیچے دبا کائنات کا وجود پڑ پڑانے لگا

.. کائنات کو اپنے سینے پہ درد کی شدید لہریں محسوس ہو رہی تھی

دانیال جب کمرے میں آیا تھا تب اسے رفیان نے کام ہو جانے کا میسج کر دیا

تھا۔ وہ میسج یہی تھا کہ اس نے شمس کو سب بتا دیا ہے اور شمس کو دانیال کے

فارم ہائوس کا پتا بھی دے دیا ہے

شمس اب ضرور دندا ناتا ہوا یہاں آئے گا اور کائنات کی آنکھوں میں موجود

آنسو دیکھ کر تڑپتے گا جیسے دانیال تڑپا تھا

کائنات تقریباً بے ہوش ہونے والی تھی اناج سے سانس کی اہمیت کا اندازہ ہو

رہا تھا

دانیال کچھ دیر بعد اس پر سے اٹھا اور بیڈ پہ ہی بیٹھے پاس موجود دراز سے

سگریٹ نکال کر اسکے گہرے کش لینے لگا

کائنات کا وجود بستر پہ پڑا تھا۔ اسے دیکھ کر لگ رہا تھا کہ کسی نے اس کے ساتھ
بہت غلط کیا ہے۔

.. شرارے کی شرٹ کندھوں سے پٹھی ہوئی تھی
ہونٹوں سے لپ سٹک مٹ چکی تھی اور کچھ لپ سٹک ہونٹوں کے کناروں
پہ لگی ہوئی تھی

بالوں کو دانیال نے اتنی سختی سے پکڑا تھا کہ کچھ جوڑے سے نکل کر خراب
ہو چکے تھے۔

کائنات کی سسکیاں کمرے میں گونج رہی تھی
اس کا دل جیسے ہزاروں بار ٹوٹا تھا۔ اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ اسے استعمال کیا گیا
تھا۔ دانیال نے اسے اپنی بہن کے بدلے کے لیے استعمال کیا تھا
۔ دانیال خود کو مضبوط ظاہر کرتا شیشے کے سامنے جا کر کھڑا ہوا

ایک نظر بستر پہ پڑی تو کائنات کو اس حال میں دیکھ اسے تکلیف ہوئی پر وہ
نظر انداز کرتا دوبارہ بستر پہ آیا۔ اسکے قدم بہت مضبوط تھے۔ آپ نے میری
زات کو استعمال کیا اپنی بہن کا بدلہ لینے کے لیے

کائنات کی آنکھوں میں بے یقینی کے آنسو تھے

ہاں کیونکہ تمہارے بھائی نے اس سب کی شروعات کی تھی۔ اس سے
کاروبار میں ہم سے مقابلہ نہیں ہو سکا تو اس نے یہ گھٹیا ہتھکنڈے استعمال
کیے تبھی میں نے بھی سوچا کہ کیوں نہ اسے بھی وہی تکلیف دی جائے جس
تکلیف سے میں گزرا ہوں جب اس نے میری بہن کے ساتھ زبردستی
نکاح کیا۔ اس گھٹیا انسان نے میرے سر کا نشانہ لے کر میری بہن کو مجبور
کیا۔ ایک بار بھی اسے یہ احساس نہیں ہوا کہ میری بہن چھوٹی ہے نہ سمجھ
ہے پر نہیں

آخری بات پہ کائنات نے جس طرح اسے دیکھا تھا وہ تھوڑا اثر مندہ ہوا تھا
پر پھر خود بے بے رخی کا خول چڑھاتا دوبارہ اپنی بات کرنے لگا۔ مے م یہی

سوچ رہی ہوں کہ اگر تمہارے بھائی اور میری بہن کی عمروں میں جو
فرق ہے اسے میں گب رہا ہوں بغیر ہماری عمروں کو نظر میں لائے تو بے بی
یہ سن لو کہ تمہارے ساتھ میں نے شادی اسی بدلے کے لیے کی ہے

دانیال جھکتا اسکے کانوں میں یہ زہر گھولنے لگا

دانیال "..... کائنات نے بے یقینی سے اسے پکارا۔ اگر بھائی وہ سب نہ"

کرتے تو کیا آپ مجھ سے شادی نہیں کرتے

کائنات کا دل بہت تکلیف میں تھا جس سے بے پناہ محبت تھی جس جے لیے

اس نے اپنے اتنے پیارے بھائی کو دھوکا دیا وہ انسان تو آج بات کرتے

ہوئے۔ اسکے آنسو تک نہیں دیکھ رہا تھا۔.... اتنی بے رخی تھی اسکی آنکھوں

..میں

وہ تب کی تب دیکھی جاتی پر اب تنہا رہا بھائی تو وہ کر گیا نہ جو اسے نہیں کرنا

چاہیے تھا

چلو اب اتار اپنے کپڑے اور ادھر آ کر میری گود میں بیٹھو.... دانیال اپنی

پینٹ کی زپ کھولتا اسے صوفے پہ آنے کا بولنے لگا

اسکی بات پہ کائنات تو دھنگ رہ گئی.... اسے دانیال اے ایسی بلکل امید
نہیں تھی

کائنات وہی بیٹھے رونے لگی. بازوؤں کو چہرے کے گرد لپیٹے وہ سسکنے لگی
دانیال کے فون پہ اچانک میسج آیا... اس پہ اسے شمس کے فارم ہائوس پہنچنے
کی خبر مل چکی تھی. وہ گہرا مسکرایا

اٹھو جو میں نے ابھی بولا سمجھ نہیں آئی تمہیں. دانیال نے اسکا بازو پکڑتے
ہوئے زور سے مروڑا

میں ایسی کوئی گھٹیا حرکت نہیں کرنے والی

کائنات بھی غصے سے بولی. اسے یقین تھا کہ دانیال ضرور کچھ دیر بعد اس
سے اس سب کی معافی مانگے کا پر یہ بس ایک غلط فہمی ہی تھی

میرے سامنے اب زبان چلائی تو زبان کو کاٹ کہ رکھ دوں گا سوچنا مت کہ
میں وہ پہلے والا دانیال ہوں جو تمہارے پیچھے پاگل ہے۔ دانیال نے اس کے
منہ کو دبوچا۔

اہہ دانی پل۔ پلیز مج۔ مجھے در۔ درد ہو رہا ہے.... اس کا جسم اب دانیال کے
خوف سے کانپ رہا تھا تبھی اس سے سہی سے الفاظ ادا نہیں ہو رہے تھے
اٹھو جو میں نے ابھی تھوڑی دیر پہلے کہا وہ کرو... دانیال نے اسے کمر سے
تھامتے ہوئے ہلکا سا اٹھایا اور اسے اپنے ساتھ صوفے پہ کے جانے لگا....
.... نہیں دانی پلیز نہیں

.. کائنات خود کو چھڑانے کی پوری کوشش کر رہی تھی
.... دانی پلیز ابھی آپ غصے میں ہیں.. پلیز مجھے چھوڑیں پلیز دانی
اس کی داڑھی پہ اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھ رکھے وہ اس سے منت کرنے
لگی۔

دانیال خود صوفے پہ بیٹھے اب اسکے شرارے کی شرٹ اتارنے کی کوشش کرنے لگا۔

اسے دیکھ کر ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ کوئی بہرہ انسان ہے اور اسے سنائی نہیں دے رہا۔

کائنات اگے کا سوچ کر کانپ گئی۔

وہ بہت کوشش کر رہی تھی خود کو چھڑانے کی پر دانیال نے اسکے دونوں .. ٹانگوں کو اپنے کمر کے گرد سختی سے باندھ چکا تھا

دانیال نے کافی کوشش کی پر وہ شرٹ کائنات کو کافی تنگ تھی تبھی وہ اتر نہیں سکی۔ اور کائنات بھی بار بار ایسی کوشش کر رہی تھی جس سے اس کا اترنا مزید مشکل ہو گیا تھا۔

.... دانیال نے غصے سے اسکی شرٹ پیٹ سے اٹھائے شرارے کو اتارنا چاہا

نہیں.. نہیں دانی پلینز نہیں.. اسکا ارادہ دیکھ کائنات زور زور سے رونے لگی۔

چٹاخ... ایک زوردار تھپڑ دانیال نے اسکے گال پہ مارا تو کائنات کو لگا کہ اسکے کان سائی سائی کر رہے ہیں... آنکھوں سے آنسو تو پہلے ہی بہ رہے تھے.

آج اسکا ایک اور برہم بھی ٹوٹ گیا تھا کہ دانیال کبھی اس پہ ہاتھ نہیں اٹھا سکتا.

دانیال جھکا اور اسکے لبوں کو اتنی شدت سے اپنے ہونٹوں میں لیا کہ کائنات کو اہستہ آہستہ اپنے منہ میں خون کا زائقہ آنے لگا.

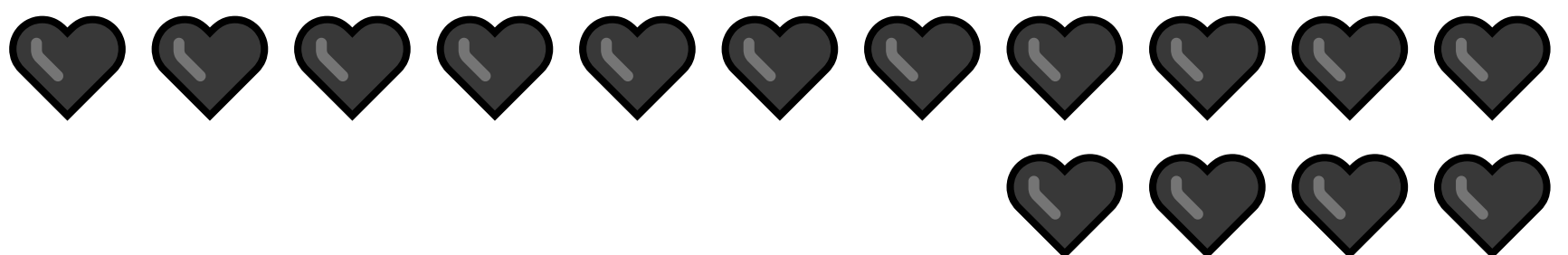
اسکا رونابند نہیں ہو رہا تھا۔ یہ رونا دانیال کی دی گئی اس تکلیف پہ تھا کہ وہ اسے دھوکا دے سکتا ہے۔ اسکی محبت جسے وہ بچلے تین سال سے چاہ رہی تھی کوئی ایک دن ایسا نہیں تھا جب وہ اس سے بات نہیں کرتی تھی اس محبت نے اسے سب کے سامنے رسوا کیا تھا.

اچانک فضا میں گولی چلنے کی آواز آئی تو دانیال پیچھے ہوا۔ اس نے کائنات کے بالوں کو بھی رہائی دی.

کائنات کو صوفے پہ ہی دودری سائیڈ پھینکتا وہ اٹھ نراس شور کو سننے لگا۔
وہ جان چلا تھا کہ شمس آیا ہے۔ مسکراتے ہوئے وہ اپنے ہونٹوں پہ لگا ہلکا سا
کائنات کے ہونٹوں کا خون صاف کرتا الماری کی طرف گیا
کائنات اب صوفے پہ پڑی رو رہی تھی

..دانیال نے اپنے اپنی شرٹ سہی کی اور کپڑے درست کرنے لگا
دانیال نے الماری سے ایک بڑی سی اپنی شال نکالی اور کائنات کے اوپر پھینکتا
اسے زبردستی بازو سے تھامے اپنے ساتھ کمرے سے باہر کے کر جانے لگا
...کائنات روتی ہوئی اسکے ساتھ گھسیٹتی ہوئی جارہی تھی
دانیال کی آنکھوں میں۔ اب بدلے کا ایسا نشہ تھا جو اپنی بہت چمک دکھا رہا
تھا۔

..اب وہ شمس کو بے بس دیکھنا چاہتا تھا



ضاو یار کی آنکھ کسی فون کال سے کھلی

کھسمساتا ہوا وہ جاگا تو نظریں ایمیل پہ پڑی جو اسکے بازو پہ اپنا سر رکھے اسکے
سینے پہ اپنا ہاتھ رکھے اور اپنی ٹانگوں کو اسکے اوپر رکھے مزے سے سو رہی
تھی۔

ضاو یار نے اسکے ماتھے پہ ہاتھ رکھے ٹمپر چرچیک کیا کہ کہی اسے بخار تو نہیں
ہے کیونکہ اسے زرہ سی بھی تکلیف ہا درد ہوتا تھا تو وہ بخار کی زد میں جاتی
تھی۔

اسے اندازہ تھا کہ کل رات اسے کافی درد تھا تبھی وہ نیند میں بھی بے تاب
تھی اور بار بار کھسمسار ہی تھی

بخار تو نہیں تھا۔ ضاو یار نے اسکے گال پہ بوسہ دیا۔ یہ منظر شاید اسکی زندگی کا
خوبصورت ترین منظر تھا۔ وہ اب ایمیل سے دور جانے کا سوچ بھی نہیں سکتا
تھا۔

ایمیل پہ کفر ٹر ٹھیک کرتا خود وہ شاور لینے چلا گیا

شاہد لینے کے بعد اسے خود ناشتا بنایا اور اسے ٹرے میں سجائے کمرے میں لے آیا۔

ایمل اب تک سو رہی تھی

ضاو یار نے ناشتا ٹیبل پہ چھوڑا اور آٹھ کر بیڈ پہ گیا

اپنے ٹھنڈے ہاتھوں کو اس نے کمر ٹرے میں گھسائے ایمل کے پیٹ پہ رکھا تو ایمل جلدی سے اٹھ گئی

ضاو یار... زور سے چلاتی وہ اس کے ہاتھ اپنے پیٹ سے ہٹانے لگی

....جی ضاو یار کی جانو

اس کے ہاتھوں پہ بوسہ دیتا وہ محبت لٹانے لگا

چھوڑیں اتجے ہاتھ بہت ٹھنڈے تھے اور سونے بھی نہیں دیتے آپ

اس سے شکوہ کرتی وہ اسے بہت کیوٹ لگی

اچھا چلو آج کچھ کوئی نہیں آج گھومنے چلتے ہیں واپس آکر آپ سو جانا کیونکہ

ایک دو دن تک میں نے واپس ڈیوٹی جوائن کرنی ہے

ضاویدار اپنے نے اسکے گالوں کو اپنے ہاتھوں میں لیتے ہوئے کہا

ضاویدار آپ پھر مجھے چھوڑ کر یہاں اجائو گے؟؟

ایمل کو ڈرتھا کہی وہ پھر سے اسے وہاں نہ چھوڑ آئے کیونکہ اسے لگتا تھا کہ

اب اگر وہ دور گئی تو پھر سے ضاویدار کا رویہ ویسا نہ ہو جائے

میری جان ڈریں نہیں اپنے دماغ سے ہر نیگیٹو بات کو ختم کر دو۔ کچھ نہیں

ہوتا اور تم اب میرے ساتھ ہی رہو گی

وہ اسے یقین دلانے لگا

تھینک یو۔۔ مسکراتی ہوئی وہ اسکے گال پہ پیار کرتی شاور لینے چلی گئی

اسکی حرکت پہ زویا مسکرایا

.. شاور لینے کے بعد دونوں نے ناشتا کیا

ابھی وہ کہی گھومنے کے لیے جارہے تھے جب ضاویدار کو کسی کی کال آنے

لگی

اس نے دیکھا تو پہلے بھی اسکے اس ادنیٰ کی چار مس کالز تھی

ضاو یار خود پہ پر فیوم سپرے کرتا اس کی کال اٹھائے باتیں کرنے لگا
ایمل اپنے بال بنا رہی تھی

کیا بکو اس کر رہے ہوا گرا ایسا ہوتا تو بابا مجھے ضرور بتاتے

اچانک ضاو یار کی آواز اونچی ہو گئی

ایمل کنگھا وہی رکھتی ضاو یار کے پاس آئی

اگر یہ بات جھوٹی ہوئی تو وہی آکر تمہیں اتنا ماروں گا کہ پندرہ بیس دن تو

تمہاری زخمیں بھی نہیں بھریں گی

ضاو یسر غصے سے فون کا ٹٹا جلدی سے ایمل کو اپنا سامان پیک کرنے کا بولتا

کمرے سے نکل گیا۔ ایمل نے اس سے بہت پوچھا پر ضاو یار نے اسے کچھ

بھی نہیں بتایا

کچھ دیر بعد دونوں گائوں کی طرف روانہ تھے۔ ایمل نے دوبارہ اس سے

کچھ نہیں پوچھا تھا کیونکہ ضاو یار خود بہت پریشان لگ رہا تھا

اب گائوں جا کر ہی پتا چلنا تھا کہ معاملہ کیا ہے... ضاویار نے بس اسے اتنا

... بتایا تھا کہ جلدی سے تیار ہو جائو ہم گائوں جا رہے ہیں



شمس اپنے آفس میں بیٹھا تھا۔ اج کا جلسہ بہت کامیاب گیا تھا وہ سب بیٹھ کہ
سیلیبریٹ کر رہے تھے جب شمس کو موسیٰ نے آکر کائنات کے بارے
میں بتایا۔

شمس کا تو غصے سے برا حال ہو گیا۔

اسے دانیال پہ بہت غصہ تھا کیونکہ وہ جانتا تھا یہ سب دانیال نے کروایا تھا
غصے وہ وہاں سب سے معذرت کرتا نکلا۔ وہ بس کسی طرح دانیال سے
کائنات کو واپس لانا چاہتا تھا

موسیٰ نے اسے دانیال کے فارم ہائوس کا پتا بتایا تھا جہاں وہ گاڑی بھاگائے
لے جا رہا تھا

شمس کے غصے کو دیکھ موسیٰ بھی کوئی بات نہیں کر رہا تھا اب ہو ر ا معاملہ کیا
تھا یہ تو اسے جا کر ہی پتا چلنا تھا

فارم ہائوس پہنچ کر شمس نے سب سے پہلے ہوائی فائر کیا۔ انکے گائوں میں
..... ہوائی فائر کرنا مطلب کسی کو لکارنا تھا

شمس دانیال کے گارڈ کو دھکارتا اس کے فارم ہائوس میں داخل ہوا
۔ کہاں ہو تم کمینے... کہاں ہو باہر اؤ۔ اج تو تمھاری لاش کی نکلے گی
شمس اس کے گھر میں موجود کچن کی دیوار پہ گولی مارتا وہ اسے لکارنے لگا
۔ اسکی دھمکی پہ دانیال جو کائنات کو تھمتے باہر رہا تھا مسکرایا
۔ وہ شمس کے چہرے پہ وہی بے بسی دیکھنا چاہتا تھا

ہیلو میرے پیارے سالے صاحب... دانیال اس کے سامنے آتے ہی
کائنات کا ہاتھ چھوڑے اسے پکارنے لگا

شمس نے اسے غضب وے دیکھا

دانیال اپنی جیب سے سگریٹ نکالے اب سگریٹ نوشی کر رہا تھا

... تمھاری ہمت کیسے ہوئی میری بہن کو کیڈنیپ کرنے کی

شمس اس کے پاس آتا اسکا گریبان تھام چکا تھا۔ کائنات دانیال کے ساتھ
کھڑی بس روئے جارہی تھی۔ شمس کی آنکھوں سے اسکے غصے کا اندازہ لگایا
جاسکتا تھا۔

ارے سالے صاحب کیوں خود کو ہلکان کر رہے ہو۔ کیوں فکر کر رہے ہو
جب میں ہوں ناں

دانیال اسے مزید زچ کر رہا تھا

شمس نے ایک زوردار مکا اسکے منہ پہ مارا

دانیال کا سردو سری طرف جھکا

اسکے یوں مارنے پہ کائنات جلدی سے بیچ میں آئی پر شمس نے اسے جن

نگاہوں سے دیکھا وہ واپس تھوڑا پیچھے ہو گئی

تمھاری بہن خود یہاں تک آئی ہے اور تم خود اپنی بہن سے ہی پوچھ لو اس کے ساتھ زرہ برابر بھی زبردستی نہیں کی۔ تم خود گھٹیا انسان ہو تو دوسروں کو اپنے جیسا مت سمجھا کرو۔

جس طرح مے نے میری بہن کے ساتھ زبردستی کی اسے کیڈنیپ کیا اور اسے جس طریقے سے تم نے نکاح کے لیے راضی کیا مجھے تمھیں بتانے کی ہر گز ضرورت نہیں ہے۔ پر تمھاری بہن کے ساتھ میں نے ایسا ہر گز نہیں کیا کیونکہ تمھاری طرح میں بیچ نہیں

پوچھ لو اپنی بہن سے خود یہ گھر سے نکل کر میرے ساتھ آئی تھی اور جس وقت اس نے گھر چھوڑا تھا اسے اپنے اور میرے نکاح کے بارے میں پہلے سے ہی پتا تھا۔ اسے اس بات کا علم تھا کہ میں اسے اپنے ساتھ نکاح کرنے کے لیے لے جا رہا ہوں اس کے باوجود یہ میرے ساتھ خود آئی۔ اس نے خود اپنے گارڈز سے جھوٹ بولا اور پھر اس نے بغیر میرے فورس کیے یہ نکاح.... کیا اپنی رضامندی سے

دانیال جب بولنے پہ آیا تو بولتا ہی چلا گیا

شمس جانتا تھا کہ اسکا ایک ایک لفظ سچ ہے.. اس نے کائنات کو دیکھا تو وہ روتے ہوئے اپنی گردن جھکا گئی۔ اس کی آنکھوں میں موسیٰ سے نکاح کی بغاوت وہ بہت پہلے دیکھ چکا تھا۔ اور وہ جانتا تھا کہ کائنات دانیال کو پسند کرتی ہے۔ ہر وہ ایسا قدم اٹھائے گی یہ اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا۔ کائنات کا یوں گردن جھکانا دانیال کے ہر ایک لفظ کی تصدیق کر گیا۔ شمس وہی صوفے پہ اپنا سر تھانے بیٹھ گیا

بھائی... بھائی ایم سوری پلیز مجھے معاف کر دیں... پلیز بھائی پر میں موسیٰ بھائی سے نکاح نہیں کر سکتی تھی م۔ میں دانیال سے محبت کرتی ہوں بھائی.. میں جانتی ہوں میں نے آپ کا دل دکھایا بھائی پر پلیز مجھے معاف کر دیں۔ کائنات شمس کے گھٹنوں کے پاس بیٹھتی اس سے معافی مانگنے لگی

موسیٰ وہی سائیڈ پہ کھڑا سب سن رہا تھا۔ خود کو یوں ریجیکٹ کیے جانے پہ اسے دکھ تو ہوا پر اسے کائنات سے کوئی محبت تو تھی نہیں اور نہ ہی اسکے دل میں ایسی کوئی خواہش تھی تبھی یہ دکھ کچھ دیر تک ہی رہا۔

تم نے میرا مان توڑ دیا کائنات... میں کبھی تم سے یہ امید نہیں رکھتا تھا کہ... کہ تم یوں اپنے بھائی کو رسوا کرو گی

بھ۔ بھائی پلیز ایسا مت بولیں میں جانتی ہوں میں ن۔ نے بہت غلط کیا پر بھائی میں بہت مجبور تھی۔ اپنا سرا سکہ گٹھنے پہ رکھے وہ بس روئے جا رہی تھی۔

جس محبت کے لیے اس نے اپنے بھائی کو دھوکا دیا وہ بھی اب اسے رسوا کر رہی تھی۔ کیسے دانیال نے سارا الزام اس پہ پھینک دیا

اگر میں نے تمہیں دانیال سے دور رہنے کا بولا تھا تو اس کا مقصد یہ نہیں تھا کہ میں تمہاری خوشیوں میں خوش نہیں یا میں اپنی انا اور دشمنی میں یہ سب کہہ رہا ہوں کیونکہ میں جانتا تھا کہ دانیال تمہیں صرف مجھ سے بدلہ لینے

کے لیے استعمال کرے گا وہ اگر تم سے محبت کرتا ناں تو تمہاری ذات کو
... کبھی بیچ میں نہیں لاتا

شمس نے اپنے گٹھنے سے اسکا سر ہٹاتے ہوئے کہا

دانیال پاس کھڑا عب سن رہا تھا۔ کائنات کو یوں روتے دیکھ وہ گہرے
گہرے کش کے رہا تھا ہر ان دونوں کے بیچ میں وہ ایک لفظ بھی نہیں بولا

...بھ۔ بھائی مجھے کچھ سمجھ نہیں آئی بھائی میں نے تبھی یہ قدم اٹھایا

کائنات ہچکیاں بھرتی شمس کا ہاتھ تھامنے لگی جب شمس نے اسکا ہاتھ جھٹکا

کائنات کی آنکھوں میں حیرانی اور دکھ اٹھ آیا۔ آج زندگی میں پہلی بار اسکے

بھائی نے اسے یوں جھٹکا تھا۔ اسکا دل ہر چیز سے اچاٹ سا ہو گیا۔ وہ بس دل

...میں اپنے مرنے کی دعائیں کرنے لگی

کائنات پھوٹ پھوٹ کر رودی

اسے یوں دیکھ دانیال کا پارہ ہائی ہونے لگا

اوو ہیلو اپنا یہ ڈرامہ کہی اور جا کر کرنا اب نکلو میرے گھر سے مجھے اب سونا بھی ہے۔

دانیال شمس کو بولتا کائنات کا بازو تھا منے لگا

میں اپنی بہن کو ساتھ لے کر جانوں گا تمہارے رحم و کرم پہ میں اپنی بہن کو
... نہیں چھوڑ سکتا

شمس نے دانیال کو دیکھتے ہوئے کہا۔ یہ بات کرتے ہوئے اسے وہی وقت
یاد آیا جب دائود صاحب ہما کو اپنے ساتھ کے جانا چاہتے تھے۔ پر اس نے
انہیں ہما کو ساتھ لے کر نہیں جانے دیا تو آج وہ کس منہ سے بول رہا تھا
ہا ہا ہا... کمرے میں دانیال کا قہقہہ گونجا

واہ یار مزاق بہت اچھا کر لیتے ہو تم... یاد ہے ناں کیا بولا تھا کہ اب ہما بیوی
ہے میری تو کہی نہیں جائے گی تو آج کیسے تم اپنے خود کو بولے الفاظ بھول
گئے۔

دانیال نے اس کے بالکل سامنے جاتے ہوئے کہا

شمس جانتا تھا کہ نکاح کے بعد وہ اسے اپنے ساتھ نہیں لے کر جاسکتا
میں اپنے بھائی کے ساتھ جائوں گی... کائنات کی آواز پہ دانیال نے پیچھے مڑ
.... کر اسے غصے سے دیکھا

نابے بی... ایسا نہیں ہو سکتا.. تمہارے بھائی کو بھی میری بہن نے بہت بار
بولاتھا کہ مجھے اپنے بابا اور بھائی کے ساتھ جانا ہے ہر اس نے تو میری بہن کی
... ایک نہیں سنی تو آج کیسے میں اسکی بہن کی سن لوں
دانیال نے کائنات کو کہا

کائنات کا دل ہر لمحے ٹوٹ رہا تھا۔ اسے نے جس انداز سے دانیال کی دیکھا
ایک پل کو دانیال چپ ہو گیا پر پھر اسے یاد آیا اپنی ماں کا چھپ چھپ کر ہما
کے لیے رونا اسے باپ کے جھکے کندھے

... سچ کہہ رہا ہوں اپنے بھائی سے پوچھ لو
.... دانیال نے شمس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا
... مج۔ مجھے نہیں ہتا بس میں بھائی کے سا

..... نہ نہ ایسا سوچنا بھی مت

اب تمہارا بھائی روز تڑپتے کا جب اسے ہتا چلے گا کہ تم میرے ظلم کا شکار
.... ہوئی ہو

!!!!!!..... دانیال

. شمس نے غصے سے کہا

آواز نیچی.... یہ تیرا گھر ہر گز نہیں ہے جہاں تو اونچا بولے گا.... اب دیکھ
لی ناں اپنی بہن تو نکل ادھر سے اور اپنے اس بازو کو بھی لے کر نکل...

. دانیال نے انتہائی بد تمیزی سے کہا

شمس مزید کچھ بولتا کہ دانیال نے کائنات کا ہاتھ تھاما اور اسے گھسیٹتے ہوئے

. کمرے میں لے جانے لگا

کائنات کی آنکھوں کے سامنے کچھ دیر پہلے کا وقت گھومنے لگا.... اگر وہ

. اس کے ساتھ گئی تو پھر سے وہی سب ہوگا

.... نہیں.... پلیز دانی... چھ - چھوڑیں مجھے

وہ چیختے ہوئے خود کو چھڑا رہی تھی۔ جبکہ شمس بہت مشکل سے وہ سب برداشت کر رہا تھا۔ آج اسے احساس ہوا تھا کہ جب ہما دائود صاحب دانیال اور سلطان کے سامنے چیخی ہوگی تو انھیں کیسا محسوس ہوا ہوگا۔

بے بسی اے وہ کچھ سوچتا وہاں سے نکل گیا

جب دانیال نے کائنات کو غصے سے کمرے میں پہنکا اور دروازہ کولاک کرنے لگا.....

....کیق مسئلہ ہے کیوں اپنے بھائی کے پیچھے مرے جا رہی ہو

دانیال نے غصے سے کہا

کائنات زور سے فرش پہ گری تو اس نے اپنے بچاؤ کے لیے کہنی کو رکھا تو

...کہنی میں درد کی ایک لہر دوڑی

دانیال پلینز آپ میرے ساتھ ایسا کیسے کر سکتے ہو میں تو آپ کی محبت ہوں

ناں تو آپ کیسے مجھے برباد کر سکتے ہو... اس سب میں میرا تو کوئی قصور نہیں

تو پھر آپ کیسے مجھے اس سب کا نشانہ بنا سکتے ہو.. آپ نے بھائی کے سامنے

مجھے اتنا زلیل کیا حال نہ کہ آپ بھی جانتے تھے میں گھر سے صرف آپ کی محبت
.... میں بھاگی تھی پھر آپ کیسے مج

.چپ ایک فم چپ اگر اب آواز آئی تو منہ توڑ دوں گا

.دانیال نے اسے بالوں سے پکڑتے ہوئے کہا

اہہہہہ.... دانیال پلیز مجھے درد ہو رہا ہے

چپ اٹھو اور اب میرے پاؤں دبائو

دانیال نے اسے جھٹکے سے چھوڑتے ہوئے کہا..... اور خود وہ بستر پہ لیٹ
گیا.

اٹھو سمجھ نہیں رہی.... دانیال نے اسے آواز دی ہر کائنات دل میں یہ

.فیصلہ کر چکی تھی کہ وہ ایسا نہیں کرے گی

لگتا ہے تم وہ سین دوبارہ سے شروع کرنا چاہتی ہو جو تمہارے بھائی کی وجہ

.... سے خراب ہوا.. وہ صوفے والا

.دانیال نے تھوڑے جھکتے ہوئے کہا

اب تمہارے پاس دو منٹ ہیں... یا تو میرے پاؤں دبائو یا پھر صوفے پہ
..... چل کے ہم اپنا دوسرا سین شروع کرتے

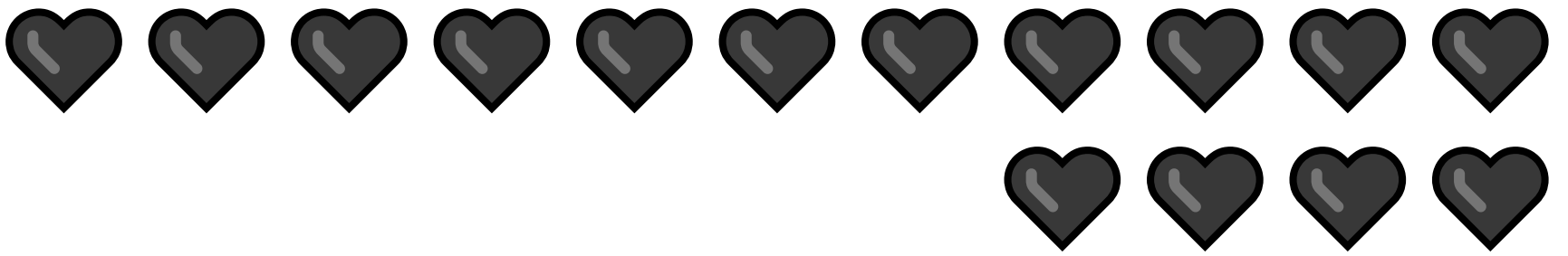
دانیال کی بات پہ کائنات بیچاری اپنا بھاری شرارہ اٹھائے بستر کے کونے پہ
... بیٹھے دانیال کے پاؤں کو دبانے لگی

اسکی نظریں دانیال کے پاؤں پہ تھی... ان بڑے بڑے پاؤں پہ اسکے
. چھوٹے چھوٹے سفید ہاتھ اب آرام آرام سے اپنا کام کر رہے تھے
. کچھ دیر تک دانیال سو گیا تو کائنات بیڈ سے اٹھتی صوفے پہ جا کر بیٹھ گئی
اسکا سر بہت درد کر رہا تھا۔ اپنے ہاتھوں سے وہ اپنے سر کو دبانے لگی... اب
نجانے کیسے اس پہ نیند ہاوی ہو رہی تھی۔ چند ہی لمحوں بعد وہ وہی سر رکھے
سو گئی۔

دانیال نے آنکھیں کھولے اسے دیکھا اور کچھ انتظار کے بعد وہ صوفے پہ آیا
اور اسکے نازک وجود کو اپنے بازوؤں میں اٹھائے بیڈ پہ کے آیا۔ اسکا وجود بستر
پہ چھوڑتا وہ اسکے ماتھے پہ بوسہ دینے لگا

ہلکا سا جھکا اور اسکے لب جو آپس میں سختی سے جڑے تھے انھی اپنے ہاتھ کی
... کی انگلی سے ہلکا کھولتا انھیں اپنے لبوں میں لے گیا

اس کے نچلے لب کو اچھے طرح بھگانے کے بعد وہ اسکی گردن میں چہرہ
دیے گھر اسانس لینے لگا... پھر کائنات بے جا گنے کے ڈر سے وہ پیچھے ہوا اور
..... اسے کمفرٹ اور ڈھننے کے بعد کمرے سے باہر نکل گیا



گوہر صاحب آج بہت دنوں بعد اپنے گھر آئے تھے۔ انھیں کائنات کی آمد
کا پتا چلا تھا۔ وہ بہت خوش تھے کہ آج اتنے عرصے بعد وہ اپنی بیٹی سے ملیں
گے پر گھر آکر انھیں کائنات کہی نہیں ملی البتہ انھیں کوئی اور لڑکی ضرور
دکھی تھی جس کے بارے میں ملازموں نے انھیں بتایا کہ وہ شمس کی بیوی
ہے۔

گوہر صاحب کے بالکل سامنے ہما بیٹھی تھی

تم شمس کی بیوی ہے کیا یہ بات سچ ہے؟؟

انھیں اب تک یقین نہیں ہو رہا تھا آخر شمس شادی کیسے کر سکتا ہے جب
بھی وہ لباس سے شادی کے مطلق بات کرتے تو وہ ٹال دیتا اور خود سے اتنی
... چھوٹی لڑکی سے وہ کیسے شادی کر سکتا تھا

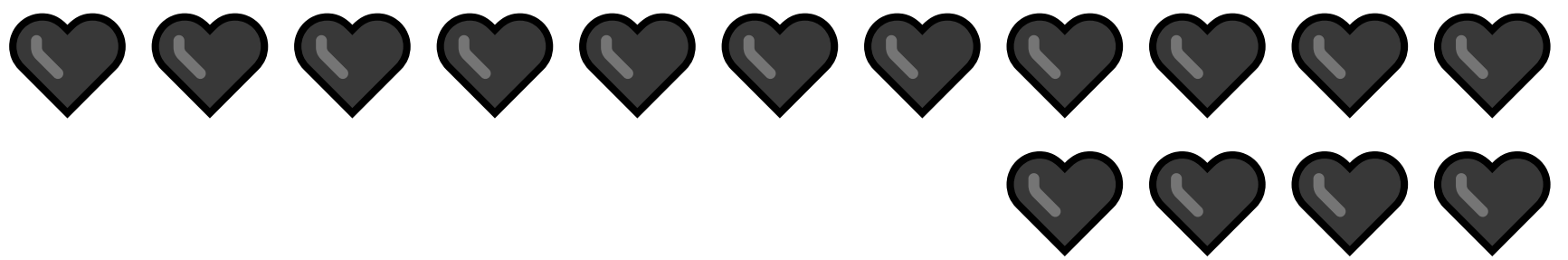
جی انکل یہ سچ ہے شمس میرے شوہر ہیں اور ہماری شادی کو ابھی پانچ چھ
دن ہی ہوئے ہیں... ہمارا کی بات پہ گوہر صاحب بہت حیران ہوئے آخر ایسی
. بھی کیا مجبوری تھی جو اس نے اپنے باپ کو بتانا بھی گوارہ نہیں کیا
... اچھا بیٹا آپ کس کی بیٹی ہو میں نے آپ کی پہچانا نہیں
. انکل میرے بابا کا نام دائود ہے... دائود چودھری

ہمارا کی بات پہ گوہر صاحب مزید حیران ہوئے. شمس کیسے اس انسان کی بیٹی
سے شادی کر سکتا ہے جس انسان سے اسے ویسے ہی چڑھتی... کچھ دگر
تک وہ ہمارے ساتھ بیٹھے کچھ باتیں کرتے رہے پھر وہ اپنے کمرے میں چلے

گئے پر ملازمین کو یہ ہدایت دینا نہیں بھولے تھے کہ شمس آئے تو اس سب
..... سے پہلے میرے کمرے میں بھیجنا

ابکا دماغ آنکھیں اشسرہ دے رہا تھا کہ ضرور کچھ غلط ہوا پرا نکھیں سمجھ نہیں
..... ارہی تھی۔ یہ ایک پہیلی تھی اور اسے اب وہی سلجا سکتا ہے

ہما بھی انکے جانے کے بعد اپنے کمرے میں چلی آئی... اب اسے کچھ امید
نظر ارہی تھی کہ شاہد اب وہ اپنے بابا اور امی اور باقی گھر والوں سے مل
سکے.... کیونکہ ان سے باتوں میں اسے اندازہ کوا تھا کہ وہ بہت اچھے انسان
... ہیں



دانود صاحب ایک جرگے میں گئے تھے جب انکھیں دانیاں کی حرکت کا
اندازہ ہوا۔

وہ اپنا سر تھام گئے اب نجانے کون سی نئی مصیبت گلے پڑنی تھی

انھوں نے دانیال کو کال کر کے جلدی گھر آنے کا کہا۔ دانیال کو اندازہ ہو گیا
تھا کہ اسکے باپ کے ک بات پہنچ چکی ہے تبھی وہ اتنے غصے میں اسے بلا
.... رہے ہیں

وہ سیدھا حویلی کے لیے نکل گیا

ابھی اسکی گاڑی حویلی کے باہر ہی تھی جب اسے اپنے پیچھے ضاویار کی گاڑی
نظر آئی۔ وہ اپنی گاڑی پارک کرتا اندر چلا گیا کیونکہ اب جو بات ہونی تھی
اندر ہی ہونی تھی اور اسے اندازہ تھا کہ ضاویار غصے سے بھرا آیا ہو گا کیونکہ
اسے ہما کے بارے میں نہیں بتایا گیا۔ دانیال کو پتا تھا وہ بہت غصے میں ہو گا
.... اور اسے ابھی صرف بابا ہی کنٹرول کر سکتے ہیں

... ضاویار گاڑی روکتا اندر چلا آیا۔ ایمیل بھی اسے ساتھ تھی

وہ اندر آیا تو سامنے اسکے دونوں بھائی اور باپ بیٹھے بات کر رہے تھے

آپ لوگوں کو کیا لگا کہ میں مر گیا ہوں جو ہما کے بارے میں مجھے بتانا گورا
نہیں کیا

اندر آتے ہی وہ ان سب پہ چڑھ دوڑا

ضاو یار ابھی تم کچھ نہیں جانتے اور ہم مجبور رہے کیونکہ شمس نے اس سے
نکاح کر دیا تھا

نکاح کر لینے سے کسی کو اپنے پاس ہمیشہ رکھ لینے کا سرٹیفکیٹ نہیں ملتا
چاہے اگر وہ انسان رہنا بھی نہ چاہتا ہو... بھائی کم اے کم آپ تو مجھے بتا سکتے
تھے ناں

ضاو یار نے دانیال سے کہا

... ضاو یار یا حالات کچھ ایسے تھے کہ ہم تجھے بتا نہیں سکے
کیسے حالات تھے بھائی وہ ہوتا کون ہے ہماری بہن کو کیڈنیپ کر کے اس
سے نکاح کرنے والا

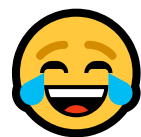
ایمل کا ہاتھ منہ کو چکا گیا مطلب کسی دوست کو کسی نے کیڈنیپ کر کے
... نکاح کر لیا

... میں اس شمس کو نہیں چھوڑوں گا

ضاو یار واپس اٹے قدم لینے لگا۔ اسکا دماغ غصہ سے پھٹنے کو تھا۔ بغیر اسکی بہن کی مرضی کے وہ مائی کالال اس سے نکاح کر گیا۔

ضاو یار کسی پہ انگلی اٹھانے سے پہلے اپنے اس بھائی کو دیکھ لوجو شمس کی بہن کو نکاح کر کے اب ستارہا ہے اور اسی کے زیرِ یے وہ اسکے بھائی سے نکاح کرنے والا ہے۔

..... دائود صاحب کی بات پہ ضاو یار نے بے یقینی سے سلطان کو دیکھا



سلطان تو پاگل ہے کیا... تیرا دماغ آج تک تو کبھی کام نہیں کیا اور آج تو نے.... اس بات کا ثبوت دے دیا۔ تو کیسے اسکی بہن سے نکاح کر سکتا ہے

..... سلطان خود گھڑ بڑا گیا

.... ضاو یار سلطان نہیں میں نے نکاح کیا ہے کائنات گوہر شاہ سے

اس بار ضاو یار کو واقعی بڑا دھچکا لگا تھا۔ اسے کم سے کم دانیال سے ایسی امید نہیں تھی۔

بھائی اپ نے یہ کیا کیا؟؟؟ اب تو ہم بھی اسکے جیسے بن گئے ہیں ہم میں اور
..... اس میں کیا فرق رہا

. ضاویار وہی صوفے پہ بیٹھ گیا

ہم اس بارے میں کچھ سوچتے ہیں. کیونکہ دانیال اور شمس دونوں نے یہ
حرکتیں کر کے اپنے بچنے کا ثبوت دیا ہے... کتنی دفعہ میں اس بات کو دل
سے لگاتا تھا کہ وہ انسان میری بیٹی سے کتنا بڑا ہے اور آج میرا خود کا بیٹا اسکی
. چھوٹی سی بہن کو نکاح میں لے کر آیا ہے

دائود صاحب کی بات پہ دانیال تھوڑا اثر مندہ ہوا. یہاں واحد سلطان تھا
..... جسے تھوڑی ہنسی آرہی تھی

. دانیال کو آج شاید پہلی بار ڈانٹ پڑ رہی تھی

سلطان کو مسکراتے دیکھ دانیال نے اسے جس طرح گھورا وہ بیچارہ بالکل
.... خاموش اور سیریس ہو کر اپنے بابا کی بات سننے لگا

دائود صاحب اب خود گوہر صاحب سے بات کرنا چاہتے تھے۔ اب نجانے
..... ان دونوں نے مل کر کیا حل نکالنا تھا

رات کو جب شمس گھر آیا تو وہ بہت پر سکون تھا۔ سارا دن وہ اپنے دوسرے
گھر میں موجود رہا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اگر غصے میں ہی وہ گھر گیا تو کہی غصے
میں وہ ہما کو کوئی نقصان نہ پہنچا دے

اب کسی بھی طرح اسے کائنات کو وہاں سے چھڑانا تھا۔ ابھی وہ ٹی وی لان
میں داخل ہوا ہی نہیں تھا جب اسے اپنے سامنے گوہر صاحب نظر آئے جو
پیٹھ پہ ہاتھ باندھے سامنے سے اسے گھور رہے تھے

شمس کو اندازہ ہو گیا تھا کہ اس کے باپ کو اس کے کیے کانڈوں کا پتا چل گیا
ہے۔

..... کیسے ہیں بابا

شمس نظریں جھکائے ان کے گلے ملا

گوہر صاحب نے بھی اسے گلے لگایا

کیسار ہاپکا سفر بابا..... شمس نے ان سے پوچھ کر پیچھے دیکھا تو ہما کھڑی اسے

گھور رہی تھی۔ شمس نے اسے دیکھ ناگواری سے چہرہ موڑا

اس کا یوں ہما کو دیکھ کر چہرہ موڑنا ہما کو بہت دکھ پہنچا گیا

شمس تم نے پہلے سے ہی سوچ رکھا تھا کہ باپ کہی باہر جائے گا تو پیچھے سے

تم شادی کر لو گے

... گوہر صاحب کی آواز پہ شمس نے گہرا سانس بھرا

بابا وہ کچھ حالات ایسے ہو گئے تھے کہ مجھے یہ سٹیپ لینا پڑا

شمس نے گردن جھکائے کہا

ایسی بھی کیا مجبوری تھی جو تم نے اپنے باپ کے واپس آنے تک کا انتظار

نہیں کیا

گوہر صاحب کی بات صاف تنز تھی

اب شمس ہمارے سامنے انھیں یہ بھی نہیں بتا سکتا تھا کہ ایک بار ہی ہمارا کوڈیکھ
کر وہ اس پہ اپنا دل ہار بیٹھا تھا اور مزید انتظار نہیں کر سکتا تھا

ہماتم اندر جائو.... شمس نے پیچھے کھڑی ہمارے کہا

وہ کہی نہیں جائے گی اور جو بھی بات ہے صاف صاف کرو... گوہر صاحب
نے غصے سے کہا

.... شمس نے انھیں ساری بات بتادی

گوہر صاحب کا غصے سے برا حال تھا۔ انھیں اب کائنات کی فکر تھی کیونکہ اتنا
تواندازہ تھا کہ شمس تو ہمارا کوئی تکلیف نہیں دے گا پر کہی دانیال کائنات کو
..... کوئی نقصان نہ پہنچا دے

دانیال سے وہ پہلے مل چکے تھے۔ وہ بہت اچھا لڑکا تھا دانیال کو پتا تھا کہ وہ
کائنات کے بابا ہیں تبھی وہ ان سے بہت اچھے طریقے سے ملا تھا

گوہر صاحب کو اس رشتے سے تو کوئی مسئلہ نہیں تھا پر جس طرح دانیال نے
یہ نکاح کیا تھا وہ بہت پریشان تھے۔ وہ جانتے تھے کہ دانیال اسے ٹارچر

کرے گا کیونکہ وہ بھی تو اپنی بہن سے بہت محبت کرتا ہے اور جو شمس نے
..... کیا تھا اسکے بعد اسکا ایسا ریلیکشن تو بنتا تھا ناں

شمس تمہیں شرم نہیں آئی جو تم نے یوں کسی کی بیٹی کو اغوا کر کے شادی
کی۔ کیا میری تربیت ایسی تھی جو تم نے کسی کی بہن بیٹی پہ غلط نظر رکھی
... گوہر صاحب نے غصے سے کہا

بابا میں نے غلط نگاہ نہیں رکھی۔ آپ بھی جانتے تھے کہ اگر میں یہ سب نہ
کرتا تو داؤد صاحب مجھے کبھی بھی اپنی بیٹی کا ہاتھ نہیں دیتے
شمس اب بھی اپنی بات پہ قائم تھا۔ وہ بات کرتے ہوئے ہما کو نہیں دیکھ رہا
تھا۔ ہما اس کی ایک ایک بات کو غور سے سن رہی تھی کیونکہ اسکے لہجے سے
اسکی سچائی کا اندازہ ہو رہا تھا۔ اس کا دل شمس کی پسند والی بات پہ دھڑکا تھا۔ پر
اب اسے فکر بھی تھی کہ دانیال نے کائنات جے ساتھ وہ سب کیوں کیا۔
کائنات تو بہت اچھی تھی وہ تو اس سے بہت خیال کرتی تھی پر دانیال نے

غصے میں اسکی زندگی برباد کر دی.... اب اسے کائنات کی فکر تھی کہی
دانیال غصے میں اسے کوئی نقصان نہ پہنچا دے

تو اگر تمھیں پتا تھا تو اسکا مطلب یہ کہ تم کسی کی بیٹی کو اغواہ کرو گے
بابا سوری پر جو چیز مجھے پسند ہے وہ میری ہے.... شمس نے نظریں ملاتے
ہوئے کہا

وہ کوئی چیز نہیں ہے کسی کی جیتی جاگتی بیٹی ہے... کسی کی بہن ہے عزت ہے
کسی کی اور کل کو اگر تمھیں کوئی اور لڑکی پسند آئے گی تو تم یہ بول کر کہ جو
... چیز مجھے پسند ہے وہ میری ہے ایسا بول کر کیا تم دوسری شادی کر لو گے
گوہر صاحب کا غصہ اب مزید بڑھ رہا تھا۔ شمس کو اپنی غلطی تک کا احساس
نہیں تھا۔

انکی بات پہ ہما کا دل کانپا۔ ناچاہتے ہوئے بھی اس نے شمس کو دیکھا۔ شمس
بھی اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ اسکے چہرے پہ فکر مندی وہ دیکھ سکتا تھا... اسے
... یوں دیکھ شمس فل ہی دل میں مسکرایا

بابا ہامیری پہلی اور آخری پسند ہے

اب کیا بولوں میں نجانے کائنات کس حال میں ہوگی مے سے تو میں نے
کبھی ایسی امید نہیں رکھی تھی اور تمہاری اس حرکت کی وجہ سے دانیال
.. نے بھی یہی حرکت کی وہ تو بہت سمجھدار لڑکا تھا

..... خیر ایسا کرو تم دائود چودھری کو کال کرو اور میری ان سے بات کرو دائو
.... بابا آپ ان سے کیا

یہ تمہارا مسئلہ نہیں ہے کہ میں اس سے کیا بات کروں گا تم سب نے اپنی
من مانی کر لی ہے اب ہم سب کو خود کوئی فیصلہ لینا ہوگا۔ اسے کال کرو..
گوہر صاحب کی بات پہ شمس نے اپنا فون نکالا اور دائود صاحب کو کال کی جو
پہلی ہی بیل پہ دائود صاحب نے پک کر لی

تم نے مجھے کال کرنے کی کوشش کیسے کی؟؟؟ سامنے دائود صاحب کی غصے
... بھری آواز ابھری

کیسے ہو تم دائود؟؟؟

گوہر صاحب کی آواز پہ ایک پل کو دائود صاحب خاموش ہو گئے۔
میں ٹھیک ہوں گوہر تم بتائو کیسے ہو.. آجکل کہاں ہوتے ہو جو تمہارا بیٹا کانڈ
کرتا پھر رہا ہے.... دائود صاحب کی آواز پہ تنز تھا

میں بھی ٹھیک ہوں اور میں تو کہی گیا تھا پر شاید تم تو اسی گانوں میں ہی تھے
...پر پھر بھی تمہارا بیٹا کانڈ کر گیا

گوہر صاحب بھی تنز کر گئے
دوسری طرف فون سپیکر پہ تھا۔ دانیال اپنے سر کی بات سن کے خاموش
تھا پر سلطان کو تھوڑی ہنسی آگئی
دانیال نے غصے سے اسے گھورا

سوری بھائی.... سلطان نے اسے غصے میں دیکھتے ہوئے کہا
دانیال کا دھیان کائنات کی ہی طرف تھا۔ نجانے وہ جاگ گئی ہوگی یا ابھی
تک سو رہی ہوگی

دیکھو دائود جو شمس اور دانیال نے کیا اس سب میں ہماری بیٹیوں کا کوئی
قصور نہیں اور نکاح کوئی مزاق نہیں ہوتا۔ میں چاہتا ہوں۔ کہ آج شام کو تم
اپنے بیٹوں اور باقی سارے خاندان کے ساتھ ہمارے گھراؤ۔ ہم تمہیں
اپنے گھر کھانے پہ مدعو کرتے ہیں

کھانے کے بعد ہم۔ انشاء اللہ اس مسئلہ کا کوئی حل نکالیں گے۔ ہم ہماری
دشمنی کو ایک طرف رکھ کر کچھ سوچنا چاہیے۔ ہمیں بڑے ہونے کا ثبوت
دینا ہوگا

اس لیے آج شام کو ہم دونوں مل کر ان شادیوں کا کوئی حل نکالیں گے
کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ میری بیٹیاں کائنات اور ہما ان دونوں کے کسی
ظلم و زیادتی کا نشانہ بنیں

مجھے امید ہے تم بڑے ہونے کا ثبوت دو گے

گوہر صاحب نے اپنی بات انکے سامنے رکھی تو دائود صاحب کو بھی یہ بات
مناسب لگی

ٹھیک ہے اب اس مسئلہ کا جو بھی حل ہو گا وہ شام کو نکلے گا۔ ہم سب شام کو
تمہارے گھر آئیں گے

دائود صاحب نے بھی بڑے پن کا ثبوت دیا۔ وہ ان دونوں کی بے وقوفیوں
کی سزا اپنی بیٹی کو نہیں دینا چاہتے تھے۔ اب جو بھی حل نکلتا تھا شام کو ہی نکلتا
... تھا

کائنات کو اپنے ساتھ لے کر آنا.. اب دونوں بچوں اور بچیوں کی موجودگی
میں فیصلہ ہو گا

گوہر صاحب نے انھیں پھر سے یاد دلایا
ہمممم.... دائود صاحب نے ہنکار بھرا

گوہر صاحب بھی کال کاٹ چکے تھے

بابا یہ سب شمس نے شروع کیا ہے تو پھر وہ کیا امید رکھ رہے ہیں ہاں

دانیال جو کب سے چپ بیٹھا تھا اب بول پڑا۔ اسکا دل اسے بار بار یہی اشارہ دے رہا تھا کہ اگر وہ کائنات کو کے کروہاں گیا تو واپسی پر وہ خالی ہاتھ ہوگا اور اب وہ کائنات کو خود سے دور ہر گز نہیں کر سکتا تھا

بے شک وہ اسے تکلیف دیتا تھا ہر وہ یہ سمجھتا تھا کہ اسے تکلیف دینے کا حق بھی صرف اسے ہے۔۔ اور کوئی بھی ہو چاہے اسکا باپ ہو یا اسکا بھائی کوئی۔ بھی اسے تکلیف نہیں دے سکتا

اسے ہزاروں تکلیفیں دینے کے بعد بھی وہ لڑکی اسکی رگ رگ میں بس چکی تھی اور رگوں میں بسی چیزیں جب چھینی جاتی ہیں تو پھر نتیجہ موت ہی... ہوتا ہے

اپنا منہ بند رکھو۔۔ کیا کرنا ہے کیسے کرنا ہے یہ اب شام کو ہی ڈیسا بیڈ ہوگا ابھی سب آرام کرو اور ہاں دانیال شام کو کائنات کے ساتھ ریڈی رہنا کیونکہ اب مزید میں کوئی تماشہ نہیں چاہتا اور جس نے بھی اب اپنی من مانی کی اسکے لیے مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا

دائود صاحب نے سب کو وارننگ دی۔ انھیں اپنے بیٹوں کے جزباتی پن کا
اندازہ تھا۔

ایمل اور زلیخا بیگم کب سے کھڑی انکی باتیں سن رہی تھی۔ زلیخا بیگم کا دل
اس بات پہ خوش تھا کہ کم سے کم کتنے دنوں بعد ہی سہی ہر وہ اپنی بیٹی سے
ملنے والی ہیں۔ اور کائنات کے لیے انکے دل میں بالکل بھی اچھا جزبہ نہیں
تھا۔ اسکے بھائی کے لیے بھی ان کی ایسی ہی فیلنگز تھی.... جس نے نجانے
.... کس بات کا بدلہ لیا تھا اس سے

...ایمل اہنا سامان لے کر ہمارے کمرے میں آؤ
۔ ضاویار اپنے کمرے کی طرف جاتے ہوئے بولا
کیا مطلب وہ تمہارے کمرے میں کیوں آئے گی؟؟؟
...دائود صاحب کو اسکی بات کھٹکی
.... کیونکہ وہ میری بیوی ہے

۔ ضاویار بھی انھی کے انداز میں بولا

ایمل اب کنفیوز سی کھڑی اپنی انگلیاں مروڑ رہی تھی
بیوی نی منکوحہ ہے اور ابھی اس کی رخصتی نہیں ہوئی
دائود صاحب کی بلند آواز ہال میں گونجی

دانیال اور سلطان بھی اب خاموش کھڑے نظارہ دیکھ رہے تھے
بس آپ یہ سمجھ لیں کہ میں نے رخصتی کر لی ہے

ضاو یار کو ماں باپ کے سامنے بولنے میں تھوڑی شرمندگی تو ہو رہی تھی پر
اب اسکا بولنا ضروری تھا

... کیا بکو اس ہر رہے ہو یہ اب کیا ہو رہا ہے کیا مجھے کوئی سمجھائے گا
دائود صاحب نے غصے سے کہا

بابا میں اب ایمل کو اپنے ساتھ رکھوں گا اسی لیے آپ یہ سمجھ لیں کہ ایمل
اب میری بیوی ہے اور وہ میرے ساتھ میرے کمرے میں ہی رہے گی
ضاو یار نے پھر سے وہی بات کی

بس ایک تمھاری کمی تھی.... ان بیٹوں نے مجھے ڈپریشن کرنے میں کوئی
کمی نہیں چھوڑی. ایک شادی کر کے آیا اور دوسرا خود بخود رخصتی کر کے آیا
ہے اور نہ جانے اب یہ تیسرا کب کوئی بم پھوڑے گا

. انھوں نے سلطان کو دیکھتے ہوئے کہا

.... انکی بات پہ سلطان گھڑ بڑایا

بابا ایم سوری پر آپ ضاویار کو تو کچھ نہ بولیں ایمل اسکی بیوی ہے اور مجھے
نہیں لگتا کہ اسے ان اب فار میلیٹیز کی ضرورت ہے

. دانیال ضاویار کے لیے بیچ میں بول پڑا

.... تم مجھے مت سیکھاؤ کہ کیا کرنا ہے اور کیا نہیں

. دائود صاحب غصے سے بولے

. دانیال گردن جھکا گیا

دائود رہنے دیں ناں کیا ہو گیا ہے... اللہ پہ بھروسہ رکھیں سب ٹھیک ہو

. جائے گا. اور ضاویار بیٹا اپ تھک گئے ہوں گے

ایمل کو لے کر جائو اور آرام کرو

دائود صاحب کو سمجھانے کے بعد زلیخا بیگم نے ضاویار سے کہا
جی ماما..... ضاویار کو کیا چاہیے تھا وہ خاموشی سے ایمل کا ہاتھ تھامے
کمرے میں چلا گیا

زلیخا بیگم بھی دائود صاحب کے پیچھے پیچھے اپنے کمرے میں چلی گئی
دانیال بھی باہر نکل گیا..... میں یہاں کیوں رکوں؟؟؟ جب سب اپنی اپنی
بیگموں کے پاس چلے گئے تو مجھے بھی اہنی بیگم کے پاس جانا چاہیے
..... خود سے باتیں کرتا سلطان بھی باہر نکل گیا

ضاو یار اپنے کمرے میں گیا تو ایمیل بھی اسکے ساتھ تھی۔ ضاو یار کے پیچھے
پیچھے ایمیل آرہی تھی۔۔۔ ضاو یار تو شاید واشروم میں چلا گیا پر ایمیل کمرے
میں ہی کھڑی اس کمرے کو غور سے دیکھ رہی تھی

اس کمرے میں پہلے وہ آنے سے بیت ڈرتی تھی اور وجہ ضاو یار کا رویہ تھا پر
اب وہ ضاو یار کے ساتھ ساتھ اس کمرے پہ بھی راج کرے گی یہی سب
سوچتی وہ مسکرا رہی تھی

ضاو یار تو لیے سے منہ پوچتا باہر آیا تو سامنے ہی ایمیل کھڑی مسکرا رہی تھی
ضاو یار نے پیچھے اسے کمرے سے تھاما

کیا سوچ رہی ہو؟؟؟

اسکے بالوں پہ بوسہ دیتا وہ اسکے کان میں سوگوشتی کرنے لگا

کچھ نہیں بس اب مجھے پتا کہ یہ کمرہ اور اسکا مالک اب میرے قبضے میں
ہیں۔

ایمیل اب بھی مسکرا رہی تھی

اسکا مالک تو کب کا آپکے قبضے میں ہے

ضاو یار نے اسکا رخ اہنی طرف موڑا

ضاو ی ہما کو اب ہم کیسے چھڑائیں گے

ایمل کو اب ہما کی یاد ستار ہی تھی

کچھ بھی معلوم نہیں ہے یار... ضاو یار نے اسکی گردن پہ بوسہ دیتے ہوئے

کہا۔ وہ جب بات کر رہا تھا تو اسکے کب ایمل کی گردن پہ ٹچ ہو رہے

تھے....

بھائی نے شمس کی بہن سے شادی کر بے ایک اور نیا مسئلہ کھڑا کر دیا ہے۔

پہلے تو ہم۔ کسی نہ کسی طرح ہما کو اپنے ساتھ کے آتے ہر اب بھائی نے جو کیا

ہے اسکے بعد جو تھوڑی بہت امید تھی وہ بھی ختم ہو گئی ہے

ضاو یار نے بے بسی سے کہا

تو کیا ضاوی ہما اب گھر نہیں آئے گی.. مجھے اسکی بیت یادار ہی ہے پہلے بھی
میں بنا ملے ہی چلی گئی تھی چاچو کے ہاں اور اب جب واپس آئی ہوں تو وہ
... یہاں بھی نہیں ہے

... ایمیل کی آواز میں دکھ تھا

ضاوی پتا نہیں وہ شمس بھائی اسکے ساتھ کیا کریں گے کہی اسے کچھ
... نقصان

اششششش..... اسے میں جانتا ہوں ایسا انسان نہیں ہے وہ باقی جہاں تک
بات رہی ہما کے واپس آنے کی تو امید ہے کہ آج شام کو کوئی بہتر حل نکلے گا
کیونکہ اب شمس کی کمزوری بھی تو ہمارے پاس ہے اور تم۔ آج شام مل لینا
... ہما سے

ضاویار کی بات پہ ایمیل کچھ مطمئن ہوئی تھی
..... اچھا ابھی ویسے بھی ٹائم ہے تو کیوں ناں ہم

ضامی چھوڑیں آپ نے مجھے پہلے ہی کہا تھا کہ گائوں جا کر آرام کرنا اور آج
... جو اپنے بابا کے سامنے کیا کتنا شر مندہ ہو گئی تھی میں

ضایار نے اس کے سینے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے زو معنی بات کی تو ایمل نے اسے
 پیچھے دھکیلتے ہوئے کہا

یار کتنا آرام کرو گی پلیز ناں... اسکا ہاتھ تھاموہ منت کرنے لگا.. بابا والی بات
.... کو وہ سرے سے اگنور کر گیا تھا

....ضاویہ میں رات کو بھی

۱۔..... ضاویہ اس کے باقی لفظ ختم کر چکا تھا.... اسے بستر پہ لے جا کر وہ

اپنی کاروائی شروع کر چکا تھا... ایمیل کے پاس اسکی من مانیں کو سہنے کے

..... علاوہ اور کوئی آپشن نہیں تھا



یہ اب بہت اچانک ہوا تھا۔ کائنات کچھ دیر پہلے ہی سوکرائی تھی۔ وہ نیند میں بھی بہت بے تاب تھی کیونکہ اسکے کپڑوں پہ جڑے موتی اسے نیند میں بھی چب رہے تھے۔

اس نے دیکھا تو دانیال کہی بھی موجود نہیں تھا۔

کمرے سے باہر آئی تو ملازمہ ٹی وی کے سامنے بیٹھی شاید کوئی ڈرامہ دیکھ رہی تھی۔ کائنات نے اس سے دانیال کے بارے میں پوچھا تو اس نے یہی بتایا کہ وہ شاید اپنے گھر (حویلی) گیا ہوا ہے۔

کائنات نے اسے کھانے کا کہا کیونکہ بھوک بہت لگ رہی تھی اور یہ جگہ سے اس کے لیے بالکل نئی تھی۔

ملازمہ نے اس کے لیے کھانا لگایا تو وہ پیٹ بھر کر کھانے لگی۔

کھانے سے فارغ ہونے کے بعد وہ وہی ملازمہ کے ساتھ بیٹھی ٹی وی دیکھنے لگی پر اسکے کپڑے ایسے تھے جس کی وجہ سے وہ بالکل بھی کمفرٹیبل نہیں تھی۔

ملازمہ سے اس نے کپڑے مانگنے چاہے پر ملازمہ نے اسے یہی بتایا کہ میں
یہاں کواٹر میں نہیں رہتی بلکہ اپنے شوہر جو کہ اسی گھر کا چوکیدار ہے اس
کے ساتھ واپس گھر جاتی ہوں.... کائنات واپس کمرے میں آئی تو اسکی نظر
الماری پہ پڑی۔ اب اس کے پاس اور کوئی آپشن نہیں تھا

اس نے الماری کھولی تو سامنے دانیال کے کپڑے لٹک رہے تھے
اس نے شروع سے ہی سوچ رکھا تھا کہ شادی کے بعد وہ دانیال کی شرٹوں
پہ اپنا قبضہ کر کے گی۔ اور کمرے میں وہ اسی کے کپڑے پہنے گی پر اب جیسے
حالات تھے کچھ بھی نارمل نہیں تھا... خیر اس نے اپنے لیے ایک وائٹ
اپرنکالا اور ساتھ میں ایک بلیک کھلاٹراؤوزر نکالایا

وہ شور لینے چلی گئی۔ وہاں جو جو نہانے کا سامنا تھا وہ دانیال کا تھا جیسے کہ
شیمپو اور کنڈیشنر وغیرہ

اس نے مجبوراً وہی سب استعمال کیا

اب وہ اسکے کپڑے پہنے باہر آئی اور شیشے کے سامنے کھڑی تھی۔ وہاں
ڈرائیئر تو تھا نہیں تبھی اس نے تو لیے سے اپنے بال خشک کیے
دانیال کے کپڑوں میں وہ بہت پیاری لگ رہی تھی۔ دانیال کا پر اسے بہت
کھلاتھا اور ٹرائوزر بھی بہت زیادہ کھلا اور لمبا تھا
اس نے ٹرائوزر کو نیچے سے چار پانچ بار موڑا تھا تاکہ وہ اسے پورا آجائے
یہی لباس پہنے وہ شیشے کے سامنے کھڑی بال بنا رہی تھی۔ بال اب کافی حد
تک خشک ہو گئے تھے

دانیال سیدھا اپنے فارم ہائوس گیا تھا

گاڑی اسکا ملازم پارک کر رہا تھا۔ وہ اندر اپنے کمرے میں آیا تو دیکھا کہ
.... کائنات شیشے کے سامنے کھڑی اپنے بال بنا رہی تھی
دانیال نے اسے دیکھا تو دل کو جیسے سکون سا ملا۔ وہ اسی کے کپڑے پہنے
بہت پیاری لگ رہی تھی

بال بنانے وہ مصروف وہ اس کی لڑکی اپنے آپ سے بالکل بے پرواہ تھی

دانیال کھانسی کرتا کمرے میں داخل ہوا

اس کی آہٹ پہ کائنات کا بالوں کو جاتا ہاتھ رکا پر وہ بغیر اسے دیکھے پھر سے
اپنے کام میں مصروف ہو گئی۔ وہ دانیال کو دیکھ کر کوئی اور تماشا نہیں کرنا
.... چاہتی تھی

دانیال گاڑی کی چابی کو بیڈ کے سائڈ پہ رکھتا منہ ہاتھ دھونے کے لیے
واٹر روم میں چلا گیا

کائنات پہ اس کا اب پورا حق تھا اور وہ اس کی پہلی اور آخری محبت ہے پھر اس کی
یوں اپنے پاس موجود گی اسے پاگل کر رہی تھی۔ کتنا انتظار کیا تھا اس نے اس
وقت کا اور آج جب وہ اس کے پاس تھی تو وہ اس کے قریب نہیں جا پا رہا تھا
دانیال اس وقت اس سے رشتہ شروع نہیں کر سکتا تھا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ
... اگر اس وقت وہ کائنات کے قریب گیا تو وہ ضرور اس سے بدگمان ہوگی
منہ پہ ٹھنڈا پانی پھینکتا وہ خود کے اندر جاگے ارمانوں کو سلانے لگا

کچھ دیر بعد وہ واشروم سے کمرے میں آیا تو کائنات اب بھی شیشے کے
سامنے کھڑی اپنے بال بنا رہی تھی

کائنات کے بال بیت خوبصورت تھے۔ کالے اور گھنے بال جو اس کی کافی پیٹھ
کو کور کر رہے تھے اور سب سے بڑی بات وہ بیت سلکی اور چمکدار تھے
دانیال اس پر سے نظریں ہٹاتا ٹیبل پہ رکھے بیگ سے لیپ ٹاپ نکال کر اپنی
میلز چیک کرنے لگا۔ وہ ایسا ظاہر کر رہا تھا کہ اس کے علاوہ کمرے میں کوئی
... اور موجود ہی نہیں ہے

اسکی اس حرکت پہ کائنات مسکرائی۔ بے شک وہ اس سے بہت ناراض تھی
کیونکہ دانیال نے اس پہ ہاتھ اٹھایا تھا اسے سب کے سامنے زلیل کیا تھا پر وہ
تھا تو اسکی محبت ناں اور وہ جانتی تھی کہ یہ سب اس نے صرف شہما کو
دیکھانے کے لیے کیا

جس طرح دانیال اسکے قریب انا چاہ رہا تھا وہ بہت ڈر گئی تھی کیونکہ اچانک
دانیال کا ایسے بے ہیو کرنا اسے بہت زیادہ گھبراہٹ میں مبتلا کر گیا تھا ہر اب

وہ بہت ایزی تھی کیونکہ اسے پتا تھا دانیال کبھی اسے نقصان نہیں پہنچا
....سکتا

دانیال لیپ ٹاپ پہ لگا تھا جب کائنات اسکے پاس بیڈ پہ اکر گرتی ہے
دانیال اسکے گرنے پہ کوئی نوٹس نہیں لیتا اور اپنے کام میں مصروف رہتا
ہے۔

....مجھے بابا سے بات کرنی ہے اپنا فون دیں

....کائنات اپنا ہاتھ آگے کرتی ہوئی کہتی ہے

کیوں؟؟؟ ان سے کیا بات کرنی ہے جانتی ہوناں تم۔ ان سے بات نہیں کر
سکتی شادی کیوں ہوئی ہے... اس انسان نے میری بہن کو کبھی بات نہیں

....کرنے دی تو تم کیسے بات کرنے کا بول سکتی ہو

....دانیال نے اسکی طرف مڑتے ہوئے کہا

....کائنات اسے ہی دیکھ رہی تھی

میری اس سب میں کوئی غلطی نہیں ہے.. اور یہ بات بے شک آپ نے
بھائی کے سامنے بولی تھی پر آپ بھی جانتے ہیں کہ میں نے آپ سے نکاح
صرف آپ کی محبت میں کیا میرا اور کوئی ارادہ نہیں تھا... میں نے آپ سے
محبت کی ہے اور اسی لیے آپ سے ہی شادی کی ہے باقی جو بھی ہوا اس سب
..... میں میرا کوئی قصور نہیں

... کائنات نے بھی دو ٹوک کہہ دیا

دانیال جانتا تھا کہ اسکی بات سچ ہے اور وہ ابھی اس سے جیت نہیں دکتا تبھی
وہ بات کو غلط رخ دینے لگا

تم ایسے بات کر کہ یہ ثابت کرنا چاہتی ہو کہ میں نے تم پہ بہت ظلم کیا
..... ہے

آپ بھی جانتے ہیں دانی... آپ نے ظلم ہی کیا ہے.... بتائیں مجھے کیا
..... کبھی آپکو مجھ سے محبت نہیں تھی

کائنات نے اسکی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے کہا

....دانیال اب بے بس ہو رہا تھا

تم سے تو بات کرنا ہی فضول ہے... غصے میں بولتا وہ اپنی جگہ سے اٹھنے لگا

.....جب کائنات نے اسکا ہاتھ تھاما اور اسے واپس بیڈ پہ بٹھایا

....میری بات کا جواب دیں.... کائنات نے پھر سے احتجاج کیا

نہ دوں تو کیا کرو گی.... اعر یہ ہاتھ پکڑ کر کیا تم مجھے اجازت دے رہی ہو

....جو کام وہ صوفے پہ رہ گیا تھا وہ پورا کرنے کا

.دانیال نے اسکے بازو کو تھامتے ہوئے کہا

وہ جانتا تھا کہ اب وہ ضرور پیچھے ہو جائے گی اور مزید بحث نہیں کرے
گی....

.....کائنات نے اسکی آنکھوں میں جھانکا

آپ ہر بار اس بات کو بیچ میں کیوں کے آتے ہیں وہ سب ضروری نہیں ہے
.آپ کو میرے سوالوں کے جواب دینے ہوں گے وہ بھی سہی سہی

.کائنات نے چڑتے ہوئے کہا

دانیال نے اب سکون کا سانس لیا وہ جانتا تھا کہ کائنات کبھی بھی اس کے
ایسے قریب نہیں آئے گی بلکہ وہ اس کے بدلے اس بات کو ہی ختم کر دے
گی...

تو ٹھیک ہے جب وہ سب ضروری نہیں تو سوال کے جواب بھی ضروری
..... نہیں

.... دانیال نے بھی اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے جواب دیا
کائنات اور وہ ایک دوسرے کی آنکھوں میں ہی دیکھ رہے تھے... دانیال
... نے جان بوجھ کر اسکے پیٹ پہ ہاتھ رکھا تا کہ وہ پیچھے ہٹ جائے
.... کائنات سے اسکا ہاتھ پکڑا اور اپنی تھائیز پہ رکھ دیا
دانیال کا دل اتنی زور سے دھڑکا کہ اسے لگا شاید یہ چند دھڑکنیں کائنات
.... نے بھی سنی ہوں گی

آپ حق رکھتے ہیں مجھ پہ.... اتنا بول کر کائنات جھکی اور دانیال کو ہلکا سا دھکا
.... دیتی اسے تکیے پہ گرا گئی

دانیال کے تو طوطے اڑ گئے.... کائنات نے دانیال کی دونوں ٹانگوں کو
..... جوڑا اور خود ان پہ بیٹھ گئی اور جھکتے ہوئے دانیال کے ماتھے پہ بوسہ دیا
دانیال نے اسے پیچھے دھکیلنے کے لیے ہاتھ بڑھایا جو سیدھا کائنات کے سینے
پہ جا لگا

اسکے سینے کی نرمیوں کو محسوس کرتا وہ ہاتھ واپس پیچھے کرنے لگا جب
کائنات نے اسکا ہاتھ تھامتے ہوئے واپس اپنے سینے پہ رکھا

..... آپ یہی سب چاہتے تھے ناں تو اب اتنا ڈر کیوں رہے ہیں
.... اسکے کان کے پاس وہ سرگوشی کرنے لگی

... میں کسی سے نہیں ڈرتا اور یہ کیا بے ہودگی ہے پیچھے ہٹو

دانیال نے اسے ڈانٹا... پر کائنات کی اگلی حرکت دانیال کے بچے کچے ہوش
بھی اڑا گئی

وہ جھکی اور اسکے لبوں پہ اپنے لب رکھتی اسکے دل کے مقام پہ ہاتھ رکھتی اسکا
دل دھڑکا گئی اور یہی پہ دانیال کی بس ہو گئی

اس نے کائنات کو زور سے تھاما اور اسے خود پر سے ہٹاتا بستر پہ لیٹا گیا اور
..... اس کے لبوں کو جیسے کھانے لگا

کائنات نے اسے سب بالوں پہ ہاتھ ڈالتے اسے مزید اپنے قریب کرنا شروع کر
..... دیا

دانیال تو جیسے سب بھول گیا اس کا دماغ ابھی کوئی اور بات کو سننا نہیں چاہ رہا
تھا۔

دانیال نے اس کے بالوں کو اپنی مٹھی میں بھرا اور ان میں سانس لیتا خود کو
..... مزید بہکانے لگا

کائنات گہرے گہرے سانس بھر رہی تھی اس کا ابھرتا ہوا سینا دانیال کو اور
ہاگل کر رہا تھا..... دانیال نے اس کی گردن پہ اتنی زور سے بائیٹ کیا کہ
درد سے کائنات کی چیخ نکلی جسے جلد ہی دانیال نے اپنے منہ میں قید کر
لیا..... وہ اس کی گردن کو چومتا وہاں سے کندھے پہ جاتا اسے چومنے
.... لگا

کندھے سے وہ بار بار اپر کو ہٹاتا پر اپر بار بار وہی ٹھہر جاتا... دانیال نے اسے پیٹ سے اپر کو ہٹایا تاکہ اسے اتار سکے ہر جب نظر اسکے بلی بٹن پہ گئی تو اسکے..... گلے کی گلٹی ابھری..... جھکتا ہوا اور وہاں اسکا پیٹ چومنے لگا

کائنات اسے زرہ بھی نہیں روک رہی تھی کیونکہ یہ چیز اس وقت انکے رشتے کے لیے بہت ضروری تھی..... انکار شتہ جس دورا ہے پہ کھڑا تھا وہ اسے وہاں سے ہٹائے اسے مضبوط کرنا چاہتی تھی... وہ ایسی سوچ کی ہر گز مالک نہیں تھی کہ اگر شوہر بیوی کے قریب آئے یا انکے جسموں کا ملاپ جلدی ہو تو ہوس وغیرہ وجہ ہوتی ہے نہی وہ ایسا بالکل نہیں سوچتی تھی..... اسکی سوچ یہ تھی کہ انکا ملاپ انکے رشتے کو مضبوطی دے گا

پیٹ سے اپر ہٹاتا ہٹاتا وہ اسکے سینے پہ آیا.. وہاں کائنات نے آنر پہنا تھا اس سے پہلے کہ دانیال ادے ہٹاتا اسکا فون بہت زور سے بجنے لگا..... فون کی آواز اس ماحول کو خراب کر رہی تھی.. دانیال نے کال کاٹنے کے لیے فون.... اٹھایا ہر اپنے بابا کی کال دیکھ گہری سانس بھرتا کال پک کر گیا

.....جی بابا

دانیال تمھیں میں نے بولا بھی تھا کہ اس لڑکی کو کے کراؤ تا کہ شام تک ہم
شمس کے گھر پہنچ جائیں پر تم نے پھر سے لا پرواہی شروع کر دی.....

... سامنے دائود صاحب کی غصے بھری آواز ابھری

جی بابا مجھے یاد ہے با کچھ مصروفیت کی وجہ سے لیٹ ہو گیا.... اس نے ایک
نظر بستر پہ پڑی اپنی متاع جان کو دیکھا جو اسکی بے باکیوں سے اب بالکل لال
ٹماڑ ہو رہی تھی... ایسا لگ رہا تھا جیسے جسم کا سارا خون چہرے پہ آ گیا

.....ہے

دانیال خدا کے لیے مجھے ٹینشن دینا بند کرو اور اس لڑکی کو لے کر جلدی

.....پہنچو

..... اور دوبارہ مجھے کال کرنی پڑی تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا

.....جی بابا

..... ہاں جلدی کرو فٹافٹ پہنچو

انکی بات ہہ دانیال نے گہری سانس بھرا... اسکا دماغ اب پھر سے نارمل ہوا
..... اور وہ اب پھر سے وہی دانیال بن گیا
وہ اپنی شرٹ ٹھیک کرتا بیڈ سے اٹھ گیا
..... کیا ہوا دانی کس کی کال تھی
کائنات نے اس سے سوال کیا
.... بابا کی کال تھی جلدی تیار ہو جائو ہم تمہارے گھر جا رہے ہیں
دانیال نے شیشے کے سامنے اپنے کف فوکڈ کرتے ہوئے کہا... دانی سچ
..... میں.. کیا بھائی نے بلایا
بس کائنات اب تمہارے منہ سے ایک سوال بھی نہ نکلے جائو جلدی تیار ہو
جائو.... اور کوئی بھی سوال کیا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا.... اب کیا
ہونا ہے اور کیا نہیں یہ تمہیں تمہارے بھائی کے گھر جا کر ہی پتا چلے
... گا. دانیال کی بات ہہ کائنات کو بہت شرمندگی ہوئی

میرے پاس کپڑے نہیں ہیں.... نظریں جھکائے وہ بولی تو دانیال نے ایک
نظر بھر کر اسے دیکھا۔ دانیال کا یوں قریب انا اور پھر اس طرح دور ہونا کہی
نہ کہی اسے شرمندہ کر گیا تھا

اب اتنا وقت نہیں ہے۔ راستے میں تمہیں لے کر دے دوں گا اب جلدی
اؤ میں باہر انتظار کر رہا ہوں اور میری الماری سے شال نکال کر اچھے سے
.... خود کو کور کر کے اؤ

.... اسے حکم دیتا وہ باہر نکل گیا

... کائنات کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے

وہ خاموشی سے الماری میں سے شال نکالتی اپنے سر کو ڈھانپتی کمرے سے
..... باہر نکل گئی

دانیال کے ساتھ بیٹھے اب وہ اپنے فیوچر کو سوچ رہی تھی... اب نجانے کیا
..... ہونا تھا... سارے راستے گاڑی میں خاموشی ہی رہی



ہیلو کدھر ہو۔؟؟؟؟

سلطان شیشے کے سامنے کھڑا خود پہ پر فیوم سپرے کر رہا تھا جب اسے ماہرہ
کی کال آئی۔

.... اس کے ریسیو کرنے پہ ماہرہ کا پہلا سوال یہی تھا

کیوں کیا ہوا خیریت تو ہے ناں تم۔ کیوں پوچھ رہی ہو؟؟؟

سلطان نے بھی روڈ لی جواب دیا

سلطان یار تم۔ سمجھنے کی کوشش کرو دیکھو پچھلے تین دن سے ناراض ہو تم۔

.... میری مجبوری کو بھی تو سمجھو

... ماہرہ نے بے بسی سے کہا

کون سی مجبوری ماہرہ کون سی... آخر ایسی کونسی مجبوری ہے جو ایک لڑکی کو

... شادی کرنے سے روک رہی ہے

اسکی بات سلطان کا دماغ گھما گئی تبھی وہ بھی غصے سے پوچھنے لگا

..... سلطان ابھی میں شادی کے لیے تیار نہیں ہوں

.... اوکے تو جب تیار ہوئی تب کال کر لینا... سلطان بولتا کال کاٹنے لگا

... سلطان پلیر سمجھونا یار

... میں کیا سمجھو ماہرہ تم سمجھو... یار مجھے خود روز روز نیا کچھ سننے کو ملتا ہے

اور ایک دو دن پہلے تو بہت ہی ہیوی نیوز ملی ہے اور اس سب پہ ظلم یہ کہ تم

... ابھی شادی نہیں کرنا چاہتی

سلطان نے چڑتے ہوئے کہا... اسکا اشارہ حوریہ کی پر یگننسی کی طرف

... تھا

ایسا کون سا ڈوز ملا ہے تمہیں۔ ماہرہ نے سوال کیا۔ تم چھوڑو اس سب کو اگر

تم میرے ستاھ اس وقت شادی نہیں کرنا چاہتی تو پھر مجھے اس وقت کال

کرنا یا میرے سامنے آنا جب تم شادی کرنا چاہو گی..... اور مجھ سے اب

.. کوئی بھی کسی قسم کی امید مت رکھنا

سلطان نے کہا وہ روزِ روز اسے شادی کے لیے مناتے مناتے تھک چکا تھا
.... اور ایک وہ تھی جسکے ڈرامے ہی ختم نہیں ہو رہے تھے

اچھا یا ناراض نہ ہو تم جانتے ہونا کہ میں تمہاری ناراضگی افورڈ نہیں کر
... سکتی

اوکے میں تیار ہوں شادی کے لیے تم ایک دو دن میں انو اور بابا سے بات کر
.... لو

ماہرہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔ حقیقت میں وہ بھی اب مزید سلطان سے دور
نہیں رہ سکتی تھی

سچی ماہرہ یقین کرو تم نے دل خوش کر دیا اگر ابھی میرے پاس ہوتی تو
تمہارے گلے لگ جاتا

سلطان نے خوش ہوتے ہوئے کہا

..... اچھا اب مکھن نہ لگاؤ یہ بتاؤ کل رہے ہو آفس یا نہیں

ماہرہ نے بالوں کو کیچر لگاتے ہوئے پوچھا

کیوں نہیں کل تو بندہ جی جان سے حاضر ہو گا.... سلطان نے مسکراتے
... ہوئے کہا

.... اوکے.. تو کل بات کریں گے

... اتنا کہہ کہ ماہرہ نے کال کاٹنا چاہی

ارے سنو تو ماہرہ.... سلطان نے جلدی سے کہا... پر ماہرہ نے ہنستے ہوئے
... کال کاٹ دی

تمہیں تو کل آفس کے ملتا ہوں... سلطان نے ہنستے کہا اور وہ جلدی سے
شمس کے گھر کی طرف نکل گیا۔ حوریہ دوسرے کمرے میں موجود ہر بات
سے بالکل انجان سو رہی تھی.. اسکا یا تھا اس وقت بھی اپنے پیٹ پہ تھا جیسے
وہ سوتے ہوئے بھی اپنے بچے کو محسوس کرنا چاہتی ہے

دانیال کائنات کے ساتھ سیدھا ایک مال گیا اور وہاں کائنات نے اپنے لیے ایک سوٹ لیا اور وہ لوگ سیدھا شمس کے گھر کی طرف نکل گئے....

کائنات نے ایک سوٹ کے علاوہ مزید کچھ نہیں لیا کیونکہ دونوں کو جلدی پہنچنا تھا پہلے ہی دائود صاحب دانیال کو اچھی خاصی سناچکے تھے

دائود صاحب بھی گھر سے ضاویہ ریمیل اور زلیخا بیگم کے ہمراہ نکلے۔ سلطان کا انھیں کوئی ہتا نہیں تھا تبھی اسے بس ایک کال کر کے بتایا تھا کہ جلدی سے شمس کے گھر کے لیے نکلو... دانیال کا انھیں اندازہ تھا کہ وہ اپنی بیوی کے ساتھ ہو گا... انھیں فکر بھی بہت تھی نجانے آج کیا ہونا تھا۔ پہلے تو انھوں نے سوچا کہ وہ اکیلے ہی گوہر صاحب کے پاس جائیں پر پھر انھیں لگا کہ انکے بیٹوں کت بھی وہاں ہونا چاہیے تاکہ جو بھی فیصلہ ہو انصاف سے ہو..... وہ کبھی بھی نا انصافی نہیں چاہتے تھے اعراب بات کو دو بچیوں کی تھی جب.... میں سے ایک انکا اپنا خون تھا

انھیں دانیال اور ضاویار کی فکر تھی نجانے وہ کیاے ماشا کرنے والے تھے
... باقی انھیں اندازہ تھا کہ سلطان کو وہ سنبھال لیں گے

وہ سب شمس کے گھر کی طرف دروانہ تھے..... دانیال کی گاڑی انکی گاڑی
.... کے پیچھے ہی تھی اور اس کے پیچھے سلطان کی گاڑی تھی
گاڑیاں شمس کی حویلی کے سامنے اکر رکی تو سامنے ہی گوہر صاحب اور ہما
.... کھڑے تھے

.... ہما کو دیکھ زلیخا بیگم اور ایمیل بھاگتی اس تک پہنچی
کیسی ہے میری بچی.... زلیخا بیگم نے اس کے گلے لگتے ہوئے کہا
.... میں ٹھیک ہو امی آپ کیسی ہیں اور ایمیل تم کیسی ہو
ہمانے مسکراتے ہوئے کہا... اسے مسکراتے دیکھ ایک پل کو ایمیل اور زلیخا
بیگم حیران ہوئی

.. ہما کو تو جیسا انھوں نے سوچا تھا وہ اس سے کافی مختلف تھی

زلیخا بیگم نے اسے غور سے دیکھا۔ اسکے جسم کو وہ جانچ رہی تھی کہ کہی وہ
زخمی نہ ہو کہی کوئی تکلیف نہ ہو پر اسکے چہرے سے صاف اندازہ لگایا جن
... سکتا تھا کہ وہ پریشان نہیں ہے

کیسی ہیں بہن آپ؟؟؟

..اپنے پیچھے انھیں گوہر صاحب کی آواز سنائی دی

. وہ بہت ہی شفیق اور پر اخلاق انسان تھے

... میں ٹھیک ہوں آپ شمس کے بابا ہیں کیا

. انھیں خود کچھ سمجھ نہیں ارہی تھی۔ یہاں تو سب بہت نارمل تھا

اتنے میں دائود صاحب بھی آئے۔ گوہر صاحب نے جب ان سے خیر

. خیریت پوچھی تو ناچار انھیں بھی ان اے نا تمہلی بات کرنی پڑی

سب اندر کی طرف چلے گئے۔ ایمیل اس سے باتیں کر رہی تھی۔ وہ اسے اپنی

زندگی کے بارے میں بتا رہی تھی کہ کیسے ضاویار اور اس جے بیچ سب

نارمل ہو گیا اور باتوں ہی باتوں میں وہ اس سے شمس کے اور اس کے تعلق

جے بارے میں بھی جاننا چاہ رہی تھی کیونکہ آسیا کرنے کو اسے زلیخا بیگم نے
... کہا تھا

کائنات بھی اپنے بابا کو دیکھ جلدی سے سیٹ بیلٹ کھولتی گاڑی سے نکلنے لگی
جب اسکا ہاتھ دانیال نے تھام لیا

کائنات نے اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا

جو بھی ہو جائے تم۔ میرا ساتھ دو گی اور میرے ساتھ واپس چلو

... گی.... دانیال کی بات پہ کائنات نے اثبات میں سر ہلایا

دانیال نے اسکا ہاتھ چھوڑا تو وہ گاڑی سے نیچے اترتی اپنے بابا سے ملنے

... لگی... کتنا سکون تھا اپنے باپ کی چھانٹوں میں

گوہر صاحب کائنات سے ملتے جب ان کی نظر دانیال پہ پڑی جو اپنی جیکٹ
سہی کرتا ان کے پاس آیا

السلام و علیکم انکل.... دانیال نے کچھ جھجکتے ہوئے کہا کیونکہ جو وہ کر چکا

تھا اسکے بعد وہ جانتا تھا گوہر صاحب کو اس سے نفرت ہوگی

وعلیکم السلام..... اسے صرف سلام کا جواب دیتے وہ کائنات کو لیے اندر
چلے گئے

دانیال نے شکر کیا کہ کم سے کم انکل تھوڑا نارمل تو ہیں... گوہر صاحب
کائنات سے باتیں کرتے کرتے اندر جا رہے تھے

کچھ دیر بعد سب لوگ ڈرائینگ روم میں بیٹھے تھے

گوہر صاحب نے ہی بات شروع کی انکے پاس کائنات بیٹھی تھی جبکہ

کائنات کے بالکل سامنے صوفے پہ دانیال بیٹھا تھا دانیال کے ساتھ سلطان
بیٹھا ہوا تھا

شمس بھی وہاں اچکا تھا۔ ایک ایڈیٹیوڈ میں وہ آیا اور اکیلے صوفے پہ جا کر بیٹھ

.... گیا... اس نے تو وہاں ان میں سے کسی سے ملنا بھی گوارہ نہیں کیا تھا

دائود ہم سب حالات سے واقف ہیں ان نوجوانوں نے جو کیا اسکی سزا ہم

اپنی بیٹیوں کو تو نہیں دے سکتے تمھاری بیٹی ہمارے بیٹی جیسی ہے اور

اب تو رشتہ بھی بن چکا ہے تو میرے خیال سے ان دونوں رشتوں کو قائم

رکھنا ہی سہی رہے گا.... اور ان رشتوں کو کے کر کچھ قانون بتا دیے جائیں
تاکہ ان دونوں میں سے کوئی بھی دوبارہ کسی ایک لڑکی کو کسی قسم کی تکلیف
... نہ دیں

.... گوہر صاحب نے سب کو خاموش دیکھ بات شروع کی
دائود صاحب نے ایک نظر انھیں دیکھا کیونکہ سب انھی کے جواب کے
... منتظر تھے

میں جانتا ہوں گوہر اور میری تمہارے ساتھ کوئی بھی دشمنی نہیں ہے وہ تو
تمہارا بیٹا باغی نکلا باقی مجھے صرف شمس اتنا بتا دے کہ اس نے یہ سب
شروع کیوں کیا آخر میری بیٹی نے اسکا کیا بگاڑا تھا کیونکہ شروعات تو اسی کی
طرف سے ہوئی تھی

دائود صاحب کی بات پہ شمس نے گہری سانس بھرا
..... میں جانتا ہوں دائود اور شمس نے غلطی کی ہے میں

یہ تمہیں غلطی لگتی ہے.... دائود صاحب نے غصے سے پوچھا... اس انسان
نے بجائے اپنی غلطی پہ پچھتانے کے میری بیٹی کو مجھے واپس سوپنے کہ مجھے
اور میرے بیٹوں کو چیلنج کرنے لگا... اس وقت تم۔ یہاں ہوتے تو تم۔
ہماری تکلیف کو سمجھتے... میری آنکھوں کے سامنے میری بیٹی روتی رہی
مجھے لگا کہ اگر یہ انسان میری بیٹی کے قابل ہوگا تو ضرور مجھے اسے اپنے
ساتھ کے جانے دے گا ہر اس انسان نے کیا کیا اس نے ہم سب کے منہ پہ
ہما کو ساتھ کے جانے پہ صاف منع کر دیا
دائود صاحب کی انگلی کا اشارہ شمس پہ تھا
شمس انکی ایک ایک بات سن رہا تھا۔ اسے کچھ دکھ بھی تھا ہر اب وقت نکل
چکا تھا۔

دانیال کو بیچ میں بولنا مناسب نہیں لگا اسکا دل بار بار یہی اشارہ دے رہا تھا کہ
کہی بڑے کوئی ایسا فیصلہ نہ کر دے جو اسکے لیے قابل قبول نہ ہو

کائنات پہ اسکی نظریں تھی جو گردن جھکائے اپنی انگلیوں کو مروڑتی انھیں
سن رہی تھی

دیکھیں دائود صاحب مجھے آپکی بیٹی پسند تھی اسی وجہ سے میں نے اس سے
... شادی کی ہے

اپنے سر سے وہ ایسے بات کر رہا تھا جیسے اسکا کوئی یار ہو
.... تو اگر کوئی پسند آجائے تو اس طرح اس سے شادی کی جاتی ہے
. دانیال بیچ میں بول پڑا

... دانیال یہ سوال تم. کر رہے ہو... مطلب تم
شمس نے آبرو اچکاتے ہوئے کہا

. دانیال خود چپ ہو گیا

گھڑے مردے اکھاڑنے سے کیا ہوگا اس سے بہتر ہے کہ اب ہم بچوں کی
زندگیوں کے فیصلے اب سوچ سمجھ کر کریں
. گوہر صاحب نے پھر سے وہی بات کی

اس کا اب کوئی حل نہیں ہے۔ مجھے ہتا ہے کہ اس انسان نے میری بیٹی سے
شادی صرف مجھے نیچا دیکھانے کے لیے کی ہے تو بہتر یہی ہو گا کہ ہم اس
رشتے کو مزید قائم نہ رکھیں

کیا مطلب ہے آپا... شمس نے غصے سے کہا

مطلب تو تم اچھے سے سمجھتے ہو۔ اگر تم نے اسی وقت میری بیٹی کو طلاق
نہیں دی تو میرا بیٹا تمہاری بہن کی زندگی برباد کر دے گا۔ اس پہ جینا حرام
کر دے گا۔ مجھے پتا ہے کہ تم اپنی بہن کی زندگی کو بھی یوں برباد ہوتے
نہیں دیکھ سکتے اس لیے تم ابھی میری بیٹی کو طلاق دو اور یہی پہ ہی کھڑے
... کھڑے میرا بیٹا تمہاری بہن کو طلاق دے گا

دائود صاحب کی بات پہ وہاں سب کو سانپ سونگھ گیا

کائنات نے جلدی سے دانیال کو دیکھا... دانیال کے تو خود ہوش اڑ گئے
تھے.. وہ خود بے یقینی سے اپنے باپ کو دیکھ رہا تھا

ہال میں بالکل خاموشی چھا گئی تھی کسی کو بھی دائود صاحب سے یہ امید نہیں تھی۔

ہما خود ڈر گئی تھی جیسا بھی تھا پر اب وہ شمس سے الگ ہونے کا سوچ بھی نہیں سکتی تھی... اسکا دل اپنے باپ کی بات پہ بری طرح دکھاتا تھا... اس نے بے شک شمس سے دوری رکھی ہوئی تھی پر شمس کا پاس ہونا اب.... اسے سکون دیتا تھا تو وہ کیسے شمس سے خود کو الگ کر سکتی تھی شمس کا بھی غصے سے برا حال تھا... اگر وہ ہما کے باپ نہ ہوتے تو شمس اس... وقت انکا بہت برا حال کرتا

کائنات کی آنکھوں سے تو آنسو بہنے لگے تھے۔ وہ جانتی تھی کہ دانیال اپنے بابا سے بہت محبت کرتا ہے اور اگر اس نے انکے کہنے پہ کائنات کو طلاق دے دی تو پھر وہ کیا کرتی

دانیال کی نظر کائنات پہ پڑی جو پہلے ہی اسے دیکھ رہی تھی... اس کے آنسو
دیکھ دانیال بے بس ہوا وہ آنکھوں میں آنسو لیے اسے نفی کا اشارہ کر رہی
... تھی۔ یہ اس بات کی التجا تھی کہ ایسا کچھ نہ کرنا میرے ساتھ

..... دیکھ لیا آپ نے انھیں یہاں بلانے کا نتیجہ

شمس نے غصے سے کہا... دانیال اور کائنات کی محبت کا ثواب اسے علم ہو چکا
تھا بس ایک آخری بار وہ دیکھنا چاہتا تھا کہ کیا دانیال نے یہ سب بدلے میں
کیا یا پھر وہ کائنات سے سچی میں محبت کرتا ہے... اس نے ایک پل کو سوچا
... اور پھر دانیال کی طرف مڑا

.... دانیال تم اپنی بہن کو مجھ سے آزادی دلانا چاہتے ہونا

... شمس اب دانیال سے بول رہا تھا دانیال خود اب اسے دیکھ رہا تھا

ٹھیک ہے میں یہاں کھڑا تمہیں سب کے سامنے زبان دیتا ہوں کہ اگر تم
نے اس وقت میری بہن کو طلاق دی تو اگلے ہی پل میں تمہاری بہن کو بھی

.... آزاد کر دوں گا

شمس کی بات پہ ق سب مزید حیران ہوئے تھے خاد کر ہما..... اسکا دل
اتنی زور سے دھڑکا تھا اگر دانیال نے ایسا کر دیا تو وہ شمس سے دور ہو جائے
گی....

سب دانیال کو دیکھ رہے تھے... کائنات گوہر صاحب کے پاس سے اٹھتی
دانیال کے پاس آگئی

دانی آپ ان سب کی باتوں میں نا آنا ہمارے درمیان لاکھ اختلاف سہی پر
... ہم دونوں ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں ناں
دانیال کا بازو تھامتھی وہ وہاں کھڑے آدھے سے زیادہ لوگوں کو حیران کر
گئی..

دانیال یہ لڑکی کیا بول رہی ہے.... دائود صاحب نے غصے سے کہا... اور
... تم ابھی کے ابھی اسے طلاق دو تا کہ تمہاری بہن آزاد ہو سکے
... سارا الملبہ اب دانیال پہ پڑا... دانیال تو بالکل بے بس ہو گیا تھا

دانیال دواسے طلاق کیا سوچ رہے ہو.... دائود صاحب نے پھر سے

... کہا.... کائنات نے روتے ہوئے دانیال کا ہاتھ تھام لیا

... سب اس کا تماشہ دیکھ رہے تھے ہر اسے کوئی فرق نہیں پڑ رہا تھا

..... نہیں بابا میں کائنات کو طلاق نہیں دے سکتا

ہال میں اچانک دانیال کی آواز گونجی تو اسکی بات پہ شمس مسکرایا.... یعنی

... دانیال نے بسلے کے چکر میں یہ شادی نہیں کی

اسکی بات پہ کائنات کا رونا تھا... پردل اب بھی زور زور سے دھڑک رہا

.... تھا

تمہارا دماغ تو ٹھیک ہے اس لڑکی کے لیے تم۔ اپنی بہن کی زندگی کو برباد

..... کرتے رہو گے اور

بابا میری کوئی زندگی برباد نہیں ہو رہی۔ میں اس شادی سے خوش ہوں اور

یہاں مجھے کسی قسم کی کوئی تکلیف نہیں ہے... ہاں یہ شادی جس طرح

ہوئی وہ نارمل نہیں تھا پر یقین کریں میں نے اس رشتے ہو دل سے اپنا لیا ہے۔

اس بار ہما طولی تھی.. دائود صاحب کو بہت حیرانی ہوئی تھی... اسکی بات کی سچائی کا اندازہ اس کے مضبوط لہجے سے ہو رہا تھا

تم۔ دانیال کی خوشی کے لیے یہ اب بول رہی ہوناں... دائود صاحب کی.... بات پہ ہمانے نفی میں سر ہلایا

بابا مجھے اپنی قسم مجھے اس رشتے سے کوئی مسئلہ نہیں ہے اور آخر کبھی نہ کبھی... تو مجھے شادی کرنی ہی تھی تو بس آپ سمجھ لیں کہ میری شادی ہو گئی ہے ہمانے یہ بولتے ہی شمس کے پاس جا کر اس کے ہاتھوں کی انگلیوں میں اپنی.... انگلیاں ڈالے اسکا ہاتھ تھاما

میرے خیال سے بچوں نے جو فیصلہ کرنا تھا انھوں نے کر لیا... یہ سب ان کے نصیب میں لکھا تھا اور اللہ انسان کے لیے اچھا ہی کرتا ہے.... (بے شک)

اس لیے اب طلاق کا نام بھی دوبارہ نہ لیا جائے

... گوہر صاحب نے بات کو ختم کرتے ہوئے کہا

اس بار دائود صاحب بھی چپ تھے کیونکہ اگر ہمارا ضی تھی تو وی ایسے ہی

بلا وجہ کسی قسم طلاق نہیں کروانے والے تھے... وہ کیوں اہنی بیٹی کی

... زندگی کو برباد کرتے... انکی خاموشی کو سب نے اقرار ہی سمجھا تھا

اور ہاں دانیال تمہاری اور شمس کی طرف سے اب کسی قسم کی کوئی شکایت

نہیں آنی چاہیے ورنہ اس کے ز مہدار آپ خود ہو گے اور اسکی سزا ضرور

... دی جائے گی... اسے کسی بھی قسم کا وٹا سٹامت سمجھنا

... گوہر صاحب نے کہا تو سب خاموش ہو گئے

چونکہ اب رشتے بن چکے ہیں تو مجھے امید ہے کہ اب اپنے دل میں موجود

زہر کو ختم کر دیں گے... اور انشاء اللہ ایک دو دن تک ہم ایک شاندار ولیمے

کا فنکشن رکھے گیں اس سے پہلے ہمارے گھر سب کو کھانے پہ مدعو کیا

جائے گا... امید ہے اب اپنے دل میں موجود خلش کو ختم کر کے ضرور
... آئیں گے

گوہر صاحب کی ہر بات سے ایک سمجھدار اور بڑے انسان کی نشان دہی ہو
... رہی تھی

... انکی بات پہ دائود صاحب نے اپنا سر ہلایا اور وہاں سے نکل گئے

... انکے جاتے ہی انکے پیچھے دانیال گیا

... بابا پلیمیری بات ایک بار سن لیں

دانیال نے دائود صاحب سے کہا... اس وقت وہ حویلی سے باہر آئے
... تھے

کیا سنو دانیال ہاں... تم سے تو مجھے ایسی امید نہیں تھی.. تم تو میرے سب
... سے فرما دے بیٹے تھے

... دائود صاحب کو اس سے اب بھی شکوہ تھا

بابا ایم سوری ہر یقین کریں میں ایسا نہیں کر سکتا تھا اور آپ بھی تو جانتے ہیں
ناں کہ طلاق اس اب کا حل نہیں تھا.... شمس لاکھ برا سہی ہر وہ ایک اچھا
شوہر ضرور بنے گا اس بات کو آپ بھی جانتے ہو اور ہما بھی ایسا نہیں چاہتی
.... تھی

دانیال نے انکا ہاتھ تھامتے ہوئے کہا... دائود صاحب نے اسے کندھے پہ
.... ہاتھ رکھا اور اسکی پیٹھ پہ تھکی دی

.... اہنی ماں اور ضاویار سے کہو ایمیل کو لے کر جلدی آجائے

.... اسے اتنا بولے وہ گاڑی کی طرف چلے گئے

..... دانیال نے شکر کا سانس لیا اور اندر چلا گیا

کچھ دیر تک وہ سب گوہر صاحب سے ملتے انھیں خدا حافظ کہتے گھر کی

..... طرف نکل گئے

کائنات دانیال کے ساتھ ہی بیٹھی تھی.. اپنے بھائی باپ اور ہما سے ملنے کے

.... بعد وہ اب خوشی خوشی واپس جا رہی تھی

ہما بھی اس سے بہت اچھے سے ملی تھی.. اب تو دونوں کے بیچ بھا بھی اور نندا کا
رشتہ تھا..... سلطان بھی اپنے گھر کے لیے نکل گیا..... میری تو
... ویسے بھی کسی نے سننی نہیں تھی مجھے کس لیے بلایا تھا
سلطان خود سے بڑ بڑاتا گھر کے لیے چلا گیا..... گوہر صاحب اب
..... قدرے سکون میں تھے

بابا اہکا بہت شکریہ..... شمس نے گوہر صاحب سے کہا تو گوہر صاحب
... مسکرائے

... اب بچے کا کیا باپ کو ہی سنبھالنا پڑتا ہے

گوہر صاحب کی بات پہ وہ مسکرایا.... دونوں طے باتیں کر رہے تھے
جب ہما اپنے کمرے میں چلی گئی..... وہ شمس سے بات بھی نہیں کرنا
چاہتی تھی کیسے وہ سب کے سامنے طلاق کا بول گیا... اسے کا سوچ سوچ کر
خون کھول رہا تھا... آج تو شمس کی خیر نہیں تھی.... دانیال کائنات کو لیے
اب حویلی جا رہا تھا جہاں اس نے رہنا تھا.. اب وہی اسکا گھر تھا..... دا

نیال سارے راستے خاموش تھا... اسکی خاموشی سے کائنات کو ڈر بھی بہت
.... لگ رہا تھا..... پر اسے کچھ بول کر وہ اپنی شامت نہیں لانا چاہتی تھی

سلطان گھر آیا تو حوریہ ایسے ہی بیڈ پہ پڑی سو رہی تھی... اس نے بلیٹکٹ
تک نہیں لیا ہوا تھا۔ سلطان گاڑی کی چابی سائیڈ دراز پہ چھوڑتا حوریہ کو
اٹھائے بیڈ پہ سہی سے لیٹانے لگا۔ اسے لیٹا کر اچھے سے اس پہ کمبل دیا۔ اور
خود فریش ہونے چلا گیا۔ اجقہ واقعی بہت تھک چکا تھا اور کل تو اسے ماہرہ
سے بھی ملنے جانا تھا.. اعر آفس الگ جانا تھا کیونکہ اب ہما کا معاملہ حل ہو
چکا تھا تبھی اب سب نارمل روٹین کے مطابق ہعنا تھا اعر کل تو اسے حوریہ
کو بھی ڈاکٹر کے پاس لے جانا تھا چیک اپ کے لیے... اس کے پاس بیڈ پہ

بیٹھتا وہ اسکے بالوں کو سہی کرنے لگا۔ حوریہ کے نال کافی بکھرے ہوئے۔
.. تھے شاید وہ شاور لینے کے بعد انھیں باندھنا بھول گئی تھی
سلطان نے اسکے بالوں کو جمع کر کے پونی کر دی۔ اسکے چھوٹے چھوٹے
ہاتھوں کو اپنے مضبوط ہاتھوں میں لیتا وہ انھیں چومنے لگا۔ جو سکون اسے
.. حوریہ کے پاس محسوس ہوتا تھا وہ کسی اور چیز میں نہیں تھا
حوریہ کا وجود بالکل پہلے جیسا ہے تھا اس میں ابھی تک کوئی چینجنگ نہیں
آئی تھی۔

ہلکا سا جھکتا وہ اسے پیٹ پہ اپنے ہاتھوں کو رکھے جیسے اپنے بچے کو محسوس کرنا
چاہ رہا تھا۔۔ یہ لمحے اس کے لیے بہت خاص تھے
حوریہ کے پیٹ پہ کسی بھی قدم کا ابھار نہیں تھا
سلطان اسے کان پہ جھکا اسکی کان کی لو کو چومنے لگا۔۔ وہ بہک رہا تھا پرا بھی وہ
حوریہ کو جگا کر اس کی نیند نہیں خراب کرنا چاہتا تھا
کیا کروں میڈم تمھاری نیندیں ہی نہیں پوری ہوتی... کتنا سوتی ہو یا ر

اسکے گالوں پہ بوسا دیتا وہ اسے اپنی بانہوں میں بھرے سونے کی کوشش
کرنے لگا۔۔۔ ابھی اس پہ ہلکی ہلکی نیند کی ہاوی ہو رہی تھی جب اچانک سے
.. اسکا فون بجنے لگا.. سلطان نے جلدی کا کال پک کی
ہیلو کون؟؟؟

... سامنے ماہرہ تھی... اچھا تو اب تم مجھے بھول گئے
ماہرہ نے شکوہ کیا

یار اس وقت کیوں کال کر رہی ہو سونے کا ٹائم ہے خود بھی سو جاؤ اور مجھے
بھی سونے دو.. سلطان کی آواز میں نیند کی خماری تھی
... سلطان یار پلیز یہ بتاؤ کل بابا سے ملنے آؤ گے
ہاں آؤں گا یار بہت مشکل سے تم۔ مانی ہو پاگل ہوں جو نہیں آؤ گا
سلطان نے جھنجھلاتے ہوئے کہا

اچھا ٹھیک ہے ابھی لگتا ہے تم۔ یہ کچھ زیادہ ہی نیند چھڑی ہوئی ہے کل ملتے
ہیں پھر بائے

.... بائے ٹیک کئیر

سلطان اسے بولتا فون بند کرتا واپس مڑا تھا سامنے حوریہ جاگی ہوئی تھی اور
اسے ہی دیکھ رہی تھی

.. سلطان جی کس کی کال تھی

. شاید حوریہ اسکی کچھ کچھ باتیں سن چکی تھی

وہ.. یار ایک دوست تھا وہ کل جے بارے میں پوچھ رہا تھا تو میں اسے یہی
بول رہا تھا کہ کل انوں گا ضرور کیونکہ اسے ملنے کے لیے میں نے ہی منایا
تھا.. سلطان نے مسکراتے ہوئے جھوٹ بولا

پر باتوں سے تو اندازہ ہو رہا تھا کہ کوئی لڑکی تھی... حوریہ نے اسے دیکھتے
ہوئے پوچھا

... یار حوریہ کیا ہو گیا ہے باکیا میں تم سے جھوٹ بولوں گا

. سلطان نے چڑتے ہوئے کہا

سلطان جی ہم آپکے غصہ نہیں دلانا چاہتے تھے بس ایسے ہی ہمیں لگا کہ کوئی
لڑکی ہے تبھی

یار اس وقت میں کس لڑکی سے بات کروں گا جب بانہوں میں اتنی پیاری
... لڑکی موجود ہے

سلطان نے اسکی کمر پہ ہاتھ رکھتے ہوئے کہا
اسکی بات پہ حوریہ مسکرائی.. وہ کیوں اس پہ شک کر رہی تھی جب کہ
سلطان تو اس سے بے پناہ محبت کرتا ہے... اس نے اہنا سر سلطان کے
... کندھے پہ رکھا تو سلطان اسے اٹھائے بیڈ پہ لے آیا
... کل جب میں انوں گا تو تیار رہنا

... کیوں؟؟ حوریہ نے خوش ہوتے ہوئے پوچھا
کیونکہ تمہارا چیک اپ کروانا ہے اب ریگولر لی. ڈاکٹر کو دیکھانا بھی تو
ضروری ہے ناں. سلطان نے اسکی ٹھوڑی پہ اپنے لب رکھے
اچھا... حوریہ نے بس اتنا ہی کہا

تم۔ اتنا خوش کیوں ہوئی۔ کیا تم کسی اور جگہ کا سوچ رہی تھی؟؟
.. ہمیں لگا کہ آپ ہمیں اپنے امی اور ابو سے ملانے لے کر جا رہے ہیں
حور یہ کی بات پہ ایک پل کو سلطان چپ ہو گیا... سلطان ہمیں اپنے گھر
والوں سے کیوں نہیں ملاتے آپ کیا ہمارے اندر کوئی ایسی برائی ہے کیا...
ہم جانتے ہیں کہ ہم۔ غریب ہیں ہر سلطان جی ہم آپ سے بہت بہت محبت
کرتے ہیں اور ہم آپ کے امی ابو کا دل بھی جیت لیں گے ہمیں سارے کام
.. کرنے آتے ہیں

حور یہ اسکے گالوں کو تھامے اس سے یہ بس بول رہی تھی.. ن
حور یہ میری جان!!!! سلطان اسے لبوں پہ جھکا اور اسکے ہونٹوں کو اپنے
ہاتھ ہونٹوں میں قید کر لیا

دوبارہ ایسا کبھی مت بولنا کہ تم غریب ہو
تمہارے جیسا دل رکھنے والی لڑکی کبھی بھی غریب نہیں ہو سکتی تم میری
جان ہو میری پہلی اور آخری محبت۔ اور اب تم۔ میری بیوی ہو میرا سب کچھ

تمہارا ہے تو پھر تم۔ غریب کیسے... بے شک اللہ نے تمہیں میرے لیے
ہی بنایا ہے... اور تم کیوں کوئی کام کرو تمگارا شوہر تمہارے سارے کام
کرے گا۔ اس کے ماتھے پہ عقیدت بھرا بوسہ دیا

حوریہ ابھی کچھ وجوہات ہیں جن کی بنا پہ میں تمہیں ابھی اپنے گھر والوں
... سے نہیں ملا سکتا پر بہت جلد میں تمہیں ان سب سے ملاؤں گا
ہمیں یقین ہے آپ پہ... حوریہ نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے سینے پہ
... سر رکھے سقنے کی کوشش کرنے لگی

.... سلطان نے گہرا سانس بھرا.... وہ بھی اب سونے کی کوشش کر رہا تھا



شمس گوہر صاحب سے بات کرنے کے بعد اپنے کمرے میں چلا آیا.. اس
نے دروازہ کھولنا چاہا تو دروازہ اندر سے لاک تھا... اسے لگا کہ شاید ہمارا غلطی
... سے دروازہ بند کر گئی ہے

اس نے دروازہ بجایا پر سامنے سے کوئی رسپانس نہیں ملا۔ یہ کیا ہما تو اندر ہی
... تھی پھر اس نے دروازہ کیوں نہیں کھولا
۔ ہما دروازہ کھولو... شمس نے اسے آواز لگائی
۔ پر ہما نے کوئی جواب نہیں دیا
۔ ہما دروازہ کھولو

اب اسے یقین ہو گیا تھا کہ ہما جان بوجھ کر دروازہ نہیں کھول رہی.. ہما اگر
..... تم نے اگلے ایک منٹ میں دروازہ نہیں کھولا تو میں خود اندر جاؤں گا
۔ شمس نے غصے سے کہا
۔ نہیں ضرورت اندر آنے کی اب یہ دروازہ نہیں کھلے گا
... ہما نے بھی غصے سے کہا

میرا کمرہ اور مجھے ہی اندر آنے سے منع کر رہی ہو... شمس اتنا بولتا نیچے گیا اور
اپنے کمرے کی ڈوبلیکیٹ کی لے کر آیا

دروازہ کھولے وہ اندر آیا تو سامنے ہی ہمانائٹ گائون پہنے شیشے کے سامنے
کھڑی باڈی لوشن لگا رہی تھی

یہ کیا بد تمیزی ہے۔ کب سے تمہیں بول رہا ہوں کہ دروازہ کھولو رو کیا
... تمہیں سمجھ نہیں رہی

شمس نے غصے اے اسکا بازو تھامتے ہوئے کہا
شمس چھوڑیں مجھے درد ہو رہا ہے.. ہمانے اسے پیچھے دھکیلنا چاہا۔ اسکا قد
... شمس کے سینے جتنا تھا بلکہ اس سے بھی کچھ کم
درد ہو اسی لیے پکڑا ہے۔ شمس نے اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا
آپ سے اور امید بھی کیا کی جاسکتی ہے۔ ہما بھی اسکی آنکھوں میں دیکھ رہی
تھی۔

اسکی آنکھوں میں دیکھ شمس کو اپنے رویے کا احساس ہوا

کس بات پہ ناراض ہو!؟؟

سیریلی مطلب آپکی نہیں پتا کہ میں آپ سے ناراض کیوں ہوں

ہمانے حیرت سے پوچھا

آپ نے سب کے سامنے مجھے میری اوقات بتادی ہے۔ کیا بولا تھا آپ نے
دانیال بھائی کہ کائنات نو طلاق دو تو آپ ایک منٹ نہیں لگائو گے مجھے
طلاق دینے میں۔ اب مجھے پتا ہے آپ میرے قریب بھی نہیں بھٹکونے
کیونکہ آپ کے لیے تو میں کوئی اہمیت ہی نہیں رکھتی ناں۔ آپ نے ویسے
بھی مجھے طلاق دینی تھی

ہما کا چہرہ غصے سے لال ہو رہا تھا۔ اسکا اتنا سخت ریکشن دیکھ شمس کو اس پہ
بہت پیار آیا

یار وہ سب میں نے دانیال کو چیک کرنے کے لیے کہا تھا کہ آیا وہ میری بہن
کے لائق ہے بھی یا نہیں۔۔ کل کو ایسا نہ ہو کہ وہ اپنے بابا یا کسی خاندان

والوں کے پریشر میں میری بہن کو چھوڑ دے
شمس نے اس کے چہرے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے کہا

خبردار جو مجھے ہاتھ بھی لگایا تو

آپ نے تو زبان دی تھی ناں تو اگر دانیال بھائی کائنات کو طلاق دے دیتے
تو کیا گلے ہی لمحے میری باری تھی

یار ہما قسم لے لو میں تمہیں کبھی بھی طلاق نہیں دیتا۔ ہاں میں نے زبان
دی تھی پر قسم سے اگر تمہاری ذات پہ بات اتی تو میں اپنی زبان سے مکر
جاتا۔

... شمس اسے ہر طرح سے وضاحت دے رہا تھا

ٹھیک ہے اب جو بھی بولنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے کیونکہ جو آپ نے کر
دیا وہ تو اب واپس نہیں اسکتا

بنیادی سے وہ اپنے ہونٹوں پہ لپ سٹک لگانے لگی جتنی وہ ضدی تھی آج
اس نے شمس کو ستا سنا کر ہی ختم کرنا تھا

... سچ کہہ رہا ہوں یار قسم لے کو

شمس جانتا تھا وہ اب بھی نہیں مانی

... جائیں جا کر سو جائیں

سو جائوں تم۔ بھول گئی ہو کہ تمہیں دیا ہوا وقت اب ختم ہو چکا ہے اس لیے
آج تمہیں کوئی معافی نہیں ملنی

شمس نے اسے پیچھے اے اپنی بانہوں میں بھرا

سوچے گا بھی مت ہو آج آپ نے کیا یہ ناں اب سوچنا بھی مت کہ میں
اپو اپنے قریب آنے دوں گی

ہمانے اپنے پیٹ سے اسکے ہاتھ ہٹائے۔ ایک مضبوط جسم اور بھرپور مرد کو
ستانے کا ہنا ایک الگ ہی مزہ تھا۔ ایک ایسا انسان جو آپ سے محبت کرتا ہو
جس کے پیچھے ہزاروں لڑکیاں پاگل ہوں پر وہ اپکا طلبگار ہو۔ اسے شمس کی
طاقت کا اندازہ تھا۔ وہ اس ملک کا پاور گل آدمی تھا اور کرا انسان سے وہ ہنا کام
نکلا سکتا تھا پھر ایسا انسان اس کی منتیں کر رہا تھا تو اسے ایک الگ سا سکون مل
رہا تھا۔ اور سب سے بڑھ کر اس نے شمس کو کبھی بھی ہٹ دھرم نہیں پایا وہ
ہمیشہ غالب ہونے کے باوجود اس کی رائے کو اہمیت دیتا تھا

یار ہما پلیر.... شمس نے جھکتے ہوئے اسکی گردن میں اپنا چہرہ چھپایا

وعدہ کریں آپ دوبارہ ایسا کبھی نہیں کریں گے بلکہ مجھے سب کے سامنے
اہمیت دیں گے۔ ہمارا اسکی طرف مڑتی اس سے وعدہ لینے لگی

وعدہ... پر تمہیں برا لگا جب میں نے تمہیں اہمیت نہیں دی اسکا مطلب تم
بھی مجھے پسند کرتی ہو

شمس نے مسکراہٹ ضبط کرتے ہوئے کہا

زیادہ اوکھے ناں ہوں وہ تو بس مجھے اچھا نہیں لگا اب جیسا بھی ہے میں آپکے
نکاح میں ہوں

ویسے تم نے اپنے بابا کے سامنے بڑی بہادری دکھائی ورنہ وہ بڑھا ہمیں الگ
کرنے میں کوئی کثر نہیں چھوڑنے والا تھا

شمس نے اسکے گال پہ جھکتے ہوئے کہا

شرم کر لیں.. وہ آپکے سر ہیں اور میں نہیں چاہتی تھی کہ ہماری وجہ سے
بھائی اور کائنات کا رشتہ خراب ہوا آپکا بھی دانی بھائی سے واسطہ نہیں پڑا وہ

ضد پہ آجائیں تو کوئی مائی کالال انھیں ہٹا نہیں سکتا... ہمانے اس کے سینے پہ
ہاتھ رکھتے ہوئے کہا

ارے بیت دیکھے ہیں ہم نے تمہارے بھائی جیسے.. شمس نے بھی ہنستے
ہوئے کہا

اچھا یار تم بھی کیا باتیں لے کر بیٹھ گئی... اتنا بولتے ہی شمس ہما کے لبوں پہ
جھکا... ہما ایک پل کو بوکھلا گئی۔ دونوں کے درمیان ایک عجیب سی
... سیچو نیشن بن گئی تھی

ہمانے شمس کے سینے پہ ہاتھ رکھا شمس کافی جھکا ہوا تھا کیونکہ اسکی اور شمس
کی ہائیٹ میں کافی ڈیفرینس تھا

شمس نے ہما کو اپنی گود میں اٹھایا۔ اس کے ہونٹ اب بھی ہما کے ہونٹوں پہ
تھے شمس کے عمل میں بالکل بھی سختی نہیں تھی بلکہ ہما آسانی سے سانس لے
... سکتی تھی

شمس نے اسے بیڈ پہ چھوڑا اور خود اس پہ جھکا اسکے بالوں میں ہاتھ ڈالے اب اپنے عمل میں شدت لے آیا

ہمابے چاری کچھ لینا چاہتی تھی پر اب شمس اسے کچھ بھی بولنے کا موقع نہیج دے رہا تھا

ش۔ شم۔۔۔ اس نے اتنا ہی بولا کہ شمس نے پھر سے اسکے لبوں کو قید کر لیا ہمارے ہاتھ اسے روک رہے تھے جو اپنے لبوں سے کبھی اسے ہونٹوں کو کاٹتا تو کبھی اسکی گردن اور کندھوں پہ نشان بناتا۔۔ شمس رک جائیں۔۔ آج کچھ نہیں ہو سکتا

ہمانے اسکی داڑھی ہاتھ رکھتے کہا

کیا مطلب؟؟؟ شمس نے ہلکا سا اپنا سر اٹھا کر اسے دیکھا

شمس میرے پیریڈز چل رہے ہیں۔۔۔ ہمانے جھجکتے ہوئے کہا تو شمس نے

اپنا سر زور سے تکیے پہ مارا

جھوٹ بول رہی ہو کیا؟؟

شمس نے اسکے پیٹ پہ ہاتھ رکھتے ہوئے کہا

میں کیوں جھوٹ بولوں گی اور... اہہ

شمس نے خودچیک کیا تو واقعی وہ سہی کہہ رہی تھی

بد تمیز... ہمارے اسکے کندھے پہ ہاتھ مارا... یار پسند کی شادی کر کہ بھی

اب تک کنوارہ ہوں... شمس نے اسکا سر اپنے بازو پہ رکھتے ہوئے کہا

... اسکی بات پہ ہما کھلکھلائی

ہنس لو ہنس لو پر یار رکھنا جب بھی میں تمہارے قریب آیا یہ کمرہ تمہاری

.. چچنیں سن کے کانپے گا

.. شمس کی بات پہ ہما خاموش ہو گئی

... شمس نے اسکے بالوں پہ بوسہ دیا۔ مزاق کر رہا تھا اب رونے نہ لگ جانا

... شمس نے ہنستے ہوئے کہا

اس عمر میں بھی آپ ٹھکر پن جھاڑ رہے ہیں.. ہمان آ نکھیں سکڑتے

.. ہوئے کہا

.... اس عمر میں اور بھی بہت کچھ کر سکتا ہوں پر ابھی وقت آنے دو
.. کتنے بے بس ہو آپ

ہما ہنسی تو شمس بھی ہنستے ہوئے۔ اس سے باتیں کرنے لگا۔ یہی چیز ان
کے رشتے کو بہت مضبوط بناتی تھی۔ وہ ہر ارے اس سے کچھ نہ کچھ باتیں
کرتا تھا تاکہ وہ اس گھر میں ایزی ہو سکے۔ اور اسی کا نتیجہ تھا کہ اب وہ کافی
..... حد تک اس کے ساتھ کمفرٹیبل ہو گئی تھی

دانیال اور کائنات چونکہ گاڑی میں اکیلے تھے تبھی وہ دونوں سب کے بعد
آئے تھے۔

کائنات تو یہاں کے کمروں کے بارے میں کچھ جانتی بھی نہیں تھی۔ اس
نے یہ حویلی پہلی بار دیکھی تھی

دانیال گاڑی پارک کرتا اسکے پاس آیا تو وہ کھڑی سامنے حویلی کو ہی دیکھ رہی تھی۔ دانیال نے اسکا ہاتھ تھاما اور اسے لیے اندر بڑ گیا

۔ اندر بالکل انسانی تھا شاید سب سو گئے تھے

۔ دانیال کائنات کا ہاتھ تھامے کمرے میں گیا

کمرے کا دروازہ کھلا تو سامنے ہی کمرہ پورا پھولوں سے سجایا ہوا تھا۔ روم کو کسی نے بہت خوبصورتی سے ڈیکوریٹ کیا تھا۔ گلاب کے بالکل تازہ پھولوں سے پورا فرش بھرا ہوا تھا

بیڈ کی وائٹ چادر کے درمیان میں ایک بہت بڑا ہارٹ بنا ہوا تھا۔ بیڈ کے سائیڈ اور شیشے کے سامنے موم بتیاں جلائی ہوئی تھی

کمرے کی چونکہ لائٹ آف تھی تبھی موم بتیوں کی روشنی میں بہت ہی دل کش منظر نظر آ رہا تھا۔ بیڈ کے اوپر دانیال اقر کائنات کا نام رنگ برنگی روشنیوں سے لکھا ہوا تھا۔ ہر طرح سے کمرے کو استھیک بنا گیا تھا۔ کمرے میں داخل ہوتے ہی پھولوں کی بنی بنی خشبوناک سے ٹکراتی تھی

یہ سب دیکھ کائنات کا دل ایک پل کو دھڑکا اس نے چورنگا ہوں سے دانیال
کو دیکھا جو اندر داخل ہوتے ہی اپنی گھڑی اتارتا سائیڈ ٹیبل پہ رکھ کر اپنی
شرٹ کے کف فولڈ کرنے لگا۔

کائنات بھی کمرے میں داخل ہوئی۔ اسے کچھ سمجھ نہیں رہا تھا کہ وہ کیا
کرے کیونکہ ناتوا اس کے پاس کپڑے تھے جنہیں لے کر وہ واش روم میں ہی
چلی جائے۔

دانیال اسے سرے سے اگنور کرتا واش روم میں چلا گیا۔
کائنات اب بہت نروس ہو رہی تھی۔ کیا یہ سب دانیال نے کیا تھا یا پھر کسی
اور نے۔

وہ ایسے ہی انگلیاں مروڑتی صوفے پہ بیٹھ گئی۔ دانیال کچھ دیر تک فریش ہو
کر آیا تو اس نے ہلکی پھلکی ٹی شرٹ پہنی ہوئی تھی اور ساتھ میں شارٹس
پہنی ہوئی تھی۔

حالانکہ وہ دونوں تین سال سے ایک دوسرے سے رابطے میں تھے کوئی
ہاسا دن نہیں تھا جس دن دانیال نے کائنات سے بات نہ کی ہو قن کے
درمیان کسی حد تک رومینٹک باتیں بھی ہوتی تھی پر ابھی کائنات کو دیکھ
... کر نہیں لگ رہا تھا کہ وہ دونوں لو میرتج والے ہیں

دانیال باہر آیا تو اپنا لپ ٹاپ تھا مٹا بیڈ پہ آیا اور بہت بے دردی سے اس نے
بیڈ شیٹ کھینچ کر نیچے پھینکی.. اس بیڈ شیٹ کی وجہ سے بہت سارے پھول
بیڈ پہ رہ گئے جسے دانیال بے دردی سے نیچے پھینکے لگا. اس کا یہ انداز دیکھ
.. کائنات کو مزید ڈر لگنے لگا

دانیال بیڈ کو صاف کرتا اپنا لپ ٹاپ. لیے بیٹھ گیا
کائنات اب بھی وہی کھڑی تھی. اس نے بہت ہمت جمع کی اور دانیال کو
پکارا.

دانیال کیا آپکے پاس کوئی ایسے کپڑے ہیں جو میں پہن کے ایزیلی سو
سکوں؟؟؟

دانیال نے اپنی نظریں اٹھائی اور اسے گھورا

دیکھ لو شاید کوئی مل جائیں.. لاپرواہی سے کہتا وہ دوبارہ لیپ ٹاپ پہ جھک گیا

کائنات نے اسکی الماری کھولی اور اپنے لیے کوئی سوٹ دیکھنے لگی۔ اب
کپڑے اسے بہت بڑے تھے۔ آخر اس نے مشکل سے اپنے لیے ایک
شرٹ نکالی اور ساتھ میں ایک ہلکا سا ٹرائوزر نکال لیا

ان کپڑوں کو تھامی وہ واش روم چلی گئی اور شاور لینے کے بعد وہ اپنے بالوں کو
پوچتی باہر نکلی

دانیال کے کپڑے اسے کافی بڑے تھے پر اس نے کسی نہ کسی طرح
ایڈجسٹ کر لیا تھا

وہ شیشے کے سامنے کھڑی اپنے بال خشک کرنے لگی۔ اس نے دانیال کا
ڈرائیر استعمال کیا تھا۔ بالوں کو خشک کرنے کے بعد وہ کچھ جھجکتی ہوئی آئی
اور دانیال کی دوسری طرف موجود جگہ میں گھس گئی

دانیال اسکی موجودگی سے بہت ڈسٹرب ہت رہا تھا۔ وہ خود پر سے کنٹرول کھو رہا تھا پر وہ ایسے کائنات کے سامنے ہار نہیں ماننا چاہتا تھا۔ اس کے اور شمس کے معاملات اب بھی کچھ خاص حل نہیں ہوئے تھے

دانیال نے اسکا اپنے پاس سونا نوٹس کیا پر خود کو لاپرواہ ظاہر کرتا وہ اپنے کام میں مصروف رہا۔ اسکا خود سے لاپرواہی برتنا کائنات نے نوٹ کیا تھا۔ وہ دانیال سے بات کرنے میں اب جھجکتی تھی

کچھ دیر تک اس کو بہت تھکن محسوس ہوئی تو وہ آنکھیں موندے سو گئی۔ دانیال جب خود کے جزبات پہ قابو پانے میں بے بس ہو رہا تھا تو وہ اٹھا اور ٹھنڈے پانی کا شاور لیتا اپنے بال سکھاتا جلدی سے بستر میں گھس گیا۔ اس نے آنکھیں موند رکھی تھی تاکہ جلد سے جلد نیند میں چلا جائے۔ یہ اس کے بس سے باہر تھا جو لڑکی اس کی پہلی نظر کی محبت ہو اور جس کے لیے وہ اتنا ٹرپا ہو۔ وہ لڑکی اس کے پہلو میں بیٹھی تھی وہ اس پہ حق رکھتا تھا اور اس سردرات میں وہ اسکا وجود اپنے قریب محسوس کرتا پاگل ہو رہا تھا

اچانک شاید کائنات نے نیند میں حرکت کی اور اسکا پاؤں دانیال کی ٹانگ
کے ساتھ لگا۔ کائنات تو اپنا پاؤں اسکی ٹانگ کے ساتھ لگائے نیند میں سو گئی
... پر دانیال اب مزید خود پہ قابو نہیں رکھ پایا

وہ بستر میں ہی کائنات کی طرف جھکا اور اسے کمر سے پکڑتے ہوئے اپنے
سینے سے لگایا.. اسکا سینہ جب دانیال کے سخت سینے سے دبا تو دانیال کے
جزبات مزید بھڑک اٹھے

دانیال کا ہاتھ کائنات کے بالوں میں گیا اور وہ اسے پکڑتا اسکے لبوں پہ جھک
گیا۔

کائنات نیند سے فوراً جاگی... اپنے ہونٹوں پہ وہ دانیال کا لمس محسوس کر
سکتی تھی۔ دانیال اسکے ہونٹوں کو کاٹتا اور کبھی چومتا کبھی بہت زور سے
چوستا۔

کائنات نے اسے پیچھے دھکیلنا چاہا ہر عہہ ہٹ ہی نہیں رہا تھا بلکہ اپنے سینے پہ
موجود کائنات کے ہاتھوں کو اس نے اپنے ہاتھوں میں پکڑا اور انھیں اسکے
سر کے اوپر رکھے اپنے ہاتھ سے لاک کر دیا۔

ایک پل کو کائنات کے دل میں خیال آیا کہ اگر ان کے بیچ یہ رشتہ نہیں بنتا تو
ان دونوں کی ازواج زندگی بالکل نارمل ہی رہنی تھی جس میں دانیال کا رویہ
ایسا ہی ہونا تھا۔

اسے اس بات کا احساس ہوا کہ دانیال اور اس کے رشتے کو اس قربت کی
ضرورت تھی تبھی ان کے بیچ کی یہ دیوار گرنی تھی اقر ویسے بھی کبھی نہ
کبھی تو ان کے بیچ یہ سب ہونا ہے تو آج کیوں نہیں

دانیال کی گرفت کائنات کے ہاتھوں پہ کمزور ہوئی تو کائنات نے اپنا ایک
ہاتھ دانیال کے گھنے بالوں میں الجھایا جبکہ دوسرا ہاتھ اسکے گلے میں ڈال
دیا۔ یہ ایک طرح کی اس قربت کے لیے رضامندی تھی

اس کا یہ عمل دانیال کو مزید پاگل کر گیا۔ وہ اس کے ہونٹوں پہ گہرا بوسہ دیتا
اس کے گلے اور کندھے پہ کاٹنٹا لو بائیٹس بنانے لگا۔ اس کے یوں کاٹنے پہ
کائنات سسکیاں بھر رہی تھی جو دانیال کو مزید جوش دلارہی تھی
دانیال نے کائنات کی شرٹ کے بٹن کھولے اور شرٹ اتارتا اسے بستر سے
باہر فرش پہ پھینک دیا۔ کائنات کا وجود آپ کانپ رہا تھا
دانیال نے اس کے انر کی سٹریپ کو کندھے سے ہٹاتے ہوئے وہاں کاٹنا
... شروع کیا

..دانی۔۔ پیل۔ پیلز

... کائنات کے لڑکھڑاتے ہوئے باقی الفاظ کو بھی وہ اپنے منہ میں لے گیا
دانیال کے ہونٹ اب کائنات کے سینے پہ حرکت کر رہے تھے۔ دانیال
اس کے سینے کو چومتا تو کبھی کاٹتا... کائنات کبھی اس کے زور سے کاٹنے پہ ہلکا سا
چبختی تو کبھی زور سے سسکیاں بھرتی... اس کے سینے کو لال کرتا وہ اس کے

پیٹ پہ جھکا وہاں لب رکھے اسے محسوس کر رہا تھا۔ کائنات کے ٹرائوزر کو پکڑ
... کر کھینچتا وہ اسے مکمل بے لباس کر چکا تھا

کائنات اب بالکل بے لباس ہوتی اسکے سینے سے لگی سسک رہی تھی
دانیال نے خود کع بھی کپڑوں اے آزادی دلائی اور پھر آہستہ آہستہ وہ
کائنات کی گہرائیوں میں اترتا گیا.. کمرہ کائنات کی چیخوں سے گونج اٹھا پر
دانیال اسکے ہونٹوں پہ اپنے ہونٹ رکھے اسکی چیخوں کا گلہ دبا گیا۔ دانیال
نے اپنا عمل نہیں روکا تھا۔ وہ بہت شدت سے اسکی گہرائیوں میں اترتا اسے
تڑپانے لگا

کائنات کا وجود دانیال کے نیچے بالکل چھپ گیا تھا۔ اسکے لمبے ناخن دانیال کی
کمر میں گھڑ رہے تھے۔ وہ بے بسی سے اسکے کندھے اور کمر پہ اپنا دباؤ ڈالتی
اسے روکنا چاہتی تھی۔ اسکی آواز بھی بند تھی.. دانیال کی شدتیں سہنا
آسان نہیں تھا... کچھ دیر تک دانیال اپنی مکمل شدتیں اس پہ لٹاتا اسے کمر
سے تھامے اپنے سینے سے لگا گیا۔ کائنات اب بھی روتے ہوئے سو سو کر

رہی تھی۔ دانیال اسکے کان میں سرگوشیاں کرتا اسے ریلیکس کر رہا تھا۔ وہ اسکے بالوں پہ بھی بوسہ دیتا اپنی انگلیاں چلا رہا تھا

کائنات بھی دانیال کے چپ کروانے پہ کچھ حد تک خاموش ہو گئی تھی... دانیال کے سینے اے لگی وہ کچھ دیر تک سو گئی تھی پر دانیال کے لیے سونا محال تھا۔ اس کا دل ایک بار پھر اسکی قربت کے لیے ہمک رہا تھا پر وہ جانتا تھا کہ کائنات مزید برداشت نہیں کر پائے گی تبھی وہ خود پہ قابو کرتا اپنی...



صبح دانیال کی آنکھ کھلی تو دیکھا کہ کائنات اسکے سینے پہ سر رکھے بے خبر سو رہی ہے۔

اسے دیکھ دانیال کا دل دھڑکا۔ رات وہ اپنی اور اسکی ساری دوریاں مٹا چکا تھا۔ کائنات کے بال بال بکھرے ہوئے تھے اور دونوں ہونٹ آپس میں

سختی سے جڑے ہوئے تھے۔ اسکے سینے کا کچھ کچھ حصہ واضح تھا باقی پہ کفر ٹر
تھا۔ دانیال کی نظر اسکے کندھے سینے اور گردن پہ پڑی جہاں دودھیا جلد پہ
جامنی رنگ کے نشان بالکل واضح تھے۔ ان نشانوں کو دیکھ دانیال ایک بار
پھر سے بہکنے لگا۔

وہ جھکا اور انھی نشانوں پہ اپنے لب رکھے

کائنات تھکن کی وجہ سے بالکل بے پرواہ ہو کر گہری نیند سو رہی تھی
دانیال نے اسکی نازک کمر کو اپنے بازو میں لیا اور اسکے ہونٹوں پہ نرمی سے
ہونٹ رکھے۔

کائنات کا ہاتھ اس نے اپنی داڑھی پہ رکھا پر چونکہ کائنات سوئی ہوئی تھی
تبھی اسکا ہاتھ دانیال کے پہلو میں گر گیا۔

دانیال آہستہ آہستہ اپنے عمل میں شدت لا رہا تھا۔ دانیال کی شدت کی وجہ
سے جلد ہی کائنات کی آنکھ کھل گئی۔ اس نے دانیال جے لمس کو پہچان لیا تھا

تبھی وہ بھی اسکا ساتھ دے رہی تھی۔ اسے شرم بھی بہت جارہی تھی پر
دانیال کا لمس اسے بہکا رہا تھا

دانیال نے اسکے ہونٹوں پہ کاٹا تو کائنات کی سسکی کمرے میں گونجی۔ اسکے
ہونٹوں سے ہوتا ہوا وہ گردن پہ آیا جہاں اس بے دیے گئے نشان پہلے ہی
موجود تھے

دانیال کے دونوں ہاتھ اسکے سینے کو مسل رہے تھے۔ کائنات کی سسکیاں
اور آہیں اسے بے بس کر رہی تھی... اسکے بیلی بٹن کو چومتا وہ اسکے اور اپنے
... جسم کو ایک کر گیا

کائنات کا جسم بالکل گرم ہو چکا تھا۔ دانیال کو اندازہ ہوا کہ شاید اسے بخار
.. ہے.. کائنات کبھی سسکیاں لیتی تو کبھی ہلکی ہلکی چیخیں کمرے میں گونجتی
آخر کار دانیال کے عمل میں شدت آئی اور وہ اپنا آپ اس پہ نشا ور کرتا اس
کے جسم پہ اپنا دباؤ چھوڑتا گہرا سانس بھر گیا

کائنات نے بہت محبت سے اسے اپنے سینے سے لگایا تھا

....بخار ہے تمہیں شاید

دانیال کی بات پہ کائنات نے بس نکار بھری۔ اسے بہت زیادہ شرم محسوس
ہو رہی تھی

ناشتا کر کے میڈیسن لینا.. دانیال اپنا شارٹس پہنتا بنا شرٹ کے واشروم میں
چلا گیا

اسکایوں جانا کائنات کو برا تو لگا پر وہ خاموش ہو گئی

کچھ دیر تک دانیال شاور کے کر باہر آیا تو کائنات بھی شاور لینے چلی گئی۔
دانیال اسکی ایک ایک حرکت کو نوٹ کر رہا تھا۔ کائنات بہت چھوٹے
چھوٹے قدم کے رہی تھی۔ جو اس کے اور دانیال کی رات کو کچھ حد تک
واضع کر رہے تھے

کائنات واشروم چلی گئی تو دانیال خود اپنا بستر سیٹ کرنے لگا کیونکہ وہ جانتا
تھا کچھ دیر تک ایمل نے یہاں چھا پامارنا تھا وہ ضرور کائنات سے باتیں

کرنے اور دوستی کرنے آنے والی تھی۔ اسے یقین تھا کہ کل رات اسکا کمرہ
بھی اس نے اور ضاویا نے ہی سجایا ہوگا

جلدی سے بیڈ شیٹ کر چینج کرتا وہ دوسری بیڈ شیٹ بچھاتا اپنے بال خشک
کرنے لگا

کائنات شاور لینے کے بعد وہی کپڑے پہن کر آئی جو اسے دانیال نے
دلائے تھے

وہ جھکتی ہوئی صوفے پہ بیٹھ گئی۔ بخار کی وجہ سے اسے کمزوری بھی ہو رہی
تھی ہر کیا کرتی شاور لینا بھی ضروری تھا۔ اسے بالکل بھی ہمت نہیں ہو
رہی تھی

اسے یوں سست دیکھ دانیال اپنا کھنگالے کر اس کے پاس آیا اور اس کے بالوں پہ
چلانے لگا۔ بہت آہستہ آہستہ وہ اس کے بال سلجھا رہا تھا۔ کائنات بس چپ بیٹھی
ہوئی تھی

دانیال ابھی بھی شرٹ لیس تھا۔ اسکے بال سیٹ کرنے کے بعد خود اپنی شرٹ پہنتا کمرے سے باہر چلا گیا۔

کائنات کو ایک بات بہت عجیب لگی کہ وہ کچھ بات نہیں کر رہا تھا بس خاموش تھا

کائنات کو لگا کہ شاید وہ واپس آئے گا پر دانیال واپس نہیں آیا البتہ ایمیل اسکے کمرے میں آئی۔

ہیلو کیسی ہو آپ؟؟؟

وہ وہی صوفے پہ بیٹھی تھی جب ایمیل کمرے میں گھستی اس سے سوال کرنے لگی۔

کائنات بھی اس کے سوالوں کے جواب دینے لگی۔ اسے ایمیل بہت اچھی لگی تھی۔ ایمیل کے ساتھ ہی وہ نیچے آئی۔ اسے جھک تو بہت محسوس ہو رہی تھی پر اب انھی لوگوں میں اس نے رہنا تھا اب یہی اس کا گھر تھا تو اسے سب بے ساتھ بیٹھ کر کھانا تھا تبھی وہ ہمت کرتی نیچے آگئی۔

وہ نیچے آئی تو نظر دانیال پہ پڑی جو اپنے بابا کی ساتھ والی کرسی پہ بیٹھنا نشا کرتا ہوا ان سے کوئی بات کر رہا تھا۔ کائنات کو بہت تکلیف ہوئی اسے لگا کہ شاید وہ کسی کام سے نیچے گیا ہو گا پر یہاں تو وہ بیٹھنا نشا کر رہا تھا۔ وہ اچھے سے جانتا تھا کہ کائنات کسی بھی جگہ پہ ایزلی کمفرٹر بل نہیں ہوتی اور یہاں تو وہ پہلی بار آئی تھی اتنے لوگوں میں... وہ یہاں صرف اسے جانتی تھی پھر وہ کیسے اسے وہاں اکیلا چھوڑے خود یہاں نشا کر رہا تھا

اسے نہ جانے کیوں آنسو آنے لگے تھے۔ ایمیل اسے پکڑے اپنے ساتھ لائی اور دانیال کی کرسی بے ساتھ موجود کرسی پہ بیٹھنے کو کہا پر دانیال نے اسے صاف صاف منع کر دیا

یہ جگہ ضاویار کی ہے تم۔ جانتی ہو پھر بھی اسے یہاں ہر بیٹھنے کا بول رہی ہو دانیال نے ایسے کہا جیسے وہ اسے جانتا ہی نا ہو۔ اس کا یہ انداز سب نے نوٹ کیا تھا۔ کائنات اہنی اتنی بے عزتی پہ خاموش رہی۔ اس نے سب کی طرف دیکھا تو سب اپنی اپنی باتوں میں مصروف تھے... دانیال کے ساتھ والی

کر سی ضاویار کی تھی اور اسکے ساتھ ایمل بیٹھی تھی اور ایمل کے ساتھ کائنات بیٹھی ہوئی تھی۔ ایمل نے اسکی پلیٹ پہ پراٹھار کھا اور ساتھ میں نہاری بھی ایک پلیٹ میں نکال دی۔ کچھ بریڈ پیس بھی رکھے ساتھ میں مکھن بھی تھا اور جیم بھی

ایک گلاس ملک شیک بھی اسکے سامنے رکھا۔ کائنات کو بھوک تو بہت لگی تھی پردانیال کے رویے سے وہ اتنی افسردہ تھی کہ اسکے گلے سے پراٹھے کا نوالہ بھی بامشکل نیچے جا رہا تھا۔ بہت مشکل سے وہ اپنے گلے پہ زور ڈالتی یا... پھر پانی ہی کر نوالہ نیچے کرتی

اسے آج شدت سے اپنے گھر کی یاد جا رہی تھی کھاتے ہوئے اسکی آنکھوں سے ایک دو آنسو بھی گرے تھے۔۔ پر سب چونکہ اپنی باتوں میں مصروف تھے تو کسی نے دھیان نہیں دیا

کائنات چند نوالے کھانے کے بعد اٹھ گئی۔ اسکا اٹھنا سب نے نوٹ کیا تو وہ.. کنفیوز ہو گئی

وہ ہمیں تھو۔ تھوڑی سی بھوک تھی تو ہمارا پیٹ بھر گیا

وہ انھیں وضاحت دینے لگی

ارے کائنات اتنا تھوڑا سا تو کھایا ہے تم۔ نے چلو شاباش ایک پراٹھا تو پورا کر
...لو

ایمل جو اسکے ساتھ بیٹھی تھی وہ بول پڑی

ایمل اسکی ماں نہ بنو... اگر اسے بھوک ہوگی تو کھالے گی۔ تم اپنا ناشتا مکمل
کرو میں نے نوٹ کیا ہے تم بہت تھوڑا تھوڑا کھاتی ہو آجکل.. زلیخا بیگم نے
..... کائنات کو انگور کرتے ہوئے کہا

انہوں نے جس طرح اے بات کی تھی صاف نظر رہا تھا کہ انھوں نے

کائنات کے لیے اپنی ناپسندیدگی ظاہر کی تھی

کائنات کا دل بھر گیا وہ خاموشی سے واپس اوپر کمرے میں چلی آئی... انکا
رویہ سب نے نوٹ کیا تھا خاص کر دانیال۔ دانیال کو انکایوں بولنا پسند نہیں

آیا تھا پر وہ کچھ بول کر اپنی ماں کا دل نہیں دکھانا چاہتا تھا

کائنات روتی ہوئی کمرے میں آگئی۔ اسکا دل بہت دکھاتا تھا کوئی بھی لڑکی ہو
وہ کبھی بھی اپنے سسرال میں۔ ایسا دن نہیں چاہے گی۔ اسکی تو ماں بھی نہیں
تھی شروع دن اے وہ اپنی ماں کے پیار سے محروم رہی اس نے یہی سوچا تھا
کہ شادی کے بعد دانیال کی ماں کو وہ بالکل اپنی ماں سمجھے گی اور اسے یہی
امید تھی کہ دانیال کی ماں بھی اسے بیٹی جیسا پیار دیں گی پر آج وہ انکی
آنکھوں میں اپنے لیے ناگواری دیکھ چکی تھی... اب اسکے دماغ میں بار بار
شمس کی باتیں چل رہی تھی کہ تم نے بہت غلط فیصلہ کیا تھا۔ طبیعت الگ
خراب تھی پورا بدن درد کر رہا تھا اور دانیال کا رویہ.. اسکا دل کر رہا تھا کہ
اونچی اونچی آواز میں روئے۔ بیڈ پہ پڑی وہ رو رہی تھی اسکا جسم ہلکا ہلکا رہا
تھا جو اس بات کو واضح کر رہا تھا کہ وہ رقص رہی ہے... روتے روتے اس نے
یہ اسکی اپنا فون اٹھایا اور شمس کو کال کرنی چاہی پر اگلے ہی پل وہ رک گئی
پیچر لائف نہیں تھی اسے اب اندازہ ہوا تھا کہ اسکے ساتھ اب ہما کی زندگی

بھی جڑی ہے اگر اس نے زرہ سا بھی شمس کو کچھ بولا تو بہت بڑا وبال کھڑا ہو
جائے گا۔

اب اسے بہت سی چیزوں پہ صبر کرنا ہے اور یہ فیصلہ تو اس کا خود کا تھا تو اب
شمس کو کچھ بھی بولنے کا حق اسے نہیں تھا

وہ اٹھی اور واشروم میں چلی گئی۔ شیشے کے سامنے کھڑی وہ بہت دیر تک
روتی رہی تھی

نیچے دانیال اس کے یوں چلے جانے پہ بہت بے چین ہوا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ
کائنات کل سے بھوکی ہے اور آج تو اسے شدید بخار بھی تھا ایسی کنڈیشن
میں اسے مزید کھانا چاہیے تھا پر اب وہ وہاں اے آٹھ کر نہیں سکتا تھا ورنہ
سب کو بہت عجیب سا لگتا وہ جانتا تھا کہ اس گھر کے دو تین لوگ جو کہ اسکے
بابا اور ماں تھے وہ اس رشتے سے خوش نہیں تھے

دانیال زرہ یہ سلطان پہ نظر رکھوا جل وہ بہت باہر رہنے لگا ہے اور خاص کر رات کو پہلے ایک دو دن باہر رہتا تھا تو صبح سجاتا تھا پر اب تو کئی راتوں سے گھر نہیں رہتا

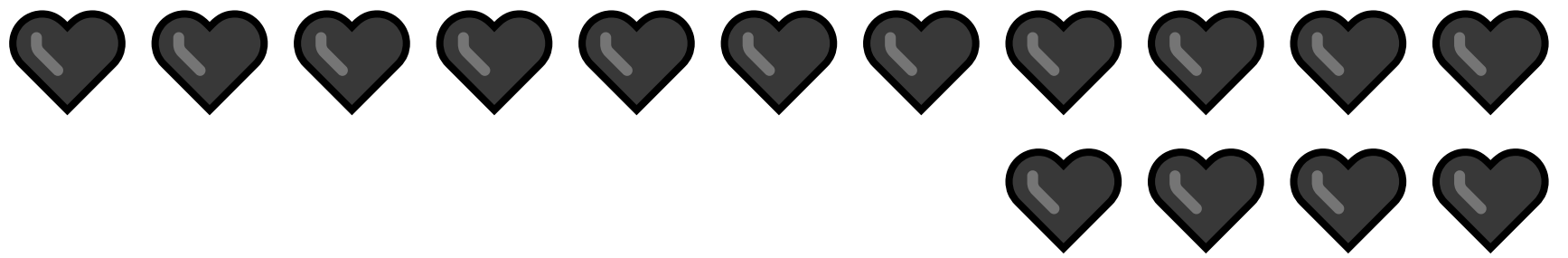
دائود صاحب کی بات پہ دانیال نے بے دھیانی میں ہی ہامی بھری دانیال کق نجانے کیا ہو گیا تھا اس کے اندر ایک انا ای آگئی تھی وہ خود کائنات کے پاس جا کر اس سے اسکا حال اور طبیعت کے بارے میں نہیں پوچھنا چاہتا تھا۔ دل الگ بے چین تھا۔ اسی نے ہی نامحسوس انداز سے ایمیل کو اپنے کمرے میں بیجھا تھا تا کہ وہ کائنات کو نیچے لے کر آئے

کائنات اب بیڈ پہ بیٹھے بیٹھے ہی سو گئی۔ کچھ دیر بعد دانیال ناشتے سے فری ہوتا اوپر اپنے کمرے میں آیا تو دیکھا کہ وہ سو رہی ہے اسے اندازہ تھا کہ کائنات کی نیند سہی سے پوری نہیں ہوئی

ہلکا سا جھکتا وہ اسکے گال پہ ہاتھ رکھتا ٹمپر چرچیک کرنے لگا۔ اسے اب بھی بخار تھا

نظریں اسکے ہونٹوں پہ گئی تو دل ایک بار پھر بے ایمان ہوا پر وہ خود پہ جبر کر گیا..

آج اس نے ویسے بھی آفس نہیں جانا تھا.. وہ اپنا لپ ٹاپ لے کر وہی اسکے ساتھ بیڈ پہ بیٹھ گیا پر کائنات کا وجود اسے بری طرح ڈسٹرب کر رہا تھا تبھی.. وہ بیڈ سے اٹھتا صوفے پہ چلا گیا اور بہت دھیان سے اپنا کام کرنے لگا



شمس صبح اٹھا تو ہما بھی سو رہی تھی. اسکے سینے پہ اپنا بازو پھیلانے جیسے وہ اپنا قبضہ ظاہر کرنا چاہتی تھی. شمس نے اسکے ماتھے پہ بوسہ دیا

وہ اسے تکیے پہ رکھے خود اٹھتا نماز پڑھنے لگا. نماز پڑھنے کے بعد وہ نیچے چلا گیا جہاں اسکے بابا بیٹھے اپنی صبح کی چائے کا انتظار کر رہے تھے. یہ شروع سے روٹین تھی کہ صبح شمس جاگتا اور اپنے اور اپنے بابا کے لیے اچھی سی چائے

بناتا۔ چائے کے ساتھ دونوں باتیں کرتے اور تقریباً گھنٹے دو گھنٹے کے بعد وہ
.. ناشتا کرتے

شمس میں سوچ رہا تھا کہ ولیمے کا فنکشن رکھ دیا جائے تمہارا اس بارے میں
کیا خیال ہے۔ گوہر صاحب شمس کو دیکھتے ہوئے سوال کرنے لگے

جی بابا ٹھیک ہے پرا بھی ایک دو یافتہ رک جائیں پھر ہم اس بارے میں کچھ
سوچتے ہیں دراصل میری کچھ ضروری میٹنگز بھی ہیں اور ایک دو ضروری
جلسے بھی نکالنے ہیں

شمس کی بات انھیں بھی سہی لگی۔ ٹھیک ہے تم ایزی ہو جائو پھر ہم کچھ
سوچتے ہیں

ان کی بات پہ شمس نے شکر ادا کیا کہ بابا نے زیادہ کچھ نہیں پوچھا ورنہ وہ
انھی کیا بتاتا کہ ابھی ولیمے کا وقت نہیں ہے.. وہ کام ابھی سرزند ہی نہیں ہوا
جس کے لیے وہ ولیمہ رکھ رہے تھے

دونوں اپنی باتوں میں مصروف چائے کے مزے لے رہے تھے۔ انکی زیادہ تر باتیں سیاست کی تھی جن میں گوہر صاحب اسے کچھ ہدایات دیتے اور بہترین مشورے بھی دیتے کیونکہ انکا سیاست میں بہت اچھا تجربہ تھا



سلطان صبح جاگا تو حور یہ پہلے ہی جاگی ہوئی تھی۔ اس نے گہری سانس بھرا۔ کتنا سمجھاتا تھا وہ اسے کہ تم سو جایا کرو میرے لیے ناشتا بنانے کا تکلف نہ کیا کرو پر حور یہ کبھی نہیں سنتی تھی۔ ہر روز وہ اٹھتی اور اسکے لیے اپنے ہاتھ کا ناشتا بناتی۔ اب تو سلطان کو اسکے ہاتھ کے کھانے کی اتنی عادت ہو گئی تھی کہ اسے حویلی میں ملازمہ کے ہاتھ کا بنایا کھانا اچھا ہی نہیں لگتا تھا۔ سلطان اٹھا اور شاہور لے کر تیار ہوتا باہر آیا تو حور یہ ٹیبل پہ ناشتا لگا رہی تھی۔

سلطان اسے پیچھے اے تھا ما اسکے بالوں پہ بوسہ دیتا کندھے پہ سر رکھ گیا

سلطان جی کیا کہہ رہے ہیں وہ دیکھ لیں گی۔ حوریہ گھبراتی ہوئی اسے روکنے لگی۔

کون دیکھ لے گی۔

سلطان ادھر ادھر دیکھتا پوچھنے لگا

وہ اندر ہیں۔

اس نے ملازمہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ اچھا وہ ہیں اندر مجھے لگا کہ
نہیں ہیں تبھی تم روز روز ناشتا بناتی ہو

سلطان ہنستا ہوا اسکے گال چوم گیا۔ اسکے ہاتھ حوریہ کے پیٹ پہ ہی تھے۔ یہ
بہت خاص احساس تھا جسے وہ اب محسوس کرتا تھا

سلطان پلیز چھوڑیں حوریہ نے نیچی آواز میں کہا تو سلطان ایک زوردار کس
اس کے گال پہ کرتا پیچھے ہوا اور کرسی گھسیٹ کے بیٹھتا حوریہ کی کرسی بھی
اپنی کرسی کے ساتھ جوڑ گیا اسے پتا تھا حوریہ اب کھانے میں سستی کرتی
ہے کیونکہ جو وہ کھاتی ہے زیادہ تر و میٹ ہو جاتا ہے

اچھا میں شام کو انوں گا تو تیار رہنا ڈاکٹر کے پاس چلیں گے۔ اس کے گال کھینچتا
وہ کھانا نکالنے لگا۔ اس نے اپنے اور حوریہ کے لیے ایک ہی پلیٹ میں نکالا
اور اب چھوٹے چھوٹے نوالے بناتا اسے کھلانے لگا۔ حوریہ جانتی تھی کہ اس
سے وہ بحث نہیں کر سکتی تبھی وہ بھی اس کے ہاتھ سے کھانے لگی۔ اب تو اسے
عادت سی ہو گئی تھی

سلطان اسے ناشتا کروانے اور خود ناشتا کرنے کے بعد اٹھتا اس کے لب چومتا
گھر سے باہر نکل گیا۔ حوریہ بھی ملازمہ کی مدد کرنے لگی برتنوں کو سمیٹنے
میں۔

کچھ دیر تک وہ بھی اپنے کمرے میں چلی گئی اور بیٹھ مرکارٹون دیکھنے لگی۔
اسے ایک دو دن پہلے ہی سلطان نے ایک آئی پیڈ لا کر دیا تھا جس کو وائی فائی
... سے کننیکٹ کرنے کے بعد وہ یوٹیوب پہ کارٹون دیکھتی تھی
.... اب تو وہ کافی حد تک اسے استعمال کرنا بھی سیکھ چکی تھی



ایمل کمرے میں آئی تو ضاویار اپنی کوئی فائل ریڈ کر رہا تھا۔ اسے دیکھ ایمل مسکراتی ہوئی اسکی گود میں بیٹھ گئی۔

ارے یار کام کر رہا تھا میں... اسکی کمر کے گرد بازو کستا وہ بولا۔

اچھا چلیں کوئی بات نہیں آپ کام کر لیں میں بعد میں آ جاؤں گی۔

ایمل اسے بولتی واپس اٹھنے لگی تو ضاویار نے اسے مضبوطی سے پکڑ لیا۔ نہیں

اب موقع ہے تو جانے تھوڑی نہ دوں گا اور ویسے بھی آجکل تم ہاتھ کدھر

آتی ہو... ضاویار نے اسکے گال چومتے ہوئے کہا

.. ضاویار وہ ناں ہمیں آپ سے کچھ کہنا ہے

اسکی شرٹ کے بٹن کے ساتھ کھیلتی وہ اس اے اپنی بات منوانا چاہتی تھی

کیا بات؟؟

وہ ناں ہم سوچ رہے تھے کہ ہم کچھ دن بعد آپکے پاس شہر آجائیں گے
... ابھی ناں ہم

نہیں جی ایسا سوچنا بھی مت... تم میرے ساتھ ہی پر سوں جا رہی ہو اور آج
. ماما بھی مجھے بول رہی تھی کہ پر سوں ایمیل کو ساتھ لے کر جانا
. ضاویار اسکی گردن پہ بائیٹ کرتا اپنی بات کر گیا

ضاویار پکیز ناں... پکو پتا ہے ناں اب کائنات بھی آگئی ہے اور وہ بہت اچھی
ہے آپکی پتا ہے میں اور وہ بہت اچھی دوست بھی بن گئی ہیں. اور وہ تو ابھی
اس گھر میں صرف مجھ سے ہی اٹیچ ہے تو ایسے میں میں اسے اکیلا کیسے
... چھوڑوں

. وہ بھی اپنی بات پہ قائم تھی

ہاں یہ تو ہے آج ماما نے بھی ڈائینگ ٹیبل پہ اس سے بہت برے طریقے
سے بات کی. بھائی بھی کچھ نہیں بولے. میں بولتا پر جانتا تھا ماما نے اپنی غلطی
. ماننے کے بجائے الٹا مجھے ہی سناپی تھی اسی وجہ سے میں بھی خاموش ہی رہا

ضاویدار کو بھی زلیخا بیگم کا رویہ اچھا نہیں لگتا تھا

ہاں ناں تبھی میں ایک دو ہفتے یہاں رکنا چاہتی ہوں اسکے پاس تب تک وہ

یہاں اچھے سے ایزبیلی ایڈجسٹ بھی کر پائے گی

ایمل نے اسکے ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا کیونکہ اب اسکے ہاتھ بہت معنی خیز

حرکت کر رہے تھے

چکو ٹھیک ہے پر میں۔ تمہیں صرف چار دن کا وقت دوں گا اسکے اگلے دن

ہی تم خان بابا کے ساتھ میرے پاس اجائو گی اور اب اس بات پہ بالکل بحث

نہیں ہو گی

اسے منہ کھولتا دیکھ ضاویدار نے ٹوکا

ایمل بھی جانتی تھی زیادہ دن کا بولا تو یہ چار دن بھی کینسل ہو جائیں گے

ٹھیک ہے پر پہلے تو آپ میرے وہاں آنے سے تنگ ہوتے تھے اور اب

میرے بغیر دل نہیں لگ رہا

ایمل نے مسکراتے ہوئے کہا

بس کیا کریں اب آپکے ساتھ ایسا دل لگا ہے کہ ہی اور دل لگتا ہی نہیں ہے
ضاویار نے اپنی شرٹ کے بٹن کھولتے ہوئے کہا

... ضاویار کوئی آجائے گا اس وقت نہیں

ایمل نے اس کے ارادے دیکھ اس کہا

... ششش.. اب اور مت بولنا تم نے رات کو بھی میری نہیں سنی

اسکی ٹانگوں کو اپنی کمر کے گرد لپیٹا وہ اسکے ہونٹوں کو اپنے ہونٹوں میں

لیتا چوسنے لگا... ایمل نے بھی اپنے بازو اسکے گلے کے گرد لپیٹ لیے

..... وہ اسے تھاتا بستر پہ لے آیا

شمس صبح سے نجانے کہاں چلا گیا تھا۔ صبح ناشتے کے بعد وہ کسی ضروری کام

سے گیا تھا اور پھر شام ہونے کو آئی تھی وہ ابھی تک واپس نہیں آیا تھا

ہما صبح سے بہت بور ہو رہی تھی۔ اسے شمس نے ایک نیا فون لا کر دیا تھا تاکہ وہ جب فری ہو تو اسے استعمال کر لے کچھ دیر تو وہ اس کے ساتھ لگی رہی پر اب دل بہت پریشان سا ہو رہا تھا۔ حویلی میں تو وہ زیادہ ٹرایمل کے ساتھ رہتی تھی پر اب وہ خود کو بہت اکیلا محسوس کر رہی تھی۔ کائنات سے مل کر اسے خوشی ہوئی تھی کہ کم سے کم اسکا کوئی سا تھی تو ایسا پر اب تو کائنات بھی حویلی چلی گئی تھی۔

وہ اب بس یہی سوچ رہی تھی کہ ایمیل اور کائنات کتنا انجوائے کر رہی ہوں گی۔

اسکی نظر شمس کی پوٹریٹ پہ پڑی تو رات والا سین یاد آیا۔ اب اسے خود احساس ہو رہا تھا کہ شمس کو اس نے شاید بہت انتظار کروایا ہے۔ پر اب وہ کیا کر سکتی تھی۔ اس کی بے بسی یاد آ کر تھوڑی ہنسی بھی آئی۔ پر جب بھی اس کے قریب آنے کا خیال آتا تو چہرہ شرم سے لال ہونے لگتا۔

وہ ان تین چار دنوں میں خود کو تیار کر رہی تھی کہ وہ شمس کی قربت برداشت کر سکے.... ابھی وہ یہی اب سوچ رہی تھی جب اچانک نیچے اے کسی عورت کی آوازیں انا شروع ہو گئی۔ وہ عورت کافی اونچی آواز میں گوہر صاحب سے باتیں کر رہی تھی

ہمارے کچھ دیر تو کمرے میں ہی رہی پھر کچھ سوچتی نیچے آئی جہاں گوہر صاحب کے ساتھ ایک عورت بیٹھی تھی اور اسے کے بالکل سامنے ایک پیچ رنگ کے لباس میں ایک لڑکی بیٹھی مسکرا رہی تھی

!!!... ہمارے اسے دیکھا تو اسکی نظر بھی ہمارے پڑی۔ السلام علیکم

ہمارے انکے پاس جاتے ہوئے کہا

ارے بھائی صاحب یہ چھوٹی سی لڑکی کون ہے.. وہاں بیٹھی اس بڑی

عورت نے اسکا گہری جائزہ لیتے ہوئے کہا

... ارے ناظمین یہ میری بہو ہے ہمارے شمس شاہ

گوہر صاحب کے بتانے ہمانے انکے چہرے کا بدلتا ہوا رنگ دیکھا اور سب سے بڑی بات اس لڑکی کا منہ تو حیرت سے کھل گیا تھا

ہمانے یہ بات بہت نوٹ کی تھی

بھائی صاحب کیا آپ مزاق کر رہے ہو!؟؟

ناظمین کو پتا تھا کہ گوہر صاحب اس سے مزاق نہیں کرتے پر پھر بھی

... نجانے وہ کیوں پوچھ گئی

ارے ناظمین مزاق کیسا... بس دراصل شمس کا تو تمھیں پتا ہے اسے ہما

پسند آئی تو اس نے نہ اُودیکھا نہ اتاؤ بس ہما سے شادی کر لی

پر بھائی صاحب ایسا کیسے ہو سکتا ہے!؟؟؟

اس عورت کی آواز میں اب غصہ بھی شامل تھا.. گوہر صاحب نے خود بہت

نوٹ کیا

کیا مطلب ناظمین ایسا کیسے ہو سکتا ہے.. شمس کی شادی کی عمر تھی اس نے
کر لی شادی ہاں ابھی تک یہ بات ہم نے اٹوٹ نہیں کی پر بہت جلد ولیمے کا
فنکشن رکھا جائے گا

گوہر صاحب نے اپنی طرف سے بات کلیر کر دی.. م- میرا مطلب ہے
بھائی صاحب کے آپ نے شمس کی عمر دیکھی ہے.. وہ کہاں اور یہ بچی
.. کہاں

ناظمین نے جلدی سے بات کو سنبھالا

ہاں یہ بات تو تمھاری ٹھیک ہے ناظمین پر کیا کریں شمس کی پسند کی بات
تھی اور پسند کسی کی عمر کو دیکھ کر تھوڑی نا کیا جاتا ہے.. اور ماشاء اللہ مجھے یقین
ہے میرا بیٹا ہمارا بہت خیال رکھے گا

جی بھائی صاحب ویسے آپ کی نہیں لگتا کہ ابھی یہ چھوٹی ہے اور پکا بھی تو
ماشاء اللہ سے ایک ہی بیٹا ہے تو گھر کی ذمہ داریاں تو اب اسی نے سنبھالنی

ہیں۔ تو کیا یہ سب ز مہداریاں سنبھال لیں گی... ناظمین نے بے بسی سے
کہا اسکا دماغ یہ سب برداشت ہی نہیں کر پارہا تھا

اسے تو لگا تھا کہ شمس کے لیے گوہر صاحب ائمہ اسکی بیٹی کا رشتہ لیں گے
... پھر ہما کیسے بیچ میں آگئی۔ اور اب تو شادی بھی ہو گئی ہے

ارے ناظمین فکر کیوں کرتی ہو۔ مجھے پورا بھروسہ ہے کہ میری بیٹی ہما اپنی
ہر ز مہداریاں سنبھال لے گی۔ انھوں نے مسکراتے ہوئے ہما کو دیکھ کر کہا

انکی محبت پہ ہما بھی مسکرائی۔ واقعی اسے بہت اچھا باپ جیسا سر ملا تھا
مجھے امید ہے بھائی صاحب.. چلیں باتیں تو ہوتی رہیں گی ابھی ہم کچھ دیر
آرام کریں گے.. ناظمین کو پتا تھا کہ اگر تھوڑی دیر اور وہ یہاں بیٹھی تو کہی
غصے اور نفرت میں کچھ لٹا سیدھا نہ بول دیں تبھی ان سے اجازت لیتی اپنے
کمرے میں چلی گئی۔ وہ گوہر صاحب کی دور کی رشتہ دار تھی پر ہمیشہ حق
ایسے جماتی تھی جیسے انکا سگا بھائی ہو۔ گوہر صاحب اسے انکی محبت سمجھتے تھے
تبھی انھیں اپنی بہنوں کی طرح ہی محبت کرتے تھے

امی آپ نے تو کہا تھا کہ آپ شمس سے میری شادی کروائیں گی پھر یہ لڑکی
...کیسے اس سے شادی کر سکتی ہے

. آئمہ کمرے میں آتے ہی چلائی تھی

او کمبخت آہستہ بول... میرا تو دل ہی بیٹھ گیا ہے یہ بھائی صاحب نے کیا
کیا.. بلکہ بھائی صاحب نے یہ تو شمس نے خود کیا. مجھے ہمیشہ لگا کہ وہ تیرا
رشتہ لیں گے تبھی تیرے اتنے اچھے اچھے رشتے میں نے ٹھکرا دیے پر اب
. دیکھ کیا ہو گیا

اس شمس کو اتنا خیال بھی نہیں آیا کہ وہ لڑکی اس سے کتنی چھوٹی ہے. اب
. میں کیا کروں میرا دل تو رونے کا کر رہا ہے

امی آپ کیسے رو سکتی ہیں مجھے نہیں پتا آپ نے کسی طرح بھی شمس کو میرا
...کرنا ہے

. آئمہ اسکی باتیں سن غصے سے بولی

اچھا تو فکر نہ کر اتنی آسانی سے میں اس لڑکی کو اس سب پہ قبضہ تو نہیں
کرنے دوں گی

عربوں کھربوں کی مالکن میں اسے تو نہیں بننے دینے والی اور وہ شمس تو
اکلوتا اتنا امیر کبیر ہے... اسے کسی بھی بات کی سمجھ لگے بغیر مجھے اس لڑکی کو
گھر سے بے دخل کرنا ہوگا

پر امی یہ کیسے ہوگا مجھے تو لگا تھا اس بار آپ ماموں سے میری بات کریں گی
.. اتمہ روتے ہوئے وہی بستر پہ بیٹھ گئی

اس نے ہمیشہ سے شمس کو سوچا تھا۔ شمس کی بڑھتی عمر کو لے کر وہ ہمیشہ یہی
سوچتی کہ بے شک شمس تیار نہیں ہے پر اس کی ماں ضرور کسی نہ کسی طرح
شمس کا اور اس کا رشتہ کروادیں گی اور اس بار تو وہ دونوں ماں بیٹی آئی بھی اسی
امید سے تھی پر شمس کی شادی اس کا بری طرح دل توڑ گئی تھی ہر وہ بھی ہار
ماننے والوں میں سے بالکل نہیں تھی

وہ دونوں اس بات سے بالکل بے خبر تھی کہ ہمارے وازے کے باہر کھڑی
ان کی مکمل گفتگو سن چکی ہے... ہمارا منہ حیرت سے کھل گیا تھا۔ ان دونوں
ماں بیٹی سے ایک نفرت سی محسوس ہوئی اور وجہ شمس تھا۔ ہنہ تم لوگوں کی
... خوش فہمی ہے کہ میں اپنا شوہر تم لوگوں کو ہتھیانے دوں گی

وہ انکا بیگ وہی چھوڑتی اپنے کمرے میں چلی آئی۔ اسکا دل بہت بے چین ہو
گیا تھا۔ اسے ایسا لگ رہا تھا کہ کوئی اس سے شمس کو چھین لے گا۔ ناچاہتے
ہوئے بھی اسے رونا رہا تھا۔ کیونکہ وہ جتنا بھی بولتی وہ کبھی بھی اتنی تیز
نہیں ہو سکتی تھی کہ ان ماں بیٹی کا مقابلہ کر سکے۔۔۔۔۔ سوں سوں کرتی وہ
.... وہی بستر پہ بیٹھی اب اپنے اور شمس کے بارے میں سوچنے لگی



کائنات کی آنکھ کھلی تو اسکے سر بہت تھوڑا بہت درد تھا۔ اس نے خود لکاسا
آٹھ کر دیکھا تو دانیال سامنے صوفے پہ بیٹھا اپنا آفس کا کام کر رہا تھا۔ اسے
دیکھ کائنات کو غصہ آیا پر وہ خود پہ قابو پاتی آٹھ گئی
وہ واشر و م چلی گئی۔ اسے اٹھتے دیکھ دانیال بھی اپنا کام سمیٹنے لگا۔ وہ منہ ہاتھ
دھوتی باہر آئی۔ تو دانیال اب بھی اپنا کام کر رہا تھا
.. دانیال مجھے اپنے گھر جانا ہے
اسکی بات پہ دانیال نے آبر و اچکائی
تمہارا گھر اب یہی ہے... وہ کھڑا ہوتا اسکی آنکھوں میں دیکھ کر بولا
اسکی بات کا کائنات مطلب سمجھ چکی تھی
مجھے بابا کے گھر جانا ہے۔ میرے پاس کوئی چیز نہیں ہے مجھے اپنا سامان لینے
جانا ہے پلیز مجھے وہاں چھوڑ آئیے.. وہ نظریں جھکائے اپنی بات کرتی مڑنے
... لگی جب اسکی کلائی دانیال نے تھامی

اتنا گیا گزرا سمجھ رکھا ہے کہ تمہیں سامان تک نہیں دلا سکتا جو مجھے بول
رہی ہو کہ تمہیں تمہارے باپ کے گھر سے سامان لینے جانا ہے.. دانیال
.. نے اسکی کلائی ہلکی سی موڑی

اہہ.. دانیال چھوڑیں مجھے درد ہو رہا ہے... اسکی آنکھوں میں اپنی آنسو
بھری آنکھیں ڈالے وہ اپنی تکلیف کا بتانے لگی

پہلے میری بات کا جواب دو... دانیال نے اسے اپنی طرف کھینچے ہوئے کہا
افسوس ہے مجھے اپنی سوچ پہ... اگر اتنا ہی احساس ہے تو آپ مجھے میرے
کہنے کے بغیر بھی تو مجھے سامان لا کر دے سکتے تھے ناں... اپنا حق وصولنا پکو
یاد رہا پر کاش پکو یہ بھی یاد رہتا کہ ایک بیوی کی کچھ ضروریات بھی ہوتی ہیں
.. اسے سامان بھی چاہیے ہو گا

ناچاہتے ہوئے.. بھی کائنات نے رات کا زکر کر دیا.. اوو.. تو تم اس رات
والے حق کی بات کر رہی ہو.. تمہیں کیا لگا کہ وہ سب میں نے تمہاری
... محبت میں کیا... ہا ہا ہا.. بڑی ہی معصوم ہو

دانیال کی بات پہ کائنات نے حیرت اور سوالیہ انداز سے اسے دیکھا۔ اسکا دل
... زور سے دھڑک رہا تھا

وہ سب میں نے صرف اپنے باپ کے کہنے پہ کیا کیونکہ ان کے مطابق میں
اس خاندان کا سب سے بڑا بیٹا ہوں تو خاندان کا پہلا بچہ بھی مجھ سے ہی ہونا
چاہیے.. وہ سب مجبوراً میں نے بابا کی خواہش کے لیے کیا ورنہ یقیناً جانو
.... مجھے تمہارے قریب آنے میں رتی برابر بھی کوئی دلچسپی نہیں

دانیال کق نہ جانے کیا ہوا یا کیا سوجی جو وہ اسکی ذات پہ اتنا بڑا کوڑا مارتا
.... جھوٹ بول گیا

اسکی بات کائنات کے دل کے ہزاروں ٹکڑے کر گئی... وہ ایسا کبھی سوچ
بھی نہیں سکتی تھی شاید ایسا وہ خواب میں بھی تصور نہیں کر سکتی تھی کہ
.. دانیال اس کی ذات پہ اتنی بڑی بات کر سکتا ہے

دانی-ا-پ-ج-جھ- جھوٹ بول رہے ہیں ناں و-ور نہ آپ تو مجھ سے بہت
محبت کرتے ہیں آپ تو کبھی میرے ساتھ ایسا نہیں کر سکتے.. ہچکیاں لیتی وہ

یہ سوال کرنے لگی بات کرتے ہوئے۔ اسکا گلہ بار بار درد کر رہا تھا۔

.. آنکھوں سے الگ آنسو بہہ رہے تھے

نہیں میں جھوٹ ہر گز نہیں بول رہا یہ بالکل سچ ہے ہاں میں نے اس دن
تمہیں طلاق نہیں دی پر یقین کرو میں صرف بچے کی چاہ میں تمہارے
... قریب آیا ہوں

.دانیال نے اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے سفاکی سے کہا

... کائنات بیٹھی رونے لگی

اسکائیوں رونا دانیال کو تکلیف دے رہا تھا پر خود پہ کنٹرول کرتا وہ کمرے سے
باہر چلا گیا۔ اس کا جانا تھا کہ کائنات پھوٹ پھوٹ کر رودی... نجانے
دانیال کے دماغ میں کیا چل رہا تھا وہ پتا نہیں کیا چاہتا تھا نجانے کیوں وہ اسے
بار بار رلاتا تھا پر جو بھی تھا دانیال اب کوئی بات سوچ چلا تھا..... دانیال
.. گھر میں موجود سٹڈی روم میں چلا گیا

.... تھوڑی دیر تک لپچ کر کے وہ سونے کا ارادہ رکھتا تھا



سلطان صبح سویرے آفس آیا تھا اور صبح اے قہ اور ماہرہ بہت مصروف
تھے۔ سلطان کی بہت ساری میٹنگز تھی کیونکہ دانیال نے بھی اپنی ایک دو
... میٹنگ اس کے زمرے لگائی تھی

ابھی دن کے وقت وہ فری ہوا تو وہ اور ماہرہ کہی جانے کے لیے چلے گئے۔ وہ
... دونوں ماہرہ کے بابا سے ملنے گئے تھے اور لہجہ وہی کرنے کا ارادہ تھا انکا
گاڑی ایک بہت ہی عالیشان گھر کے سامنے رکی.. سلطان گاڑی سے اتر اور
.. ماہرہ کی سائیڈ کا دروازہ کھولا

وہ دونوں گھر میں داخل ہوئے تو سامنے ہی ماہرہ کے بابا کسی آدمی سے کوئی
بات کر رہے تھے۔ ماہرہ کے بابا ایک بزنس مین تھے اور ان کے پاس بھی
.. بہت دولت تھی۔ پر ماہرہ شوق سے سلطان کی سیکٹری کی جاب کرتی تھی

ارے مائی ڈال اٹو اٹو... ماہرہ کو دیکھ اسکے بابا سے اپنے بازو اس کے لیے
کھول دیے

... ماہرہ ان کے بازو میں اسمائی... بآباد یکھیں آج آپ سے ملنے کون آیا ہے
ماہرہ نے سلطان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا.. سلطان کو دیکھ ار باز
... صاحب مسکرائے... ارے اٹو اٹو بر خوردار

ار باز صاحب سلطان کو جانتے تھے وہ ملک کے جانے مانے کاروباری آدمی
.. دائود چودھری کا بیٹا اور دانیال چودھری کا بھائی تھا

.. کیسے ہیں انکل آپ... سلطان ان کے گلے ملتے ہوئے بولا
میں ٹھیک ہوں بر خوردار اور تمھیں دیکھ کر مجھے اندازہ بھی ہو گیا ہے کہ تم
... یہاں کیوں آئے ہو

شکر ہے انکل پکو اندازہ ہو گیا ہے اب مجھے بولنے میں اتنی پراہلم نہیں ہو
گی...

... سلطان نے ہنستے ہوئے کہا

...ہاں یہ بات تو ہے پر تمہارا انٹرویو پھر بھی سارا ہوگا

...جی جی ضرور دونوں باتیں کرتے ہوئے صوفے پہ بیٹھ گئے

...اور بتائوں دائود صاحب کیسے ہیں اور باقی سب بھی ٹھیک ہیں ناں

انہوں نے چائے کی چسکیاں لیتے ہوئے کہا

جی انکل سب ٹھیک ہیں۔ بابا سے میں نے آپ کے ریلیٹڈ بات بھی کی تھی

.. بڑی تعریف کر رہے تھے آپ کی

...سلطان بھی باتوں میں لگ گیا

ارے تعریف کے لائق تو بس اللہ کی ذات ہے اور جہاں تک کاروبار کی

بات ہے تو تمہارا باپ اور بھائی کسی کو آگے ہونے دیں تو ہم بھی کچھ بڑا

...کرنے کا سوچیں

انکل اس معاملے میں میں بھی بے بس ہوں یہ بات تو آپ کی ٹھیک ہے

سلطان بھی ہنسا.... دونوں کافی دیر باتیں کرتے رہے اس بیچ ماہرہ بھی ان

سے باتیں کر رہی تھی وہ بہت خوش تھی آخر جس کو اس نے چاہا وہ اسے

جلد ہی ملنے والا تھا کیونکہ ان سب باتوں میں سلطان زیادہ بات اسکی اور اپنی شادی کی ہی کر رہا تھا جس سے صاف اندازہ ہو رہا تھا کہ اسے شادی کی کتنی جلدی ہے... ار باز صاحب نے بھی اسے مثبت جواب دیا تھا بس اس سے.... ایک دو ہفتوں کا وقت مانگا تھا

او کے انکل پھر ملاقات ہوگی.. انکے گلے ملتا وہ نکلنے کی اجازت مانگنے لگا.. ضرور بر خور دار اور بے فکر رہو ماہرہ میرے پاس تمھاری امانت ہے مجھے اندازہ ہے کہ تم اس اے بہت محبت کرتے ہو اور اس کے لیے کچھ بھی کرو گے... کچھ بھی مطلب کچھ بھی

ار باز صاحب کی بات پہ سلطان کو تھوڑا عجیب تو لگا ہر وہ جی انکل کہتا ان سے اجازت لیتا گھر کے لیے نکل گیا کیونکہ اب اسے حوریہ کو ڈاکٹر کے پاس بھی لے جانا تھا

وہ ڈرائیو کرتا واپس جا رہا تھا۔ راستے میں وہ بار بار یہی بات سوچ رہا تھا کہ
ار باز صاحب نے دو ہفتوں کا وقت کیوں مانگا تھا اور ایسی بھی کیا بات تھی جو
وہ بار بار یہی بول رہے تھے کہ ماہرہ کے لیے تم کچھ بھی کر لو گے
... خیر پتا نہیں کیا بات ہے وہ کندھے اچکا تا گاڑی کی رفتار بڑھا گیا
.. کچھ دیر تک وہ گھر پہنچ چکا تھا

... اس کے کہنے کے مطابق حوریہ لنچ کے بعد تیار بیٹھی تھی
شکر ہے آج تم تیار ہو چکی ہو چلو اب تمہیں ڈاکٹر کے پاس لے کر چلتے
ہیں...

اسے کمر سے تھا ماوہ اس کے ہونٹوں کو اپنے ہونٹوں سے جوڑ گیا
آج لگتا ہے آپ بہت مصروف تھے۔ حوریہ نے اس کے کندھے پہ ہاتھ
رکھتے ہوئے کہا۔

بس نہ پوچھو بیگم میرے دونوں بھائی اللہ پوچھے ان سے خود اپنی اپنی
.. بیگموں کے ساتھ مزے کر رہے تھے اور مجھے کام پہ لگایا ہوا تھا

سلطان نے اسکی گود میں اپنا سر رکھتے ہوئے کہا... حوریہ بیڈ کے ساتھ تکیے
... لگائے تھوڑا سا لیٹی ہوئی کیفیت میں تھی

اچھا تو اسی لیے آپ بھی اپنی بیگم کے پاس گئے... حوریہ نے اسکے بالوں
... میں اپنی نرم انگلیاں پھیرتے ہوئے کہا

ہاں میں نے کہا میں کیوں کسی سے پیچھے رہوں اور ان دونوں کو بھی تو بتانا
... ہے کہ کتنی کوشش کر لو پر تم دونوں نے پہلے تایا ہی بننا ہے.. سلطان ہنسا
.. سلطان جی کتنی غلط بات ہے.. حوریہ نے شرماتے ہوئے کہا

... ارے کیوں غلط بات ہے اور شرم کیوں رہی ہو.. ابھی تو کچھ کیا ہی نہیں
سلطان نے اسکے سینے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے کہا... سلطان جی نہیں کریں کچھ
شرم کر لیں اب آپ بابا بننے والے ہیں.. اسکے ہاتھ کو اپنے سینے سے ہٹاتی
.. وہ شرماتے ہوئے کہنے لگی

واہ میڈم بڑے مان سے کہہ رہی ہو کہ پاپا بننے والے ہیں جیسے تم نے ہی بنایا
ہے پاپا... اگر تمھاری طرح رہتا یوں شرم کرتا تو کل ہی بن جانا تھا میں نے
... باپ

اور شرم کیوں کرو شرم کرتا تو آج تم یوں پر اٹوڈ فلی تھوڑی نہ بولتی کہ آپ
... پاپا بننے والے ہیں

ہاں تو آپ کی پاپا تو میں ہی بنا رہی ہوں ناں.. اس نے منہ بسورا.. یہ سلطان کی
... ہی محبت کا نتیجہ تھا کہ وہ ایسے بول لیتی تھی

تم نے بنایا... ہر بار تو بس کریں بس کریں کارٹ لگایا ہوتا تھا اور بول کیسے
... رہی ہو

... سلطان نے اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بے شرمی سے کہا

... اسکا یوں بولنا حوریہ کا چہرہ شرم سے لال کر گیا

ہٹیں بس ہمیں آپ اے بات نہیں کرنی... وہ اپنی شرم کو غصے میں دبانے
... لگی

...اچھاناں سوری چلو اب مجھے بات کرنے دینی سے

...اسکے پیٹ پہ اپنے کان رکھتا وہ کچھ کچھ باتیں کرنے لگا

حوریہ ان خاص پلوں کو جی رہی تھی... سلطان سے اس کی محبت دن بدن

.. گہری اسے گہری ہوتی جا رہی تھی

وہ اسکی باتوں پہ ہنسی تو کبھی شرماتی... وہ دونوں اس وقت ایک بہت ہی

پیارے کیل لگ رہے تھے..... کچھ دیر تک و

وہ اسے ڈاکٹر کے پاس لے گیا... ڈاکٹر نے اسے اچھی خوراک کھانے اور

کچھ ایکس سائز بتائی تھی.. سلطان اسے آئس کریم دلاتا واپس گھر لے آیا تھا

کیونکہ آج سودی کچھ زیادہ تھی... اس سردی کے موسم میں اس نے حوریہ

کی بے پناہ زد کی وجہ سے اسے آئس کریم دلانی تھی وہ بھی بہت مشکل سے

اسے آئس کریم ایک شاپ سے ملی تھی

..... واپسی کے راستے حوریہ بول رہی تھی اور سلطان سن رہا تھا

سلطان حوریہ کا چیک اپ کروایا لایا تھا۔ ڈاکٹر نے کچھ ہدایات دی تھیں اور
باقی انہوں نے سلطان کی ٹینشن کو کافی حد تک کم کر دیا تھا کہ ایرلی
پریگننسی حوریہ کے لیے کوئی خطرے کا باعث نہیں ہے۔ وہ ماں بن سکتی
ہے اور اس میں اسے بہت کوئی مشکلات نہیں آنی۔ سلطان اب کافی حد تک
ریلیکس ہو کا تھا۔ نجانے اس کے دل میں کیا تھا۔ شاید وہ حوریہ کو پسند کرتا تھا
اور اس کے دل میں شاید ماہرہ کے لیے بھی جگہ تھی۔ وہ حوریہ کے بارے
میں کسی کو نہیں بتانا چاہتا تھا اور ماہرہ کو وہ خاندانی بیوی کے طور پر دنیا کے
... سامنے رکھنا چاہتا تھا۔ یا پھر بات کچھ اور تھی

حوریہ شاور لینے گئی تھی جبکہ سلطان اپنا لپ ٹاپ کھولے بیٹھا تھا کہ اچانک
... اس کے فون پہ میسج کی بیپ ہوئی

کہاں ہو! ???

یہ میسج دانیال کا تھا... اسکایوں میسج کرنا سلطان کو تھوڑا شک میں مبتلا کر گیا...

بھائی آفس سے فری ہو کر اپنے ایک دوست کے گھر گیا تھا اور وہاں سے.. واپس ابھی اپنے دوستوں کے ساتھ ہوں

سلطان کے جواب پہ دانیال مسکرایا.. کس دوست کے گھر گئے ہوئے تھے.. دانیال کا پھر سے میسج آیا

.. بھائی ہے ایک دوست اس سے کچھ کام تھا

اچھا تو ماہرہ کو میں لڑکی سمجھ رہا تھا.. سلطان کے میسج کے ساتھ ہنسنے والا... ایمو جی بھی تھا

... جاسوس

.... سلطان نے بھی ہنستے ہوئے ایمو جی بھیجا

.. سامنے سے دانیال کی کال آنے لگ گئی

.. بھائی آپ اپنی میریڈ لائف کو چھوڑ کر میری جاسوسی کر رہے ہو کیا

سلطان نے کال اٹھاتے ہی شکوہ کیا

کیا کریں جب چھوٹا بھائی نکما ہو تو بندے کو خود ہی احساس کرنا پڑتا ہے

دانیال بھی اسکا بھائی تھا

بھائی نکلا کہ ہر سے آج تو میں نے گدھوں کی طرح کام کیا ہے آپ کو پتا

ہے آپ کی آج کی آدمی میٹنگز میں نے اٹینڈ کی ہیں

.. سلطان یہ تو اچھی بات ہے کل ساری تم اٹینڈ کرنا

بھائی یار کیا ہو گیا ہے.. مجھ سے نہیں ہوتا اتنا کام اور اوپر سے آپکے کلائینٹ

مجھ سے تو مطمئن ہی نہیں ہو رہے تھے بڑی مشکل سے مطمئن کیا تھا۔ بار

.. بار اپکا پوچھ رہے تھے۔ یہ بھائی اپکا کام ہے اور آپکی ہی سانچھے

سلطان نے چڑتے ہوئے کہا

نومانی بوائے اب تم نے بھی بزنس کو ہینڈل کرنا ہے کیونکہ اب تم جوان ہو

گئے ہو اور آجکل تو ماشاء اللہ گھر والوں کو بتائے بغیر خود اپنے رشتے تو کر

رہے ہو تو ظاہر ہے اب شادی کے بعد تمہاری بیوی تمہیں گھر تو تھوڑی نا
.. بٹھائے گی

دانیال نے لیپ ٹاپ پہ کسی کو میل بجھتے ہوئے اسے سمجھایا
یار بھائی کیا ہے یار.. چلو میں کوشش کروں گا اور بابا کو اس بارے میں ابھی
.. نہ بتانا پلیز بڑی مہربانی ہوگی
سلطان نے ریکویسٹ کی

چلو ٹھیک ہے نہیں بتانا ماہرہ کو میں نے بول دیا ہے کہ کل میں خود انوں گا
اور تمہاری اور میری کچھ کمپائن میٹنگز ہیں تو اس اے اس کی انفارمیشن
... کے کر تم کل کی میٹنگز کے لیے تیار رہنا
... اوکے بھائی

سلطان سے بات کرنے کے بعد دانیال فون بند کرتا وہی چھوڑنے لگا جب
.. کائنات کمرے میں داخل ہوئی

.. وہ واشروم چکی گئی تو دانیال بھی جلدی سے اپنا کام سمیٹنے لگا

.. ابھی وہ واشروم سے منہ پوچھتی باہر آئی تو انکے دروازے پہ دستک ہوئی
دن کے بعد وہ ایمیل کے پاس چلی گئی اور سارا دن وہ اسی کے ساتھ تھی کھانا
بھی دونوں نے مل کر کھایا تھا۔ اسکا دانیال کا سامنا کرنے کا بالکل بھی دل
.. نہیں تھا۔ ابھی بھی اس نے ایمیل کے کپڑے پہنے ہوئے تھے

.. کم ان... دانیال نے مصروف سے انداز میں کہا
... تو ایک ملازم بہت سارے شاپنگ بیگ لیے کمرے میں داخل ہوا
اسکے پیچھے ایک اور ملازم بھی تھا۔ اسکے ہاتھ میں بھی شاپنگ بیگ تھے
.. کائنات اس سامان کو دیکھ حیران ہوئی
سارا کچھ اگیا کیا؟؟؟

.. دانیال نے پہلے آنے والے ملازم سے کہا
.. سر کچھ سامان اور رہتا ہے.. وہ سر جھکائے بولا
... اوکے تو وہ سب بھی یہاں چھوڑ دو

دانیال کی بات پہ ملازم باہر چکے گئے تھے اور پھر سے واپس آئے تو دوبارہ
.. انکے ہاتھ شاپنگ بیگز سے بھرے ہوئے تھے

یہ سارا سامان دانیال نے آئن لائن آرڈر کیا تھا اور سختی تھے بولا تھا کہ ساتھ
آٹھ گھنٹوں میں یہ اسکے گھر پہنچ جانا چاہیے۔ یہ ایک مال سے سامان آیا تھا جو
.. کہ اسی گاہکوں کے قریب تھا تبھی سارا سامان اس وقت پہنچ گیا تھا
.. وہ سامان چھوڑتے کمرے سے نکل گئے

یہ تمہارے لیے میں نے تمہاری ضرورت کا سامان آرڈر کیا تھا دیکھ اور اور
.. جو جو کچھ کم ہے مجھے بتادو

.. دانیال نے کائنات کو دیکھتے ہوئے کہا

اسکی بات سنتی کائنات بیٹھی شاپنگ بیگ دیکھنے لگی.. کمرے کا کافی سارا حصہ
.. شاپنگ بیگز سے بھر گیا تھا

کائنات نے سب سے پہلا بیگ کھولا تو اس میں بہت مہنگے برینڈ کی سینڈلز
تھی.. ساتھ میں شوزز بھی تھے... ایسے ہی دانیال نے اسکے لیے بہت

ساری جیولری کا سیمیٹیکس اور کپڑے منگوائے تھے۔ کچھ سوٹ تو بہت
ہیوی تھی اور کچھ سوٹ تھوڑے ہلکے تھے مطلب کہ ان پہ اتنا کام نہیں ہوا
تھا۔ اسے دانیال کی پسند بہت پسند آئی تھی ہر چیز بہت پیاری تھی۔ ایک بیگ
جو کہ شاید سیکنڈ لاسٹ بیگ تھا جب اس نے اسے کھولا تو ایک پل کو چہرہ
بالکل لال ہو گیا۔ اس نے کچھ جھکتے ہوئے دانیال کی طرف دیکھا تو وہ بھی
اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

اس نے ہڑبڑاتے ہوئے سامان واپس ڈالا۔ اس میں اس کے انر تھے
دانیال کی نظریں کب سے اسی پہ تھی۔ وہ جانتا تھا کہ اسکا ریکشن کچھ ایسا ہی
ہونا ہے۔

اچھے سے دیکھ لو کہ میں نے سہی سائز منگوا یا ہے ناں کیونکہ مجھے رات کو
.. تمہارے سائز کا اندازہ ہو گیا تھا

اسکا لال چہرہ دیکھتے ہوئے دانیال نے بے باقی سے کہا

کائنات نے شرم سے لال ہوتے چہرے سے سامان واپس ڈالنا شروع کر دیا۔ وہ صبح سارا سامان الماری میں سیٹ کرنے کا ارادہ رکھتی تھی۔ ان میں موجود نائٹ سوٹ جو کہ بہت کمفرٹیبیل تھا وہ کائنات نے نکالا اور واشروم کی طرف جانے لگی۔ اس کا شرم سے اتنا برا حال تھا کہ اس نے آخری بیگ کھولا ہی نہیں۔ دانیال کی نظریں اسی بہ تھی اور ون سے بچنے کے لیے اس نے جلدی سے چینج کرنا ہی مناسب سمجھا۔

.. رکو.... پیچھے سے دانیال نے آواز لگائی تو وہ رک گئی۔ پر وہ پلٹی نہیں۔ دانیال نے لیپ ٹاپ ٹیبل پہ چھوڑا اور اسکے پاس چلا آیا۔ ابھی یہ نہیں پہننا... دانیال اسکے ہاتھ سے سلیپنگ سوٹ لیتا اسے صوفے پہ اچھال گیا۔ پر مجھے نیند آئی ہے اور سونا بھی ہے... کائنات سے پھر سے وہ سوٹ لینا چاہا۔

نہیں مطلب نہیں... دانیال نے اسکا بازو زور سے تھاما.. اور وہ آخری بیگ نکالا اور اس میں سے جو چیزیں دانیال نے نکالی کائنات کا دل کیا کہ ہی بھاگ جائے

اس میں مختلف ڈیزائنز کی ٹائٹلز تھی

.. کائنات کو غصہ بھی آیا

.. چھی یہ سب آپ نے آرڈر کیا.. اپکو شرم نہیں آئی

اسکی بات سن دانیال نے اسے گھورا

اس میں شرم والی کیا بات ہے... بیوی کے لیے آرڈر کیا ہے کسی باہر والی کے لیے نہیں

بات یہ نہیں ہے کہ آپ نے یہ کس کے لیے آرڈر کیا بات یہ ہے کہ آپ نے اس طرح کی چیزیں خریدتے ہوئے ان ماڈلز کو بھی دیکھا ہو گا جنہوں نے یہ سب پہن کر نمائش کی ہوگی

... کائنات کی بات پہ دانیال ہنسا

اور تو میری بیوی جیلس ہو رہی ہے.. دانیال نے اسکی کمر کو پکڑ کر اسے اپنی طرف کھینچا.

چھوڑیں آپ سے میں نے کوئی بحث نہیں کرنے. اسکے سینے پہ ہاتھ رکھتی .. ہوا سے پیچھے دھکیلنے لگی

جائوان میں سے یہ پہن کے اٹو.. دانیال نے اسے ایک نائیٹ دیتے ہوئے کہا.

... یہ آپکی بھول ہے کہ میں یہ پہنوگی اور ایسا ویسا کچھ بھی ہوگا

. وہ اب ہر گز اسکے قریب نہیں جانا چاہتی تھی

... تم پہنوگی بھی اور ایسا ویسا کچھ ہوگا بھی

. دانیال نے اسکے ہاتھوں کو تھامتے ہوئے اپنے ہونٹوں سے لگایا

چھوڑیں مجھے... وہ اپنے ہاتھ چھڑانے لگی اس نے سوچا تھا کہ آج ایمیل کے

ساتھ رکوں گی پر ایمیل تو ضاویار کے پاس چلی گئی تھی اور وہ اسے کچھ بول

.. بھی نہیں پائی تھی

جائو پہن کراؤ... دانیال نے وہ نائیٹ اسکے ہاتھ میں دیتے ہوئے کہا..

... کائنات نے نفی میں سر ہلایا

کائنات تم ابھی میری ضد سے واقف نہیں ہو.. بس صرف ایک بات اور

بولوں گا جائو اسے پہن کراؤ.. اسکے ہاتھ میں تھا ماوہ کمرے کا دروازہ بند

.. کرنے لگا

کائنات ایک پل کو کانپ گئی۔ اسکی زد سے وہ واقف تھی پر پھر خود میں ہمت

جمع کرتی وہ اس نائیٹ کو نیچے پھینک گئی۔ دانیال دروازہ بند کرتا واپس مڑا تو وہ

نائیٹ اسکے پاؤں کے پاس گری... اور بس یہی دانیال کا ضبط جواب دے

گیا.. اس نے وہ نائیٹ اٹھائی اور غصے سے کائنات کے پاس آیا اور اسے

.. اٹھائے بستر پر لے آیا

دانیال چھوڑیں مجھے.. وہ اسکے سینے پہ مارتی خود کو چھڑانے کی کوشش کر

رہی تھی

اب تم دیکھو کہ میں کیسے تمہیں یہ نائیٹ پہناتا ہوں... دانیال کی بات پہ
.. کائنات کے چودہ طبق روشن ہو گئے

وہ تیزی سے ہاتھ مارتی دانیال کو روکنے لگی

دانیال نہیں پلینز چھوڑیں ایسا کچھ مت کیجئے گا پر دانیال نے غصے سے اسکی
چادر کو کھینچ کر اتارا

دانی نہیں پلینز... کائنات بس یہی بولے جا رہی تھی.. اسکی چادر اترنے پہ
دانیال کی نظر اسکی رعنائیوں پہ پڑی اور اسکا غصہ جھاگ کی طرح بیٹھ گیا ہر
اب بھی وہ اپنی زد پہ قائم تھا

کائنات کو ویسے بھی ایمیل کے کپڑے کھلے تھے کیونکہ ایمیل اس سے
جسمانی لحاظ سے کچھ حد تک موٹی تھی جبکہ کائنات بہت کمزور جسم کی مالک
.. تھی

دانیال نے اسکی کمر پہ ہاتھ ڈالتے ہوئے اسے ہلکا سا اٹھایا اور کمر سے زپ
کھول دی

کائنات اسے روکنے کی کر ممکن کو شش کر رہی تھی پر دانیال پہ تو ایک ضد
چڑی تھی۔

اسکی قمیض کندھے سے ہٹانے لگا تو اسکی نظر اپنے رات کے دیے گئے
نشانوں پہ پڑی۔

وہ جھکتا انھیں چومنے لگا۔

کائنات جان چلی تھی کہ اب دانیال لحاظ نہیں کرے گا تبھی وہ اسکی بات
سننے کے لیے تیار ہو گئی۔

دانیال میں یہ نائیٹ پہن لوں گی بلکہ ابھی پہنتی ہوں آپ پلیز مجھے جانے
دیں۔ اس نے دانیال کو پیچھے دھکیلنے ہوئے کہا۔

نہیں اب تمھیں اوکی بلکل ضرورت نہیں ہے بلکہ میں خود تمھیں پہنائوں
... گا اور ویسے بھی ہمارے درمیان کون سا پردہ

دانیال اتنا بولتا اسکی قمیض کھینچنے لگا۔

نہیں دانیال یہ ایمل کی ہے پلینز مجھے اسے کل یہ لوٹانے ہے.. اسے قمیض کو
پھاڑتا دیکھ کائنات نے اس کے ہاتھ پہ اپنے ہاتھ رکھتے ہوئے کہا.

دانیال نے پھر بہت آرام سے وہ قمیض اتاری

کائنات نت روتے ہوئے اپنے سینے پہ بازو باندھے.. دانیال نے اس کے ہاتھ
.. تھامتے ہوئے اسے پیٹ پہ بوسہ دیا

اور پھر اس کا ٹراؤزر بھی اتار دیا... وہ بالکل بے لباس ہو چکی تھی.. دانیال نے

اس کے لبوں کو اپنے لبوں میں لیا اور انھیں زور سے چوسنے لگا... اس کا ارادہ

.. اب تبدیل ہو چکا تھا وہ اسے کوئی نائیٹ نہیں پہنانا چاہتا تھا

دانیال پورا اسے جسم کو ڈھانپ چکا تھا.. دانیال نے اس کے نازک ہاتھوں کو

اپنے ہاتھوں میں لیا اور انھیں اپنی شرٹ جے بٹن کے رکھا

.. کھولوا انھیں... اس کے کان کے پاس سرگوشی کرنے لگا

دانیال پلینز... اس نے بھی روتے ہوئے سرگوشی کی

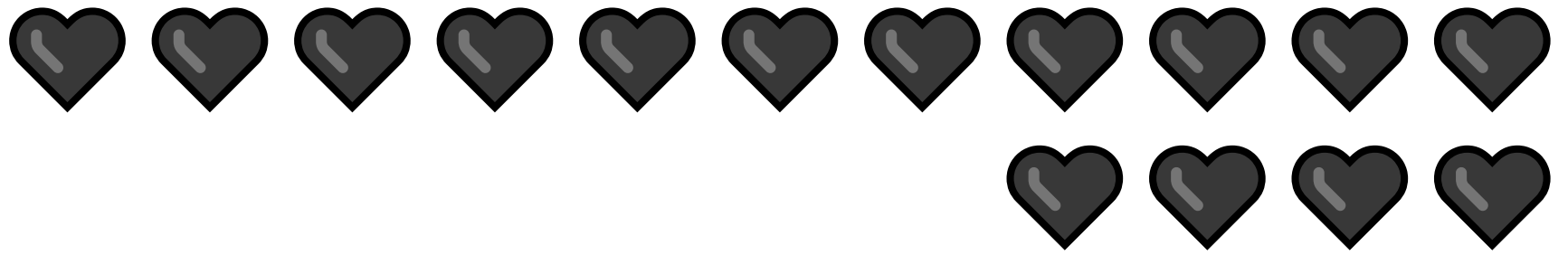
کھولو... دانیال نے پھر سے وہی الفاظ دہرائے تو کائنات روتی رہوئی اسکی
شرٹ کے بٹن کھولنے لگی۔ دانیال نے اپنی پوری شرٹ اس سے اترائی
تھی۔

... دانیال پلیز مجھے اب بھی تکلیف ہے میں دوبارہ نہیں پلیز
.. اس نے دانیال کے کان کے پاس سرگوشی کی
فکر نہ کرو میں بہت محبت سے سمیٹوں گا تمہیں... دانیال کی بات پہ وہ
... تھوڑا مطمئن ہوئی تھی

کچھ دیر تک دانیال اسکی گہرائیوں میں خود کو اتارتا خود کی اور اسکی جان ایک
کر گیا۔

کائنات کی چیخیں اسکے منہ میں ہی دب گئی تھی
... کائنات ساری رات اسکی شدتیں سہتی کبھی تڑپتی تو کبھی سسکتی
دانیال کا تو آج اسے چھوڑنے کا شاید ارادہ نہیں تھا جبکہ کائنات کا پورا جسم
.. پسینے سے بھیگ چکا تھا اور تھکن سے اسکا برا حال تھا

دانیال کو آخر اس پہ ترس آیا تو وہ رات کے تقریباً چار بجے دانیال اس سے
.... جدا ہوا اور اسکے پیشانی پہ بوسہ دیتا گلے لگائے سو گیا



ضاو یار کو شمس شام کے وقت گھر آیا تو سامنے ہی اسکی دور کی پھوپھی
ناظمین بیٹھی اپنی بیٹی سے بات کر رہی تھی۔ اسکی گاڑی کا ہارن سن کر ہما
بھی نیچے آگئی تھی

وہ سیڑھیوں پہ کھڑی تھی جب انھیں شمس ناظمین بیگم کے پاس جاتے
ہوئے دکھا۔ وہ بھی اسکے پاس جانے لگی

ارے پھوپھو آپ کب آئی۔ مجھے بتا دیتی میں آپکو لینے جاتا۔۔۔ اور کیسی ہیں
آپ؟؟

شمس نے ان کے پاس جاتے ہوئے کہا

.. ٹھیک ہوں اور تم مجھے اپنا کہاں سمجھتے ہو جو تمہیں میں اپنے آنے کا بتاتی

اسکے سر پہ پیار کرتی وہ اپنے گلے شکوے لے کر بیٹھ گئی

... ارے پھوپھو کیا بات ہوئی ہے ایسا کیوں بول رہی ہیں

.. شمس کو تھوڑی حیرت ہوئی تھی

آج آئی ہوں اور تمھاری بیوی دیکھی ہے.. بھائی صاحب نے بتایا کہ تم نے

شادی کر لی اور وہ بھی اپنی پھوپھو کو نہیں بتایا

.. انھوں نے منہ بناتے ہوئے کہا

وہ پھوپھو دراصل کچھ مجبوریوں کی وجہ سے ایسا ہوا اور نہ آپکو تو ضرور بلاتا

.. بس شادی اتنی ایمر جنسی میں ہوئی کہ کسی کو بلانے کی یاد ہی نہیں رہی

.. شمس نے معذرت کرتے ہوئے کہا

ارے میں کوئی کسی میں شامل تھوڑی ہوتی ہوا اور میں اس گھر کی فرد ہوں

.. چلو کوئی نہیں آپ میں آگئی ہوں ناں دھوم دھام سے ہم ولیمہ کریں گے

.. انھوں نے کچھ جانچتے ہوئے کہا

.. جی پھوپھو ضرور... شمس بھی مسکرایا

ارے میں تو بھائی صاحب سے بول رہی تھی کہ کل ہی ہم ولیمہ رکھتے ہیں
کیوں بہو... انھوں نے پیچھے کھڑی ہما کو بھی بات میں شامل کیا
شمس نے ایک نظر ہما کو دیکھا

وہ پھوپھو آجکل کچھ مصروفیات ہیں تو اسی وجہ سے میں نے اور بابا نے
ڈیساٹیڈ کیا ہے کہ چار پانچ دنوں بعد ہم ولیمہ رکھ دیں گے
شمس نے بات کرتے ہوئے ہما کو دیکھا

ناظمین بیگم اسکی بات پہ مسکرائی.. ارے کیوں نہیں بیٹا یہ بات تو آپ نے
... بالکل سہی کہی۔ چلیں جیسا مناسب لگے اپکو
.. جی پھوپھو میں چینج کر کے آیا پھر بات کرتے ہیں

شمس اپنے کمرے میں چلا گیا.. تو ناظمین بیگم بھی ہما کو اگنور کرتی اپنی
کمرے میں چلی گئی۔ انکا فون وہی رہ گیا تھا جس پہ کوئی کال کر رہا تھا ہما نے
دیکھا کہ فون تو وہ وہی پہ چھوڑ گئی ہیں بے شک فون بند ہو چکا تھا پر اب وہ

انکی باتیں سننا چاہتی تھی تبھی فون کے بہانے وہ انکے کمرے کے باہر چلی گئی۔

ناظمین بیگم ائمہ کو جگائے اچھے سے تیار ہونے کا بول رہی تھی

... ارے لکھ مردے سکتی ہوں دونوں کے بیچ کچھ نہیں ہوا

پر امی آپ اتنے یقین سے کیسے کہہ سکتی ہیں

ائمہ نے جمائی لیتے ہوئے کہا

ارے تیری ماں نے دنیا دیکھی ہے اڑتی چڑیا کے پر گن لیتی ہوں اور جس

طرح شمس نے بات گھمائی ہے ناں صاف نظر اڑھا تھا کہ ولیمہ اگے بڑھا رہا

ہے اور وجہ کچھ اور ہے۔ ارے تو خود بتا اتنا مصروف ہے کیا جو ولیمہ بے

لیے وقت نہیں نکال سکتا... ارے میں تو کہتی ہوں کہ اب ہم نے ان کے

بیچ کچھ بھی نہیں ہونے دینا۔ یہ میاں بیوی کی قربت انھیں بہت قریب لے

آتی ہے اور رشتے کو بہت مضبوط کر دیتی ہے

اگر ایسا ہوا تو شمس کے ساتھ اس کا رشتہ مضبوط سے مضبوط تر ہو جائے گا اور
... وہ ہے بھی چھوٹی تو شمس اس کے پلو سے بندھا رہے گا

ناظمین بیگم اپنے دل کی باتیں اپنی بیٹی سے کر رہی تھی جبکہ ہما باہر کانپ
رہی تھی۔ اسے اب خود پہ غصہ رہا تھا کہ کیوں اس نے پہلے شمس سے ٹائم
.... مانگا اگر یہ ماں بیٹی کامیاب ہو گئی تو

... پر امی ہم تو انھیں قریب آنے سے نہیں روک سکتے ناں
ارے بہت طریقے ہیں میرے پاس بس تو دیکھتی جا۔۔۔ اتنا بولتی وہ اٹھ کر
نجانے کچھ لینے لگی کہ ہما دروازے کے پاس سے بھاگتی ہوئی لائونج میں آئی
ان کا فون وہی چھوڑتی اپنے کمرے میں بھاگ گئی

اس کا دل اب بہت ڈر رہا تھا اگر وہ دونوں کامیاب ہو گئی تو وہ کیا کرے گی۔۔
وہ اب بس کسی طرح شمس کے قریب جانا چاہتی تھی۔ اسکی عمر اتنی نہیں
تھی کہ وہ انکی چالاکیاں سمجھ سکتی۔۔ انکی باتیں اس کے دماغ پہ اتنا گہرا اثر چھوڑ
چکی تھی کہ اسے لگ رہا تھا کہ اگر وہ شمس کے قریب نہ گئی اگر وہ اور شمس

ایک نہ ہوئے تو وہ دونوں انھیں الگ کر دیں گی.. اسکا زہن اتنا نہ تھا وہ بس
آپ اپنے ان دونوں کے جلدی گز جانے کا انتظار کر رہی تھی تاکہ شمس
اور وہ ایک ہو سکیں کیونکہ اب شمس کو تو وہ کسی صورت چھوڑنے والی نہ
... تھی



..اپکو صبح اس لڑکی سے اتنی بری طرح بات نہیں کرنی چاہیے تھی
دائود صاحب نے زلیخا بیگم سے کہا جو اس وقت اپنے کچھ زیورات دیکھ رہی
تھی.

مجھ سے وہ لڑکی بالکل برداشت نہیں ہوتی... اسکے بھائی نے میری بیٹی کے
ساتھ کیا کیا.. پتا نہیں وہ لوگ میری بیٹی کے ساتھ کیسا برتاؤ رکھتے ہوں
..گے

زلیخا بیگم نے پریشانی سے کہا

فکر نہ کرو گوہر بہت ہی اچھا انسان ہے وہ ہمارا کوئی تکلیف نہیں پہنچنے دے گا
بس تم بھی انکی بیٹی کے ساتھ اچھا رویہ رکھو

دانو صاحب نے انھیں تسلی کے ساتھ ہدایت بھی دی

یہ میرے بس میں نہیں ہے مجھے وہ لڑکی ویسے بھی دانیال کے لیے اچھی
نہیں لگتی۔ دانیال نے ویسے ہی اس سے شادی کر لی۔ میں دانیال کے لیے
اپنی پسند ہی لڑکی لانا چاہتی تھی۔ زلیخا بیگم کو کائنات زرہ برابر پسند نہیں
.. تھی

ایسا سوچنا بھی مت دانیال کی پسند ہے وہ لڑکی صبح بھی دانیال کچھ نہیں بولا تو
ایسا نہ ہو کہ تم دوبارہ اس لڑکی کو کچھ لٹا سیدھا بول دو تو دانیال برداشت نہ
کرے۔ تم اچھے سے جانتی ہو اسے.. غصہ آئے تو کسی کا لحاظ نہیں کرتا اس
لیے لڑکی کو اپناؤ.. دانیال کی پسند ہے وہ اور حالات جیسے بھی ہیں بے شک
ابھی دانیال اس کے ساتھ کچھ خاص رویہ نہیں رکھتا پر وہ محبت ہے اسکی اور
وہ اس بے خلاف کچھ بھی نہیں سنے گا اس لیے اپنے دل سے یہ سب خیال

نکال دو کہ تم نے دانیال کے لیے اپنی پسند کی لڑکی لانی ہے... اب اسی لڑکی کو اہناؤ.. مانا کہ یہ مشکل ہے پر اب کوئی آپشن نہیں ہے اور اگر اس کے ساتھ کچھ الٹا سیدھا کیا تو ہما کو بھگتنا پڑے گا یہ بات تم بھی اچھے سے جانتی ہو.

... دائود صاحب نے انھیں آئینہ دکھایا

جی میں کوشش کروں گی.. زلیخا بیگم جانتی تھی کہ دائود صاحب سہی بول رہے ہیں.

اچھا لائٹ جلدی آف کر دینا مجھے نیند آئی ہوئی ہے.. انھوں نے آنکھوں پہ.. بازو رکھتے ہوئے کہا

زلیخا بیگم بھی سامان سارا ایک طرف رکھتی لائٹ آف کرتی ان کے پہلو میں لیٹ گئی. اب نجانے ان کے دماغ میں کیا چل رہا تھا یا پھر وہ کائنات کو.... اپنی بہو مان چکی تھی

کائنات کی صبح آنکھ کھلی تو وہ بستر پر اکیلی تھی۔ دانیال وہاں موجود نہیں تھا۔ اس نے سائیڈ ٹیبل پہ دیکھا تو آئی فون فیفٹین کا ڈبار کھا ہوا تھا۔ اس پہ ایک سسکی نوٹ چپکا ہوا تھا جس پہ کائنات دانیال چودھری لکھا ہوا تھا۔ کائنات سمجھ گئی کہ یہ ضرور دانیال نے اس کے لیے منگوایا ہوگا۔ وہ اٹھی اور اپنے لیے ایک سوٹ نکالتی واشروم چلی گئی۔ شاور لینے کے بعد وہ باہر آئی اور وہ فون کھول کر دیکھنے لگی۔ اسے ویسے بھی اپیل کے فون بہت پسند تھے۔ اس کے ساتھ ہی ایک سم بھی رکھی ہوئی تھی۔ کائنات اس میں سم ڈالتی اسکی سیٹنگ کرنے لگی۔

فون میں اس نے اپنے سوشل میڈیا اکاؤنٹس لاگ ان کیے۔ اسے بھوک بھی بہت لگی تھی تبھی فون تھا مے وہ نیچے آئی جہاں اس کی ساس اور ایمیل بیٹھی باتیں کر رہی تھی۔ اسے شرمندگی ہوئی کہ وہ کتنی دیر سے جاگی ہے۔ نجانے وہ لوگ اس کے بارے میں کیا سوچ رہے ہوں گے۔

... ارے کائنات اُونہ بیٹھو... اسے پیچھے کھڑے دیکھ ایمل نے آواز دی

..جی.. وہ بھی انکے پاس بیٹھ گئی. تمہیں بھوک لگی ہو گی ناں

ایمل نے اسے دیکھتے ہوئے کہا. ارے یار میں بھی پوچھنے لگ گئی اس میں
بھی کوئی پوچھنے والی بات ہے... آمنہ آپ کائنات کے لیے ناشتا لگا دیں وہ
.ا کے ناشتا کریں گی

اس نے بات کر کے ایمل نے آمنہ سے کہا. وہ سر ہلاتی ناشتا لگوانے کے لیے
... چلی گئی

زینخا بیگم کی نظریں اس کا گہرا جائزہ لے رہی تھی.. اس کے چہرے پہ آیا یہ
روپ اور اس سردی میں بھی اس کے نہائے وجود کو دیکھ وہ اس کے اور
..... دانیال کے رشتے کا اندازہ لگا سکتی تھی

دانیال کا طائفہ آفس گیا ہے؟؟؟

زینخا بیگم نے کائنات سے پوچھا؟؟؟

جی وہ آنٹی... مجھے کچھ اندازہ نہیں میں سو رہی تھی اسی لیے نجانے کب
.. چلے گئے

.. کائنات نے انتہائی شرم سے کہا.. اسکی ساس کیا سوچ رہی ہوگی
اب تم کنواری نہیں ہو شادی شدہ ہو تمہیں پتا ہونا چاہیے کہ تمہارا شوہر
کب آفس جاتا ہے کب کھانا پیتا ہے اسے کیا ضرورت ہے
.. زلیخا بیگم کی بات پہ کائنات نے اثبات میں سر ہلایا

... جی آنٹی کل سے انشاء اللہ میں سب باتوں کا خیال رکھوں گی
ہمم ٹھیک ہے کل اپنے شوہر کے ساتھ ناشتا کرنا اس کے جانے کے بعد
.. بے شک تم سو جانا

... زلیخا بیگم اتنا بول کر اپنے کمرے میں چلی گئی
کائی کو اب جا کر سانس بھال ہوئی تھی

.. چلو یار ناشتا کرتے ہیں.. ایمیل نے اسکا ہاتھ تھامتے ہوئے کہا
... دونوں بیٹھی باتیں کر رہی تھی جبکہ کائنات ناشتا بھی کر رہی تھی



ضاو یار آج صبح سے ہی باہر گیا ہوا تھا.. ابھی وہ آیا تو ایمیل کو ڈھونڈنے لگا پر وہ
... میڈم نہ جانے کدھر گم تھی

اس نے پاس سے گزرتی ملازمہ کو بولا کہ وہ ایمیل کو اس کمرے میں
... بیجھیں

ایمیل اور کائنات باتیں کرتی ہنس رہی تھی. ایمیل اسے اپنے بچپن کا کوئی
قصہ سنارہی تھی

دونوں اس وقت کائنات کے کمرے میں موجود تھی. جو سامان دانیال نے
منگوا یا تھا وہ سارا سامان وہ دونوں مل کر ساری الماریوں میں سیٹ کر رہی
چکی تھی سوائے اس پرائیویٹ سامان کے جسے کائنات نے پہلے ہی ایک
.. الماری میں رکھ دیا تھا

کائنات اسے اپنے فون میں اپنی تصویریں بھی دکھا رہی تھی جو کہ امریکہ کی تھی۔

وہ سب اس کے اکاؤنٹ میں موجود تھی۔ جنہیں صرف دانیال دیکھ سکتا تھا۔
...یا پھر کائنات

واویا یہ کتنی پیاری جگہ ہے تم نے تو بہت پیاری پیاری جگہیں دیکھی ہیں۔
...ایمل نے کائنات کی ایک تصویر پہ انگلی رکھتے ہوئے کہا

---ہاں یہ والی جگہ سب سے پیاری تھی۔۔ اور

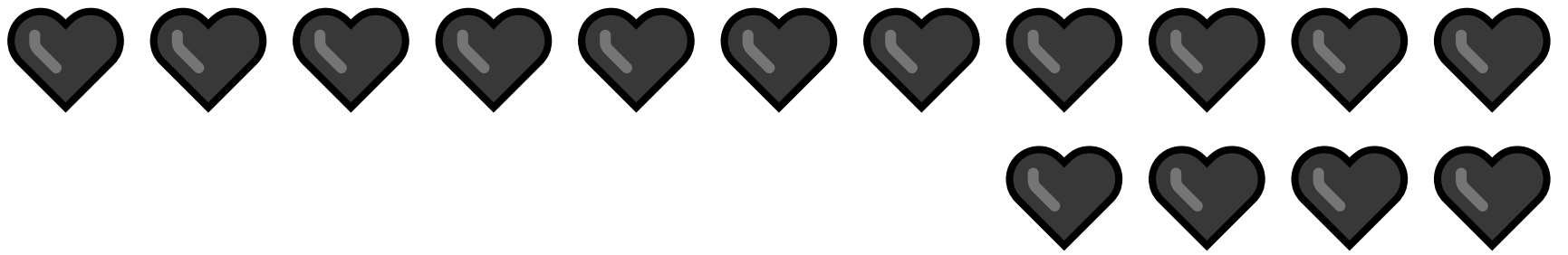
..میڈم اپکو سر اپنے روم میں بلارہے ہیں

ملازمہ نے ایمل سے کہا تو وہ کائنات کو کچھ دیر ویٹ کا کہتی اپنے کمرے میں
.....چلی گئی

کائنات کی نظر ایک تصویر پہ پڑی جس میں وہ دانیال کے ساتھ بیٹھی ہوئی
تھی۔۔ وہ دونوں کسی کھلی سی جگہ پہ بیٹھے ہوئے تھے جس کے اس پاس

پھول ہی پھول تھے اور بہت خوبصورتی سے اس جگہ کو سجایا گیا تھا۔ کائنات
اسے دیکھ رہی تھی اور وہ کائنات کو دیکھ رہا تھا

وہ تب کی تصویر تھی جب ایک بار دانیال اپنی کسی میٹنگ کے سلسلے میں
امریکہ گیا تھا اور وہاں وہ اس سے ملنے آیا تھا اور دونوں نے لہجہ باہر کیا تھا
کائنات نے وہ تصویر گیلری میں سیو کی اور وہاں سے آٹھ کر بیڈ پہ بیٹھی
.... ایسے ہی سکروولنگ کرنے لگی



سلطان اور دانیال دونوں آفس میں ہی موجود تھے.. سلطان نے ماہرہ کے
بارے میں دانیال کو بتایا تھا۔ دانیال نے بھی ماہرہ سے اس بارے میں بات
کی تو ماہرہ نے بھی اپنی پسند کا اظہار کیا.. دانیال نے انکا ساتھ دینے کی ہامی
... بھری تھی

دانیال اپنے آفس میں بیٹھا ہوا تھا جب اسکی نظر اپنے ہاتھ پہ پڑی جہاں ایک
کاٹنے کا نشان تھا۔ یہ نشان رات کو کائنات سے اس کے ہاتھ پہ بنایا تھا۔ اسے
دیکھ وہ گہرا مسکرایا۔۔ صبح سے وہ بار بار اسے یاد کر رہا تھا۔۔۔ گہرا سانس بھرتا
وہ اسے کال کرنے لگا۔

... ہیلو... سامنے سے کائنات کی آواز سنتا وہ مسکرایا
کیا کر رہی ہو؟؟؟

.. دانیال نے اسکے ہیلو کے جواب میں کہا

ک۔ کچھ نہیں... کائنات پہلے تو تھوڑا ڈر گئی پر پھر خود میں ہمت جمع کرتی
بات کرنے لگی۔

اچھا آج رات کو کون سی نائیٹ پہنو گی کیونکہ اتنا تو مجھے اندازہ ہو گیا ہے کہ تم
... اب مجھے منع تو نہیں کرو گی

دانیال نے ہنستے ہوئے کہا

اسکی بات پہ کائنات گھڑ بڑائی.. اس نے کوئی جواب نہیں دیا

میں کچھ پوچھ رہا ہوں؟؟؟

دانیال کی گھمبیر آواز پہ وہ خاموش ہو گئی

..مجھے کچھ نہیں پتا... کائنات نے بہت دھیمی آواز سے کہا

اچھا چلو میں ہیلپ کر دوں گا... دانیال کی مسکراہٹ ضبط نہیں ہو رہی
تھی۔ کائنات کو اتنا غصہ سے آیا نجانے اس کو کیا سوجی جو وہ اسے ایک الگ
ہی بات بول گئی

آپ میرے قریب بچے کے لیے آئے تھے ناں تو میرے خیال سے بچہ تو
اب ہو گیا ہو گا تو آپ کی اب میرے قریب آنے کی بالکل ضرورت نہیں
ہے... اسے بول کر اندازہ ہوا تھا کہ عہ کیا بول گئی تھی شرم سے اب اسکا برا
حال ہو رہا تھا۔ اس نے جلدی سے کال کاٹ دی

جبکہ دوسری طرف دانیال کو ایک پل کو سمجھ نا آئی پر جب اس کے پلے یہ
... بات پڑی اسکے کین میں اسکا قہقہہ گونجا

یا اللہ یہ میں نے کیا بول دیا مجھے ایسا نہیں بولنا چاہیے تھا... نہ جانے دانی کیا
سوچ رہے ہوں گے... اپنے ناخن منہ میں ڈالے اب وہ افسوس کر رہی
... تھی۔ اب وہ اسکا سامنا بھی نہیں کر سکتی تھی

... اچانک اسے میسج آیا جو دانی کا تھا

اچھا تمہیں کیسے پتا کہ بچہ ہو گیا ہے.. کیا تمہیں اپنے شوہر کی قابلیت پر اتنا
... بھروسہ ہے... دانیال نے ساتھ کس والا ایمو جی بھی بھیجا ہوا تھا
اب یہ تو ایک منٹ بعد ہی پتا چلنا ہے... ساتھ میں آنکھ ونک کرنے والا
... ایمو جی تھا

... کائنات نے جلدی سے فون بند کیا اور خود ایمیل کو ڈھونڈنے نکل پڑی
.... اب اسکی حالت ایسی تھی کہ وہ دانیال کا سامنا نہیں کر سکتی تھی



. ضاویار آج واپس جا رہا تھا تبھی اس نے ایمیل کو اپنے کمرے میں بلایا تھا

ضاو یار میرا آپکے بغیر دل نہیں لگے گا.. ایمل نے اسے پیکنگ کرتے دیکھ کر کہا.. وہ اس وقت اس کے بازو کے ساتھ چپکی ہوئی تھی

.. اچھا تو پھر تمہارا بیگ بھی پیک جردوں

ضاو یار نے اسکے بالوں کو کان کے پیچھے کرتے ہوئے کہا

.. نہیں اب ایسا نہیں ہے میں ویسے چار پانچ دنوں بعد اجائوں گی

ایمل نے گڑ بڑاتے ہوئے کہا

ہاں اور کوشش کرنا کہ اس دوران تم کائنات کو یہاں اچھے سے ایڈجسٹ

... کروادو تاکہ تم وہاں آکر اسکی فکر نہ کرو

.. ضاو یار اپنا بیگ پیک کر چکا تھا

.. اوکے جی سر جیسا پکا حکم.. اس کے گال پہ ایمل نے کس کی

یار ایمل... ضاو یار نے جتنے معصومانہ انداز اے اسے دیکھا ایمل ہنسنے لگی

اس وقت میں تمہارے قریب ابھی نہیں سکتا کیونکہ میرا ڈرائیور ارہا ہے

ورنہ میں تمہیں اس کس کا اچھے سے جواب دیتا اور جو تم رات سے مجھ سے

چھپ رہی ہوناں اور صبح سے غائب تھی اب وہاں انوگی تو سارا حساب برابر
کردوں گا کیونکہ وہاں تو تم کہی اور جا بھی نہیں سکتی

افضایا آپ کتنے رومینٹک ہو.. یقین کریں پہلے پکودیکھ کر میں کبھی
سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ آپ اتنے رومینٹک ہو سکتے ہو۔ آپ کو دیکھ کر
مجھے لگتا تھا کہ آپ کو غصے کے علاوہ کچھ اور تو آتا ہی نہیں ہوگا

.....ایمل شیشے سے گنگھالیتی اس کے بال بنانے لگ گئی

ہاں تو کیا کروں مے ہو ہی ایسی چیز... اسکی تھائیز پہ ہاتھ کو حرکت دیتا وہ
...آنکھ ونک کر گیا...ایمل کا دل زور سے دھڑکا

کچھ دیر تک وہ ایسی ہی چھوٹی موٹی شرارتیں اس کے ساتھ کرتا اپنی واپسی کا
سارا سامان پیک کر چکا تھا.. وہ کافی دنوں اے اپنی جاب پہ نہیں گیا تھا اسکا
کام بہت متاثر ہو چکا تھا... او کے چلو اب ایک گہری ڈیپ سے کس دے دو
تاکہ میں دو تین دن اس سے گزارہ کر لوں۔ کمرے سے باہر نکالنے سے
پہلے ضاویا نے ایمل کا ہاتھ تھامتے ہوئے کہا

.. ضاویار نہ تنگ کریں.. ایمیل نے اس سے ہاتھ چھڑانا چاہا

نوکس می... ضاویار بضد تھا

ایمیل نے اسکی ہونٹوں کو زور سے چوماتو دانیال نے اسکی کمر میں ہاتھ ڈالا اور

.. اسکی ٹانگوں کو اپنی کمر کے گرد باندھ دیا

ایمیل اور وہ دونوں ایک دوسرے میں مگن تھے... دونوں ایک دوسرے

.. کو چوم رہے تھے جب اچانک دروازے پہ دستک ہوئی

کون ہے؟؟؟

... ضاویار نے تھوڑا غصے سے پوچھا

وہ سر نیچے پکاڈرائیور کب سے پکا انتظار کر رہا ہے وہ کہہ رہا ہے کہ آپ

جلدی تیار ہو جائیں تاکہ ہم شام ہونے سے پہلے پہلے شہر کے لیے نکل

.. جائیں

... باہر کھڑے ملازم نے کہا

.او کے تم جائو میں اتنا ہوں... ضاویار کے حکم پہ وہ واپس چلا گیا

ایمل بھی اپنے کپڑے دوست کرنے لگی... کچھ دیر تک وہ دونوں باہر اچکے
تھے۔

ایمل اور کائنات ساتھ کھڑی تھی

ضاو یار سب سے ملنے کے بعد کائنات کے پاس آیا۔ اپنا خیال رکھنا گڑیا..
اسکے سر پہ ہاتھ رکھتا وہ اسے پیار دینے لگا.. تم اب میری چھوٹی بہنوں جیسی
ہو جیسے ہما ہے.. تم انا بھائی کے ساتھ اور اگر بھائی نے نہیں آنے دیا تو چار
.. پانچ دن بعد تم ایمل کے ساتھ چلی انا

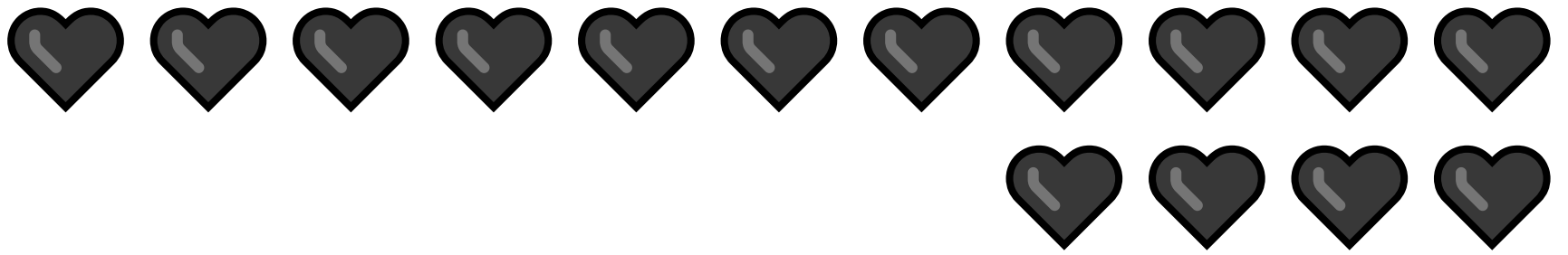
.. ضاو یار کی بات پہ کائنات مسکرائی

... جی ضرور اور اپکا بہت شکریہ

کائنات کو واقعی خوشی ہوئی۔ تھی کوئی تو تھا جس نے اس سے اتنے اچھے سے
بات کی تھی..... دونوں میاں بیوی بہت پیارے تھے.. سب سے ملنے

.... اور زلیخا بیگم کی دعائوں میں ضاو یار شہر چلا گیا

اب کائنات اور ایمل کی باتیں شروع ہوئی تھی جو نجانے کب ختم ہونی
تھی ..



ماہرہ کو آفس سے آئے ابھی کچھ ہی وقت ہوا تھا جب اس کے کمرے میں
... ملازمہ آئی اور اسے ارباز صاحب کا پیغام دیا کہ وہ اسے بلارہے ہیں
وہ اسے واپس بجھتی فریش ہونے کے بعد اپنے بابا کے کمرے میں چلی
... آئی

.... جی بابا آپ نے بلایا مجھے

ہاں بیٹھو تم سے کچھ ضروری بات کرنی تھی۔ ارباز صاحب نے آئی پیڈ کو
.. ایک طرف رکھتے ہوئے کہا.. جی بابا کیا بات ہے
بیٹا تم نے سلطان کو پسند کیا مجھے بہت خوشی ہوئی اور مجھے تمہارے لیے ایسا
ہی لڑکا چاہیے تھا.. پر تم جانتی ہونا ہمارے ساتھ کتنے راض ہیں کتنی

باتیں ہماری خفیہ ہیں جن کے بارے میں ہمارے علاوہ کوئی نہیں جانتا اور خاص کر ہمارے کاروبار کے بارے میں.. دنیا کے سامنے ہمارا جو بھی کاروبار ہے پر ہمارا اصل کاروبار سے تو چند لوگ ہی واقف ہیں اور میرے بعد یہ سب تمہارے شوہر نے سنبھالنا ہے تو میں چاہتا ہوں کہ ہم یہ سب سلطان کو بتا دیں.... اور باز صاحب نے اپنی بیٹی ماہرہ کو اپنے کرراض سے . باخبر رکھا ہوا تھا وہ اسے کیسے نہ بتاتے ان کی ایک وہی تو اولاد تھی . جی بابا آپ کی بات تو بالکل ٹھیک ہے اور اس کام کے لیے سلطان سے بہتر تو کوئی ہو ہی نہیں سکتا . اس کی طرف میں کچھ حد تک ایٹریکٹ بھی اسی وجہ سے ہوئی تھی . اچکوپتا ہے وہ بالکل ایک گنڈا سا ہے آج بھی وہ آفس کے ڈریس میں خود کو کمفرٹیبیل فیل نہیں کرتا کیونکہ وہ اس کے لیے بنا ہی نہیں ہے...

اس کا حلیہ اس کی حرکتیں سب اسے ایک الگ طرح کا آدمی بناتی ہیں ایک ایسا .. آدمی جو ہمارے لئے بہت فائدے مند ہے

ماہرہ نے بھی اپنی بات کی

تو کیا میں یہ سمجھوں کہ تمہیں اس سے محبت نہیں بلکہ یہ سب تم نے اس

لیے کیا کہ وہ ہمارے کام کو بہت آگے تک لے جاسکتا ہے؟؟؟؟

نہیں بابا ایسا نہیں ہے سلطان مجھے ایک جیون ساتھی کے طور پہ بھی بہت

اچھا لگتا ہے... اور وہ اس شادی سے اپکا بیٹا ہی بنے گا اپکا بازو تاکہ وہ آپکے

.. کام کو آگے لے جائے

پر تمہیں لگتا ہے کہ وہ یہ اب کر لے گا اس میں ہزاروں اٹے کام کرنے کی

صلاحیت سہی پر وہ یہ کام نہیں کرے گا کیونکہ اس سے لاکھوں لوگوں کی

جانیں جڑی ہوتی ہیں اور مجھے تو ڈر ہے کہ اگر ہم اسے اپنے کام کے بارے

.. میں بتائیں تو وہ کوئی مسئلہ نہ کھڑا کر دے

ار باز صاحب نے اپنے ڈر کو واضح کیا

نہیں بابا ایسا نہیں۔ ہو گا کیونکہ سلطان کو کافی حد تک اندازہ ہے آپکے کام کا... اور سیلیومی میں اسے بہت اچھے سے جانتی ہوں وہ اس کام کے لیے.... سب سے بیسٹ ہے اور اب تو وہ میرا ہے تو آپ بے فکر رہیں ہم مجھے یقین ہے چلو تم بھی جا کر سو جاؤ ہم۔ صبح یا پھر ایک دو دن تک... سلطان سے بات کرتے ہیں اس بارے میں

ار باز صاحب کی بات پہ وہ مسکراتی ہوئی انھیں گڈنائٹ و ش کرتی اپنے کمرے میں چلی گئی.... ار باز صاحب اب اپنے کام کو ترقی کرتا ہوا دیکھ رہے تھے.. انھیں واقعی ایک ایسے انسان کی ضرورت تھی جو اس کام کی بھاگ دوڑ سنبھال سکے کیونکہ اب وہ خود بہت کمزور ہو چکے تھے اور ماہرہ ایک لڑکی تھی وہ معاملات کو ایسے ڈیل نہیں کر سکتی تھی جیسا انھیں کرنا چاہیے تھا۔ اور کسی اور پہ تو وہ ہر گز بھروسہ نہیں کر سکتے تھے... اب

سلطان ہی تھا جو ان کا ہر کام کرنے والا تھا کیونکہ اب وہ اسی شرط پہ اسے اہنا

داماد بنانے والے تھے اور انھیں یقین تھا کہ سلطان یہ شرط ضرور مانے گا
..... کیونکہ اسے انکی بیٹی چاہیے

وہ بہت شاطر تھے... اب نجانے سلطان کون سی مصیبت میں پھنسے والا
تھا.. وہ جانتے تھے کہ کبھی بھی کوئی بات سلطان پہ نہیں آنی کیونکہ اسکا
باپ اتنا بڑا بزنس مین تھا اور اسکا بھائی تو ایک الگ کی ہستی تھی... ایک
کاروبار میں ترقی کی منزلیں طہ کر رہا تھا جبکہ دوسرا پولیس ڈیپارٹمنٹ میں
اعلیٰ عہدے پہ تھا... اور سلطان خود بھی بیت تیز تھا.. اگر کبھی اس پہ بات آ
..... بھی گئی تو اسکے بھائیوں نے سنبھال لینا تھا

ضاویر تو شہر چلا گیا تھا اب نجانے کائنات اور ایمل مل کر کیا کھچڑی پکا رہی
تھی... شام کو دانیال جلدی گھر اچکا تھا... بہت کوشش کے بعد وہ زیادہ دیر
.. وہاں رک نہ سکا

اسکایوں جلدی گھر آنا زلیخا بیگم نے اچھے سے نوٹ کیا تھا

بیٹا خیرات تو یہ جو آپ آج یوں جلدی گھر آ گئے... زلیخا بیگم نے دانیال کو

.. سیڑھیاں چڑتے دیکھ کر کہا

جی امی وہ آفس میں اتنا کوئی خاص کام تھا بھی نہیں اور ایسے ہی بور ہو رہا تھا تو

.. سوچا گھر چلا آؤں

ہر بیٹا آپ تو آج سے پہلے آفس میں کبھی بور نہیں ہوئے تھے آج خیریت تو

.. ہے ناں

.. انکی نگائیں اسے اچھے سے جانچ رہی تھی

.. بس ایسے ہی امی کچھ خاص مصروفیت نہ ہونے کی وجہ سے

... دانیال نے بہانا بنایا

اچھا ٹھیک ہے.. سلطان کو کال کر دو کہ آج کم سے کم گھر آ جاؤ مل کر کھانا

.. کھائیں گے

.. اسے ہدایت دیتی وہ اپنے کمرے میں چلی گئی

..جی امیکہتا وہ اپنے کمرے میں چلا گیا

کمرہ پورا بالکل سنسان تھا.. وہ اپنا بیگ ٹیبل پہ چھوڑتا اپنی الماری کھولتا اپنے لیے کپڑے نکالنے لگا۔ وہاں اس کے کپڑوں کے ساتھ کائنات کے کپڑے بھی بڑی نفاست سے لٹک رہے تھے

..یہ اضافہ اسے بہت خوبصورت لگا

..مسکراتا ہوا وہ اپنے لیے ایک نیلے رنگ کی شلوار قمیض لیتا و اشروم چلا گیا

شاوور لینے کر وہ باہر آیا تو کائنات کہی موجود نہیں تھی.. یہ آج کہاں

..مصرف ہے.. دل میں سوچتا وہ اپنا لیپ ٹاپ لے کر بیٹھ گیا

کافی دیر وہ کام کرتا رہا پر کائنات کمرے میں نہیں آئی تو وہ غصے سے اپنے

کمرے سے باہر نکلتا نیچے چلا گیا جہاں ملازمہ کھانا بنانے میں مصروف تھی

سنیں... دانیال نے دروازے کے پاس کھڑے ہوتے ہوئے ملازمہ کو

..آواز دی

...جی صاحب کچھ چاہیے کیا آپ کو

نہیں وہ.. ہاں مجھے ایک کپ چائے چاہیے تھا پر آپ تو مصروف ہیں یہ
بتائیں کہ کائنات کدھر ہے اسے بولیں میرے لیے ایک کپ چائے
.. بنائے

.. دانیال نے کچھ سوچتے ہوئے کہا

.. ارے سر کوئی بات نہیں میں بنادوں گی.. ملازمہ نے نا سمجھی سے کہا

.. نہیں بس پکوجو میں نے بولا ہے آپ وہ کریں

.. دانیال کی بات پہ ملازمہ نے اسے بتایا کہ وہ دن کے کھانے کے بعد سے

.. لے کر ابھی تک ایمیل بی بی کے کمرے میں موجود ہیں

.. ٹھیک ہے آپ ابنا کام کریں... دانیال ایمیل کے کمرے کی طرف چلا گیا

.. ابھی وہ کمرے کے باہر ہی تھا جب اسے ان دونوں کے کھلکھلانے کی آواز

.. آنے لگی.. اس نے دروازہ ناک کیا

.. آجائیں.. اندر سے ایمیل کی آواز آئی

.. ارے بھائی آپ.. اسے اندر آتا دیکھ ایمیل نے کہا

..وہ میں ایسے ہی تمہارے کمرے میں اگیا
..دانیال کو کچھ سمجھ نہ لگی کہ وہ اب کیا بولے
بھائی کچھ کام تھا کیا؟؟؟

ایمل کے سوال پہ اس نے کائنات کو دیکھا جو نظریں جھکائے اپنی انگلیوں کو
مرور رہی تھی

دانیال کے لیے بہت ہی عجیب سی سیچو نیشن بن چکی تھی۔ وہ اپنی زندگی
میں شاید ایک یا دو بار ایمل کے کمرے میں آیا تھا وہ بھی جب بہت ضروری
بات کرنی ہوتی اور اب اگیا اور کچھ سمجھ نہیں رہی تھی
ہاں وہ میرے سر میں بہت درد تھا اور ملازمہ بھی مصروف تھی تو میں نے
سوچا کہ تم یا پھر کائنات کوئی میرے لیے چائے بنا دو
او کے بھائی میں آپکے لیے ابھی چائے بنا دیتی ہوں
ایمل مسکراتی ہوئی چائے بنانے کے لیے جانے لگی

نہیں ایمیل تم رہنے دو کائنات تم۔ جائو اور میرے لیے چائے بنا کے لاؤ اور
کمرے میں مجھے لا کر دینا

۔ دانیال اتنا بولتا جلدی سے کمرے سے نکل گیا تا کہ مزید کوئی بات نہ بنے
کائنات خود بہت ڈر گئی... ایمیل ہمیں تو بلکل بھی کچھ بنانا نہیں آتا ہم کیسے
.. ان کے لیے چائے بنائیں

۔ کائنات نے پریشانی سے کہا

ارے یار فکر کیوں کر رہی ہو مجھے خود کچھ نہیں آتا اور جہاں تک بات رہی
ابھی بنانے کی تو میں کون سا خود بناتی بس ملازمہ کو بولتی اور وہ بناتی اور دانی
۔ بھائی کو دے آتی.. سیمپل

.. اچھا پراگرا انھیں پتا لگ گیا کہ ہم نے نہیں بنائی تو

۔ کائنات کو ایک اور فکر لاحق ہوئی

یار دانی بھائی کو پتا لگ بھی گیا تو کچھ نہیں کہتے تم چلو اس سے پہلے کہ وہ دوبارہ

.. پہنچ جائیں

..دونوں کچن کی طرف چلی گئی

دانیال انھیں بول کر واپس کمرے میں آیا اور بیڈ پہ بیٹھے دوبارہ اپنا کام کرنے لگا

..کچھ دیر بعد دروازہ ناک ہوا

..کم ان... اسے پتا تھا کہ ضرور کائنات ہی ہوگی

کائنات چھوٹے چھوٹے قدم لیتی کمرے میں آئی اور چائے کی ٹرے بیڈ پہ رکھی۔ یہ تم نے بنائی ہے؟؟

..دانیال کے سوال پہ وہ ڈر گئی

ج۔جی.. زیادہ میں نے ہی بنائی ہے بس تھوڑا سا ملازمہ نے گائیڈ کیا اور

ایمل نے بھی تھوڑا سا بتایا.. کائنات نے یقین دلاتے ہوئے کہا

ایک کپ چائے تھی کوئی سو لوگوں کا کھانا نہیں تھا جو تین تین لوگوں نے مل کر بنایا

دانیال نے تنزیہ کہا

کائنات خاموشی سے واپس جانے لگی

دروازہ لاک نہ کے ادھر اُٹو.. پیچھے سے اسے دانیال کی آواز سنائی دی جو وہ نہ
سننے کی دعا کر رہی تھی

_____ وہ ایمیل کو مجھ سے کچھ کام تھا تو اس نے بولا تھا کہ جلدی واپس
جو بولا ہے وہ کرو ورنہ میری بات نہ سننے کا انجام تو تمہیں پتا ہی چل چکا
ہے۔

دانیال نے اسے رات والی بات سے یاد دلایا

کائنات خاموشی سے کمرے کو لاک کرتی واپس بیڈ کے ایک کنارے پہ
.. ا کے بیٹھ گئی

دانیال نے چائے والی ٹرے کو سائیڈ ٹیبل پہ رکھا اور اسے کھینچتا اپنے
قریب کرنے لگا۔ اس کے زور سے کھینچنے پہ وہ اس کے سینے سے لگی.. دان-نی
.. شششششش.... اس کے کان کے پاس وہ سرگوشی کرنے لگا

کائنات کو دل زور زور سے دھڑک رہا تھا جو اسکے قریب ہونے سے دانیال
بہت آسانی سے سن سکتا تھا۔ یہ تمہارا دل اتنا زور سے کیوں دھڑک رہا
یہ۔۔ دانیال نے بولتے ساتھ ہی اپنے مضبوط ہاتھ سے اسکے دل والی سائیڈ
... سے سینے کو زور سے دبایا

اہہ۔۔۔ کائنات کی تکلیف سے چیخ نکلی

ششششش.. بولانا خاموش۔ باہر سب تمہاری ان چیخوں سے کیا سوچ رہے
ہوں گے حالانکہ میں نے تو ابھی چیخوں والا کوئی بھی کام نہیں کیا۔۔۔ دانیال
نے اسکی کان کی لو کو ہلکا سا کاٹا۔ کائنات بالکل کانپ رہی تھی

یہ وہی دانی تھا جس سے وہ اپنی ہر بار شئیر کر لیتی تھی پر اب اس کے قریب
آنے سے وہ بہت ڈرتی تھی۔ اور وجہ دانیال کا اجنبی سا رویہ تھا کبھی وہ اس
سے اتنا اجنبی ہو جاتا کہ سب کے سامنے اس کی ذات کو ایسے اگنور کر دیتا کہ
اسے بے انتہا اثر مند گی ہوتی اور اکیلے میں وہ اس کے بہت قریب آتا اور

کبھی اتنا سخت ہو جاتا کہ اسکی ذات کی دوبارہ نفی کر دیتا۔ وہ ایک سمجھدار

میچور مرد تھا پھر نجانے وہ ایسا رویہ کیوں اختیار کر رہا تھا

اس نے کائنات کی قمیض کے کوکھینچا۔ تو کائنات نے اسکے ہاتھ پہ اپنا ہاتھ

.. رکھ دیا

اس نے بہت ہمت کی ایک گہری سانس بھرا۔ میں ابھی اس وقت یہ نہیں

... چاہتی

اسکی بات پہ دانیال نے اسے جس طرح دیکھا وہ ایک پل کو نظریں چرا گئی

... تم۔ اب مجھے بتاؤ گی کہ ہمیں کب قریب بڑھانی چاہیے اور کب نہیں

.. دانیال کی بات پہ کائنات نے اپنی آنسو وے بھری آنکھیں اٹھائی

.. دانی... اسکا بازو تھامتھی وہ اسے محبت سے آواز دے گئی

دانی آخر ہمارے درمیان یہ اب کیوں ہو رہا ہے۔ کیا ہم نارمل نہیں ہو سکتے

ہم تو ایک دوسرے سے محبت کرتے تھے ناں تو ہمارا رشتہ اس دورا ہے پہ

.. کیوں کھڑا ہے

.. ہم نارمل کیل کیوں نہیں ہیں جیسے ایمیل اور ضاویار بھائی ہیں
اسکی آنکھوں میں وہ ایک امید سے دیکھ رہی تھی۔ اس وقت دونوں ایک
دوسرے کی دھڑکنیں سنتے ایک دوسرے کے دل کا حال جان چکے تھے
تم سب کچھ نارمل کرنا چاہتی ہو۔ چاہتی ہو کہ ہم دونوں محبت کرنے والے
کیل بن جائیں؟؟؟

.. دانیال نے دوبارہ اس کے کان کے پاس سرگوشی کی

... کائنات نے اس کا بازو تھاما

ہاں.. میں ایسا چاہتی ہوں کہ ہم بالکل نارمل کیل بن جائیں.. اسے اب لگ
.. رہا تھا کہ دانیال بھی یہی چاہتا ہے

توجو میں تمہیں بولوں گا وہ مان لوگی.. دانیال نے اس بار اسکی آنکھوں میں
.. دیکھ یہ سوال کیا تھا

دانیال آپ جو بولنے والو گے میں کروں گی بس اس کے بعد ہمارے
درمیان وب نار مل ہونا چاہیے۔ ہمارا رشتہ ایسا ہونا چاہیے جیسا ہم نے
شادی سے پہلے سوچا تھا

.. ٹھیک ہے مجھے منظور ہے تمہاری کربات پر میری ڈیمانڈ تو سن لو
دانیال کی بات پہ کائنات کچھ پل حیران بھی ہوئی کہ آخر دانیال اس سے کیا
ڈیمانڈ کرنا چاہتا ہے.. میں چاہتا ہوں کہ تم کسی بھی طرح اپنے بھائی سے
میری بہن کو آزادی دلاؤ.. اس انسان سے میری بہن کو طلاق دلاؤ۔ میری
بہن کو کسی بھی طرح کر کے اس رشتے سے آزادی دلاؤ
دانیال کی بات پہ کائنات نے بے یقینی سے اسے دیکھا
.. دانیال جانتا تھا کہ اسکا کچھ ایسا ہی ریکشن ہونا ہے
.. د-دانیال ی-یہ کیا بات کر رہے ہو آپ
کائنات کے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہیں تھی

ہاں وہی جو تم۔ نے سنا میں اپنی بہن کو اس کھوکھلے رشتے سے آزادی دلانا
چاہتا ہوں اور مجھے پتا ہے کہ میں جتنی بھی کوشش کر لوں تمہارا بھائی اسے
کسی صورت نہیں چھوڑے گا اور اس دن بھی میری بہن نے صرف میری
خوشی اور محبت کے لیے سب کے سامنے اس شمس کے ساتھ رہنا چاہا
وہ اس شمس کو بالکل پسند نہیں کرتی بلکہ وہ تو خود مجھے اس سے آزادی کا بول
رہی تھی جب ہم پہلی بار اس سے ملنے گئے تھے جس دن ہمیں پتا چلا تھا کہ
تمہارا بھائی میری بہن سے زبردستی شادی کر چکا ہے۔ تمہاری اور میری
خوشی کے لیے اسے اپنے لیے جہنم کا انتخاب کیا۔۔۔ تم۔ خود بتاؤ اپنی بہن کو
اس کانٹوں بھری زندگی میں چھوڑ کر میں کیسے تمہارے ساتھ ایک ہی
... کیل کی طرح رہ سکتا ہوں۔ میں کیسے خوش رہ سکتا ہوں

نامیری جان اتنا خود غرض نہیں ہوں میں اور میں اچھے سے جانتا ہوں کہ
اگر تم اپنے بھائی کو بولو گی تو وہ ضرور تمہاری کہا مانے گا وہ تم۔ سے بہت

محبت کرتا ہے اسی لیے اب تم۔ اسے بلیک میل کرو یا جو بھی کرو کیسے بھی
... منائو بس میری بہن کو آزادی دلاؤ

دانیال اپ پاگل ہو گئے ہیں۔ میں ایسا کبھی نہیں کر سکتی بلکہ میں اپنے بھائی کا
.. گھر توڑنے کا سوچ بھی نہیں سکتی

کائنات نے غصے سے کہا اور تیزی سے وہاں سے اٹھنا چاہا... اسکا دماغ اس
.... بات کو ایکسپٹ ہی نہیں کر پار ہا تھا کہ دانیال ایسی بات کرے گا
... دانیال نے اسکا ہاتھ زور سے تھاما

.. خبردار جو مجھے انکار کیا تمہارا وہ حال کروں گا کہ ساری زندگی یاد رکھو گی
چاہتا تو میں تمہیں ٹارچر کع کے تمہارے بھائی سے اپنا کام نکلوا سکتا تھا پر
میں جانتا ہوں۔ کہ اگر میں تمہیں تکلیف دوں گا تو وہ میری بہن کو تکلیف
... دے گا.. اسی لیے اب جو بھی کرنا ہو گا تمہیں کرنا ہو گا

.. دانیال کی باتیں کائنات کے سر پہ سائی سائی کرنے کا سبب بن رہی تھی
... میں ایسا مر کر بھی کبھی نہیں کروں گی

کائنات نے روتے ہوئے کہا.. دانیال نے اسکا دل توڑنے میں کوئی کثر نہیں
چھوڑی تھی. ایک اچھی خوش باش زندگی کے بدلے وہ اس سے کیا مانگ رہا
تھا.. وہ کیسے خود کی خوشیوں کے لیے اپنے بھائی کی خوشیاں تباہ کر سکتی
... تھی

کروگی اور تم ہر صورت یہ کام کروگی
دانیال نے اسکا بازو مروڑتے ہوئے کہا

اس وقت وہ اپنی بہن کے لیے اندھا ہو چکا تھا وہ نہیں سمجھ پا رہا تھا کہ اس
کے اس رویے سے کائنات ٹوٹ رہی ہے
کبھی نہیں چاہے آپ مجھے جتنی تکلیف دیں میں ایسا کبھی مر کر بھی نہیں
کروں گی

کائنات بھی اب بضد تھی اور وہ ضدی دانیال کی بات پہ نہیں بلکہ اپنے بھائی
کی خوشیوں کے لیے تھی

تم مجھے آنکھیں دکھائو گی... دانیال نے اسکا منہ دبوچا... کائنات کی

آنکھوں سے اب بہت زیادہ تیزی سے آنسو بہہ رہے تھے

پر کائنات اپنی نگاہیں نہیں جھکا رہی تھی جو اس بات کا واضح کر رہا تھا کہ میں

پیچھے نہیں ہٹوں گی

... اگر تمہاری یہ اکڑ توڑی نہیں تو میرا نام بھی دانیال چودھری نہیں

دانیال نے اسے اس کے بالوں سے پکڑ کر بستر پہ پھینکا... کائنات روتے

... ہوئے اس سے جان چھڑانے کی کوشش کر رہی تھی

... دانیال پلیر چھوڑیں۔ مجھے آپ کو کیا ہو گیا ہے میں آپ کی محبت ہوں

ایسی محبت کو میں اپنی بہن کی محبت پہ لاکھ دفعہ قربان کرنے کے لیے تیار

ہوں.. دانیال اہنی زد میں نا جانے کیا کیا بولنے لگا تھا... اسکی آنکھیں بالکل

لال ہو چکی تھی جو اس بات کو واضح کر رہی تھی کہ دانیال اپنے ہوش میں

نہیں ہے.. اسکی آنکھوں دیکھ کائنات خوف سے کانپ رہی تھی... اسے

لگ رہا تھا کہ اگر آج اسے کوئی بچانے نہ آیا تو شاید وہ مر جائے گی

دانیال نے اسکی گردن کو بہت زور سے دبا رکھا تھا۔ اسے سانس نہیں آرہی تھی...

وہ بستر پہ پڑی تھی جبکہ دانیال اسکے اوپر جھکا ہوا تھا۔ ایسے ہی دانیال نے اسکے قمیض کے گلے میں ہاتھ ڈالا اور اسے پھاڑتا چلا گیا۔ قمیض بھی نجانے کون سے نقلی کپڑے کی تھی جو پھٹتی ہی چلی گئی یقیناً پھر دانیال نے اسے اس قدر سختی سے پھاڑا تھا

کائنات اسے روکنے کی کوشش کر رہی تھی پر اسے بولا بھی نہیں جا رہا تھا بتائو میری بہن کو طلاق دلاؤ گی.... دانیال نے اسے کھینچے ہوئے اپنی گود میں بٹھایا

.. اسکی دونوں ٹانگیں دانیال کی کمر کے گرد تھی

.... دانیال پل-پلیزم-مجھے معا-ف-ی دے دو میں ک-چھ

بتائو میری بہن کو آزادی دلاؤ گی.. دانیال نے چیختے ہوئے اسکے باقی لفظ توڑ دیے...

کائنات اس سے کوئی اور بات کرنا چاہتی تھی پر دانیال کا دماغ بالکل خراب
ہو چکا تھا اور اس کے پیچھے اسکی ماں تھی.... وہ اسے پچھلے کچھ دنوں سے
.. مسلسل یہی پٹی پڑھا رہی تھی کہ کائنات ہی ہمارا کو آزاد کر سکتی ہے
.. بتائو.... دانیال اتنی زور سے چیخا کہ شاید اسکی آواز نیچے تک چلی گئی ہوگی
.. کائنات نے ڈرتے ہوئے نفی میں سر ہلایا اور بس یہی دانیال کی بس ہو گئی
اس نے کائنات کو پکڑ کر زور سے بیڈ پہ پھینکا اور اسے بے لباس کرنے لگا...
دانیال نہیں پل- پلرز... کائنات بس اس کی منتیں کرتی رہی پر دانیال اسے
مکمل بے لباس کرتا خود اپنی قمیض اتارنے لگا... خود کی قمیض اتارتا وہ اس کے
.. جسم پہ بہت برے طریقے سے کاٹنے لگا

کائنات کی سسکیاں اور چیخیں کمرے میں گونج رہی تھی... وہ مسلسل
دانیال کو پکار رہی تھی ہر دانیال اسے مزید تکلیف سے رہا تھا... اور اس
سب پہ ظلم یہ تھا کہ کمرہ سائونڈ پر وف تھا.. کمرے کی ایک چھوٹی سی کھڑی

باہر جھلی تھی ہر وہاں سے آواز بہت کم ارہی تھی وہ بھی حویلی کے باہر جارہی
تھی ناکہ اندر... اور وہ آواز بہت کم تھی

کائنات نے دانیال کو روکنے کی بہت کوشش کی ہر وہ تقریباً اسکے جسم کے ہر
... حصے پہ اپنے نشان بنا چکا تھا

کائنات کا جسم درد سے جیسے پھٹنے کو تھا وہ چیخ کر کسی کو بلانے کی کوشش کر
... رہی تھی ہر کوئی نہیں تھا جو اسے سنتا

.. یہ تکلیف اس قدر تھی کہ وہ سہن نہیں کر رہا ہی تھی

دانیال خود کو بے لباس کرتا ایک جھٹکے میں اسکی گہرائیوں میں خود کو اتار
گیا.. کائنات کی چیخ بے ساختہ تھی جسے وہ اپنے لبوں میں قید کرتا اسکے ہونٹ
.. کاٹنے لگا

دانیال کی شدتیں اس قدر تکلیف دہ تھی کہ کائنات کی آنکھیں بند ہو رہی
تھی.. آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھانے لگا تھا.. دانیال کی شدتوں پہ اسکا

... سارا جسم ہچکولے کھا رہا تھا

اسکی آنکھیں تکلیف سے بند ہو رہی تھی اور کچھ ہی دیر میں وہ اپنے ہوا اس
کھوتی بہوش ہو گئی... کچھ دیر تک دانیال اپنا غصہ اس پہ اتنا اعتماد و سری
طرف ہو کر لیٹ گیا... اب جب غصہ ٹھنڈا ہوا اور زہن نے کچھ کام کرنا
.. شروع کیا تو اسے اندازہ ہوا کہ وہ کیا کر آیا ہے
جلدی سے کائنات کا چہرہ تھپتھہا یا ہر کائنات کی حالت دیکھ وہ شرمندگی کی
... گہرائیوں میں خود کو گرتا محسوس کر رہا تھا

اس نے جلدی سے کائنات کو اپنی بانہوں میں اٹھایا اور اسے لیے واثر و م
... گیا

پانی کے ٹب میں وہ اس کے وجود کو ڈالتا پانی کھول گیا... سردی کے باوجود اس
... نے کچھ حد تک ٹھنڈے پانی سے اسے شاور دیا

دانیال نے کائنات کے وجود کو اپنے گلے سے لگایا اور کچھ آنسو کے قطرے
اسکی آنکھوں سے نکلے تھے... اس کے لبوں کو محبت سے چومتا وہ اس کے جسم
کے گرد تولیہ لپیٹا اسے اٹھائے بستر پہ لے آیا اور اس کے بالوں کو تولیے سے

خشک کرتا اسے کپڑے پہنانے کے بعد اسے کمرے میں لگا... پانی کی وجہ سے کائنات کچھ کچھ ہوش میں تھی ہر پھر بھی اسے سہی سے ہوش نہیں آیا... تھا

دانیال نے اس کے بالوں میں اہنا ہاتھ پھیرتا اسے سینے سے لگائے نا جانے... کیا سوچ رہا تھا

اج جو اس نے کیا تھا جانتا تھا کہ کائنات اب اس وے بے انتہا نفرت کرے گی پر اب خوش رہنے کے لیے یہ ضروری تھی۔ اسے کسی بھی طرح کائنات کو منانا تھا۔ اسے بار بار اسی بات کا دکھ ہو رہا تھا کہ وہ کیسے غصے میں اپنا اپا کھو دیتا ہے اور اب تو اسے غصہ بھی بہت اٹا تھا... اسکی ماں نے زندگی میں پہلی بار اس سے اتنی منتیں کر کے کچھ مانگا تھا پھر وہ کیسے پیچھے ہٹ سکتا تھا ہر وہ یہ..... بھول گیا تھا کہ اس سب میں وہ کائنات کو برباد کر رہا تھا

سلطان شام کو گھر آیا تو حوریہ منہ پھلائے بیٹھی تھی
اب کیا ہو گیا میری بیگم کو.. کسی نے کچھ بول دیا کیا؟؟؟
..سلطان نے اسکا بازو تھامتے ہوئے کہا

مجھ سے کون لڑے گا اور بس آپ ہیں جو میری نہیں سنتے. حوریہ نے اپنا
... بازو چھڑاتے ہوئے شکوہ کیا

سلطان مسکرایا.. شکر ہے کبھی اس لڑکی نے شکوہ تو کیا. ورنہ وہ تو اس سے
..ایک شکایت تک نہیں کرتی تھی

اچھا بتائیں کہ کیا بات ہوئی جو میری جانویوں منہ پھلائے بیٹھی ہے سلطان
..نے اسکی گود میں اپنا سر رکھا

آپ نے ہم سے وعدہ کیا تھا کہ آپ ہمیں امی ابو سے ملانے لے کر جائیں
گے پر آپ پھر سے بھول گئے

حوریہ نے منہ پھیلایا. اسے دیکھ سلطان مسکرایا اس کے پھولے پھولے
..گال اسکا دل بے چین کر رہے تھے

اچھا ٹھیک ہے ابھی چلتے ہیں تم تیار ہو جائو.. سلطان نے اس کے ہاتھ پہ بوسہ دیا.

اور واپسی پر آپ ہمیں بازار سے اچھی اچھی چیزیں بھی لے کر دیں گے.
چاکلیٹیں بھی

اسکی ایک نئی فرمائش ریڈی تھی کیونکہ ابھی شاید سلطان کا موڈ اچھا تھا جو وہ ایک بار کہنے پہ مان گئی.

او کے جی جو میری جان کو اچھا لگے گا میں لے کر دوں گا چلو اب ریڈی ہو.. جائو

سلطان اٹھتا فون تھا مے کہی باہر نکل گیا تو حوریہ بھی خوشی خوشی کپڑے لیے چینج کرنے چلی گئی

سلطان نجانے کس سے بات کر رہا تھا جو کافی دیر تک وہ اندر نہیں آیا تو وہ باہر چلی گئی

سلطان جی کدھر ہیں آپ؟؟

اس نے تھوڑی اونچی آواز میں بلایا بھی پر سلطان کی طرف سے کوئی جواب
نہیں آیا۔

وہ پریشانی سے باہر نکلنے لگی جب اسے ملازمہ نے طتایا کہ وہ باہر گارڈن میں
شاید کسی سے بات کر رہے ہیں۔

حوریہ اس کی طرف چلی آئی جہاں وہ اس سے پیٹ موڑے کسی سے بات
.. کر رہا تھا۔

ابھی وہ اس سے تھوڑا ہی دور تھی جب سلطان اس کی طرف مڑتا فون بند کر
گیا۔

کس سے بات کر رہے تھے اور آپ کی کیسے پتا چلا کہ ہم آگئے؟؟

بس مجھے پتا چل گیا میرے پاس یہ پاور ہے کہ جب کوئی میری قریب موجود
.. ہو تو مجھے سمجھ لگ جاتی ہے

وہ اس کے پہلے سوال کو اگنور کرتا جواب دینے لگا۔

اچھا جی بڑی پاور ہے آپ میں تو.. حوریہ نے ایمپریس ہونے کی ایکٹنگ کی۔

ویسے تم۔ آجکل کچھ چینج ہوتی جا رہی ہو لگتا ہے کہ میرے پیچھے تمہاری
.. ایکٹیویٹیز کچھ چینج ہو رہی ہیں کیا کرے ی رہتی ہو سارا دن

. حوریہ کو گاڑی میں بٹھاتا وہ اسکے سیٹ بیلٹ باندھتا سوال کرنے لگا
ہم ناں آپکے جانے کے بعد کارٹون دیکھتے ہیں آپ نے پینک سینتھر والے
. کارٹون دیکھے ہیں

کیا یہ کیسا سینتھر ہے میں نے تو بلیک سینتھر سنا تھا کہ کیا لڑکیوں کا سینتھر
. ہے جو پینک ہے... سلطان نے اسکی بات کا مزاق اڑاتے ہوئے کہا
بس آپکو نہیں پتا پر وہ اتنا پیارا ہوتا ہے ناں مجھے وہ والے کارٹون بہت اچھے
.. لگتے ہیں آپ ہمیں اپنا فون دیں ناں تاکہ ہم وہ والے کارٹون دیکھے

. حوریہ نے اپنے ہاتھ کو اس کے سامنے پھیلاتے ہوئے کہا
کوئی ضرورت نہیں ہے سارا دن نجانے کیا کیا دیکھتی ہوا بھی میں موجود
. ہوں ناں تو مجھے ٹائم دو مجھ سے بات کرو نہ کہ کارٹون دیکھو

.. سلطان کی بات پہ حوریہ نے اسے گھورا

اب سے آپ میرے پینک سینتھر.. حوریہ نے ہنستے ہوئے کہا
.. اس کی بات پہ سلطان نے اپنا ایک ہاتھ اسکے پیٹ پہ رکھا
.. اچھی اچھی چیزیں دیکھا کرو تاکہ میرا بچہ بھی اچھا سا پیارا سا ہو
.. سلطان کی بات پہ حوریہ شرمائی
.. یہ تو پیارا ہو گا کیونکہ یہ آپ کء جیسا ہو گا
اچھا اتنی پیاری بات یوں نظریں جھکا کر کیوں کر رہی ہو۔ میری طرف دیکھ
کر کروناں
سلطان کا ہاتھ اسکے پورے پیٹ پہ گھوم رہا تھا اسے حوریہ کے پیٹ میں زرا
برابر بھی ابھار محسوس نہیں ہوا۔ پر وہ جانتا تھا کہ ابھی اس میں وقت ہے
پاس سے گزرتے ایک گاڑی نے اس کے پاس آتے ہوئے زور سے ہارن
.. دیا

ارے اوور و میو بیوی پہ بعد میں دھیان دینا پہلے سڑک پہ دھیان تو ہمیں نہ
مار دینا... نجانے کہاں سے جاتے ہیں سڑک کہ بچو بیچ گاڑی ڈالے رو منس
.. کر رہے ہیں

.. اس شخص نے اپنی گاڑی کے شیشے سے آواز دیتے ہوئے کہا
.. رک تیری تو.. سلطان نے غصے سے کہا

سلطان جی چھوڑیں انھیں اور جلدی سے گاڑی چلائیں وہ سہی کہہ رہے
.. ہیں

. حوریہ نے اسکا بازو تھامتے ہوئے کہا
. تمہیں تو میں گھر جا کر اچھے سے ملوں گا
حوریہ کو گھورتا وہ اپنا سارا فوکس ڈرائیونگ پہ کر گیا... کچھ دیر تک وہ حوریہ
کے ماں باپ کے گھر پہنچ چکے تھے. ہر بار کہ طرح اس بار بھی انکا بہت
.... اچھے سے استقبال کیا گیا.. بس اس بات وہاں زوبیہ موجود نہیں تھی



کائنات کی آنکھ کھلی تو وہ بستر پہ تھی اور اس پہ کبیل تھا۔ دانیال اسکے قریب ہی لیٹا ہوا تھا اور اسکے بالوں کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کر رہا تھا۔

کائنات کو کچھ دیر پہلے کا منظر یاد آیا تو اسکی آنکھوں میں آنسو جمع ہونا شروع ہو گئے۔ اب اسے دانیال سے کسی بھی قدم کی توقع تھی۔ وہ دانیال کے بارے میں ایسا کبھی سوچ بھی نہیں سکتی تھی جیسا آج دانیال نے اسکے ساتھ کیا تھا۔۔ پورا بدن درد سے پھٹ رہا تھا۔

اسے اب بھی ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے کوئی اب بھی اسکے جسم کو کاٹ رہا ہے۔ جہاں جہاں دانیال نے اسے کاٹا تھا وہاں اس اب بھی تکلیف ہو رہی تھی۔۔ اس نے اپنا رخ موڑا تو دانیال کو اندازہ ہو گیا کہ شاید وہ جاگ گئی

ہے...

دانیال کو سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ کیا بات کرے۔۔ وہ اس کے ساتھ کسی بھی صورت نرم رویہ نہیں رکھ سکتا تھا ورنہ آج جو اس نے اسے منانے کے لیے یہ محنت کی سب ضائع ہو جانی تھی اسے یہی لگ رہا تھا کہ کائنات اس کے ایسے رویے سے تنگ آکر وہ اسکی بات ماننے کے لیے تیار ہو جائے گی۔ کائنات کا دل بالکل بھی کسی چیز کو دیکھنے کو نہیں کر رہا تھا۔ اسے ابھی ہر انسان ہر چیز سے نفرت سی ہو رہی تھی۔ اس نے اپنے سر سے دانیال کا ہاتھ بہت برے طریقے سے جھٹکا۔

دانیال بھی خاموش ہو گیا کیونکہ ابھی وہ کچھ نہیں بول سکتا تھا۔ اس نے جتن کیا تھا وہ بہت برا تھا تبھی وہ اسے کچھ وقت دے رہا تھا۔ کائنات کے دماغ میں اس وقت صرف شمس کے کہے کچھ الفاظ گونج رہے تھے۔

وہ تم سے بدلی لینے کے لیے ایسا کر رہا ہے وہ تم سے محبت نہیں کرتا بلکہ یہ اب اپنی بہن کے لیے کر رہا ہے.. کائنات سے م بہت پچھتاؤ گی کیونکہ وہ تمہیں اپنا شکار بنا رہا ہے

سچ ہی تو کہا تھا اسکے بھائی نے دانیال نے جو کیا اس سے تو صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ اس سے نفرت کرتا ہے اور اپنی بہن کے لیے ہی تو وہ سب کر رہا ہے... بے شک دانیال کو پہلے اس سے محبت تھی پر شاید اب جو اسکی بہن کے ساتھ شمس نے کیا اسکے بعد اسکے دل سے کائنات کے لیے تمام جزبات.. مر چکے ہیں

کائنات کو اس قدر تکلیف ہو رہی تھی یہ سوچ کہ دانیال نے صرف اسے.. اپنے مقصد کے لیے استعمال کیا

اسکا دماغ ویسے بھی ابھی دانیال کو لے کر کسی پاڑیٹو سوچ کو ایکسپٹ نہیں کر رہا تھا... اب دانیال کے بارے میں نیگیٹو باتیں ہی آرہی تھی.... کچھ دیر بعد دانیال بستر پر سے اٹھا اور شیشے کے سامنے جا کر کھڑا ہو گیا۔ اپنے کپڑے

درست کرتا وہ ایک نظر شیشے میں سے کائنات کو دیکھنے لگا جو کسی گہری سوچ میں تھی۔ اسکے چہرے پہ کافی نشان موجود تھے۔ اسے دیکھ دانیال بالکل بے بس ہو گیا وہ ایسا کیسے کر سکتا تھا جو لڑکی اسکے دل میں۔ موجود تھی وہ کیسے اسے تکلیف دے گیا۔۔ کائنات کی خاموشی اسے الگ تکلیف پہنچا رہی تھی۔ وہ چاہتا تھا کہ وہ اٹھے اس سے لڑے اسے غصہ کرے اپنے دل کی بھڑاس... نکالے پر کائنات اب بھی ایک جگہ کو گھورتی کسی بات کو سوچ رہی تھی کھانا میں ادھر ہی لے کر رہا ہوں باہر مت آنا۔۔ دانیال نے کمرے کی.. خاموشی توڑی پر کائنات نے اسکی بات کا کوئی جواب نہیں دیا دانیال کمرے کا دروازہ بند کرتا نیچے چلا آیا۔ ملازمہ کوٹڑے میں کھانا لگانے کا بولتا وہ سلطان کو کال کرنے لگا اسکی امی سے اسے بلانے کا کہا تھا پر وہ بھول گیا تھا۔

سلطان کدھر ہو!؟؟

سلطان کو کال کیے اس نے پوچھا

بھائی کہی باہر آیا ہوا ہوں ضروری کام سے کیوں کچھ کام تھا خیریت؟؟
نہیں بسوہ ماما چاہتی تھی کہ تم گھراؤ کھانا مل کر کھائیں گے
ارے بھائی آج بہت ضروری کام ہے بہت مشکل ہے کل انشاء اللہ جلدی
اجائوں گا۔

...او کے میں ماما کو بتا دوں گا

..او کے بھائی باللہ حافظ

سلطان سے بات کرنے کے بعد دانیال ملازمہ سے کھانا لیتا انھیں زلیخا بیگم
کو بتانے کا بول کر اوپر اپنے کمرے میں چلا گیا
دانیال کمرے میں آیا تو کائنات اب بھی بستر پہ لیٹی ہوئی تھی۔ دانیال نے
کھانا ٹیبل پہ رکھا اور مضبوط قدم لیتا کائنات کے پاس آیا
اٹھو چلو کھانا کھا لو اس کے بعد پین کلر لینا تو درد ختم ہو جائے گا
دانیال نے اسکا ہاتھ تھا منا چاہا جب کائنات اس کے ہاتھ کی۔ بری طرح جھٹک
گئی۔

خبردار جو یہ دکھاوے کی ہمدردیاں دیکھانے کی کوشش کی نفرت کرتی
ہوں میں آپ سے اور آپ بھی تو مجھ سے نفرت ہی کرتے ہوناں تبھی تو
مجھے اپنی بہن کے لیے برباد کر رہے ہو۔ م۔ مجھے لگا تھا کہ آپ کو بھی مجھ
سے محبت ہے پر میں کتنی بڑی بے وقوف تھی ناں اپنے بڑے بھائی کی بات
نہیں سنی ایک پل کو اگلے لمحے کا نہیں سوچا بس دل میں ایک یہی خوف تھا
کہ کہی بھائی میری شادی کسی اور سے نہ کروادیں میں تو دانیال کی ہوں ناں
پھر میں نے ایک پل کو نا سوچا کہ اسکا کچھ بھی نتیجہ ہو سکتا ہے بس ایک بار
آپکے بلانے پہ میں سب کو دھوکا دیتی بھاگتی ہوئی آگئی پر مجھے نہیں ہتا تھا کہ
یہاں پہ موجود انسان نہیں جانور ہے کوئی جو مجھے بس اپنے مقصد کے لیے
... استعمال کرے گا

کائنات اپنی آنکھوں پہ ہاتھ رکھے بلک بلک کر رودی.. اسکی باتیں دانیال کا
دل توڑ رہی تھی۔ وہ جانتا تھا کہ کائنات بھی اس سے بے انتہا محبت کرتی ہے
اور اس وقت اسکے دل کا حال وہ اچھے سے جانتا تھا

کائنات روتی ہوئی وہاں سے اٹھی اور ڈریسنگ روم میں چلی گئی پر اس کے

... رونے اور ہچکیوں کی آوازیں دانیال بخوبی سن سکتا تھا

. اس نے غصے سے شیشے پہ ہاتھ مارا... دل بار بار کائنات کے لیے تڑپ رہا تھا

مجھے ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا.. یا اللہ کہاں پھس گیا ہوں میں کیسے کائنات کو

.. اتنی تکلیف دے سکتا ہوں

.. وہ وہی سر تھا مے بیٹھ گیا



شمس آپکی پھوپھو کیوں آئی ہیں؟؟؟

رات کے کھانے کے بعد جب سب اپنے اپنے کمروں میں چلے گئے سونے

. کے لیے تب ہمانے شمس سے پوچھا

. شمس اس وقت اپنی کوئی ایمپورٹنٹ فائل ریڈ کر رہا تھا

یہ کیا بات ہوئی انکا اپنا گھر ہے جب دل کرے گا آئیں گی اور میں نوٹ کر رہا
.. ہوں۔ تمہیں انکا انا چھا نہیں لگا

شمس نے فائل بند کرتے ہوئے کہا

مجھے وہ اچھی نہیں لگی... جیسے ہر فیملی میں ہوتے ہیں ناں کچھ ٹاکسیک سے
... رشتے دار آپکی فیملی میں یہ پوسٹ لگتا ہے انھوں نے سنبھالی ہوئی ہے

ہمانے اپنے دل کی بھڑاس نکالی

ہاں جیسے تمھاری فیملی میں یہ پوسٹ تمھارے بھائی دانیال نے سنبھال
.. رکھی ہے

شمس کیا ہو گیا ہے کیوں میرے پیارے سے بھائی کے بارے میں ایسا بول

... رہے ہیں میرے بھائی لاکھوں میں ایک ہیں

.. ہاں ایسا مینٹل پیس لاکھوں میں ایک ہی بار پیدا ہوتا ہے

شمس نے ہنستے ہوئے کہا

... اچھا تو آپ مجھ سے پنگے لے رہے ہیں اب اپکا ایک دن اور ایڈ ہو گیا ہے

اسکی بات کا مطلب سمجھ شمس مسکرایا

میری جان مجھے ہتا ہے کہ کل تک آپ ایزی ہو جائو گی کل کی رات

انشاء اللہ ہمارے ملن کی رات ہو گی تو اب ایسا ویسا کچھ مت سوچنا

شمس صوفے سے اٹھتا ہما کے ساتھ بیڈ پر آ گیا

نہیں تو ایسا سوچے گا بھی مت آپ نے دانی بھائی جے بارے میں جو بھی بولا

اب اپکو پر سوں تک انتظار کرنا ہو گا

..ہمانے بھی اتراتے ہوئے کہا

شمس نے اسے گہری نظروں سے دیکھا

وہ ابھی چھوٹی تھی تبھی اسکے جذبات کا تقاضا نہیں مجھ رہی تھی اور وہ اس

سے ایسے بے باقی سے بات کر رہی تھی۔ شمس جانتا تھا کہ ایک بار جب وہ

اس کے قریب ہو گیا تو اس کے بعد ہما بہت شرمائے گی کیونکہ تب وہ کافی

حد تک بہت ساری باتوں کو سمجھ جائے گی

ایسے کیا دیکھ رہے ہیں اور آپ اپنی پھوپھو سے بہت دور رہے گا اور خاص کر کہ اس ائمہ چڑیل سے وہ سارے کھانے کے دوران اپکو دیکھتی رہی اور آپ بھی ڈھیٹوں کی طرح اس سے مزے سے باتیں کر رہے تھے۔ دوبارہ .. آپ مجھے اس کے اس پاس بھی نظر نہ اؤ

انگلی اٹھاتی وہ اسے وارن کر رہی تھی

وہ پہلی انسان تھی جو شمس پہ ایسے سامنے انگلی اٹھا رہی تھی

اوجے باس اور کچھ ... شمس نے ہنستے ہوئے کہا۔ اسے اچھا لگ رہا تھا ہما کا یوں

جیلس ہونا۔ اور ہاں آپ اپنی پھوپھو کے سامنے مجھ پہ دھیان دینا محبت والی

.. باتیں کرنا تاکہ انھیں لگے ہم۔ دونوں بہت خوش ہیں

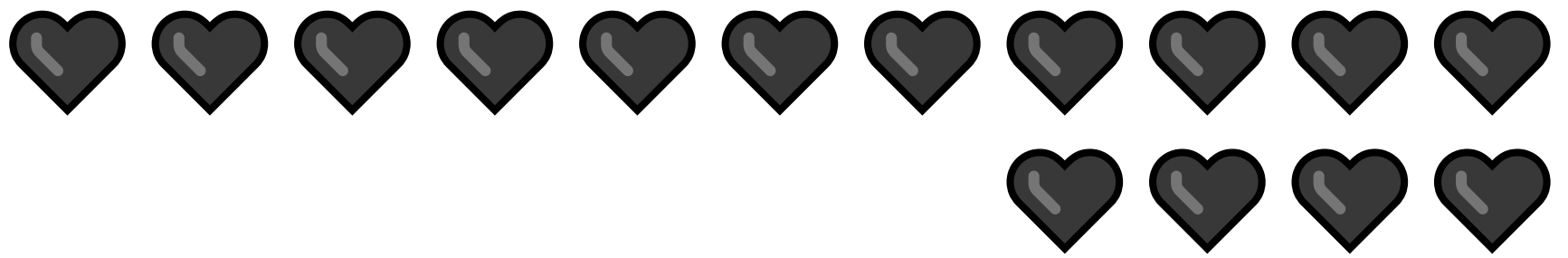
تو کیا ہم نہیں ہیں؟؟؟ شمس نے ابرو اچکائی

.. ہم ہیں ہر انھیں بھی تو بتانا ہے ناں

ہمانے فکر مندی اے کہا

او کے جی جیسا آپ بولیں اب کیا مجھے اجازت ہے سونے کی کیونکہ کل
میری بہت ضروری میٹنگ ہے ادھر بھی جانا ہے ورنہ تمہارے اس
ٹاکسیک بھائی نے اسے بھی چھین لینا ہے

... شمس کی بات پہ ہمارے شمس کے بازو پہ زور سے مکارا
شمس اسے کھینچے ہوئے اپنے سینے پہ لیٹا گیا۔ وہ بھی اپنا سر اس کے سینے پہ رکھے
..... بے فکر ہو کر سو گئی



سب اس وقت کھانے کی ٹیبل پہ بیٹھے تھے۔ زلیخا بیگم نے دانیال اور سلطان
کی خالی سیٹس دیکھی تو انھیں بہت غصہ آیا

اس لڑکی کی وجہ سے دانیال آج کھانے میں لیٹ ہوا ورنہ وہ ہمیشہ ٹائم پہ
کھانا کھانے آ جاتا تھا

زلیخا بیگم نے نفرت سے کہا

...ماما کائنات تو بس

بس خبردار جو تم نے اسکی سائیڈ پہ ایک لفظ بھی بولا تم اس سے کچھ زیادہ ہی
. چپکی رہتی ہو تبھی اس کے گن گار ہی ہو

. زلیخا بیگم نے غصے سے ایمیل سے کہا تو وہ چپ چاپ کھانا کھانے لگی

میڈم وہ دانیال سر اپنا اور کائنات میڈم کق کھانا اوپر اپنے کمرے میں لے
گئے تھے اور انھوں نے. سلطان سر کو بھی کال کی تھی پر وہ کہی بہت
. ضروری کام میں مصروف تھے تبھی وہ نہیں اسکتے تھے

. آمنہ جو پاس ہی کھڑی تھی جلدی سے بولی

اوارے واہ اب تو وہ کھانا کمرے میں لے جا کر کھائے گا یعنی اس لڑکی کو
اس کا ہمارے ساتھ بیٹھ کر کھانا بھی گوارہ نہیں.. تبھی اس نے اسے بول کر
. کمرے میں ہی کھانا منگوالیا

. زلیخا بیگم کا تو غصے سے برا حال تھا

. کیا ہو گیا ہے کیوں کھانے کے وقت بد مزگی پیدا کر رہی ہو

دائود صاحب نے انھیں ٹوکا

میں کچھ نہ کروں اس گھر کو بھکرنے دوں۔ آپ خود ہی دیکھیں دانیال جتنا بھی مصروف رہا ہو کبھی بھی وہ کمرے میں کھانا نہیں کھاتا تھا ہمیشہ سب کے ساتھ مل کر کھانا کھاتا تھا پر اس لڑکی کو آئے ابھی دو دن ہی ہوئے اور میرا بیٹا اب ہمارے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھانے بھی نہیں آیا۔۔ میں اپکو صاف صاف بتا رہی ہوں۔ مجھے یہ بس ہر گز بھی منظور نہیں ہے آپ کچھ بھی کرو جو دل آیا ہے پر اس لڑکی کو اس گھر سے نکالو مجھے وہ دیکھتے ہی زہر لگتی ہے اسکی یہی کوشش ہے نہ میرا بیٹا مجھ سے چھین کر مجھے نہچا دیکھائے گی

.. زلیخا بیگم کی آواز غصے کے ساتھ ساتھ بزمگمانیاں بھی بہت اونچی تھی

دائود صاحب نفی میں سر ہلاتے کھانا کھانے لگی

اور آپ اتنے پرسکون ہیں۔ سلطان کو کال کریں اس سے پوچھیں کے آخر وہ

کدھر گیا ہے ہر رات وہ گھر نہیں اتا اس بات کو مہینہ ہونے کو ہے اب بس

اسے صاف صاف بتادیں کہ ہر شام کو وہ گھر آئے عجیب کوئی مزاق لگا رکھا
ہے اس نے

دانو صاحب کو خاموش دیکھ انھوں نے دوبارہ کہا تو آپ زور سے چیخ ٹیبل
پہ پٹھتے اپنے کمرے میں چلے گئے
ایمل نے انکا ہاتھ تھاما

پریشان نہ ہوں امی سب ٹھیک ہو جائے گا
ہمممم... آنھوں نے بس ہنکار بھرا

تمھیں تو میں اس گھر سے نکال کر ہی دم لوں گی پھر اپنی بیٹی کو واپس لائوں
گی تم دونوں بہن بھائی بہت چالاک بنتے ہو ہر میں تمھیں دن میں تارے
دیکھائوں گی

اور کائنات تمھیں تو میں ایسی تکلیف دوں گی مجھ سے میرا بیٹا چھیننا چاہتی
ہو لگتا ہے دانیال کو میری باتوں نے کچھ خاص اثر نہیں کیا بس اب تم دیکھو
میں تمھارے ساتھ کیا کرتی ہوں... اپنے دل میں وہ کائنات کے لیے

بغض رکھے بہت غلط طریقے سوچ رہی تھی جس سے وہ کائنات کو ایسی
تکلیف دیں کہ نہ صرف وہ گھر سے چلی جائے بلکہ انکی بیٹی بگی واپس
..... آجائے

آج کا سورج اپنے لیے کچھ نئے چینجیز لے کر آیا تھا ویسے بھی ہر دن ایک
جیسا تو نہیں ہوتا۔ کائنات ادھی رات کو کمرے میں آئی تھی تو اس کی نظر
دانیال پہ پڑی جواب بھی جاگا ہوا تھا اور قہ شاید اسی کا انتظار کر رہا تھا۔ کھانا
ویسے ہی پڑا بالکل ٹھنڈا ہو چکا تھا

کائنات اسے اگنور کرتی واشر و م چلی گئی.. اسکی کی آنکھیں بہت سوج چکی
تھی۔ پپوٹے بالکل لال ہو چکے تھے

ٹھنڈے پانی سے منہ دھوتی وہ اپنے کپڑے چینج کیے بغیر ایسی ہی اکے بستر
پہ لیٹ گئی۔ سردی کی وجہ سے اس نے اپنے اوپر بلینکیٹ لے لیا تھا۔ دانیال

اسے دیکھ تھوڑا مطمئن ہوا تھا وہ بھی اپنے کپڑے چینج کرتا اس کے پہلو
میں اکریٹ گیا۔ اسکا دل چل چل کر کائنات کی قربت کی خواہش کر رہا تھا پر
وہ ابھی اس کے پاس جانے کی غلطی نہیں کر سکتا تھا

کائنات اور وہ دونوں جاگ رہے تھے۔ کائنات کی اسکی طرف پیٹھ تھی جبکہ
دانیال کی نگاہیں اس کی پیٹھ پہ گھڑی تھی

کائنات کافی دیر جاگتی رہی۔۔ سردرد بھی تھا تبھی وہ گہری نیند سو گئی۔ اسے
سو تا پر دانیال نے دیکھا جو واقعی سو گئی تھی

دانیال اسے اپنے قریب کرتا اسکا سر اپنے سینے پہ رکھے وہ اسے خود میں
بیجھتا سونے کی کوشش کرنے لگا۔ اسکا وجود اسے بہت سکون دے رہا تھا
تبھی وہ پانچ منٹ میں ہی سو گیا۔ اب ہزاروں شکوے ہی سہی پر ایک
دوسرے کے بغیر وہ دونوں ادھورے تھے

نا جانے ان کی زندگیوں میں ابھی کیا کیا موڑ آنے تھے۔ بے شک وہ اپنے ماں
باپ سے بہت محبت کرتا تھا پر کائنات اسکی بیوی تھی اسکی شریک حیات اسکا

لباس اسکی رازدار اور اس کا بھی دانیال پہ بہت حق تھا پر دانیال نجانے کیوں
اسے اتنی تکلیف دے رہا تھا یہ جانتے ہوئے بھی کہ وہ اپنے بھائی کا گھر کبھی
بر باد نہیں کرے گی

دانیال بے بس ہو چکا تھا اسکی ماں نے اس سے روتے ہوئے یہ التجا کی تھی
کہ کسی بھی طرح کائنات کو مناؤ تا کہ وہ اپنے بھائی سے ہما کو آزادی دلوا
دے کیونکہ وہ بھی جانتا تھا کہ ہما شمس کے ساتھ بالکل بھی خوش نہیں ہے
اور اس دن اس نے صرف دانیال کا گھر بچانے کے لیے وہ سب کیا تھا تو
دانیال کیسے اتنا سیلفش ہو سکتا ہے کہ اپنی خوشی میں وہ اپنی بہن کو بھول
گیا... بس یہی باتیں تھی جب کی وجہ سے دانیال بہت برے طریقے سے
ڈسٹرب ہو چکا تھا اور انھی باتوں کے زیر اثر اس نے آج کائنات کو بہت
... برے طریقے سے ٹریٹ کیا



سلطان اپنے آفس میں موجود تھا جب ماہرہ اس کے کیمین میں داخل ہوئی۔
..سلطان اسے دیکھ گہرا مسکرایا

اب مسکرا نا بند کرو اور یہ بتاؤ کہ کب رہے ہو بابا سے ہماری شادی کی ڈیٹ
..لینے

ماہرہ اس کے سامنے موجود کرسی پہ بیٹھتے ہوئے بولی
..بس جب تم۔ بولو ہم حاضر... سلطان نے سینے پہ ہاتھ باندھتے ہوئے کہا
..وہ سلطان مجھے تم سے کچھ کہنا ہے۔ ماہرہ کچھ کنفیوز سی تھی
..کیا ہوا بتاؤ تو سہی۔ سلطان نے اس کے نازک ہاتھ پہ اپنا ہاتھ رکھا
..مجھے اور بابا کو تمہیں کچھ بتانا ہے

ماہرہ نے اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا
..سلطان ابھی تم۔ فری ہو تو میں تھی ایک جگہ پہ کے کر جانا چاہتی ہوں
..اس نے سلطان کے ہاتھ کع تھاما

..ہاں ابھی تو فری ہوں پر کہاں جانا ہے کچھ بتاؤ تو سہی

بس تم۔ چلو ابھی پھر تمہیں سب ہتا چل جائے گا

اس نے سلطان کا ہاتھ تھاما اور زبردستی اسے اپنے ساتھ باہر لے کر
آئی۔ سلطان اس کے ساتھ فرنٹ سیٹ پہ بیٹھ گیا جبکہ وہ گاڑی ڈرائیو کر
رہی تھی

تقریباً سینتالیس منٹ کی ڈرائیو کے بعد گاڑی ایک ٹوٹی پھوٹی عمارت کے
سامنے جا کر رکی

ماہرہ یہ کدھر لے کر آئی ہو یہ جگہ تو بالکل ٹوٹی پھوٹی ہوئی ہے سلطان نے
اس عمارت کو غور سے دیکھ کر کہا

چلو پھر پتا چل جائے گا۔ ماہرہ گاڑی سے باہر نکلی اسی اسی وجہ سے سلطان کو
بھی مجبور باہر آنا پڑا

سلطان اب خاموشی سے اس کے ساتھ جا رہا تھا۔ وہ دونوں اس عمارت کے
اندر گئے جو اندر سے مزید ٹوٹ پھوٹ کا شکار تھی

ماہرہ یار یہ جگہ خطرناک بھی ہو سکتی ہے اور تم۔ پاگل نہ جانے یہاں کیا
ڈھونڈنے آئی ہو۔

سلطان نے پاس پڑے پتھر کو ہلکی سی ٹھوکر مارتے ہوئے کہا
ماہرہ ایک کمرے میں گئی اور اس کے بیچونچ کھڑی ہو گئی۔ سلطان کا ہاتھ
تھامے وہ اسے اپنے ساتھ کھڑی کرنے لگی۔ وہ بیٹھی اور نیچے ایک جگہ کو
اپنے ہاتھ سے صاف کیا اور وہاں پہ کچھ دیر اپنا ہاتھ رکھا تقریباً تیس سیکنڈ
تک اس نے اپنا ہاتھ اسی جگہ رکھا

سلطان لاپرواہی سے اسے دیکھ رہا تھا نجانے وہ کیا پاگل پن کر رہی تھی
وہاں ایک سکریں سی شو ہونے لگی۔ سلطان کو ایک پل کو حیرت ہوئی
ماہرہ نے اس سکریں پہ کوئی کوڈ لکھا تو وہ گرین سگنل شو کرنے لگا اور کے
بعد ایک اور سکریں شو ہوئی وہ کوئی پاسورڈ مانگ رہا تھا ماہرہ نے اس پہ
پاسورڈ لکھا تو وہ سکریں کہی غائب ہو گئی اور اسی سکریں والی جگہ سے زمین
کھلی اور وہاں سیڑیاں آگئی

سلطان تو حیرانی میں ہی ڈوبا تھا

... ماہرہ یہ... شش میری جان بس چپ کر کے چلو میرے ساتھ

ماہرہ نے اسکا ہاتھ تھاما اور سیڑیوں سے نیچے اترنے لگی.. نیچے ایک گلی سی تھی. سلطان اور ماہرہ اس گلی سے اندر گئے تو سامنے کا منظر دیکھ سلطان کا منہ کھل گیا

سامنے تقریباً نو سے دس آدمی بوریوں کو تھانے اسی گلی کی طرف لے جا رہے تھے. وہ اس گلی کے پاس ہی وہ بوریاں دیکھ رہے تھے

ماہرہ قدم آگے بڑھانے لگی. تو اس کھلی سی جگہ کے اس پاس تین سے چار کمرے تھے جن کے دروازے اس کھلی جگہ کی طرف کھل رہے تھے

ان کمروں کے اندر بہت سارا سامان تھا وہ ڈرگزر شراب اور بہت ساری غیر قانونی چیزیں تھی

ان کمروں میں انھیں بنانے کا کام بھی ہو رہا تھا. سلطان یہ سب ہمارا ہے اور یہ کڑوڑوں کا مال ہے

ماہرہ نے اسکا ہاتھ تھامتے ہوئے کہا۔ اسے ڈر بھی تھا کہ کہی سلطان غصہ نہ کرے یا پھر اس کاروبار کو اپنانے دے منع کر دے

سلطان خاموش ہو گیا تھا کچھ دیر تک اسے بہت ساری چیزیں دکھانے کے بعد ماہرہ اسے اپنے ساتھ واپس لے آئی تھی۔ ابھی وہ دونوں ایک ریسٹورانٹ میں بیٹھے تھے

سلطان ماہرہ کو بہت غور سے دیکھ رہا تھا

ماہرہ یہ بانجھے دکھانے کا مقصد؟؟

سلطان میں اور بابا چاہتے ہیں یہ تم یہ کاروبار ہینڈل کرو میرا کوئی بھائی نہیں ہے تبھی ہم ایسا چاہتے ہیں اور میں لب سے بابا کا کاروبار سنبھال رہی ہوں پر سلطان اس کاروبار کو ایک مضبوط مرد کی ضرورت ہے بابا اب اس کے معاملات سہی سے نہیں دیکھ رہے ہیں اور میں ایک لڑکی ہوں بہت سارے معاملات مجھ سے ڈیل نہیں ہوتے اور بابا نے یہ شرط بھی رکھی تھی کہ جو مجھ سے شادی کرے گا وہی یہ کاروبار سنبھالے گا

ماہرہ نے اس کے ہاتھ کو تھامتے ہوئے کہا

سوری ماہرہ پر میں یہ کام ہر گز نہیں کروں گا اور تمہارے بابا تو اس ملک کے ایک شریف سے سیٹیزن ہیں تو پھر وہ یہ غلط کام کیوں کرتے ہیں اور ویسے بھی مجھے تمہارے بابا کے کسی کام سے کوئی لینا دینا نہیں ہے میری لائف پہلے ہی بہت بڑی ہے تمہیں پتا ہے بھائی اور بابا آہستہ آہستہ مجھ پہ بھی اپنے بزنس کی ذمہ داریاں ڈال رہے ہیں تو میں کیسے یہ سب ہینڈل کرو

سلطان نے جھنجھلاتے ہوئے کہا

سلطان پلیز عمت کرو بابا اب ایسا ہی چاہتے ہیں اور اگر ایسا نہیں ہوا تو ہماری شادی نہیں ہو سکے گی

ماہرہ بے بس ہو چکی تھی

ماہرہ یار کیا ہو گیا ہے تم۔ لوگوں کو کیوں ایسے کام کرتے ہو جانتی ہونا اس سے کتنے لوگوں کی زندگیاں برباد ہو جائیں گی

سلطان نے اسے سمجھانا چاہا

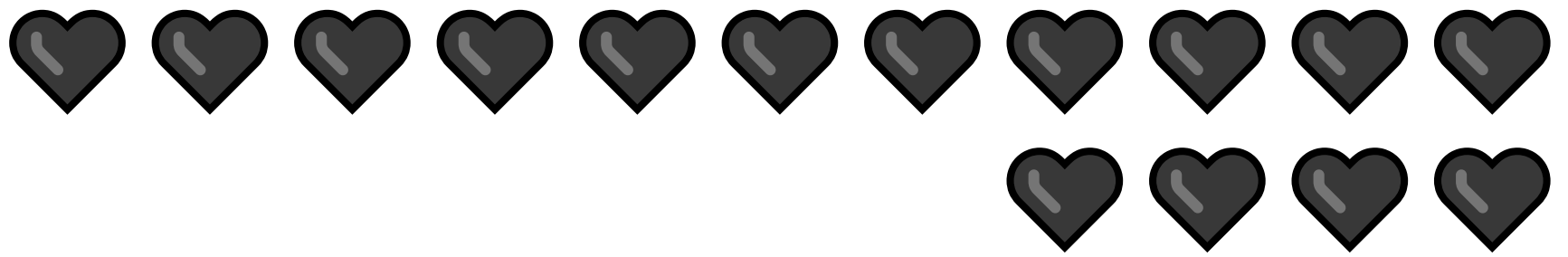
سلطان بابا اور میں بھی ہم۔ اس کام کو کبھی نہیں چھوڑ سکتے یہی ہمارا شروع
سے کاروبار رہا ہے اور تمہیں یہ ہر حال میں کرنا ہو گا ورنہ مجھے بھول
... جائو

غصے سے ماہرہ نے بیگ اٹھایا اور وہاں سے جانے لگی
یار ماہرہ بات تو سنو۔ سلطان نے اسے روکنا چاہا پر وہ جیسے آج ٹھان کر ہی
آئی تھی۔ سلطان کے بہت بار بلانے پر بھی وہ نہیں رکی اور روتی ہوئی وہاں
سے نکل گئی۔

سلطان اب بہت پریشان ہو چکا تھا۔ ماہرہ دور سے اسے دیکھ رہی تھی
میں بھی دیکھتی ہوں تم کیسے یہ کام نہیں کرتے اور میری جان مجھے پانے
کے لیے آپ کو یہ کرنا ہو گا اور تمہیں خود اے دور تو میں کبھی بھی نہیں
.... جانے دوں گی

ماہرہ نے اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا اور زن سے گاڑی بھگالے
گئی۔ اب اسے اندازہ ہو رہا تھا کہ سلطان کو منانا اتنا بھی مشکل نہیں۔۔ یہی

سب سوچتی وہ مسکرا دی.. سلطان کی کال انا شروع ہو گئی تھی پر وہ فون
سوئچ آف کرتی اپنے گھر کے لیے نکل گئی اب اسکا آفس جانے کا بالکل موڈ
.... نہیں تھا کیونکہ اسے پتا تھا سلطان اب سیدھا اپنے گھر جائے گا



کائنات کی آنکھ کھلی تو وہ آج پھر لیٹ تھی دانیال آفس چلا گیا تھا۔ خیر اب
اسکا اسے دیکھنے کا موڈ بھی نہیں تھا

وہ شاور لیتی نیچے چلی آئی جہاں آج کوئی بھی موجود نہیں تھا۔ وہ کچن میں گئی
اور وہی ٹیبل پہ بیٹھ گئی۔ ملازمہ کو اس نے ناشتے کا بولا تھا

نقشتا کرنے کے بعد وہ ایمیل کوڈ ہونڈ نے لگی جو اپنے کمرے میں موجود
.. تھی

ایمیل کیا کر رہی ہو؟؟؟

اسے پیکنگ کرتا دیکھ کائنات نے پوچھا

ارے کائنات اُنوناں تم۔ کل شام کو دانی بھائی کو چائے دینے گئی اور اسکے بعد
تم۔ میاں بیوی نے تو کمرے کت دروازہ ایسالاک کیا کہ باہر طوفان آجائے
تم لوگوں نے دروازہ نہیں کھولنا تھا

ایمل نے ہنستے ہوئے کہا

نہیں وہ میرے سر میں درد تھا اسی وجہ سے میں کھانا کھا کر سو گئی۔ کائنات
نے کچھ جھجکتے ہوئے کہا اسکی بات پہ اسے کل شام یاد آئی تھی اور پھر وہی
تلخ یادیں

.. اچھا چلو یار جو بھی ہے اب بیٹھو اور میری پیکنگ میں مدد کرو
.. کیوں ایمل تم کہی جارہی ہو

ہاں بس کیا بتاؤ ضاویا رادھر رکنے ہی نہیں دے رہے اس دن بھی ساتھ
چلنے کی زد کر رہے تھے بہت مشکل سے یہ دو دنوں کا ٹائم لیا تھا اور آج دو
.. دن ہو گئے اسی وجہ سے میں آج انکے پاس جارہی ہوں

ایمل کی بات پہ کائنات کو ڈر سا محسوس ہوا

ایمل تم کیوں جارہی ہو یار میں اکیلے کیسے اس گھر میں رہوں گی مجھے تو
.. تمہارے بغیر دل نہیں لگے گا

اس نے ایمل کا ہاتھ تھاما.. میں جانتی ہوں. کائنات پر یار کیا کروں ضاویار
بہت زد کرتے ہیں اور میں نے سوچا ہے کہ کسی بھی طرح کر کے ضاویار کا
تبادلہ قریب کے کسی پولیس سٹیشن میں ہو جائے تاکہ مجھے اس گھر سے دور
نہ جانا پڑے

ایمل نے اسے حوصلہ دیا

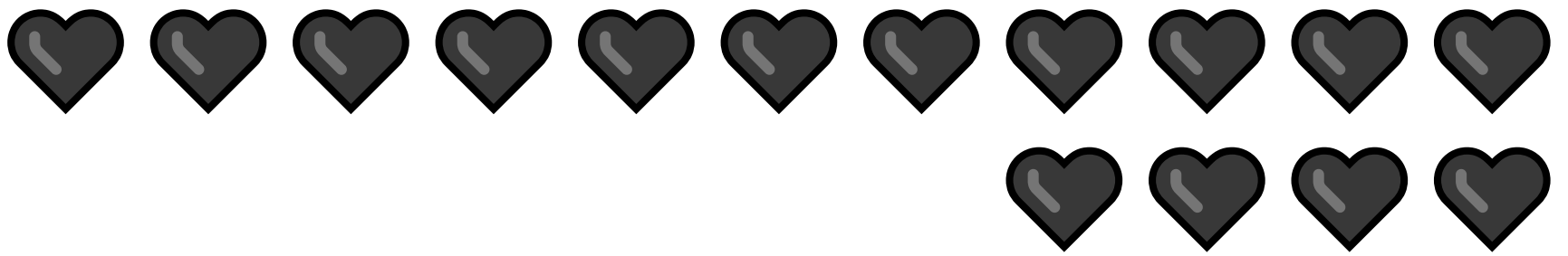
اچھا... کائنات بہت مایوس ہوئی تھی
کائنات کیا ہوا کوئی پریشانی ہے کیا؟؟؟
ایمل نے اسے جانچتے ہوئے کہا

نہیں تو میں تو بس ایسے ہی کہہ رہی تھی کوئی پریشانی نہیں ہے. بس ایسے ہی
تم پہلی انسان تھی ناں اس گھر میں جس سے میرا دل لگا تھا تو بس اسی لیے
اچھا اب اتنا جھوٹ بھی نہ بولو دانیال بھائی سے تو تمہارا دل کب کا جڑا تھا

ایمل نے ہنستے ہوئے کہا۔ وہ آج شاید بہت خوش تھی ضاویار کو ملنے کی خوشی میں۔

کائنات اسے پریشان نہیں کرنا چاہتی تھی تبھی وہ بھی اس سے مسکرا کر بات کرنے لگی تاکہ اسے نہ لگے کہ اسکے جانے سے کائنات بہت زیادہ پریشان ہے...

کچھ دیر تک وہ اس کے ساتھ مل کر پیکنگ کر چکی تھی۔ آج دن کو ایمل نے شہر چلے جانا تھا پھر اسکا کیا ہوتا... کائنات کے علاوہ دنیا ل تھا جس کو تو وہ اب دیکھنا بھی نہیں چاہتی تھی اور ہو رے گھر میں وہ کسی کے ساتھ بھی اتنا بات نہیں کرتی تھی تو اب اسکا اس تنہائی میں کون سا تھی ہو گا یہی سوچتی وہ... اب بہت پریشان ہو رہی تھی



شمس آج کسی ضروری میٹنگ کی وجہ سے دوسرے شہر چلا گیا تھا۔ واپسی پر وہ ہما کے لیے کچھ تحفے لانا چاہتا تھا۔ اسی لیے وہ ایک مال چلا گیا جہاں اسے بہت ساری چیزیں پسند آئی۔۔۔ وہ ہما کے لیے شاپنگ کرتا واپس رہا تھا ابھی وہ راستے میں ہی تھا جب اسے اچانک ایک کال آئی۔ یہ اس کے بہت خاص آدمی کی کال تھی۔ اسے کسی ضروری کام سے اب واپس جانا پڑا تھا۔ وہ کام بہت ضروری تھا ورنہ وہ موسیٰ کو بول کر روادیتا پر کام کی نوعیت کو دیکھ اسے خود جانا پڑا۔

ہما آج کب سے شمس کا انتظار کر رہی تھی۔ وہ بہت پریشان تھی کیونکہ اسے لگ رہا تھا کہ جیسے کوئی شمس کو اس سے چھین رہا ہو۔

ارے بہو تم۔ سے کچھ کام تھا زرا میرے کمرے میں آنا۔ ناظمین بیگم اچانک اس کے کمرے میں آئی اور اسے اپنے ساتھ چلنے کا بولنے لگی۔۔۔

کیا کام؟؟؟ ہما کو نجانے کیوں بس ان سے بہت ڈر لگتا تھا۔

کچھ کام ہے تبھی بلارہی ہوں اور تم ہوتی کون ہو مجھ سے سوال کرنے
..والی

ناظمین بیگم نے بنا کسی لحاظ کے غصے سے کہا

غالباً آپ نے ابھی مجھے بہو کہا تو میں شمس کی بیوی ہوتی ہوں آپ سے سوال
..کرنے والی باقی جو کام ہے جب یہاں تک آگئی ہیں تو بول بھی دیں
..ہمانے بھی بغیر لحاظ کے کہا

..تمھاری اتنی ہمت تم چھٹاک بھر کی لڑکی مجھ سے ایسے بات کر رہی ہو
ناظمین بیگم کا تو غصے سے برا حال تھا انھیں تو لگ رہا تھا کہ وہ اس سے برا
برتاؤ کریں گی تو شاید وہ تھوڑا ادب جائے ہر یہ چودھریوں کی اولاد تو ان
..کے سر پہ چڑھ کر ناچنے لگی تھی

جی ایسے ہی بات کر رہی ہوں اور میں آپ سے اور آپ کی بیٹی سے اچھے سے
..واقف ہوں تو دوبارہ میرے منہ مت لگئے گا

..ہما بغیر کسی لحاظ کے بولی

ناظمین بیگم نے بہت مشکل سے خود پہ کنٹرول کیا

ناظمین بیگم دل میں کچھ سوچتی اس کی سنے بغیر کمرے سے باہر نکل گئی

ہنہ انھیں ہینڈل کرنا تو بہت آسان ہے میں تو ایسے ہی فکر کر رہی تھی

ہمانے ہنستے ہوئے کہا.. پر یہ اسکی خام خیالی تھی کیونکہ ناظمین بیگم اسکی

... سوچ سے بھی زیادہ چالاک تھی

ہما بہت دیر سے شمس کا انتظار کر رہی تھی۔ اب ہر وقت دل اسے دیکھنے کو

.. ہی کرتا تھا

اس نے بہت بار شمس کا فون ٹرائے کیا ہر کال تو لگ ہی نہیں رہی تھی

کافی دیر تک انتظار کے بعد جب شمس نہیں آیا تو وہ بیڈ پہ لیٹے لیٹے ہی سو گئی

دن بے تقریباً تین بجے اسکی آنکھ کھلی تو کمرہ تب بھی خالی تھا مطلب کے

.. شمس ابھی تک گھر نہیں آیا

.. مایوس ہوتی وہ فریش ہونے چلی گئی

فریش ہونے کے بعد وہ نیچے کھانا کھانے چلی آئی کیونکہ نیند کی وجہ سے اس
..... نے کھانا نہیں کھایا تھا اور اب بہت بھوک محسوس ہو رہی تھی

ایمل تو ضاویار کے پاس چلی گئی تھی پر کائنات کا اب اس حویلی میں دل
نہیں لگ رہا تھا تبھی وہ کسی بھی طرح اپنے گھر واپس جانا چاہتی تھی
سارا دن وہ اپنے کمرے میں بیٹھی بیٹھی بہت تنگ ہو چکی تھی ہم دیر تک وہ
فون استعمال کرتی رہی پر کتنا استعمال کرتی آخر فون سے تنگ ہو کر وہ کمرے
سے باہر چلی آئی جہاں نیچے زینا بیگم ملازمہ کو کوئی کام سمجھا رہی تھی
ملازمہ کے جانے کے بعد انکارخ کائنات کی طرف تھا جو انکے سامنے
صوفیہ کے بیٹھ گئی

آنٹی وہ آپ عے کچھ کام تھا... میرا مطلب مجھے کچھ پوچھنا تھا
کائنات نے جھکتے ہوئے کہا

ہاں بولو کیا کام ہے مجھ سے.. زلیخا بیگم نے ضبط سے کہا ورنہ انکا زرہ دل
نہیں تھا کائنات سے کوئی بھی بات کرنے کا

وہ آنٹی کیا میں ایک دو دن کے لیے بابا کے گھر چلی جائوں وہ مجھے بابا کی یاد
ارہی تھی میں ان کے ساتھ کچھ وقت گزارنا چاہتی ہوں تو کیا میں چلی
..جائوں

کائنات کا سوال تو مانو انکا سر گھما گیا

تم کوئی بہت لاڈلی ہو جو تمہیں اپنے باپ کی یاد آگئی۔ اگر اتنا ہی بیقرار تھا اپنا
باپ تو شادی کیوں کیوں میرے بیٹے پہ اپنے ڈورے ڈال کر اسے
پھسایا.. اگر گھر بسا نا چاہتی ہو تو یہ شادی کے ایک ہفتے میں ہی ماں باپ کے
گھر چکر لگانے والا سسٹم ختم کرنا ہو گا۔ تمہیں بتاتی چلوں تو تمہاری شادی
سے پہلے میری بیٹی کی شادی ہوئی تھی پر ایک بار بھی وہ یہاں نہیں آئی نہ
جانے تمہارا بھائی اسے آنے بھی دیتا ہو گا یا نہیں.. پر پھر سے تمہاری طرح
شادی کے چوتھے دن ہی دوا دھر نہیں آئی.. نہ جانے تمہارا کیا منصوبہ ہے

جو میرے بولنے کے باوجود تم ایک بار بھی دانیال کے ساتھ نہیں جاگی جو
کم از کم اسے ناشتا تو بننا کے دو دنہ جانے کتنی نیندیں ہیں تمھاری جو پوری ہی
نہیں ہوتی۔

زلیخا بیگم نے اسے ٹھیک ٹھاک سنا دی

کائنات کو ان سے اس جواب کی بالکل بھی امید نہیں تھی.. اسکی آنکھیں
آنسوؤں سے بھر گئی

اوو بی بی اب یہ رونے دھونے والا ڈرامہ نہ شروع کر دینا.. یہی سب کر کے
مے م نے میرے بیٹے کو پھسایا ہے پر میں تمھاری ان مکاریوں میں نہیں
.. آنے والی

زلیخا بیگم کے سخت الفاظ اس کے سینے پہ تیر کی طرح چبھ رہے تھے.. وہ ان
سے ماں والا لمس چاہتی تھی پر شاید اس کے نصیب میں ماں کا پیار نہیں تھا
اور ہاں خبردار جو تم وہاں گئی اور اگر چلی گئی تو پھر ساری عمر وہی رہنا واپس
کبھی مت آنا

.. اسے سناتی وہ اپنا دل ہلکا کرتی اپنے کمرے میں چلی گئی

. کائنات کے کان جیسے سائی سائی کر رہے تھے

.. وہ وہی بیٹھی رونے لگی

کافی دیر بعد وہ اپنے کمرے میں چلی آئی اور وہی بیٹھ کر روتی رہی.. شاید اب

اس جے نصیب میں رونا ہی لکھا تھا۔ وہ ابھی تک اپنا قصور نہیں جان پائی..

... ایک طرف ماں زلیل کر گئی تو دوسری طرف انکا بیٹا تھا

اسکا دل ہر چیز سے بھر چلا تھا.. وہ بس اب لیٹی سا کن نظروں سے ان

خوابوں کو ٹوٹتے ہوئے دیکھ رہی تھی جن کو اس نے دانیال کے سنگ دیکھا

.. تھا

کتنی دعائیں کرتی تھی وہ اللہ سے کہ بس ایک بار دانیال کا ساتھ لکھ دے پر

.... شاید وہ اس ساتھ میں خوشیاں نہیں مانگ پائی



رات کے کھانے کے وقت گوہر صاحب اور شمس کو چھوڑ کر باقی وہ تینوں
... خواتین وہاں موجود تھی

گوہر صاحب کی آج طبیعت ٹھیک نہیں تھی تبھی وہ جلدی کھانا کھا کر اہنی
... میڈیسن لے کر سو گئے تھے اور شمس صبح کا گیاب بھی واپس نہیں آیا تھا
ہما ان دونوں کو اگنور کیے ابھی اہنا کھانا شروع ہی کر رہی تھی جب ائمہ نے
.. اپنی ماں کو کوئی اشارہ کیا

.. اس کی ماں مثبت اشارہ پاتے ہی اپنی چالاکی شروع کر گئی
تم نے دن میں مجھ سے بد تمیزی کیوں کی تھی۔ ہما جو اپنا کھانا شروع کرنے
والی تھی اچانک انکی آواز پہ انھیں گھورنے لگی
تو اپنوں دن کی بات ابھی یاد رہی ہے کیا؟؟؟
.. اپنی آئی برواٹھائے وہ ان سے سوال کرنے لگی

تم دنیا جہاں میں سب سے بد تمیز لڑکی ہو جو شمس کو ملی ہو۔ نہ جانے بے چارے سے کیا گناہ ہو گیا تھا جو اسکا نصیب تمہارے ساتھ پھوٹا۔۔۔

ناظمین بیگم نجانے کیا کرنا چاہتی تھی

شمس نے مجھے خود اپنے لیے پسند کیا ہے اور اپوانکی فکر کرنے لی ہر گز بھی

ضرورت نہیں ہے آپ اپنے گھر جائیں ادھر اس پہ دھیان دیں نہ کے

.. دوسروں کے گھر آکر ان کے گھروں کو خراب کرنے کی کوشش کریں

ہمانے بھی بغیر کسی لحاظ کے کہا۔ یہ دائود صاحب کی دی ہوئی شئی تھی جو وہ

اپنے مخالفین کا زرہ لحاظ نہیں کرتی تھی

تم گھٹیا لڑکی لڑکوں کو اچھے طرح اپنے جھانسنے میں پھسانہ جانتی ہو نجانے

اور کتنے امیر لڑکوں کو اپنے پیچھے لگا رکھا ہے

ناظمین بیگم نے اسکا بازو مروڑتے ہوئے کہا۔ انھوں نے اسکا بازو بالکل

ہلکے انداز سے تھام رکھا تھا۔ اچانک ائمہ کے اشارے پہ انھوں نے اسکا بازو

چھوڑا.. اور یہی ہما کی بس ہو گئی۔ اس نے بھی بنا کسی لحاظ کے انکا بازو زور سے تھاما... اسی لمحے شمس اندر آیا تھا

گھٹیا آپ اور آپ کی بیٹی ہیں جو ادھر میرے شوہر پہ نظریں جمائے بیٹھی ہیں... اپنے گھر میں کھانا نہیں ملتا کیا جو دوسروں کے گھر پہنچ جاتی ہیں ہما اس بات سے بالکل بے خبر تھی کہ شمس اس کے پیچھے کھڑا سب سن رہا ہے۔ ناظمین بیگم بھی جان چکی تھی کہ ان کے پیچھے شمس ہے تبھی وہ کچھ بول نہیں رہی تھی

ائمہ نے چالاکی دیکھتے ہوئے اچھا بننا چاہا

ہما تم ایسا کیوں بول رہی ہو تمہیں آئے کچھ ہی فن ہوئے ہیں اور یہ میرے ماموں کا گھر ہے شمس میرے بڑے بھائی جیسا ہے مے اپنی غلط سوچ کو .. ہم سے نہ جوڑو

چپ تم کس ارادے سے آئی ہو میں بہت اچھے سے جانتی ہوں جلد ہی تم۔
ماں بیٹی کو میں اس گھر سے رنو چکر کروں گی اور تمہارے

ہما..... شمس کی غصے بھری آواز سے ہما بے یقینی سے پیچھے مڑی۔ اب اس کے دماغ کو یہ بات سمجھ لگی کہ ائمہ اسکے سامنے ایسا کیوں بول رہی تھی۔ ارے چھوڑو مجھے بس یہی دن دیکھنے رہ گئے تھے کہ اپنے بھائی کے گھر آکر خود کے لیے گھٹیا لفظ سنوں اس لڑکی نے جو میری بیٹی سے بھی چھوٹی ہے مجھے اتنی باتیں سنا دی یہ سب سننے سے پہلے میں اس جگہ سے دفع ہی کیوں نہیں ہو گئی... ائمہ بیٹا اس نے میرے ساتھ ساتھ تم پہ بھی تہمت لگائی ہے تم۔ چلو میرے ساتھ اب میں ایک منٹ بھی اس گھر میں نہیں کروں گی..

ناظمین بیگم کے ڈرامے شروع ہو گئے تھے۔ شمس کا غصے سے برا حال تھا... وہ غصے میں ہما کے پاس آیا۔ یہ تم ابھی کیا بکو اس کر رہیے تھی اور تمہاری ہمت کیسے ہوئی پھوپھو کا ہاتھ موڑنے کی...

شمس نے ہما کو اس کے بالوں سے تھامتے ہوئے کہا

.....ش۔ شمس یہ جو آپ نے دیکھا یہ سچ نہیں بلکہ انھوں نے خود

ارے ارے م اب مجھے جھوٹی بول رہی ہو چلو میری بات نہ سہی شمس نے
... خود اپنی آنکھوں سے سب دیکھا ہے تو کیا اب وہ بھی جھوٹ بول رہا ہے
... اسکی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی ناظمین بیگم نے کہا

شرم آنی چاہیے تمہیں ہما.. یوں بڑوں سے بیہو کیا جاتا ہے اور اگر انھوں
نے تمہیں کچھ بول دیا تو تن آگے سے انکا بازو مروڑتے ہوئے ان پہ اس
قدر گھٹیا الزام لگائو گی... شمس کا غصہ کم ہی نہیں ہو رہا تھا.. ہما کو درد سے
رونا رہا تھا کیونکہ شمس نے اب اسکا بازو بہت بری طرح موڑ دیا تھا.. اس
کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ یہ سب کچھ ہو جائے گا اسے لگا ان ماں
... بیٹی کو سنبھالنا بالکل بھی مشکل نہیں ہو گا پر یہ اس کی خام خیالی تھی
شمس بیٹا رہنے دوا ب تم ہماری وجہ سے اپنا رشتہ نہ خراب کرو ہم دونوں
ماں بیٹی ویسے بھی کچھ دنوں کے لیے آئے تھے اب ہم ویسے بھی واپس جانا
.. چاہتی ہیں

ناظمین بیگم نے اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا۔

نہیں پھوپھو آپ کیوں کہی جائیں گی یہ اپ کا اپنا گھر ہے اور ہما کو ویسے بھی

.. عقل ہی ضرورت ہے اسے ایسے ہی میج نے سر پہ چڑھا رکھا ہے

... ہما تم ابھی اور اسی وقت پھوپھو سے معافی مانگو

شمس کی آواز پہ ہما بلک خاموش تھی

.. ہما میں نے کہا پھوپھو سے معافی مانگو

شمس نے اس کے بازو کو زور سے جھٹکا دیا... اہہ شمس پلیز میرا بازو چھوڑیں

... مجھے بہت تکلیف ہو رہی ہے پلیز چھوڑیں بازو

ہما کا درد سے برا حال تھا اسے لگ رہا تھا کہ بس کسی بھی وقت کلک کی آواز

کے ساتھ اس کا بازو ٹوٹ جائے گا

.. میری بات سنائی نہیں دی معافی مانگو پھوپھو سے

جب میں نے کوئی غلطی کی ہی نہیں میں کیوں معافی مانگوں.. ہما بھی ڈٹ

کے کھڑی ہو گئی اسکی یہ ضد شمس کو مزید غصہ دلا گئی

آپ ان کو کیوں سپورٹ کر رہے ہیں انھوں نے خود ایسی سیچو نمیشن بنائی

_____ کہ اچکولگے کہ میں غلط اور اور یہ اہنادھکاوا

...چٹاخ..... شمس نے ایک زوردار تھپڑ ہما کے منہ پہ مارا

ہما شمس کے تھپڑ کو برداشت نہ کر سکی اور وہی نیچے فرش پہ گر گئی.. اس نے

بے یقینی سے شمس کو دیکھا جس کی آنکھیں لال ہو چکی تھیں... ائمہ کا ہاتھ

...اے منہ پہ چلا گیا جبکہ ناظمین بیگم تنزیہ مسکرائی

... ابھی اور اسی وقت معافی مانگو پھوپھو سے

.. شمس نے پھر سے اپنی بات دہرائی

ہما نے روتے ہوئے نفی میں سر ہلایا۔ شمس نے غصے سے اسے بالوں سے پکڑ

کر کھڑا کیا.. اس کے سامنے وہ کوئی چھوٹی بچی ہی لگ رہی تھی جسے وہ

باسانی بالوں سے پکڑ کر کھڑا کر گیا تھا.... اہہ ہما کے منہ سے چیخ نکلی اے

.. لگا آج تو اسکے سر کی چمڑی ہی نکل گئی ہے

معافی مانگو ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا.. شمس کو اتنے غصے میں دیکھ وہ
.. بہت ڈر گئی تھی تبھی اس نے معافی مانگ لی

ایم سوری مجھے معاف کر دیں مجھے آپ سے ایسے بات نہیں کرنی چاہیے
تھی... ایم سوری..... ہمارے سسکتے ہوئے کہا. اس کے بال اب بھی شمس
... کی مٹھی میں تھے

ہماقت دل جیسے ٹوٹ سا گیا تھا کیسے شمس بے اسے سب کے سامنے مارا تھا.
اکیلے میں ہوتا تو شاید ایک الگ بات تھی پر سب کے سامنے خاص کر ان
لوگوں کے جن کو تو وہ ویسے بھی یہی یقین دلاتی تھی کہ شمس اس سے بہت
... محبت کرتا ہے. ان کے سامنے اسے بہت زیادہ برا لگا

اسکی معافی مانگنے پہ شمس نے اس کے بالوں کو چھوڑا تو وہ روتی ہوئی اوپر اپنے
کمرے میں چلی گئی. ارے بیٹا تم نے اسے ایسے ہی رلا دیا رہنے دیتے معافی
.. کی کیا ضرورت تھی

..... ناظمین بیگم نے فکر مندی ظاہر کرتے ہوئے کہا

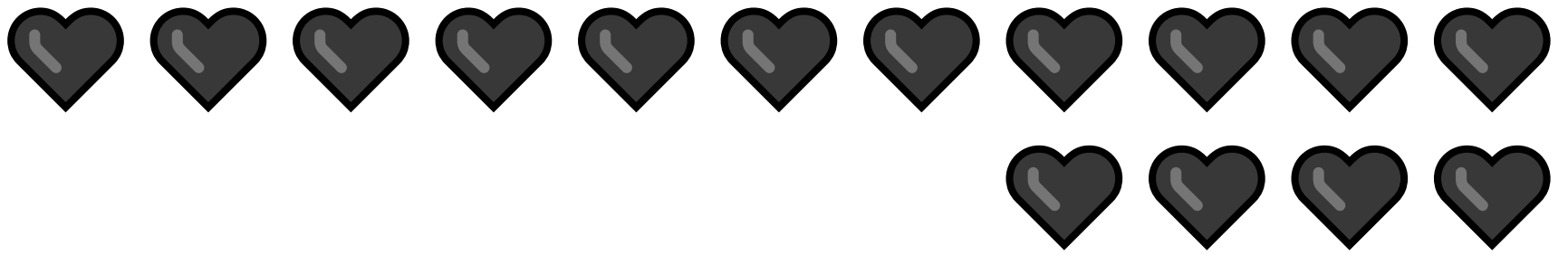
شمس اپنے آفس والے کمرے میں چلا گیا

اس نے غصے سے آفس کے ٹیبل پہ ہاتھ مارا.. وہ غصے میں کیا کر گیا تھا وہ ہما کو
پیار سے بھی تو مناسکتا تھا پر ہما پہ اس نے ہاتھ اٹھا دیا..... غصے سے دوبارہ وہ
... ہاتھ اس نے ٹیبل پہ مارا

ہما کا سکتا چہرہ یاد آیا تو ایک بار پھر سے پچھتاوا ہوا پر اسکی ضدی طبیعت پہ اسے
اور بھی غصہ ارہا تھا۔ اگر وہ پہلے بات مان لیتی تو ایسا نہ ہوتا پر نہیں
.. چودھریوں کی اولاد تھی ایسی تھوڑی نہ اس نے سننا تھا
کتنے اچھے موڈ میں وہ واپس آیا تھا ہر سب خراب ہو گیا.. اب تو ہما سے
.... کمرے کے اس پاس بھی بھٹکنے نہیں دے گی

... کافی دیر تک وہ کمرے میں بیٹھا اس بارے میں سوچ رہا تھا
کتنی بے یقین تھی وہ جب اسے شمس نے تھپڑ مارا تھا... شمس کو اب بیت
پچھتاوا ہو رہا تھا اگر اسے سمجھ لگتی تو وہ ہما کو کمرے میں کے جا کر بہلا پھسلا کر
محبت سے اس سے معافی منگوا سکتا تھا پر نہیں اس نے بھی غصے میں اس پہ

ہاتھ ہی اٹھا دیا... اب وہ بیٹھا پچھتا رہا تھا کہ کیسے ہمارا سامنا کرے گا.... وہ
.... تو اب اس کی شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتی ہوگی



ہمارے میں آئی تو اس کا رور و کر برا حال ہو چکا تھا... ی۔ یہ دونوں ماں
بیٹی تو بی۔ بہت ت۔ تیز ہیں۔ ہم ان کا کیسے مقابلے کریں گے.. انھوں نے
.. کیسے ش۔ شمس کو ہمارے خلاف کر دیا یہ تو ہمارا گ۔ گھر توڑ دیں گی
.. روتے ہوئے وہ خود سے باتیں کر رہی تھی

اس کا دل جیسے بند ہونے کو تھا اسے بس یہی لگ رہا تھا کہ بہت جلد شمس اس
چھوڑ دے گا اگر آج اس نے اب کے سامنے ہاتھ اٹھایا تھا تو کل کو وہ اسے
. چھوڑ نہ دے

پریشانی سے وہ اب اپنے ناخن کاٹ رہی تھی
.... یا اللہ اب میں کیا کروں اگر مجھے شمس نے چھوڑ دیا تو

اسے اب مزید رونا رہا تھا۔۔۔ وہ تو آج کتنے دل سے شمس کے لیے تیار ہوئی تھی اور شمس نے اسے کیسا تحفہ دیا تھا

پریشانی سے وہ اب اسی کمرے میں گھوم رہی تھی۔ وہ دعا کر رہی تھی کہ شمس جلدی اے کمرے میں آجائے تاکہ وہ ساری غلط فہمیاں دور کر دیں۔ غلط فہمی والی تو اب کیا ہی بات تھی اسنے تو بہت برے طریقے ناظمین بیگم کے ساتھ سلوک کیا تھا اس بات کا اسے احساس بھی تھا پر اب کیا ہو سکتا تھا۔۔۔

کچھ دیر بعد شمس کمرے میں آیا تو ہما بیڈ پہ بیٹھی ہوئی تھی ہما نے سوچ رکھا تھا کہ اگر شمس اسے منائے گا تو وہ ضرور مان جائے گی زیادہ نخرے نہیں کرے گی۔۔۔ وہ اسے خود سے مزید بدگمان نہیں کرنا چاہتی تھی

شمس مضبوط قدم لیتا بیڈ کے پاس آیا
.. ہما اٹھ سوری.. اس نے ہما کا ہاتھ تھاما

...ہمانے اس سے اپنا ہاتھ چھڑایا

سوری بس آج معاف کر دو آج کے بعد ایسا نہیں ہو گا میری جان میں بہت
..شرمندہ ہوں

..شمس نے اسے گلے سے لگایا

.تو ہما اسکی گردن میں منہ دیے بری طرح رونے لگی

آپ بہت برے ہو آپ نے مجھے سب جے سمانے تھپڑ مارا.. وہ دونوں ماں
..بیٹی مجھے تنزیہ نظروں سے دیکھ رہی تھی..م-میرا مزاق اڑا رہی تھی
_____ہما وہ ایسی نہیں ہیں تمہیں غلط فہمی

تو ٹھیک ہے آپ جائیں ان کے پاس ان کی تعریف کریں.....ہمانے غصے
..سے اسے پیچھے دھکیلنا چاہا

اچھاناں ایمان سوری اب ادھر دیکھو میری طرف..اسکا منہ اپنے ہاتھوں
..میں بھرتا وہ اس کے آنسو صاف کرنے لگا

...پھر نظر اس کے کپکپاتے ہونٹوں پہ پڑی تو وہ اس کے ہونٹوں پہ جھک گیا

ہمانے بھی اپنے بازو اسے گلے میں ڈال دیے۔ وہ اس کے ساتھ اس رشتے کو
.. شروع کرنے میں پوری طرح راضی تھی
.... اسکی رضامندی دیکھ شمس بھی بہک گیا

. شمس ہما کے ہونٹوں پہ جھکتا اپنی پیاس بجھانے لگا
بے شک ہما اس سب کے لیے تیار تھی ہر پر اسکا دل گھبراہٹ میں بہت زور
زور سے دھڑک رہا تھا۔ اسکے دل کے زور سے دھڑکنے کی آواز شمس اور وہ
بخوبی سن سکتے تھے

شمس نے ایک ہاتھ اسکی دھڑکن پہ رکھے اسے ہلکا سا دبایا۔ اسکی حرکت پہ ہما
سسکی

شمس نے ہاتھ بڑھا کر اسکے بالوں کو کیچر سے آزاد کیا۔ جبکہ اسکے ہونٹ پر
.. ہما کے گال ناک اور گردن پہ گھوم رہے تھے

ہما کی آہستہ آہستہ گھبراہٹ بڑھ رہی تھی۔ شمس نے اسے ہلکا سا اٹھایا اور
.. کسی بچے کی طرح اپنی گود میں بٹھالیا

اسکی دونوں ٹانگوں کو کھولے وہ اسے اپنی گود میں بیٹھتا اسکا سینہ زور سے
.. اپنے سخت سینے سے جوڑ گیا

ہما کے دونوں ہاتھ اب بھی اسکی گردن پہ ہی تھے.. ہما کا ہاتھ وہ اپنی قمیض
.. کے بٹن پہ رکھتا اسے کھولنے کا کہنے لگا

ہما کی پکپکاتے ہاتھوں سے بٹن کھولنے لگی.. شمس اسکے بالوں کو تھامے اسکی
گردن کو اپنی زبان سے نم کر رہا تھا.. اسکی یہ حرکت ہما کو جیسے پاگل سی کر
رہی تھی.. وہ کبھی اسکی قمیض بے بٹن کھولتی تو کبھی رک کر اسے پیچھے
دھکیل کر روکنے کی کوشش کرتی

.. شمس کے جذبات بھڑک چکے تھے

.. اس نے ہما کے فراق کی زپ کو اپنے ہاتھوں سے کھولنا شروع کر دیا
.... ش- شمس.. پ- پلیر

شششششش _____ اسے ہونٹوں پہ کاٹا وہ اسے خاموش کروا گیا.. اب وہ

کسی صورت بھی پیچھے ہٹنے والا نہ تھا

شمس نے اسکی فراک کی زپ کھول کر اب اسے اتارنا شروع کر دیا۔ اسکی ہر

..مزاحمت ہر لفظ کو وہ اپنے لبوں میں قید کر دیتا تھا

ہمانے جب اسکی قمیض کے بٹن کھول دیے تو شمس کی اگلی حرکت پہ اسے لگا

کہ جیسے وہ شرم سے آج واقعی مر ہی جائے گی

اس نے دعا کی کہ اسے کہی چھپنے کا موقع مل جائے

کچھ دیر تک وہ اسے ایسے ہی محسوس کرتا رہا پھر اسے اٹھائے وہ بستر پر کے آیا

..اور اسے لیٹاتا اسکی فراق نکال چکا تھا

خود بھی وہ قمیض اتارتا اس پہ چھانے لگا

اسکا ایک ہاتھ ہمارے بالوں میں تھا جبکہ دوسرا ہمارے جسم پہ حرکت کر رہا

تھا۔ وہ اسکے کان پہ جھکا کبھی کان کی لو کو کاٹتا کبھی زبان سے چومتا سے بے

چین کر رہا تھا

... گردن سے نیچے وہ اسکی دھڑکنوں پہ جھکتا انھیں کاٹتا اور چومتا
اس کے چومنے میں اس قدر شدت تھی کہ ہما کا جسم کچھ دیر میں ہی لال ہو
چکا تھا۔

نشان کو جب جب شمس دیکھتا مزید ان پہ ٹوٹ پڑتا... اس کے پیٹ پہ کاٹا وہ
اسکی دونوں ٹانگوں کو اپنی کمر کے گرد باندھ چکا تھا.. اس دوران وہ دونوں
مکمل بے لباس ہو چکے تھے

اسکی گہرائیوں میں خود کو سیٹ کرتا وہ اس کے لبوں کو چومتا اس کے کان پہ
.. اسے حوصلہ دیتا ایک جھٹکے سے اس میں داخل ہوا تھا
ہما کی چیخ اس کے منہ میں ہی دم توڑ چکی تھی کیونکہ شمس نے اس کے لبوں کو
.. اپنے لبوں میں قید کیا تھا

.. شمس اپنا کچھ وزن جان بوجھ کر اس پہ چھوڑ چکا تھا
ہما کا وجود سک رہا تھا.. اپنے ناخن وہ اسکی کمر پہ گاڑتی جیسے خود کو چھڑانے
... کی کوشش کر رہی تھی... اسکی آنکھیں آنسوؤں سے بھر چکی تھی

... شمس نے اسکے آنکھوں کو چوما اور اسکے انسوؤں کو اپنے لبوں میں چنے لگا
کچھ دیر تک وہ اسکے کان پہ پیار بھری سرگوشیاں کرتا اسے چپ کر واچکا
تھا.. اسکی سسکیاں اب بھی کمرے میں گونج رہی تھی پر اب وہ کافی حد تک
.... خود کو سنبھال چکی تھی

شمس اپنا عمک شروع کرتا خود کی اور اسکی جان ایک کرنے لگا.. ہما اسکی ہر
.... شدت پہ تڑپ جاتی پر شمس اسے یر بار سنبھال لیتا
شمس کے عمل میں کبھی تیزی اتی تو کچھ نرمی.... پورا کمرہ ہما کی سسکیوں اور
... چیخوں سے گونج رہا تھا

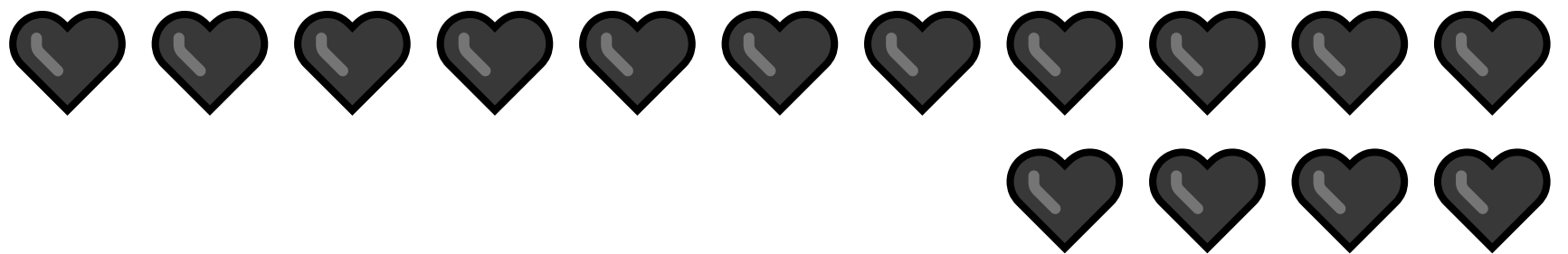
اسکے کندھوں سے پکڑتا وہ اسے مضبوطی سے تھام چکا تھا.. کچھ دیر تک وہ
... اپنا آپ اس میں شامل کرتا ایک طرف ہو کر لیٹ گیا
ایک نظر ہما کو دیکھا جو اسکی شدتوں سے بے حال ہو چکی تھی... اسے دیکھتے
... ہی شمس کو اس پہ بے انتہا پیار آیا

وہ خود سے بے خبر پڑی تھی... شمس اسے اپنے سینے سے لگاتا اس پہ کمر
اوڑھا چکا تھا۔ ہما تو نجانے اس سے کون کون سے شکوے کر رہی تھی ہر وہ
اب بھی اسے محسوس کر رہا تھا

کبھی اسکے بولتے لفظوں کو اپنے منہ میں لیتا تو کبھی اسکی دھڑکنوں پہ اپنے
.. نشان بناتا

.... ہما کی کنڈیشن کو دیکھتے ہو وہ دوبارہ خود کو اس میں شامل کرنے پایا
اسکے کان میں محبت بھری سرگوشیاں کرتا وہ اسے نیند کی گہرائیوں میں اتار
... گیا

... خود بھی وہ سکون کی نیند سو گیا تھا



سلطان اب کافی پریشان تھا.. ماہرہ نے اسکے سامنے ایک الگ ہی بات کر دی
تھی اب وہ اسکی شرط کو کیسے مانتا.. پر جو بھی تھا اسے ماہرہ سے تو شادی کرنی
ہی تھی.

. بہت سوچ سمجھ کر اس نے فیصلہ لیا تھا

ماہرہ کو اس نے کال پہ بتا دیا تھا کہ وہ اس کے باپ کا سارا کاروبار سنبھالنے
کے لیے تیار ہے کیونکہ وہ اس سے شادی کرنے کے لیے کچھ بھی کر سکتا
ہے.

اس وقت وہ ماہرہ کے ساتھ بیٹھا ہوا لپچ کر رہا تھا. ابھی اس کی ایک میٹنگ
. باقی تھی اس کے بعد تھوڑے سے کام کے بعد ہو گھر جانے کا ارادہ رکھتا تھا
کیا بات ہے کس لیے پریشان ہو؟؟؟

. ماہرہ نے اسکے ہاتھ پہ اپنا ہاتھ رکھا

. تو سلطان نے اسکا ہاتھ جھٹک دیا. اسکا یوں ماہرہ کا چھونا بہت برا لگا تھا

تم نے اور تمہارے باپ نے کوئی دوسرا آپشن نہیں چھوڑا۔ اب میں اس کام میں پڑنا ہی نہیں چاہتا پر تمہارے بابا کی مجھ سے یہ ڈیمانڈ ہے اسی لیے اب مجھے زبردستی ماننا پڑا اب تم کیق چاہتی ہو تمہارے ساتھ یہاں بیٹھ کر قہقہے لگانوں؟؟

سلطان نے غصے اے کہا

ایم سوری سلطان پر بابا کی شروع سے ہی یہی شرط تھی اور ہمارے ریلیشن کے سٹارٹ میں میں نے تمہیں یہ بولا بھی تھا کہ میرے ساتھ شادی کرنے کے لیے تمہیں کچھ شرائط کو ماننا ہو گا اب تم ایسا ریکٹ کیوں کر .. رہے ہو

ماہرہ کو اس کے رویے نے کافی ہرٹ کیا تھا۔ کل وہ اس سے سخت ناراض تھی پر سلطان نے اسے کال کر کے بتا دیا تھا کہ اسے ہر شرط منظور ہے۔ اسکی بات پہ ماہرہ بہت خوش ہوئی تبھی آج ساری ناراضگی بھلائے اس کے ... سامنے بیٹھی ہوئی تھی

سلطان کو اس نے کسی طرح بہلا پھسلا لیا تھا اب بس اسے جلد سے جلد یہ
خبر اپنے بابا کو سنانی تھی کہ اب انکے کاروبار کو سنبھالنے کے لیے ایک
کامیاب انسان مل چکا ہے جو جلد ہی انکے ڈوبتے ہوئے کاروبار کو آسمانوں
.... کی بلندیوں پہ لے جائے گا

ماہرہ اور سلطان لنچ کے بعد اپنے اپنے کاموں میں مصروف ہو چکے تھے
دن کے تین بجے ماہرہ گھر کے لیے نکل گئی کیونکہ اسکا کام ختم ہو چکا تھا البتہ
سلطان کا تقریباً آدھے گھنٹے کا کام باقی تھا تبھی وہ اسے نبٹا کر جلدی گھر جانے
کا ارادہ رکھتا تھا۔ آج اسے حویلی جانا تھا کیونکہ کل اسکی آمی اور ابو نے اسے
... سختی سے تاکید کی تھی کہ اب روزانہ رات کو تم حویلی میں موجود ہو
سلطان کو اب احساس ہو رہا تھا کہ اسکے حالات کافی مشکل ہو رہے ہیں اب
... وہ حوریہ کو ٹائم کیسے دے گا

.... کافی دیر پریشانی کے بعد وہ اپنا کام مکمل کرتا حوریہ کے پاس چلا گیا



ایمل گھر آئی تو گھر بالکل خالی تھا شاید ضاویار ابھی تک آفس سے نہیں آیا تھا۔۔ شام ہو رہی تھی اور ضاویار کسی بھی وقت جاسکتا تھا تبھی وہ اسکی پسند کا کھانا بنانے لگی

ملازمہ بھی وہی موجود تھی۔۔ ایمل کھانا بنا رہی تھی جبکہ ملازمہ اسکی مدد کر رہی تھی۔۔ ہر چیز اسکی پسند کی بنانے کے بعد ایمل خود تیار ہونے چلی گئی۔۔ شاور لینے کے بعد اس نے ایک وائیٹ کلر کا پیار سا فراک پہنا اور دوپٹہ گلے میں ڈال دیا۔۔ بالوں کو ڈرائے کرنے کے بعد انھیں کھلا چھوڑ دیا اور ہلکا ہلکا میک اپ کرنے کے بعد وہ اپنا فون اٹھائے ضاویار کو کال کرنے لگی پر ضاویار نے اسکی کال پک نہیں کی بیل جا رہی تھی پر کال وہ پک نہیں کر رہا تھا۔

ایمل کو لگا کہ شاید وہ کہی بزی ہے تبھی وہ باہر آگئی اور بیٹھی ٹی وی دیکھنے لگی
تقریباً مغرب ہونے کو تھی اور ابھی تک وہ نہیں آیا تھا

تقریباً پندرہ منٹ کے بعد اچانک دروازہ کھلا اور سامنے ضاویار تھا ایمل
بھاگتی ہوئی دروازے کے پاس گئی پر سامنے ضاویار کے کندھے پہ ایک لڑکی
.. نے ہاتھ رکھا ہوا تھا جبکہ وہ خود لڑکھڑا کے چل رہی تھی

ضاویار اسے سہارہ دیے اندر لا رہا تھا شاید اسے پیر میں کوئی موچ آئی ہوئی
تھی

ضاویار کے ساتھ ایک خوبصورت اور جوان لڑکی کودیکھ ایمل کو دھڑکا سا
لگا

ضاویار کی نظر ایمل پہ پڑی تو وہ مسکرایا

وہ لڑکی بھی ایمل کو ہی دیکھ رہی تھی

مار یہ آپ ادھر صوفے پہ بیٹھیں... ایمل آپ ان کے لیے پانی کا ایک
.. گلاس لے کر آئیں

ضاو یار نے اسے صوفے پہ بیٹھاتے ہوئے ایمیل سے کہا

ایمیل اثبات میں سر ہلاتی اس کے لیے پانی لانے چلی گئی۔ پانی پینے کے بعد

ضاو یار بھی وہی بیٹھ گیا۔ آپ کس وقت آئی؟؟؟

.. اس نے ایمیل سے سوال کیا جو کب سے ماریہ کو گھورتے جا رہی تھی

مجھے کافی دیر ہو گئی ہے میں دوبجے آگئی تھی کب سے پکا انتظار کر رہی تھی

آپ بتائیں یہ کون ہیں؟؟؟

ایمیل نے ماریہ کی طرف اشارہ کیا

ارے یہ بیچاری انکے بابا پہ کسی نے حملہ کر دیا تھا۔ اور ہمیں انکی سیکیورٹی کی

زمہ داری ملی تھی۔ اور انکے بابا کی یہ اکلوتی بیٹی ہیں اب یہ اپنے گھر میں ایلی

تھی تو کچھ دنوں کے لیے انکی سیکیورٹی کی زمہ داری مجھے دی گئی ہے اور میں

نے سوچا کہ یہ میرے گھر کے علاوہ اور کہاں سیو ہو سکتی ہیں اور تمہیں بھی

کمپنی مل جائے گی اسی لیے یہ کچھ فن تک ہمارے ساتھ رہیں گی جب تک

انکے بابا کا علاج مکمل نہیں ہو جاتا اور وہ اپنے لیے کوئی بہترین سیکیورٹی
... نہیں ڈھونڈ لیتے

ضاو یار نے اسے ماریہ کے بارے میں بتایا

انکے بابا ہسپتال میں ہیں کیا؟؟؟

.. ایمیل کو نجانے کیوں وہ لڑکی اپنے گھر اچھی نہیں لگی

ہاں انکے بابا پہ اٹیک ہوا تھا تو کچھ دن تک یہ یہی رہیں گی اب تم اور ملازمہ
دونوں ان کے لیے کمرے کا بند و بست کرو تب تک میں انکا بیگ کے کراٹا
.. ہوں

ضاو یار اسکا بیگ لانے باہر چلا گیا.. اور ایمیل ملازمہ کے ساتھ مل کر اس کے
لیے ایک کمرہ تیار کرنے لگی اسے تو لگا تھا کہ ضاو یار اس کے ساتھ ٹائم
سپیڈ کرے گا پر یہاں تو سب الٹا ہو گیا.. برے دل کے ساتھ وی اسکا کمرہ
سیٹ کرنے لگی. ماریہ چوبیس سال کی ایک خوبصورت لڑکی تھی جو ایک
امیر آدمی کی بیٹی تھی جس پہ اٹیک کیا گیا تھا. وہ اس وقت یونیورسٹی میں

موجود تھی تبھی وہ اپنے دشمنوں کے حملے سے بچ گئی پر اسکے پاپا بہت زخمی ہو گئے تھے بروقت پولیس پہنچ گئی تھی تبھی بچت ہو گئی تھی پر اب اس گھر میں ماریہ کا اکیلے رہنا خطرے سے خالی نہیں تھا تبھی پولیس نے اور کچھ سینئر آفیسرز نے ضاویار کو اسکی سیکیورٹی کی ذمہ داری دی تھی انھیں بھروسہ تھا کہ وہ ماریہ کو پروٹیکٹ کر لے گا... ماریہ کو جب اپنے باپ کے زخمی ہونے کی خبر ملی تھی وہ بھاگتی ہوئی وہ فوراً ہسپتال پہنچی اور بھاگتی ہوئی اپنے باپ کے پاس آئی اسی بھاگنے کے دوران سیرٹھیوں سے اترتے ہوئے... اسکا پیر زخمی ہو گیا

کچھ دیر تک ایمیل اسکا سارا سامان دوسرے کمرے میں سیٹ کروا چکی تھی.. کھانا کھانے کے بعد ماریہ کمرے میں چلی گئی تھی.. میڈیسن لینے... کے بعد وہ کچھ دیر آرام کرنا چاہتی تھی تبھی دوائیاں کھا کر وہ سو گئی



.. کائنات اپنے کمرے میں ہی موجود تھی جب دانیال گھر آیا تھا

. دانیال.... ابھی وہ سیڑھیاں چڑھ رہا تھا جب اسے زلیخا بیگم نے پکارا

جی امی.... بیٹا تھک گئے ہو گے چیخ کر کے اُتو تو میں تمہارے لیے کھانا لگا

...دو

امی آپ کیوں تکلیف کر رہی ہیں ملازمہ ہے ناں مجھے وہ کھانا دے دے

..گی

.. دانیال اج کافی دیر سے آیا تھا تبھی سب کھانا کھا چکے تھے

ارے نہیں بیٹا ملازمہ تو سونے کے لیے کو اڑ چلی گئی ہے اصولاً تو تمہاری

بیوی کو پوچھنا چاہیے پر وہ تو کسی کو کچھ سمجھتی ہی نہیں ہے.. بیٹا شاید تمہیں

برا لگے پر اسے سمجھایا کرو کہ اگر اس نے ہماری فیملی کے ساتھ رہنا ہے

یہاں ایڈجسٹ کرنا ہے تو وہ اپنے کمرے سے باہر بھی نکلا کرے سارا دن

.. اپنے کمرے میں گھسی نجانے کیا کرتی رہتی ہے

اج بس میں نے ایک بار بولا کہ باہر اجاؤ پر مجھے اس نے بری طرح جھڑک دیا.. خیر بیٹا اس سے اس بات کا زکرنہ کرنا سوچے گی کہ میں نے فوراً سے ... تمھیں بتا دیا بس اپنی طرف سے اسے سمجھا دینا

زلیخا بیگم نے جھوٹ بولتے ہوئے اپنے آپ کو شریف ثابت کیا .. امی اس نے آپ سے بد تمیزی کی .. دانیال کو اب تک یقین نہیں ارہا تھا ہاں بیٹا بہت زیادہ پر تم پلیر اس سے اس بات کا زکرنہ کرنا پتا نہیں اسے کیا ہوا ہے اتنی چڑچڑی سی ہے اور اگر تم یہ سب بولو گے تو اس کے دماغ میں . میرا می کیا عزت رہ جائے گی

زلیخا بیگم آگ لگا کر جا چکی تھی .. دانیال ہر بات برداشت کع لیتا تھا پر اپنے ... ماں اور باپ کی بے عزتی وہ برداشت نہیں کر پاتا تھا

بہت ضبط کرتا وہ کمرے میں داخل ہوا جہاں کائنات سامنے ہی فون پہ لگی .. ہوئی تھی .. شاید وہ کوئی ڈرامہ دیکھ رہی تھی

دانیال اپنے جوتے اتارنے کے بعد اسکے پاس آیا اور اسکے ہاتھ سے موبائیل
.. چھینا

جائو میرے لیے کھانا گرم کرو میں کچھ دیر میں فریش ہو کر انوں گا اور کھانا
.. کھائوں گا

.. اس سے فون چھینتا وہ سائیڈ ٹیبل پہ رکھ گیا

... میں کیوں آپ کے لیے کھانا گرم کروں ملازمہ سے بولیں

... کائنات کو بھی غصہ تھا تبھی وہ بھی بد تمیزی کرنے لگی

... کائنات ابھی میرے سامنے زبان مت چلانا اور جائو کھانا گرم کرو بس

دانیال کو اس وقت ایسے ہی بہت غصہ تھا اسے یہی لگ رہا تھا کہ کائنات نے

.. اسکی ماں کو بے عزت کر کے کمرے سے نکالا ہے

.. نہیں میں کوئی کھانا نہیں گرم کرنے والی

... کائنات نے فون لینا چاہا جب دانیال نے زور سے اسکے جبرے پکڑے

سمجھ نہیں ارہی.. تم میری بیوی ہو تو یہ تمہارا کام ہے ملازمہ کا نہیں.... تم
اپنی زبان پہ کنٹرول رکھا کرو ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا... اور تمہاری
ہمت کیسے ہوئی امی کو یوں بے عزت کرنے کی میں تمہاری ہر بات

..... برداشت کر لوں گا ہر خبردار جو امی یا ابو کو کچھ بھی بولا تو

آپ سے برا کوئی ہو بھی نہیں سکتا اور میں نے آپ کی امی کو برا بھلا کہا یہ سب
_____ انھوں نے اپکو بتایا جھوٹ بول رہی ہیں الٹا.... چٹاخ

.دانیال نے غصے سے تھپڑا سکے منہ پہ مارا

.کائنات پھر سے رونے لگی یہ دوسرا تھپڑ تھا جو اسے دانیال نے مارا تھا

خبردار جو امی کے بارے میں کچھ کہا اور پانچ منٹ میں اگر تم نے کھانا گرم
کر کے نہیں لایا تو ساری رات ایک منٹ بھی تمہیں سونے نہیں دوں گا

...نیندیں حرام کر دوں گا

.....دانیال کی دھمکی پہ کائنات روتی ہوئی کمرے سے باہر چلی گئی

دانیال نے اپنا سر تھام لیا۔ سوچا تھا کہ آج کسی طرح کائنات سے معافی مانگ کر ایک خوبصورت رات منائے گا پر اسکے نصیب میں کہاں گھر آتے.. ہی اسکی امی نے اس کے کان بھر دیے

..... دن بھر کا تھکا ہارا وہ گھر آیا تھا اور اب یہ سب

... وہ نہانے چلا گیا.. نہا کے باہر آیا تو کائنات ٹیبل پہ کھانا لگا رہی تھی دانیال بیٹھا کھانا کھانے لگا... کائنات واپس چلی گئی اور جب دوبارہ کمرے میں آئی تو دانیال کے لیے کافی کا ایک کپ لے آئی تھی.. اسکی کافی وہی... چھوڑتی وہ کھانے کے برتن واپس نیچے چھوڑ آئی.. دانیال کافی پیتا کچھ ضروری میل کرنے لگا

کائنات واپس آکر بستر کی ایک طرف لیٹ گئی.. اسکی پیٹھ دانیال کی طرف.... تھی.. وہ بس روئے جا رہی تھی

کچھ دیر بعد دانیال لیپ ٹاپ بند کرتا لائٹ آف کر تا بیڈ پہ آیا... پانچ منٹ
وہ سونے کی کوشش کرتا رہا پر جب نیند نہیں آئی تو کائنات کا بازو تھا وہ اسے
..اپنی طرف کھینچ گیا

کائنات نے خود کو چھڑانے کی کوشش کی پر دانیال نے اسکی مزاحمت کو کسی
...کھاتے میں نہیں لایا

اسکی لبوں کو چومتا وہ اسے پیار کرنے لگا.. اسکے لمس میں نرمی تھی اور
کائنات بس روئے جا رہی تھی.. دانیال اسے چپ کرواتا اسے پورے بدن
...کو چومتا خود کو اس میں شامل کر گیا

...اندھیرے کمرے میں بس کائنات کی سسکیاں گونج رہی تھی
وہ اس پہ اپنی شدتیں لٹا رہا تھا.. اور کائنات کا ہچکولے کھاتا جو اسے مزید
...پاگل کر رہا تھا

اسے دھڑکنوں کو تھا ماوہ اسے بے بس کر رہا تھا.. خود کو اس میں شامل کرتا
وہ اسکی پیٹ کو سینے اے لگائے سو گیا.. اسکی آغوش میں کائنات بھی جلد ہی
سو گئی

وقت کا کام ہے گزرنا اور وہ گزرتا گیا... دانیال اور کائنات کے بیچ کی
کشیدگی کم ہونے کے بجائے بڑھتی ہی گئی... اور اس کی بڑی وجہ زلیخا بیگم
تھی جو نجانے کیوں ہر بار اپنے بیٹے کو غلط بتا کر ان دونوں میاں بیوی کے
درمیان جھگڑا پیدا کر دیتی تھی

شروع شروع میں تو کائنات اسے سچائی بتانے کی کوشش کرتی پر دانیال کی
نظر میں اسکی ماں کبھی جھوٹ بول ہی نہیں سکتی تھی اور اسی وجہ سے انکا
رشتہ ایک الگ ہی دورا ہے یہ اے کے کھڑا تھا.. کائنات اب دانیال وے بات
تک نہیں کرتی تھی.. ہر رات دانیال اسکے قریب آتا اسکی اور اپنی جان ایک
کرتا پر اب کائنات بالکل خاموش ہو چکی تھی.. اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ اپنے

بھائی کا دل دکھا کر اس نے بہت غلط کیا... زلیخا بیگم نجانے کیا چاہتی تھی
انھوں نے دانیال کو بہت غلط گائیڈ کیا تھا ہر یہ شاید دانیال کی محبت ہی تھی
... انکار شدہ ابھی تک بچا ہوا تھا

زلیخا بیگم کو بہت بار دائود صاحب نے چالاکیاں کرنے سے ٹوکا تھا کیونکہ وہ
دانیال کو اچھے سے جانتے تھے۔ انھیں احساس تھا کہ انکا بیٹا کائنات سے
بہت محبت کرتا ہے ورنہ اگر اس کی من پسند بیوی نہ ہوتی تو اب تک دانیال
اسے طلاق دے چکا ہوتا.. انھوں نے زلیخا بیگم کو بہت بار منع کیا تھا کہ اگر
دانیال کو اس بارے میں ہتا چلا کہ تم کائنات کو کے کر اس سے جھوٹ بولتی
ہو تو وہ کسی کو بھی نہیں بخشے گا.. پر زلیخا بیگم ایک کان سے سنتی اور دوسرے
سے نکال دیتی.... اب وقت ہی بتانے والا تھا کہ دانیال کو کب پتا چلنا تھا اور
... وہ کیا کرتا

ضاویر اور ایمیل ایک خوشحال زندگی جی رہے تھے پر اچانک ان کے بیچ ماریہ
آگئی تھی

ضاویار کے گھر رہتے رہتے ماریہ ضاویار کو پسند کرنے لگی تھی.. اس نے
... انکے بیچ دوریاں پیدا کرنا شروع کر دی تھی

ایمل نے بہت محبت اور سمجھداری سے خود کے اور اسکے بیچ کی دوریوں کو کم
.. کیا اور ضاویار کے سامنے اسکی اصلیت بھی لائی

ایک دن جب ضاویار پولیس سٹیشن چلا گیا تو ماریہ نے غصے میں ایمل پہ حملہ
کر دیا پر شکر تھا کہ ضاویار بروقت پہنچ گیا تھا.... یہ ساری ایک چال ایمل
.. کی تھی جس میں اس نے ماریہ کو بے نقاب کیا تھا

ضاویار تو تھا بھی تیز اس کو تو ویسے بھی ماریہ کی حرکتوں سے اندازہ ہو گیا
.. تھا

اس نے ماریہ کو جیل میں بند کروا دیا اور اس کے بارے میں سب اس جے
باپ کو بتایا کہ انکی بیٹی اپنے پاگل پن میں اسکا گھر خراب کرنا چاہتی تھی...

ماریہ کے بابا نے ضاویار سے بہت معذرت کی اور اپنی بیٹی کو چھڑا کر لے
گئے تھے. ضاویار کی زندگی سے یہ کانٹا بھی نکل گیا تھا.. وہ ایمل کے ساتھ

بہت خوش رہ رہا تھا۔۔ آخر اتنی تکلیفیں سہنے کے بعد ایمیل کو اسکی محبت ملی تھی۔۔

اس دوران سب کی ملاقات ہوئی تھی۔۔ شمس بھی بہت بار چودھریوں کی حویلی میں آیا تھا۔ کائنات سے اس کی بہت بار ملاقات ہوئی پر کائنات اپنا ہر غم چھپا گئی تھی۔

ہما اور شمس کے بیچ کی محبت دیکھ زلیخا بیگم بہت خوش ہوئی تھی کہ آخر انکی بیٹی کو ایک اچھا مرد مل گیا پر انھیں نجانے کیوں کائنات کسی صورت بھی منظور نہیں تھی۔ اپنی بیٹی کو اسکے گھر خوشحال دیکھنے کے باوجود وہ کائنات کو... تکلیف دیتی تھی

ناظمین بیگم کچھ دن تو ہما کے خلاف چالیں چلتی رہی پر ہما اور شمس کا رشتہ اتنا کچا نہیں تھا اور نہ ہی ناظمین بیگم شمس کی ماں تھی جو وہ دانیال کی طرح انکی ہر بات پہ یقین کر لیتا۔ شمس کے رویے کو دیکھ وہ واپس چلی گئی پر انھیں.. اب بھی یقین تھا کہ کسی نہ کسی طرح ہما کو وہ اس سے الگ کر ہی دیں گی

سلطان ماہرہ اور اسکے باپ کا سارا کاروبار سنبھال چکا تھا یہ اب اس کے لیے بہت مشکل تھا پر اسے کسی نہ کسی طرح تو سنبھالنا تھا ہی.. انکے کاروبار میں بہت ترقی ہو رہی تھی۔ سلطان کے آنے سے کاروبار کو ایک سہی مالک مل گیا تھا بڑھتے ہوئے منافع کو دیکھ کر باز صاحب اب اسے جلد سے جلد اپنا داماد بنانے کو تیار تھے۔ اور ان کے لیے سب سے بڑی حیرت کی بات یہ تھی کہ سلطان بغیر کسی روک ٹوک کہ ہر کام کر دیتا تھا یعنی جس جگہ سخت سے سخت سیکیورٹی ہوتی تھی وہ وہاں سے بھی سامان والے ٹرک باسانی نکال دیتا تھا۔

انھوں نے جب سلطان سے اس بارے میں پوچھا تو انھیں اندازہ ہوا کہ سلطان کو اپنے باپ بھائیوں کی وجہ سے بہت آسانی ہوتی ہے۔ ایک پل کو انھیں یقین نہیں آیا کیونکہ وہ بھی تو بزنس کی دنیا دے تھے پر پھر انھوں نے دوچاکہ بے شک وہ بزنس مین ہیں پر دانیال اور دائود چودھری سے بڑے ... بزنس مین تو نہیں

سلطان اب انکا مکمل کاروبار سنبھال چکا تھا پہلے تو وہ مطمئن نہیں تھے کہ
کیسے اپنا کاروبار ایک انجانے شخص کے حوالے کر دیں پر پھر وقت کے
ساتھ ساتھ انھیں اپنے فیصلے پہ فخر ہونے لگا
سلطان اس فیلڈ میں بہت اندر تک گھس گیا تھا۔ وہ اب جان چکا تھا کہ
پاکستان کے اندر کون کون شخص یہ کام کرتا ہے اور اسے بہت حیرت ہوئی
بہت سی نامور شخصیات بھی اسی کام میں ملوث تھیں۔۔ اب شاید وہ اس کام کو
... بہت اچھے سے سمجھ اور جان چکا تھا



چھ ماہ بعد

اس وقت میں کافی تبدیلیاں آگئی تھیں۔۔ چار دن بعد سلطان کی منگنی تھی
ماہرہ سے۔۔ اور یہ فیصلہ چونکہ دونوں خاندانوں نے مل کر لیا تھا اس وجہ

سے سوشل میڈیا پر بھی اسکی ہائپ تھی.... اس وقت سلطان دانیال کے
ساتھ بیٹھا کوئی کام کر رہا تھا جب اچانک ماہرہ اندر آئی
کیا ہوا ماہرہ کچھ کام تھا کیا؟؟؟

سلطان نے فائل سے سراٹھائے کہا
سلطان اپکو یاد نہیں آج ہم نے شاپنگ پہ جانا تھا۔ ماہرہ نے اندر آ کر سلطان
سے کہا

.. اوو ہویار میں بھول گیا ابھی تو مجھے تھوڑا سا کام ہے تو ابھی تو نہیں جاسکتے
پر سلطان آج ہم نے ہر حال میں جانا تھا.. ماہرہ نے ادا سی سے کہا وہ بہت
... خوش تھی آج اپنی شاپنگ کو کے کر

سلطان تم ماہرہ کے ساتھ چلے جائو یہاں کا کام میں خود دیکھ لوں گا
دانیال نے فون پہ کسی کو کال کرتے ہوئے کہا
پر بھائی آپ اکیلے کیسے یہ کام دیکھو گے
سلطان نے پریشانی سے کہا

سلطان میں پہلے بھی دیکھ لیتا تھا اب بھی دیکھ لوں گا تمچلے جائو

دانیال کی بات پہ ایک پل سلطان نے کچھ سوچا اور پھر ماہرہ کے ساتھ چلا

.. گیا۔ دانیال کا رویہ آجکل کافی روڈ تھا

پیچھے دانیال سارا کام دیکھنے لگا وہ اب ویسے بھی زیادہ ٹائم آفس میں گزارنا

چاہتا تھا۔ وہ اب گھر بہت لیٹ جاتا تھا کیونکہ گھر جا کر اسے مزید پریشانیاں

جھیلنی پڑتی تھی.. جاتے ہی امی کی باتیں پھر کائنات کے ساتھ اسکا سلوک

اس سب سے وہ بہت ڈسٹرب ہو گیا تھا

کائنات کے ساتھ اپنے رویے کا اسے احساس تھا وہ تو اسکی محبت تھی۔ دانیال

اس کے ساتھ برا سلوک نہیں کرنا چاہتا تھا پر ہر بار وہ اسکی ماں کو تکلیف

دیتی تھی اسی وجہ سے وہ ناچاہتے ہوئے بھی اسے تکلیف دے دیتا تھا

ناجانے کیا ہو گیا تھا اسکی ہستی کھیلتی زندگی کو.... پریشانی سے اس نے اپنا سر

... تھام لیا



آج زلیخا بیگم بہت خوش تھی کیونکہ آج انکی بہن کی نند کی بیٹی انکے گھر ارہی تھی۔ یہ وہی لڑکی تھی جو انھوں نے دانیال کے لیے پسند کی تھی پر دانیال اسے ریجیکٹ کر چکا تھا۔

اب وہ دوبارہ اسے دانیال کی زندگی میں لانا چاہتی تھی کیونکہ اب انھیں اندازہ تھا کہ دانیال کا اور کائنات کا رشتہ زیادہ دن نہیں چلنے والا تبھی وہ خوشی خوشی اسے اسکی زندگی میں شامل کرنا چاہتی تھی۔ کائنات اپنے کمرے میں بیٹھی تھی۔ اسے کسی بات کا شک تھا اور وہ شک یہی تھا کہ شاید وہ ماں بننے والی ہے۔ اب ایسی صورت حال میں لڑکی اپنی ماں یا ساس سے بات کرتی ہے پر اس بیچاری کی تو ماں تو تھی نہیں اور ساس تو اسکی شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتی تھی۔

اپنی گود میں رکھے ہاتھوں کو دیکھتی وہ رودی۔ یہ اسکی زندگی کو کیا ہو گیا تھا۔
دانیال کا رویہ کیوں ایسا ہو گیا تھا کیوں اسکی امی ان دونوں کو خوش نہیں
رہنے دے رہی تھی

طبیعت میں الگ بھو جل پن تھا۔۔ کچھ کھانے کو دل نہیں کر رہا تھا۔۔۔۔ بار بار
جب بھی وہ زبردستی کچھ کھاتی اسے وومیٹ ہو جاتی

بہت حوصلہ کر کے اس نے دانیال کو کال کرنی چاہی۔۔۔ لربار جب وہ فون
اپنے ہاتھوں میں تھامی تو دماغ کہتا اسے فون نہ کرنا پھر مجبور ہو کر اس نے
آخر دانیال کو کال کر ہی دی

دانیال کوئی فائل ریڈ کر رہا تھا جب اسے کائنات کی کال آئی۔۔۔ اس نے
سر سری سی نظر دوڑا کر دیکھا تو کائنات کی کال تھی جسے دیکھ ایک پل کو
اسے لگا کہ شاید یہ اسکا وہم ہے۔۔۔ ایچ تقریباً پانچ ماہ بعد کائنات نے اسے
کال کی تھی

اس نے کال پک کی اور فون کان سے لگایا

دونوں ایک دوسرے کے بولنے کا انتظار نہ رہے تھے.. کچھ دیر بعد اسے
کائنات کی سسکیاں سنائی دی.. کائنات کیا ہوا رہے کیوں رہی ہو؟؟
..دانیال نے بے چینی سے کہا ورنہ وہ کہاں اپنا دکھ اسے بتاتی تھی
دانیال میرے پیٹ میں درد ہے اور بار بار وومیٹ ہو جاتی ہے مجھے بھوک
... بھی لگی ہے پر بار بار وومیٹنگ کی وجہ سے کچھ کھانے کو دل نہیں کر رہا
روتے ہوئے اس نے دانیال سے شکوہ کیا.. اسے اندازہ پہ دانیال کو بہت پیار
آیا۔ وہ خود سمجھ نہیں پار ہی تھی کہ وہ کہنا کیا چاہتی ہے
.. اچھا کو میں ابھی آتا ہوں

دانیال سارا کام وہی بینکٹا اس کے پاس آنے کے لیے آفس سے نکل گیا
.. کائنات اس سے بات کرنے کے بعد کچھ دیر کے لیے لیٹ گئی
.. تقریباً پینتالیس منٹ کے بعد دانیال کمرے میں داخل ہوا تو وہ اٹھ گئی
دانیال بھی کچھ جھجک کر اس کے پاس آیا

کیا ہوا؟؟؟

اسکا چہرہ تھا متاواہ اس سے وال کرنے لگا۔

میری طبیعت بہت خراب ہو رہی ہے۔ کائنات نے بھی بنا کسی بحث کے کہا

.. اچھا تیار ہو جاؤ میں تمہیں ڈاکٹر کے پاس لے کر چلتا ہوں

۔ دانیال اسے بولتا خود چلیج کرنے لگا۔

کچھ دیر تک کائنات بھی چلیج کرتی اس جے ساتھ نیچے آئی

زلیخا بیگم جون کسی کو کچھ کام بتا رہی تھی دانیال کے ساتھ کائنات کو کہی جاتا

۔ دیکھ ان کے پاس آئی

بیٹا کہی جا رہے ہو کیا؟؟؟

۔ دانیال کے سامنے انھوں نے بہت میٹھے سے انداز میں کہا

جی امی وہ کائنات کی طبیعت نہیں ٹھیک اس لیے چیک اپ کے لیے لے کر

... جا رہا ہوں۔ آپ کو کوئی کام تھا کیا

ارے نہیں... مجھے کیا کام ہونا وہ میں تو بس ایسے ہی اپنی بھانجی کے آنے کی
تیا ریاں کر رہی تھی.. زلیخا بیگم کا اس سے بھانجی والا تو کوئی رشتہ نہیں تھا پر
نجانے کیوں وہ اسے اپنی بھانجی بلاتی تھی

.. اچھا... اوکے ہم ہسپتال سے ہو کر آئے

دانیال کائنات کا ہاتھ تھا متا باہر نکل آیا... کائنات کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں
محسوس کرتا وہ بہت پر سکون ہوا

اسکے لیے گاڑی کا دروازہ کھولتا وہ اسے بیٹھنے میں مدد کرنے لگا
کائنات بھی آج خاموش تھی

دونوں اس وقت ہسپتال میں موجود تھے۔ دانیال ڈاکٹر کی کبین میں تھا جبکہ
ڈاکٹر کائنات کا چیک اپ کر رہی تھی

کچھ دیر بعد ڈاکٹر باہر آئی تو اس کے پیچھے کائنات بھی تھی
جی ڈاکٹر کیا ایشو ہے.. دانیال نے بے تابی سے پوچھا

جی آپکی وائف کو سہی شک تھا۔ آپ باپ بننے والی ہو پہ پر یگنٹ ہیں اور
مجھے حیرانی ہوئی ہے کہ آپکو ابھی تک نہیں پتا یہ انکی پر یگنٹ سی کا چو تھا منتھ
.. ہے اور اس دوران آپکو بھی اندازہ نہیں ہوا

ڈاکٹر کی بات دانیال کو کسی سر سے کم نہیں لگی۔ اسکے سارے بدن میں
جیسے سکون کی ایک لہر دوڑ گئی۔ وہ بے حد خوش ہوا تھا
نہیں ڈاکٹر مجھے ایڈیا نہیں ہوا۔۔۔ تھینک یو ڈاکٹر۔۔۔ دانیال نے خوشی سے
ڈاکٹر کو کہا

آپ ان کا بہت خیال رکھیں کیونکہ مجھے آپکی وائف کی طبیعت بہت ڈائون
سی فیل ہوئی ہے اور شاید یہ کسی بات کو کے کر بہت ڈیپر پریس ہیں خیر میں
چونکہ اس چیز کی ڈاکٹر نہیں ہوں تبھی میں آپکو اس کے بارے میں زیادہ کچھ
.. نہیں بتا سکتی

ڈاکٹر کی بات پہ دانیال نے کائنات کو دیکھا جو اپنی نظریں جھکائے اپنے ہاتھ
کی انگلیوں کو مروڑ رہی تھی

ڈاکٹر سے میڈیسن کوڈ سکس کرنے اور کائنات کے چیک اپ کے بارے
... میں بات کرنے کے بعد وہ دونوں واپس جا رہے تھے

... دانیال کائنات سے بات کرنا چاہتا تھا پر وہ خاموش سی بیٹھی تھی
۔ کہیں کھانا کھانے چلیں.. اچانک دانیال نے اسکا ہاتھ تھامتے ہوئے کہا

.. اس کے یوں ہاتھ پکڑنے پہ ایک پل کو کائنات ڈر سی گئی

۔ ہم۔ چلیں مجھے ویسے بھی بھوک لگی ہوئی ہے

۔ کائنات نے نظریں جھکائے ہی کہا

دانیال نے گاڑی ایک ریسٹورنٹ کے سامنے روکی۔ دونوں ایک کبین جیسی

جگہ پہ بیٹھے ہوئے تھے۔ دانیال نے کھانا آرڈر کیا۔ اس نے سارا کھانا کائنات

کی پسند کا آرڈر کیا تھا

۔ وہ کائنات کی پسند سے اچھے سے واقف تھا

کائنات نے آج بہت دنوں بعد اتنے اچھے ماحول میں کھانا کھایا۔ کھانے کے

دوران دونوں چھوٹی موٹی باتیں کر رہے تھے

کھانے کے بعد دانیال نے بل پہ کیا اور دوبارہ وہ گاڑی میں اگئے۔۔ مجھے گھر
.. نہیں جانا

اچانک گاڑی میں کائنات کی آواز گونجی

.. کیوں کیا کوا؟؟ دانیال کے سوال پہ وہ ایک پل کو چپ ہو گئی
وہ مجھے کچھ دیر گھومنا پھرنا ہے سارا دن گھر پہ ہی رہتی ہوں۔۔ کہیں لانگ
... ڈرائیو پہ چلتے ہیں

... کائنات کی فرمائش پہ وہ مسکرایا

.. کیوں نہیں

دونوں لانگ ڈرائیو میں خوب باتیں کرتے رہے۔۔ کائنات نے اپنے لیے
آئس کریم بھی لی اب وہ بیٹھی آئس کریم کھا رہی تھی ساتھ ساتھ دانیال
.. سے باتیں بھی کر رہی تھی

دانیال کو تو آج کتنے دنوں بعد اتنا اچھا دن ملا تھا۔۔۔ گاڑی ایک خاموش اور
.. سنسان جگہ سے جا رہی تھی جب اچانک دانیال نے بریک ماری

...دانی.. یہ میرے کپڑے خراب ہو گئے

...کائنات نے اپنے کپڑوں پر گرمی آئس کریم کو صاف کرتے ہوئے کہا
جب اچانک وہ مڑی تو دانیال نے اسکے گالوں کو تھامتے ہوئے اسکے ہونٹوں
پہ اپنے ہونٹ رکھ دیے.... دانیال نے یہاں گاڑی جان بوجھ کر روکی
..تھی

کائنات اپنے ہونٹوں پہ اس کے ہونٹ محسوس کرتی اپنی آنکھیں موند
گئی..

دانیال اسکے ہونٹوں اور اس کے اس پاس لگی ساری آئس کریم صاف کر
گیا..

چونکہ وہ اسکی طرف جھکا ہوا تھا اس وجہ سے اسے بہت مشکل ہو رہی تھی
کس کرنے پہ تبھی وہ پیچھے ہوا

کائنات کنفیوز سی ہوتی آئس کریم کا بائول گاڑی کے ڈیش بورڈ پہ رکھنے لگی
..اچھا ٹیسٹ ہے آئس کریم کا

دانیال اسکے ہونٹوں کو رگڑتے ہوئے بولا

... کائنات اب بالکل خاموش تھی

دانیال اب اس اے ہلکی پھلکی باتیں کر رہا تھا۔ کائنات بھی اس سے باتیں کرتی اسے جواب دے رہی تھی۔ ایک بہترین شام گزار کر وہ دونوں گھر آئے تھے

سلطان نے ماہرہ کو بہت ساری شاپنگ کروائی۔۔ شاپنگ کے بعد دونوں

ایک ریسٹورنٹ میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے

زیادہ باتیں تو ماہرہ ہی کر رہی تھی جبکہ سلطان خاموشی سے بیٹھا اسکی باتیں

سب رہا تھا۔ اسکا دل بار بار اسے حوریہ کی طرف کے جاتا تھا۔ اسکی آجکل

طبیعت بھی ٹھیک نہیں تھی۔۔ اسکا آٹھواں مہینہ بھی اختتام ہونے کو تھا۔

سلطان اپنی ہر ممکن کوشش کر رہا تھا کہ کسی بھی طرح حوریہ تک اسکی منگنی
یا شادی کی خبر نہ پہنچے.. اسے پتا لگ گیا تو بہت بڑا مسئلہ ہو سکتا تھا اور ویسے
بھی وہ اس کنڈیشن میں اسے کوئی پراہلم نہیں دینا چاہتا تھا.... ماہرہ کی باتوں
.... کالیں وہ ہوں ہاں میں ہی جواب دے رہا تھا

کچھ دیر تک وہ کھانا کھاتے گھر کے لیے نکل چکے تھے۔ ماہرہ کو تو پار لرجانا تھا
پر سلطان سیدھا حوریہ کے پاس گیا تھا

وہ کمرے میں داخل ہوا تو سامنے کی اسکی متاع جان اپنے سوچے ہوئے
پائوں کو بیڈ پر رکھے انکی شاید مالش کر رہی تھی پر اسکے پیٹ کی وجہ سے
... ا کے ہاتھ وہی سے پائوں تک نہیں پہنچ پارہے تھے

.. ارے تم کیوں کر رہی ہو مجھے بتاتی

سلطان اپنا سامان سائیڈ ٹیبل پر رکھتا حوریہ کے پائوں کے پاس ا کے بیٹھ
... گیا

ارے نہیں ہم کر لیں گے.. حوریہ بولتی دوبارہ جھکنے لگی جب سلطان نے
اسے ہاتھوں کو پکڑا اور اس کے لبوں پہ بوسہ دیتا اسکے پیچھے دو تین تکیے رکھے
... اسے ہلکا سا لٹایا

میری جان میں کر لوں گا آپ بیٹھو اتنا بولتا وہ اپنی شرٹ کی کف کو فولڈ کرتا
.. ہلکا سا تیل لیتا اسے پائوں کی مالش کرنے لگا

نہیں ہم کر لیں گے آپ پلیز ہمارے پائوں کو ہاتھ نہ لگائی. حوریہ سے یہ
.... کہاں برداشت ہوتا کہ اسکا مجازی خدایوں اسکے پائوں کو ہاتھ لگائے
شش میری جان میں کر لوں گا اور خبردار جواب تمہارے منہ سے ایک
... بھی آواز آئی تو

سلطان اسے چپ کروا تا خود اسکے پائوں کی مالش کرنے لگا. حوریہ نے بہت
... احتجاج کیا پر وہ کہاں سننے والا تھا

حوریہ اسے گہری نظروں سے دیکھنے لگی.. وہ ایک بھرپور مرد اسکے پائوں کی
بہت محبت سے مالش کر رہا تھا... حوریہ خود کو دنیا کی سب سے خوش قسمت
. لڑکی سمجھ رہی تھی

اور کتنا مجھ غریب کو گھورنا ہے...؟؟

... سلطان نے اچانک کہا تو وہ سٹیٹائی

اچھایا ر مزاق کر رہا تھا.. اب نروس مت ہونا... اسے پائوں کی مالش مکمل
... کرتا وہ فریش ہونے چلا گیا

چینج کرنے کے بعد وہ واپس آیا تو حوریہ اب تک ویسے ہی بیٹھی تھی....

سلطان اسکے ساتھ لیٹا اسکے پیٹ پہ ہاتھ رکھے بچے کو محسوس کرنے لگا..

اسے اب ہلکی پھلکی بچے کی حرکت محسوس ہر رہی تھی.. حوریہ بس خاموشی

سے یہ لمحات محسوس کر رہی تھی

سلطان نے دو تین بار نیبی کی کلک محسوس کی تھی تب سے وہ جب بھی اتنا
اسکے پیٹ پہ ہاتھ تکھ کر بیٹھتا رہتا کہ کبھی نہ کبھی تو بچے نے کلک کرنی
ہے....

... سلطان جی شاید وہ سو رہا ہے

حوریہ نے اسکے کندھے پہ اپنا سر رکھا... انکا بچہ بہت ہیلدی تھا.. اور اسکی
وجہ سلطان ہی تھا جو اسکے کھانے پینے سونے اور آرام کا بہت خیال رکھتا
... تھا

.. حوریہ نے اپنا فون اٹھایا اور یوٹیوب کھولے کارٹون دیکھنے لگی
اسکی سرچ بار میں سارے کارٹونز کے نام ہی لکھے ہوئے تھے... سلطان
اسے ہی دیکھ رہا تھا جو نجانے کتنے کارٹونز دیکھتی تھی پھر بھی دل نہیں بھرتا
تھا... سلطان کا ایک ہاتھ حوریہ کے سر کے نیچے تھا جبکہ دوسرا ہاتھ اسکے
پیٹ پہ.... کارٹون دیکھتے ہوئے حوریہ بور ہونے لگی تبھی وہ ایسے ہی
سکرو لنگ کر رہی تھی جب اچانک ایک وڈیو اس کے سامنے آئی... ایک

پل میں اسے لگا کہ شاید اب اسکا دل دھڑکنا بند ہو جائے گا.... اس کے
تھمب نیل میں کچھ ایسے لفظ تھے جو اسکی دنیا ہلانے کے لیے کافی تھے....

اسے لگا کہ شاید اسے سانس نہیں آرہا تھا... وہاں صاف صاف اور بڑے
حروف میں لکھا تھا کہ ملک کے جانے مانے بزنس مین دائود چودھری کے
چھوٹے بیٹے سلطان چودھری کی منگنی کی تیاریاں عروج پہ اور ایک طرف
سلطان کے ساتھ ماہرہ کی تصویر لگی ہوئی تھی... حوریہ نے بہت مشکل سے

... سلطان کو ہلا کر جگایا

... اس- سلطان جی یہ کسی نے کیا لکھا ہے

سلطان جو ہلکی ہلکی نیند میں تھا اچانک سے حوریہ کے جگانے پہ اپنی آنکھیں
کھولی تو سامنے ہی حوریہ بہت رک رک کر سانس لے رہی تھی.. وہ اس کے

... لفظوں پہ غور نہیں کر پایا

حوریہ کیا ہوا کہی درد ہو رہا ہے کیا؟؟؟

سلطان نے جلدی سے اسے سنبھالتے ہوئے کہا تو حور یہ نے اس کے سامنے
.... فون کیا اور سامنے موجود ویڈیو کو دیکھ سلطان کے چھکے چھوٹ گئے
سلطان جی یہ پتا نہیں کیا لکھا ہے کسی نے آپ تو ہم سے پیار کرتے ہیں ناں
... تو پھر کسی نے آپ کی شادی کے بارے میں لکھا ہے
حور یہ کو سمجھ نہیں رہی تھی کہ وہ کیا بولے.... سلطان کو کچھ لمحے لگے
... تھے خود کو سنبھالنے میں

میری جان یہ سب دیکھ کر تم ڈر گئی ہو یہ سب فیک ہوتا ہے... یہ لوگ
صرف اپنے چینل کو چلانے کے لیے ایسی الٹی سیدھی باتیں لکھ دیتے ہیں تا
... کہ زیادہ سے زیادہ لوگ دیکھیں

سلطان نے اس سے فون کے کرسائیڈ پر رکھتے ہوئے کہا
لیکن سلطان جی وہ یہ سب آپ کے بارے میں کیوں لکھیں گے اور آپ کے
ساتھ ایک لڑکی کی تصویر بھی لگائی ہوئی ہے.. حور یہ نے دوبارہ فون اسے
... دیکھنا چاہا

ارے حور یہ تمہیں مجھ پہ بھروسہ نہیں ہے کیا اور وہ لڑکی میری سیکٹری
ہے اور بس کسی میٹنگ کے دوران انھوں نے یہ تصویر لی ہوگی جو ایسے ہی
غلط باتیں لکھ کر پوسٹ کر دی۔ تن۔ تو جانتی ہوناں کہ لوگ ویوز جے لیے
کیا کیا کرتے ہیں بلکہ اچھا ہوا اب میں اس چینل والے کے خلاف رپورٹ
.. درج کروائوں گا کیسے وہ کسی کے بارے میں غلط خبریں پھیلا سکتے ہیں
سلطان نے اسے اچھے سے مطمئن کرنا چاہا اور اس سب میں اسکا لہجہ بہت
.. مضبوط تھا

.. حور یہ کو اب جا کر کہی سانس آیا تھا
یار ادھر دیکھو.. سلطان نے اس کے چہرے کو تھاما.. مصرف تمہارا ہوں
... میری جان

.. اسکی پیشانی پہ بوسہ دیتا وہ اسے یقین دلانے لگا
... سلطان جی آپ ہمیں اپنے گھر والوں سے کیوں نہیں ملاتے
.. اس کے سینے سے لگی وہ اس سے سوال کرنے لگی

حور یہ میری جان بس کچھ دن اس جے بعد ہم اپنے بے بی کے ساتھ حویلی
شفٹ ہو جائیں گے

سلطان نے اسکا ہاتھ تھامتے ہوئے کہا تو حور یہ خاموش ہو گئی شاید وہ
مطمئن ہو چکی تھی یا پھر اسکے دل میں کوئی بات تھی ہر جو بھی تھا اس
.. وقت وہ بالکل خاموش ہو گئی تھی

سلطان اسکے بالوں میں انگلیاں چلاتا کچھ سوچ رہا تھا وہ کیسے اتنا لا پرواہ ہو سکتا
تھا حور یہ کے پاس فون موجود تھا اور آجکل تو سوشل میڈیا پہ اسکی منگنی کی
. بھی خبریں چل رہی تھی اب وہ اسکو کے کر کچھ سوچ رہا تھا
.. کچھ دیر تک حور یہ سو گئی تو وہ اپنا فون تھانتا کسی کو کچھ میسج کرنے لگا

یہ اس کا کوئی دوست تھا جو ہیکنگ جانتا تھا اس کی مدد سے اس نے حور یہ والا
فون ہیک کر وایا تھا اب اس تک صرف وہی چیزیں اتی جن کو سلطان چنتا
سلطان اس کا فون اس سے نہیں کے سکتا تھا ورنہ اسے شک ہو سکتا تھا تبھی ا
.... سنے اسکا فون اسکی لائمی میں اپنے انڈر کر لیا تھا



شمس اس وقت گہری نیند میں تھا جب اسے ایسا لگا کہ کوئی اسکی ٹانگ کے ساتھ چیر چھاڑ کر رہا ہے۔ اس نے آنکھیں کھول کر دیکھا تو ہمارا اسکی ٹانگ کے ساتھ کوئی چیز چپکا چکی تھی۔ ایک نظر اس چیز کو دیکھا جو دکھنے میں کوئی سفید پیٹی سی تھی۔

ہماریہ کیا ہے۔۔ شمس نے ہمارے سوال کیا جو ہنس ہنس کر لوٹ پوٹ ہو رہی تھی۔

شمس یہ ناں ویکس سٹرپ ہے جو اب آپ کی ٹانگ کے ساتھ لگ چکی ہے۔ اب آپ کو پتا چلے گا جب یہ اترے گی۔

ہمارے ہنستے ہوئے۔ کہا اور جلدی سے آٹھ کر بھاگنے لگی جب شمس ایک ہی جھٹکے میں اسے پکڑ چکا تھا۔

یاریہ کیا کیا تم نے؟؟؟

اسے اپنے نیچے لٹائے شمس نے مصنوعی غصے سے کہا

یہ آپکی سزا ہے جو آپ نے ایک دفعہ مجھے تھپڑ مارا تھا.. منہ پھیلاتی وہ ہمیشہ
والا شکوہ کر گئی

ہما سیر یسلی میں نے اس تھپڑ کی کوئی سو بار معافی مانگی ہے اور کوئی سو سزائیں
کاٹی ہیں اور کیا چاہتی ہو تم.. اس دن مجھے لگا کہ تم بھول گئی پر سہی کہتے ہیں
محمد علی مرزا صاحب کے ہزار نخرے اٹھائو بیوی کے پر ایک بار اگر اسے
تکلیف دی تو ہزاروں اچھی باتیں چھوڑ اس ایک زیادتی کو لے کر بیٹھی رہے
گی

شمس نے ہنستے ہوئے کہا

اچھا چلیں یہ آپکی آخری سزا تھی.. ہمانے بھی دل بڑا کیا... پچھلے چھ مہینوں
.. اے کوئی سو بار یہ بات بول چکی ہو... اب اسے اتار دیا

شمس نے بیٹھ کر اپنی ٹانگ کی طرف اشارہ کیا

.. اوکے.. اتنا بول مرہمانے اس سٹرپ کو پکڑا اور پورے زور سے کھینچا

اہہہہہ.... ہما... شمس نے غصے سے کہا

یس ہما کے بیبی.... ہمانے ہلکا سا اٹھ کر اسکے گال پہ پیار دیتے ہوئے کہا
اس کے اس انداز پہ شمس مسکرایا ایک نظر اپنی ٹانگ کو دیکھا جہاں سارے
بال نکل چکے تھے... یار اب اگر کسی نے یہ دیکھ لیا تو میری کیا عزت رہ
.. جانی

آپکو کوئی کیوں دیکھے گا ویسے بھی آپ ننگے تھوڑی نا باہر جائو گے کچھ پہن کر
.. ہی جائو گے

ہمانے ہنستے ہوئے کہا

کیا کروں میں تمہارا.. مار بھی نہیں سکتا پیار جو کرتا ہوں

.. شمس نے اسے گلے سے لگایا اور اسکے لبوں پہ بوسہ دیا

شمس مجھے باہر بابا کے پاس

اسکے باقی کے الفاظ وہ چنتا سے لیٹائے خود اس پہ کسی بادل کی طرح چھا گیا

اسکے ہونٹوں کو چوستا وہ کبھی اسکی کان کی لو کو کاٹتا اسے شرمانے پہ مجبور کر رہا تھا۔

.. شمس شاید بابا بلار ہے ہیں

ہمانے اس کے ارادے دیکھ کر کہا

نہیں بلار ہے وہ جانتے ہیں کہ اس وقت ہم انکو پوتا پوتی دیکھنے کے لیے کام میں مصروف ہیں.... شمس نے اسکی گردن پہ بائیٹ کیا

اسکی دھڑکنوں کو کبھی وہ اپنے ہاتھوں میں تھامتا کبھی ان پہ بائیٹ کرتا کبھی .. انھیں چومتا جیسے پاگل سا ہو رہا تھا

ہما کے ہاتھ اس نے اپنے پیٹ سے نچلے حصے پہ رکھے تو ہما کا چہرہ جیسے انار ہو گیا۔

.. اسکی ٹانگوں کو اپنی کمر کے گرد باندھتا وہ اس میں شامل ہو چکا تھا

.. ہما کا سسکتا وجود اسے پاگل مر رہا تھا ہر بار وہ اپنی شدتیں تیز کرتا

ہما کے کندھوں کو مضبوطی سے تھامے وہ اس میں شامل ہو گیا۔ اسکا سر اپنے
سینے پہ رکھے وہ اس سے ہلکی پھلکی باتیں کر رہا تھا

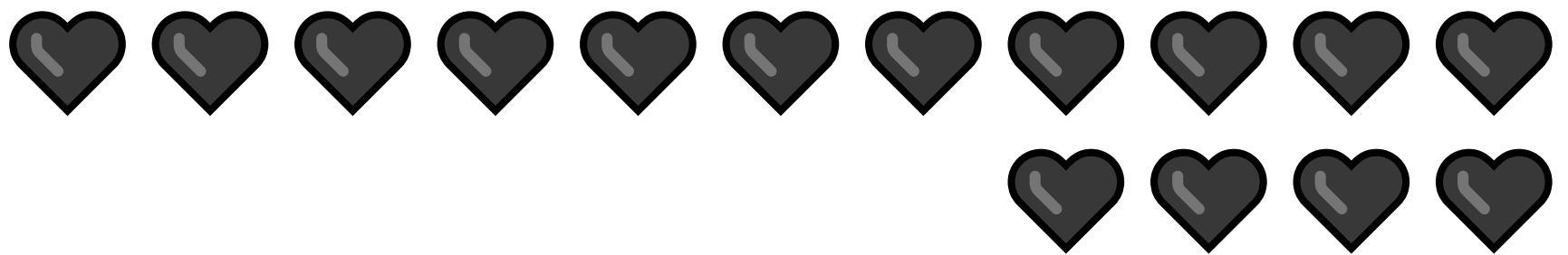


دانیال اور کائنات رات کے وقت گھر آئے تو سامنے ہی سب بیٹھے باتیں کر
رہے تھے

کائنات اپنے کمرے میں چلی گئی جبکہ دانیال وہی بیٹھا سب سے باتیں کر رہا
تھا۔ دائود صاحب نے اس سے کائنات کی طبیعت کا پوچھا تو اس نے
مسکراتے ہوئے۔ سب کو اپنے باپ بننے کا بتا دیا۔ جسے سن زلیخا بیگم سن ہو
گئی۔ وہ نجانے کیا دوچ رہی تھی انھیں شروع سے یہی لگتا تھا کہ دانیال اور
کائنات کی لڑائی کی وجہ سے شاید دونوں کے بیچ میاں بیوی والا تعلق نہ ہو پر
خیر یہ بھی ان کی فضول سوچ تھی

مسکراتے ہوئے انھوں نے دانیال کو مبارک باد دی۔ ان کے ساتھ بیٹھی
روحانہیں آنکھوں ہی آنکھوں میں کچھ اشارے کر رہی تھی۔ تو کتنے دل
سے یہاں آئی تھی اسے لگا کہ دانیال اس کا ہو جائے گا پر یہاں تو پہلے دن ہی
اسے دانیال کے باپ بننے کی خبر ملی تھی

دائود صاحب بہت خوش تھے آخر انھیں اپنے پوتا پوتی کی خبر تو سننے کو ملی..
کچھ دیر تک دانیال وہاں بیٹھا رہا اور پھر اپنے کمرے میں چلا آیا جہاں کائنات
پہلے ہی سو گئی تھی۔ وہ بھی چینج کرتا اسکے ساتھ ا کے لیٹ گیا اور اسے اپنی
بانہوں میں بھرتا وہ اسکے پیٹ پہ ہاتھ رکھے اپنے بچے کو محسوس کر رہا تھا۔
کائنات کے پیٹ پہ ہلکا سا بہت ہلکا سا ابھارا اسے محسوس ہوا تھا اسکے بالوں کو
...چومتا وہ سونے کی کوشش کرنے لگا



یہ ایک بہت ہی شاندار کمرہ تھا جہاں کی ہر چیز اپنے مہنگے ہونے کا ثبوت دے رہی تھی۔

وہاں کچھ لوگ کھڑے تھے جو نجانے آپس میں کچھ ڈسکس کر رہے تھے۔ ہمارا ٹارگٹ آپ بلیک سینتھر کریو ہے اور اس کریو کو ایک نیالیڈر مل گیا ہے۔۔ جو انکے کام کو بہت اچھے سے آگے بڑھا رہا ہے

اگر ہمارے ہاتھ وہ بندہ لگ جائے تو ہم انکے کام کو روک سکتے ہیں اور انھیں ایرسٹ بھی کر سکتے ہیں۔

یہ وہاں موجود لوگوں کے سامنے موجود ایک انسان نے کہا۔
پرسر وہ لیڈر تو بہت تیز ہے۔ اور دوسری بات ہمیں انکے اور یجنل اڈے کا نہیں پتا۔

ان میں سے ایک آدمی نیچ میں بولا۔

اس بار ہمارا ٹارگٹ صرف اور صرف انکا لیڈر ہے اور اس لیڈر کی کوئی کمزوری۔

سر کیا آپ انکے لیڈر کے بارے میں کچھ جانتے ہیں؟؟

.. اس بار سوال دوسرے شخص کی طرف سے آیا تھا

ہاں وہ کوئی اور نہیں بلکہ دائود چودھری کا چھوٹا بیٹا سلطان چودھری ہے اور
اس پہ نظر رکھنے کے بعد مجھے اس بات کا پتا چلا ہے کہ اسکی ایک کمزوری ہے
... اسکی بیوی حوریہ سلطان چودھری

. بولنے والے شخص کی آنکھوں سے ہی اسکی زہانت کا اندازہ ہو رہا تھا

سرار یو شور... مطلب اگر اسکی بیوی اسکی کمزوری ہے تو پھر وہ ماہرہ ر باز

.. سے کیوں شادی کر رہا ہے

.. اس آدمی کے سوال پہ وہ سامنے موجود آدمی خود کنفیوز ہوا

یار بہت کوشش کے بعد بھی اس سوال کا جواب مجھے نہیں مل پایا.. میں خود

حیران ہوں کہ وہ کیوں کسی اور لڑکی سے شادی کر رہا ہے حالانکہ وہ اپنی

. بیوی سے بہت محبت کرتا ہے

... انکا لیڈر خود کسی سوچ میں چلا گیا

...چلو اس میٹن کے بارے میں آپکو مسلسل آگاہ کیا جاتا رہے گا

...پاکستان زندہ باد کا نعرہ لگاتے وہ لوگ اس کمرے سے باہر نکل گئے



ماہرہ سوئی ہوئی تھی جب اچانک اسے کال انا شروع ہوئی یہ اس کے بہت

خاص آدمی کی کال تھی... یہ آدمی اس کا بہت وفادار تھا

..ہاں بولو اس وقت کال کیوں کی

میڈم ایک بہت بڑی نیوز دینی ہے... وہ اپکا منگیتر سلطان چودھری شادی

..شدہ ہے

سامنے والا آدمی شاید جلدی میں تھا تبھی بنا بات کو لمبا کیے اس نے ماہرہ سے

بول دیا

کیا بکواس کر رہے ہو ہوش میں تو ہو.. ماہرہ کو لگا کہ شاید آسمان اسکے سر پہ
گر گیا ہو.. اسکا یہ آدمی اسے کبھی بھی کوئی غلط خبر نہیں دیتا تھا اور اگر ایسا
ہو اتو وہ کیا کرے گی

ماہرہ میں سچ بول رہا ہوں تم اور تمہارا باپ آنکھیں بند کر کے اس سلطان پہ
بھروسہ کر رہے ہو اس کی ایک بار بھی مے م نے انکو اٹری نہیں کروائی اور
ایسے ہی تم لوگوں نے اسے بلیک سینتھر کر یو کالیڈر بنا دیا.. افسوس ہوتا ہے
... مجھے تم لوگوں کی عقل پہ ایک بار سہی سے اسے جانچ لیتے

سامنے والا غصے سے بولا

نہیں ایسا نہیں ہو سکتا وہ غدار نہیں ہے اتنا میں اور بابا اچھے سے جانتے ہیں
اس کو بہت باریکی سے پرکھنے اور دیکھنے کے بعد ہم نے اسے لیڈر بنایا ہے
باقی اسکی شادی کی بات رہی تو میں اسے اپنے داتھ ایسی بے وفائی ہر گز نہیں
... کرنے دوں گی

.. ماہرہ جلدی سے بیڈ سے اٹھی

ماہرہ وہ ایک گنڈہ سادی ہے میں جانتا ہوں آوارہ سالٹر کا ہے پراسکی شادی
ہوئی ہے اتنا میں گیر نٹی سے کہہ سکتا ہوں تم اب اس پہ نظر رکھو اور دیکھو
کہ وہ تم سے بے وفائی تو نہیں کر رہا کیونکہ اس بے وقوف انسان کی وجہ سے
ہمارا کریو پھنس سکتا ہے... اور اگر اسکی بیوی ہے تو اسے ٹھکانے لگائو اسکا
کچھ کرو ایسا نہ ہو اس سلطان کی وجہ سے ہم پھنس جائیں اور میرا نام آیا تو کسی
کو بھی نہیں چھوڑوں گا

غصے سے بولتا وہ کال کاٹ گیا

نہیں سلطان تم میرے ساتھ ایسا نہیں کر سکتے میں تمہیں کبھی معاف
نہیں کروں گیا اگر ایسا ہوا تو اس لڑکی کو جان سے مار دوں گی تم صرف
میرے ہو سلطان صرف میرے... اور تمہیں بھی اس بے وفائی کی سزا
ملے....

کائنات اپنے لیے پانی لینے کے لیے نیچے آئی تھی جب اس کے کانوں میں
کسی کی گھر پھسر کی آواز آئی۔ یہ آوازیں کچن سے ارہی تھی
آپ نے تو کہا تھا کہ ان دونوں کے بیچ سب خراب چل رہا ہے پر یہاں تع وہ
ماں بننے والی ہے

۔ روحانے زلیخا بیگم سے کہا

مجھے کیا ہتا تھا کہ وہ ماں بن جائے گی اور جہاں تک میں دانیال کو جانتی ہوں
وہ اب اسے کبھی بھی نہیں چھوڑے گا کیونکہ وہ اسکے بچے کی ماں بننے والی
ہے۔

زلیخا بیگم ٹیبل کے سامنے والی کرسی پر بیٹھ ہوئی تھی
ہر میں اب کسی صورت پیچھے نہیں ہٹوں گی آپ نے مجھے یہاں بلا کر ایک
امید دلائی ہے چاہے جو بھی ہو جائے میں اب کسی صورت پیچھے نہیں ہٹنے
والی اور اگر یہ وجہ ہے تو ہم اس کا کسی طرح مسکیرج کروادیتے ہیں

روح کی بات پہ زلیخا بیگم بھی حیران رہ گئی جبکہ کائنات جو باہر کھڑی انکی باتیں سن رہی اسکا سارا جسم کانپ گیا یہاں تو اسکے بچے کو مارنے کی پلینگ چل رہی تھی

پاگل ہو گئی ہو ایسا کرنے کا سوچنا بھی مت ورنہ دانیال تمہیں دنیا سے غائب کر دے گا اور وہ بچہ میرے بیٹے کا ہے میں اس معصوم کو تمہیں ہر گز مارنے نہیں دوں گی ہاں میں بھی یہ چاہتی ہوں کہ کائنات اسکی زندگی سے چلی جائے پر خبردار اگر تم نے میرے پوتا پوتی کو نقصان پہنچانے کی بات کی تو

زلیخا بیگم کو اسکی بات انتہائی ناگوار گزری تھی
اچھا آئی غصہ نہ ہوں آپ میں کچھ نہیں کروں گی میں جانتی ہوں اگر ایسا کیا تو دانیال مجھے نہیں چھوڑے گا اور ویسے بھی وہ تو شاید مجھے دیکھنا پسند نہیں کرتا تبھی بس ایک بار حال چال پوچھ کر اپنے کمرے میں چلا گیا
روحانے چہرے پہ ادا سی لا کر کہا

اشٹھا اداس نہ ہو اور یہ اپنا کھانا کے کر کمرے میں ہی چلی جائو وہاں جا کر کھانا
کھا لینا۔

روحہ کے ہاتھ ٹرے تھماتے ہوئے وہ کچن سے باہر نکل گئی۔ کائنات انھیں
باہر آتا دیکھ ایک طرف ہو کر کھڑی ہو گئی۔

یہ تو آپکی سوچ ہے آنٹی کہ میں اس بار پیچھے ہٹوں دانیال کو پانے کے لیے
اگر مجھے آخری حد تک جانا پڑے تو مجھے منظور ہے چاہے جو بھی کرنا پڑے
.. میں کروں گی

ٹرے پہ تکھے چمچ کو ٹیبل پہ مارتے ہوئے۔ وہ خود سے باتیں کر رہی تھی۔
کائنات اسکا ایک ایک لفظ سن چکی تھی۔ پیاس تو کہی دور جا مری تھی اب تو
اسے اپنے بچے کی فکر پڑ گئی تھی نہیں مجھے جلد سے جلد دانیال کو اس بارے
... میں بتانا ہو گا اس بار بات میرے بچے کی ہے میں ہر گز چپ نہیں رہ سکتی
اپنے ہاتھ میں تھا ما جگ پکڑے وہ واپس کمرے میں چلی آئی جہاں دانیال سو
.. رہا تھا

اس نے اسے ہلکا سا ہلا کر جگانے کی کوشش کی پر دانیال شاید گہری نیند میں تھا۔

اس نے سوچا کہ وہ صبح اسے سب بتا دے گی کیونکہ ابھی تو وہ جاگ ہی نہیں رہا تھا۔ ناراضگی اپنی جگہ پر وہ اب اپنے بچے کے معاملے میں کوئی رسک نہیں لینا چاہتی تھی۔

کافی دیر وہ جاگتی رہی جب کچھ نہ سو جا تو دانیال کا فون کے کر دیکھنے لگی ہر وہاں تو پاسور ڈمانگ رہا تھا۔ اس نے دانیال کے انگوٹھے کو سکرین پہ رکھ کر فون کھول لیا۔

.. دانیال کا فون دیکھنے کی ایک الگ ہی دلچسپی تھی

گیلری کھولی جہاں بزنس کی کچھ میلز کے سکرین شاٹ اور کچھ ضروری فائل وغیرہ کا کام تھا.. وہ بیک کرنے لگی جب ایک فولڈر پہ اسکی نظر پڑی۔ وہاں دانیال کی کچھ تصویریں تھیں جب وہ تھوڑا سا سکرول کرنے لگی تو اسے سب اپنی تصاویر نظر آئی۔ کسی میں وہ اپنی بلی کو تھامے بیٹھی مسکرا رہی تھی

تو کسی میں وہ کسی سے باتیں کر رہی تھی اور بہت چپکے سے کسی نے اسکی
تصاویر بنائی ہوئی تھی۔ تقریباً تین سو سے زائد اسکی تصاویر تھی

ایک تصویر تو وہ تھی جب وہ ویڈیو کال پہ بات کر رہے تھے تب دانیال نے
سکرین شاٹ لیا تھا۔ اور کچھ دن پہلے وہ دانیال کے ایک دوست کے گھر
کھانے پہ گئے تھے تب اس نے سکن کلر کا فراق ہینا ہوا تھا۔ اس کی ان
کپڑوں میں بھی تصویر تھی۔ یہ دانیال نے کب کھینچی۔؟؟ اسے خود سمجھ
نہیں آئی بہت ساری ایسی تصاویر تھی جو نجانے اس نے کب لی تھی خود
.... کائنات کو بھی پتا نہیں چلا تھا

انھیں دیکھ کائنات گہری مسکرائی۔ وہ اچھے سے جانتی تھی کہ دانیال اس سے
کتنی محبت کرتا ہے بس ابھی جوانکی بیچ کے حالات تھے یہ اسکی ماما نے پیدا
.. کیے تھے

.... فون واپس رکھی تو اسکے بازو پہ سر رکھے سو گئی



سلطان اپنے آفس میں بیٹھا ہوا تھا جب ماہرہ تن فن کرتی کین میں گھس
.. آئی. کیا ہوا ماہرہ سب خیریت تو ہے ناں

اسکائیوں کین میں گھسنا سلطان کو ناگوار گزر اپرا سے غصے میں دیکھ وہ تھوڑا
. حیران ہوا

یوچیٹر دھوکا دیا تم نے مجھے.. کتنی محبت کرتی ہوں میں تم سے اور تم نے کیا
. کیا کسی اور لڑکی کے ساتھ شادی رچا کر بیٹھے ہوئے ہو

سلطان میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ تم میرے علاوہ کسی اور سے شادی
کر سکتے ہو

ماہرہ کی بات پہ سلطان کے چودہ طبق روشن ہو گئے. حیرانی اس کے چہرے
سے واضح ہو رہی تھی. کیا ہوا یہ تمہارے چہرے کا رنگ کیوں اڑ گیا تم نے

سوچا ہو گا کہ ماہرہ تو بے وقوف ہے اس سے شادی کر لوں گا اور ایک بیوی
.. گھر والوں سے چھپ کر رکھوں گا اور دوسری بیوی ان سب کے سامنے
سلطان کو اندازہ ہو گیا تھا کہ اب ماہرہ کو سارا سچ پتالگ گیا ہے
فیکھو ماہرہ میری بات سنو تم جیسا سمجھ رہی ہو ویسا کچھ نہیں ہے بلکہ میں نے
تو بہت مجبوری میں حوریہ سے شادی کی ہے.. میں بہت مجبور ہو گیا تھا اس
وقت شادی کرنا ضروری تھا... سلطان اسے سمجھاتا اسکے پاس اکے بیٹھنے
لگا.

حوریہ تو مطلب اس چڑیل کا نام حوریہ ہے کیا وہ مجھ سے زیادہ خوبصورت
ہے...!؟؟؟

ماہرہ تم بہت زیادہ پیاری ہو اور سب سے بڑھ کر تم میری محبت ہو تم تو جانتی
ہو ناں میں صرف ے م. سے محبت کرتا ہوں اور اس لڑکی کے ساتھ رہنا
مجبوری ہے.. ورنہ اگر اد کے لیے میرے دل میں کسی طرح کی فیلنگز ہوتی
... تو میں تم سے کیوں شادی کرتا

ایسی کیا مجبوری ہے؟؟؟

...ماہرہ اب سیدھا مدعے پہ آئی

اسکی بات پہ ایک پل کو سلطان چپ ہو گیا

..سلطان میں کچھ پوچھ رہی ہوں... اس بار ماہرہ زور سے چلائی

ماہرہ وہ لڑکی میرے بچے کی ماں بننے والی ہے... سلطان نے نظریں جھکائے
..کہا

ارے واہ بہت خوب... کمال کر دیا تم نے تو پھر مجھے بیچ میں کیوں گھسارے

ہو اب تو وہ تمہیں بچہ بھی دینے والی ہے تو رہونا اس کے ساتھ خوشی

..خوشی اپنی بیوی کو ٹائم دو بچے کو ٹائم دو میری زندگی کیوں تباہ کر رہے ہو

ماہرہ پلینز میں صرف تم سے محبت کرتا ہوں

میں تمہارے بغیر نہیں رہ سکتا اور حوریہ کو میں کبھی بھی اپنی فیملی کے

سامنے انٹرڈیوس نہیں کروا سکتا وہ ہماری سٹیٹس کی نہیں ہے... اور میں

بس اپنے بچے کی وجہ سے اسے جھیل رہا ہوں وہ مجھ سے پوچھتی رہتی ہے کہ

میں کب اسے اپنے گھر والوں سے ملاؤ گا پر میرا ایسا کوئی ارادہ ہے ہی نہیں
یقین کرو بچہ لینے کے بعد میں اسے طلاق دے دوں گا اور ویسے بھی اس کے
باپ میں اتنی پاور نہیں ہے کہ وہ میرے سامنے یا میرے خلاف کھڑا ہو
سکے..

..سلطان نے اس کے ہاتھ تھامے

..تم نے اس سے شادی ہی کیوں کی.. ماہرہ اب بھی رورہی تھی

...اسکی بات پہ سلطان نے جھوٹ بولنے کا سوچا

یار ماہرہ بس ایسی ہی ایک رات مجھے وہ دکھی اچھی شکل کی تھی تو بس یار اسے
رات کی آفر کی اور وہ مان گئی.. یقرا یم سوری یار.... اس لڑکی نے نجانے کیا
کیا کہ میں اس کے بہت قریب گیا اور ایک ہفتے بعد میرے سامنے پہنچی کہ
تمہارے بچے کی ماں بننے والی ہوں اور اگر تم نے ادبچے کو اہنا نام نہیں دیا تو
ساری دنیا کو یہ بتائوں گی کہ تم نے میرے ساتھ زبردستی کی... میں چاہتا تو
اسے اسی وقت مار سکتا تھا ہر وہ پوری پلینگ کے ساتھ آئی تھی اس نے پہلے

ہی ایک وڈیو ریکارڈ کی ہوئی تھی جو اسکے باپ کے پاس تھی اگر میں اسے
نہیں اپناتا تو وہ ویڈیو وائرل ہو جاتی.. تبھی مجبوراً مجھے اس کے ساتھ اچانک
نکاح کرنا پڑا اگر یقین نہیں تو تم۔ میرے دوست سے پتا کر لو کہ میرا نکاح
... بہت جلدی میں ہوا

سلطان کو حوریہ کے بارے میں یہ سب بولتے ہوئے شرمندگی تو بہت
ہوئی پر وہ ماہرہ کو اور ناراض نہیں کر سکتا تھا
ماہرہ خاموشی سے وہی بیٹھ گئی... ماہرہ پلیرا سے پہلی اور آخری غلطی سمجھ کر
.. معاف کر دو

سلطان نے اسکا ہاتھ تھامنا چاہا جسے اس نے بری طرح جھڑک دیا... اور
جلدی سے کمرے سے باہر نکل گئی.. سلطان نے شکر کا سانس لیا وہ جان گیا
... تھا کہ ماہرہ مطمئن ہو گئی ہے بس ابھی تھوڑی غصے میں ہے
اففف کدھر پھنس گیا ہوں یار..... اپنا سر تھامے وہ اب نجانے کیا سوچ رہا
.. تھا



صبح کائنات جاگی تو دانیال وہاں موجود نہیں تھا.. وہ جلدی سے فریش ہوتی
نیچے آئی تو وہاں کوئی بھی موجود نہیں تھا.. ناشتا کرتی وہ کافی دیر وہاں رہی ہر
وہاں کوئی بھی موجود نہیں تھا.. ایسے ہی فون اٹھاتی ایمیل کو کال کی اور اپنے
.. کمرے میں آگئی

ایمیل کو اپنی پر یگننسی کا بتاتی وہ شرمانے لگی
اوومائی گاڈ کائنات تم نے کتنی پیاری خبر سنائی ہے مطلب ہمارے گھر میں
.. ایک پیار سا بچہ آنے والا ہے... اوو اسکا نام میں رکھوں گی
ایمیل نے ایکساٹڈ ہو کر کہا

.. ہاں تم ہی رکھنا یہ بتاؤ کہ کب آؤ گی میں تمہیں بہت مس کرتی ہوں
کائنات کی بات یہ وہ ایک پل کو چپ ہو گئی

یار بس کچھ دن بعد میں تمہارے پاس ہوں گی اور میں تو اتنا خوش ہوں بیبی
کو آنے میں بس پانچ منٹھ رہتے ہیں میں اور ضاویار دونوں شاپنگ پہ جائے
.. گے تو بیبی کے لیے بھی بہت سارے سامان لائیں گے

ایمل نے خوش ہوتے ہوئے کہا.. اسے بچے بہت پسند تھے
ہاں کیوں نہیں میں بھی سوچ رہی تھی دانیال آئیں گے تو انکے ساتھ
... شاپنگ پہ جائوں گی بیبی کی شاپنگ کے لیے

دونوں کافی دیر باتیں کرتی رہی جن میں زیادہ تر باتیں کائنات کے بچے
.. کے حوالے سے تھی

کائنات سے بات کرنے کے بعد ایمل خوش ہوتی ضاویار کے پاس گئی جو
صوفے پہ بیٹھ لپٹا پٹا پ لیے کچھ کام کر رہا تھا
ضاویار پکوپتا ہے ابھی کائنات کی کال آئی تھی اور پتا ہے کائنات ماما بننے والی
ہے میں چچی بننے والی ہوں... ایمل خوش ہوتی ضاویار کے ساتھ آکر بیٹھی

ارے واہ ماشاء اللہ... دانیال بھائی کتنے خوش ہوں گے.. ضاویار بھی یہ
... نیوز سن کر بہت خوش ہوا تھا

ویسے بھائی نے بڑے ہونے کا ثبوت دے دیا ورنہ ادھر میں نے بھی بہت
ٹرائیاں ماری پر کوئی فائدہ نہیں ہوا

.. ضاویار نے ہنستے ہوئے اسے اپنے قریب کھینچا
. خبردار جو میرے پاس بھی آئے

. ابھی بھی یہ لیپ ٹاپ جو میری سوتن ہے اسے ہی گود میں بٹھائیں
. ایمیل غصے سے بولتی اٹھنے لگی

.. ہر ضاویار اسے کھینچتا اپنی گود میں بٹھا گیا

.. اسکی دونوں ٹانگوں کو اپنی کمر پہ باندھے لگا

میری پیاری سی بیگم اب ہمیں بھی کچھ سوچنا چاہیے کیونکہ دانی بھائی کے
بعد میرا نمبر آتا ہے اور دانی بھائی کے بعد ہمیں اب گھر والوں کو خوش خبری
.. سنانی ہے

ضاو یار نے اسکی گردن پہ بوسہ دیا

آج پکا آف ہے پھر بھی آپ لیپ ٹاپ لیے بیٹھے ہیں میرے لیے تو آپ کے پاس بالکل وقت نہیں ہے میں نے شاپنگ کرنی ہے چھوٹے بے بی کے

_____ لیے اور بہت

.. اس کے الفاظ ضاو یار چٹنا اپنے لبوں کو اس کے لبوں کے ساتھ جوڑ گیا

.. ایمیل بھی اپنا ہاتھ اس کے گردن پہ رکھے اس کا ساتھ دینے لگی

ضاو یار اس کے بالوں کو ہاتھ میں تھاتا اسکی گردن پہ نشان بنانے لگا.. اسکی شرٹ کے بٹن کھولتا وہ اس کے کندھوں پہ بوسہ دینے لگا۔ اس کے انر کی سٹرپ

.... کے ساتھ چیر چھاڑ کرتا وہ جیسے پاگل سا ہونے لگا

ایمیل کا ہاتھ پکڑتا وہ اپنی شرٹ کے بٹن پہ پھیرنے لگا.. یہ اشارہ تھا کہ

.. شرٹ کے بٹن کھول

ایمل اسکی شرٹ کے بٹن کھولتی پیچھے ہونی لگی جب وہ اسے جھٹکا دیتا اسکا
سینہ اپنے سینے سے جوڑنے لگا۔ سینوں کا یہ ملن ضاویار میں ایک آگ بڑھکا
گیا۔

..اپنے بالوں میں گھومتا ایمل کا ہاتھ پکڑتا وہ اپنی پینٹ کی زپ پہ رکھ گیا
..اسکی حرکت پہ ایمل کے پورے بدن پہ ایک گھبراہٹ کی لہر دوڑی
ضاویار نے اپنی پینٹ پہ رکھے اسکے ہاتھ پہ زور دیا تو ایمل اسکی پینٹ کی زپ
..کھول گئی

اسکے ہونٹوں پہ اپنے ہونٹوں کو مضبوطی سے جوڑے اسکی کمر کو زور سے
پکڑتا وہ ہلکا سا اٹھا اور اپنی پینٹ کو نیچے کھسکا گیا
نیچے سے وہ بے لباس ہو گیا تھا۔ اس نے ایمل کے گرارے کو نیچے سے اٹھانا
شروع کر دیا

...اس دوران وہ اسکے لبوں اور گردن اور سینے پہ نشان بنارہا تھا
...اسکے گرارے کو وہ پینٹ تک لایا

ضاو یار پلیر بیڈ پہ چلیں... ایمیل اسکی کان میں سرگوشیاں کر رہی تھی.. وہ
.. بالکل بے حال ہو چکی تھی

.. آج ادھر ہی میری جان

... اسکے کان پہ بولتا وہ کان کو لو کو اپنے منہ میں لے گیا

.. نہیں ضاوی م۔ میں کفر ٹیبل نہیں ہوں

ایمیل بھی اسکے کان کے پاس سرگوشی کر رہی تھی.. اب دونوں کے

جزبات بری طرح بھڑک چکے تھے... ایمیل کے منع کرنے کے باوجود وہ

... اسے کمرے سے پکڑتا خود کو اسکی گہرائیوں میں شامل کر گیا

ایمیل سسکنے لگی ہر ضاویار اسے سنبھالتا اپنے عمل کو شروع کر گیا... ایمیل

کو اس نے کمرے سے تھام رکھا تھا... کافی دیر بعد جب دونوں ریلیکس ہوئے تو

.. ایمیل اسکے سینے پہ اپنی انگلیاں گھماتی نجانے کیا لکھنے لگی

ضاویار اسے شرٹ پہنارہا تھا... اسکے بالوں کو چومتا وہ نجانے کیا کیا

.. سرگوشیاں کر رہا تھا

ایمل نے اپنا سر اس کے کندھے پہ رکھا... ضاویار کی باتیں سنتی وہ اہنا سر
اثبات میں ہلا رہی تھی۔ وہ یہاں آئی تھی اسے کائنات کے بارے میں
... بتانے پر یہاں وہ اسے ہی بے حال کر گیا تھا

اس وقت اب بیٹھے رات کا کھانا کھا رہے تھے جب کائنات بھی ٹیبل پہ ا کے
بیٹھی۔ اس کے ساتھ والی سیٹ دانیال کی تھی جبکہ دانیال کے بالکل سامنے
روحانی بیٹھی ہوئی تھی

کائنات صبح سے ہی اس موقع کی تلاش میں تھی۔ روحا کل رات تم کچن
میں کیا بول رہی تھی؟؟؟

کھانا کھاتے ہوئے اچانک کائنات نے روحا سے سوال کیا

سب لوگ روحا اور کائنات کو دیکھ رہے تھے جبکہ زینخا بیگم اور روحا کے چہرہ
پہ گھبراہٹ واضح تھی

کیا بول رہی تھی؟؟؟؟

یہ سوال دائود صاحب نے کیا

بابا یہ بول رہی تھی کہ کچھ بھی ہو جائے میں کائنات اور دانیال کے بچے کو

اس دنیا میں نہیں آنے دوں گی

کائنات اتنی بڑی بات اتنی اچانک کر گئی کہ وہاں بیٹھے سب لوگوں کو جیسے

سانپ سونگھ گیا

زلیخا بیگم کو تو لگا کہ آج انکا سچ سب کے سامنے آ جائے گا۔ انکے ہر کرتوت

کے بارے میں روحا جانتی تھی اور اگر روحا کی بات اس نے سنی ہے تو زلیخا

بیگم کے بارے میں بھی کہی وہ سب کو نہ بتا دے

... کیا بول رہی ہو تم کائنات ہوش تو ہے

دانیال نے اچانک کائنات کی طرف مڑتے ہوئے کہا

جی ہاں میں پورے ہوش میں ہوں اور روحا کل رات یہی اب بول رہی تھی
یہ میرے بچے کو مارنا چاہتی ہے اسے مجھ سے جلن ہوتی ہے تبھی یہ ایسا بول
رہی ہے۔

کائنات نے بنا کسی لحاظ کے کہا کیونکہ اب بات اسکے بچے کی تھی
کائنات کیا ہو گیا ہے۔ پاگلوں والی باتیں نہ کرو میں کیوں تم سے جلوں گی اور
.. کیوں اب کے سامنے مجھ پہ جھوٹا الزام لگا رہی ہو
روحانے بھی ایمو شنل ہونا شروع کر دیا
بکو اس بد کرو اپنی تم دانیال کو پسند کرتی ہو تبھی تم نے رات کو وہ سب بولا
اور اب سب کے سامنے سچا بننے کی کوشش کر رہی ہو
کائنات بھی غصے سے بولی

اگر آپ تمہیں میرا اس گھر میں آنا پسند نہیں آیا تو صاف صاف بول دو میں
چلی جاتی ہوں اور دانیال کو میں نے ہمیشہ اپنے بڑے بھائی جیسا سمجھا ہے اور
تم میرے کردار پہ اتنا بڑا داغ لگا رہی ہو تم خود ایک لڑکی ہو کچھ تو شرم کرو

اور آئی آپ کب سے وہ میری بے عزتی کرے جا رہی ہے اور آپ کچھ
بھی بول نہیں رہی ہیں۔

روحانے زلیخا بیگم کی طرف خونخوار نظروں سے دیکھا
کائنات کیا بول رہی ہو.. ابھی کے ابھی معافی مانگو روحا سے۔ وہ مہمان ہے
اور تم اس پہ اتنا بڑا الزام لگا رہی ہو
زلیخا بیگم نے کائنات سے کہا

کائنات تم غلط بات کر رہی ہو... اس بار دانیال بھی بولا تھا
میں کسی سے بھی معافی نہیں مانگو گی اور آئی آپ بھی تو تھی وہاں یہ سب تو
... وہ آپ سے ہی بول رہی تھی ناں

کائنات کی بات پہ زلیخا بیگم کے چودہ طبق روشن ہو گئے
اب بے م مجھ پہ بھی الزام لگائو گی اب تو مجھے یقین ہو گیا ہے کہ تم جھوٹ
بول رہی ہو اور حیرت کی بات یہ کہ میرا بیٹا بیٹھا سن رہا ہے
زلیخا بیگم نے رونا شروع کر دیا

کائنات سے م ہوش میں تو ہوا بے م امی پہ الزام لگا رہی ہو کہ وہ اپنے کی بیٹے کی اولاد کو ماریں گے شرم آنی چاہیے تمہیں.. ابھی اور اس وقت امی اور روحا سے دوری کرو

دانیال نے کائنات کو غصے سے گھورتے ہوئے کہا

دانیال قسم لے لیں میں جھوٹ نہیں بول رہی ہاں آنٹی ایسا نہیں چاہتی

پر

تو کیا میں چاہتی ہوں ابھی تو تم نے بولا کہ آنٹی بھی

وہی پہ تھی تو تم خود بتائوں کہ کیا میں ایک عورت کے سامنے اسکے پوتا پوتی

کو مارنے کی بات کر سکتی ہوں اور وہ بنا کچھ کرے میری بات کو ڈھانپ

... دے گی۔ میری ہی غلطی ہے میں یہاں آئی ہی کیوں

.. روحا روتی ہوئی اپنے کمرے میں چلی گئی

.. اچھا بھلا کھانا کھا رہے تھے پر تمہیں کہاں ہضم ہوتی ہے کسی کی خوشی

زینخا بیگم کائنات کو بولتی روحا کے پیچھے چلی گئی... دائود صاحب بہت گہرائی
سے ایک ایک چیز کو بھانپ رہے تھے اور بڑی بات تھی جو پہلی بار وہ کسی
معالے میں نہیں بولے تھے

دانیال چیخ کو زور سے ٹیبل پہ پٹختا کمرے میں چلا گیا.. اسکا موڈ سخت خراب
ہو گیا تھا

کائنات بھی اسکے پیچھے چلی آئی۔ وہ اسے اپنی بات بتانا چاہتی تھی پر اب اسے
اندازہ ہو رہا تھا کہ اس نے غلط راستہ چنا تھا.. دائود صاحب اپنا کھانا مکمل
... کرتے کمرے میں چلے گئے



وہ کائنات تو ہماری ساری باتیں سن گئی اور آپ نے بھی اسے کچھ نہیں بولا
... کتنی بے عزتی کر گئی ہے وہ میری

کمرے میں آتے ہی روحا غصے سے زلیخا بیگم پہ چیخی.. اسکا چیخنا انھیں بہت
ناگوار گزرا

.. تم لڑکی مجھ پہ کیوں چیخ رہی ہو

زلیخا بیگم نے بھی غصے سے کہا

آنٹی ایم سوری پر آپ. تو جانتی ہیں ناں میں دانیال کو کس قدر چاہتی ہوں
اور آج اس کائنات نے میری کیسے سب کے سامنے انسلٹ کی

روحا کو اپنے رویے کا احساس ہوا تو وہ جلدی سے اپنی بات کو کور کرنے لگی

ہاں مجھے خود بہت حیرانی ہوئی ہماری ساری باتیں وہ سن گئی پر فکر نہ کرو

دانیال اسکی بات پہ کبھی بھی بھروسہ نہیں کرے گا. اور ویسے بھی ہم کون

سانچے کو مارنا چاہتے ہیں اس لیے فکر نہ کرو معاملہ رفع دفع ہو جائے گا

زلیخا بیگم نے اسے شانت کرنا چاہا

اور جو میری بے عزتی ہوئی

بس بھی کر دو کیا اپنا رونا لے کر بیٹھی ہو میں جو کر سکتی تھی تمہارے سامنے
کیا ناں اور ویسے بھی زیادہ کچھ بولتی تو دانیال مجھے ہی الٹا کچھ بول دیتا..

میری بات یاد رکھنا دانیال بے شک. خود اس کے ساتھ جو ننھی کرو پر کسی
دوسرے کو وہ اس پہ انگلی بھی نہیں اٹھانے دے گا.. شروع شروع میں
میں نے اس کو باتیں سنائی پر پھر دانیال نے دو تین بار مجھے کمرے میں آکر
اسے کچھ بھی بولنے سے صاف منع کر دیا کہ اگر اسے کچھ بھی کہنا ہو تو وہ
خود کہہ دے گا اور ایک بار توٹی وی لائونج میں سب کے سامنے مجھے بری
طرح ٹوک گیا جب میں نے کائنات کو زہرہ سے کچھ بولا تھا تو تم خود سوچو اب
تو وہ ماں بننے والی ہے اب اگر اسے کچھ بھی بولا مسئلہ ہنق سکتا ہے میرا تو اس
نے لحاظ کیا کیونکہ میں اسکی ماں تھی پر تمہارا تو وہ لحاظ بھی نہیں کرے گا اس
لیے بات کو رفع دفع کرو یہ نہ ہو کہ اپنی بے عزتی کے چکر میں تم اسے کچھ
.... بولنے نکل جاؤ اور دانیال تمہیں سامنے پھر اچھے سے سمجھا دے
.... زلیخا بیگم اسے اچھے سے سمجھاتی کمرے سے نکل گئی

نہیں اب تو اس کائنات کا کام میں بہت اچھے سے تمام کروں گی اس لڑکی کی
ہمت کیسے ہوئی یوں سب کے سامنے مجھے زلیل کرنے کی

خود سے باتیں کرتی وہ اب کائنات کو معاف نہیں۔ کرنے والی تھی

....دانیال پلیز میری بات سنیں

..کائنات اس کے پیچھے کمرے میں داخل ہوئی

کیا سنو میں کائنات کچھ چھوڑا ہے تم نے سننے کے لیے یہ آج تم نے کیا تماشا
لگایا ہے

میں نے تمہیں معافی مانگنے کا بولا اور تم نے مجھے صاف منع کر دیا.. ماما پہ اتنا
گھٹیا الزام لگایا کہ وہ میری اولاد کو مارنا چاہتی ہیں

دانیال بیڈپہ بیٹھے غصے سے بولا

دانیال آنٹی نہیں چاہتی پر روح مجھے پسند نہیں۔ کرتی بلکہ مجھ سے نفرت

..کرتی ہے اور اس نفرت میں وہ میرے بچے کو مار دے گی

کائنات اس بے پہلو میں بیٹھی اپنی بات کرتے کرتے رودی

اسے روتا دیکھ دانیال نے گہری سانس بھرا

کائنات ایسا کچھ بھی نہیں ہونے والا۔ یہ سب تمھاری خام خیالی ہے۔۔ روحا
کبھی بھی ہمارے بچے کو نقصان نہیں پہنچا سکتی

دانیال اسکے چہرے کو تھاما اسکے آنسو صاف کرنے لگا

دانیال ہمارا رشتہ پہلے ہی اک عجیب سے دور ہے پہ کھڑا ہے اور یہ بچہ
ہمارے تعلق کو بہتر کر رہا ہے میں نہیں چاہتی کہ کوئی بھی ایسا انسان اس
گھر میں رہے جو میرے بچے کا دشمن ہو

کائنات کی بات پہ دانیال تھوڑا اثر مندہ ہوا

کائنات میں تمھیں بول رہا ہوں ناں کہ کچھ نہیں ہوگا ہمارے بچے کو تو تم
.... سمجھ کیوں نہیں رہی

دانیال مجھے یہ بچہ ہر حال میں چاہیے اور جانتی ہوں کہ آپ مجھ پہ بھروسہ
نہیں کرو گے آپ نے تو پہلے بھی بھروسہ نہیں کیا اب کیا کرو گے۔ بس
آپ روحا کو اس گھر سے نکال دو

کائنات ہوش میں تو ہو روحا ہماری مہمان ہے وہ میری کزن ہے اور تم اس
کے بارے میں بہت غلط سوچ رہی ہو اور اب کیا میں اپنی ماں کو بولوں کہ
.. روحا کو گھر سے نکال دیں

.. دانیال کو اب غصہ آرہا تھا

... میں بھی کس اے امید رکھ رہی ہوں.. اب کرو اس کی مہمان نوازی
اسے سناتی کائنات ڈریسنگ روم میں گھس گئی

کائنات باہر آؤ... دانیال نے اسے واز دی پر جواب اسے خاموشی کی
صورت میں ملا

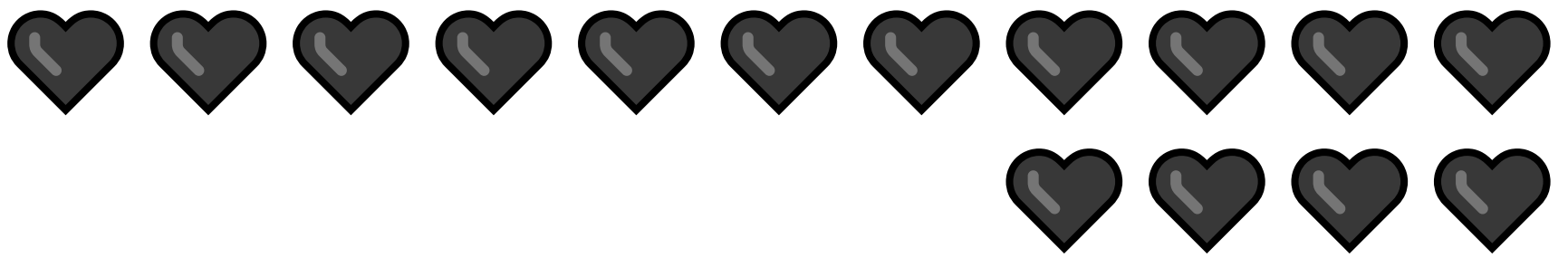
دانیال بھی غصے سے واشر روم چلا گیا وہ باہر آیا تو سامنے ہی کائنات سلیپنگ
سوٹ پہنے کھڑی تھی۔ اسے پیچھے دھکیلتی وہ واشر روم چلی گئی

برش کرنے کے بعد وہ باڈی لوشن لگانے کے بعد دانیال کے پہلو میں آکر
لیٹ گئی

دانیال کافی دیر سونے کی کوشش کرتا رہا پر ایسے اسے کہاں نیند آنی تھی تبھی
کائنات کو زور اے کھینچتا اپنے سینے سے لگا گیا

کائنات بھی خاموش تھی کیونکہ ایسے تو اسے بھی نیند نہیں آنی تھی۔ اسے
بھی دانیال کے سینے اے لگ کر سونے کی عادت ہو گئی تھی

...دونوں ایک دوسرے کو سکون پہنچاتے نیند کی گہرائیوں میں چلے گئے



سلطان اس وقت ارباز صاحب کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ ان کے پاس ماہرہ بھی
بیٹھی ہوئی تھی جس نے شاید ابھی تک اپنے باپ کو سلطان کی شادی کے
بارے میں کچھ بھی نہیں بتایا تھا

ارباز صاحب نے کسی ضروری بات کے لیے اسے بلایا تھا

سلطان میری بات کو سمجھو اب اس سب میں ہمارے پیچھے آرمی پڑ گئی ہے
اور بلیک سینتھر کریو پہ خاص نظر رکھی جا رہی ہے۔ اور ایسے حالات میں انکا

پہلا ٹارگٹ تم ہو کیونکہ تم ہی اب اس کریو کو لیڈ کر رہے ہو اور وہ تمہیں
.. کسی بھی طرح کا نقصان پہنچا سکتے ہیں اس اب تم اپنی سیکیورٹی کو بڑھا دو
جی انکل آپ سہی کہہ رہے ہیں پر مجھے تو حیرت اس بات کی ہے کہ اگر
آرمی کو اس بات کا اندازہ ہو گیا ہے کہ میں ہی اس کریو کو لیڈ کر رہا ہوں تو
ابھی تک انہوں نے مجھ پہ کوئی حملہ کیوں نہیں کیا یا پھر مجھے کڈنیپ کیوں
نہیں کیا.. سلطان کے چہرے پہ کنفیوژن تھی.. سلطان یہ بہت بڑی گیم
ہے وہ تمہیں ٹارگٹ نہیں کریں گے بلکہ وہ تمہاری کمزوری کو ٹارگٹ
کریں گے تاکہ تم سے انفارمیشن نکال سکیں.. اور اگر کبھی ایسا ہو بھی گیا تو
انہیں کسی بھی طرح کی انفارمیشن مت دینا کیونکہ ہمارے ساتھ مل کر جب
لوگوں نے پیسا لگایا ہے اگر انکا پیسا ڈر باتو وہ ہمیں دنیا سے غائب کرنے میں
... ایک منٹ بھی نہیں لگائیں گے
.. جی انکل آپ بے فکر رہیں

انھی مطمئن کرتا جب اسکی نظر ماہرہ پہ پڑی۔ اسے دیکھ سلطان بہت شرمندہ
ہوا۔ اسکی سوچی ہوئی آنکھیوں میں اسے اپنا آپ گناہ گار لگا

... اسکی نظریں خود پہ محسوس کرتی ماہرہ وہاں سے آٹھ کر چلی گئی



ماہرہ جے گھر کے نیچے موجود گودام میں سلطان ہر چیز کو اس کے حساب سے
سیٹ کروا رہا تھا۔ سب سامان کو اسکی لوکیشن اور تاریخ کے حساب سے سیٹ
کیا جا رہا تھا۔

سلطان ان ملازموں کو انسٹرکشن دے رہا تھا جب اسکے فون پہ ایک
نوٹیفیکیشن آیا تھا

اس نے ایسے ہی کھول کر دیکھا تو حوریہ کے فون پہ کسی نے کوئی ویڈیو بھیجی
تھی۔

چونکہ اسکے فون تک کسی بھی طرح کے ڈاٹا کو جانے کے لیے پہلے سلطان کی طرف سے اپرول کی ضرورت تھی تبھی وہ ویڈیو سلطان کے پاس آئی تھی.... اور ابھی تک حوریہ کے فون پہ نہیں گئی تھی

سلطان نے دیکھا تو کوئی اننائون نمبر تھا وہ ویڈیو پلے کی تو ایک پل کو وہ حیران رہ گیا.

اس ویڈیو میں سلطان حوریہ کے خلاف نجانے کیا کیا بول رہا تھا یہ اس وقت کی ویڈیو تھی جب وہ ماہرہ کو مطمئن کرنے کے لیے حوریہ کے متعلق جھوٹ بول رہا تھا.

اور چونکہ ویڈیو کو دیکھ کر اندازہ ہو رہا تھا کہ کیمرہ سامنے ہی موجود تھا ویڈیو کو بالکل سامنے سے شوٹ کیا گیا ہے. تو مطلب اس دن ماہرہ اپنے ساتھ کوئی مینی کیمرہ بھی لائی.. یعنی وہ اسکی باتیں ریکارڈ کر چکی تھی. اور اب وہ اسکی ساری باتیں حوریہ تک پہنچانے والی تھی.

سلطان غصے سے تن فن کرتا ماہرہ کے کمرے میں داخل ہوا.

تمھاری ہمت کیسے ہوئی حوریہ کو ہمارے بارے میں سب بتانے کی اور اسی
... لیے تم نے وڈیو بھیجی

سلطان نے ماہرہ کا بازو تھامتے ہوئے کہا

تمہیں اندازہ ہو گیا کہ میں نے وہ بھیجی ہے اگر پتالگ گیا ہے تو اتنا ریسک
کیوں کر رہے ہو آخر کبھی نہ کبھی تو اسے پتا ہی چلنا تھا تو آج کیوں نہیں۔
ویسے بھی میں اس لڑکی کو کبھی بھی برداشت نہیں کر سکتی اور اسکے بچے کو
بھی نہیں۔

ماہرہ بھی ہتھ سے اکھڑ گئی

ماہرہ سمجھنے کی کوشش کرو میں ابھی اسے کچھ نہیں بتا سکتا اسکی طبیعت
خراب ہو سکتی ہے پر وعدہ ہے میرا بچہ پیدا کرنے کے اگلے لمحے میں اسے
سب بتا دوں گا اور تمہیں بچے اے فرق نہیں ہڑتا مجھے پڑتا ہے اور تم بے فکر
رہو میں صرف تمہارے اور میرے بچوں کو ہی اپنا نام دوں گا پر حوریہ کے
پیٹ میں پلنے والے بچے کو بھی میں نہیں چھوڑ سکتا

..سلطان نے اسے سمجھانا چاہا

ماہرہ نے جھٹکے سے اپنا بازو چھڑایا

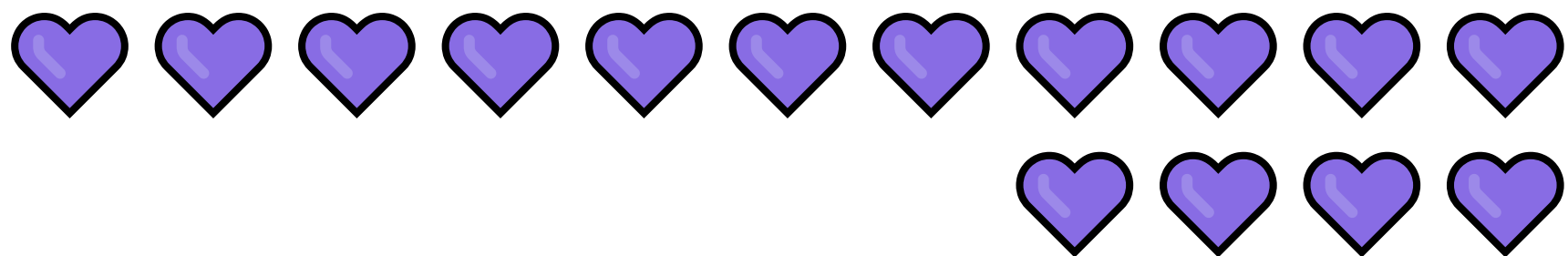
...سلطان اسکے کمرے سے نکلتا گھر چلا گیا

ماہرہ بیٹھی اب بھی بہت غصے میں تھی اسکا بس نہیں چل رہا تھا کہ کسی طرح

حوریہ کو مار دے پر ایسا کر کے وہ سلطان کو اپنے خلاف نہیں کرنا چاہتی تھی

...ویسے بھی وہ ویڈیو بھی حوریہ تک نہیں پہنچی

اب نجانے وہ حوریہ کے ساتھ کیا کرنے والی تھی



ار باز صاحب نے سلطان اور ماہرہ کی منگنی کی اگلی رات اپنے بہت سے خاص

مہمانوں کو کھانے پہ بلایا تھا.. یہ انکی بیٹی کی منگنی کی ایک پارٹی تھی.. انھوں

..نے سلطان کو سختی سے اسکے انتظامات کرنے کا بولا تھا

اس پارٹی میں سخت سے سخت سیکیورٹی ہونی چاہیے تبھی سلطان صبح سے
.. آفس جانے کے بجائے سیدھا ماہرہ کے گھر آگیا تھا

کافی سارے انتظامات وہ کر چکا تھا اور ماہرہ کی حرکت پہ اسے غصہ بھی بہت
ایا تھا.

..... اب وہ تیزی سے ڈرائیو کرتا گھر کی طرف جا رہا تھا
... یس سر سلطان اپنے راستے پہ ہے آپ ابنا گلا حکم بتائیں
سلطان پہ نظر رکھے پاک آدمی کے ایک نوجوان نے اپنے سر سے کہا
ابھی اس پہ کسی بھی طرح کا اٹیک مت کرنا بس دیکھو وہ کہاں جا رہا ہے اور
اگر اپنے گھر جا رہا ہے تو اس پہ نظر رکھو اور دیکھو اسکے گھر کے اندر جانے کا
.. راستہ کیا ہو سکتا ہے

اسکے گھر کے اندر گھسنا مشکل نہیں ہے پر شاید اسکے گھر کے اندر بھی کچھ
... سامان ہو جسے ہمیں انفرمیشن مل سکے
.. پر سر اسکے گھر کے اندر کیسے

تم اسکی فکر مت کرو اسکے گھر پہ کام کرنے والی لڑکی آرمی کے انڈر کام کرتی
ہے بس تم اس پہ گہری نظر رکھو کہاں جاتا ہے کہاں کھاتا پیتا ہے کن لوگوں
سے ملتا ہے سب باتوں کی خبر چاہیے اور کوئی بھی مشکوک بات ہو فوری
مجھے خبر کرو

..جی سر آپ بے فکر رہیں
...وہ نوجوان اپنے سر کا حکم مانتا اب سلطان کا پیچھا کر رہا تھا



دن تیزی سے گزر رہے تھے
دانیال اور کائنات کے بیچ کی کشیدگی کم ہو گئی تھی اور وجہ انکا بچہ تھا۔ روحا کی
طرف سے خاموشی تھی نجانے وہ کیا چاہتی تھی
بچے کی وجہ سے زلیخا بیگم بھی اب کافی رکی ہوئی تھی پھر بھی کسی نہ کسی بات
پر وہ کائنات کو نیچا دکھا ہی دیتی تھی

آج شام کو سلطان کی منگنی تھی ماہرہ کے ساتھ۔ سلطان اپنا کام نمپٹاتا گھر کے لیے نکل گیا تھا۔ اس نے حور یہ کو یہی بتایا تھا کہ اسے کاروبار کا ایک ضروری کام ہے تبھی وہ ایک دن کے لیے کہی جا رہا ہے

اس وقت انکے گھر کے صحن میں منگنی کی تیاریاں چل رہی تھی کیونکہ وہی آج سٹیج بننا تھا۔ سب گھر والے کسی ناکسی کام میں لگے ہوئے تھے۔ دانیال اور ضاویار بھی آج وہی موجود تھے

ایمل کا کائنات مل کر منگنی کی تیاریاں کر رہی تھی دونوں آج بہت دن بعد اگٹھی ہوئی تھی

کائنات نے مہرون اور سکین کلر کا شرارہ اور شرٹ پہن رکھی ہوئی تھی اور بالوں کا ایک پیار سا ہئیر سٹائل بنائے ماتھے پہ تیکا پہنے اور ہاتھوں گجرے پہنے بہت پیاری لگ رہی تھی

ایمل نے نیوی بلیو کلر کا شرارہ اور رٹ پہنی ہوئی تھی بس اس نے بالوں کو باندھ کر اس پہ گجرے لگائے ہوئے تھے

دانیال نے ایمیل کے ساتھ میچنگ کی ہوئی تھی اسکے کرتے کارنگ مہرون
تھا اور شلوار سفید رنگ کی شلوار پہن رکھی تھی

ضاو یار نے نیوی بلیو کلر کا کرتا پہن رکھا تھا

سلطان نے وائٹ شیر وانی پہن رکھی تھی اور ماہرہ کا وائٹ پیاراسا فراک تھا
جس پہ بہت کام ہوا تھا

سلطان بیٹھا کسی سے بات کر رہا تھا جب ماہرہ کو لے جا کر اس کے پہلو میں
بٹھایا گیا

سب بہت محبت سے انھیں دیکھ رہے تھے.. دانیال کا دھیان کائنات پہ تھا
جو ایمیل کو کوئی بات بتاتی ہنس رہی تھی

اسکے ہلتے ہونٹ دیکھ دانیال کو خود پہ قابو پانا مشکل لگ رہا تھا

کافی دیر بعد رسم شروع ہوئی تو سلطان نے ماہرہ کا ہاتھ تھامے اسے انگوٹھی
پہنائی سب نے تالیاں بجاتی پھر سلطان کا ہاتھ ہے ہا متی ماہرہ اسکے ہاتھ میں
انگوٹھی پہنانے لگی

منگنی کی رسم مکمل ہوئی تو سب کھانا کھانے لگے جب فوٹو سیشن شروع ہوا

فوٹو گرافر سلطان اور ماہرہ کی الگ الگ پوز میں تصویریں بنارہا تھا

ماہرہ اور سلطان دونوں مسکراتے ہوئے اسے الگ الگ پوز دے رہے تھے

پھر فیملی فوٹو بنانے لگی جب دائود صاحب کے ساتھ زلیخا بیگم کھڑی ہوئی

زلیخا بیگم کے ساتھ ایمیل کھڑی تھی اور ایمیل کے پہلو میں ضاویا جبکہ دائود

صاحب نے اپنے ساتھ کائنات کو کھڑا کیا۔ کائنات کے ساتھ دانیال اور ان

کے آگے سلطان اور ماہرہ بیٹھے ہوئے۔ تھے ماہرہ کی ایک طرف ہما بیٹھی تھی

... اور ہما بچے ساتھ شمس تھا

ایک بہترین تصویر بنانے کے بعد فوٹو گرافر نے اوکے کا اشارہ کیا

سب کھانا کھانے میں مصروف تھے جبکہ سلطان ماہرہ سے کچھ بات کر رہا

.. تھا.. دونوں کسی بات پہ مسکرا رہے تھے

سروہ اس وقت اپنی منگیتر کے ساتھ لگا انجوائے کر رہا ہی ہی وقت ہے ہم

.. اس کی بیوی کو اپنے قبضے میں لے لیتے ہیں

...ہاں اپنا کام شروع کرو... اور کسی بھی قسم کی کوتاہی نہیں ہونی چاہیے
جی سر آپ بے فکر رہیں میں اپنی فورس کے ساتھ بالکل تیار ہوں
وہ انسان اپنے سر کو یقین دلاتا سلطان کے گھر کی طرف نکل گیا
سلطان کے گھر کے باہر سیکیورٹی آجکل بہت ٹائٹ تھی کیونکہ سلطان کو
شک تھا کہ وہی ماہرہ غصے میں حوریہ کو کوئی نقصان نہ پہنچادے اسی وجہ سے
وہاں سیکیورٹی گارڈز کی تعداد بہت زیادہ تھی
پرانھوں نے اس کے گھر کا پورا نقشہ حاصل کر لیا تھا اور اس سب میں اسکا
ساتھ سلطان کی ملازمہ نے دیا تھا
وہ گھر کی پیچھے والی سائیڈ پہ آئے جہاں سے دو آدمی اندر کھود گئے.. دونوں
وہاں موجود پھولوں کے پیچھے چھپ گئے کیونکہ ہر تین یا چار منٹ بعد وہاں
گارڈ ایک چکر لگاتا تھا
اس گارڈ کے جانے کے بعد وہ دونوں آدمی وہاں سے نکلتے گھر کے اوپر جانے
لگے.

بہت مشکل سے وہ گارڈز سے بچتے بچاتے پائپ سے اوپر چڑھ گئے۔
جب وہ دونوں اندر داخل ہوئی تو وہاں انکی ایجنٹ جو کہ سلطان کی نوکرانی
تھی وہ پہلے سے ہی کھڑی تھی

وہ اوپر کمرے میں موجود ہے اور ہاں دھیان سے وہ ماں بننے والی ہے اور
زیادہ سختی سے پیش مت آنا

اسکی بات پہ وہ سر ہلاتے حوریہ جے کمرے میں موجود تھے
حوریہ اس وقت سو رہی تھی۔ ان میں سے ایک آگے بڑھتا اپنی جیب سے
رومال نکالتا حوریہ کے منہ پہ رکھ گیا

اس کے دباؤ دینے سے حوریہ فوراً پھڑپھڑائی پر چونکہ انھوں نے منہ پہ اپنا
ہاتھ رکھا ہوا تھا اسی وجہ سے وہ جلد ہی بے ہوش ہو گئی

سر آتے ہوئے تو ہم آئے پر آپ واپسی پہ سے ساتھ لے کر جانا مشکل ہے
ایجنٹ فضاء ہماری مدد کریں گی

فضاء نے انھیں اشارہ دیا اور وہ حوریہ کو اٹھائے باہر نکلنے لگی۔ ٹی وی لائونج
میں پہنچ کر اس نے مین گیٹ کھولا اور باہر نکل گئی
بات سنیں مجھے لگتا ہے کہ گھر کے پیچھے کوئی موجود ہے
فضاء کی بات گارڈز بھاگتے ہوئے پچھلی طرف گئے۔ فضاء بھی انکے ساتھ
تھی۔

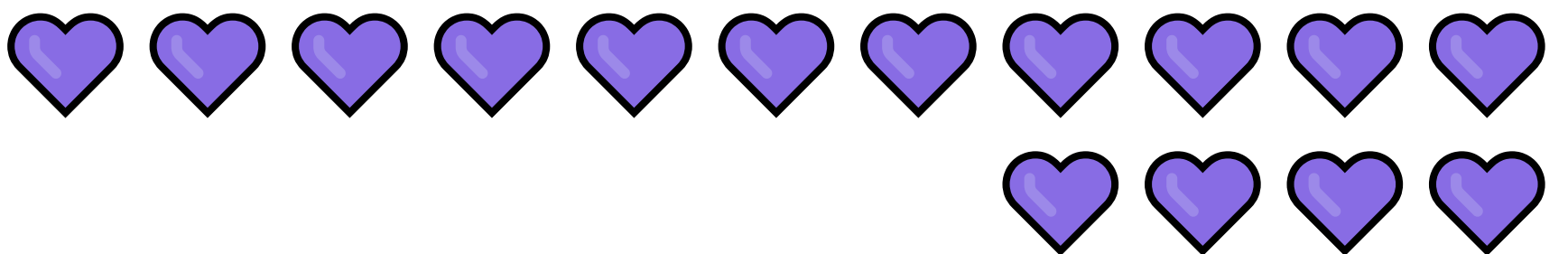
کافی دیر وہ آنھیں وہاں الجھا کے رکھی رہی
لگتا ہے اچو کوئی غلط فہمی ہوئی ہے یہاں تو کوئی بھی نہیں ہے
گارڈ آخر کار ناکام ہوئے خیر انھیں ناکام ہی ہونا تھا۔ فضاء اثبات میں سر
ہلاتی اندر چلی گئی۔

وہ لوگ حوریہ کو لے کر جا چکے تھے
کچھ دیر بعد اندر اے فضاء زخمی حالت میں خود کو گھسیٹتی گھسیٹتی
دروازے سے باہر آئی۔ اسے اس حال میں دیکھ گارڈز بھاگتے ہوئے اندر
گئے پر اندر سے کافی سامان ٹوٹا پھوٹا ہوا تھا اور حوریہ وہاں سے غائب تھی

فضاء کع جلدی سے پٹی کی.. اس کا کہنا یہی تھا کہ جب وہ اندر واپس آئی تو
اس کے پانچ منٹ بعد اسے حوریہ کے کمرے سے آوازیں انا شروع ہو گئی
جب وہ اندر گئی تو دو تین آدمی حوریہ کو پکڑنے کی کوشش کر رہے تھے
اس نے انھیں روکنے کی کوشش کی تو الٹا انھوں نے اسے مارنا شروع
کر دیا.. کچھ تھپڑ مارنے کے بعد وہ اسے ایک طرف پھینکتے حوریہ کو اپنے
ساتھ لے گئی. جب وہ ان کے پیچھے بھاگی تو انھوں نے اسے ایک بڑی ای
. چادر کے ساتھ باندھ دیا

اس کے بعد وہ اسے کہاں سے کیسے لے کر گئے اس بارے میں اسے کچھ
نہیں پتا کافی دیر وہ کوشش کرتی رہی اور پھر بڑی مشکل سے اس نے خود کو
.. چھڑایا اور بھاگتی ہوئی باہر آئی

... وہ سب اب سلطان کو کال کر رہے تھے کال اٹھا ہی نہیں رہا تھا



سلطان رات کو گھر کے لیے نکلا۔ اس کا فون بلکل ڈیڈ تھا وہ جلد سے جلد حوریہ کے پاس جانا چاہتا تھا

حوریہ کے اغواہ ہونے کا اسے ابھی تک پتا نہیں چلا تھا
سلطان گھر کے باہر پہنچا تو گارڈز ادھر ادھر گھومتے نجانے کیا کر رہے تھے
سلطان مشکوک سے ہوتا گھر کے پاس آیا
کیا ہوا تم لوگ یوں باہر کیوں گھوم رہے ہو
سلطان کو انھیں باہر دیکھ کر بہت پریشانی ہوئی

_____ سر وہ

گارڈ اسے غصے میں دیکھ سوال کرنے لگا

..... سر وہ

.. کیا سر سر لگا رکھی ہے بتاؤ مجھے یہاں باہر کیوں کھڑے ہو
سلطان کی آواز پہ وہ ڈر گیا

_____ سر کسی نے میم کو کڈنیپ کر لیا ہے۔ ہمیں اندازہ نہیں ہوا اور کوئی

کیا بکواس کر رہے ہو دماغ کام کر رہا ہے تمہارا.. تم لوگوں کو میں نے یہاں
سیکیورٹی کے لیے رکھا ہے اور تم لوگ یہ بکواس کر رہے ہو میرے
سامنے.

ایک دن میں گھر سے دور کیا رہا تم لوگوں نے یہ نتیجہ دکھایا ہے. اگر حوریہ
کو یا میرے بچے کو کچھ بھی ہوا تو وہی زمین میں گھڑ دوں گا یہ بات یاد رکھنا
سلطان سرخ آنکھیں لیے اندر کی طرف چلا گیا

اندر جا کر اسے فضاء نے ساری صورت حال سے آگاہ کیا

سلطان کا بس نہیں چل رہا تھا کہ یہاں موجود سب لوگوں کو اڑادے وہ اتنا
کنفیوز ہوا تھا کہ اسے فضاء پہ زرہ برابر بھی شک نہیں ہوا

...میں جانتا ہوں یہ سب کس نے کیا ہے

سلطان ہاتھ میں پستول تھا ماگھر سے باہر نکل گیا

اس کے پیچھے ہی گارڈز کی گاڑیاں تھیں کیونکہ انھیں اندازہ تھا کہ سلطان بہر
غصے میں ہوگا

سلطان سیدھاار باز صاحب کے گھر پہنچا

ار باز صاحب نجانے کدھر تھے یا پھر گہری نیند سوئے ہوئے جو وہ سلطان کا
آنانوٹ نہیں کر پائے

سلطان سیدھا ماہرہ کے کمرے میں گیا جو گہری نیند سوئی ہوئی تھی
سلطان اسکا بازو تھامتا اسے جھٹکے سے اٹھا گیا

تمھاری ہمت کیسے ہوئی ماہرہ حوریہ کو کڈنیپ کرنے کی
ماہرہ جو کہ گہری نیند میں تھی اچانک کسی کے اٹھانے پہ ایک پل کو اسے کچھ
سمجھ نہیں آئی۔ پر پھر جب اسے سلطان کی باتیں سمجھانے لگی تو خود بخود
غصہ بیچ میں عود آیا

سلطان ہوش میں اُٹا۔۔ میں تو تمھارے ساتھ تھی میں کیوں اسے کڈنیپ
کروں گی

ماہرہ نے اپنا بازو چھڑایا ہر سلطان کا تو غصے سے برا حال تھا

ماہرہ میری بات سمجھو یقین کرو میری بیوی صرف تم ہی ہو اور حوریہ اس
کنڈیشن میں نہیں ہے کہ عہ کسی بھی طرح کی سختی براداشے کر سکے
سلطان نے بے بسی سے کہا

سلطان تمہاری قدم میں نے اسے کڈنیپ نہیں کیا ہاں مجھے وہ زرہ برابر بھی
.. پسند نہیں ہے ہر اسکا مطلب یہ ہر گز نہیں کہ میں اسے کڈنیپ کروں گی
ماہرہ نے اسکا ہاتھ تھاما

سلطان کو اسکی بات پہ کچھ حد تک بھروسہ ہوا تھا پرا بھی بھی وہ کوئی رسک
نہیں لے سکتا

سلطان اسکا ہاتھ جھٹکا اپنا فون نکالتا جلدی سے کمرے سے باہر نکل گیا
ماہرہ بھی اس کے پیچھے تھی پر سلطان کافی جلدی میں گھر سے نکل گیا
ماہرہ کو اسکی بہت فکر ہو رہی تھی۔ کل تو انکا ایک اہم دن تھا کل تو اس فیلڈ
کے بس لوگ اسکے گھر ہونے والی پارٹی میں آنے والے تھے
اب اس بیچ یہ نیا ہنگامہ ہو گیا

ماہرہ جلدی سے اپنے باپ کے کمرے میں چلی گئی۔ اب اسے جلد سے جلد
... یہ سب اپنے باپ کو بتانا تھا کہی آرمی نے حوریہ کو کڈنیپ نہ کیا ہو
... اگر ایسا ہوا تو انھیں۔ سلطان سے بہت ساری انفرمیشن چاہیے

حوریہ کے اغوا ہونے سے سلطان بہت بے بس ہو چکا تھا۔ ساری رات وہ
حوریہ کا پتا کروا تا رہا پر نہ وہ ملی نہ اس نے ملنا تھا
ماہرہ اسکی یہ بے چینی دیکھ رہی تھی اور اسے ایسے دیکھ ماہرہ کو بہت غصہ
جا رہا تھا۔

ساری رات حوریہ کا کچھ پتا نہیں چلا۔ اس وقت سلطان اپنے گھر میں اپنے
سب سے خاص دوست کے ساتھ بیٹھا تھا جب ماہرہ اور اسکے بابا وہاں آئے
ماہرہ انھیں ساری بات بتا چکی تھی۔ انھیں سلطان پہ بہت غصہ تھا جو انکی بیٹی
کو اتنا بڑا دھوکا دے رہا تھا پر جب ماہرہ نے انھیں یہ بتایا کہ اسے سب معلوم

تھا تو انھیں ایک پل کو حیرانی سی ہوئی انکی بیٹی کیسے کسی دوسری لڑکی کی
موجودگی برداشت کر گئی۔ اور سلطان کے معاملے میں تو وہ ویسے بھی بہت
سیریس تھی... پھر کیسے وہ ایک سوتن کو برداشت کر سکتی تھی۔ پر ماہرہ نے
انھیں یہی بتایا کہ سلطان بچے کی وجہ سے مجبور ہو گیا ہے اور ابھی اگر وہ
سلطان کو کچھ بھی کہتی تو سلطان اسے چھوڑ سکتا تھا اور اس وقت سلطان کا
... چھوڑنا نہ وہ برداشت کر سکتی تھی اور ناں ہی انکا کاروبار

..... انکل آپ یہاں

سلطان ار باز صاحب کو اپنے پاس موجود دیکھ کر کھڑا ہو گیا
ہاں سنا کہ تمھاری بیوی کڈنیپ ہو گئی تو سوچا ہونے والے سسر کو جا کر پتا کر
لینا چاہیے۔

ار باز صاحب اسے گہرا تنز کرتے وہی موجود صوفے پہ بیٹھ گئے
انکی بات پہ سلطان کا سر شرم سے جھک گیا

انکل میں جانتا ہوں آپ مجھ سے ناراض ہیں پر یہ سب یقین کریں بہت
مجبوری میں ہوا اور میں اب بھی بہت مجبور ہو چکا ہوں بچہ اس

سب

ہم نے تمھاری لمبی چوڑی باتیں نہیں سننی ہم بس اتنا جاننا چاہتے ہیں کہ وہ
لڑکی ملی یا نہیں اور جب وہ تمھیں تمھارا بچہ دے گی تو اسے کچھ پیسے دے کر
فارغ کرو۔

..ار باز صاحب نے اسے صاف ٹوک دیا

..انکی بات پہ سلطان خاموش ہو گیا اسے خود کچھ سمجھ نہیں آرہی تھی
خیر تمھیں تو ہوتا ہے کہ آج کے فی ضروری پارٹی ہے مجھے یہ تمھیں بتانے
کی ضرورت نہیں ہے اس لیے وقت پہ سب انتظامات ہو جانے چاہیے اور
ہر کام پر فیکٹلی ہونا چاہیے.. باقی رہی تمھاری کچھ عرصہ رہنے والی بیوی کی
..بات تو اسے تم۔ بعد میں ڈھونڈ لینا

ار باز صاحب اس کی سنے بغیر اسے حکم دیتے واپس گھر سے نکل گئے.. ان
کے پیچھے ماہرہ بھی باہر نکل گئی

ارے یار کتنا عجیب ہے تیرا ہونے والا سر تجھ پہ ایسے حکم چلا کر گیا جیسے تو
انکا نوکر ہے

... اسکا دوست جو وہاں بیٹھا ساری باتیں سن رہا تھا انکے جانتے ہی بول پڑا
بڑی اکڑ ہے اس بڈھے میں نکالنی تو پڑے گی آخر حرام کا کھا کھا کر دماغ جو
اپنی جگہ سے ہلا ہوا ہے اسکا

سلطان اپنے دوست کو دیکھتا ہنسنے لگا

.. ویسے آج تو بھی اس ڈبل زندگی سے آزاد ہو جائے گا

اسکا دوست اپنا لپٹا پٹا سامنے رکھتے ہوئے بولا

ہاں یار جان چھوٹے گی اس ماہرہ سے اور پھر میں خوشی خوشی اپنے حور یہ

جے ساتھ زندگی گزاروں گا سب سے پہلے تو ہنی مون پہ جائوں گا

سلطان تکیہ سینے سے لگاتا سوچتے ہوئے مسکرایا

ہاں ضرور اپنے بچے کے ساتھ جانا ہنی مون پہ

اسکا دوست بھی بات کرتا مسکرایا

ہاں یار کیا زندگی ہوگی ہر لمحہ اپنی حور یہ کے ساتھ سکون سے جیوں گا

اچھا یہ بتا کام سارا ہو گیا ناں

ہاں کام تو سارا ہو گیا۔ پر سرنے ہم سب کو کام والی جگہ پہ بلایا ہے

ہاں مجھے بھی میسج ریسو ہو گیا تھا جلدی کر اس کے بعد کام پہ بھی جانا ہے

ہاں دونوں کچھ باتیں کرتے گھر سے باہر نکل گئے۔ وہ دونوں اپنی گاڑی میں

بیٹھتے ایک الگ راستے پہ نکل گئے

ایک عجیب سی جگہ پہ گاڑی سے اترتے وہ اندر داخل ہو گئے۔ یہ ایک بہت

ہی خوبصورت بلڈنگ تھی۔ اسکا انٹیریر بہت ہی پیارا تھا

.. وہ دونوں مضبوط قدم لیتے اندر گئے

اوپر والے فلور پہ جاتے ہی وہ دوسرے نمبر کے کمرے میں داخل ہوئے

... ویل ڈن میجر سلطان

اپنے کچھے اپنے سینٹر کی آواز سنتا وہ مسکراتا ہوا واپس مڑا

ان کے ساتھ وہاں اور بھی بہت سارے فوجی موجود تھے.. سب اس وقت

وردی میں موجود تھے سوائے سلطان اور ضامن کے

سر آپ نے چیلنج کیا تھا مجھے کہ تم یہ مشن نہیں کر پاؤ گے تو میں نے سوچا

وقت آگیا ہے ایک بار پھر سے خود کو پرو کرنے کا

سلطان مسکرایا ہوا ان کے گلے ملا

انشاء اللہ اللہ پاک اس بار بھی تمہیں ہر بار کی طرح اس بار بھی تمہیں فتح

نصیب کرے گا

انشاء اللہ سر... سلطان بھی مسکرایا

ویسے اگر میں تمہیں چیلنج نہ فیتا تو تم کام کسی اور کے حوالے کر دیتے کیونکہ

اس میں شادی تک کرنے کا رسک شامل تھا

اور دیکھ لو اسی مشن کے دوران ہی تم نے شادی کر لی۔ اور اب تو ماشاء اللہ

... ایک ننھا سلطان بھی آنے والا ہے

جنرل اعجاز جو کہ اسکے سینئر تھے اس کے لیے بہت ہی خوش تھے

ہا ہا ہا سر دیکھ لیں اللہ کو میری ایک ادا پسند آگئی اور دیکھ لیں اب باپ بننے والا ہوں مجھے تو اپنے گھر والوں کا سوچ کر ہی ہنسی آرہی ہے نجانے اب انکا کیا ریکشن ہوگا

ارے بھائی جب انھیں ننھے مہمان کا ہوتا چلے گا تو سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا
فکر نہ کرو اور اگر کوئی مسئلہ ہوا ہمیں بتا دینا ہم جائیں گے
جی سر ضرور ہو سکتا ہے آپکی ضرورت پڑ جائے.. چلیں میں اپکا انتظار کروں گا

سلطان سے کچھ باتیں کرتے وہ وہاں سے نکل گئے تو سلطان وہاں موجود
فوجیوں کو ایک بار پھر سے سارا پلین سمجھانے لگا
سمجھ آگئی سب کو اب کسی بھی طرح کی کوئی غلطی نہیں ہونی چاہیے کیونکہ
اب اس میں غلطی کی کوئی گنجائش نہیں ہے

پس سر.... سب اسے سلیوٹ کرتے کھڑے ہو گئے. سلطان کے اشارے
پہ وہ سب اس روم سے باہر چلے گئے

.سلطان باہر آتا اس کمرے کے سامنے موجود کمرے میں چلا گیا
ہلکا سادہ روازہ کھولتا وہ اندر آیا جہاں حوریہ اپنے بال بنا رہی تھی پر شاید اسے
ہاتھ تھک گئے تھے تبھی بال بار بار الجھ رہے تھے

.. اسے یوں بالوں کے ساتھ الجھتا دیکھ سلطان مسکرایا
ارے میرے جان جب میں ہوں تو تم کیوں اپنی اس چھوٹی سی جان کو
ہلکان کر رہی ہو

سلطان اس سے کنگھا لیتا اسکے گال چومنے لگا. آپ ہر وقت تھوڑی نہ
.میرے پاس ہوتے ہیں

.حوریہ نے گردن جھکائے کہا
.تو کیا اب میری بیوی مجھے ٹائم نہ دینے کا طعنہ مار رہی ہے
.سلطان اس کے پیچھے بیٹھا اور اس کے بال بنانے لگ گیا

وہ بہت محبت اور چاہے سے آرام آرام سے اسکے بال بنا رہا تھا
نہیں تو ہم کیوں تنز کریں گے آپ مصروف انسان ہو چکو کتنا کام ہوتا ہے
اس ماہرہ کا کام بھی تو آپ ہی کرتے ہیں ناں

حوریہ نے منہ بنایا

ہا ہا ہا.... تو جیسلس ہو رہی ہو۔ دیکھ لو تمھاری انھی حرکتوں کی وجہ سے آج
تم اپنا اتنا بڑا پیٹ لے کر بیٹھی ہوئی ہو.. نہ مے م۔ اتنی پیاری باتیں کرتی نہ
مجھے تم۔ اتنی پیاری لگتی اور نہ میں یہ سب کرتا

سلطان اسے باتوں میں الجھا رہا تھا

ہم۔ اگر کوئی بات نہ بھی کرتے تب بھی آپ نے یہی سب کرنا تھا.. اور ہم
نے تو ہماری شادی والے دن کوئی بات نہیں کی تھی بلکہ ہم نے تو سارا رستہ
اپنا منہ بند رکھا تھا اور گھر آکر بھی کچھ نہیں بولے تھے

حوریہ بھی اب میدان میں اتر رہی تھی

ہاں تو میں کیا کروں اتنی کوشش کرتا ہوں خود پہ قابو پانے کی پر تمہیں دیکھ
کر سب بھول جاتا ہوں اور یقین کرو یہ تین مہینے سے میں کتنی مشکل سے
خود پہ قابو پار ہا ہوں

سلطان اسکے بال باندھتا ہنا سراسکی گود میں رکھ گیا
اسکی بات پہ حور یہ شرمانے لگی

بس یہ بچہ ہو جائے پھر ہم بہت گھومیں پھریں گے اور ہر رات
تمہارا

..... سلطان جی پلینز

اسکے لبوں پہ اپنا نازک ہاتھ رکھتی وہ شرم سے لال ہو گئی... سلطان اسے
دیکھتا خود پہ کنٹرول کھوتا اسکے لبوں پہ جھکا۔ چونکہ حور یہ بیٹھی ہوئی تھی تبھی
وہ بہت انکفر ٹیبل تھی سلطان اسے بیڈ پہ لیٹاتا اسکے لبوں کو چومنے لگا
حور یہ اپنے ہاتھ اسکے گردن کے گرد باندھ گئی۔ سلطان اسکے لبوں کو چومتا
کبھی اسکے گال کو۔ پھر جھکتا اسکے پیٹ پہ بوسہ دینے لگا

...مجھے ہمارے نبی کا بہت انتظار ہے

اچھا اتنا پیارا لگتا ہے کیا یہ آپ کی

حور یہ بھی آنکھیں کھولے اب اس سے سوال کر رہی تھی

ویسے سچ بتائوں تو پیارا بھی لگتا ہے پر اس کے آنے سے ایک تو میں تمہارے
قریب اجائوں گا اور دوسری بات یہ کہ تمہاری جان بھی کچھ ایزی ہو جائے
گی۔

سلطان اس کا سراپہ کدھے پہ رکھے باتیں کر رہا تھا۔ اسے دیکھ کر کوئی سوچ
بھی نہیں سکتا تھا کہ یہ آدمی کچھ گھنٹوں بعد بہت بڑا اور خطرناک کام
سرا انجام دینے والا ہے۔

اس میں بھی آپ کی اپنا مطلب نکالنا ہے۔ حور یہ نے ہنستے ہوئے اس کے کدھے
پہ ہاتھ مارا تو سلطان مسکراتا ہوا اس کے سر پہ بوسہ دیتا اسے سلائے لگا
کچھ دیر تک حور یہ سو گئی تو وہ اسے وہیں آرام کرنے کے لیے چھوڑتا خود
کمرے سے باہر نکل گیا۔

اب وہ واپس سے اسی خول میں اچکا تھا

اب سیدھا وہ ماہرہ کے گھر گیا تھا۔ جہاں وہ آج رات ہونے والی پارٹی کے کام دیکھ رہا تھا یا یوں کہا جائے کہ اس پارٹی کا ستیاناس نکالنے والا تھا۔ سلطان۔
ار باز صاحب کی سوچ سے بھی زیادہ تیز انسان تھا

وہ شروع سے ہی بہت تیز تھا۔۔ اسے شہر اسکے بابا نے پڑھنے کے لیے بھیجا تھا۔ اسکا آرمی میں جانے کا کوئی ارادہ نہیں تھا پر ایک دن اس نے اپنے دوست سے اپنے پروفیشن کے لحاظ سے بات کی تو اس بے اسے آرمی جوائن کرنے کا مشورہ دیا۔ اسکے دوست کے بابا الریڈی آرمی میں تھے۔ وہ تھے..... جنرل اعجاز بٹ

یہی وہ انسان تھے جنہوں نے ملک کے لیے ایسے ہیرو کو تراشا تھا۔ انہوں نے سلطان کو آرمی میں آنے کے لیے اکسایا اور پھر آرمی میں کچھ حد تک وہ ایجنسیوں سے منسلک ہو گیا

اسکی ساری ٹریننگ سیکریٹلی کی گئی تھی جسکے بارے میں صرف ضاویا اور
دانیال کو پتا تھا۔ اس نے بہت بڑے بڑے مشن کیے تھے پر جب اسکے
سامنے یہ مشن آیا جو اسکے گھر کے قریب بھی تھا اور اسکے کچھ جاننے والے
بھی اس میں شامل تھے اور خاص کر اس مشن میں اس کی شادی تک ہو سکتی
تھی تو سلطان نے اس مشن سے انکار کر دیا اسکا کہنا یہی تھا کہ وہ اس کے
.. بد لے دوسرا مشن کر لے گا

ایسا نہیں۔ تھا کہ اسے شادی کا شوق نہیں تھا بس وہ اس مقدس رشتے کو یوں
نہیں جوڑنا چاہتا تھا۔ یہ رشتہ تو ایک دوسرے کو سکون دکتا ہے ایک
دوسرے کو سمجھنے میں مدد دیتا ہے اور ماہرہ جیسی لڑکی سے تو وہ ویسے بھی
شادی کرنے کا سوچ نہیں سکتا تھا تبھی اس نے اپنے سر کے بہت بار فورس
کرنے اور ان کے چیلنج کرنے پہ لیا۔ اسے پتا تھا کہ عہد یہ با صرف اس سے کام
نکلوانے کے لیے جرر ہے ہیں پھر بھی سب کے بہت بار بولنے پہ اس نے یہ
مشن اپنے سر لے لیا۔

حوریہ اس سارے مشن کا بالکل بھی حصہ نہیں تھی گائوں میں اپنی گنڈہ گردی قائم کرنے کے لیے اس نے وہ سب کیا تھا۔ اس دن وہ زوبیہ سے بھی کوئی شادی نہیں کرنے والا تھا وہ بس سب کو خوف زدہ کرنا چاہتا تھا۔ اسے تو پہلے ہی پتا چل چکا تھا کہ زوبیہ کا اسکے گھر والوں نے راتوں رات نکاح کروادیا اور اسے اس کے شوہر کے ساتھ رونا کر دیا۔ سلطان کو اس بات سے بالکل بھی فرق نہیں پڑا تھا یہ سب جاننے کے باوجود بھی وہ وہاں گیا تاکہ غصے میں وہ وہاں سب کو ڈرا سکے پر حوریہ کا وہاں انا اسکے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا۔

حوریہ کو دیکھتے ہی اسکے چاروں خانے چت ہو گئے تھے تبھی بغیر کسی انجام کا سوچے اس نے اسی وقت اس سے نکاح کر دیا۔ اور ویسے بھی وہ سوچتا تو میجر..... سلطان چودھری تھوڑی نہ ہوتا

حوریہ کے ساتھ اسکی شادی اسکے مشن کو فلاپ بھی کر سکتی تھی تبھی شادی شدہ زندگی میں بھی کچھ حد تک اسے میجر بننا پڑا کبھی مشن کی وجہ سے اسے

حوریہ کے ساتھ سخت رویہ اپنانا پڑا۔ اس دن حوریہ کو اغوا کرنا یہ سب انکے پلین کا حصہ تھا کیونکہ ماہرہ جیسی سر پھری لڑکی اسے کوئی نقصان بھی پہنچا سکتی تھی اور ویسے بھی یہ وقت انکے مشن کا آخری وقت تھا ایسے میں کچھ بھی ہو سکتا تھا تبھی اس نے سب جے سامنے اپنی منگنی والے دن ایک دیکھاوا کیا کہ حوریہ کڈنیپ ہو گئی ہے وہ دونوں آدمی اس کے تھے اور فضاء بھی اس مشن کا حصہ تھی۔

حوریہ کو اس نے اس بلڈنگ میں رکھا ہوا تھا جو کہ آرمی کی تھی اور یہاں تو کوئی چڑیا پر نہیں مار سکتی تھی۔ اس جگہ کی سیکیورٹی اتنی ٹائٹ تھی کہ کسی غیر کا وہاں انا ناممکن تھا۔ یہاں جدید سسٹم رکھا گیا تھا۔

جب حوریہ ہوش میں آئی تو وہ بہت ڈری ہوئی تھی پر وہاں سلطان کو دیکھ اسے بہت حیرت ہوئی تب سلطان نے اسے شروع سے کر آخر تک ہر بات سے آگاہ کر دیا۔

حوریہ کو یہ سن کر بہت خوشی ہوئی کہ اسکا شوہر ایک آرمی آفیسر ہے اسے تو
ویسے بھی فوجی بہت پسند تھے... پر اسے ماہرہ کے ساتھ سوچتے اسکی جان
جاتی تھی تبھی وہ آج اس پہ طنز کر گئی ہر سلطان جانتا تھا یہ بھی اسکی ایک
محبت ہی تھی

اب کیسے بھی کر کہ انھیں اس پلین کو مکمل کرنا تھا۔ انھیں ڈر گزباہر سے
بھی ملتی تھی اور کچھ اپنے ملک کے غدار بھی اس کام میں شامل تھے
انڈر ورلڈ کے بہت سارے لوگ بھی اس کام میں شامل تھے جو ملک کی
جرڑوں کو کھوکھلا کر رہے تھے

شام کے وقت مہمان انا شروع ہو چکے تھے
سلطان خود سب سے مل کر انکا ویلکم کر رہا تھا
چہرے پہ ایک اداسی بھی تھی جس سے ماہرہ کو لگے کہ وہ اب بھی حوریہ کی
وجہ سے پریشان ہے ورنہ اسکا ایک دم سے بہت خوش ہو جانا وہ نوٹ کر
سکتی تھی

سب مہمان کچھ عجیب طرح کے تھے۔ کوئی ایسا تھا جس نے جسم کو جگہ جگہ
اے چھدوا یا ہوا تھا تو کوئی عجیب طرح کے کپڑے پہن کے آیا تھا۔ کسی کا
جسم ٹیٹو سے بھرا ہوا تھا۔ ان میں سے ایک انسان تو ایسا تھا جس نے منہ پہ
کوئی عجیب طرح کی مشین پہنی ہوئی تھی۔ اور اسے ہاتھ میں ایک پٹا تھا جس
کے ساتھ اس نے ایک چیتا باندھ رکھا تھا

غرض یہ کہ ہر رنگ نسل ذات کے لوگ اس غلط کام میں شامل تھے
سلطان سب کو بیٹھاتا اب سب کے کھانے کا بندوبست کر رہا تھا
کافی دیر کاروبار کی باتیں کرنے کے بعد ار باز صاحب نے سلطان کو کھانا
.... لگانے کا کہا

سلطان سر ہلاتا کھانا لگانے کا اشارہ دے گیا
سب کھانا شروع کر گئے جب ایک آدمی نے اپنا کھانا اپنے آدمی کے سامنے
.. رکھا

اسکا آدمی کافی کھانا کھا گیا

سب لوگ انھی حیرت سے دیکھ رہے تھے

کیا ہے ناں کہ آجکل بھروسے کا اتنا دور نہیں ہے تبھی میں پہلے اپنے آدمی کو کھانا کھلاتا ہوں کہ اگر اس میں کوئی زہر وغیرہ شامل ہو تو یہ مر جائے اور مجھے علم ہو جائے

.... وہ آدمی انتہائی سفاکی سے بولا

سر بھروسہ رکھیں سب میں نے اپنے انڈر بنایا ہے اس میں ایسا کچھ نہیں ہے جس سے آپ میں سے کسی کی جان کو خطرہ ہو سلطان کی بات پہ وہ آدمی کھانا کھانے لگا کیونکہ اسکا آدمی بالکل ٹھیک ٹھاک تھا

ایک اور آدمی نے اپنے کھانے کو ایک چھوٹی سی ڈبی نما مشین میں ڈالا اب سب رک کر اسکا تمشاد دیکھنے لگے

.... یہ ڈیٹیکٹ کر لیتی ہے کسی بھی طرح کے پوائزن کو

... وہ آدمی عجیب سے طریقے سے بولتا خود ہی ہنسنے لگا

وہ مشین کچھ دیر اس کھانے کو چیک کعتی رہی پھر گرین سگنل دے کر اس
.... نے کھانا باہر نکال دیا جو اس بات کا اشارہ تھا کہ کھا کو نہیں ہے زہر
وہ آدمی بھی ہنستے ہوئے کھانا کھانے لگا

سلطان کو وہ سب کے سب بہت عجیب سے لگے پر خیر اسے کیا
سب کھانا کھانے کے بعد ایک بڑے سے کمرے میں آئے جہاں ایک سٹیج
بنایا گیا تھا۔ اس سٹیج پہ ار باز صاحب کھڑے انھیں فیوچر کے پلین بتا رہے
تھے جس سے وہ لوگ بہت سارے پیسہ کما سکتے تھے۔ پر خیر وہ جتنا بھی کماتے
.. ان کا پیٹ کبھی بھی نہیں بھرنا تھا

ایسے لوگوں کا پیٹ گہرے کنویں کی طرح ہوتا تھا جو کبھی نہیں بھرتا
ار باز صاحب تو نجانے کیا کیا پلین کر رہے تھے جبکہ سلطان کو ان کا فیوچر جیل
.... میں چکی پیستے ہوئے نظر آ رہا تھا

کچھ دیر بعد اچانک ایک آدمی اپنی جگہ سے گرا تو سب اسے دیکھنے لگے
اس سے پہلے کہ کوئی کچھ سمجھتا دوسرا آدمی بھی گرا

ان آدمیوں کو اپنی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھاتا ہوا نظر آ رہا تھا
اور دیکھتے ہی دیکھتے کافی لوگ بے ہوش ہو گئے۔ ان میں ماہرہ اور ار باز
صاحب بھی شامل تھے

ان لوگوں کو اندازہ ہو گیا تھا کہ انھیں بے وقوف بنایا گیا ہے تبھی جو مضبوط
اعصاب کے تھے وہ بھاگنے کی کوشش کرنے لگے پر بیہوشی ان پہ بھی چھا
رہی تھی اور سلطان اور کچھ آدمیوں نے انھیں بھاگنے سے روک لیا۔ وہ
زیادہ لڑ بھی نہیں سکے کیونکہ انکا دماغ ہوش میں نہیں تھا
اس آدمی کا چیتا سلطان پہ حملہ کر گیا کیونکہ اسے بھی سہی سے ٹرین کیا گیا
تھا۔

سب کو لگا کہ سلطان اسکا مقابلہ کر کے گاجب سلطان نے بندوق اٹھائی اور
آٹھ اے دس فائر اس چیتے پہ کر دیے۔ تم پہ میں کیوں ابنا وقت برباد کرتا
اللہ نے ہمیں اشرف المخلوقات اسی لیے بنایا ہے کہ ہم میں عقل کران میں

ایک چیتے سے لڑتا ہھرتا ایک گن ہونے کے باوجود تو عقل مند تھوڑی نہ
.. ٹھہرا

سلطان نے سامنے پڑے چیتے کو دیکھتے ہوئے کہا جو درد سے کرا رہا تھا اور منہ
سے عجیب عجیب طرح کی آوازیں نکال رہا تھا

وہاں موجود اسکے آدمی مسکرائے۔ وہ واقعی ایک بہترین فوجی تھا جس نے
بغیر گولیوں اور بمباری کے ایسے ہی اتنے سارے لوگوں کو سکون

.... پہنچایا

سلطان جانتا تھا کہ جتنے خطرناک وہ لوگ ہیں اگر ان بے کھانے میں زرہ سا
بھی کچھ شامل کیا گیا تو انھیں خبر ہو جائے گی تبھی اس نے وہاں موجود
ڈرنکس میں بے ہوشی کی دوائی ملا دی تھی۔ اگر اسے ان میں سے کسی بھی
مشین میں چیک بھی کیا جاتا تو وہ اس دوائی کو ڈیٹیکٹ نہیں کر سکتی تھی
کیونکہ وہ صرف زہر کو ڈیٹیکٹ کرتی تھی۔ اعر یہ دوائی بھی ایسی تھی جو تو ریا
ہند رہت منٹ بعد اثر کرتی تھی

جب وہ لوگ ہوش میں آئے تو سب الگ الگ کمروں میں بند تھے

یہ زیر زمین بہت گہرائی میں بنائی گئی ایک جیل تھی جس میں غداروں اور بہت بڑے بڑے مجرموں کو رکھا جاتا تھا.. اس تک پہنچنا ناممکن ہی تھا۔

یہاں آرمی کے بہت ہی خاص لوگ آتے تھے

اس وقت وہاں ایک کمرے میں ایک انکا اپنا فوجی بھی موجود تھا جو کہ غدار تھا۔ وہ ارباز صاحب کے لیے کام کرتا تھا تبھی اس پہ شک ہونے پہ اسے

ایسے ہی ایک فیک مشن پہ لگایا گیا جو کہ ارباز صاحب کے خلاف ہی تھا۔ یہ مشن کافی حد تک سلطان والے مشن سے ملتا تھا۔ تبھی جب اسے بتایا گیا کہ

بلیک پینتھر کریوکانیالیڈر سلطان شادی شرہ ہے اور ہمارا گلاٹارگٹ وہی

ہے تو اس بے وقوف نے بغیر کسی تحقیق کے یہ بات ماہرہ کو بتادی اور وہی

..سے اسکا برا وقت شروع ہوا

اس بات نے شک پہ مہر لگا دی اسے تو یہ تک ہتا نہیں تھا کہ سلطان ہی اس مشن کو لیڈ کر رہا ہے... اسے اسی جیل کے ایک کمرے میں رکھا گیا تھا

. جہاں وہ اس وقت بہت بری حالت میں پایا گیا تھا

. اس پہ کتے چھوڑے گئے تھے جو اس کا جسم نوچ چکے تھے

سارے آدمیوں کو بہت مضبوطی سے باندھ کر الگ الگ رکھا گیا تھا. اب وہ

یہاں سے نکل بھی جاتے تو شاید باہر کی دنیا کبھی بھی نہیں دیکھ پاتے کیونکہ

. یہ ایک بھول بھلیا تھی جس سے باہر نکلنا ناممکن ہے تھا

. ارمی ہی اس کے ہر حصے سے باخبر تھی

رات کے پہر اب ان سب لوگوں کی چیخیں گونج رہی تھی جن کو اب ٹارچر

. کیا جا رہا تھا

. ان اے انفرمیشن لیتے وہ انھیں مار رہے تھے

سلطان کو اندازہ تھا کہ کون سا انسان زیادہ ضروری ہے اور کون سا فالتو تبھی

. وہ فالتو لوگوں کو موت کی نیند سلا رہا تھا

تم لوگوں کو میں جڑوں سے اکھاڑ دوں گا جو میرے ملک کو کھوکھلا کر رہے
..ہو

..... سلطان ایک انسان کی گردن کاٹا اسکے کان میں سرگوشی کر گیا
کچھ لوگوں کو جہنم واصل کرنے کے بعد وہاں پاکستان زندہ باد کے نعرے
لگے اور وہ جیل بند ہو گئی.... ارمی وہاں سے نکل چکی تھی
وہ لوگ کچھ سمجھ نہیں سکے۔ اب چند ہی لوگ بچے تھے۔ جوان نہیں تو کل
.... منہ ضرور کھولنے والے تھے

اب ساری رات وہ ٹارچر ہی ہونے والے تھے کہ کیونکہ انکے کمروں میں
سے الگ الگ جانوروں کی آوازیں آرہی تھی
اور انھی میں سے ایک میں ارباز صاحب بھی موجود تھے
سلطان سب کام نبٹاتا انکے پاس ایسا جہاں پہلے سے ہی کچھ ارمی آفیسر موجود
تھے۔

ار باز صاحب کے ساتھ ماہرہ بھی موجود تھی جسے اب تک یقین نہیں ا رہا تھا کہ سلطان اسے دھوکا دے سکتا ہے جبکہ ار باز صاحب ماہرہ کو بر بھکا کہہ رہے تھے جو سلطان کو ان تک لے کر آئی تھی

تمھاری ہمت کیسے ہوئی تم دو ٹکے کو لڑ کے میرے ساتھ اتنا بڑا دھوکا کیا
میں تمھیں

چٹاخ..... ایک زوردار تھپڑاے ار باز صاحب کا منہ بند ہوا۔ یہ سلطان تھا جس نے انکے منہ پہ تھپڑ مارا تھا۔ ماہرہ اور وہ دونوں بے یقینی سے اسے دیکھ رہے تھے

بڈھے اب تیرا منہ نہ کھلے کیونکہ مجھے تو میں ویسے بھی زیادہ دیر زندہ نہیں رہنے دوں گا کیونکہ تیرا تو کوئی بھی راض نہیں جو ہمیں تجھ سے چاہیے اس لیے منہ بند رکھ

نہیں رکھوں گا تمھاری ہمت کیسے ہوئے مجھے ہاتھ لگانے کی جانتے نہیں ہو..... تم مجھے ابھی بہت اندر تک کا اد می ہوں میں تم ار می والوں کو بھی

اہسہ... ار باز صاحب کی چیخیں اس ویرانے میں بلند ہونے لگی کیونکہ
سلطان ایک ساتھ کوئی چار پانچ فائر ان پہ کر چکا تھا
سلطان اتنی بے رحمی سے اب کو مار رہا تھا کہ اسکے ساتھی بھی ایک پل کو منہ
موڑ لیتے

اتنی بے رحمی سے تو کوئی درندہ ہی مار سکتا تھا

ماہرہ بے یقینی سے اپنے بابا کا مردہ وجود دیکھ رہی تھی

یوچیٹر دھوکا دیا تم نے مجھے اور میرے بابا کو مار دیا میں نے تم سے کتنی محبت

_____ کی تھی اور تم نے

چپ.. بہت بکواس کی ہے تم نے بہت سنی ہے میں نے تمہاری بکواس اب

اپنا منہ بند کر دو ورنہ اگلا نمبر تیرا ہے اور کون سا ہیارا مجھے تم سے رتی برابر

بھی کوئی پیار نہیں سمجھی.. میں صرف حوریہ سے محبت کرتا ہوں وہ میرا پہلا

... اور آخری پیار ہے

اگر تم تھوڑی بھی رحم فل ہوتی لوگوں کی زندگیوں کے ساتھ نہ کھیلتی بلکہ
اپنے باپ کو بھی روکتی کہ وہ یہ اٹے کام چھوڑ دے پر تم نے بھی باپ کا
کاروبار اگے سنبھالنے کے لیے لڑکا ڈھونڈنا شروع کر دیا جو تمہارے
نخرے بھی اٹھائے اور تمہارے باپ کا ڈوبتا ہقا کاروبار بھی پر اسی بات میں
تم لوگ مار کھا گئے

سوری پر یہ دھعتی تم جیسے لوگوں کے لیے نہیں ہے... پاکستان تم لوگوں کا
.. نہیں ہے

سلطان اسے بوکتا کمرے سے باہر نکل گیا جبکہ وہ پیچھے نجانے کیا کیا بولے جا
رہی تھی جب جب کچھ لیڈی آرمی آفیسر اسکے کمرے میں گئی اور مار مار کر
اسکا کام بھی تمام کر دیا

ماہرہ اور اسکا باپ دونوں مر چکے تھے

ناجانے کیوں پر سلطان بہت بے رحمی سے سب کو مار رہا تھا۔ وہ تو ایک ویلن
لگ رہا تھا

...ایک درندہ

پر شاید ایسے لوگوں کے لیے ایک درندے کی ہی ضرورت پڑتی

ہے.....

سلطان سارا کام سمیٹتا گھر کے لیے نکل گیا

۔ وہ جیل بند ہو چکی تھی

صرف پانچ آدمی تھے جو زندہ تھے جنہوں نے انہی تک منہ نہیں کھولا تھا۔

پرانے کمرے میں موجود ان درندوں نے شاید کل تک انکا منہ کھکوا ہی لینا

تھا ہر یہ توطہ تھا کہ کل تک انہوں نے سب بتا دینا تھا اور اب وہ ایسی جگہ تھے

.... جہاں سے بھاگنا ممکن تھا

آج ملک کے بہت بڑے غداروں اور دھوکے بازوں کی ہار ہوئی تھی..... اور

..... انشاء اللہ وہ اگے بھی ایسے ہی ان جیسے لوگوں کو نیچا دکھانے والا تھا

اب وہ بس ریست کرنا چاہتا تھا اپنی حوریہ کے ساتھ... اس کے لمس سے وہ

... سکون حاصل کرنا چاہتا تھا

... وہ وہاں سے حوریہ کو پک کر تا گھر لے آیا

حوریہ اس سے کب سے اسکے مشن کے بارے میں پوچھ رہی تھی سلطان

اسے بیٹھ کر آرام سے سمجھانے کا ارادہ رکھتا تھا

سلطان اس وقت اسکی گود میں سر رکھے اسے ایک ایک بات بتا رہا تھا جبکہ

حوریہ اپنی رب کی شکر گزار تھی جس نے اسکے ساتھ کو اتنی بڑی جیت دی

.... تھی

سلطان آج صبح جاگا تو نیند میں ہی اس نے اپنے ہاتھ سے حوریہ کو ٹٹولا پر

حوریہ وہاں موجود نہیں تھی

اسے وہاں نہ دیکھ کر سلطان کا سارا موڈ خراب ہو گیا وہ اسے ہر روز بولتا تھا
کہ ناشتے کی فکر میں تم۔ صبح صبح بیڈ سے نہ اتر کر وبلکہ اسکا اور سلطان دونوں
کا ناشتا ملازمہ بنادے گی پر اس حال میں بھی اسے سکون نہ تھا تبھی وہ اسکا اور
اپنا ناشتا خود بناتی تھی

منہ بناتا وہ اٹھا اور فریش ہونے چلا گیا۔ شاور لینے کے بعد اس نے ایک دو
ضروری میسج کیے اور کمرے سے باہر نکل آیا

سامنے ہی حوریہ ناشتا لگا رہی تھی

گڈ مارنگ میری جان..... اسکے گالوں پہ بوسہ دیتا وہ کرسی کھینچتا بیٹھ گیا

گڈ مارنگ.... حوریہ نے مسکراتے ہوئے ناشتا لگایا

آج شام کو تیار رہنا تمہارے لیے ایک سرپرائز ہے.. سلطان نے

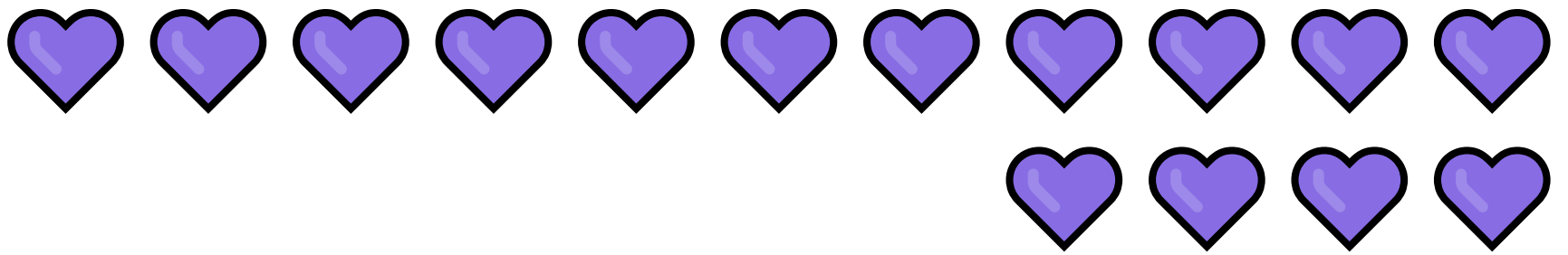
مسکراتے ہوئے کہا

کیا سرپرائز.... حوریہ نے اسکے بازو پہ اپنا ہاتھ رکھتے ہوئے پوچھا

بس سر پرائیز ہے تع سر پرائیز ہی رہنے دونوں پوچھ کر سارا مزہ خراب ہو
جائے گا۔

سلطان حوریہ کو ناشتا کروانا اس سے چھوٹی چھوٹی باتیں کر رہا تھا
حوریہ کو تو اب عادت سی ہو گئی تھی سلطان کے ہاتھ سے کھانے کی
اسے ناشتا کروانا وہ اسے آرام کرنے کا بولتا اسے اپنے سٹائل سے گڈ بائے
بولنے کے بعد وہ کہی چلا گیا۔

حوریہ اپنے کمرے میں گئی اور ٹی وی لگا کر بیٹھ گئی کیونکہ آج اسکا ایک اہم
سیریل آنے والا تھا جس کی دو تین ایپیسوڈز وہ سکپ کر چکی تھی
اب بیٹھی وہ آرام سے ٹی وی دیکھ رہی تھی



ہمکا موڈ آج بہت خراب تھا کیونکہ آج ناظمین بیگم ارہی تھی۔ صبح سے ہی
اسکا موڈ بہت آف تھا۔

شمس اپنی کوئی فائل پکڑے کمرے میں داخل ہوا تو سامنے ہی ہمارے نظر پڑی
جو اداس سی بیٹھی ہوئی تھی

کیا ہوا ہمارا کوئی بات ہوئی ہے کیا پریشان کیوں ہو؟؟؟
شمس اس کے پاس بیٹھتا اس کا ہاتھ تھام گیا

آج میری دشمن ارہی ہے ناں

استغفر اللہ.... ہمارا کبھی تو کچھ سوچ سمجھ کر بولا کرو وہ تمہاری ساس جیسی
ہیں۔

شمس اس کے گالوں پہ بوسہ دیتا اسے پیار سے سمجھانے لگا

وہ کوئی میری ساس نہیں ہیں.. یہ بات آپ کان کھول کر سن لیں اور باقی
آپ کو ان کے ساتھ زیادہ اچھا بننے کی بالکل بھی ضرورت نہیں ہے۔ اور
خبردار جو وہ ائمہ مجھے آپ کی دیکھتی ہوئی نظر آئی

ہمارا نگلی اٹھائے اسے وارن کر رہی تھی

شمس نے ایک نظر اسکی آنکھوں میں دیکھا اور پھر اسکی انگلی کو اپنی انگلی سے
پکڑا اور اسے اپنی طرف کھینچا

اب وہ مجھے دیکھتی ہے تو میں کیا کروں تم بس یہ دیکھا کرو کہ میں کسے دیکھتا
ہوں۔

شمس نے اسے بیڈ پہ لیٹایا اور خود اسکے لبوں پہ جھکا گیا
... شمس آئی لو یو... ہما اتنا بولتی اسکے لبوں کو اپنے لبوں میں قید کر گئی
.. آئی کو یو ٹو میری جان

شمس نے اسے کمر سے پکڑ کر اپنے قریب کیا
دونوں ایک دوسرے کے لبوں کو چومتے ایک دوسرے کو محسوس کر رہے
تھے۔

بہت میٹھے ہونٹ ہیں تمہارے کہی مجھے شو گر نہ ہو جائے

اسکے گیلے لبوں پہ اپنا انگوٹھا پھیرتا شمس بہکنے لگا

شمس میرے پیرید مس ہوئے ہیں

اچانک ہما سکی آنکھوں میں دیکھتی اپنی بات کر گئی

شمس گہری نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا

اسکا مطلب سمجھتی ہو؟؟؟

شمس نے اسکا سر تکیے پہ رکھا اور اسکی ٹانگوں کو اپنی ٹانگوں میں قید کر لیا

ہما کو کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا بولے

..ہا۔ہاں م۔میرا مطلب نہیں

ہما کی بات پہ شمس مسکرایا

اگر ایسا ہوا تو مجھ سے زیادہ خوش اس دنیا میں کوئی نہیں ہوگا

اہنی من پسند عورت سے اپنا بچہ پیدا کروانا یہ دنیا کے خوبصورت ترین

احساسوں میں سے ایک احساس ہے

اسکی بات ہما کا دل دھڑکا گئی۔ ہر ایک پل کو دل میں شک بھی پیدا ہوا کہ اگر

ایسا کچھ نہ ہوا تو شمس کتنا مایوس ہوگا

شمس اگر ایسا نہ ہوا.. میرا مطلب کے بعض دفعہ کسی اور ریزن کی وجہ سے
بھی تو پیریڈز مس ہو جاتے ہیں

ایسا کیوں سوچتی ہوا اچھا سوچو اچھا ہی ہوگا

شمس نے اپنے ایک بندے کو کال کی اور اسے ایک میڈیکل سٹور پہ بیج دیا
ہما اس کی ایک حرکت دیکھ رہی تھی

شمس چاہے کچھ بھی ہو جائے کبھی مجھ سے دور مت جائے گا

ہما اسکی گردن میں سر دیتی سونے لگی

کبھی نہیں تمھیں چھوڑ کر پھر اس دنیا میں بچے گا ہی کیا۔ اپنے دل کے ساتھ
.. تمھیں روح تک بسایا یہ ایسی سوچیں اپنے دماغ میں نہ لایا کرو

شمس نے اسکے بالوں کو کندھوں سے ہٹایا اور وہاں اپنا نشان بنانے لگا

اسکے سینے پہ وہ اپنے دانتوں سے کاٹا وہاں موجود نشانوں پہ اضافہ کرنے لگا

شمس اسکی قمیض اتارتا اسے بالائی لباس سے بھی آزاد کر چکا تھا

اسکے دینے اور پیٹ پہ وہ اپنے لبوں سے چومتا سے بے بس کرنے لگا۔ ہما
اسکے بالوں کو اپنے ہاتھ کی مٹھی میں تھا مے خود کو اس جے حوا کے کر رہی
تھی۔ شمس اسے بے لباس کرتا خود کو ہر طرح کے کپڑے سے آزاد کرتا اس
پہ اور خود پہ کمفرٹ لیتا خود کو اس میں شامل کر گیا۔ ہما کی چیخیں اور سسکیاں
اسے مزید جوش دلارہی تھی۔ اپنے عمل کو شروع کرتا وہ اسکے ہونٹوں کو
اپنے ہونٹوں میں لیے جیسے پاگل سا ہو رہا تھا۔ ابھی چند لمحے ہی گزرے تھے
کہ دروازے پہ زور زور سے دستک ہونے لگی۔ شمس رکا اور دروازے پہ
موجود شخص کی آواز کا انتظار کرنے لگا۔

ہما کا وجود اسے مضبوط وجود کے نیچے دبا ہوا تھا۔

دروازے پہ کوئی اور نہیں ناظمین بیگم تھی جو کچھ دیر پہلے آئی تھی اور شاید
انھیں شمس کی کچھ زیادہ ہی یاد آگئی تھی تبھی وہ سیدھا اسکے کمرے میں گھسنے
کی کوشش کر رہی تھی۔

ارے شمس بیٹا کدھر ہو باہر اُتو مجھے تم سے ملنا ہے... ناظمین بیگم کی آواز
پہ ہما کا حلق تک کڑوا ہو گیا.. شمس نے ایک نظر ہما کو دیکھا جو اسکے سینے پہ
ہاتھ رکھے اسے ہی دیکھ رہی تھی. شمس نے ایک گہرا سانس بھرا اور اٹھنے لگا
جب ہما زور سے اسکا بازو کھینچتی اسے دوبارہ اپنے اوپر گرانے لگی
ہما پھوپھو کیا سوچیں گی کہ کب سے آواز دے رہی ہوں اندر موجود ہو کر
جواب نہیں دے رہا

شمس اسکے کان پہ پاس سرگوشی کرنے لگا. یہ اسے ہی ہتا تھا کہ کتنا برے
دل سے وہ اٹھ رہا تھا ورنہ ابھی اسکا کہی جانے کا من نہیں تھا
... پہلے اپنا کام مکمل کریں

ہما بھی اسکا کان کے پاس بولتی اسکا سینہ اپنے سینے سے جوڑ گئی
شمس کے وجود میں مزید آگ بھڑک گئی

_____ پر ہما

اسے باقی کے الفاظ ہما اپنے منہ میں چن گئی

یہی شمس کی بس ہو گئی وہ اسکی تھائیز سے اسے پکڑتا دوبارہ خود میں شامل کر گیا۔

ہما اسکا پورا پورا ساتھ دے رہی تھی

دونوں ایک دوسرے میں مگن ایک دوسرے کو سکون پہنچا رہے تھے جب کہ ناظمین بیگم کافی دیر آوازیں دیتی رہی ہر جب جواب نہ ملا تو وہ واپس نیچے چلی گئی۔

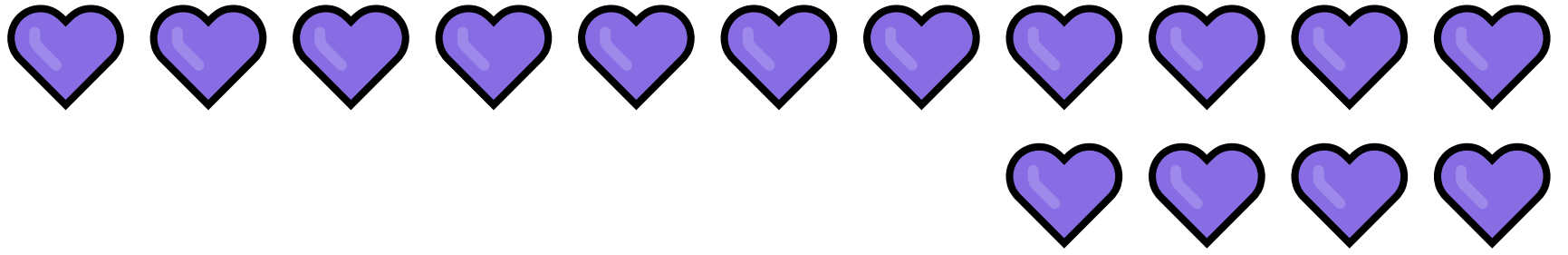
شمس خود کو قطرہ قطرہ۔ اس میں شامل کرنے کے بعد اسکا سراپنے سینے پہ رکھے لیٹ گیا۔

بہت شرارتیں کر رہی ہو اب تم

شمس نے ہنستے ہوئے کہا

اب انکی انٹری ہی غلط وقت پہ ہوئی ہے تو میں کیا کروں۔۔ ہما نے ہنستے ہوئے کہا تو شمس نے اسے دیکھ نفی میں سر ہلایا

شمس نے اسکے ماتھے پہ پسینے کی وجہ سے چپکے بالوں کو پیچھے کیا اور اسکے ماتھے
پہ بوسہ دیتا اس سے باتیں کرنے لگا



ضاویر اور ایمیل چونکہ سلطان کی منگنی کی وجہ سے وہاں آئے تھے تو وہ اب
کچھ دن وہی رکنے والے تھے

..ایمیل اور کائنات کب سے اکٹھی بیٹھی باتیں کر رہی تھی

دانیال آج گھر پہ ہی تھا پھر بھی اسے کائنات کا وقت نہیں مل رہا تھا... وہ
بہت چڑچڑاسہ ہو رہا تھا اور کائنات تھی جو اسے وقت نہیں دے رہی
تھی.. ایسی ہی کچھ حالت ضاویر کی تھی تبھی وہ اپنے کسی دوست کے پاس
چلا گیا تھا

دانیال ٹی وی لان میں بیٹھالپ ٹاپ پہ کچھ کام کر رہا تھا جب اسے سلطان
کی کال آئی اس سے کچھ ضروری باتیں کرنے کے بعد وہ اپنا فون بند کرتا

اپنے کمرے میں چلا آیا بھی کمرے میں آئے اسے کچھ ہی دیر گزری تھی
جب اس کے پاس کائنات آئی

دانیال میرا فون کہی گم ہو گیا ہے کیا پلیز آپ اس ہہ بیل کر سکتے ہیں تاکہ
مجھے مل جائے

کائنات دراز میں ڈھونڈتی ساتھ ساتھ اسے بھی بول رہی تھی
نہیں... دانیال کی آواز پہ وہ حیرانی سے مڑی بھلا ایک کال سے اسکا کیا جاتا
تھا

بے شک اب ان کے درمیان لڑائی جھگڑا نہیں ہوتا تھا ہر پھر بھی بالکل
نارمل تعلقات اسکے دانیال کے ساتھ اب بھی نہیں تھے
دانیال ایک کال کرنے سے آپ غریب نہیں ہو جائیں گے
کائنات طنز کرنے لگی

ہو جائوں گا غریب اور یہاں کیا کر رہی ہو جائو ایمیل کو بولو وہ کال کرے گی
تو مل جائے گا مجھے کیوں بول رہی ہو

دانیال بھی اپنے نام کا ایک تھا

فون اسی کمرے میں ہے اور آپ کو اس لیے بولا کہ آپ یہاں قریب ہی بیٹھے تھے

کائنات کے جواب پہ وہ تلملا اٹھا

جلدی سے اٹھتا وہ کائنات کا ہاتھ پکڑے اسے ایک جھٹکے سے خود پہ گرا گیا
جب قریب بیٹھا ہوں تو قریب آتی کیوں نہیں ہو.. اتنا بوکتا دانیال اسکے
لبوں کو اپنے لبوں میں لے گیا

دانیال کائنات کو کمر سے تھاما اپنی گود میں بٹھا گیا

کائنات نے اسکے سینے پہ ہاتھ رکھے اسے روکنا چاہا

دانیال نے اسکے ہونٹوں کو اب بھی لاک کیا ہوا تھا۔ اسکا دوپٹہ وہ اسکے گلے

سے نکالتا بیڈ پہ پھینک گیا۔ اسکی دونوں ٹانگوں کو اپنے گرد پھیلاتا وہ اسکے

کندھے پہ جھک گیا

اپنے ہاتھوں کو وہ کائنات کی قمیض کے اندر گھساتا پیچھے سے اسکی انر کی ہک
کھول گیا۔

_____ دانیال نہیں پلیز ایمیل

دانیال کندھوں سے منہ ہٹاتا دوبارہ اسے خاموش کروا گیا
میرا موڈ ہو رہا ہے.... اسکے کان کے پاس سرگوشی کرتا وہ کان بہ اپنی زبان
گھمانے لگا۔

کائنات کا سارا جسم ہانپ گیا۔

دانیال اسکی قمیض کے بٹن کھولتا اسے اتار گیا۔ کائنات جانتی تھی کہ وہ اب
رکنے والا نہیں تھا.. اسکے سینے پہ جھکے وہ سینے کو اپنی زبان سے چاٹنے لگا
اسکا ٹراؤز روہ اسکی تھائیز سے نیچے کھینچنے لگا تو ایک پل کو کائنات کانپ سی
گئی۔

.... دانی پلیز میری

شششش اتنا گے انے کے بعد پیچھے ہٹنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اب چپ
کر کے محسوس کرو... دانیال اسکے ہونٹوں پہ انگلی رکھے اسکے ہاتھوں کو
. پکڑتا اپنی شرٹ کے بٹن پہ رکھنے لگا

کائنات اسکا اشارہ سمجھے اسکی شرٹ کے بٹن کھولنے لگی... اسکی شرٹ
اتارتی وہ ہاتھ اس کے بالوں میں گھمانے لگی جب دانیال نے اسکے ہاتھوں کو
. دوبارہ تھاما اور اپنے ٹرائوزر کو کھولنے کا اشارہ دیا

. کائنات نے نفی میں سر ہلایا ہر دانیال بھی اپنے نام کا ایک تھا
. وہ زبردستی اپنا ٹرائوزر اسی سے کھلوا چکا تھا

.. اسے کمر سے تھامتا اوپر اٹھائے اپنا ٹرائوزر کھسکا چکا تھا

.. دانی پلینز میں ایسے کمفرٹر بل نہیں ہوں

کائنات اسکا ارادہ سمجھے جلدی سے بولی پر دانیال اسے اپنی گود میں بٹھا چکا
... تھا

.... کائنات اسے کندھوں سے تھامتی بری طرح ہانپنے لگی

دانیال اسے زور سے سینے سے لگاتا محسوس کرنے لگا... کچھ دیر تک وہ اہنا
عمل شروع کر چکا تھا پر کائنات کی طبیعت کو مد نظر رکھتے ہوئے اس نے
جلد ہی اسے بیڈ پہ لیٹا اور اسکے قریب سے قریب تر ہونے لگا

کائنات کے کان میں وہ بولتا وہ اسے لال گلال کر رہا تھا

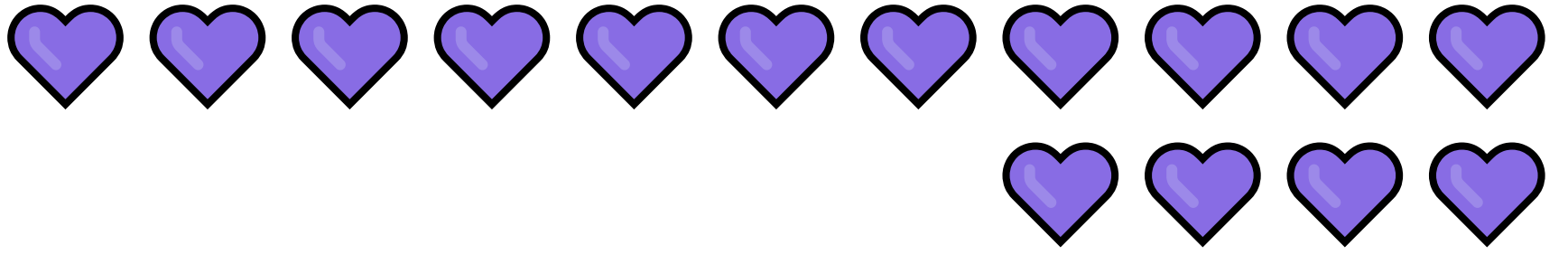
اپنے کام سے فارغ ہونے کے بعد وہ اسے کھینچتا اپنے سینے سے لگا گیا
اسے اپنے قریب کیے وہ اسکے پیٹ پہ ہاتھ رکھے اپنے بچے کو محسوس کر رہا
تھا۔

کائنات بھی تھک چکی تھی تبھی وہ بھی سو گئی.. دانیال اسے سوتا دیکھ بد مزہ
ہوا۔

اسکا دوبارہ اسے اسکے قریب آنے کا ارادہ تھا پر اسکے سونے کے خیال سے وہ
پیچھے ہٹ گیا۔

اس کے ہونٹوں سے وہ اب بھی چھیڑ چھاڑ کر رہا تھا۔ کبھی اسکی گردن پہ
.. موجود لو بائیٹس پہ وہ اپنا انگوٹھا گھماتا

.... پر اسے نیند میں گھسما تا دیکھ وہ بھی سونے کے لیے لیٹ گیا



یہ ایک پریس کا نفرنس تھی جس میں بہت سارے فوجی موجود تھے۔ یہاں
میڈیا بھی موجود تھی جب جنرل اعجاز نے بولنا شروع کیا

یہ مشن ہمارے لیے بہت اہم تھا کیونکہ اس مشن کے تھرو ہم ان لوگوں
تک پہنچے جو کہ اس ملک سے باہر رہ کر بھی ہمارے ملک کو کھوکھلا کر رہے
تھے..

اللہ کا شکر ہے کہ اس کیس میں ہمارا کوئی فوجی جوان شہید نہیں ہوا بلکہ اس
کیس کو ہمارے ایک بہت ہی ہونہار فوجی نے ڈیل کیا وہ کوئی اور نہیں بلکہ
اس ملک کے جانے مانے بزنس مین دائود چودھری کے بیٹے سلطان
چودھری ہیں جو کہ انڈیا کو رہ کر یہ کیس دیکھ رہے تھے۔ انھوں نے اتنے

بہترین طریقے سے اس کیس کو ڈیل کیا کہ ایک پل کو میں خود حیران رہ گیا.....

مجھے تو شروع سے یونین تھا کہ یہ کیس سلطان بہت اچھے سے ڈیل کریں گے اور اس نے ایسا ہی کیا بلکہ میری امید سے کئی بڑھ کر اچھا کیا ساتھ بیٹھے سلطان کی پیٹھ کو تھپتھماتے ہوئے انھوں نے سلطان کو مبارک باد دی جو کہ اب ایک جنٹل میں کے حلیے میں تھا

بالوں کو اب اس نے فوجی طرز سے کٹوایا تھا.. ارمی کی وردی پہنے وہ مسکراتا... ہوا بہت ہی پیارا لگ رہا تھا

میڈیا والے اس سے اور باقی فوجیوں سے اور بھی بہت سے سوال کر رہے تھے جب کہ سلطان اور باقی سب بہت اچھے سے جواب دے رہے تھے... سلطان کا آرمی میں ہونا بھی باہر اچکا تھا اور یہ سب انھوں نے خود کیا تھا.

میڈیا کے سامنے یہ بات لائی گئی تھی کہ ارباز صاحب اور ماہرہ دونوں اس ملک کے غدار تھے جنہیں ان کے اصل مقام تک پہنچایا جا چکا ہے۔
میڈیا نے ان کے بارے میں بہت سارے سوال کیے پر وہ بہت مہارت سے... ساری بات کو کور کر چکے تھے

ارباز صاحب کی ساری پراپیٹی گورنمنٹ کے انڈر چلی گئی تھی۔ انکا کاروبار سیل کر دیا گیا تھا۔ اور ان کے ساتھ مکے لوگوں کی پراپیٹیاں بھی گورنمنٹ کے انڈر جا چکی تھی

سلطان سے جب ماہرہ کو لے کر سوال کیے گئے تو اس نے سب کو سچ بتا دیا کہ میں پہلے سے ہی شادی شدہ آدمی ہوں اور ماہرہ سے منگنی اس مشن کا حصہ تھی باقی اسکی پرائیویٹ لائف کوڈ سکس نہ کیا جائے تو بہتر ہوگا

اور بھی بہت سارے سوالوں کے بعد وہ پریس کانفرنس ختم ہوئی تھی اب ٹی وی چینلز اور بہت سارے سوشل میڈیا پہ یہی خبریں تیزی سے... گردش کر رہی تھی

سلطان اپنی کانفرنس مکمل کرنے کے بعد کچھ ضروری کام مکمل کرنے گیا تھا۔

حویلی والوں نے جب پی نیوز دیکھی تو سب کے سب حیران رہ گئے۔۔ دانیال اور ضاویا خود بہت حیران تھے۔ وہ اس کے آرمی آفیسر ہونے کے بارے میں تو جانتے تھے پر اسکی شادی والی بات سے تو وہ بالکل سرے سے ناواقف تھے۔

دائود صاحب نے بے یقینی سے اب کو دیکھا جس بیٹے کو وہ نالائق سمجھتے تھے جس کی انھیں ہمیشہ فکر ہی رہتی تھی وہ بچہ تو بہت قابل نکلا۔
فخر سے انکا سر بلند ہوا۔ زلیخا بیگم کے گلے لگتے وہ بہت خوش تھے۔ ایمیل کائنات بھی بہت خوش ہوئی تھی

دیکھیں بابا وہ کتنا قابل تھا اسی وجہ سے تو میں اور بھائی ہمیشہ پکو سمجھاتے
رہتے تھے کہ اسے خود میں مصروف رہنے دیں

ضاو یار انکے گلے ملا

تم اور دانیال اس بات سے باخبر تھے

دائود صاحب نے حیرانی اے ضاو یار کو دیکھا

جی بابا وہ سلطان نے ہمیں سب کچھ بتایا ہوا تھا... پر اس نے ہم سے وعدہ لیا

تھا کہ ہم آپکے نہ بتائیں

ضاو یار کی بات پہ دائود صاحب خاموش ہو گئے

دیکھا میں ہمیشہ پکو کہتی تھی کہ آپ بلا وجہ ہی میرے بیٹے کے پیچھے پڑے

ہوئے ہیں وہ ایک دن بہت قابل بنے گا.. پر مجھے یہ سمجھ نہیں آئی کہ اس

نے ماہرہ والی بات پہ ایسا کیوں بولا کہ وہ شادی شدہ ہے

زینخا بیگم کو اسکی باتوں میں. شاید ایک یہ بات اچھے سے ہٹا چلی تھی

آخر بیٹا کس کا ہے دیکھو کتنا بڑا مشن مکمل کیا ہے

دائود صاحب نے انکی ادنی بات پہ کہا تعزینا بیگم مسکرائی
آپ تو مجھے کہتے رہتے تھے کہ دیکھو کتنا نکما بیٹا ہے تمہارا اور آج جب
کریڈٹ لینے کی باری آئی تو وہ پکا بیٹا ہو گیا
زینخا بیگم کی بات پہ وہاں سب ہنسنے لگے

ارے ماما چھوڑیں بھی کیوں بابا کاریکار ڈلگا رہی ہیں

دانیال نے ہنستے ہوئے زینخا بیگم کے گرد اپنے بازو کا گھیرا بنایا

سب بہت خوش تھے اور سلطان کا بے صبری سے انتظار کر رہے تھے۔ دائود

صاحب نے آج سپیشلی سارا کھانا اسکی پسند کا بنوایا تھا۔ پرا بھی تو انکے لیے

.... ایک سرپرائز اور تھا

سلطان گھر آیا تو حوریہ اپنا سامان پیک کر چکی تھی۔ اسے سامان پیک کرنے کا

سلطان نے ہی کہا تھا

اسکا مشن بھی مکمل ہو چکا تھا اور اسکی پریس کانفرنس حوریہ سن چکی تھی۔
اس سے محبت مزید بڑھ چکی تھی جب اس نے سب کے سامنے یہ بولا تھا کہ
..میں شادی شدہ ہوں

اسکا دل تھوڑا گھبرا بھی تھا تھا کیونکہ وہ اسے شاید اپنے گھر والوں سے ملانے
لے کر جا رہا تھا۔ حوریہ کو کنفرم تو نہیں تھا پر پھر بھی اسے لگ رہا تھا کہ
شاید ایسا ہی ہو۔ اپنی پیکنگ مکمل کرتی وہ ابھی تھک کر بیڈ پہ بیٹھی ہی تھی
جب سلطان اندر کمرے میں آیا۔ وہ تھکی ہوئی تھی۔ اب زرہ سا کام اسے تھکا
دیتا تھا۔

سلطان اس کے پاس آتا اس کے ماتھے پہ اپنے ہونٹ رکھتا اسکی سانسیں روک گیا۔
..پر اس کے خیال سے جلد ہی پیچھے ہوا

آپ نے کہاں تھا تیار رہنا اور سامان بھی پیک کر لینا ہم کہاں جا رہے ہیں

حوریہ نے اسکے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔ اب اسکے بال بالکل الگ دکھ رہے تھے۔ لمبے بالوں کو اس نے اب کٹوا دیا تھا فوجی کٹ میں وہ بہت ہی پیارا لگ رہا تھا۔ ہاتھ اب دھاگوں وغیرہ سے بالکل آزاد تھے۔
ہممم جارہے ہیں ہمارے اصلی گھر

اسکے ہاتھوں پہ بوسہ دیتا وہ اسے اصل بات بتا گیا.. وہ جانتا تھا کہ یہ سن کر وہ بہت خوش ہوگی اور ایسا ہی ہوا

سلطان جی ہمیں بہت ڈر لگ رہا ہے اگر آپکے گھر والوں کو ہم پسند نہیں آئے تو پھر کیا ہو گا۔ وہ ماہرہ انھیں پسند تھی کیونکہ وہ ایک اونچے خاندان سے تعلق رکھتی تھی پر ہم تو غریب

شششششش میری جان تم اتنی پیاری ہو سب کو بہت پسند آو گی اور جہاں تک
بات رہی امیری غریبی کی تو یہ فضول سوچیں دماغ سے نکال دو تم سلطان
. چودھری کی بیوی ہو بس یہ بات اپنے دماغ میں رکھو

اسکے ہاتھ کی انگلیوں میں اپنے ہاتھ کو الجھتا وہ اسکے ہونٹوں پہ جھکا اپنی پیاس
بجھانے لگا۔

حوریہ کی طبیعت کو مد نظر رکھتے ہوئے اس نے اپنا لمس نرم رکھا تھا
حوریہ نے خوش ہوتی اسکا ساتھ دے رہی تھی۔ کچھ دیر تک وہ دونوں تیار
ہوئے تو سلطان اسکا سامنا گاڑی میں رکھتا اسے اپنے ساتھ لیے حویلی کے
.. لیے نکل گیا

حوریہ سارے راستے میں بہت کنفیوز سی تھی۔ سلطان اسے بار بار سمجھا رہا
تھا پر یہ زیادہ ڈرامے دیکھنے کا اثر تھا جو بار بار اسکے دماغ میں بی سوچ رہی تھی
کہ سلطان کے گھر والے اسے دیکھتے ہی بھڑک اٹھیں گے کہ تم ہمارے
سٹیٹس کی نہیں ہو پم تمہیں اپنی بہو نہیں مانتے

سلطان اسے ہر بار ابھاتا پر ہر بار وہ دوبارہ سے فکر مند ہو جاتی

سلطان کی گاڑی حویلی کے باہر اکر رکی تو اتنی بڑی حویلی دیکھ حور یہ مزید
ڈرنے لگی۔ سلطان جی ہمیں بہت ڈر لگ رہا ہے آپ پلیز ہمارا ساتھ کبھی
مت چھوڑے گا۔ سلطان کا ہاتھ تھا متی وہ کانپنے لگی

حور یہ کچھ نہیں ہوتا بولانا اپنے دماغ سے ہر منفی سوچ نکال دو پر نہیں
تمہیں تو سمجھ ہی نہیں آتی

سلطان کے غصہ کرنے پہ وہ خاموش ہو گئی

سلطان اسکا ہاتھ تھا متا اندر کی طرف جانے لگا۔ حور یہ نے اس وقت وائٹ
اور پنک شلوار قمیض پہنی ہوئی تھی۔ اسکے ساتھ کافی بڑھی چادر تھی جس
سے اس نے اپنا سر اور پیٹ کور کر رکھا تھا

حور یہ کا ہاتھ تھا مے وہ جب اندر داخل تو تو سامنے ہی اب بیٹھے ہوئے تھے
سلطان کے سلام کرنے پہ سب اسکی طرف متوجہ ہوئے تھے

سلطان حور یہ کا ہاتھ تھا متاں در داخل ہوا۔ سب کی نظر اس لڑکی پہ تھی جو
سلطان کے کندھوں سے تھوڑا نیچے اتی تھی پر اسکا بھرا بھرا وجود سب کی
نظر میں اگیا تھا

سلطان یہ لڑکی کون ہے؟؟؟

دائود صاحب کے سوال پہ وہاں خاموشی چھا گئی

سلطان اپنے ہاتھ میں موجود حور یہ کا کانپتا ہاتھ محسوس کر سکتا تھا

بابا یہ میری بیوی اور آپکی بہو ہے حور یہ سلطان چودھری

سلطان نے مضبوط لہجے سے کہا تو ایک پل کو ہال میں موجود سب لوگوں پہ
سکتا چھا گیا

یہ کیا کہہ رہے ہو تم نے شادی کب کی اور ہم سب کو بتانا بھی ے م نے
ضروری نہیں سمجھا

دائود صاحب کو تو یقین ہی نہیں ہو رہا تھا انھیں اسکی پریس کا نفرنس کے
دوران بولی جانے والی بات ایک مزاق لگی تھی پر اب انھیں پتا لگ گیا تھا کہ
وہ جھوٹ نہیں بول رہا تھا

بابا میں نے آج سے تقریباً دس دس ماہ پہلے شادی کی تھی اور حوریہ کے
ساتھ میری پسند کی شادی تھی اور آپ اب کو اس لیے نہیں بتایا کیونکہ یہ
شادی پرائیویٹ رکھنی تھی کیونکہ اگر کسی کو پتا چل جاتا تو میرا مشن متاثر ہو
سکتا تھا

حوریہ یہ میرے بابا ہیں انھیں سلام کرو ناں.... سلطان نے اچانک حوریہ
سے کہا تو حوریہ نے جھجھکتے ہوئے دائود صاحب کو سلام کیا

....دائود صاحب نے اس کے سر پہ ہاتھ رکھا

ان کا یہ عمل حوریہ کا دل دھڑکا گیا.. ایک لمحے میں ہی اس کا دل ہر دسو سے
پاک ہو گیا تھا. سلطان گہرا مسکرایا

اور آگے بڑھ کر دائود صاحب کے گلے ملا

...مجھے فخر ہے تم پہ

. دائود صاحب کی بات پہ سلطان ہنسا

دیکھ لیں ہمیشہ بولتے رہتے تھے کہ کسی کام کے نہیں ہو اور اب دیکھ لیں
معرکہ سرانجام دے کر آیا ہو اور صرف پرو فیشنل کاموں میں نہیں گھر کا
کام بھی ساتھ کیا ہے اور اب دیکھ لیں آپ سب سے پہلے میری طرف سے
. دادا بنیسن گے

. سلطان ہنستا ہوا بلا جھجک بات کر گیا

اسکی بات پہ دائود صاحب ہنسے. بے شک وہ اسے ہمیشہ ایسا بولتے تھے پر

. اسکی لا پرواہی طبیعت کو دیکھ کر اسے ٹوکتے تھے

مان گیا تمہیں ان سب سے آگے نکل گئے تم.... سلطان مسکراتا ہوا دانیال

کے گلے ملا اس سے ملنے کے بعد ضاویار سے ملا.. زلیخا بیگم سے گلے ملنے کے

. بعد اس نے ایمیل اور کائنات کے سر پہ ہاتھ رکھا

تم دونوں بور ہوتی تھی اسی لیے تم دونوں کی تیاری پارٹنر کو بھی لے کر آیا
ہوں۔

حوریہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے سلطان نے ایمل اور کائنات سے کہا
مجھے نہیں لگتا تھا کہ تجھے کوئی اپنی بیٹی دے گا پر ماشاء اللہ تمہاری تو قسمت ہی
.. کھل گئی

ضاد یار نے ہنستے ہوئے کہا
زلیخا بیگم گہری نظروں سے حوریہ کو دیکھ رہی تھی... اسکا بھرا بھرا وجود اور
اس کے چہرے پہ آیا ایک گلو اسے بہت خوبصورت بنا رہا تھا۔ سلطان کو
واقعی بیوی تو بہت خوبصورت ملی تھی

ایمل اور کائنات دونوں اسکے گلے ملے اس سے باتیں کر رہی تھی
روحانے ایک نظر اسے دیکھا اور منہ بناتی اپنے کمرے میں چلی گئی۔ اسے
ویسے بھی دانیال کے علاوہ باقی کسی سے کوئی سروکار نہیں تھا

حوریہ کی نظر زلیخا بیگم پہ پڑی جو اسے ہی دیکھ رہی تھی۔ حوریہ انکے پاس آئی اور انھیں سلام کیا۔

زلیخا بیگم نے خوشدلی سے اس کے سلام کا جواب دیا۔ حوریہ کو دیکھ انھیں اندازہ ہو گیا تھا کہ ان کا ہونے والا پوتا پوتی بہت جلد آنے والا ہے۔ حوریہ سے انھوں نے ایک دو باتیں ہی کی تب دائود صاحب نے انھیں کھانا لگوانے کا کہا۔

ایمیل کائنات اور زلیخا بیگم کھانا لگوانے لگی۔ تب تک روحا بھی چکی تھی۔ سب بیٹھ کر کھانا کھا رہے تھے۔ سلطان کے ساتھ والی کرسی پہ آج حوریہ بیٹھی ہوئی تھی۔ زیادہ تر باتیں تو دائود صاحب ہی کر رہے تھے جو سلطان... کی وجہ سے شاید کچھ زیادہ ہی خوش تھے۔

کھانا کھانے کے بعد چائے کا دور چلا۔ ایمیل اور کائنات حوریہ کو اس کے کمرے میں لے کر چلی گئی۔ زلیخا بیگم کو چونکہ اندازہ تھا کہ اس حالت میں

اسکا زیادہ دیر یوں بیٹھنا ٹھیک نہیں ہے تبھی انھوں نے ایمل اور کائنات کو
... حوریہ کو کمرے میں لے کر جانے کا بولا

ایمل اور کائنات اب بیٹھی اس سے بہت سارے سوالات کر رہی تھی جب
کا وہ جواب دے رہی تھی... اس نے تو کیا کیا سوچ رکھا تھا پر یہاں تو سب
... بہت اچھے تھے.. حوریہ کا دل شکر کر رہا تھا

حوریہ تمہیں پتا ہے کائنات بھی نہیں ماما بننے والی ہے.... ایمل نے خوشی
سے حوریہ کا ہاتھ ہے تھاما

حوریہ نے بھی مسکراتے ہوئے کائنات کو دیکھا جو شرمسار ہی تھی... آپکے
ہسبینڈ بہت اچھے ہیں دانیال بھائی کی تصاویر میں نے سلطان جی کے
.. موبائیل پہ دیکھی تھی

حوریہ نے کائنات کو شرماتے دیکھ کہا

اسکی بات پہ کائنات مسکرائی

ہمارے ہسبینڈ کی تصویر نہیں دیکھی کیا

ایمل نے ہنستے ہوئے پوچھا

وہ بھی بہت اچھے ہیں.. آپ کی تصاویر بھی ہم نے سلطان جی کے موبائیل
.... میں دیکھی تھی

.. اوو سلطان جی ہائورومینٹک

ایمل کو تو وحیدہ پہ بہت پیارا رہا تھا

... اسکی بات پہ حوریہ بلش کرنے لگی

کافی دیر تینوں بیٹھی باتیں کرتی رہی جب وہاں سلطان آیا

کیا باتیں ہو رہی ہیں... سلطان بگی انکے پاس. بیٹھ گیا

بھائی ہم حوریہ کو سمجھا رہے تھے کہ کیسے وہ آپکی قابو کرے

کائنات کی بات پہ سلطان ہنسا

یہ تو مجھے پورا کا پورا قابو کر چکی ہے تبھی تو اسے دیکھتے ہی میں نے تو کوئی

دوسری بات ہی نہیں کی سیدھا شادی کی رٹ لگادی. اور شادی کر کے ہی

سائنس لیا

اشٹھا حور یہ اس بندر نی کو دیکھ نر ڈر نامت یہ ہمارے ساتھ ہی رہتی ہے
سلطان نے حور یہ کا چہرہ تھامتے ہوئے ایمیل کی طرف اشارہ کیا
ایمیل کا تع منہ ہی کھل گیا

نہیں بھائی وہ نہیں ڈرے گی آخر آپکے ساتھ جو اتنے ماہ رہ چکی ہے... جو
آپکے دیکھ کے اد کے بعد وہ دنیا کی عجیب ترین چیز ہی کیوں نہ دیکھ لے اسے
معمولی سی ہی لگتی ہے

ایمیل نے بھی اپنا حساب برابر کیا

.... جبکہ کائنات اور حور یہ ان دونوں کو دیکھ رہے تھے
یار میں دو چتا ہوں ضاوی بھائی تجھے کیسے سنبھالتے ہوں گے کیس عجیب سی
چیز انھیں مل گئی ہے

ضاویار کو چھوڑیں وہ پھر بھی مضبوط دل والے ہیں حور یہ کی فکر کریں
دیکھیں اہو دیکھ دیکھ کر کتنا کمزور ہو گئی ہے

...ایمیل اسکے بازو پہ تھپڑ مارتی حور یہ کی طرف اشارہ کرنے لگی

اس سے پہلے کے سلطان کچھ بولتا ضاویار انکے کمرے میں چلا آیا۔۔۔ اس

.. بیچاری کو نہ ڈرانا اسے کچھ آرام کرنے دو

اچھا ہوا آپ اگئے۔۔ آپ بتائیں سلطان بھائی کو کہ آپ کوئی مشکل سے مجھے

. نہیں سنبھالتے بلکہ میں تو اب کو بالکل تنگ نہیں کرتی

. ایمیل نے اسکا بازو تھامتے ہوئے کہا

. ارے یار کیوں جھوٹ بولنے کا کہہ رہی ہو

ضاویار نے اہنا بازو چھڑایا تو سلطان کا قہقہہ گونجنے لگا جبکہ حوریہ اور کائنات

. بہت دلچسپی سے سب دیکھ رہی تھی

ضاویار آپ نے بھی میری بے عزتی کروادی۔۔۔ ایمیل نے بے یقینی سے

. کہا

ارے مزاق کر رہا ہوں وہ سب سچ ہے جو ایمیل نے ابھی کچھ دیر پہلے مجھے

. بولنے کو کہا

. ضاویار نے سلطان کو دیکھتے ہوئے کہا

ایمل کا تو حیرت کے مارے منہ کھل گیا

بس رہنے دیں یہ احسان کرنے کی بھی ضرورت نہیں ہے... ایمل منہ

... پھیلاتی کمرے سے باہر نکل گئی

دیکھوا بھی کہہ رہی تھی کہ تنگ نہیں کرے ی اور ابھی ہی ناراض ہو کر
نکل گئی

چلو میں اسے مناتا ہوں اور کائنات تمہیں بھائی بلا رہے تھے

ضاویار نے کائنات سے کہا تو وہ سر ہلاتی کمرے سے باہر نکل گئی... ضاویار

بھی اپنے کمرے میں چلا گیا تو سلطان نے آٹھ کر کمرے کا دروازہ لاک کیا

سلطان واپس آیا اور اپنا سر حوریہ کی گود میں رکھا

آئی لو یو... اسکے ہاتھوں کو چومتا وہ اپنی محبت کا اظہار کرنے لگا

.. آئی لو یو ٹو... اسکے ہاتھ چومتی وہ بھی اپنی محبت کا اظہار کر گئی

سلطان جی آپ بہت اچھے ہیں ہم نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ آپ ہمیں
اپنے گھر والوں کے سامنے اتنی محبت سے پیش کریں گے.... اس کے
.... کندھے پہ سر رکھتی وہ سکون محسوس کرنے لگی
دونوں ایک دوسرے میں مگن اپنی باتیں کر رہے تھے..... واقعی یہ دن
..... انکا بہت خاص دن تھا

کائنات کمرے میں داخل ہوئی تو سامنے ہی دانیال بستر سیٹ کر رہا تھا
آپ کیوں کر رہے ہیں رکیں میں کرتی ہوں۔ کائنات نے آگے بڑھتے
ہوئے کہا

نہیں میں کر لوں گا ویسے بھی یہ کہاں لکھا ہے کہ صرف بیوی ہی کام
.. کرے

دانیال بستر سیٹ کرتا خود پ

اپنی جگہ پہ بیٹھ گیا۔

لکھا تو کہی نہیں ہے پر کچھ دن پہلے آپ نے خود ہی بولا تھا.. اتنا بولتی
کائنات اپنا نائٹ ڈریس لیتی واشر روم چلی گئی.. اسکی بات پہ دانیال کو کچھ
دن پہلے کا منظر یاد آیا جب اسکی اور کائنات کی لڑائی ہوئی تھی اور جب وہ
کمرے میں آیا تو بستر سیٹ نہیں تھا تب دانیال نے غصے میں اس اے بستر
سیٹ کروایا تھا۔ کائنات نے جب اس سے یہ کہا کہ آپ خود کر لیتے تب
دانیال نے اسے کہا تھا کہ یہ تمہارا کام ہے تو تمہیں ہی کرنا چاہیے۔ اور آج
... وہ ایک الگ بات کر رہا تھا

دانیال کو اپنا رویہ یاد آیا تو وہ بہت شرمندہ ہوا.. وہ اپنے لیے تمام اعمال پہ
بہت نادم تھا۔ اب چونکہ زلیخا بیگم نے اس جے کان نہیں بھرے تھے تبھی
... ان کے درمیان سب ٹھیک ہوتا جا رہا تھا

زلیخا بیگم نے کائنات کی طبیعت کو منظر رکھتے ہوئے دانیال کو اس جے
بارے میں غلط بتانا بند کر دیا تھا کیونکہ ان انھیں اندازہ ہو گیا تھا کہ اگر

کائنات اس گھر سے چلی گئی تو اس سے انکے پوتا پوتی پہ بھی بہت برا اثر پڑے
گاتجھی وہ اب کوئی چال نہیں چل رہی تھی... پر کائنات کو پوری طرح وہ
اب بھی ایکسپٹ نہیں کر پائی تھی.. کائنات چیخ کرتی کمرے سے باہر آئی تو
..دانیال اسکا انتظار کر رہا تھا

کائنات اس کے پاس سے گزرتی اپنی جگہ پہ آکر لیٹ گئی.. دانیال بھی اس کے
ساتھ ہی لیٹا تھا. اس نے کائنات کو کمرے سے تھام کر اپنے قریب کیا اور اسکی
گردن پہ میں اپنا چہرہ چھپاتا گھرے سانس بھرنے لگا.. کائنات اپنی گردن
پہ اسکا لمس محسوس کر سکتی تھی.. اچانک دانیال نے اسکی گردن پہ زور سے
کاٹا تو وہ سسکا اٹھی

دانیال کے سینے پہ ہاتھ رکھے وہ اسے پیچھے دھکیلنے لگی

..دانیال پلیرا بھی نہیں میں تھک چکی ہوں

کائنات نے احتجاج کرنا چاہا پر دانیال اس کے ہاتھ تھامتا اسکی کمر کے پیچھے باندھ
گیا.

تھکن ہی تو مٹا رہا ہوں... دانیال نے اس کے کان میں سرگوشی کی
دانیال اسکی گردن پہ بوسہ دیتا کندھوں پہ آیا وہاں پہ پیار کرتا سینے کی طرف
بڑھنے لگا پر کائنات کی شرٹ آڑے ارہی تھی

دانیال ہاتھ اس کے پیٹ پہ رکھتا اس کی شرٹ کے اندر گھسا گیا.. اس کے
ٹھنڈے ہاتھوں کا لمس اپنے گرم پیٹ پہ محسوس کرتی وہ سسکتی ہوئی اس کے
کندھے پہ اپنا سر رکھ گئی

دانیال کے ہاتھ اس کے سینے کو تھامتے اس کی تڑپ کو بڑھا رہے
تھے... دانیال اس کے سینے سے شرٹ کو پکڑتا اتارنے لگا
کائنات تو دانیال کے رحم و کرم پر تھی.. دانیال اسکی قمیض اتارتا اس کے بالائی
لباس سے چھیڑ چھاڑ کر رہا تھا

اس کے جسم کو چومتا وہ پیٹ پہ بوسہ دیتا نیچے اسکی تھائیز کو لبوں سے گیلا کرنے
لگا.

دانی پلینز.... اس کے کانوں میں کائنات کی آواز پہنچی تو وہ اس کی دونوں ٹانگوں
.. کو اپنی کمر کے گرد لپیٹا اس کے اندر داخل ہوا

جھکتا ہوا وہ اس کے لبوں کو قید کرتا اس کی سسکیاں اپنے منہ میں چننے لگا۔ دانیال
کی شدتیں آہستہ آہستہ بڑھ رہی تھیں۔ کائنات کا سارا وجود کانپ رہا تھا..
کچھ دیر تک وہ اس میں اپنا اثر چھوڑتا ایک طرف ہو کر لیٹ گیا.. کائنات کا
سر اپنے سینے پہ رکھے وہ اس کے بالوں میں اپنا ہاتھ گھمانے لگا.. کائنات اب
بھی گہرے گہرے سانس لے رہی تھی..... اس کا وجود پسینے سے بیھکا ہوا
... تھا اور وہ ہانپ رہی تھی

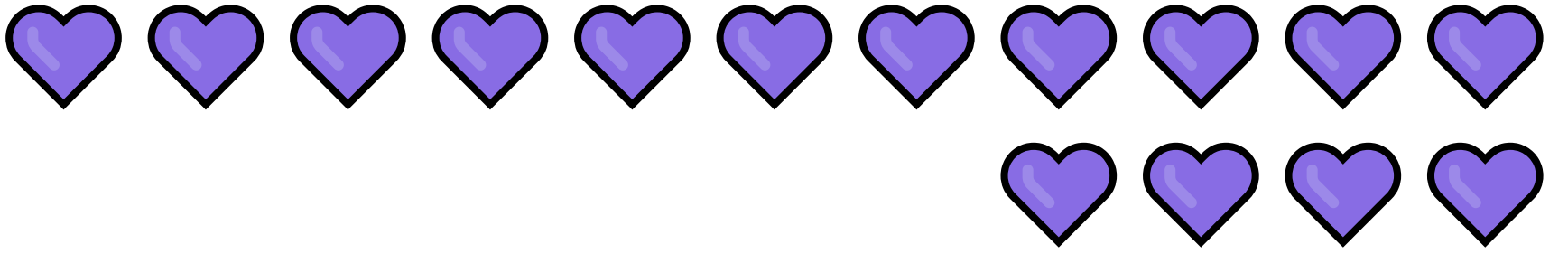
دانیال جھکتا دوبارہ اس کے لبوں کو قید کر گیا

د-دانی پل- پلینز... کائنات نے اٹھکتے ہوئے اے پکارا

دانیال اس کا خیال کرتا پیچھے ہو گیا

آئی لو یو سو میچ... اے کے کان میں محبت بھری ارگوشی کرتا وہ اس کے وجود کو اپنی
... بانہوں میں بھرتا سونے لگا

کائنات کا دل اسکے اظہار محبت پہ زور سے دھڑکا... وہ بھی اسکے سینے سے
.... لگی ہر غم بھلائے سونے لگی



ضاو یار کمرے میں آیا تو ایمیل منہ پھلائے بیٹھی تھی۔ ضاو یار مسکراتا ہوا اپنے
کپڑے لیتا چیخ کرنے چلا گیا

ایمیل کو لگا کہ وہ آکر سب سے پہلے اسے منائے گا ہر یہاں تو وہ اسے اگنور کر
... کے چلا گیا تھا

ضاو یار اپنے بال سیٹ کرتا واپس روم میں آیا تو ایمیل سر تک کمفرٹراوڑھے
سورہی تھی

ضاو یار اسکے پاس آیا اور کھینچ کر اس پر سے کمفرٹ ہٹایا

کیا بد تمیزی ہے یہ؟؟؟

ایمیل کو تو ویسے بھی بہانا چاہیے تھے اسی وجہ سے جلدی سے وہ بولی

وہ تھوڑا سا دھر ہو کر لیٹ ساری بیڈ پہ تم پھیل کر سو رہی ہو... ضاویار کی بات پہ ایمیل نے دیکھا کہ وہ واقعی سارا بیڈ اپنے قبضے میں لیے سو رہی تھی آپ کو کوئی مسئلہ ہے تو آپ صوفے پہ سو جائو مجھے عادت ہے ایسے ہی پھیل کر سونے کی

ایمیل بھی اپنے نام کی ایک تنگی اپنی غلطی ماننے کے بجائے وہ الٹا اسے ہی سنانے لگی

ضاویار نے گہرا سانس بھرا اور اپنی طرف ہونے لگا۔ ایمیل نے اسے پیچھے ہٹانا چاہا جب ضاویار زور سے اسے اپنی بانہوں میں بھرتا اسے بیڈ پہ لٹائے خود اس پہ چھا گیا

میں آپ سے ناراض ہوں... اسے اپنے ہونٹوں پہ جھکتا دیکھ ایمیل نے منہ بنائے کہا

کیا ہوا میری چھوٹی سی بیوی کو... ضاویار نے اس کے ہونٹوں کو اپنے ہونٹوں میں لاک کیا

ایمل اسے پیچھے دھکیل رہی تھی.. بغیر اسے منائے وہ کیسے اسکے قریب
اسکتا تھا.

پہلے مجھے منائیں... ضاویا نے جب اسکی آنکھوں میں سوالیہ نظروں سے
دیکھا تو ایمل اپنی بات اسکے سامنے رکھ گئی

...یار ایمل نہ تنگ کرو چپ کر کے محسوس کرو

آپ کو تو بس میری قریب الق ہے میری تو زرہ برابر فکر نہیں ہے میں
چاہے باڑ میں جائوں اپکو تو کوئی فرق ہی نہیں پڑتا

یہ نہیں کہ بیگم ناراض ہے اسے پیار سے منائوں دو باتیں اس کی سنو دو اپنی
.. سنائو پر نہیں آتے ساتھ سیدھا منہ کو لگ گئے

اچھا سوری ناں پر تم بھی تو جانتی ہوناں میں مزاق کر رہا تھا تم تو میری جان
... ہوناں

ضاویا اب اسے پیار سے بہلا رہا تھا

.. سوچ لیں میں آپکی جان ہوں کیا بیت بڑی بات کر رہے ہیں

ایمل نے اسکے کندھے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے کہا

...ہاں جی سوچ لیا

..تو جو میں آپکی بولوں گی آپ وہ سنیں گے.. پکا والا وعدہ کریں

اپنی ہتھیلی اسکے سامنے پھیلائے وہ اس سے ڈیمانڈ کرنے لگی

..ہاں ضرور تم بتاؤ تو سہی

ضامی نے وعدہ نہیں لیا تھا کیونکہ اسے اندازہ تھا کہ عہ ضرور کچھ الٹا سیدھا

ہی مانگے گی

آج رات آپ میرے قریب نہیں آئیں گے

واٹ پتا تھا مجھے ضرور کوئی فضول بات ہی کرو گی خبردار جواب ایسی باتیں

..دماغ میں لائی اور چپ کر کے میرے قریب آؤ

اسکے بات کی نفی کرتا وہ اسے اپنے قریب کھینچ گیا

..آپ کو میں چیلنج دے رہی ہوں کہ آپ خود پہ قابو نہیں پاسکتے

اسکی آنکھوں کو گھورتی وہ چیلنج کرنے لگی

اب ایسا بھی نہیں ہے نکاح کے بعد بہت بار میں نے خود پہ قابو پایا ہے اور
تمہارے قریب نہیں آیا۔ اور تم کہہ رہی ہو کہ میں خود پہ قابو نہیں پا
....سکتا

ہاں تب کی بات الگ تھی چلیں پھر ٹھیک ہے اب میں آپ کے قریب آنے
کی کوشش کرو گی پر دیکھتے ہیں آپ خود پہ کنٹرول کر لیتے ہیں
خوش ہوتے ہوئے وہ بیڈ پہ بیٹھ گئی

ضاو یار بھی ہنسنے لگا واقعی یہ گیم اب بہت انٹریسٹنگ ہونے والی تھی
او کے منظور ہے مجھے تم نے اپنے ہسبینڈ کو بہت ہلکے میں لے لیا ہے
ضاو یار بھی اب اس مقابلے کے لیے تیار تھا
ایمل آگے بڑی اور اس کے ہونٹوں پہ اپنے ہونٹ رکھے اس کے لبوں کو چوسنے
لگی

ضاو یار نے اپنے ہاتھوں کو مضبوطی سے باندھے خود پہ قابو پایا۔ ایمل نے
اسے دھکا دیا اور تکیے پہ اسے گرایا

اس پہ لیٹی وہ اب بھی اس کے ہونٹوں کا کبھی چومتی جکبھی کاٹتی
ہلکا سا اٹھی اور ضاویار کو دیکھا جمع لال چہرہ لیے بہت مشکل سے خود پہ قابو پا
رہا تھا۔

ایمل نے اسکی شرٹ کے بٹن کھولے اور اسکی شرٹ اتارتی اسکے سینے پہ
اپنے لب رکھے اسکی گردن پہ کو بائیٹ کرنے لگی
ضاویار کا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا۔ جان بوجھ کر ایمل ہر بار کوئی کمی
چھوڑ دیتی تاکہ ضاویار مزید بے تاب ہو
... ایمل نے ہاتھ اسکے پیٹ پہ رکھے پیٹ سے نچلی حصے پہ اپنا ہاتھ پھیرا
ضاویار نے غصے سے ایمل کو دیکھا تو اسے یوں بے بس دیکھ ایمل کو ہنسی آئی
کیا ہوا صبر نہیں ہوتا کیا؟؟؟

معصومیت سے وہ انجان بننے لگی
ہٹو مجھے تنگ نہ کرو.. اسے پیچھے ہٹاتا وہ سونے کی کوشش کرنے لگا۔ وہ واقعی
خود ہر سے کنٹرول کھو رہا تھا

ایمل ہنستے ہوئے اسکے ساتھ بستر پہ گھس گئی

بستر سے وہ اسکی ٹانگ پہ اپنی ٹانگ رکھے اسکے کندھے پہ اپنا سر رکھتے
ہوئے۔ اسکے کان کی لو کی چوم گئی... ضاویار نے بے بسی سے اپنی آنکھوں
کو میچا... وہ واقعی اپنے بدلے لے رہی تھی

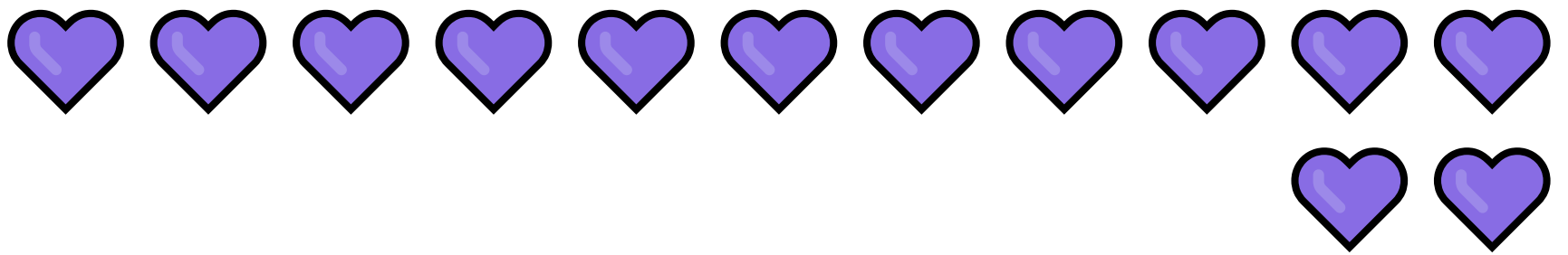
اسکی کمر پہ اپنا بازو باندھتی وہ اسکے کان پہ سرگوشیاں کر رہی تھی
ضاویار اسکی طرف مڑا اور اسکے اپنے سینے سے لگاتا اسکے کندھے پہ اپنے
لبوں کو رکھتا سکون حاصل کرنے لگا

آپ تمام۔ بڑی بڑی باتیں کر رہے تھے پھر کیا ہوا
بس ہارمان لی میں نے... ضاویار جان چلا تھا کہ مزید خود پہ کنٹرول نہیں کر
سکتا

----- اچھا آپ

مزید الفاظ اپنے ہونٹوں پہ چن چکا تھا

اسکی زور میں خود کو شامل کرتا وہ اسکی اور اپنی جان ایک کر چکا تھا۔ دونوں
ایک دوسرے میں مصروف اپنی محبت کا اظہار سرگوشیوں سے کر رہے
تھے...



آپ خوش ہیں.... زلیخا بیگم نے اپنے فون میں مصروف دائود صاحب کو
دیکھتے ہوئے پوچھا

ہاں بہت خوش۔ آید مجھ اے زیادہ خوش کوئی بھی نہیں ہو سلطان کو لے کر
میں ہمیشہ پریشان رہتا تھا۔ مجھے ہمیشہ اسکے فیوچر کی ٹینشن رہتی تھی سچ پوچھو
تو میں اسکی ماہرہ کے ساتھ ہوئی منگنی سے بھی خوش نہیں تھا پر اسکی خوشی
دیکھ خاموش ہو گیا ہر میرے تو وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ میرا بیٹا اتنا
لائق ہو سکتا ہے۔ میرا سر فخر سے بلند ہو گیا... صبح سے مجھے نجانے کتنی
ساری کالز آئی ہیں اور اب تو ماشاء اللہ وہ باپ بننے والا.. مجھے اس کی بیوی

بھی پسند یے عہ ماشاء اللہ بہت سلجھی ہوئی لڑکی ہے اور سب سے بڑھ کر سلطان کے لیے وہ کتنا ضروری ہے ہم جان چکا ہوں وہ اس کے لیے کتنا.... ضروری ہے وہ

اب تو میں سکون میں ہوں... اور ماشاء اللہ بہت جلد ہم دونوں داد دادی بننے والے ہیں.. ارے سلطان نے سب سے پہلے ہمیں داد دادی بنا دیا ہے... چھوٹا ہے سب سے پر اس کام میں وہ دونوں بھائیوں سے بازی لے گیا.

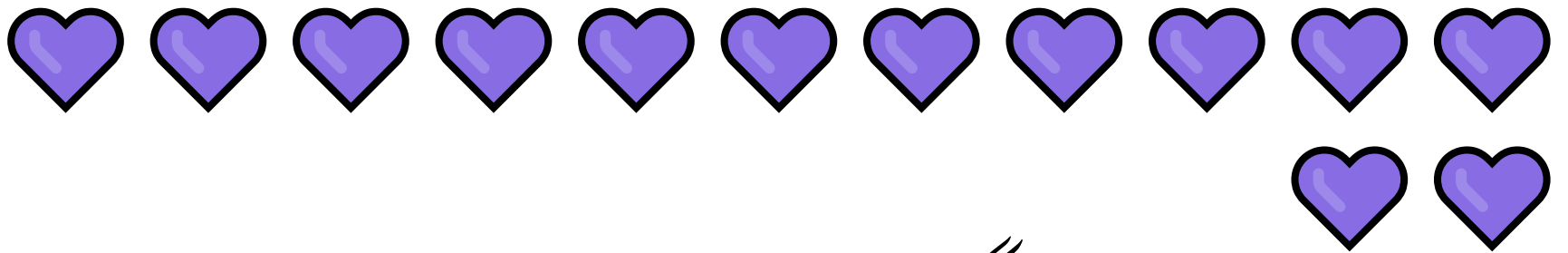
دائود صاحب تو بہت خوش تھے

زلیخا تم کیوں اتنی پریشان ہوا اگر تمہیں وہ لڑکی پسند نہیں ہے تو اس کے ساتھ کوئی چالاکیاں مت کرنا وہ ابھی اس کنڈیشن میں نہیں ہے اور کیا ہو گیا ہے پکو میں کیوں اسکا برا سوچوں گی وہ میرے سلطان کی بیوی ہے اور سلطان کے بچے کو جنم دینے والی ہے میں بس ایسے ہی سوچ رہی تھی کہ

وہ لڑکی دکھنے میں چھوٹی نظر آتی ہے اور اسکی ڈیٹ بھی شاید قریب ہے بس
اسی بات کو لے کر سوچ رہی تھی

ارے بیگم فکر مت کرو بس تم۔ دونوں بلکہ اپنی تینوں بہوئیں سنبھالو انکا
خوب خیال رکھو۔۔۔ انشاء اللہ سب بہتر ہوگا

لائٹ اف کرتے وہ انھیں خدا حافظ کہتے سونے کے لیے لیٹ گئے
... زلیخا بیگم بھی سونے کی کوشش کرنے لگی



.. شمس نے دکان سے پر یگننسی سٹیرپ منگوائی تھی
ہما کی باتوں سے اسے شک تھا کہ شاید وہ پر یگننٹ ہے اعر شمس بار بار یہی
دعا کر رہا تھا کہ کاش ایس ہی ہو۔۔ وہ بچہ چاہتا تھا کیونکہ اس کے مطابق یہ
... اسکی سہی عمر ہے باپ بننے کی

ہما گوہر صاحب کے ساتھ بیٹھی نجانے کیا باتیں کر رہی تھی جب شمس
پارسل لیتا اندر جانے لگا۔

ناظمین بیگم بھی وہی بیٹھی تھی.. انھیں تو اب لگ رہا تھا کہ شاید یہاں انکی
بیٹی کی دال نہیں گلنے والی... انھوں نے بہت کوششیں کیے ہی شمس اور
... ہما کو دور کرنے کی ہر بار وہ ناکام ہی ٹھہری تھی

شمس نے ہما کو اپنے ساتھ آنے کا بولا تو ہما وہاں سے اٹھتی اسکے پیچھے پیچھے
کمرے میں چلی آئی۔

... کیا ہوا آپ نے ایسے کیوں بلایا مجھے

یہ لو اور ٹیسٹ کر کے اؤ... اسکے ہاتھ میں سٹیرپ تھا ماتا وہ اسے واشروم کی
طرف جانے کا کہنے لگا۔

شمس مجھے نہیں لگ

... شمس اسکے ہونٹوں پہ جھکتا اسے کس کرنے لگا

اچھا سوچو اچھا ہو گا... انشاء اللہ مجھے امید ہے کہ ہم ماما پاپا بننے والے ہوں
گے..

ہم نے ایک نظر سٹیرپ کو دیکھا اور پھر سامنے کھڑے بے قرار ہوتے شمس
کو.. وہ جانتی تھی شمس کو بچے کا کتنا شوق ہے وہ پہلے بھی کئی بار باپ بننے کی
خواہش کا اظہار کر چکا تھا.. وہ دل میں یہی دعا کر رہی تھی کہ وہ پریگنٹ
... ہو

وہ واش روم گئی تو تین چار منٹ بعد ہی شمس نے دروازہ کھٹکھٹانا شروع کر
دیا.

شمس انتظار کریں ٹائم لگتا ہے اس میں

... ہما کی آواز پہ شمس مجبوراً جا کر بیڈ پہ بیٹھ گیا

کلک کی آواز سے دروازہ کھلا اور ہما باہر آئی... اسکے ہاتھ میں اب بھی وہ

سٹیرپ تھی.. کیا ہوا میں باپ بننے والا ہوں کیا؟؟؟؟

شمس نے اسکا بازو تھامتے ہوئے پوچھا

افش شمس ابھی رزلٹ شو نہیں کر رہی فومنٹ رکیں... ہما تو اسکی بے تابی
دیکھ ڈر رہی تھی.. اب وہ بار بار دعا کر رہی تھی کہ کاش وہ ماں بننے والی
... ہو

.. شمس نے اسکے ہاتھ سے سٹرپ لی اور کھڑا انتظار کرنے لگا
.. کچھ دیر تک رزلٹ شو ہوا.. ٹیسٹ پازیٹو تھا.. ہما واقعی ماں بننے والی تھی
.. ہما... یار میں باپ بننے والا ہوں... ہما کو اٹھائے وہ کمرے میں گھومنے لگا
ہما بھی ایک پل کو سٹل ہو گئی.. یہ احساس اسکے لیے بہت پیارا تھا کہ وہ ماں
جیسے رتبے پہ فائز ہونے والی ہے

.. اپنے پیٹ پہ ہاتھ رکھے وہ جیسے بچے کو محسوس کرنا چاہتی تھی
.. شمس تو کبھی اسکے ہاتھ چومتا تو کبھی اسکے لبوں سے اپنے لب جوڑ دیتا
... آئی لو یو میری جان

اسکے لبوں کو اپنے لبوں میں لیتا سکون محسوس کرنے لگا... اس نے اللہ کا
شکر ادا کیا جس نے اسے اس نعمت سے نوازہ تھا... ہمارے کندھے پہ سر
.... رکھے بس اسکی خوشی محسوس کر رہی تھی

حوریہ کو آئے آج دوسرا دن تھا.. سب معاملات بہت اچھے سے چل رہے
تھے۔ ایسے میں روحا پل پل تڑپ رہی تھی۔ اسکا بس نہیں چل رہا تھا کسی
.. طرح عہ کائنات کو جان سے مار دے

نفرت کی ایک ایسی لہر اسکے وجود میں دوڑتی تھی جو اسے سکون نہیں کرنے
... دیتی تھی

آج بھی اس نے کائنات کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی تھی۔ کائنات کچن
میں اپنے لیے چائے بنا رہی تھی جب مر حا بھی وہاں آئی.. اسے یوں خوش
... دیکھ اس نے کائنات کے ساتھ بحث شروع کر دی

کائنات بھی اسے جواب دے رہی تھی۔ جب روحانے برداشت نہ ہوا تو اس نے شیشے کا گلاس کائنات پہ پھینکا۔ وہ تو شکر تھا کہ کائنات بروقت جھک گئی تبھی وہ دیوار پہ لگتا ٹوٹ گیا۔ اس آواز سے جب زلیخا بیگم اور ایمیل کچن میں آئی تو الٹا روحانے رونا شروع کر دیا۔

اس نے سارا الزام کائنات پہ ڈال دیا۔ کائنات تو خود ہکا بکا کھڑی سارا تماشا .. دیکھ رہی تھی

کائنات نے جب سب کچھ۔ یہ بولا کہ یہ گلاس روحانے اس پہ پھینکا تھا تو زلیخا بیگم کو لگا کہ وہ جھوٹ بول رہی ہے کیونکہ روحانے بہت زیادہ رونا شروع کر دیا۔ اور وہ بس ایک ہی بات دہرائے جا رہی تھی کہ مجھے اب اس گھر میں .. ایک منٹ بھی نہیں رہنا

اسکی چیخ و پکار پہ زلیخا بیگم نے اسے خاموش کروانا چاہا۔ کائنات نے زلیخا بیگم کو بہت یقین دلایا پر انھوں نے اسکی بات کا یقین نہیں ... کیا انھیں یہی لگا کہ وہ اپنے غصے میں یہ سب کر رہی ہے

ایمل اور حوریہ اس وقت کائنات کے پاس موجود تھی جو بس روئے جا رہی تھی۔

.. اسکا سسکتا وجود دیکھ ایمل اور حوریہ دونوں کو بہت تکلیف ہو رہی تھی کائنات پلینز چپ کر جائو ہم کچھ نہ کچھ ضرور کریں گے ہم دانی بھائی سے .. بات کریں گے تم چپ تو ہو

ایمل اسکے آنسو صاف کرتی اسے چپ کر وارہی تھی

ایمل ق۔ وہ ہما۔ ہمارے بچے کو نقصان پہنچانا چاہتی ہے ہم خود پہ تو سب باتیں برداشت کر سکتے ہیں پر ہمارا بچہ اس کا کوئی نقصان نہ ہونا چاہیے اس سب میں اسکی کیا غلطی .. ہم خود دانی سے بات کریں گے وہ ہمیں ضرور .. سمجھیں گے

.. کائنات اپنے آنسو صاف کرتی ہوئی بولی

ہاں بس شام ہونے کو ہے دانیال بھائی کچھ دیر تک جائیں گے .. تم بس رونا .. بند کرو

ایمل اور حور یہ اسے کسی نہ کسی طرح چپ کروانا چاہتی تھی۔ کائنات چپ تو ہو گئی تھی پر وہ اب اس بارے میں دانیال سے بات کرنے والی تھی۔ وہ کوئی رسک نہیں لینا چاہتی تھی

آنٹی قدم لے لیں مجھے میری ماما کی قدم میں نے کائنات کو کوئی نقصان پہنچانے کی کوشش نہیں کی الٹا وہ خود مجھ سے لڑی اور جب بات .. نہیں بنی تو مجھ پہ گلاس اٹھا کر دے مارا

بس بیٹا مجھے یقین ہے تم پہ تم کیوں ایسا سوچتی ہو... جانتی ہوں کائنات تمہیں ناپسند کرتی ہے کیونکہ میں نے تمہیں دانیال کے لیے پسند کیا تھا پر اب میں اسے کچھ بول بھی تو نہیں سکتی اسکی کنڈیشن کا تمہیں پتا تو ہے ... ناں... زلیخا بیگم کی بات پہ روحا کو تو مانو آگ ہی لگ گئی

آنٹی آپ کچھ مت بولیں کیونکہ اس طرح اپکا اور آپکے بیٹے کا رشتہ خراب ہو گا میرا ویسے بھی اب یہاں کوئی کام نہیں ہے میں اب یہاں سے جانا ... چاہتی ہوں

روح کی چالاکی کی زد میں زلیخا بیگم جا چکی تھی.. نہیں بیٹا تم یہی رہو گی.. مانا
کہ کائنات ماں بننے والی ہے ہر اس کا یہ مطلب ہر گز نہیں ہے کہ وہ جسے
چاہے زلیل کر دے.. میں جانتی ہوں تم بے قصور ہو.. میں خود دانیال
سے بات کرتی ہوں اس نے ہی اسے سر پہ چڑھا رکھا ہے
زلیخا بیگم نے دانیال کو کال کی جو اس وقت ریسٹ کر رہا تھا
جی ماما کچھ کام تھا کیا؟؟؟

دانیال نے ان سے انکی خیریت دریافت کرنے کے بعد کہا
بیٹا میں نے تمہاری پسند کو اپنی پسند میں ڈھال لیا لیکن کائنات نے مجھے
بہت مایوس کیا

مجھے وہ شروع سے ہی پسند نہیں تھی ہر پھر تمہارے لیے اور تمہارے
ہونے والے بچے کے لیے میں نے اسے ایکسیپٹ کر لیا ہر دیکھو اس کا رویہ
.. ایسا ہی تھا تو میں مزید برداشت نہیں کروں گی

میں جانتی ہوں اسے روحا پسند نہیں۔ ہے ہراج اس نے ایک گلاس روحا پہ
دے مارا۔ خود سوچو اگر وہ روحا کو لگ جاتا تو ہم لوگ روحا کے ماں باپ کو کیا
جواب دیتے ہر تمھاری بیوی کسی دوسرے کو کچھ سمجھتی ہی کہاں ہے

ماما کائنات نے ایسا کیا...؟؟؟

...دانیال کو اب بھی یقین نہیں رہا تھا

۔ تو دنیا میں جھوٹ بول رہی ہو.. زلیخا بیگم کو بہت غصہ آیا

نہیں امی میرا کہنے کا وہ مطلب نہیں تھا میں بس بے یقین تھا کائنات سے
..مجھے ایسی امید نہیں تھی

بیٹا میں نے بہت مشکل سے روحا کو اسکے گھر جانے سے روکا ہے وہ مسلسل
رورہی ہے.. اس بیچاری کا کیا قصور ہے یہی کہ اسے میں نے اپنے گھر بلایا
ہے... دانیال اگر تمھاری بیوی کو نہیں پسند تو مجھے صاف صاف بتا دو میں
آج سے اپنے مہمانوں کو گھر بلانا بند کر دوں گی

۔ زلیخا بیگم کو واقعی دکھ ہوا تھا

امی ایم سوری پلیز میں کائنات کی طرف سے آپ سے معافی مانگتا ہوں اور
آپ روحا سے بھی سوری کیجیے گا میں وعدہ کرتا ہوں اب آپ کی کوئی شکایت کا
... موقع نہیں ملے گا

دانیال کو بہت غصہ آیا ہوا تھا کتنی بار اس نے کائنات کو سمجھایا تھا پر کائنات
. تھی جو سمجھتی ہی نہیں تھی

دانیال اہنا کام ختم کرتا گھر آیا.. آج گھر میں کافی خاموشی تھی.. دانیال کا
دماغ مکمل طور پر اس بات کو مان چلا تھا کہ کائنات نے روحا پہ حملہ کیا.. پہلے
. بھی وہ سب بے سامنے اسکی بے عزتی کر چکی تھی

وہ کمرے میں آیا تو حوریہ اور ایمیل کائنات کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی..
دانیال کو دیکھتے ہی ایمیل اور حوریہ اس سے سلام کرتی کمرے سے باہر نکل
گئی. دانیال واشروم چلا گیا تھا
. کائنات اب بھی بیڈ پہ بیٹھی ہوئی تھی

رات ہونے میں ابھی کافی وقت لگے ہاں سلطان تو شاید اپنے کام سے گیا تھا اور گھر پہ دائود صاحب اور ضاویار بھی نہیں تھے وہ دائود صاحب کے کسی دوست کے گھر گئے ہوئے تھے

دانیال فریش ہوتا باہر آیا تو کائنات جلدی سے اس کے پاس گئی۔ دانیال پکوہتا ہے آج روحانے مجھ پہ حملہ کیا.. دانیال وہ ہمارے بچے کو مارنا _____ چاہتی ہے.. میں نے تو کچھ کیا بھی نہیں اور

بس کر دو کائنات اتنی تم دادی نہیں ہو... تم نے اس پہ حملہ کیا اور اب سارا الزام تم اس کے سر ڈال رہی ہو... تمہیں ہمیشہ اس سے پراہلم رہی ہے اور اب تم اس حد تک چلی جاؤ گی میں نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا۔ دانیال نے کائنات کا بازو زور سے تھامتے ہوئے کہا تھا

دانی آپ ہوش میں تو ہیں میں کیوں ایسا کروں گی بلکہ روحانے خود مجھے..... ٹارگٹ کیا اس سے میرا بچہ

بس کرو دو کائنات ایک بچے کو مہر اپنا کر تم سب کو ٹارگٹ کرنا شروع کر دو
گی.. میں نے تمہیں اس دن بھی سمجھایا تھا کہ روحا سے اپنی دشمنی ختم کرو
وہ ایسی سوچ کی ہر گز مالک نہیں ہے جیسا تم۔ اسے سمجھتی ہو پر تمہیں تو کسی
کی بات سمجھ ہی نہیں آتی

دانیال اسے جھٹکا دیتے چھوڑتے ہی بیڈ کی طرف چلا گیا
پکویہ وب کس نے بتایا... کائنات جان چلی تھی کہ اب وہ جو بات بھی
دانیال کو کہے گی دانیال اس پہ یقین نہیں کرے گا کیونکہ اسے پہلے ہی کوئی
غلط بتا چکا ہے

کیوں اب تم نے اس انسان کے ساتھ جھگڑا کرنا ہے کیا جس نے مجھے
تمہارے بارے میں بتایا

دانیال بھی غصے سے بول پڑا

نہیں میں اس جھوٹے انسان کے بارے میں جاننا چاہتی ہوں جس نے مجھ پہ
.. جھوٹے الزام لگائے ہیں

..اپنی بکواس بند کرو منہ سنبھال کر بات کرو

امی نے بتایا مجھے تمہارے کرتوت... اب کیا میری انی مجھ سے جھوٹ بولیں
..گی یا وہ بھی اس بچے کو مارنے کی کوشش کر رہی ہیں

دانیال آپکی امی ہمیشہ سے پکوانا بتاتی آئی ہیں میں نے کبھی آپکو نہیں بولا ہر
....دانیال وہ جھوٹ

_____چٹاخ

دانیال نے ایک زوردار تھپڑ کائنات کے منہ پہ دے مارا... کائنات کی
آنکھوں میں بے یقینی کے آنسو تھے.. اس نے کبھی بھی نہیں سکتا سوچا تھا
کہ دانیال اسکی اس حالت کا بھی لحاظ نہیں کرے گا
بہت برداشت کر لیا.. امی نے ہمیشہ مجھے سچ ہی بتایا.. تم ہمیشہ سب سے پنگے
لیتی ہو سب کو تنگ کر کے رکھا ہوا ہے مجھے طنائو کے امی کو صرف تم سے
ہی کیوں مسئلہ ہوگا.. ایمیل بھی بے ناں ارے ایمیل کو چھوڑو حوریہ کو آئے
تو ابھی کچھ ہی دن ہوئے ہیں تو امی اس کے ساتھ ایسا کیوں نہیں کرتی

صرف تمہارے ساتھ ہی آیا کیوں کرتی ہیں.... تمہیں روحا کے ساتھ
یہ بس نہیں کرنا چاہیے تھا۔ کائنات یہ تمہاری لاسٹ وار ننگ ہے اگر
... دوبارہ تم نے ایسا کچھ بھی کیا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا

دانیال بہت مشکل سے خود کو مضبوط رکھ رہا تھا.... اب چلو میرے ساتھ
... ابھی کے ابھی تم روحا اور ماما سے معافی مانگو

میں کسی سے بھی معافی نہیں مانگنے والی کیونکہ میں نے کوئی غلطی نہیں کی
کائنات نے زور سے اپنا ہاتھ چھڑایا اب وہ بھی کسی قسم کا لحاظ نہیں کرنے
والی تھی

اسکائیوں ہاتھ چھڑانا اور ہٹ دھرمی دانیال کو مزید غصہ دلارہی تھی
میں بھی دیکھتا ہوں تم کیسے معافی نہیں مانگتی... دانیال نے اسکا بازو تھاما اور
اسے کھینچے ہوئے نیچے لے کر جانے لگا

کائنات خود کو چھڑانے کی کوشش کر رہی تھی پر دانیال اسے گھسیٹتے ہوئے
.. لے کر جا رہا تھا

اسے نیچے لا کر دانیال نے اہنی امی کو آوازیں دی۔ وہ کمرے سے باہر آئی تو
...انکے پیچھے روحا بھی تھی

امی میں جانتا ہوں کہ کائنات نے روحا کے ساتھ بہت غلط کیا ہے اور آپ
سے بھی ضرور اس نے بد تمیزی کی ہے۔ اس لیے یہ ابھی اور اسی وقت
سب بے سامنے آپ دونوں سے معافی مانگے گی

...دانیال نے کائنات کا ہاتھ تھامتے ہوئے اسے زمین سے اٹھایا
میں کسی سے بھی کوئی معافی نہیں مانگنے والی

کائنات بھی اپنی بات پہ قائم تھی

میں بھی دیکھتا ہوں تم کیسے معافی نہیں مانگتی... دیکھتے ہی دیکھتے وہاں سب
جمع ہو گئے.. سلطان بھی اچکا تھا بس دائود صاحب اور ضاویار وہاں پہ موجود
نہیں تھے

بھائی کیا ہو گیا ہے کائنات کی ک کنڈ لیشن تو دیکھیں... سلطان نے اگے بڑھ کر دانیال کو روکنا چاہا تو دانیال نے غصے میں اسے زور سے دھکا دیا.. اس کے یوں دھکا دینے پہ ایک پل کو سب سانپ سونگھ گیا

. دانیال واقعی اس وقت بہت غصے میں تھا

، زلیخا بیگم کو بھی اندازہ ہو گیا تھا کہ دانیال اس وقت بہت غصے میں ہے.. اور اس کا غصہ اتنا سخت ہوتا تھا کہ کوئی بھی بندہ اسے ہینڈل نہیں کر سکتا تھا

. کائنات خود بہت ڈر گئی تھی

. خبردار جو آج کوئی بچ نہیں آئے گا

. کائنات ابھی اور اسی وقت روحا سے معافی مانگو

. دانیال نے پھر سے کائنات سے کہا جو ایک طرف کھڑی کانپ رہی تھی

_____ دانیال اپو غلط فہمی

... میں نے کہا معافی مانگو

. دانیال غصے سے زور سے چیخا

کائنات نے ایک نظر سب کو دیکھا.... اپنے لیے اسے سب کی نظروں
میں ترس نظر آیا۔ حور یہ اور ایمیل دونوں پریشانی سے اسے دیکھ رہی تھی
سب کی نظروں میں ترس تھا سوائے روحا کے جو تنزیہ نظروں سے اسے
دیکھ رہی تھی

... کائنات نے گہرا سانس بھرا

کائنات میں جو بول رہا ہوں سمجھ نہیں رہی کیا... دانیال کے سوال پہ
کائنات پھر خاموش

یہی دانیال کا غصہ جواب دے گیا

کائنات اگر تم نے اھلکے دو منٹ میں معافی نہیں مانگی تو میں تمہارے ساتھ
وہ کروں گا جو تمہاری سوچ سے بھی بدتر ہوگا

دانیال کی دھمکی پہ کائنات پھر خاموش تھی۔ اسکی انا بھی اڑے رہی تھی

دانیال نے غصے سے اپنے ہاتھوں کو زور سے ٹیبل پہ مارا

اتنی زور سے مارنے سے دانیال کا ہاتھ بہت برے طریقے سے زخمی ہو گیا۔

ٹھیک ہے اگر تم چاہتی ہو کہ یہ رشتہ قائم رہے تو معافی مانگو ورنہ میں یہی سب ختم کر دوں گا۔

کائنات کے کانپتے وجود کو دیکھتے ہوئے دانیال نے بہت سنگدل الفاظ ادا کیا۔
.. سب کی آنکھیں حیرت سے کھل گئی ہے

کائنات کی نظریں پہلی بار اٹھی تھی۔۔ اسی آنکھوں میں اس قدر بے یقینی تھی کہ شاید وہ بیان نہیں کر پاسکتی تھی

زلیخا بیگم کو حالات خراب ہوتے ہوئے نظر آئے تو انھوں نے جلدی سے کائنات کا بازو پکڑا۔

کائنات ابھی معافی مانگ لو وہ بہت غصے میں ہے کہی کوئی غلط قدم نہ اٹھا لے۔

زلیخا بیگم کی بات پہ کائنات نے ایک نظر انھیں دیکھا... اسکا دماغ اس وقت
... بالکل سائی سائی کر رہا تھا

اب اسے دانیال سے کسی بھی چیز کی امید تھی۔ اب تو اسے یہی لگ رہا تھا
کہ وہ اسے کھڑے کھڑے طلاق بھی دے دے گا... اس بات کی امید تو
اسے کبھی بھی دانیال سے نہیں تھی.. سرعام سب کے سامنے اس نے اسکا
تماشا لگایا تھا۔ پہلے تو اس نے اسے معاف کر دیا تھا ہر اب وہ اسے کبھی بھی نہ
معاف کرنے کا ارادہ کرتی آگے بڑی اور روحا کے سامنے جا کر کھڑی ہو گئی
تم جیت گئی ہو اور میں ہار گئی... اور جانتی ہو میں آج اپنی محبت کے ہاتھوں
ہاری ہوں.. ای اس چیز کیا امید میں دانیال سے نہیں کر سکتی تھی پر اب وہ
بھی ہو گئی.. میں تم سے معافی نہ مانگوں تو اس بات کو مدعا بنا کر مجھے کھڑے
..... کھڑے طلاق بھی دے دے گا

مجھے معاف کر دینا جو میں نے تمہارے ساتھ بد تمیزی کی اور تم پہ گلاس
_____ پھینکا.. مجھے ایسا نہیں کرنا چاہتی تھا... ایم سوری اور می

سامنے ہی شمس کھڑا اپنی بہن کو پکارنے لگا.. یہ اسکی بہن کے ساتھ کیا ہو رہا تھا.. وہ تو یہاں دائود صاحب کے فورس کرنے پہ آیا تھا پر یہاں تو اسکی بہن کی بے بسی کا مزاق بنایا جا رہا تھا

بھائی..... کائنات نے شمس کو دیکھا تو پتا نہیں کیسے اسے کب سے رکے آنسو باہر آئے.. اب اسے احساس ہو رہا تھا کہ اسکے لیے بولنے والا اسکا... بھائی اگیا ہے

کائنات روتے ہوئے شمس کے گلے لگی

دانیال نے ایک نظر اسکے کانپتے وجود کو دیکھا.. اسکا غصہ اب بھی ٹھنڈا نہیں ہوا تھا... شمس نے کائنات کو اپنے گلے سے لگایا. پیچھے ضاویا اور دائود صاحب کھڑے تماشا دیکھ رہے تھے

ہما بھی شمس کے ساتھ کھڑی تھی جبکہ شمس کائنات کو گلے لگائے لال آنکھوں سے دانیال کو گھور رہا تھا

زینجا بیگم بھی بہت ڈر گئی تھی انکے وہم گمان میں بھی نہیں تھا کہ شمس ایسے
... یہاں آجائے گا.. اب انھیں اندازہ تھا کہ بہت بڑا تماشا لگنے والا ہے

. کیونکہ شمس کا آنا کسی کے وہم گمان میں بھی نہیں تھا
شمس کائنات کو گلے لگائے کھڑا تھا جبکہ کائنات مسلسل کانپ رہی تھی..
شمس نے اس کے آنسو صاف کیے اور اسے اسے خود سے الگ کیا
گھٹیا آدمی زرا شرم نہیں آتی تمھیں کہ تمھاری بیوی ماں بننے والی ہے اور
تم یوں اسے کھڑے کھڑے زلیل کر رہے ہو.. کچھ تو لحاظ کرو ہر دوسرے
انسان کے سامنے تم میری بہن کو زلیل کرتے ہو... شمس غصے سے بھرا پڑا
. تھا تبھی دانیال کا گریبان پکڑے اس پہ چیخا

کچھ تمیز اور لحاظ اپنی بہن کو بھی سیکھایا ہوتا تو وہ آج یوں سب کے سامنے
زلیل نہ ہو رہی ہوتی.. دانیال کے سخت الفاظ وہاں موجود سب کو حیران کر
گئے..

.. کائنات کا دل بہت بری طرح ٹوٹا تھا

تمیز سے بات کرو کیا کیا ہے میری بہن نے جو یوں سرعام تم اسے طلاق کی
دھمکی سے رہے تھے ہاں... میاں بیوی میں ہزاروں معاملات ہوتے ہیں
پر اسکا یہ مطلب ہر گز نہیں کہ تم سب کے سامنے اسے طلاق کی دھمکی
.. دے دو

تمہاری بہن نے میرا جینا حرام کر رکھا ہے.. کیا اسے تم نے نہیں بتایا کہ
ساس ماں جیسی ہوتی ہے.. اسے اپنی ماں کی طرح سمجھا جاتا ہے نہ کہ اسے
ہر روز زلیل کیا جائے.. خیر اسے کیسے سمجھ ہو گی اسے کیا پتا کہ ماں کیسے
ہوتی ہے اس سے کیسے سلوک کرنا چاہیے اسکی تو ماں ہے ہی نہیں تبھی اسے
کچھ کیسے پتا ہو گا

..دانیال زبان سنبھال کر بات کرو

...ہاں جب تم دونوں بہن بھائیوں کو تمیز سیکھاؤ تو تم دونوں یہی بولتے ہو
دانیال غصے سے بولتا وہاں سے جانے لگا کیونکہ اسے اندازہ تھا کہ وہ بہت
سخت الفاظ بول رہا ہے اور اگر وہاں رکا تو خود کو مزید سخت بولنے سے روک
نہیں پائے گا۔

خبردار جو تم یہاں سے کہی گئے تو آج اس بات کا فیصلہ یہی ہوگا
شمس بھی جیسے آج سب کچھ فائنل کرنے والا تھا

کیا ہاں کیا فیصلہ کرو گے تم اب اس کے بدلے تم میری بہن کو ٹارچر کرو
گے۔

دانیال کی بات پہ ہما کا سارا وجود کانپ گیا
نہیں ہر کسی کو اپنے جیسا سمجھنے کی غلطی نہ کرو... میں کبھی بھی ہما کو نیچ میں
نہیں لائوں گا کیونکہ وہ میری بیوی ہے اور اسے میں کبھی بھی تکلیف نہیں
..دے سکتا کیونکہ اس سب میں وہ بے قصور ہے

..دیکھو شمس مجھے تم سے کوئی بحث نہیں کرنی

پر مجھے کرنی ہے تم کیسے میری بہن کو تکلیف دے سکتے ہونا جانے کب سے
میری بہن یہ سب برداشت کر رہی ہے اور تم کہہ رہے ہو کہ تمہیں بحث
نہیں کرنی.. تمہارے ساتھ جب میری بہن کی شادی ہوئی تھی تو کہی نہ
کہی مجھے شک تھا پر مجھے لگا کہ تم میری بہن سے محبت کرتے ہو اسے کبھی
بھی تکلیف نہیں دو گے ہر تم نے ثابت کر دیا کہ اگر بدلے کے لیے شادی
... کی ہے تو تم ہر حال میں بدلہ تو لو گے ہی

میں نے کبھی تمہارے بہن سے بدلہ لینے کی کوشش نہیں کی تمہاری بہن
.. نے مجھے خود اس حد تک بے بس کیا ہے کہ میں آج یہاں تک پہنچا ہوں
پوچھو اپنی بہن سے کیا وہ میری ماما کو پریشان نہیں کرتی.. آج تو اس نے .
میری کزن پہ اپنے غصے میں شیشے کا گلاس دے مارا.. خود بتاؤ گے اگر اسے
وہ ہٹ کر جاتا تو کون جواب دہ ہوتا اور اپنی غلطی ماننے کے بجائے کائنات
الٹا اس پہ الزام لگا رہی ہے کہ اس نے کائنات پہ وار کیا..... شروع دن

سے کائنات ماما سے بد تمیزی کرتی تھی۔ میں نے اسے اتنا سمجھایا ہر نہ تو
..... کائنات سمجھی اور نہ ہی اس نے میری بات کو کبھی بھی اہمیت دی
کیا مانگا تھا میں نے کائنات سے صرف اتنا ہی ناں کہ میری ماما کا خیال رکھے
انکی عزت کرے پر نہیں کائنات کو صرف اپنی انا سے مطلب ہے باقی سب
... جائیں بھاڑ میں

۔ دانیال غصے سے چلایا

زلیخا بیگم کو شدید شرمندگی ہو رہی تھی۔ آج انکی وجہ سے انکے بچے کا گھر
..... خطرے میں پڑ چکا تھا اور انکی ساری باتیں جھوٹ پہ مبنی تھی
دائود صاحب نے غصے سے زلیخا بیگم کو گھورا انکے منع کرنے کے باوجود وہ
دوبارہ سے انکے رشتے کو آگ لگا چکی تھی

روحانہ تو بہت مزے سے سارا تماشا دیکھ رہی تھی کائنات کو زلیخا ہوتا دیکھ وہ
..... بہت خوش ہوئی تھی

کائنات کیا یہ بات سچ ہے کہ آپ نے آنٹی سے بد تمیزی کی ہے؟؟؟

... شمس نے کائنات کا بازو تھا متے ہوئے کہا

نہیں بھائی قسم لے لیں میں نے کبھی بھی آنٹی سے بد تمیزی نہیں کی انھیں
_____ میں پسند نہیں ہوں اسی لیے انھوں نے دانیال کو غلط

بس خبردار جو ایک لفظ بھی میری ماں کے خلاف بولا.. بہت برداشت کر لیا
میں نے زیادہ مسئلہ ہے میری ماں کے ساتھ تو ابھی کے ابھی نکلو میرے
.... گھر

دانیال نے اگے بڑ کر اسکا بازو تھا مناجا جب اسکا ہاتھ شمس نے زور سے
جھٹک دیا

دوبارہ ہاتھ نہ لگانا میری بہن کے ساتھ اور جہاں تک رہی اس گھر میں رہنے
کی بات تو ایک منٹ بھی میں اپنی بہن کو تمھارے ساتھ نہیں رہنے دوں
گا۔

ہاں کے کر جائو اسے اور اچھے سے سمجھاؤ اسے.. اگر اس گھر میں رہنا ہے تو
_____ میری ماں کی عزت کرنی ہوگی اور

تمہارے پاس کیا ثبوت ہے کہ کائنات نے تمہاری ماما کے ساتھ بد تمیزیاں
کی ہیں ہاں... یقیناً یہ سب تمہیں تمہاری ماما نے بتایا ہو گا اگر تم انکی بات پہ
یقین کر سکتے ہو تو کائنات کی تمہاری زندگی میں زرہ برابر بھی اہمیت نہیں
.... ہے جو تم نے ایک بار بھی اسی باتیں سننا مناسب نہیں سمجھا
شمس کی بات دانیال پہ اثر انداز ہو رہی تھی پر وہ اپنی ماں پہ بہت یقین رکھتا
تھا۔

تو مجھے بتاؤ گے اگر تمہاری ماں ہوتی اور ہما تمہاری ماں کے ساتھ ایسا
سلوک کرے ی تو تم کیا کرتے یا پھر اگر تمہاری ماں تمہیں یہ کہتی کہ ہما
ان سے بد تمیزی کرتی ہے تو تم انہیں جھوٹا بولتے کیا؟؟؟
... دانیال کی بات پہ شمس تنزیہ ہنسا

اگر میری ماں بھی مجھے بولتی ناں تو میں پوری تحقیق کرتا کیونکہ بے شک وہ
میری ماں ہوتی پر ہما میری بیوی تھی اگر وہ اس بات سے انکار کر رہی ہوتی

کہ میں نے ایسا کچھ نہیں کیا تو پھر میرا پورا حق بنتا تھا کہ میں ثبوت اسے
... سامنے رکھتا تھا کہ یہ دیکھو یہ تم نے میری ماں کے ساتھ بد تمیزی کی ہے
ماں کبھی بیوی کی جگہ نہیں لے سکتی اور بیوی کبھی ماں کی جگہ نہیں لے
سکتی... ہر ایک کا اپنا اپنا مقام ہے اور میں اپنی بہن کو اچھے سے جانتا ہوں وہ
کبھی بھی آنٹی سے بد تمیزی نہیں کر سکتی.. تم سے جڑی ہر چیز سے اس نے
محبت کی اور تم یہ بول رہے ہو کہ تمہاری ماں کو میری بہن برداشت نہیں
کرتی..

دانیال ہر رشتے کا اپنا مقام ہوتا ہے پر میں تم جیسے انسان کو کیا ہی سمجھا سکتا
ہوں جس انسان نے اپنی پریگنٹ بیوی پہ ہاتھ تک اٹھا دیا یہاں تک کہ
اسے طلاق کی دھمکی تک دے دی اس انسان کو یہ سب باتیں تھوڑی نہ
... سمجھ جائیں گی

. شمس نے کائنات کا ہاتھ تھاما اور اسے اپنے ساتھ لے کر جانے لگا
... دیکھو بیٹا ایسے فیصلے نہیں کیے جاتے یہ سنگین معاملات ہوتے ہیں

دانود صاحب بیچ میں بول پڑے... انکل مجھے کم سے کم آپ سے اسچی کی
ہر گز بھی امید نہیں تھی... آپ کے ہوتے ہوئے دانیال میری بہن کو
ٹارچر کرتا رہا۔ جھگڑے ہر گھر میں ہوتے ہیں خاص کر میاں بیوی میں پران
جھگڑوں کی وجہ سے یوں سب کے سامنے تماشے نہیں بنائے

جاتے... آپ لوگوں کو بتاتا چلوں کہ میری بہن مجھ پہ ہر گز بوجھ نہیں ہے
..... وہ واپس جا رہی ہے اپنے گھر

کائنات کب سے کھڑی دانیال کو دیکھ رہی تھی.. دانیال کے رویے نے آج
اسے اندر تک گھائل کر دیا تھا.. یہ کچھ ایسے زخم تھے جو شاید کبھی بھی نہ
..... بھرنے والے تھے

ٹھیک ہے اگر تم فیکھنا چاہتے ہو ناں کہ تمہاری بہن کس قدر چالاک ہے تو
میں تمہیں دیکھاتا ہوں.... دانیال کی آواز پہ سب نے دانیال کو دیکھا جسکا
غصے سے برا حال تھا... اسکا دماغ اس بات کو ایکسپٹ نہیں کر رہا تھا کہ
.... کائنات بے گناہ ہے کیونکہ وہ اسے بہت ساری سزائیں دے چکا تھا

یہاں کھڑے ہر انسان سے پوچھ لو تمہاری بہن روحا کو ویسے ہی پسند نہیں کرتی تھی۔ کائنات نے کتنی بار روحا پہ الزام لگائے ہیں میں جانتا ہوں کہ کائنات مجھے لے کر بہت حساس ہی تبھی وہ کسی کو بھی برداشت نہیں کر پائی پر اسکا یہ مطلب نہیں کہ وہ ایسے ہی کسی کو بھی بے عزت کرے....

اور

اپنی بکو اس کو بند کر و اور مجھے ثبوت دکھائو..... سٹمس بھی زیادہ دیر اس پہ اپنا .. دماغ خرچ نہیں کرنے والے تھا

ٹھیک ہے ہم ابھی کے ابھی کیمرہ میں چیک کر لیتے ہیں تو دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہے۔ جائے گا

دانیال نے بولتے ہی نجانے کس کو کال کی اور اسے آج کے دن کچن کے کیمرہ کی ریکارڈنگ مانگی... کائنات کو دانیال سے سخت نفرت محسوس ہو رہی ہے تھی

کیمرہ کا سننا تھا کہ روحامیڈم نے کانپنا شروع کر دیا۔ اس کے تو وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ اس گھر میں کیمرے بھی لگے ہوئے ہیں بلکہ یہ بات گھر کے زیادہ بندوں کو ہتا نہیں تھی صرف دانیال ضاویار سلطان جانتے تھے زلیخا بیگم بھی ڈر رہی تھی۔ انھیں اتنا تو یقین تھا کہ گلاس تو کائنات نے روحا پہ مارا ہے پر انھیں ڈر تھا کہ کہی ان کی ریکارڈنگ سامنے نہ آجائے۔ انھوں نے بھی ایک دو بار کائنات کے ساتھ سختی کی حدھی کہی وہ سامنے نہ آجائے۔

ایک بات یاد رکھنا اگر کائنات غلط پروو نہیں ہوئی تو دوبارہ مجھے کائنات کے..... اس پاس بھی نظر مت آنا

تم ہوتے کون ہو مجھے یہ بتانے والے کہ میں اس کے قریب نظر آؤں یا نہیں.. اؤں

دانیال بھی یہ کہاں برداشت کر سکتا تھا کہ کوئی اسے کائنات کے معاملے میں روکے

میں اسکا بھائی ہوں اور تم نے اس کے ساتھ جو کیا اس کے بعد تو تمہیں
.. کائنات سے دور ہی رہنا چاہیے

... ابھی دانیال مزید کچھ بولتا کہ اسکے فون پہ میسج آیا

.. اس نے ٹی وی آن کیا تو اس کے سسٹم پہ پہلے سے ہی ویڈیو موجود تھی

.... سارے گھر والوں کی نظریں اس وقت ٹی وی پہ تھی

حوریہ کو سلطان نے صوفے پہ بٹھایا تھا کیونکہ وہ زیادہ دیر کھڑی نہیں رہ

. سکتی تھی... اب نجانے کیا ہونے والا تھا

دانیال کو بار بار ایک ہی بات پریشان کر رہی تھی.. کائنات کے چہرے پہ

کسی قسم کا کوئی خوف نہیں تھا جبکہ روحا کے تو پسینے چھوٹ رہے تھے....

کائنات اب بالکل خاموش ہو گئی اسے اپنی حیثیت کا اندازہ ہو گیا تھا۔ ایسے

رشتے کا کیا فائدہ جس میں وہ وڈیو دیکھ کر اسکا یقین کرتا.. اس نے تو ایک بار

. بھی اسکا یقین نہیں کیا

وڈیو پلے ہوئی تو دانیال نے اسے تھوڑا اگے کر دیا کیونکہ یہ صبح کا منظر دکھا
... رہا تھا جب ملازمہ ناشتا بنا رہی تھی

کچھ گھنٹے پہلے کا منظر پلے ہوا جہاں دیکھا جتن سکتا تھا کہ کائنات کوئی پتید
... گیس پہ چڑھائے اپنے لیے کچھ بنا رہی تھی جب روحا کچن میں آئی
اب تو روحا کا سارا وجود کانپ رہا تھا

روحا کچن میں آتے ہی کائنات سے کچھ باتیں کر رہی تھی جب کچھ باتوں
کے بعد روحا نے غصے میں مار بل پہ رکھا گلاس اٹھایا اور کائنات کو مار دیا...
سب پر ایک سکتا طاری ہو گیا

کائنات کی نظریں دانیال پہ ہی تھی جن میں بے یقینی وی تھی.. وہ اپنی ماں
کو ہی دیکھے جا رہا.. اسکے دماغ میں اس وقت ساری پرانی باتیں گردش کر
.. رہی تھی

دیکھ لیا کیا ہوا تھا اور کیا نہیں... جن پہ تم بھروسہ کر رہے تھے ناں وہی تم۔
سے جھوٹ بول رہے تھے.. اب میری بہن کے اس پاس بھی نظر مت
.. آنا

شمس اتنا بولتا وہاں سے جانے لگا۔ دانیال کی نگائیں اب بھی اپنی ماں پہ تھی..
اسکی بے یقین نظریں دیکھ زلیخا بیگم جلدی سے آگے بڑھی
بیٹا قسم لے لو روحا نے مجھے ایسا بولا تھا اور اس نے تو اپنی ماں کی قسم کھائی
.. تھی میرے وہم گمان میں بھی نہیں تھا کہ وہ جھوٹ بول رہی ہے
زلیخا بیگم دانیال کو مطمئن کر رہی تھی کیونکہ اب حالات بہت خراب
... ہونے والے تھے

تم روحا شرم نہیں آئی تم۔ نے کائنات پہ حملہ کر فیا اتنا بھی نہیں سوچا سکے
.. بچے کو کوئی نقصان پہنچ سکتا تھا

سلطان نے پاس کھڑی روحا کو غصے سے کہا

.. روحا پہ سارا الزام آرہا تھا

..امی آپ نے پہلے بھی مجھ سے جھوٹ بولا ناں

دانیال کی آواز میں اس قدر دکھ تھا جسے وہاں کھڑا ہر انسان محسوس کر سکتا تھا...

بیٹا میں قسم کھا کہ کہتی ہوں مجھے نہیں ہتا تھا کہ یہ جھوٹ بول رہی ہے.. یہ مکار لڑکی مجھے اندازہ نہیں

بس کریں مجھے مکار بول رہی ہیں تو ایک نظر خود کی طرف دیکھ لیں مجھ سے بڑی مکار تو آپ ہیں بلکہ آپ سے بڑا مکار کوئی نہیں ہو سکتا.. آپ تو وہ ناگن ہیں جس نے اپنے بچوں کو ڈس دیا.. آپ نے خود مجھے یہاں بلایا تھا آپ نے مجھے یہ امید دی تھی کہ دانیال مجھ سے شادی کر لے گا.. آپ اسے کسی بھی طرح کائنات سے دور کر دیں گی اور اسکے لیے آپ نے بہت بار کوشش بھی آپ نے دانیال کے کان بھرنا شروع کر دیے جس کی وجہ وہ کائنات کو ٹارچر کرتا تھا پر آپ تو کچھ بڑا کرنا چاہتی تھی.. آپ نے تو یہ

تک کہا تھا کہ میں کائنات کو رستے سے ہٹا دوں گی اگر اسے مجھے اپنے بیٹے کی
... زندگی سے نکالنا پڑے

اب چونکہ روحا کی پول کھل گئی تھی تبھی وہ زلیخا بیگم کو بے نقاب کر رہی
.. تھی

اسکی باتیں شمس کے دل میں مزید نفرت بھر گئی... یہاں تو اسکی بہن کو
رستے سے ہٹانے کی پلیننگ ہو رہی تھی

زلیخا بیگم کا تو بے یقینی سے برا حال تھا جس لڑکی کے لیے انھوں نے اتنا کچھ
... کیا آج وہ سب کے سامنے انکار از فاش کر گئی

جھوٹ بول رہی ہے یہ میں کیوں اپنے بیٹے کی زندگی برباد کروں گی یہ اپنا
.. کیا چھپانے کے لیے مجھ پہ الزام لگا رہی ہے

...، زلیخا بیگم کی بات پہ روحا ہنسی

سب ہی کو زلیخا بیگم سے ایسی امید نہیں تھی.. دائود صاحب کو صرف
. دانیال کی فکر تھی کیونکہ اس کے غصے سے انھیں خود خوف آتا تھا

..سلطان کو تو اپنی امی سے ایسی امید بالکل نہیں تھی

ہتا تھا مجھے جو عورت اپنے بچے کی نہیں ہوئی وہ میری کیسے ہوگی تبھی میرے

پاس ثبوت ہیں..... آپ پہ مجھے بلکل بھروسہ نہیں تھا میں جانتی تھی کہ

اگر ہم پکڑے گئے تو آپ سارا الزام مجھ پہ ڈال دوگی تبھی میں نے آپ کی

ہر بات ریکارڈ کی ہوئی ہے.... روحانے اپنا فون کھولا اور کچھ سرچ کرنے

کے بعد اسنے وہاں وائس ریکارڈنگ کھول دی جس میں زلیخا بیگم اسے بتا

رہی تھی کہ وہ دانیال کو جھوٹ بتا کر کائنات سے بدگمان کر رہی ہیں.....

..... دانیال کے سر میں بہت زور زور سے ٹھیسیں آٹھ رہی تھی

امی یہ سب کیا یہ آپ ایسا کر سکتی ہیں میں کبھی سوچ بھی نہیں سکتا تھا آپ

.... نے اپنی ناپسیندگی میں دانیال بھائی کی زندگی برباد کر دی

...سلطان کا تو غصے سے برا حال تھا

حوریہ اور ایمیل خود خاموش تھی انھیں کائنات پہ ترس آرہا تھا اس بیچاری

...کی اس سب میں غلطی کہاں تھی..... وہ تو دانیال کے غصے کا نشانہ بنی

بیٹا میں مانتی ہوں میری غلطی ہے مجھ سے غلطی ہو گئی.... پر بیٹا جب سے

مجھے ہتا چلا کہ کائنات ماں

بس کر دیں آنٹی اور کتنا جھوٹ بولیں گی آپ.. آپ جیسے ٹاکسک لوگوں
میں میری بہن بیچاری اتنے عرصے سے پار ہی ہے... آپ یہی چاہتی تھی
ناں کہ میری بہن آپ کے بیٹے کی زندگی اے چلی جائے تو آج میں اپنی بہن کو
..... کے کر جا رہا ہوں آپ رہیں اب سکون سے یہاں

. شمس نے کائنات کا ہاتھ تھاما اور اسے لیے وہاں سے نکلنے لگا

شمس بیٹا یہ فیصلے

انکل پلینز کچھ بھی مت بولیں میرا دماغ پہلے ہی بہت خراب ہے جب آپ کے
بولنے کا وقت تھا کاش کہ تب آپ نے کچھ بولا ہوتا... اگر آپ نے تب
... کچھ نہیں بولا تو اب بھی کچھ مت بولیں

... اس قدر نفرت بھری ہے آپ لوگوں میں

..... شمس دائود صاحب کو ٹوکتا کائنات کو لے کر وہاں سے چلا گیا

ایمل بھی اس بے ساتھ ساتھ چلی آئی... دانیال اپنا سر تھامے صوفے پہ
... بیٹھا تھا... اس نے ایک لفظ بھی اپنی زبان سے نہیں کہا تھا
اسکا دماغ اس وقت کسی بھی چیز کو ایکسپٹ نہیں کر رہا تھا.... اسے تو یہ
... سمجھ نہیں لگی کہ کائنات چلی گئی

سب اس وقت بالکل خاموش تھے... افسوس ہے کہ ایک لڑکی اس گھر کی
بہو تھی اس کے ساتھ یہ سب ہوتا رہا اب تو مجھے لگتا ہے کہ کہی میں نے
حور یہ کو یہاں لا کر کوئی غلطی تو نہیں کر دی کہی اسے بھی کوئی نقصان پہنچا
... دے

سلطان نے غصے سے کہا اور کمرے میں چلا گیا.. اپنے ساتھ وہ حور یہ کو بھی
.. کے کر آیا تھا

زلیخا بیگم کو اپنے بچوں کی یہ باتیں تکلیف دے رہی تھی پر وہاں موجود کسی
.... بھی انسان کی تکلیف کائنات اور دانیال سے زیادہ نہیں تھا

انھوں نے دانیال کو دیکھا جو اپنا سر تھامے بیٹھا تھا.. ضاویار آگے بڑھا اور
دانیال کے کندھے پہ ہاتھ رکھا... بھائی پلینز پریشان نہ ہوں سب ٹھیک ہو
... جائے گا

.... ضاویار کی بات پر دانیال کچھ نہیں بولا

.. ضاویار نے دائود صاحب کو دیکھا جو خود بہت پریشان تھے
دفعہ ہو جائو یہاں سے اس سے پہلے کہ میں تمہیں جیل میں ڈال دوں اور
دوبارہ ادھر نظر بھی آئی تو کوئی لحاظ نہیں کیا جائے گا کسی کا گھر تباہ کر دیا ہے
... تم نے

ضاویار نے روحا سے کہا جو جلدی سے وہاں سے نکل گئی..... ایمیل بھی
اپنے کمرے میں چلی آئی اسکا زرہ دل نہیں کیا زلیخا بیگم کو کوئی سہارا دینے
کا.....

شمس نے کائنات کو گاڑی میں بیٹھا یا وہ فرنٹ سیٹ پہ بیٹھی اسکی آنکھوں
.... میں کوئی آنسو نہیں تھے

ہما بھی خاموشی سے گاڑی میں آکر بیٹھ گئی.. وہ خود بہت ڈری ہوئی تھی کہی
.. شمس غصے میں اسے کچھ نہ کہہ دے

کتنی خوش تھی وہ آتے وقت کہ کائنات ایمل اور اب تو اپنی نئی بھا بھی سے
ملے گی انھیں اپنے ماں بننے کا بتائیے گی پر یہاں تو اسکے گھر والوں نے
.... کائنات کو اتنی تکلیفیں دی ہوئی تھی

.... شمس بہت غصے میں تھا اب نجانے کیا ہونے والا تھا

شمس نے گاڑی اپنے گھر کے سامنے روکی اور کائنات کا ہاتھ تھاتا اندر کے کر
آیا جہاں گوہر صاحب رات کی چائے پہ تھے تھے.. شمس کو کائنات کے
ساتھ اتنا دیکھ وہ ایک پل کو حیران رہ گئے.. کائنات ہمکی حالت دیکھ انکا دل
کانپ گیا... اسکی سوجی ہوئی آنکھیں انھیں جو اشارہ دے رہی تھی وہ ایسا
... سوچنا بھی نہیں. چاہتے تھے

ہما اور شمس کو وہاں گئے تھے رات کے کھانے کے لیے اور اتنی جلدی واپس
.. آ گئے

کائنات میری بچی... گوہر صاحب کا اتنا بولنا تھا کائنات انکے گلے لگے بری
... طرح رونے لگی... اسکا پورا وجود ہچکولے کھا رہا تھا

... کیا بات ہے بیٹا کیوں رورہی ہو۔ مجھے بتاؤ تو سہی

... گوہر صاحب کی باتوں پہ وہ مزید رونے لگی

کچھ نہیں بابا اچھا ہوا جو میں آج وہاں چلا گیا اور ان لوگوں کا اصل چہرہ
میرے سامنے آگیا... وہاں اسے ٹارچر کیا جا رہا تھا اور یہ سب برداشت ک
رہی تھی.. اس دانیال کے حوالے کیا تھا آپ نے اسے ہاتھ اٹھاتا تھا وہ اس
... پہ..... اپنی ماں کی باتوں میں اتنا وہ اسے ٹارچر کرتا تھا

گوہر صاحب کا منہ حیرت اور بے یقینی سے کھل گیا ایسا کیسے ہو سکتا تھا

... انھوں نے تو بہت مان سے اسے دانیال کے حوالے کیا تھا

شمس ایک ایک لفظ انھیں بتا چکا تھا.... گوہر صاحب تو ایسا کبھی سوچ بھی
... نہیں سکتے تھے

ہما وہی کھڑی تھی وہ خود کو قصور وار سمجھ رہی تھی... اسے رونا بھی بہت اراہا
.... تھا... گوہر صاحب کے سمانے اسے بہت شرمندگی ہو رہی تھی
اب نجانے اگے کیا ہونے والا تھا.. وہ تو شکر تھا جو ابھی ناظمین بیگم سوئی
... ہوئی تھی ورنہ وہ نجانے کتنا بڑا تماشا کرتی

کائنات کو گوہر صاحب اور شمس چپ کر واچکے تھے.. جب وہ رونا شروع
... ہوئی تو پھر چپ ہی نہیں ہو رہی تھی
شمس اور گوہر صاحب اسے زبردستی دوائی کھلا کر سلا چکے تھے ہر یہ انکی
... بھول تھی کہ وہ سو گئی ہے
گوہر صاحب اس وقت شمس کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے.. ہما بھی انکے پاس
ہی موجود تھی

اس دانیال نے یہ سلسلہ دیا مجھے.. مجھے لگا وہ میری بیٹی کو خوش رکھے گا پر اسے
... تو زہرہ برابر بھی احساس نہیں کہ اس نے کتنا غلط کیا میری بیٹی کے ساتھ
بابا آپ پریشان نہ ہوں آپ کی طبیعت خراب ہو جائے گی.. شمس نے انکے
..... کندھے پہ ہاتھ رکھے انھیں حوصلہ دیا

ہمم کائنات کی فکر ہے جانتا ہوں وہ کتنی پریشان ہوگی اور نجانے یہ سب
کب سے چل رہا تھا کب سے میری بچی یہ سب برداشت کر رہی تھی
... گوہر صاحب شاید اس دکھ سے باہر آنے والے نہیں تھے
بابا فکر مت کریں میں کہہ رہا ہوں ناں سب ٹھیک ہوگا... اور اللہ کا شکر
ہے جو ہمیں ابھی ابھی سب پتا چل گیا

... ہم ٹھیک ہے بیٹا آپ بھی جا کر ریسٹ کرو ہما بھی تھک گئی ہوگی
گوہر صاحب اتنا بولتے کمرے میں چلے گئے
شمس اٹھتا اپنے کمرے میں چلا گیا

ہما کو تو اب بالکل رونا رہا تھا۔۔ اسے لگ رہا تھا کہ شمس اس سے ناراض ہو چکا ہے۔

وہ جلدی سے کمرے میں گئی جہاں شمس اپنے لیپ ٹاپ لیے بیٹھا تھا۔۔ وہ بیڈ پہ ادھا لیٹا ادھا بیٹھا والی کیفیت میں تھا

ہما اندر آئی اور اسکے پاس بیٹھ گئی۔۔۔ شمس جانتا تھا کہ عہ اس وقت غصے میں ہے تبھی وہ اس سے کوئی بات نہیں کر رہا تھا کہ کہی وہ اسے کوئی تکلیف نہ پہنچا دے۔

اس نے ہما کو اگنور کر دیا اور اپنے کام میں مصروف ہو گیا۔
ہما اسے دیکھتی رہی جب کافی دیر تک شمس نے اس سے کوئی بات نہیں کی تو وہ وہی بیٹھی رونے لگی۔۔۔ اسکی سسکیاں سنتا شمس نے اپنا سراٹھایا تو وہ سامنے بیٹھی روئے جا رہی تھی

ہما کیا ہوا ہے کیوں رو رہی ہو؟؟؟

شمس کو سمجھ نہیں آئی کہ کیا وجہ ہے جو وہ رونے لگی کیونکہ اسے تو اسے کچھ
بھی نہیں کہا تھا۔

ایم سوری شمس میں جانتی ہوں کہ بھائی نے بہت غلط کیا ہے پر آپ پلیز مجھ
.. سے ناراض مت ہوں... میں خود بھائی سے ناراض ہوں
.. ہما کی بات پہ شمس نے گہرا سانس بھرا

اس نے لیپ ٹاپ کو سائیڈ ٹیبل پہ چھوڑا اور ہما کا بازو تھامے اسے اپنے
... قریب لٹایا

جو کچھ بھی ہوا اس سب میں تمہارا تو کوئی قصور نہیں ہے تم نے تھوڑی ناں
دانیال کو یہ سب کرنے کو بولا تھا تو پھر تم کس بات کی معافی مانگ رہی
.... ہو

.. شمس نے اس کے بالوں کو کھولا

شمس آپ بہت غصہ تھے ناں مجھے لگا جو سب بھائی نے کائنات کے ساتھ کیا
_____ وہ آپ میری ساتھ

ایسا سوچا بھی کیسے میں تمہیں تکلیف نہیں دے سکتا... اور ویسے بھی ہر کوئی دانیال نہیں ہوتا.. تم میری بیوی ہو تمہاری پہچان مجھ سے ہے میں بھلا کیوں اپنی بیوی کو تکلیف دوں گا اور ابھی میں بہت تھکن کا شکار ہوں اس انسان کا نام لے کر میں اپنا موڈ مزید خراب نہیں کرنا چاہتا.... اور جہاں تک بات رہی کائنات کی تو انشاء اللہ اب جو بھی ہو گا بہتر ہی ہو گا۔

شمس اتنا بولتا کہ لبوں پہ جھک گیا... وہ واقعی اس وقت تھکن کو شکار تھا.. اپنی بہن جس کو اس نے کبھی کوئی تکلیف نہیں دی تھی اسے اس حال میں دیکھ اسے لگا جیسے اس نے صدیوں کی مسافتیں طہ کی ہیں اس وقت وہ اس کے وجود سے سکون حاصل کرنا چاہتا تھا.. ہمارا اس کا دکھ سمجھ سکتی تھی اسے خود دانیال پہ بہت غصہ تھا۔ وہ کیسے اپنی بیوی کو مار چر کر سکتا تھا۔

... ہمارے اپنے بازو اس کے گلے میں ڈالے اسے سکون پہنچانا شروع کر دیا۔ شمس اسکی گردن کو چومتا تو کبھی کاٹتا.. نہ چاہ کر بھی اس میں کچھ غصہ تھا جو اس کے عمل میں ظاہر ہو رہا تھا پر ہمارے کسی صورت بھی روکنے والی نہیں

تھی وہ جانتی تھی اس وقت اسکا ایسا کوئی بھی عمل انکے رشتے کو متاثر کر سکتا تھا..

... اس کے سینے پہ جھکا وہ وہاں کاٹ رہا تھا

ہمانے اس کے بالوں پہ ہاتھ گھمایا تعشس نے اس کے ہاتھوں کو مضبوطی سے تھاما .. اور دونوں ہاتھوں کو ملائے اس کے سر کے اوپر رکھے انھیں لاک کر چکا تھا ہما کو بے لباس کرتا وہ اس کے پیٹ پہ کاٹنے لگا.. ہما سسک رہی تھی چاہ کر بھی . وہ اسے تکلیف سے روک نہیں پور ہی تھی

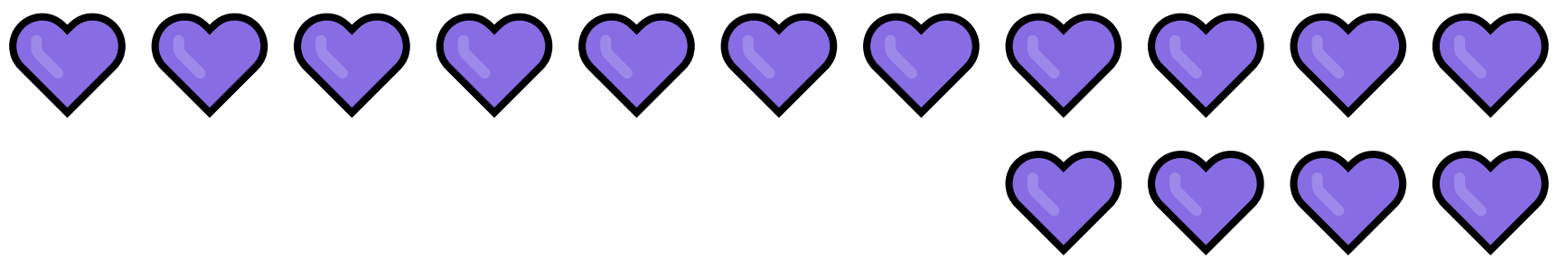
اس کے پیٹ پہ اپنے دانتوں کو رکھنے لگا جب اسے احساس ہوا کہ اسکا بچہ اسی پیٹ میں تھا جسے وہ کاٹنے لگا تھا... اس احساس کا انا تھا کہ اس نے نرمی سے ... وہاں اپنے لبوں کا رکھا

پھر اٹھتا وہ ہما کے لبوں کو اپنے لبوں میں لیتا اس کے ٹانگوں کو سنبھالے خود کو ... اس میں شامل کر گیا

ہما کی سسکیاں پورے کمرے میں گونج رہی تھی... شمس کے انداز میں
بہت محبت تھی.. دونوں ایک دوسرے میں مصروف ایک دوسرے کو
.. سکون پہنچا رہے تھے

کچھ دیر تک شمس اس سے الگ ہوا تو اسے بانہوں میں بھرے سونے کی
کوشش کرنے لگا.. اب وہ کافی حد تک ریلیکس ہو چکا تھا

ہما اس سے چھوٹی چھوٹی باتیں کر رہی تھی. شمس جانتا تھا کہ اسے کئی
خدشات ہیں تبھی وہ بھی محبت سے اس کے سوالوں کے جواب دے رہا
..... تھا



دانیال گھر سے کہی جا چکا تھا.. اس نے کسی بھی انسان سے کوئی بات نہیں کی
اور نجانے کہاں چلا گیا.. ضاویہ اس کے ساتھ جانے لگا تو دانیال نے اسے سختی
..... سے اپنے ساتھ آنے سے منع کر دیا

زلیخا بیگم تب سے بیٹھی رو رہی تھی جیسا انھوں نے کیا تھا اب وہ ویسا بھر رہی تھی۔

کوئی بھی بندہ ان سے بات نہیں کر رہا تھا انھوں نے کائنات کے ساتھ جو کیا تھا وہ واقعی بہت غلط تھا اگر آج غصے میں اگر وہ کوئی غلطی کر دیتا تو اس کا پچھتاوا اسے ساری زندگی رہنا تھا۔ یا شاید یہ پچھتاوے سے کئی بڑھ کر ہوتا۔
دانیال نجانے کہاں چلا گیا تھا کوئی نہیں جانتا تھا

دائود صاحب کمرے میں آئے تو زلیخا بیگم بیٹھی رو رہی تھی۔۔ دائود قسم لے لیں میرا یقین کریں مجھے بالکل اندازہ نہیں تھا کہ روحا مجھ سے اتنا بڑا جھوٹ بول رہی ہے مجھے لگا وہ سچ بول رہی ہے اس نے

بس کر دوزلیخا میں نے تمہیں پہلے بھی بہت بار بولا تھا کہ یہ چالیں چلنا بند کرو کبھی اگر یہ الٹی پڑ گئی تو منہ کے بل گروگی پرے م نے کیا کیا میری بات کو ایک کان سے سن کر دوسرے سے نکال دیا۔۔ تمہیں اندازہ ہے بھی ہے

کہ اس وقت دانیال پہ کیا بیت رہی ہو گی تمھاری محبت اور احترام میں اس
.... نے اپنا گھر برباد کر دیا اب تم خوش ہو جاؤ

.. ناجانے کہاں گیا ہے فون بھی نہیں اٹھا رہا

.. دائود صاحب کو زلیخا بیگم پر اس وقت سخت غصہ ا رہا تھا

دائود پلیز آپ کسی طرح دانیال کو لے کر آئیں میں خود اس سے معافی مانگو
گی جو وہ بولے گا میں مرو گی بلکہ میں کائنات کو ابھی کے ابھی گھر واپس لے
.. کرائوں گی

ہاں ایسا سوچنا بھی مت تمھیں لگتا ہے کہ اب شمس یا پھر گوہر صاحب اسے
واپس لانے دیں گے وہ دونوں ہم سے بہت غصہ ہیں اور مجھے نہیں لگتا کہ وہ
.. کائنات کو واپس لانے دیں گے

دائود میں معافی

کیا معافی تمھاری معافی کا اچار ڈالیں گے وہ لوگ.... ان کی بچی کو تکلیف
ہوئی ہے جس کی وجہ تم ہو نجانے تمھارے دماغ میں یہ خناس کون بھرتا
... ہے.. اب چپ کر کے لیٹ جاؤ مزید میں تم سے بحث نہیں کر سکتا
دائود صاحب کمرے سے باہر چلے گئے تو زلیخا بیگم وہی بیٹھی رونے لگی... وہ
تو شکر تھا کہ روحا کی سچائی پہلے ہی سامنے آگئی اگر وہ بچے کو کوئی نقصان پہنچا
.... دیتی تو پھر جو ہوتا وہ تو شاید کوئی بھی بندہ برداشت نہیں کر پاتا

.....

کائنات اپنے بیڈ پہ لیٹی سسک رہی تھی.. وہ اسکی زندگی کس دورا ہے یہ آکر
کھڑی ہو گئی تھی. دانیال سے تو وہ چاہ کر بھی نفرت نہیں کر سکتی تھی کیونکہ
وہ اسکی پہلی اور آخری محبت تھا... پر اب اسکے ساتھ بھی رہنا نہیں چاہتی
.. تھی

بار بار دانیال کی وہ باتیں دماغ میں کسی ہتھوڑے کی طرح لگ رہی تھی.. کیا
وہ اسکی زندگی میں اتنی بے مول تھی کہ سب کے سامنے اتنی سی بات پہ اس

نے اسے طلاق تک کی دھمکی دے دی۔ تھی... اگر آج وہ اس وقت معافی نہ مانگتی تو شاید ابھی اسکا اور دانیال کا کوئی رشتہ نہیں ہوتا.... اسکے دل میں.. جب بھی یہ خیال آتا اسے پھر سے رونا آنے لگتا

اپنے پیٹ پہ ہاتھ رکھا تو ایک الگ احساس محسوس ہوا.... اللہ کا شکر تھا جو.. اسکا بچہ محفوظ تھا.... اپنے بچے کو وہ کسی صورت بگی کھو نہیں سکتی تھی آئی ہیٹ یو دانیال میں جانتی ہوں آپ کو ابھی شاید پچھتاوا ہو رہا ہو گا پر اب... میں آپ کی کسی صورت بھی معاف نہیں کرنے والی آپ کو ایک بار بھی مجھ پہ یقین نہیں آیا بلکہ اس روحا کے بولنے پہ پکو یقین آگیا.. کتنی بار آپ نے مجھ پہ ہاتھ اٹھایا پر دانیال اج جو زلت میں نے سب کے سامنے سہی ہے اس کے لیے میں آپ کی کبھی بھی معاف نہیں کروں گی....

... شکر ہے آج بھائی آگئے ورنہ میں یہ سب کیسے سنبھالتی

پر اب اور نہیں اب میرے لیے میرا بچہ کافی ہے مجھے آپکی ضرورت نہیں
... ہے میں اب آپکی کبھی بھی معاف نہیں کروں گی

کائنات کی آنکھیں تو سو ج چکی تھی پر آنکھوں میں آنسو کے ساتھ ساتھ
ایک ویرانی سی تھی.. شاید دانیال کے رویے نے اسے سنگ دل بنا دیا
..... تھا

دانیال اس وقت اپنے فارم ہاؤس کے سوئمنگ پول کے پاس بیٹھا تھا...
اب اسکی حالت کس عاشق جیسی تھی... سوئمنگ پول کے پانی میں اسے
کائنات کا روتا ہوا اور بے یقین چہرہ نظر آیا تو آج شاید پچیس سال بعد وہ رو
دیا... اسکی آنکھوں سے آنسو تیزی سے بہ رہے تھے.. شاید آج اس نے
سب ختم کر دیا.. اسے ابھی بھی کائنات کے وہ چند الفاظ یاد تھے جو اس نے
روح سے معافی مانگتے وقت اسے بولے تھے.. دل اس قدر تکلیف میں تھا
کہ شاید وہ مرنے کے مقام پہ تھا... آج اسکی آنکھوں کے سامنے وہ
سارے منظر گھوم رہے تھے جب اس نے کائنات پہ ہاتھ اٹھایا جب اس

نے اسے اپنی ماں کے ساتھ بد تمیزی کی وجہ سے کائنات کو تکلیف دی..
اسے ابھی بھی یاد تھا کہ شادی کے بعد کے یہ پانچ ماہ کائنات کو اس نے کتنی
تکلیف دی تھی.. وہ تو اس کا محافظ تھا پر اسے محفوظ کرنے کے بجائے اس نے
کسی بھی بات کی ذمہ اسے کتنی تکلیف دی.... وہ کتنا کہتی رہی اسے کہ میں
..... دار نہیں ہوں ہر دانیال نے کیا کیا

محبت میں تو بھروسہ بھی ہوتا ہے تو پھر اس نے اس پہ بھروسہ کیوں نہیں
کیا بے شک وہ اپنی امی سے محبت کرتا تھا پر اسے ایک بار کنفرم کرنا چاہیے
.. تھا

دانیال کا زہن ابھی ماضی کو یاد کر کے پچھتا رہا تھا۔ وہ اسے ہمیشہ کہتی تھی کہ
دانیال مجھے کچھ دنوں کے لیے ماما بابا کے گھر چھوڑ دیں شاید ایسے ہی انکے بیچ
کی دوری اور غلط فہمیاں مٹ سکیں پر دانیال الٹا اسے ہی ڈانٹ دیتا تھا۔ یہ
کیسی محبت تھی اسکی کہ سارے گھر کے سامنے اس نے اسے زلیل کر کے

رکھ دیا۔ اب جب غصہ ٹھنڈا ہوا تھا اور دماغ سے اپنی ماں کی کہی باتوں کی پٹی
... اتری تھی تب اسے احساس ہو رہا تھا کہ آج وہ کتنی بڑی زیادتی کر گیا
اس نے تو انکے رشتے تک کا لحاظ نہیں کیا.. طلاق والی بات پہ تو دانیال خود
سے نظریں بھی نہیں ملا پایا.. شروع سے ہی اسکا غصہ اسکی کمزوری رہا کتنی
بار اس نے سائیکسٹرسٹ سے کچھ سیشن بھی لیے پر کوئی فائدہ نہیں ہوا پر آج
اسکا غصہ اسکے رشتے کو برباد کر چکا تھا.. دانیال کو احساس ہوا کہ ایسی حالت
میں وہ سے سب کے سامنے زلیل کرتا رہا اور قصور نہ ہونے کے باوجود اس
.. نے صرف اپنا رشتہ بچانے کے لیے روحا سے معافی تک مانگ لی
دانیال نے اپنا سر تھاما... اپنی کہنی سے اپنے آنسو صاف کرتا وہ کائنات کو یاد
... کرنے لگا

اپنی ماں سے اسے سخت نفرت سی ہو رہی تھی... انھوں نے کیسے اسکا گھر
. برباد کر دیا

جلدی سے فون نکالا اور پاگلوں کی طرح کائنات کو کال کرنے لگا پر اپنی
حرکت کا یاد کرتے وہ رک گیا... آخر کیا منہ دکھائے گا وہ گوہر صاحب کو.
کتنے مان سے انھوں نے. اسے اپنی بیٹی دی تھی جسے وہ کچھ ہی عرصے میں
... تقریباً زہنی مریض بنا چکا تھا

گیلری کھولی تو وہاں کائنات کے بے شمار فوٹو تھے جنہیں دیکھتا وہ پھر سے
..... رونے لگا

اس نے تو کائنات جو اسکی ماں کو کے کر بھی تانے مارے تھے کس قدر
تکلیف ہوئی ہوگی اسے حالانکہ وہ ماں کے پیار کے لیے کتنا ترسی تھی یہ بات
... دانیال سے بہتر کوئی نہیں جانتا تھا

یہاں کوئی نہیں تھا تبھی وہ رو رہا تھا ورنہ وہ اپنا آپ کسی پہ بھی ظاہر نہیں کرتا
... تھا

اب اس کے پاس پچھتاوے کے علاوہ کچھ نہیں تھا.. اللہ پاک نے مرد کو طلاق کا اختیار اس لیے دیا ہے کہ وہ عورت سے زیادہ سمجھ بوجھ رہتا ہے اور... اس سے زیادہ معاملہ فہم ہوتا ہے

.. مرد کو کبھی بھی کان کا کچا نہیں ہونا چاہیے

..... اکثر ایسے کان کے کچے مردوں کی جھولی میں پچھتاوے ہی آتے ہیں

.....

ضاویار کمرے میں آیا تو ایمیل بیٹھی رو رہی تھی... ایمیل تمھیں کیا ہوا ہے

... تم کیوں رو رہی ہو

.. ضاویار اسکے پاس بیٹھتا ہوا سوال کرنے لگا

ضاوی ماما نے کتنا غلط کیا.. انھوں نے کائنات کی زندگی برباد کر دی... اور

دانیال بھائی انھوں نے کیسے کائنات کو طلاق دینے تک کی دھمکی دے دی

کائنات کتنا محبت کرتی تھی پر بھائی نے ایک بار بھی اسکا بھروسہ نہیں

کیا... ضاویار اپو نہیں پتا پر اسے دانیال بھائی سے اتنی محبت ہے ناں کہ انکی

ہر چھوٹی سے چھوٹی چیز سے وہ۔ محبت کرتی تھی اور محبت کرنے والے سے
لاکھوں امیدیں بھی ہوتی ہیں پر دانیال بھائی نے اس کے ساتھ کیا کیا سب
کچھ توڑ رک رکھ دیا۔

وہ کتنا رو رہی تھی جب دانیال بھائی نے اسے وہ سب بولا اور کتنا بے یقین
... تھی وہ

.. ایمیل کائنات کی وجہ سے روئے جا رہی تھی

ایمل بات یہ نہیں ہے کہ بھائی اس سے محبت نہیں کرتے اور ایمیل یہ سب
جھوٹ ہے کہ بھائی اسے طلاق دیتے.. بھائی بے شک غصے میں تھے پر بھائی
... کبھی بھی ایس نہیں کرتے میں جانتا ہوں دانی بھائی کو

بھائی نے بہت غلط کیا انھوں نے صرف ماما کی بات سنی کائنات کی بات کو
اہمیت نہیں دی جو کہ واقعی غلط تھا... اب اس بات کا احساس انھیں ساری
.. زندگی رہے گا

.... ضاویار نے ایمیل کو گلے لگاتے ہوئے کہا اور اسکے آنسو صاف کیے

کائنات واپس آجائے گی ناں... اس کے سینے پہ اپنی تھوڑی رکھے وہ اس سے
.. سوال کرنے لگی

ابھی جو یہ سب ہوا ہے یہ نارمل تو نہیں ہے شمس غصے کا تیز ہے اور اب بات
تو اسکی بہن کی آگئی ہے تو ایسے میں اسکا غصہ جائز ہے... اس سب کو سہی
... ہونے میں وقت لگے گا

کچھ وقت بعد انشاء اللہ سب ٹھیک ہو جائے گا مجھے لگتا ہے انکا بچہ انکے بیچ آئی
.. یہ دوری ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ختم کر دے گا
. انشاء اللہ... ایمیل نے اس کے سینے پہ سر رکھے کہا

ضاویر ایمیل کو سلانے کے بعد خود دائود صاحب جے پاس چلا گیا جو اس
.... وقت بہت پریشان تھے... دانیال کا کسی کو کچھ پتا نہیں تھا

.....

حور یہ اس وقت سلطان کے کندھے پہ سر رکھے اس سے باتیں کر رہی تھی۔ سلطان جا ایک ہاتھ اسکے سر کے نیچے تھا جبکہ دوسرے ہاتھ سے وہ اسکے بالوں کو سہلارہا تھا۔

سلطان جی کائنات بہت اچھی ہے وہ ہمارا بہت خیال رکھتی تھی ہمیں وہ اور
ایمل بہت اچھی لگتی تھی ہر دانیال بھائی

ششش دانیال بھائی نے تو بہت غلط کیا پر زیادہ غلطی ماما کی بے ماما ایسا کرنے کا سوچ بھی کیسے سکتی تھی... حور یہ اگر بھائی کی بچے کو کچھ ہو جاتا یا کائنات کو کچھ ہو جاتا سوچو اس وقت کون زمرہ دار ہوتا دانیال بھائی کو کون سنبھالتا...
...انکا گھر ماما نے خراب کرنے کی کوشش کی ہے

...دانیال بھائی تو اب بھی کہی چلے گئے ہیں

حور یہ نے جلدی سے کہا

وہ ٹھیک ہیں اور انکا جود کھ ہے وہ ہم میں سے کوئی نہیں سمجھ سکتا وہ بہت تکلیف میں ہیں اور جانتی ہو اس وقت میں انکے پاس اسی لیے نہیں ہوں کہ

وہ غلطی پہ ہیں اور انکے پاس آپشن تھا جیسے آج۔ انھوں نے سب جے سمانے
کیمرہ چیک کر دیا وہ پہلے بھی ایس ہی کر سکتے تھے پر انھوں نے۔ خود سب
.. برباد کیا

میں جانتا ہوں اپنے بھائی کو انھیں اس وقت اکیلا رہنے کی ضرورت ہے تاکہ
..... انھیں احساس ہو سکے کہ انھوں نے کتنا غلط کیا ہے
سلطان کی بات پہ حوریہ بس سر ہلا گئی.. اسے کائنات کے آنسو یاد رہے
تھے۔

.... کس قدر تکلیف میں ہو گی وہ
..... اسے سوچتی سوچتی وہ گہری نیند میں چلی گئی

اس واقعہ کے بعد ہر طرف خاموشی ہی تھی دانیال ساری رات گھر نہیں آیا
دائود صاحب نے اسے بہت ڈھونڈا پر وہ انھیں کبھی نہیں ملا انھیں سلطان

نے مطمئن کیا تھا کہ وہ جہاں بھی ہے سیف ہے اسے وقت چاہیے اس
سب کو برداشت کرنے میں پر وہ نہیں جانتے تھے کہ اس بار گھائو بہت بڑا
.... تھا

دانیال ساری رات سگریٹ پیتا رہا.... اسکا دماغ بالکل مائوف ہو چکا تھا۔ وہ
... ایک بہت ہی الگ فیر میں داخل ہونے چکا تھا

کل رات کو وہ جس جگہ آکر بیٹھا تھا ابگی کے ک اسی جگہ بیٹھا تھا اور اس
.... دوران وہ مسلسل سگریٹ پیتا رہا

... صبح کے تقریباً پانچ بجے وہ گھر آیا

گھر میں اس وقت کوئی بھی موجود نہیں تھا۔ اپنے کپڑے لیے وہ شاور لینے
.. چلا گیا

جب وہ واپس آیا تو اسکی آنکھیں تب بھی سو جی ہوئی تھی.. اپنے کپڑے
پہنتا وہ کمرے سے باہر چلا آیا.... وہ نیچے آیا جہاں دائود صاحب بیٹھے

.. ہوئے تھے

دانیال بیٹا اب کس وقت آئے ساری رات مجھے آپکی فکر رہی ایک بار بتاتو
..دیتے

...دائود صاحب دانیال کو دیکھتے ہی اس کی طرف آئے

اس وقت وہاں پہ حوریہ اور سلطان کو چھوڑ کر سب موجود تھے... وہ

...دونوں شاید ابھی تک جاگے نہیں تھے

ٹھیک ہوں میں.... بابا آپ کو پتا تھا کہ ماما مجھ سے کائنات کو کے کر جھوٹ

بول رہی ہیں؟؟؟؟

دانیال کے سوال پہ وہاں ایک پل کو خاموشی چھا گئی... زلیخا بیگم جو اسے

...دیکھ کر رونے لگی تھی

_____ دانیال بیٹا یہ کیسی باتیں کر رہے ہو مجھے

.... بابا پکو ہتا تھا کہ نہیں

...دانیال نت انکی بات کاٹ دی

دانیال جب مجھے پتا چلا میں نے تمھاری ماں کو منع بھی کیا تھا... میں نے
اسے بہت سمجھایا کہ وہ تمھاری خوشیاں برباد کر رہی ہے پر تمھاری ماں نے
_____ میری بات نہیں سنی پر

پر کیا بابا کیا آپ ایک بار بھی مجھے نہیں بتا سکتے تھے.... آپ کم سے کم مجھے
بتا دیتے کہ دانیال تمھاری ماں تمھیں غلط باتیں بتاتی ہے جنکا کوئی وجود ہی
نہیں ہے پر آپ بھی اس سب میں شامل ہو گئے... بابا کیا پکو ایک بار بھی
احساس نہیں ہوا کہ میرے بیٹے کا گھر تباہ ہو رہا ہے میں کم سے کم اسے ایک
بار تو بتائوں کہ دانیال اپنی ماں کے کہے کو مت مانو وہ جھوٹ بول رہی ہے پر
نہیں بابا آپ نے بھی انکا ساتھ دیا.... اگر آپ چاہتے تو سب ٹھیک ہو سکتا
تھا پر کہیں نہ کہیں آپکے دل و دماغ میں کائنات کو لے کر نفرت تھی کیونکہ ا
... سکے بھائی نے آپکی بیٹی کے ساتھ غلط کیا

دانیال کی باتیں وہاں سب کو خاموش کروا گئی.. اسکی آواز کافی اونچی تھی
... تبھی سلطان بھی وہاں آگیا

دانیال نے زندگی میں پہلی بار دائود صاحب سے ایسے بات کی تھی.... وہ اتنا فرمانبردار تھا کہ اپنے باپ سے زندگی میں ایک بار بھی اس نے کوئی سوال .. نہیں کیا تھا

دانیال میرے بچے میرے لیے تمھاری زندگی اور تمھاری خوشیاں بہت ضروری ہیں میں

جب میری ذات اور میری خوشیاں عزیز تھی تو تب آپ نے مجھے کیوں نہیں بتایا.. پکوپتا تھا کہ میری زندگی برباد ہو رہی ہے ایک بار بھی آپ نے مجھے نہیں بتایا.....

دانیال کا اس وقت دماغ بالکل خراب ہو چکا تھا.. اسکی آنکھیں سوجی ہوئی تو پہلے سے ہی تھی ہر اب لال ہو رہی تھی

... ضاویار اور سلطان کی توہمت ہی نہیں ہو رہی تھی کہ وہ اسے کچھ بولیں... دانیال نے غصے اے زور سے ٹیبل پہ ہاتھ مارا تو شیشے کا گلاس ٹوٹ گیا

بتائیں مجھے کہ اگر میری خوشیاں چاہیے تھی تو ایک بار آپ مجھے آکر بتا دیتے
میں کوئی بہت دور نہیں رہتا تھا پکو بھی ہتا تھا کتنی بار آپ نے مجھے گھر میں
اور آفس میں پریشان دیکھا تھا پکو ہتا تھا کہ میں امی اور کائنات کی وجہ سے
... پریشان ہوں پر آپ نے ایک بار بھی مجھ پہ وہ ترس نہیں کھایا

دانیال کی بات پہ دائود صاحب خاموش ہو گئے.... کہی نہ کہی وہ سہی کہہ رہا
تھا.. زلیخا بیگم تو بس کھڑے کھڑے رو رہی تھی دانیال نے بس ایک بار
انکی طرف دیکھا تھا اور اسکی نظر میں اس قدر نفرت تھی کہ انکا تو مانوسانس
... ہی رک گیا

_____ دانیال میرے بچے ہم کائنات کو واپس

بس خبردار جو آپ نے مجھے اپنا بچہ بولا.. نفرت کرتا ہوں میں آپ سے...
آپ کیسی ماں ہیں ایک بار بھی اپکو احساس نہیں ہوا کہ آپکی وجہ سے میں کتنا
دکھی رہتا تھا.. آپکی جھوٹی باتوں کی وجہ سے نجانے میں نے کتنی بار کائنات
کو مارا اس کو غلط بولا وہ کتنی بار مجھے سمجھاتی پر میں ہمیشہ یہی سوچتا کہ میری

ماں کیسے غلط بول سکتی ہے آپ کع ایک بار بھی اس بات کا خیال نہیں آیا کہ
اگر آپ کی اولاد آپ کی باتوں پہ آنکھیں بند کر کے یقین کرتی ہے تو آپ اسکا
اسے یہ صلہ دیں..... آپ نے میری زندگی برباد کر دی سخت ترین
... نفرت کرتا ہوں۔ میں آپ سے

اور کس منہ سے کائنات کی واپسی کی باتیں کر رہے ہیں۔ آپ ایک بار مجھے
بتائیں جو سب میں نے کائنات کے ساتھ کیا اگر وہی وب شمس نے ہمارے
.. ساتھ کیا ہوتا تو کیا آپ اسے واپس بیچتے تو کائنات واپس کیسے آئے گی
مجھے بتائیں میں کس منہ سے گوہر انکل کے سمانے جاؤں.... کس منہ سے
میں انکا سامنا کروں ان سے نظریں ملانے کے لائق بھی نہیں ہوں
میں.... کتنے مان محبت اور یقین سے انھوں نے اپنی بیٹی دے تھی مجھے اور میں
... نے لوگوں کی جھوٹی باتوں میں آکر اسے کر تکلیف دی

اس لڑکی روح پر میں بھروسہ کر گیا کیونکہ مجھے لگا میری ماں سچ ہی بات لے
رہی ہوگی اور اسکا برین واش کر کے لایا تاکہ دانیال کی زندگی برباد کرنے

میں کوئی کثر نہ بچ پائے..... وہ کائنات کی جان تک لینے والی تھی بلکہ

... وہی نہیں آپ نے بھی تو ایسا سوچا تھا ناں

میں بھی کس کو صفائی دے رہا ہوں دوبارہ میرے سامنے بھی مت ایسے گا
ورنہ میں کسی بھی طرح کا کوئی لحاظ نہیں کروں گا اور میں نہیں چاہتا کہ میں
مزید گناہ گار بنوں... کیونکہ بیوی کے ساتھ تو میں زیادتی کر چکا ہوں اسے تو
... میں نے ہر تکلیف دی ہے

_____ بھائی پلیز آپ پریشان مت ہوں ہم کچھ نہ کچھ

اپنی بکو اس بند کرو کیا کرو گے تم ہاں... کیا کرو گے کائنات کو واپس کے کر
اؤ گے اسکے دماغ سے وہ ساری باتیں نکال دو گے جو کل میں نے کل اسے
..... کہی تھی اسکی تکلیف کو کم کر دو گے

مجھے سمجھ نہیں آتی کہ ہر بندہ یہاں منہ اٹھا کر یہ بول دیتا ہے کہ سب ٹھیک
.... ہو جائے گا پر کرتا کوئی نہیں ہے

تم نے ضاویار ابھی بولاناں تو جانو کائنات کو کے کراؤ مجھے میری کائنات
بلکل ویسی ہی چاہیے اسکا دل میری طرف سے صاف ہو جائے جیسے پہلے ہوا
کرتا تھا تب میں پریشان نہیں ہوں گو تب میری پریشانی ویسے بھی ختم ہو
جائے گی۔

... ضاویار جو کچھ بولا تھا پر دانیال کی بات پہ وہ بھی خاموش ہو گیا
دانیال میں لائوں گی کائنات کو بس مجھے ایک بار معاف کر دو میں کائنات
.... سے بھی معافی مانگوں گی

کیوں آپ کیوں اسکے پاس جائیں گی پلیر مہربانی کیجیے گا اس کے پاس مت
جائیے گا میں نہیں چاہتا کہ اسے کسی بھی طرح کو نقصان پہنچے میرے بچے کو
بخش دیں مجھے اب آپ اسکے پاس بھی نظر آئیں گی تو میرا دماغ مجھے یہی
اشارہ دے گا کہ آپ میرے بچے کو مارنا چاہتی ہیں..... جو کچھ آپ اور میں
اسکے ساتھ کام چکے ہیں اسکے بعد ہماری شکلیں بھی وہ نہیں دیکھے گی تو اب

پلیزیہ ڈھونگ مت کریے گا.... دانیال انھیں صاف جواب دیتا وہاں
.... سے نکل گیا

.... پیچھے گہری خاموشی تھی... سب دانیال کی باتوں کے زیر اثر تھے
ماما پلیز ٹینشن نہ لیں سب ٹھیک ہو جائے گا.. ضاویار آگے بڑھا اور زلیخا بیگم
کو تھاما

ہاں اور دوا سکوشہ آج میرا بیٹا جو میرے ساتھ کندھے ملاتا تھا آج میرے
سامنے آکر کھڑا ہوا ہے اس عورت کو میں نے کتنی بار سمجھایا آج میں اسکی
بے وقوفیوں کی وجہ سے اپنے بیٹے کے سامنے سراٹھانے کے قابل تک
نہیں رہا ہوں... اور تم اسے اسکی غلطی کی سنگینی بتانے کے بجائے اسے
سپورٹ کر رہے ہو

... دائود صاحب ضاویار کی بات پہ برہم ہو گئے
..... دائود صاحب غصے سے وہاں سے چلے گئے

سلطان بھی واپس اپنے کمرے میں چلا گیا اسے اندازہ تھا کہ دانیال اب کسی
.... کی سننے والا نہیں

دانیال اپنے آفس چلا گیا تھا.... اس کے خراب موڈ دیکھ کر کوئی بھی اس سے
بات نہیں کر رہا تھا... دانیال بس صوفے پہ بیٹھا ایک ہی چیز کو گھورتے جا
.. رہا تھا.. کائنات کی اس قدر یاد رہی تھی کہ وہ بالکل بے بس ہو چکا تھا
سگریٹ نکالتا وہ دوبارہ سگریٹ نوشی کرنے لگا.... گہرے کش لیتا وہ
.... کائنات کی فوٹو دیکھ رہا تھا

... آنکھیں آنسوؤں سے بھر رہی تھی پر وہ انھیں بہنے نہیں دے رہا تھا
دل بار بار یہی کہہ رہا تھا کہ ایک بار چلے جاؤ اگر اسکے پاؤں بھی پکڑنے
پڑے تو پکڑ لینا.... دل ہمک ہمک کر اسکی قربت کے لیے تڑپ رہا تھا پر ہر
. بار شرمندگی سے اسکا سر جھک جاتا تھا

.... اب نجانے کیا ہونا تھا انکے رشتے کا کیا انجام ہونا تھا

.....

کائنات کی آنکھ رات کو دیر سے لگی تھی... صبح کے تقریباً پانچ بجے ہی اسکی
نیند ٹوٹ گئی... سر بہت بھاری سا ہو رہا تھا... اپنے بالوں کو باندھتی وہ
فریش ہونے چلی گئی.. کچھ دیر کے بعد اپنے کمرے سے نکلتی وہ نیچے آئی
جہاں گوہر صاحب اور شمس بیٹھے چائے پہ رہے تھے.. ایمل بھی وہی موجود
... تھی بس وہ اتنی سویرے چائے نہیں پیتی تھی

ارے بیٹا اتو اے نی جلدی کیوں آٹھ گئی... گوہر صاحب نے اسے اپنے
ساتھ صوفے پہ بٹھایا.. بس بابا آنکھ کھل گئی تھی.. اپنے ہاتھوں کو ایک
دوسرے میں الجھتی وہ نظریں جھکا گئی

کائنات آپ چائے پیو گی میں آپکے لیے چائے لے کر آؤں... ایمل نے
جھجکتے ہوئے کہا وہ اب کائنات سے بات کرنے میں جھجک رہی تھی کہ کہی
.. وہ دانیال کا غصہ اس پہ نہ اتار دے

... نہیں ایمل شکریہ میرا بھی کچھ بھی کھانے کا موڈ نہیں ہے

ارے ایسے کیسے نہیں کھانے کا موڈ میں خود اپنی پیاری بہن کے لیے کھانا

... بنائوں گا آج کا ناشتا میں خود بنائوں گا

.. شمس کی بات پہ کائنات بس ہلکا سا مسکرائی

_____ بیٹا جو بھی ہوا میں اسے بدل نہیں

پلیز بابا آپ ایسی کوئی بھی بات نہ کریں آپ اور بھائی اس میں کسی بھی بات

کے زمرہ دار نہیں ہیں کیونکہ یہ میرا نصیب تھا بلکہ میری خود کی غلطی ورنہ

بھائی نے مجھے کتنا سمجھایا تھا... اور پلیز اب دوبارہ اس بارے میں بات مت

... کیجیے گا یہ باتیں مجھے پھر سے تکلیف دیتی ہیں

... کائنات کی بات پہ گوہر صاحب نے اثبات میں سر ہلایا

ہمم مجھے امید ہے میری بہادر بیٹی ان حاکات کو فیس کر لے گی اور اب تو

ماشاء اللہ آپ ماں بننے والی ہو اور آپ کی پتایے آپ پھوپھو بھی بننے والی

..... ہو

گوہر صاحب کی بات پہ کائنات مسکرائی.. اس نے شمس اور ہما کو دیکھا..
.. شمس تو مسکرا رہا تھا جبکہ ہما شرمسہ ہی تھی

بھائی اور ہما ماشاء اللہ بہت بہت مبارک ہو... اللہ آپکی بہت پیاری اولاد سے
... نوازے

.... کائنات نے پورے دل سے ان دونوں کو دعا دی تھی

... آمین... بلکل اپنی پھوپھو اور ماں جیسی پیاری

شمس کی بات پہ سب مسکرانے لگے.. گوہر صاحب اور دانیال اس سے
باتیں کرتے رہے تاکہ اسکا تھوڑا بہت دل بہل جائے کیونکہ وہ اتنا تو جانتے
... تھے کہ کائنات یہ سب بھولنے والی تو ہر گز نہیں ہے

انکی باتوں میں دانیال یا اس سے جڑے کسی بھی انسان کا شکر شامل نہیں
... تھا

.....

سارا دن دانیال کام میں مصروف رہا... اس نے آج کتنے عرصے بعد کسی
... انسان سے تلخ کلامی کی تھی

... آج وہ اپنے ایک ملازم کو بھی غصے میں ڈانٹ چکا تھا
اس وقت وہ بیٹھانجانے کیا سوچ رہا تھا جب دروازہ ناک کرتا سلطان اندر
آیا.

دانیال اب بھی اپنے کام میں مصروف تھا... اسکی گود میں بے شک لیپ
.. ٹاپ تھا ہاتھوں میں سگریٹ تھا جبکہ سوچیں کہی اور تھی
بھائی کیسے ہیں؟؟؟

.سلطان نے ڈرتے ڈرتے سوال کیا کیونکہ اسے دانیال کے غصے کا اندازہ تھا
اگر تم. بھی یہاں امی کی وکالت کرنے آئے ہو تو وہ رہا دروازہ ابھی اور اسی
.... وقت یہاں سے دفعہ ہو جائو
.دانیال نے دروازے کی طرف اشارہ کیا

نہیں بھائی میں تو بس آفس کے ایک دو کام تھے اس لیے آیا تھا اور میں ایسی
... کوئی بھی بات نہیں کرنے والا جس سے پکو تکلیف پہنچے
جو انسان پہلے سے ہی تکلیف کی گہرائیوں میں ہوا سے تم یا تمہاری باتیں کیا
.. تکلیف پہنچائیں گی

بھائی پلیز یار مایوس نہ ہوں اور ویسے بھی جو کچھ ہوا اس میں آپ کو تو اس
بات کی خبر نہیں تھی ناں کہ ماما جھوٹ بول رہی ہیں آپ نے ماما کی محبت
..... میں وہ سب کیا آپ تو خود حقیقت سے بے خبر تھے

سلطان تم کبھی نہیں سمجھ سکتے.. اسے تکلیف ماما نے نہیں دی...
میری غلطی یا یوں سمجھ لو کہ گناہ یہی ہے کہ میں نے بغیر تحقیق کے اسے
تکلیف دی۔ مجھے اسے بولنے دینا چاہیے تھا اسکی بات سننی چاہیے تھی اور
اسکی بات کی جانچ کرنی چاہیے تھی... میرا رویہ اسکے ساتھ شروع سے ہی
... اچھا نہیں رہا

پر بھائی مجھے لگتا ہے کہ آپ کو اس سے جا کر معافی مانگنی چاہیے اپنی بات ان کے
..... سامنے رکھنی چاہیے

اپکا بچہ اپنے رشتے کو مضبوط کیے ہوئے ہے آپ ایک بات اس سے جا کر
بات تلح کرو ورنہ شاید انھیں لگے گا کہ سچائی جاننے کے بعد بھی آپ ان
سے معافی مانگنے نہیں آئے بلکہ اب تک اپنی انامیں آپ ان سے ملنے نہیں
آئے..

بھائی پکار رشتہ پہلے ہی بہت ساری غلط فہمیوں اور بدگمانیاں کی وجہ سے
.... خطرے میں رہا ہے مزید اس میں کشیدگیاں مت لائیں
بلکہ میں ابھی انھیں کال کرتا ہوں آپ ان سے بات کریں... سلطان نے
... اپنا فون نکالتے ہوئے کہا

سلطان وہ کال نہیں اٹھائے گی.. دانیال نے سگریٹ کو جلدی سے ایش
ٹرے میں مسلا.... ارے بھائی آپ فکر مت کریں سب اچھا ہو گا مجھے امید
.. ہے بھابھی میری کال ضرور اٹھائیں گی

سلطان نے کائنات کے نمبر پر کال کی تو کال جا رہی تھی پر وہ اٹھا نہیں رہے
تھی... دانیال کا دل بہت زور سے دھڑک رہا تھا۔ پہلی کال اس نے نہیں
.... اٹھائی سلطان نے دوبارہ کال کی تلاش۔ کائنات نے کال اٹھالی

کائنات اس وقت اپنے کمرے میں بیٹھی تھی۔ ہر بار کی طرح اس وقت بھی
.... اسکی سوچوں کا مرکز دانیال تھا

دانیال کو سوچتے ہوئے بھی اس سے نفرت سی ہو رہی تھی... ہمارے
اسکے ساتھ تھی۔ ابھی وہ شمس کے پاس گئی تھی اسے شاید کوئی چیز تھی جو
.. مل نہیں رہی تھی وہی ڈھونڈ کر دینے کے لیے گئی تھی

اچانک اسکا فون بجا... اس نے فون ڈھونڈا تو اسے مل نہیں رہا تھا اور فون کی
والیوم بھی بہت کم تھی اسی وجہ سے اسے ڈھونڈنے میں بھی مسئلہ ہو رہا
... تھا

... آخر اسے فون اپنی الماری سے ملا کل آکر اس نے فون وہی چھوڑا تھا
اس سے پہلے کہ وہ کال اٹھاتی کال ہی بند ہو گئی تھی.. اس نے دیکھا تو
.. سلطان بھائی لکھا تھا... کائنات کو وہ کال کیوں کر رہے تھے
.. اس سے پہلے کہ وہ مزید سوچتی دوبارہ سے کال آنے لگی
.. اس نے کال اٹھالی

السلام وعلیکم بھا بھی... کیسی ہیں آپ؟؟

... وعلیکم السلام... میں ٹھیک ہوں آپ نے کس لیے کال کی
.. ناچاہتے ہوئے بھی کائنات بات ختم کرنا چاہتی تھی

وہ بھا بھی میں جانتا ہوں کل جو بھی ہوا بہت غلط تھا اور پکا درد

بھائی اگر آپ نے یہی سب باتیں کرنی ہیں تو معذرت کل جو بھی ہو وہ میں
کبھی بھی نہیں بھول سکتی اور میں نہیں چاہتی کہ کوئی بھی انسان بار بار مجھے
وہ سب باتیں یاد دلائے۔

... کائنات کی بات پہ دانیال نے تکلیف سے اپنی آنکھیں میں موندھی
میں جانتا ہوں بس میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ پکا اور بھائی کا رشتہ پہلے ہی بہت
_____ سارے مسائل کا شکار ہے مزید بدگمانیاں

یہ رشتہ پہلے دن سے ہی بدگمانیوں کا شکار رہا ہے بلکہ اس رشتے کو قائم
کرتے وقت بھی آپکے بھائی کے دماغ میں ایک بدلہ ہی تھا جب ایک انسان
کی نیت رشتہ قائم کرتے وقت ہی سہی نہیں تھی پھر اس رشتے کا انجام کیسے
... اچھا ہونا تھا

.. کائنات کی بات پہ دوسری طرف خاموشی چھا گئی

بھا بھی میں چاہتا ہوں کہ آپ ایک بار بھائی وے بات کر لیں پلیز آپ
انھیں اپنی بات کہنے کا موقع تو دیں وہ بہت شرمندہ ہیں کل سے ہی وہ بہت
... تکلیف میں ہیں

میری بلا سے وہ جس بھی تکلیف میں ہوں.. ان سے ایک دن کی تکلیف
نہیں دیکھی گئی اور مجھے انھوں نے پچھلے چھ ماہ سے آیت میں رکھا ہوا
تھا.... ایسے بدنیت انسان کے پاس آخر میں صرف پچھتاوا اور تکلیف ہی
ہوتی ہے انھیں بگی احساس ہونا چاہیے کہ جتنا درد مجھے دیا ہے وہ برداشت
... کرنا اتنا آسان نہیں ہے

اور جہاں تک غلط فہمی کی بات تو بے شک انھیں غلط فہمی ہوئی تھی پر میں
نے تو انھیں ہمیشہ سچائی بتانے کی کوشش کی تھی پر انھوں نے ہر بار مجھے
تکلیف دی ہر بار میری ذات کو روند اقب مجھے بالکل فرق نہیں پڑتا کہ وہ
... تکلیف محسوس کر رہے ہیں یا سکون میں ہیں

انہیں اتنا احساس ہوا کہ نہیں تھا کہ وہ کل غصے میں کسی تیسری لڑکی
کی خاطر مجھے طلاق دینے والے تھے.. اگر میں چاہتی تو اپنی بات پہ قائم رہ
سکتی تھی کیونکہ میں غلط نہیں. تھی پر آپ کے بھائی کے سخت الفاظ نے میرا
... دل پتھر کا کر دیا

جب انہیں کوئی فرق نہیں پڑتا کسی تیسرے کے لیے اپنے رشتے کو خراب
کرنے سے تو مجھے بھی کوئی فرق نہیں پڑنے والا.... آپ دوبارہ مجھ سے
اس بارے میں کوئی بات مت کیجیے گا اگر آپ کی بات کا یہی مقصد ہوا تو دوبارہ
... مجھے کال بھی مت کیجیے گا... کیونکہ مجھے اس انسان سے سخت نفرت ہے
. کائنات بات کرتے کرتے رونے لگی تھی

کائنات میری بات سنو رہی نہیں.. سلطان نے اسکی آواز سے اندازہ لگالیا تھا
.. کہ وہ رورہی ہے

رونا آپ کے بھائی نے مقدر میں لکھ دیا ہے.. کتنا روکا تھا میرے بھائی نے
مجھے کہ یہ شادی مت کرو وہ صرف تمہیں تکلیف دے گا پر مجھ جیسی

لڑکیوں کے ساتھ یہی ہونا چاہیے جو گھر سے بھاگ کر شادی کرتی ہیں اور
..... پھر انکی زندگی میں ساری عمر رونے کے علاوہ اور کوئی کام نہیں بچتا
کائنات نے اتنا بولتے ہی کھٹاک سے فون بند کر دیا.. سلطان نے ایک نظر
.. دانیال کو دیکھا جو اپنی نظریں جھکائے بہت ضبط سے بیٹھا تھا
.. اسکی آنکھیں لال تھی جیسے وہ خود پہ قابو پانے کی کوشش کر رہا ہے
... سلطان نے اسکی پیٹھ تھپتھپائی

دانیال کو اس نے سمجھانا چاہا پر دانیال نے اسے کچھ بھی بولنے سے منع کر
دیا.. سلطان بھی اسے اکیلا چھوڑتا کمرے سے باہر نکل گیا
.....

کائنات نے کال کاٹی اور زور زور سے رونے لگی. وہ جانتی تھی کہ کسی باتیں
ضرور دانیال نے بھی سنی ہوں گی... یا شاید وہ اسے ہی سنار ہی تھی.. اس
وقت اسکا دل اور دماغ دونوں اسے اس شخص کو سوچنے تک سے منع کر
... رہے تھے

..وہ روتے ہوئے بالکل پاگل سی ہو رہی تھی

اچانک اسکی نظر شیشے میں اپنے عکس پہ پڑی... خود پہ نظر پڑی تو ماضی کی
.....ایک یاد دماغ میں آئی

جہاں ایک دن وہ اپنے بال بنا رہی تھی جب دانیال کمرے میں آیا اور اسے
اسکے بالوں سے الجھتے دیکھ اس بے کائنات سے کنگھالیا اور آرام آرام سے
...اسکے بال بنانے لگا

کائنات بھی خاموش ہو چکی تھی.. اسے دانیال کی وہ باتیں یاد آئی جب
شادی سے پہلے وہ اسے بتاتا تھا کہ اسے کائنات کے بال بہت پسند تھے.
کائنات شروع سے چھوٹے بال رکھنے کی عادی تھی... پر دانیال نے پھر
اسے فورس کیا تھا کہ وہ بال بڑھائے کیا کیونکہ اسے اسکے لمبے بال پسند
تھے... اسکے بعد اس نے بال بڑھانے شروع کر دیے... اب اسکے بال کمر
تک بڑھے ہوئے تھے اور کافی گنھے تھے اس وجہ سے اسے بالوں کو بنانے
میں اکثر مسئلہ ہوتا تھا تب دانیال اسکے بال بناتا تھا... وہ اچھے سے جانتی تھی

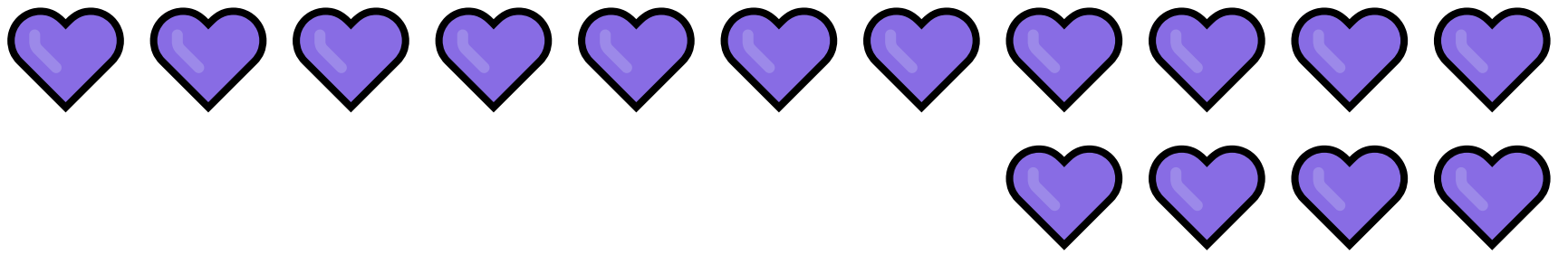
کہ دانیال اسکے بالوں کو بہت پسند کرتا ہے اکثر جب وہ اسکے قریب آتا تھا تو اسکے بالوں کے ساتھ کھیلتا تھا... ماضی کی یادوں وے باہر آئی تو اسے اپنے بالوں سے سخت نفرت ہونے لگی تبھی اس نے غصے میں اپنی الماری سے قینچی نکالی اور بنا کوئی بات سوچے بالوں کو گردن کے پاس سے اکھٹھا کر کے پکڑا اور انھیں کاٹ دیا.. بالوں کا ایک گھچھا اسکے پائوں کے پاس آ کر گرا.. اسکے بال اب بالکل چھوٹے دے ہو گئے تھے بالکل زرا سے رہ گئے...

.. قینچی کو وہی پھینکی وہ بیٹھی رونے لگی جب ہما کمرے میں داخل ہوئی .. کائنات وہ بھاگتی ہوئی اسکے پاس آئی اور اسے پکڑے بیڈ پر لے آئی کائنات بس روئے جارہی تھی اسے دیکھ ہما بھی رونے لگی یہ اسکے بھائی نے کیا کر دیا تھا.

کائنات کے بالوں کا حال دیکھ وہ مزید پریشان ہو چکی تھی... کچھ دیر تک تو وہ روتی رہی پھر ہمانے اسے چپ کر وایا... وہ اسے حوصلہ دے رہی تھی

پر اسے کیا اندازہ تھا جس درد سے وہ گزر رہی تھی کیونکہ اسکی تکلیف تو وہی

... جانتا ہے جس پہ گزرتی ہے



حوریہ اس وقت ایمیل کے ساتھ موجود تھی۔ ایمیل اسکا بہت خیال رکھ رہی
.. تھی

سلطان نے اسکی زمرہ داری لگائی تھی کہ وہ حوریہ کو پر اپر کھانا وغیرہ دے
اسکا خیال رکھے... ایمیل آپ کو کال لگتا ہے جو بھی کائنات کے ساتھ ہوا
.. اسکا زمہ دار کون ہے

حوریہ نے دودھ کا ایک سہ پیتے ہوئے کہا

کہی نہ کہی ہم سب ہی زمہ دار پی کتنی بار کائنات پریشان رہی میں نے اس
سے بہت بار اس بارے میں سوال کیا پر اس نے تو کچھ بتایا ہی نہیں... مجھے
... اتنا ایڈیا نہیں تھا کہ اسکا اور بھائی کا رشتہ اتنا اتار چڑھاؤ کا شکار ہو چکا تھا

ماما نے تو بہت غلط کیا ماما کیسے کائنات کے ساتھ اتنا بڑا ظلم کر سکتی ہیں اور اسکی
زد میں دانیال بھائی بھی آئے بلکہ یہ کہنا چاہیے کہ بھائی اور ماما نے کائنات
کے ساتھ بہت غلط کیا

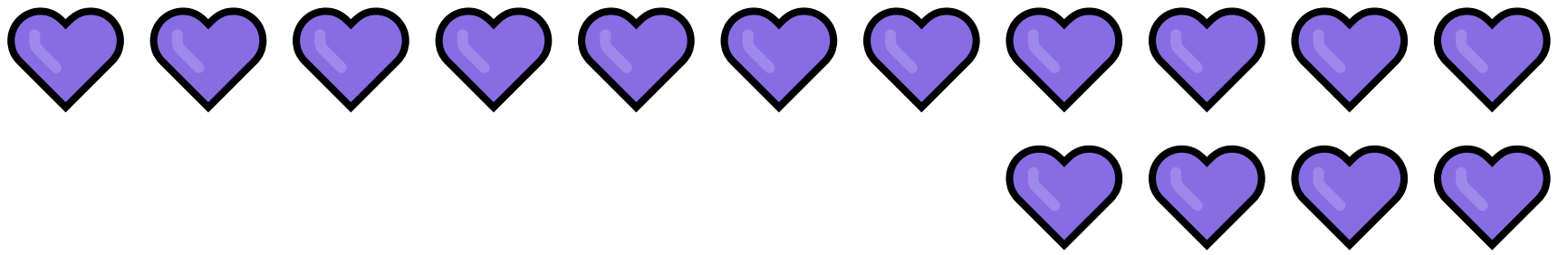
کائنات بیچاری تو دانیال بھائی کی۔ محبت میں سب برداشت کرتی رہی پر کل
جو ہوا وہ تو برداشت کیے جانے کے قابل بھی نہیں تھا۔ دانیال بھائی نے کتنی
آسانی سے طلاق تک کی بات کر دی اور مجھے نہیں لگتا کہ وہ کبھی بھی اس
... بات کو بھول پائے گی

ہاں ہمیں بہت برا لگا پر دانیال بھائی بھی کتنے دکھی تھے ناں انھوں نے

جو بھی انھوں نے کیا ہے اب اسے کا انجام بھی تو انھی کو بھگتنا پڑے گا
ہم دونوں باتوں میں مصروف تھی اور انکی باتوں میں کائنات کے لیے محبت
اور ہمدردی تھی ان تینوں کے درمیان بہت محبت تھی اور کہی نہ کہی اسکی
وجہ شاید انکی ایک جیسی عمر تھی..... حور یہ کی ڈلیوری میں بس کچھ دن ہی

رہتے تھے.... اس کے ساتھ ہر وقت کوئی نہ کوئی موجود ہوتا تھا۔ اسے اب

... چلنے پھرنے میں بھی کافی پر اہلم ہوتی تھی



اس بات کو تین دن گزر چلے تھے۔ ضاویہ اپنی جاب کی وجہ سے واپس شہر

... اگیا تھا جبکہ ایمیل وہی حویلی میں ہی تھی

دانیال اس دن قق گیا دوبارہ گھر نہیں آیا تھا.... اس کے بابا ایک دوبار آفس میں

اس کے کیمین میں آئے پر وہ انھیں انور کرتا وہاں سے واک آؤٹ کر جاتا

.... تھا

اس نے کسی سے بھی کوئی کنٹیکٹ نہیں کیا تھا ہاں ان تین دنوں میں اس

نے کائنات کو بہت بار کال کی اسے میسیجز کیے پر کائنات نے اسے بلاک کر

دیا تھا.... کائنات اس وقت نہا کر آئی اور اپنے بالوں کو تولیے سے خشک

کرتی بغیر دوپٹے کے ہی بیٹھی اپنے ناخن کاٹ رہی تھی جب ہمارے میں
آئی....

کیا ہوا ہمارا کچھ بات ہوئی ہے کیا؟؟؟

.... اس کے چہرے کا اڑا رنگ دیکھ کر کائنات نے اس سے کہا

ہمارا اس وقت کافی ڈری ہوئی تھی شاید اس نے کسی ایسے بندے کو دیکھ لیا
تھا جسے نہیں دیکھنا چاہیے تھا

_____ کائنات وہ باہر

کیا؟؟؟

وہ باہر بھائی آئے ہیں میں نے بہت منع کیا پر وہ جا ہی نہیں رہے بس یہی

.... بات بول رہے ہیں کہ انھیں تم سے ملنا ہے

ہمارا کی بات پہ ایک پل کو کائنات ڈر سی گئی اسے خود سے ڈر لگ رہا تھا کہ کہی

وہ ہر بات کی طرح اس بار بھی دانیال کی محبت میں جھک نہ جائے اور ہر بار

... کی طرح دانیال اسے پھر سے تکلیف دے

... انھیں بولو کہ ہمیں ان سے نہیں ملنا

_____ کائنات نے خود کو سنبھالتے ہوئے کہا اور ہم

... اس جے باقی الفاظ ہما کے پیچھے اندر آتے دانیال کو دیکھ کر ختم ہو گئے

. ہمانے بھی پیچھے مڑ کر دیکھا جہاں دانیال کھڑا کائنات کو ہی دیکھ رہا تھا

بھائی آپ اندر کیوں آئے پلیرز آپ باہر جائیں اگر شمس گئے تع مسئلہ ہو

.. جائے گا پلیرز ابھی انکل اور شمس گھر پہ نہیں ہیں

... ہمانے جلدی سے کہا

ہما آپ باہر جائو مجھے کائنات سے کچھ بات کرنی ہے.... دانیال نے اسے

... گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا

نہی ہما آپ کہی نہیں جائو گی بلکہ ابھی بھائی کو کال کرو میں نے کسی سے کوئی

. بھی بات نہیں کرنی.... کائنات کافی ڈر چکی تھی تبھی اس نے ہما سے کہا

ہما میں بس کچھ منٹ لوں گا تم باہر جائو.. دانیال نے پھر سے کہا تو ہمانے

. کائنات کی طرف دیکھا جو خود بہت ڈر رہی تھی

ہما کمرے سے باہر چلی گئی کیونکہ وہ جانتی تھی دانیال نے ایسے باہر نہیں
... جانا

۔ ہما باہر گئی تو دانیال نے دروازہ بند کیا

.. دروازہ کھولیں دروازہ کیوں بند کیا ہے

کائنات نے آگے بڑھ کر دروازہ کھولنا چاہا جب پہلی بار دانیال کی نظر اسکے

۔ بالوں پہ پڑی۔ اسکی آنکھوں میں حیرت اور دکھ چھلکنے لگا

... کائنات یہ تمہارے بال

... یہ کیوں کاٹے تم نے

دانیال کی بات پہ کائنات نے اسے دیکھا پھر اسکی بات کا مطلب سمجھ کر

۔ اسنے اپنا چہرہ موڑ لیا

میرے بال تھے میرا جو دل کرتا میں کروں آپ کو اس سے کوئی مطلب

نہیں ہونا چاہیے ابھی اور اسی وقت میرے کمرے سے نکل جائیں مجھے آپ

جیسے انسان سے بالکل بھی کوئی بات نہیں۔ کرنی جس نے مجھے کچھ دن پہلے
.... طلاق کی دھمکی دی تھی

کائنات پلیز میری بات سنو تم مجھے بے شک مجھے معاف مت کرنا بس پلیز
یار پلیز ایک بقر گھر چلو میں تمھاری ہر ناراضگی برداشت کروں گا ساری
زندگی تمھاری باتیں سننے کو تیار ہوں بس ایک بار پلیز میرے ساتھ گھر

وہ میرا گھر نہیں ہے اگر میرا گھر ہوتا تو وہاں میرے ساتھ اتنی زیادتیاں نہیں
ہوتی آپ کبھی میں نے تھے ہی نہیں دانیال ہر بار میں نے اپو سمجھانے کی
کوشش کی پر آپ نے کیا کیا ہر بار مجھے تجلی دی دکھ دیا مجھ پہ بھروسہ نہ کر
کے ہر بار میرا دل توڑا میں نے اپنے بچے کی خاطر سب کچھ بھولنا چاہا پر پھر
آپ نے چند دن پہلے جو حرکت کی وہ بھولنے کے قابل ہر گز بھی نہیں
تھا.....

دانیال آپ نے ایک بار بھی نہیں سوچا کہ آپ سب کے سامنے مجھے کس طرح سے ٹریٹ کر رہے ہیں اس روح کی بات پکوسچی لگی اپولگا کہ میں نے اس پہ حملہ کیا پر میری بات پہ بھروسہ کرنا پکومناسب نہیں لگا... جب میں نے منع کیا تو سب کے سامنے مجھے طلاق کا بول دیا... اگر اس وقت میں... معافی نہ مانگتی تو آپ نے تو ہمارا رشتہ بھی ختم کر دینا تھا

کائنات کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے تھے

پلیز کائنات رہ نہیں قسم لے لو میں کبھی بھی ہمارے رشتے کو ختم نہیں کرتا وہ سب میں نے بس تمہیں مجبور کرنے کے لیے بولا تھا اور

می

آپ نے میرے نصیب میں رونا کی لکھوا دیا ہے۔ آپ نے دانیال میرا مان توڑ دیا بھائی کے سامنے مجھے زلیل کیا بھائی کو تو میں نے کتنے یقین سے بولا تھا کہ دانیال کبھی مجھے تکلیف نہیں دے سکتے... پر اسی دانیال نے سب جے

...سمانے میرا تمقشا بنایا

کائنات ہم حویلی نہیں جائیں گے بلکہ میں تمہیں لے کر ایک دوسرے گھر
میں چلا جائوں گا ہم وہاں بہت خوش رہیں گے میں وعدہ کرتا ہوں کہ
_____ اب میں کبھی بھی ماما کی باتوں پہ یقین نہیں کروں گا اور

دانیال مجھے آپ مارتے تھے آپ کی ماما نہیں.. بے شک آپ کی ماما پکو غلط بتاتی
تھی پر وہ آپ تھے جس نے مجھے تکلیف دی اور اب میری وجہ سے یہ
ڈھونگ کرنے کی ضرورت نہیں ہے مجھے آپ کا آپ کی ماما کی بات سننے سے
کوئی مسئلہ نہیں تھا مسئلہ آپ سے تھا آپ خود گناہ گار ہیں اپنی آنکھیں کھولیں
... دوسروں کو غلط مت کہیں

کائنات کی بات پہ دانیال خاموش ہو گیا

کائنات یار پلیز میں تمہارے بغیر نہیں رہ سکتا پلیز بس میرے ساتھ چلو
میں اپنے بچے کو محسوس کرنا چاہتا ہوں یہ بہت خاص لمحے ہیں میں پی لمحے
خراب نہیں کرنا چاہتا

واہ یہاں زندگی خراب ہو چکی ہے اور آپکی لمحوں کی پڑی ہے... دانیال میں
آپ سے نفرت کرتی ہوں نفرت اور یہ جو بالوں کا آپ کہہ رہے تھے ناں
یہ آپکی پسند تھے اسی وجہ سے میں نے یہ بال کاٹ دیے اور میرے قریب
آنے کی کوشش مت کیجیے گا جیسے میں نے بال کاٹ دیے اگر مجھے چھونے
کی کوشش کی تو میں اپنے بچے کی قسم کھا کر کہتی ہوں میں اپنے آپ کو
.. نقصان پہنچا دوں گی... اسے اپنے پاس آتا دیکھ کائنات چلائی
کائنات میرے بچے کو کسی طرح کا نقصان مت پہنچانا یہ ہماری محبت کی
_____ نشانی ہے اور میں

کون سی محبت ہاں کون سی محبت.... محبت کے ساتھ یہ سب کیا جاتا ہے جو
آپ نے میرے ساتھ کیا... مجھے بتائیں کتنی بار آپ محبت سے میرے
قریب آئے جو میں یہ سمجھو کہ یہ بچہ ہمارے پیور کے لمحوں کی نشانی
ہے...

دانیال مجھے آپ سے سخت نفرت ہے میری بلا سے آپ۔ مر جائو دفعہ ہو
.... جائو بس میرا پیچھا چھوڑ دو

... اپنے ہاتھ جوڑتی وہ دانیال کو بے بس کر گئی
دانیال تو جیسے پتھر کا ہو گیا اسے کائنات کے الفاظ بہت تکلیف سے رہے
تھے...

اسکا دل بہت زیادہ تکلیف محسوس کر رہا تھا.. اب اسے احساس ہو رہا ہے
کہ اپنی۔ محبت کے منہ سے اپنے لیے ایسے الفاظ اننا کس قدر تکلیف دہ یوتا
ہے.....

اسے ایسے ہی کھڑا دیکھ کائنات نے اسے زور سے دھکا دیا.. کائی کا بس نہیں
... چل رہا تھا کہ اسے ختم کر دے

دانیال اسے دیکھتا کمرے سے باہر چلا گیا... مضبوط قدم لیتا وہ ویران
... آنکھیں لیے ان کے گھر سے باہر چلا گیا

کائنات وہی بیٹھی سسک رہی تھی.. ہمارے چپ کروارہی تھی پروہ روئے
.... جارہی تھی

دانیال تو وہاں سے چلا گیا تھا پر کائنات کافی دیر بیٹھی روتی رہی... ہمارے
.... اسے بہت چپ کروانا چاہا ہر چپ ہی نہیں ہو رہی تھی
کچھ دیر بعد گوہر صاحب شمس اور ناظمین بیگم گھر آئے تو سامنے ہی
کائنات کو روٹا دیکھ سب حیران رہ گئے.. کیا ہوا ہے میری بچی کو روکیوں
.. رہی ہے

.... گوہر صاحب کی بات پہ ہمارے انھیں سب بتا دیا
کیا وہ یہاں کیوں آیا تھا اور تم نے مجھے بتایا کیوں نہیں... شمس نے کائنات
کو تھامتے ہوئے کہا

شمس میں آپ کو کال کرنے لگی تھی پر پھر بھائی اور کائنات بات

کیا بات ہاں تمہارے بھائی نے کوئی کثر چھوڑی ہے بات کرنے کی... اور
.. تم کس بات کا انتظار کر رہی تھی

شمس کو دانیال جے آنے کا اتنا غصہ تھا کہ وہ ہمارے ہی بہت برے طریقے
سے بات کرنے لگا

شمس ایم سوری میں

سیریلی یہاں میری بہن کو تمہارا بھائی برباد کر چکا ہے تم مجھے سوری کر
.... رہی ہو

.... دانیال چھوڑا سے کیوں غصہ کر رہے ہو

اے کیوں نہیں بھائی صاحب سہی تو کہہ رہا ہے کل رات بھی آپ نے اور
شمس نے مجھے کچھ بولنے نہیں دیا ارے اس کے ماں باپ کو زرا احساس
نہیں تھا ہماری بچی کو آپ بتائیں آپ لوگوں نے تو کتنا اچھا سلوک کیا ناں
انکی بیٹی کے ساتھ تو پھر انھوں نے تو ہماری بچی کو رول دیا..... ابھی بھی
اسکا بھائی آیا اور اس نے ہمیں کال کر کے نہیں بتایا ارے ہمیں نہیں بتانا

مناسب لگا کم سے کم شمس کو تو کال کر سکتی تھی ناں پر اپنے بھائی کو بچانے
..... کے لیے دیکھیں اس نے بتقیا تک نہیں

..... ناظمین بیگم کی بات پہ سب خاموش سے ہو گئے

ہما خود بہت گھبرا گئی تھی اسکے تو وہم و گمان میں بھی یہ سب باتیں نہیں تھی
..... جو ناظمین بیگم بول رہی تھی

شمس نے کائنات کو اٹھائے صوفے پہ بٹھایا اس وقت وہ سب کائنات کے
کمرے میں ہی موجود تھے... رکویٹا میں پانی لے کر آتی ہوں... ناظمین
بیگم نے اچھا بننے ہوئے کہا

تم منہ کیا دیکھ رہی ہو تم کیوں نہیں لا رہی پانی

شمس نے غصے سے ہما سے کہا اسے واقعی غصہ بہت غصہ آیا تھا کہ ہما نے

اسے دانیال کی آمد کا کیوں نہیں بتایا تھا

ہما جلدی سے نیچے پانی لینے چلی گئی۔ کائنات شمس کے سینے سے لگی رو رہی
... تھی

ہمانے پانی دیا تو شمس اسے پانی پلانے لگا

گوہر صاحب نجانے بیٹھے کیا سوچ رہے تھے

کائنات آپ نے شمس سے کیا کہا کیا وہ آپکو لے کر جانے کے لیے آیا تھا؟؟؟

... گوہر صاحب نے کائنات سے کہا جو آپ پانی پی کر تھوڑا سنبھل چکی تھی

بابا ہم اس بارے میں بعد میں بات کریں گے ابھی اسکی طبیعت ٹھیک نہیں

ہے... شمس کی بات پہ گوہر صاحب خاموش ہو گئے

بابا میں نے انھیں صاف صاف بتا دیا ہے کہ میں اب انکے ساتھ نہیں رہنا

_____ چاہتی وہ مجھ سے اپنے ساتھ جانے کا ہی بول رہے تھے

آہستہ آہستہ کائنات انھی ساری بات بتاتی گئی... اسکی باتوں سے گھر والے

.. مطمئن ہو گئے تھے

آپ نے بالکل ٹھیک کیا اس کے ساتھ ایسا ہی ہونا چاہیے اب دوبارہ وہ اس

... گھر میں آیا میں خود اس سے ڈیل کر لوں گا

شمس کی بات پہ گوہر صاحب نے بھی اثبات میں سر ہلایا جو بگی تھا ہر اب وہ
.... کائنات کے واپس جانے کے حق میں نہیں تھے

.....

دائود صاحب پلیز آپ دانیال کو کال کریں تین دن سے میرا بیٹا گھر نہیں آیا
_____ ہے وہ ٹھیک تو ہے ناں آپ کو پتا ہے کہ وہ

اپنی بکو اس بند کر دیہ سب تمھاری وجہ سے ہو رہا ہے مجال ہے کہ تمھیں
زرہ سا سکون ہوا اگر آج وہ گھر سے باہر ہے تو سبھی وجہ صرف تم ہو... تم
نے اسے اتنا مجبور کر دیا کہ وہ آج گھر چھوڑ کر نکل گیا

اب تم مجھے کیا بول رہی ہو تمھاری وجہ سے وہ مجھ سے بھی بات نہیں کر رہا
اب سکتانے کرو کیونکہ قب نہیں ہے اسکی بیوی گھر میں مجھے تو گوہر کا سامنا
.... کرتے ہوئے بھی شرم رہی ہے کیا سوچ رہا ہو گا وہ ہمارے بارے میں

کس طرح کے لوگ ہیں ہم جو ہماری بہو اس طرح سے گھر سے گئی ہے مجھے
تو فکر کر کہی ہما اس سب کی زد میں نہ آئے بلکہ وہ تو شاید اس زد میں آئے گی
... کہی نہ کہی انھیں ہما میں دانیال نظر آتا ہوگا

دائود صاحب نے الٹا زلیخا بیگم کو ہی باتیں سنا دی... انھیں پچھلے چند دنوں
.... سے دانیال کی بہت فکر ہو رہی تھی

.... ان سے بے عزت ہونے کے بعد زلیخا بیگم کمرے سے باہر چلی گئی
پچھلے تین دن سے وہ وقفے وقفے سے رو رہی تھی اب تو وہ خود کائنات کی
نظروں میں خود کو گرا ہوا سوچ رہی تھی نجانے وہ کیا سوچتی ہو گی کہ کیسی
..... ڈائن عورت ہے جو اپنے ہی بچے کی اولاد کو نگلنے والی تھی

کس منہ سے وہ اس سے معافی مانگنے جاتی اب بیٹھ کر وہ روحا کے گالیاں
... دے رہی تھی

.....

.... دانیال اپنے آفس آیا تو وہ بالکل خاموش تھا

اس نے آج کائنات کی نظروں میں بغاوت دیکھی تھی.. کس قدر وہ اس سے نفرت کرنے لگی تھی کہ اس کے بچے تک کو مارنے کی دھمکی دے دی.... تھی جو خود اس کا بھی حصہ تھا

اگر اس وقت وہ اسے اپنے پاس لانے کی کوشش کرتا تو شاید وہ خود کو ختم کر.... دیتی ہر اسکے پاس کبھی بھی نہیں آتی

...دانیال نے اپنے سیکٹری رفیان کو کال کر کے اپنے آفس بلایا
. کچھ دیر تک رفیان وہاں موجود تھا

رفیان جو میں نے امریکہ میں اپنے بزنس کی ایک برانچ کھولی تھی وہ کون .. سنبھال رہا ہے

..دانیال نے سگریٹ کا گہرا کش لیا

. سروہ تو آپکے خاص آدمی روحان کے انڈر ہے

تم ایک کام کرو میری کل تک امریکہ کی فلاحی ڈن کرو انویسٹمنٹ کل امریکہ ... جائوں گا اور وہاں پہ اپنے کاروبار کو ٹائم دوں گا

...دانیال کی بات پہ ایک پل کو رفیان حیران رہ گیا

سر خیریت تو ہے آپ اچانک کیوں جائیں گے مطلب ا کے ساتھ مسز بھی
جار ہی ہیں؟؟؟

نہیں بس میں اکیلا جارہا ہوں اور تم روحان کو کال کر کے بتا دو.... میں کل
کے کل ہی جانا چاہتا ہوں... اور اس بارے میں کسی کو ہتا نہیں چلنا چاہیے
.... یہاں کا بزنس اب بابا اور تم مل کر سنبھالو گے

...پر سر

میں تمہیں بتا چکا ہوں اب جا کر اپنا کام کرو یہاں کھڑے ہو کر میرا دماغ نہ
... کھاؤ

دانیال کی بات پہ رفیان آفس سے باہر چلا آیا سے سمجھ نہیں آئی کہ ایسی کیا
... وجہ ہے جو دانیال پاکستان چھوڑ کر جا رہا ہے

دانیال نہ جانے کیا سوچ چکا تھا تبھی وہ یہ فیصلہ کر گیا تھا اب یہ وقت نے ہی
... بتانا تھا کہ وہ سہی فیصلہ کر رہا ہے یا نہیں

دانیال کے لیے اس وقت کائنات کو چھوڑ کر جانا بہت مشکل تھا کیونکہ اس وقت وہ اس فیر میں تھی جہاں اسے دانیال کی سب سے زیادہ ضرورت تھی۔ پر دانیال خود اپنی غلطی کی وجہ سے اسے خود سے دور کر چکا تھا۔

ضاو یار کو وہ کال کر کے اپنے جانے کا بتا چکا تھا... ضاو یار نے اسے بہت بولا بہت سمجھانے کی کوشش کی کہ یہی رہو اس مسئلے کا کوئی حل نکالو پر دانیال کل کائنات کی آنکھوں میں بغاوت دیکھ چکا تھا وہ مزید کوئی مسئلے پیدا نہیں کرنا چاہتا تھا کیونکہ انکار شتہ پہلے ہی بہت متاثر ہو چکا تھا تبھی وہ کچھ وقت کے لیے اسے ریلیکس کرنا چاہتا تھا

.....

شام کو دانیال جلدی گھر چلا گیا وہ حویلی نہیں گیا تھا بلکہ وہ اپنے فارم ہائوس میں ہی تھا

ملازم نے کھانے تیار ہونے کو بتایا تو دانیال نے اسے کھانے سے منع کر دیا..

کھڑکی کے سامنے کھڑا وہ اپنی زندگی کے اتار چڑھاؤ کے بارے میں سوچ رہا تھا۔

.... کائنات کی اتنی طلب تھی کہ شاید وہ برداشت نہیں کر رہا تھا
... سگریٹ پی پی کر بتا حال ہو چکا تھا

.... تین دن سے وہ بس چائے سگریٹ پہ ہی گزارا کر رہا تھا
آج وہ کائنات کے پاس جانا چاہتا تھا... پروہاں جانے سے وہ کترا بھی رہا
تھا... گوہر صاحب کے سامنے جانے سے وہ بہت جھجک رہا تھا بلکہ اب تو وہ
... شمس کا سامنا بھی نہیں کر رہا تھا

... اچانک رفیان کا میسج آیا جو امریکہ کی فلائیٹ ڈن کروا چکا تھا

.....

... سلطان اپنے کام سے فارغ ہوتا ایمیل کو کال کرنے لگا
ایمیل اور حوریہ اس وقت حوریہ کے پاس بیٹھے تھے۔ کل رات کو اچانک
حوریہ کی طبیعت خراب ہونے لگی.. اسے ہلکا ہلکا درد محسوس ہونے لگا تھا..

ڈاکٹر نے یہی کہا کہ ڈلیوری کے دن قریب آتے جا رہے ہیں تبھی اسے یہ
.... درد ہو ہے

حوریہ کے طبیعت کو کے کروہ کافی پریشان تھا.... دانیال کی الگ فکر ہو رہی
تھی.. وہ جانتا تھا کہ دانیال کائنات سے کتنی محبت کرتا ہے ایک محبت کرنے
.... والا شخص دوسرے محبت کرنے والے کو باسانی پہچان لیتا ہے

اپنے کام سے فری ہوتا وہ گھر کے لیے نکل گیا۔ ایمیل نے اسے یہی بتایا تھا کہ
.... حوریہ کی طبیعت میں اب کافی بہتری ہے تبھی وہ تھوڑا پر سکون ہوا تھا
وہ گھر آیا تو ایمیل حوریہ کے لیے جو س لے کر جا رہی تھی... زلیخا بیگم سے وہ
کچھ بات کر رہی تھی جب سلطان نے اس اے حوریہ کے بارے میں

پوچھتے ہوئے وہ جو س اس سے لیا اور اپنے کمرے میں چلا آیا.. اس نے زلیخا
بیگم سے کوئی بھی بات نہیں کی تھی وہ بہت کوشش کرتی تھی اس سے بات
کرنے کی ہر سلطان ہر بار انھیں اگنور کر دیتا تھا۔ وہ انھیں احساس دلانا چاہتا
..... تھا کہ انھوں نے کائنات کے ساتھ کتنا غلط کیا تھا

وہ کمرے میں آیا تو حوریہ بیڈ پہ لیٹی ہوئی تھی اسکی کمر کے پیچھے تین چار تکیے
تکھے تھے جب کی وجہ سے وہ تھوڑا اور اٹھ کر بیٹھی ہوئی تھی.... اس وقت
وہ ہاتھ میں فون تھا مے نجانے کیا کر رہی تھی شاید وہ اس پہ کوئی گیم کھیل
... رہی تھی

سلطان اگے بڑھا اور اسکے ہاتھ سے فون لیا

... سلطان جی پلیر دیں واپس مجھے فون چاہیے

حوریہ نے زدی انداز سے کہا اور اسکے ہاتھ سے فون چھیننے لگی

حوریہ کل رات بھی تمہیں منع کیا تھا کہ فون کا زیادہ استعمال مت کرو پر

... تمہیں تو ہر بار مجھے پریشان کرنا ہے میری سنسنی کہاں ہے تم نے

سلطان کے غصہ کرنے پہ حوریہ منہ پھلائے بیٹھ گئی

حوریہ یار تمہیں پتا ہے ناں تمہارا ابھی یہ سب دیکھنا ٹھیک نہیں ہے ابھی

تمہاری طبیعت پہ اثر کر سکتا ہے میرے نبی کے دنیا میں آنے کے بعد جتنا

دل کرے یہ سب دیکھ لینا

اسکے پیٹ پہ ہاتھ رکھتا وہ اسکے پھولے گالوں پہ بوسہ دیتا اسکے پہلو میں لیٹ گیا۔

سلطان جی ہمیں بہت ڈر لگتا ہے آپ کو ہوتا ہے میں نے ایک مووی دیکھی جس... میں لڑکی بچے کو پیدا کرتی ہے تو اسے بہت درد ہوتا ہے وہ پوری رات درد میں رہتی ہے صبح اٹھ کر اسے بچہ پیدا ہوتا ہے۔ حوریہ نے اپنی انگلیوں کو مروڑتے ہوئے کہا

میری جان فکر کیوں کر رہی ہو میں ہوں ناں سب ٹھیک ہو گا میں تمہارے ساتھ ہوں انشاء اللہ یہ مشکل وقت بھی گزر جائے گا... اور دیکھنا پھر ہمارا پیارا سا بچہ اس دنیا میں آئے گا

... اسکے ہاتھوں کو تھاما وہ وہاں اپنے لب رکھ گیا

سلطان کی اس محبت پہ حوریہ مسکرائی

شکر یہ اپکا... شرماتے ہوئے کہنے لگی

.... اچھا شکر یہ پر کس بات کے لیے

ہر بات کے لیے ہماری زندگی میں آنے کے لیے.. مجھے یقین ہو گیا کہ اللہ
پاک نے مجھے بہترین سے بھی بڑھ کر نوازہ ہے... جب ہمارا نکاح ہوا تھا
میں بہت ڈری ہوئی تھی پر آج میں اللہ کا شکر ادا کرتی ہوں جو آپ میری
... زندگی میں آئے
سلطان گہرا مسکرایا

اللہ نے مجھے دنیا کی سب سے پیاری لڑکی سے نوازہ ہے تم بہت پیاری ہو
... میری جان ہو

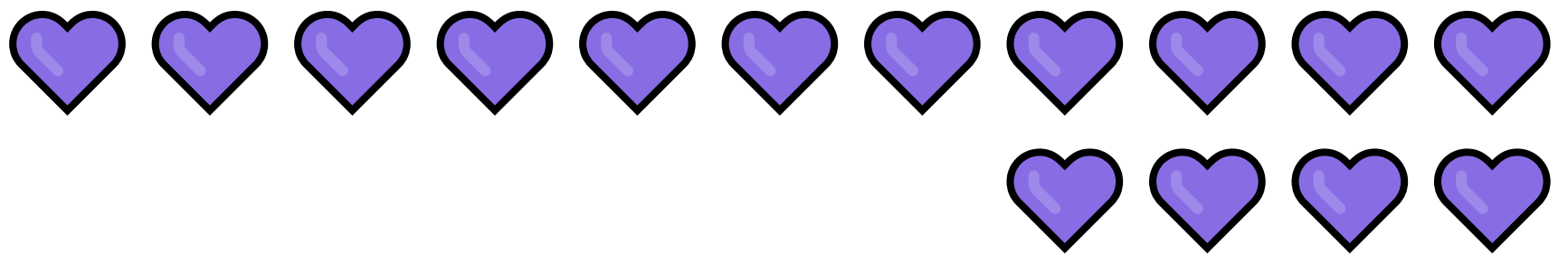
اور جہاں تک بات رہی شادی کی تو قسم.. لے لو اس دن میں دنیا والوں کی
نظر میں شادی کے لیے گیا تھا ہر میرا وہاں جا کر ارادہ سب کو ڈرانے
دھمکانے کا تھا جب میری شادی نہ ہوتی یہ سب میرے مشن کا پارٹ تھا پر
یقین کرو جب تمہیں دیکھا دوسری ہر بات میرے زہن سے نکل گئی اس
وقت میرا دماغ بس ایک ہی بات کر رہا تھا کیوں نہ جو دنیا کو دیکھانے کی

کوشش کر رہا ہوں وہ سب سچ کر دیا جائے اور پھر موقع بھی تو اچھا تھا
مولوی صاحب بھی موجود تھے تو بس میں نے موقع پہ چوکا مار دیا
.. پر آپ نے ہمیں کتنا رلایا تھا

.. حوریہ کو اب جا کر وہ سارا وقت یاد آ رہا تھا

یار کیا کرتا تم۔ مان ہی نہیں رہی تھی پھر زبردستی ہی اسکا حل تھا۔۔ ویسے بھی
بعد میں میں تمہیں بہت زیادہ خوش رکھنے کا ارادہ رکھتا تھا

سلطان اور سلطان پرانی باتیں یاد کرتے ہنس رہے تھے۔۔ سلطان کا ارادہ بھی
یہی تھا تا کہ اسکا دماغ تھوڑا دوسری طرف کی سوچیں اپنے دماغ میں
.... لائے



وہ گہری نیند سو رہی تھی جب اسے اپنے پیٹ پہ کسی کے ہاتھ محسوس

... ہوئے

پہلے تو اسے لگا کہ شاید یہ اسکا وہم ہے پر پھر کچھ دیر تک اسے اس ہاتھ کی
.... اپنے پیٹ پہ حرکت محسوس ہونے لگی

.. پھر اسے اپنے لبوں پہ کسی کی سانسیں محسوس ہوئی

.. اس نے فوراً اپنی آنکھیں کھولی تو دیکھا کہ دانیال اس پہ جھکا ہوا تھا

... ایک پل لگا تھا اسے نیند سے بیدار ہونے میں

.. اس نے دانیال کو پیچھے دھکیلنا چاہا جب دانیال اسکے لبوں پہ جھک چکا تھا

اسکی سانسوں کو روکتا وہ اپنی تشنگی مٹانے لگا جس نے اسے پچھلے تین دن

... سے بری طرح ڈسٹرب کیا ہوا تھا

. کائنات مسلسل مزاحمت کر رہی تھی پر دانیال تو آج بہرہ ہو کر آیا تھا

... کچھ دیر تک وہ اسکے لبوں کو آزادی دیتا اسکی گردن پہ جھک گیا

کائنات ہر ممکن کوشش کر رہی تھی کہ خود کو چھڑائے پر دانیال کے آگے

.... اسکی ہر مزاحمت ٹوٹ رہی تھی

چھوڑیں مجھے بس اپنی ہوس مٹانے کے لیے آپ کو میرا جسم چاہیے باقی میرا
وجود ختم ہو جائے آپ کو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ آپ کو بس اپنے جسم کی پیاس بجانی
ہے...

... کائنات کے سخت الفاظ دانیال کو کسی کوڑے کی طرح اپنے دل پہ لگے
کائنات ہوش میں اٹو میں شوہر ہوں تمہارا مجھے کوئی ہوس نہیں ہے یہ
میری محبت ہے اور تم میرے پیار کو ایسے گھٹیا لفظوں میں برباد کر رہی
.. ہو

دانیال نے اسے کندھوں سے پکڑ کر جھنجھوڑا
... نہیں ہے کوئی آپ کو مجھ سے محبت یہ ہوتی ہے محبت یاں
پہلے بھی آپ مجھے مارتے تھے اسکے بعد بھی آپ ہر رات میرے قریب
آتے تھے اور آج آپ کو اس بات کا زہ احساس نہیں ہوا کہ آپ کی وجہ سے
میں آج کس حالت میں ہوں اسکے باوجود آپ آئے اور میرے جسم سے
.... خود کو سکون پہنچانے لگے

میری ناراضگی نفرت آپکو دکھائی نہیں دی

کائنات میں جانتا ہوں پر میں بے بس ہوں یار پلیز کائنات تم میری محبت پہ
شک مت کرو میں ہمیشہ سے تم سے محبت کرتا آیا ہوں بے شک میں نے
اس بات کو ظاہر نہیں کیا پہلے بھی سب کے سامنے یہی ظاہر کیا کہ میں نے
بدلے میں شادی کی ہے پر یقین کرو کائنات میری روح یہ سوچ کر کانپ
جاتی تھی کہ تمہاری شادی کا شمس کسی اور کے ساتھ سوچ بھی کیسے سکتا ہے
میں بہت ڈر بھی گیا تھا کیونکہ مجھے پتا چل چکا تھا کہ شمس تمہاری شادی
..... موسیٰ سے کروانے کا سوچ رہا ہے

دانیال آج بے بسی سے اسے اپنی بات پہ یقین دلوا رہا تھا جیسے پہلے وہ اسے
یقین دلانے کی کوشش کیا کرتی تھی آج اس میں اسے اپنا آپ نظر آ رہا
... تھا

مجھے آپ پہ اور آپ کی محبت پہ ایک پرسنٹ بھی بھروسہ نہیں ہے میری بلا
سے آپ مرئیں جا جائیے.. اب دوبارہ اس گھر میں آنے کی ضرورت نہیں.

ہے اور ایک بات اور قسم کھا کر کہتی ہوں کہ اب اگر میرے قریب آئے
... تو میں خود کو ختم کر دوں گی

. کائنات کے الفاظ دانیال کو پتھر کو کر گئے شاید وہ اپنا مقام کھو چکا تھا
ٹھیک ہے جارہا ہوں میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے تمہاری زندگی سے دور بس
.... ایک بات میری مان لو... میرے بچے کا اور اپنا بہت بہت خیال رکھنا
... دانیال نے بیڈ سے اٹھتے ہوئے کہا

. اسے یقین تھا کہ ایک بار وہ اسکی طرف دیکھے گی
.. کائنات بس ایک آخری بار میری آنکھوں میں دیکھ لو
پر کائنات نے اسکی طرف نہیں دیکھا... وہ کافی دیر انتظار کرتا رہا ہر اسکا
... انتظار ختم نہیں ہوا

... آج زندگی میں پہلی بار وہ بہت مایوس ہوا تھا
... بے دلی سے وہ اسے دے کھتا اسکے کمرے سے نکل گیا
.... اسکے جانے کی دیر تھی کائنات پھوٹ پھوٹ کر رودی

دانیال کائنات کی باتوں کے زیر اثر سو نہیں پایا۔ اسکا دماغ بار بار بس ایک ہی بات کو دہرا رہا تھا سر تھا جو ایسا لگ رہا تھا پھٹنے والا ہے.... کل وہ پاکستان چھوڑ کر جانے والا تھا نجانے اسکے نصیب میں کیا لکھا ہوا تھا

... سب کچھ خراب ہو گیا اور یہ سب میں نے اپنے ہاتھوں سے کیا۔ خود کے ہاتھوں کو گھورتے ہوئے وہ خود سے ہی باتیں کیے جا رہا تھا۔ کائنات کا بھی کچھ ایسا ہی حال تھا غصے میں جو منہ میں آتا وہ بول دیتی تھی حالانکہ اسے اچھے سے ہتو تھا کہ دانیال اس سے کتنی محبت کرتا تھا اور اس نے تو غصے میں اسے بددعات تک دے دی تھی اب بیٹھی وہ اللہ دے یہی دعائیں کر رہی تھی کہ اسکی کہی کسی بھی بات کو کبھی سچ نہ کرنا وہ سب اس نے غصے میں کہا تھا

... دانیال نے ایسا کیوں بولا کہ وہ جت رہا ہے آخر کہاں جا رہا تھا وہ

اب بیٹھی وہ بس اسی بارے میں سوچ رہی تھی.... نیند تو اب آنے والی تھی
نہیں.

اٹھتی وہ کھڑکی کے پاس چلی آئی۔ اسکی وجہ سے شمس نے ہمارے کتنا غصہ کیا وہ
کبھی بھی نہیں چاہتی تھی کہ اسکی وجہ سے شمس اور ہمارے رشتے پہ زرہ سا
بھی اثر پڑے وہ بچی نہیں تھی اسے اندازہ تھا کہ اسکی پھوپھو ناظمین اب
شمس اور ہمارے بیچ مزید مشکلات پیدا کر رہی ہیں وہ اسے بھی آکر ہمارے
خلاف بھڑکاتی تھی اور شمس کو تو انھوں نے کتنی بار غلط بتایا تھا۔ وہ تو شکر تھا
کہ شمس نے دانیال کی طرح کسی بھی ایسی ویسی بات پہ بھروسہ نہیں
کیا....

.....

شمس اپنے کسی کام سے گیا ہوا تھا... کائنات کے سونے کے بعد ہمارے
کمرے میں آئی تو شمس وہاں موجود نہیں تھا۔ خالی کمرہ دیکھ اسے رونا آنے لگا

اسکے تو وہم گمان میں بھی نہیں تھا کہ اسکا دانیال کی آمد کے بارے میں نہ
...بتانا اتنا بڑا مسئلہ پیدا کر دے گا

شمس کی باتوں سے اسکا بہت دل دکھا تھا اور اسے اتنی ساری باتیں سنانے
کے بعد وہ اب نجانے کدھر چلا گیا تھا

بیڈ پہ بیٹھی وہ رونے لگی... ابھی تو اسکی زندگی خوشیوں وے بھری تھی کتنا
خوش تھا شمس جب اسے پتا چلا تھا کہ وہ باپ بننے والا ہے اور اب سب کچھ
. خراب ہو گیا

ابھی اسے پانچ منٹ ہی ہوئے تھے جب شمس کمرے میں آیا... اسکا موڈ
. آج ویسے بھی خراب تھا اور ہما کو روتے دیکھ مزید پارہ ہائی ہو گیا
...کیا ہوا ہے کیوں رورہی ہو

.اسکے سر پہ کھڑا وہ اس سے سوال کر رہا تھا

اسے اس طرح سے پوچھنے پہ اسے مزید رونا آنے لگا اسے اگنور کرتی وہ وہاں
سے جانے لگی جب شمس نے اسکا بازو پکڑا

میں کچھ پوچھ رہی ہوں سمجھ نہیں ارہا

شمس کی بات پہ ہمانے اپنی آنسو سے بھری آنکھیں اٹھائے اسے دیکھا...

.. اور یہی شمس اسکی آنکھوں میں کھو گیا

اس کے چہرے کو تھاموہ اسکے لبوں پہ جھک گیا... ہمانے کوئی مزاحمت نہیں کی تھی

اسکے لبوں کو چومتا وہ اسے اٹھائے بیڈ پہ کے آیا... اسے لٹائے اس پہ جھکا وہ

اپنی طلب پوری کر رہا تھا

... ہما خاموش تھی وہ اسے مزید ناراض نہیں کر سکتی تھی

.. وہ خود بھی مکمل بے لباس ہو چکا تھا

اسکی گردن پہ کاٹا وہ آہستہ آہستہ اسے بے لباس کرنے لگا۔ اسکے پیٹ پہ

بوسہ دیتا وہ اسکی گردن کے گرد اپنا بازو باندھتا اسکے کمر کو تھامے خود کو اس

.... میں شامل کر گیا

ہما کی سسکیوں کو منہ میں دباتا وہ اسے بے بس کر گیا اسکی شدتیں سہتی ہما
.. بالکل تھک چکی تھی

کچھ دیر تک وہ اس سے الگ ہوا تو شمس نے اسکا سراپنہ کندھے پہ رکھا اور
.. اسکے بال سہلانے لگا

.. ایم سوری میں بہت غصے میں تھا اسی وجہ سے تمھیں وہ سب بول گیا
شمس کی آواز پہ ہمانے کوئی رسپانس نہیں دیا.. سوری.... اپنے کانوں کو پکڑتا
.. وہ اس پہ دوبارہ جھکا

.. اسے ایسے دیکھ ہما مسکرائی

... وعدہ کریں گے دوبارہ کبھی بھی مجھے ایسے نہیں ڈانٹیں گے

.. اسکے سامنے اپنے ہاتھ پھیلاتی وہ بہت کیوٹ لگ رہی تھی

وعدہ پر اب جو بھی باتیں ہوں گی خاص کر کے کائنات کے ریلیٹڈ تم سب

... مجھے بتائو گی

... ٹھیک ہے آج کے بعد جو بات بھی مجھے ہتا لگے گی میں آپکو بتائوں گی

ہمانے اسکے کندھے پہ اپنے لب رکھے

... اب تم مجھے پھر سے بہکا رہی ہو

تو آپ کیوں بہک رہے ہیں خود پہ قابو پائیں.. ہما کی ہنسی پہ شمس دوبارہ سے

.. شروع ہو چکا تھا.. شمس پلینز میں بہت تھک چکی ہوں... ہما منمنائی

... یہ تمھاری اپنی غلطی ہے اب بھگتو

دوبارہ وہ اسکے جسم پہ جھکتا وہ اپنی منمنائیاں کرنے لگا. اس بار ہما بھی اسکا

ساتھ دے رہی تھی دونوں ایک دوسرے کو سکون پہنچاتے اپنی ساری

.... ناراضگی ختم کر چکے تھے

.....

اگلادن دانیال کے لیے کافی مشکل تھا

وہ پاکستان چھوڑ کر کچھ دیر میں ہی نکلنے والا تھا... اسے امید تھی کہ کاش

کائنات اجائے اور اسے روک لے پر اسکی امید بھر نہیں آئی اور اسکی

... فلائیٹ کی اناؤنسمنٹ ہونے لگی

... گھر اسانس بھرتا وہ جہاز میں چلا گیا

کچھ دیر تک اسکا جہاز فلائٹ بھرچکا تھا۔ کائنات کو اس کے جات کا پتا نہیں تھا بلکہ کائنات تو کیا اسکے جانے کا علم کسی کو بھی نہیں تھا سوائے دانیال اور ضاویار کے

دانود صاحب کو آج اسکے جانے کے بعد پتا چلا تھا... انھیں بہت دکھ ہو رہا تھا کہی نہ ہی وہ بھی خود کو ز مہدار سمجھ رہے تھے وہ چاہتے تو انکے بچے کا گھر بچ سکتا تھا

زلیخا بیگم بہت روئی جب انھیں دانیال کے جانے کا پتا چلا۔ انکی بے وقوفی نے سب کچھ خراب کر دیا تھا

دانیال نے شاید اب کبھی واپس نہیں انا تھا انکا دماغ بس ایک ہی بات کیے جا رہا تھا کہ تم نے اپنے بیٹے کا گھر تباہ کر دیا

گوہر صاحب اور شمس کو دانیال کے امریکہ جانے کا علم ہو چکا تھا

انھوں نے جب کائنات کو اس بارے میں بتایا تو اس نے کوئی خاص ریسکشن
..... نہیں دیا یا شاید وہ ان کے سامنے کمزور نہیں پڑنا چاہتی تھی

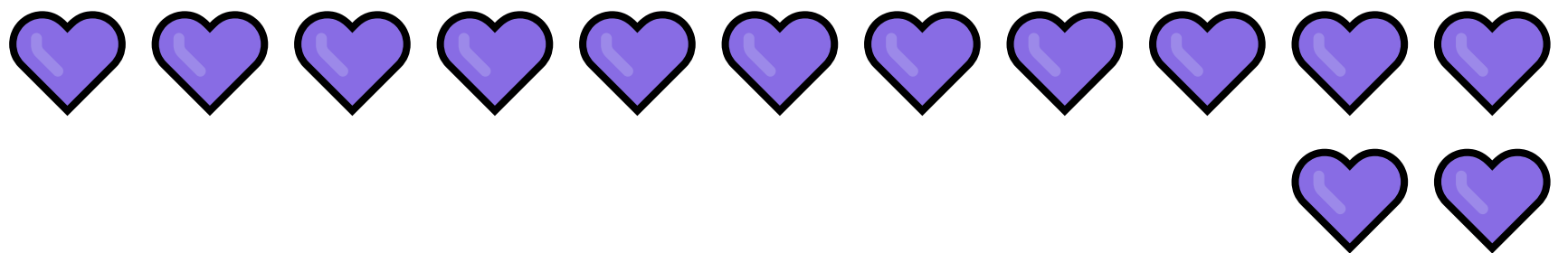
... کھانا کھاتے ہوئے وہ اٹھ گئی

شمس اور گوہر صاحب کچھ بھی نہیں بولے تھے وہ جانتے تھے اسے ابھی
وقت چاہیے

سب کے سامنے تو وہ مضبوط بنی ہوئی تھی پر جب اکیلے اپنے کمرے میں آئی
..... تو پھوٹ پھوٹ کر رودی

وہ دانیال سے دوری برداشت نہیں کر پار ہی تھی پر اب وہ اس کے ساتھ
... رہنے کا بھی نہیں سوچ رہی تھی

... بیڈ کے پاس بیٹھی وہ روتے ہوئے بس دانیال کو یاد کر رہی تھی



دانیال کو گئے تین دن ہو چکے تھے... ان تین دنوں میں انکا گھر جیسے
...ویران سا ہو گیا تھا

اس وقت رات کے پہر سب گہری نیند سو رہے تھے... حوریہ گہری نیند سو
رہی تھی جبکہ سلطان اس کے پاس بیٹھا لیپ ٹاپ لیے کسی کام میں
..مصرف تھا

حوریہ بار بار نیند میں بے تاب ہو رہی تھی.. نیند میں اسکا بار بار ہلنا اور
..بے تاب ہونا وہ محسوس کر سکتا تھا

اچانک حوریہ اپنی ٹانگوں کو مارتی تڑپنے لگی... اسکی آنکھیں کھلی اور درد سے
... چیخ اٹھی

حوریہ کیا ہو درد ہو رہا ہے کیا؟؟؟

..سلطان لیپ ٹاپ وہی چھوڑتا اسکے پاس آیا

سلطان ہمیں پیٹ میں بہت درد ہو رہا ہے پلینز کچھ کریں ش- شاید بچہ
...ہونے لگا

حور یہ کی بات پہ سلطان نے جلدی سے اسے اٹھایا اور باہر لے جانے لگا۔
حور یہ درد سے بالکل بے بس ہو چکی تھی... اسکا کراہٹیں اور چیخیں سن کر
... باقی گھر والے بھی جاگ گئے تھے

سلطان کیا ہوا حور یہ کو تکلیف ہو رہی ہے کیا؟؟؟
زلیخا بیگم حور یہ کی تکلیف دیکھ کر اندازہ کر چکی تھی کہ ڈلیوری کا وقت
قریب اچکا ہے

جی ماما حور یہ کو پین سٹارٹ ہو چکا ہے میں اسے جلد سے جلد ہسپتال لے کر
جانا ہو گا... سلطان حور یہ کو لے کر جانے لگا

سلطان ر کو اسے بہت تکلیف ہے یہ ہسپتال تک نہیں جاسکتی مجھے لگتا
ڈلیوری تیزی سے ہو رہی ہے ہمیں گھر میں ہی بچہ پیدا کروانا ہو گا

امی گھر میں نہیں ہو سکتا مجھے لے کر جانا ہی ہو گا اور

سلطان سمجھنے کی کوشش کرو وہ زیادہ دیر انتظار نہیں کر سکتی کچھ بھی ہو سکتا
ہے...

زلیخا بیگم کی بات پہ وہ اسے لیے واپس کمرے میں چلا گیا کیونکہ اسکا کمرہ اب سے نیچے والے پورشن میں تھا کیونکہ حوریہ کی وجہ سے اس نے اپنا کمرہ نیچے شفٹ کروا دیا تھا۔ تبھی وہ جلدی سے اسے اندر لے گیا

حوریہ کو ٹپتے دیکھ اسے اندازہ ہو چکا تھا کہ وہ اتنی دور ٹریول نہیں کر سکتی...

...ایمل بھی جاگی ہوئی تھی... اسے خود کچھ سمجھ نہیں رہا تھا
اسے زلیخا بیگم ہدایات دے رہی تھی جو وہ سنتی اور انھیں سارا سامان مہیا کر کے دے رہی تھی ملازمہ بطی وہی موجود تھی

سلطان کمرے کے باہر کھڑا تھا ہر بار جب ملازمہ یا ایمل باہر آتی تو وہ بہت... بے تابی سے ان سے سوال کرتا

دانو د صاحب اسے بکت سمجھا رہے تھے پر وہ کچھ سمجھ نہیں پا رہا تھا.. اتنا پریشان تو آج تک وہ کبھی بھی نہیں ہوا تھا

...حوریہ کی چیخیں اسکے دماغ پہ کسی ہتھوڑے کی طرح لگ رہی تھی

زلیخا بیگم چونکہ بڑی عورت تھی انکا تجربہ تھا تبھی وہ بہت ماہرانہ انداز سے
ڈلیوری کروارہی تھی اور حوریہ کی اچھی خوراک کی وجہ سے ڈلیوری فاسٹلی
..... ہو رہی تھی

کچھ دیر بعد پورا کمرہ حوریہ کی چیخوں سے گونجنے لگا... سلطان بالکل بے بس
... ہو چکا تھا

سلطان بیٹا بہادر بنو.. انشاء اللہ سب ٹھیک ہو گا اللہ نے ایسے ہی تو عورت کو
اتنا بڑا مقام نہیں دیا... اس کے قدموں میں جنت اسی لیے ہے اور اللہ کبھی
اپنے بندوں کو اسکی برداشت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا
.. سلطان خاموش تھا

.. دائود صاحب اسکی پریشانی کو سمجھتے تھے

.. کچھ دیر بعد کمرے میں سے بچے کے رونے کی آوازیں آنے لگی
... اچانک سلطان کا چہرہ جیسے کھل گیا.. دائود صاحب بھی مسکرا نے لگے

وہ بھاگتا ہوا اندر جانے لگا جب اسے دائود صاحب نے روکا.. کچھ دیر تک
... جائو

... سلطان نے اثبات میں سر ہلایا

تقریباً پانچ منٹ بعد زینخا بیگم ہاتھ میں ایک پینک کلر کی چادر میں لپٹے بچے
..... کو لے کر باہر آئی. خوشی انکے چہرے سے صاف جھلک رہی تھی

ماشاء اللہ ماشاء اللہ سلطان اللہ نے آپکو بیٹے سے نواز ہے ماشاء اللہ میرا بچہ اللہ
... ہر بری نظر سے بچائے

بچہ سلطان کے ہاتھ میں دیتی وہ مسکرا نے لگی.. آنکھیں آنسو سے بھری
ہوئی تھی

سلطان کے تو مانو ہاتھ کانپ رہے تھے.. بچے کی آنکھیں کچھ حد تک کھلی
ہوئی تھی پر چونکہ وہ ابھی کچھ دیر پہلے پیدا ہوا تھا پوری طرح کھل نہیں سکتی
تھی

.. سلطان نے اسے دیکھا تو بے ساختہ اس کے منہ سے ماشاء اللہ نکلا

یہ اسکے موجود کا حصہ تھا اس کا خون تھا اسے گود میں لیتے ہی ایک الگ سکون
... اسکے جسم میں آیا

بچہ کافی کمزور تھا... چہرہ اور جسم سارا اس وقت تھوڑا لال اور پنک کے ملے
جلے رنگ سا تھا... ہاتھ تو اتنے چھوٹے چھوٹے تھے کہ سلطان دیکھ کر ہنسنے
لگا۔

جھکتے ہوئے اسکے لبوں کو چوما... سلطان مجھے بھی دیکھنے دو میرے پوتے کو
دائود صاحب کی آواز پہ وہ جیسے ہوش میں آیا اور نہ اسے گود میں لیتے ہی وہ
اس میں مکمل کھو چکا تھا

..جی بآباد یکھیں ماشاء اللہ کتنا پیار اے ناں
سلطان نے انکی گود میں دیتے ہوئے کہا

ماشاء اللہ اللہ پاک ہر بری نظر سے بچائے... دائود صاحب اس سے کھیلنے
لگے زینخا بیگم بھی انکے ساتھ اس بچے کو دیکھتی مسکرا رہی تھی جب سلطان
... اندر چلا آیا

... حوریہ بے ہوش تھی

... ماشاء اللہ پیارے بھائی اتنا پیارا کیوٹ سا بے بی ہے ناں

... ایمل نے سلطان کو دیکھتے ہوئے کہا تو وہ مسکرایا

اچھا آپ حوریہ کو دیکھیں میں بے بی کو دیکھ کر آئی.. ایمل مسکراتی ہوئی
ملازمہ کے ساتھ باہر نکل گئی.... سلطان حوریہ کے پاس بیٹھا اور اسکا ہاتھ

اپنے ہاتھ میں لیا

... حوریہ اب بھی بے ہوش تھی

... سلطان کو محسوس کرتی حوریہ اپنی آنکھیں کھول گئی

اسے آنکھیں کھولتا دیکھ سلطان جھکا اور اسکے ماتھے پہ اپنے لب رکھے.. اسکی

پیشانی پہ اپنی پیشانی رکھے وہ اسے محسوس کرنے لگا

..... تھینک یو سوچ میری جان

اسکے گال کو چومتا وہ ایمو شنل ہونے لگا

... حوریہ بس خاموشی سے اسے سن رہی تھی

اتنا پیارا بے بی دیا تم نے مجھے... بلکل تم پہ گیا ہے... آئی لو یو حوریہ... جانتا
.... ہوں کتنا درد ہوا تمہیں

... سلطان جی بچہ کہاں ہے ہمیں دکھائیں ناں

حوریہ نے بے چینی سے کہا تو سلطان جلدی سے باہر نکل گیا... اسنے بیٹے کو
.... لیے وہ واپس کمرے میں آیا

... حوریہ نے اٹھنے کی کوشش کی پر درس اب بھی وہ محسوس کر سکتی تھی

سلطان نے بچے کو اسکے پہلو میں چھوڑا اور اسکی کمر کے پیچھے تکیہ رکھا اور

... اسے ہلکا سا اٹھائے بیٹھایا

.. اسکی گود میں بچہ رکھے وہ ان دونوں کو دیکھنے لگا

اسکا دل دماغ ہر چیز اللہ کا شکر ادا کر رہا تھا جس نے اسے اتنی پیاری نعمت سے

... نوازا

. حوریہ اپنے بچے کو دیکھے رونے لگی

حوریہ پلیر دو نہیں دیکھو کتنا پیارا بچہ ہے ماشاء اللہ تم نظر نہ لگا دینا میرے
نبی کو

بچے کو دیکھتا وہ حوریہ کو تنگ کرنے لگا

ہمارا بھی تو بچہ ہے ناں اور کتنا کیوٹے ہر سلطان جی یہ کمزور بھی تو بہت
ہے ناں

اسکے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لیتی وہ اسے محسوس کرنے لگی
کیونکہ تم نے میری ایک نہیں سنی اور کچھ کھایا ہی نہیں تبھی دیکھو بے بی کتنا
کمزور ہے.... کچھ کھاتی پیتی تو آج موٹا تازہ ہوتا

سلطان کی باتوں کو اگنور کیے وہ بچے کو ہی دیکھ رہی تھی ہر اسے بہت تھکن
محسوس ہو رہی تھی اور ابھی بھی وہ تکلیف محسوس کر سکتی تھی تبھی سلطان
کے ہاتھ میں بچے کو تھاماتی وہ واپس لیٹ گئی... سلطان اس کے پاس بیٹھا اس
سے باتیں کر رہا تھا.... جب زلیخا بیگم اور دائود صاحب کمرے میں داخل
ہوئے

ایمل بھی تھی جسکے ہاتھ میں قہوہ تھا جو شاید وہ حوریہ کے لیے کر آئی تھی۔

بھائی یہ لیں قہوہ اور حوریہ کو پلائیں اوع لائیں کچھ دیر کے لیے بیبی کو مجھے دیں۔

ایمل کو تو بس جلدی تھی کسی طرح وہ بچے کو لے کر بیٹھ جائے۔
ہاں بیٹا آپ حوریہ کو پلائو اور اسکے بعد بچے کو بھی فلحال یہی پلائیں گے۔
زلیخا بیگم کی بات پہ سلطان نے بچہ ایمل کو دیا اور زلیخا بیگم کے ہاتھ تھامے۔۔ اور ان پہ بوسہ دیا۔

شکریہ امی آپ نے سب کچھ سنبھال لیا ورنہ میں تو بہت ڈر گیا تھا۔
ارے اس میں شکریہ والی کیا بات حوریہ میری بھی بیٹی ہے اور میری تو دعا ہے... کہ اللہ میرے پوتے کو صحت والی زندگی عطا کرے

زلیخا بیگم نے محبت سے کہا تو سلطان نے دوبارہ انکے ہاتھوں پہ بوسہ دیا اور
پھر حوریہ کو زبردستی قہوہ پلانے لگا جبکہ دائود صاحب زلیخا بیگم اور ایمل بچے
... کو سنبھال رہے تھے

ایمل تو آج شاید اسے کسی دوسرے کو دینے والی نہیں تھی.... جبکہ سلطان
.... تو آج حوریہ کو ہی دیکھے جا رہا تھا

سلطان کے بچے کی وجہ سے سب گھر والے بہت خوش تھے کچھ وقت کے
لیے وہ سب دانیال والی بات کو مکمل بھول چکے تھے
دانیال کو سلطان نے کال کر کے اپنے بیٹے کی پیدائش کا بتایا تھا

دانیال واقعی اسکے بچے کا سن کر بہت خوش ہوا تھا ویسے بھی اسے بچے بہت پسند تھے اب تو انکے گھر ایک چھوٹا سا بے بی بھی بچے نجانے وہاں کتنی رونق لگی ہوگی سلطان کے بچے کی تصویر وہ دیکھ چکا تھا

سلطان نے اسے پاکستان آنے کا بولا وہ بھی آنا چاہتا تھا پر کچھ سوچ کر اس نے سلطان کو آنے سے منع کر دیا

سلطان نے اسے بہے کہا پر اسکی پریشانی کو وہ سمجھ سکتا تھا

ضاو یار کو جب پتا چلا تو وہ بھی شام تک گھر آ گیا تھا

سلطان کے بچے کو تو کوئی زمین پر چھوڑ ہی نہیں رہا تھا... صبح سے کبھی ایمیل لیتی تھی تو کبھی سلطان خود دائود صاحب بھی بات بار اس سے کھیلنے

لگتے آج کتنے عرصے کے بعد اس گھر میں سکون آیا تھا

شام کو ضاو یار آیا تو پھر بچے کو اس نے اٹھا لیا... اس چھوٹے سے بچے سے وہ

نجانے کتنی دیر بیٹھا باتیں کرنے لگا یہاں تک کہ وہ اپنے چاچو کی باتوں سے

تنگ آکر رونا شروع ہو گیا

افضایار آپ نے اسے رلا دیا صبح سے یہ بلکل بھی نہیں رویا تھا پر آپکو دیکھ
... کر رونے لگا

ایمل نے ضایار سے بچے کو لیتے ہوئے کہا
کہنا کیا چاہتی ہو میرے بھائی کوئی جن ہیں کیا؟؟؟
سلطان نے ہنستے ہوئے کہا

کیا پتا بھائی پر بچہ تو دیکھ کر ڈر گیا ناں۔ ایمل نے بھی ہنستے ہوئے ضایار کا
مذاق بنایا۔ ارے ہٹو وہ اپنے چاچو کی باتوں سے ایمپر لیس ہوا ہے۔۔ وہ سمجھ
چلا ہے کہ چلو باپ تو کسی کام کا نہیں چاچو ہی زہین مل گیا
ضایار کی بات پہ سب ہنسنے لگے

ارے کیوں تنگ کر رہے ہو میرے بیٹے کو اب تم سب سے بڑا ہے وہ آخر
دیکھو سب سے پہلے اس نے ہمیں داد ادا دی بنایا ہے۔ اب تو ماشاء اللہ ایک
بچے کا باپ بن گیا پتا ہی نہیں چلا کب میرا لائق بیٹا اتنا ز مہدار ہو گیا
زلیخا بیگم نے محبت سے کہا

امی یہ آپ نے تعریف کی ہے یا بے عزتی؟؟؟

..سلطان واقعی سمجھ نہیں سکا

ارے

اس سے پہلے کہ کوئی کچھ بولتا بچے نے زور زور سے رونا شروع کر دیا

....کیا ہوا ہے اسے مجھے دوا میل

زینخا بیگم نے ایمیل سے بچے کو اپنی گود میں لیا اور اسے اٹھائے اندر کمرے

میں لے گئی جہاں حور یہ سو رہی تھی

اچانک اسکے کان میں اپنے بچے کی آواز پڑی تو وہ ہڑبڑا کر اٹھی

کیا ہوا اسے رو کیوں رہا ہے؟؟؟

حور یہ نے سوال کیا تو اسکی نظر سلطان پہ پڑی جو انکے پیچھے سے اندر آیا

بیٹا اسے بھوک لگی ہے اب تم نے شاور بھی لے لیا ہے تو اسے فیڈ کرواؤ

پہلے تم سوئی ہوئی تھی اسی وجہ سے تمہیں ڈسٹرب نہیں کیا پرا بھی تم اسے

...فیڈ کرواؤ

زلیخا بیگم نے بچے کو اسکی گود میں دیا

حور یہ کچھ کنفیوز سی ہو رہی تھی۔ سلطان کے سامنے وہ تھوڑا اثر ما بھی رہی تھی۔

سلطان شیشے کے سامنے کھڑا دونوں بازو باندھے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ ہمیں پتا نہیں ہے کیسے کرتے کچھ سمجھ نہیں ارہا.... حور یہ کو کچھ سمجھ نہیں لگ رہی تھی اور سلطان کو دیکھ وہ مزید پرزل ہو رہی تھی

اچھا دھرد واسے مجھے... زلیخا بیگم نے اس سے بچہ لیا اور اسکی شرٹ کو ہلکا سا اوپر کھسکایا... چونکہ اب وہ کچھ دن تک بیڈ پہ ہی تھی تبھی انھوں نے اسے کمفر ٹیبل سی شرٹ پہنادی جو کہ سلطان کی تھی اور حور یہ کو کافی کھلی تھی.....

حور یہ نے انکے ہاتھ پہ اپنا ہاتھ رکھا اور پیچھے دیکھنے لگی۔ اسکی نظروں کے تعاقب میں زلیخا بیگم کی نگائیں بھی تھی سلطان کو دیکھ وہ اسکی جھک سمجھ گئی۔

سلطان بیٹا آپ کچھ دیر باہر جائو... زلیخا بیگم کے کہنے پہ وہ سر ہلاتا باہر نکل گیا۔

زلیخا بیگم اسے ہر چیز بتاتی اور سہی سے فیڈ کروانا سیکھا کر باہر نکل آئی تاکہ وہ کمفر ٹیبل ہو کر بچے کو فیڈ کر واسکے

ابھی چند منٹ ہی ہوئے تھے جب سلطان کمرے میں آیا اور دروازہ لاک کرتا اسکے پاس آنے لگا

حوریہ کے پاس ایک بڑی سی شال تھی جو اس نے اپنے ارد گرد اوڑھی ہوئی تھی

اسکے مکمل جسم ابھی ڈھانپا ہوا تھا

سلطان حوریہ کے بالکل سامنے آکر بیٹھ گیا

تو تم مجھ سے شرمنا رہی تھی!؟؟؟

نہیں تو ہم آپ سے کیوں شرمائیں گے ہم تو بس ایسے ہی کہہ رہے تھے

حوریہ نے نظریں جھکائے کہا

تو پھر ہمارے سامنے کیوں نہیں فیڈ کروا رہی تھی۔
وہ آنٹی بھی تھی نا اس وجہ سے ہمیں مناسب نہیں لگا
حوریہ نے گھبراتے ہوئے کہا

... تو مسئلہ صرف ماما کے سامنے تھا نا ابھی میں دیکھ سکتا ہوں نا
سلطان نے اپنی ہنسی دباتے ہوئے کہا
نہیں۔۔۔ ہم تو... سلطان جی آپ پلیز باہر جائیں ہمیں تنگ کر رہے ہیں
آپ...

حوریہ کی بات پہ سلطان مسکرایا
ابھی وہ مزید کچھ بولتا جب چادر کے اندر سے بچے کی رونے کی آواز آئی
... اس کے رونے سے حوریہ گھبرائی.... شششش کیا ہوا کیوں رو رہے ہو
چادر کے اوپر سے ہی اسے تھپتھا پاتی وہ اس سے سوال کرنے لگی؟؟؟
... حوریہ وہ بچہ ہے جواب نہیں دے گا کیا بچوں جیسی حرکتیں کر رہی ہو
.. سلطان نے اس سے بچہ لینا چاہا

...پلیز آپ باہر جائیں ہمیں کچھ سمجھ نہیں۔ ارہا

۔ حوریہ نے جیسے رونا شروع کر دینا تھا

جب سلطان نے اسکی چادر کو ہٹایا اور بچے کو اپنی گود میں لیا جو ممنہ پورا

۔ کھولے آنکھیں بند کیے بس روئے جا رہا تھا

یہ ابھی بھی بھوکا ہے اسے اور اس فیڈ کروائو... دوبارہ سے اسکی گود میں

۔ رکھتا وہ اسے بتانے لگا

اب کیسے ہو گا اتنی مشکل سے آنٹی نے اسے سیٹ کر کے دیا تھا... حوریہ

.... نے غصے سے کہا

سلطان نے بیبی کو بہت طریقے سے سیٹ کیا اور وہ رونا چھوڑ کر فیڈ کرنے

۔ لگا۔ حوریہ نے سلطان کو دیکھا جو اسے گھور رہا تھا

.. تمہارا شوہر سب جانتا ہے

کیوں آپ نے پہلے کسی کو فیڈ کروایا ہے کیا؟؟؟

... اسکی بات پہ حوریہ نے بغیر کچھ سوچے سمجھے کہا تو سلطان ہنسنے لگا

اپنی بات کو سمجھتی حوریہ بھی ہنسی

سلطان نے آٹھ کرا سکے گال پہ بوسہ دیا... اس کے ہاتھوں کو تھمتے ہوئے وہ
اس کے کان میں محبت بھری سرگوشیاں کرنے لگا

.....

کچھ دیر بعد حوریہ کے ماں باپ آئے تھے.. اس کے باپ کے ہاتھ میں کچھ
شاہر تھے شاید وہ اپنی بیٹی کے لیے کچھ لائے تھے وہ تھوڑا جھک بھی رہے
تھے کیونکہ آج پہلی بار وہ دائود صاحب سے ایک الگ رشتے سے مل رہے
تھے....

سلطان نے بہت محبت اور احترام سے انہی سب سے ملایا.. سارے گھر
والے ان سے بہت محبت اور عزت سے ملے دائود صاحب نے بھی انہیں
بہت عزت دی.. زلیخا بیگم اس کی ماں سے بہت لگاؤ سے باتیں کر رہی تھی
... ان سے باتیں کرتے ہوئے وہ کمفر ٹیبل ہو چکے تھے

حور یہ کو دیکھ کر انھیں بہر سکون ملا تھا انھوں نے کبھی خواب میں بھی نہیں سوچا تھا کہ حور یہ کا اتنا اچھا نصیب ہو سکتا ہے سلطان کے بارے میں جب انھیں پتا چلا تو وہ بہت خوش ہوئے.. سلطان اپنے پروفیشن کے ریویل ہونے کے بعد کہی بار انکے گھر گیا انھوں نے تو اسے اپنا بیٹا مان لیا تھا سلطان نے جب انکی بیٹی کو اپنے گھر والوں سے ملایا تھا شاید اس دن انکے دل ہی ہر تمنا پوری ہو گئی تھی ابھی بھی وہ سلطان اور حور یہ کے کمرے میں... موجود اپنے نواسے کو لے کر بیٹھے تھے

اس سے لاڈ کرتے وہ اپنی محبت لٹا رہے تھے. حور یہ کی طرف سے تو وہ اب مکمل مطمئن ہو چکے تھے بلکہ شاید بہت خوش ہو گئے تھے حور یہ اور سلطان ان سے چھوٹی موٹی باتیں کر رہے تھے... باقی گھر والے... بھی وہاں موجود تھے جو انکی گفتگو کا حصہ بن رہے تھے حور یہ کی نظریں سلطان پہ تھی جو اسکے ماں باپ کو اتنی عزت سے رہا تھا

ہر روز اسے لگتا وہ وہ اس انسان کے پیار میں انتہا کر گئی پر ہر روز اسے اس
... سے مزید محبت ہوتی

. شاید اب وہ انسان اسکی رگوں میں خون بن کر دوڑتا تھا
کچھ دیر تک سلطان ان دونوں کو ڈراپ کرنے گیا تھا۔ اس نے انکی بہت
منتیں کی کہ رات وہ وہی ٹھہر جائیں پر انھوں نے سلطان کو سہولت سے منع
... کر دیا اور یہ یقین دلایا کہ وہ اب آتے جاتے رہیں گے

.....

ہما اور کائنات اس وقت بیٹھی باتیں کر رہی تھی جب شمس انکے پاس آکر
. بیٹھا

کیا کر رہی ہو دونوں؟؟؟

ایمل کے پاس بیٹھا وہ ان کی باتوں کا حصہ بنا۔ کچھ نہیں بھائی بس ایمل اور
. میں کچھ شاپنگ کا سوچ رہی تھی
. کائنات نے اسے جواب دیا

ارے یہ تو اچھی بات ہے چلو ناں پھر میں تم دونوں کو کے کر چلتا ہوں بہت
ساری شاپنگ کروائوں گا

شمس کے آفر وہ دونوں ریجیکٹ کر گئی

ہمارا بھی موڈ نہیں ہے جب ہوا تو آپکو بتائیں گے بلکہ شاید ایک دو دن تک
.... جائیں اور جب بھی گئے آپکو بتائیں گے آپ آجائے گا

... ہمارا کی بات پہ شمس نے اسے گھورا

ارے کائنات بیٹا میں آپ کے لیے کچھ بنا کر لائی تھی یہ کچھ جڑی بوٹیوں کو
ملا ہے بنائی ہے یہ تم ہفتے میں ایک دو بار کھانا تو ڈلیوری کے ٹائم تمہیں مسئلہ
نہیں ہو گا اور بچہ بھی صحت مند ہو گا

ناظمین بیگم نے کچھ ہرے رنگ کی چٹنی نما کوئی چیز کائنات کے سامنے
رکھی اور اسے ہدایت سینے لگی کہ اسکا کیسے استعمال کیا جائے

جی تھینک یو پھو پھو... کائنات نے مسکراتے ہوئے اس چٹنی جیسی چیز کے
بس دو بائٹ لیے تو ناظمین بیگم وہ واپس کے جانے لگی

پھوپھو آپکو پتا نہیں ہے کیا کہ ہما بھی پریگنٹ ہے تو آپ اسے بھی یہ چیز
کھلائیں ناں؟؟؟؟

... شمس کی بات پہ ناظمین بیگم نے براسا منہ بنایا
بیٹا میں نے یہ صرف کائنات کے لیے تیار کروایا ہے تمہاری بیوی کے لیے
نہیں اگر اسے کھانا ہے تو میں طریقہ بتا دوں گی خود تیار کر کے کھالے گی
ناگوار می اور نفرت انکے لہجے سے صاف ظاہر ہو رہی تھی

... پھوپھو ہم دوبارہ بنالیں گے آپ یہ ہما کو بھی دیں
کائنات کی بات پہ ناظمین بیگم نے صاف انکار کر دیا
ہما کو بہت برا لگ رہا تھا پری شمس کو دیکھ وہ خاموش تھی اور شمس کو تو یہ بات
... انتہائی ناگوار گزری تھی

نہیں کائنات میں ایسی بد تمیز لڑکی کو کچھ نہیں دینے والی اور کیا ہتا کل کو اسکا
بچہ مرور جائے تو یہ پھر مجھ پہ الزام لگائے گی کہ میں نے اسے کچھ کھکایا تھا
اور ءمیه سب ہو گیا

ناظمین بیگم کا جو دل کیا وہ بول دیا

بس کر دیں پھوپھو کیا ہو گیا یہ آپکو میرے بچے کے بارے میں کس قدر
گھٹیا بات کی ہے آپ نے نہیں چاہیے ہمارا کو آپکی یہ جڑی بوٹیاں اور اگر اج
کے بعد میرے بچے کو بارے میں ایسا ویسا کچھ بھی بولا تو مجھ سے برا کوئی
نہیں ہوگا

شمس نے غصے سے کہا تو ناظمین بیگم کو اپنے لفظوں کی شدت کا اندازہ
...ہوا

ارے بیٹا آپ غلط سمجھ رہے ہو میں بس یہ کہہ رہی تھی کہ تمہاری بیوی
چھوٹی چھوٹی باتوں پہ مجھ سے چڑتی ہے تو کل کو خدا نہ کرے کچھ ایسا ویسا ہو
جائے اسی وجہ سے میں اسے کچھ نہیں دے رہی تھی
بس کریں اب اسے آپکی کسی بھی چیز کی ضرورت نہیں ہے
شمس نے ہاتھ کے اشارے سے منع کر دیا

غصے سے وہ اپنے کمرے میں چلا گیا ہما بھی اسکے پیچھے پیچھے کمرے میں چلی آئی۔

کائنات نے اپنی پھوپھو کو دیکھا اور افسوس سے سر ہلاتی اپنے کمرے میں آگئی۔

ناظمی بیگم کندھے اچکاتی اپنے کمرے میں چلی گئی۔

.....

ضاو یار کمرے میں آیا تو ایمیل کمرے میں نہیں تھی۔ اس نے اپنا سر نفی ... میں ہلایا وہ جانتا تھا کہ میڈم ضرور سلطان کے بچے کے پاس موجود ہوگی۔ بچوں کے ساتھ اسکی لگاؤٹ سے وہ اچھے سے واقف تھا۔

وہ واش روم چلا گیا اور کچھ دیر بعد باہر آیا تو ایمیل کمرے میں موجود تھی۔ وہ شاید کسی کو وائس میسج کر رہی تھی۔

ضاو یار کمرے میں آیا تو اسے پتا چلا کہ میڈم اپنی دوست کو حوریہ کے بیٹے کی تصویر بھیجتی اسکی تعریف کیے جا رہی تھی۔

ضاویدار اپنے بال خشک کرتا اسکی گود میں اپنا رکھ گیا

ضاویدار ہٹیں مجھے چلیج کرنا ہے

اسکا سر ہٹانے لگی جب ضاویدار آنکھیں موند گیا۔ مجھے بھی اب نیبی چاہیے

اسکے ہاتھوں کو تھا متا وہ اپنی ڈیمانڈ رکھ گیا

اسکی بات پہ

ایمل شرماتے لگی

ضاویدار میں کیا کروں مجھے بھی تو چاہیے نانی پھر میرا نیبی اور حوریہ کانیبی اور

کائنات کا بھی کتنا مزے آئے گاناں

ایمل کی بات پہ ضاویدار ہنسا

شوہر کو قریب آنے نہیں دیتی اور خواب بچوں کے دیکھ رہی ہو... کب کا آیا

ہوا ہوں میں ایک بار بھی تم نے منہ میٹھا نہیں کروایا... ہر بار تمہیں بلا بلا

.... کر لایا جاتا ہے کمرے میں.. اور قریب آؤ تو شرماتی ہی اتنا ہو

ضاویدار کی بات پہ وہ خاموش ہو گئی

ضاو یار نے اسکی گود سے اپنا چہرہ ہٹایا اور اسے لٹاتا اس پہ جھکا

_____ ضاو یار میرے

شش نبی چاہیے ناں تو کوئی ایکسکیوز نہیں اور ویسے بھی شوہر اتنے دنوں بعد
.. گھرایا ہے اسے سکون لینے دو

اسکی گردن کو چومتا وہ مدہوش سا ہونے لگا۔ ایمل نے اپنے بازو اسکے گلے
میں ڈال کر اپنی رضامندی ظاہر کی

ضاو یار اسکے لبوں کو اپنی قید میں لیتا اپنی پیاس بجھانے لگا۔ اسکے بالوں کو مٹھی
میں بھری وہ اسکا چہرہ مضبوطی سے تھامے ہوئے تھا

جب اس کی سانس رکنے لگی تو وہ اسکی گردن پہ کاٹنے لگا۔ اسکی گردن سے
سینے پہ سینے سے پیٹ پہ چومتا وہ اسے مدہوش کر گیا

ایمل کی تیز ہوتی سانس اسکی دھڑکنوں کے اوپر نیچے ہونے کا باعث بن
رہی تھی

ضاو یار اسکی دھڑکنوں کو تھامے اسے محسوس کر رہا تھا

اسکی قمیض اتارتا وہ اسے بے لباس کرتا خود بھی بے لباس ہونے لگا۔

خود پہ اور اس پہ کمفرٹر اور ٹاواہ لائیٹ آف کرنے لگا۔ اسکی تھائیز سے اسے
تھا متا وہ خود کو اس میں شامل کر گیا۔

ایمل کا سسکتا ہوا وجود اسے پاگل کر رہا تھا۔ اسکے دونوں ہاتھوں کو تھامے
اسکے سر کے اوپر اپنے ایک ہاتھ میں تھا متا وہ اس پہ اپنی شدتیں نچھاور کر رہا
تھا۔

.... کبھی جھکتا اسکے لبوں کو چومتا تو کبھی کندھے پہ اپنے دانت گاڑتا
ایمل بے بس ہوتی سسک رہی تھی۔ کچھ دیر بعد وہ اس سے الگ ہوا تو
... ایمل گہرے گہرے سانس بھر رہی تھی

اسکے پسینے سے شرابور ہوتے وجود کو اپنے بازو میں تھا متا وہ اسکے کان میں
... سرگوشیاں کرتا اسے ریلیکس کر رہا تھا

اسکی باتوں کے زیر اثر وہ سونے لگی جب ضاویا پھر سے اس پہ ہاوی ہونے
لگا۔

دوبارہ سے اسکی پیش رفت پہ ہمانے اسے روکنا چاہا ہر آج تو وہ کسی اور موڈ
میں تھا .

.. اسکی ایک ناستنا وہ دوبارہ سے اپنی منمائیاں کرنے لگا
ایمل جانتی ہے ہمی کہ اس کا مقابلہ نہیں کیا جاسکتا تبھی وہ بھی خاموش
.... ہوتے اسے محسوس کرنے لگی

کائنات اور ہما کو دوسرے دن اس بات کا علم ہوا تھا کہ حوریہ نے بیٹے کو جنم
دیا ہے . وہ دونوں بہت خوش تھی دونوں اس کے بچے کو دیکھنے کے لیے جانا
چاہتی تھی پر شمس نے ان دونوں کو وہاں جانے سے صاف منع کر دیا
شمس کمرے میں آیا تو ہما منہ پھلائے بیٹھی تھی اسے ایسے دیکھ شمس مسکرایا
لگتا ہے کوئی مجھ سے بہت ناراض ہو گیا ہے

اسکی گود میں اپنا سر رکھے شمس نے اسکے ہاتھوں کو تھاما

ہٹیں پیچھے آپ نے ہمیں حوریہ کا بیبی دیکھنے نہیں جانے دیا... کائنات بھی

آپ سے بہت غصہ ہے اور میں بھی

.. اچھا تمہیں بیبی دیکھنا ہے تو مجھے دیکھ لو

.. بیبی دیکھنا ہے بڑھا آدمی نہیں

اسکی بات پہ شمس ہنسا

یار تم مجھے بہت طعنہ دیتی ہو بڑھا ہونے کے۔ اور اسی بات کی وجہ سے میں

بے تمہیں جلدی جلدی پر یگنٹ کر دیتا کہ جب تک میرے بچے جوان

ہوں تب جا کر میں بڑھا ہوں۔ اور اس دوران میں نے بچوں کا ڈھیر لگانا اور

.... یقین کرو تمہاری چھوٹے بیسبز کو دیکھنے کی شوق ختم ہو جائے گی

شمس نے انتہائی بے باک انداز سے کہا

... شمس شرم کریں کچھ اپنی عمر دیکھیں اور باتیں دیکھیں

۔ ہمانے شرماتے ہوئے کہا

ارے اس میں شرم والی کون سی بات ہے کون سا کسی پڑوسن سے
رومینٹک ہو رہا ہوں بیوی سے ہی تو محبت بھری باتیں کر رہا ہوں
اچھا یہ محبت والی باتیں تو ہر گز نہیں ہیں بلکہ یہ تو چھچھورا پن ہے جو آپ کر
رہے ہیں۔

اچھا تو چلو میں تمہیں چھو چھورا پن اور محبت بھری سرگوشیوں میں
فرق بتاتا ہوں۔

شمس چھوڑیں مجھے کام کرنا ہے کائنات اور میں دونوں آج کیک بیک کریں
گے۔

اپنا ہاتھ چڑھاتی وہ باہر جانے لگی جب شمس نے اسے کھینچا وہ سیدھا شمس پہ جا
گری۔

... کتنی غلط بات ہے اگر کچھ ہو جاتا

اپنے پیٹ پہ ہاتھ رکھے وہ شمس کو غصہ کرنے لگی

ارے ایسے کیسے کچھ ہونے دیتا۔ شمس نے بھی اس کے پیٹ پہ اپنے بازو
باندھے۔

شمس کائی

اس کے باقی کے لفظوں کو وہ کھا گیا

اس کے لبوں پہ جھکا وہ اسے اور خود کو سکون پہنچا رہا تھا۔ دونوں ایک دوسرے
کو محسوس کر رہے تھے۔ شمس اس کے سینے پہ اپنے ہاتھوں کو باندھے اسے خود
... میں بھینچ رہا تھا

اس سے پہلے کہ وہ آگے بڑھتا جب اس کا فون بجنے لگا۔ شمس نے لب بھینچتے
ہوئے کال پک کی... یہ ایک ضروری کال تھی تبھی وہ اسے اٹینڈ کر رہا تھا۔
بیڈ سے اٹھتا وہ کھڑا کال پہ بات کر رہا تھا جب ہما اپنے کپڑے ٹھیک کرتی
جلدی جلدی کمرے سے باہر نکل گئی.... کمرے کے باہر اس کی ہنسی گونجی وہ
جانتی تھی کہ شمس اسے بہت غصہ کرے گا اگر وہ اسے وہاں نہیں ملی
شمس اپنی بات مکمل کرتا اندر آیا تو سامنے ہی خالی کمرہ اس کا منہ چڑھا رہا تھا

باتیں کرتا کرتا وہ بالکنی میں چلا گیا اور اب جب واپس آیا تو بیگم بھاگ چکی
... تھی

اسکی آج ایک ضروری میٹنگ تھی جس کے لیے اسے دوسرے شہر جانا تھا۔
جانے سے پہلے وہ ایک بار اسکی قربت کو محسوس کرنا چاہتا تھا پر وہ تو چکما
... دے کر چلی گئی

.... نفی میں سر ہلاتا وہ اپنا کچھ ضروری سامان پیک کرنے لگا
.. انجرات وہ وہی رکنے والا تھا اور شاید ایک دو دن اسے رکنا بھی پڑے
.. اسنق سامان پیک کرتا وہ نیچے کچن میں چلا گیا

.....

... دانیال اپنی کسی ضروری میٹنگ کی وجہ سے رات کو دیر سے گھر آیا تھا
اس وقت اسے سخت ترین نیند آئی تھی پچھلے کچھ دنوں سے وہ سکون سے سو
بھی نہیں پایا تھا۔ اور اب مصیبت یہ تھی کہ اسے کائنات کے بغیر نیند بھی

نہیں آتی تھی... اسے بانہوں میں لے کر سونے کی ایسی عادت پڑ چکی تھی
جو شاید اب چھوٹے والی نہیں تھی

ابھی بھی وہ سونے کی کوشش کر رہا تھا پر پھر سے نیند روٹھ چکی تھی۔ تھکن
بھی کافی تھی تبھی وہ اٹھتا ہننے لیے ایک بلیک کافی بتاتا اسے لیے بالکنی میں
آگیا

لیپ ٹاپ پہ جھکا وہ اپنے کام کے ساتھ ساتھ کافی کے سپ بھی کے رہا
تھا۔ جب اس کا فون بجنے لگا۔ یہ اسکے خاص آدمی کا فون تھی جسے اس نے
کائنات پہ نظر رکھنے کے لیے ہائیر کیا ہوا تھا
ہاں بولور فیتق فون کو کان کے ساتھ لگائے وہ ابھی بھی کی پیڈ پہ انگلیاں چلا
رہا تھا۔

سر ایک بات ہے جو آپ کو بتانی ہے
ہاں بولوبات ہی ہوگی تبھی تم نے فون کیا ہے ورنہ میری آواز سننے کے لیے
.. تو تم نے کال نہیں کی ہوگی

دانیال نے چڑتے ہوئے کہا.. نیند نہ لینے کی وجہ سے وہ قب کافی چڑچڑا ہوا
رہا تھا.

سر میڈم آجکل اپنی کسی دوست سے ملنے کے لیے جاتی ہیں نجانے وہ میڈم
... کی دوست یہ یا کیا ہے پر سرد کھنے میں وہ میم کے جتنی ہی ہے
اتنا بول کر وہ آدمی خاموش ہو گیا

اگے بھی بکواس کر دیا آگے کچھ بات ہی نہیں ہے وہ اپنی دوست سے ملنے
جاتی یہ بات بتانے کے لیے تم نے مجھے کال کی ہے

دانیال نے غصے سے کہا... حالانکہ اس نے خود اسے کہا تھا کہ وہ جہاں بھی
جائے جس سے ملے ہر بات کی مجھے خبر چاہیے

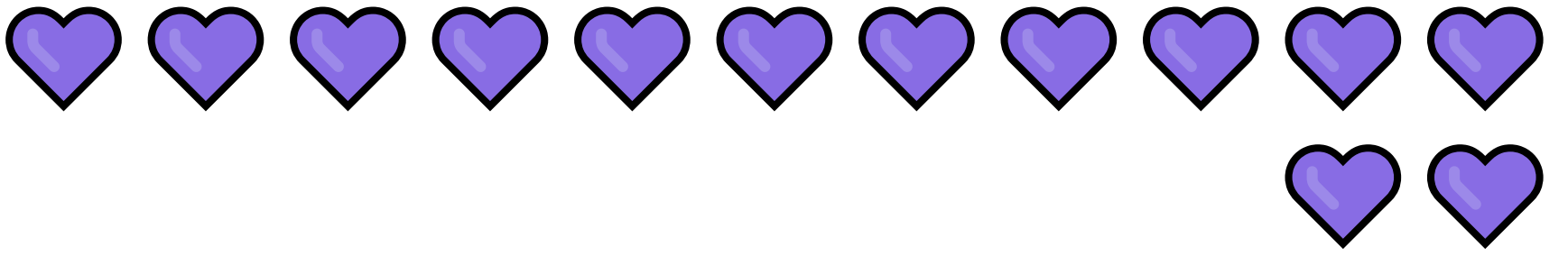
نہیں سر بات یہ نہیں ہے بات یہ ہے کہ میم نے اس سے کسی چیز کا سودا کیا
یہ اور مجھے لگتا ہے کہ میم اس سے کوئی نشہ خریدنا چاہ رہی ہیں اور آج شام
کو میم کا وہاں جانے کا ارادہ ہے کیونکہ آج شام کو انکا بھائی بھی گھر پہ موجود
... نہیں ہو گا اور اسکی غیر موجودگی میں میم یہ نشہ خریدنے والی ہیں

اس کی بات پہ ایک پل کو دانیال سکتے میں چلا گیا
کیا بکو اس کر رہے ہو کائنات کیوں نشہ کرے گی شاید تمہیں کچھ غلط فہمی
ہوئی ہے

نہیں سر میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ میم نے اسی کے لیے ان سے رابطہ
کیا ہے اور پتالگانے پہ معلوم ہوا ہے کہ وہ لڑکی نشہ کا کاروبار بھی کرتی ہے
..... اور اس میں اسکے ساتھ اور بھی بہت سی لڑکیاں ملوث ہیں
رفیق کی بات پہ دانیال کو اب تک یقین نہیں ہو رہا تھا... اس نے اسے
کائنات پہ سخت نظر رکھنے کا کہا اور خود وہ اب اس کے بارے میں جانچ
پڑتال کروانے کا کہا

اب اسے بہت پریشانی ہو رہی تھی اگر یہ بات سچ تھی تو کائنات نشہ کرنے کا
سوچ بھی کیسے سکتی ہے اور اسے بھی پتا ہے کہ ایسا کرنا اسکی اور بچے کی جان
لے سکتا ہے

... کافی دیر سوچنے کے بعد وہ دوبارہ سے کام کرنے لگا



آج سلطان اور حوریہ کے بچے کا نام رکھا جانا تھا جس کے لیے انھوں نے گھر
میں صدقے کا انتظام کیا تھا

.... آج کھانے کا بڑا انتظام کیا گیا تھا

آج پوری حویلی کو پھولوں سے سجایا گیا تھا

آج سلطان کے بیٹے کا نام رکھا جانا تھا

سلطان کے بیٹے کے نام رکھنے کی وجہ سے آج حویلی میں ایک صدقے کا
انتظام کیا گیا تھا

پورے گاؤں سے مس پورے گاؤں سے لوگوں کو بلایا گیا تھا

سب کو آج حویلی والوں ان کی طرف سے کھانا دیا گیا تھا اس وقت لاہور یا
اپنے کمرے میں موجود اپنے بچے کو دودھ پلا رہی تھی

اچانک کمرے کے دروازے پر دستک ہوئی اور سلطان ایک شاپنگ بیگ
ہمیں اندر آیا

6:45 pm

آج حویلی میں ایک بہت بڑا مسئلہ بنا دیں پلینز

ہنسنے کی اوسط

ہاں ہاں بات کرنی ہے اور اس سے ایک کام کو بخوبی نبھایا جا رہا تھا اس لئے
میں کام کیا جا رہا ہے

ہوا کیا ہوا سیٹی بجانی کیا خبر کہ وہ آج ہمیں بھی میں ایک بہت بڑا مسئلہ بنا
دے پلیز اس نے کی ہے اس سے پتا نہیں کے

اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

6:48 pm

آج حویلی میں ایک بہت بڑا صدقہ رکھا گیا تھا آج سلطان کے بیٹے کا نام طے
کیا جانا تھا حویلی کا ہر بندہ سلطان کے بیٹے کے نام کو لے کر بہت ایکساٹڈ
تھا

اس وقت ہو لیا اپنے کمرے میں بیٹھی اپنے بچے کو فیڈ کر رہی تھی جب
سلطان کچھ شاپنگ کے لیے کمرے میں داخل ہوا ان شاپنگ بیگز میں اپنے
بیٹے کے لئے وہ بہت سارے کھلونے اور دوسرا سامان لایا تھا

کمرے میں شاپنگ کو چھوڑنے کے بعد وہ ایک ایک شاپنگ بیگ کو کھلتا
اپنے بیٹے کے لئے لایا گیا سامان باہر نکالنے لگا اس سامان کو دیکھ لیا ہنسنے لگی

اس کا بیٹا بھی اتنا چھوٹا تھا کہ جسے اپنا ہوش تک نہیں تھا بھلا دودن کا بچہ
کہاں کھلونے سے کھیلنے کے لائق تھا پر سلطان کو یہ بات کہاں سمجھانے تھی
اسے ہنستادیکھ کر سلطان کنفیوز ہوا کیا ہوا کس لیے ہنس رہی ہو

آپ کو دیکھ کر ہنسی آرہی ہیں بھلا دودن کا بچہ بھی کبھی آنکھیں رونے سے
کھیل سکتا ہے تو کیا ہوا اگر وہ دودن کا بچہ ہے کبھی نہ کبھی تو اس نے بڑا ہونا
ہے کبھی نہ کبھی تو اس نے ان کے دونوں کا استعمال کرنا ہے

ہو ریابچے کو فیڈ کروانے کے بعد اسے بیڈ پر چھوڑتی خود اس کے پاس آئی
اس کے قدموں میں اب بھی ہلکی پھلکی لاحق تھی

شاید وہ ابھی کچھ ہلکا پھلکا درد محسوس کر رہی تھی سلطانی سے پکڑا اور اپنی گود
... میں اٹھاتا بیڈ پہ لے آیا تھا

کیا تم نے ہمارے بیٹے کے لیے کوئی نام سوچا ہے سلطان اس کے بالوں کو
باندھ دیتے ہوئے کہا نہیں ابھی تک ہم نے تو کوئی نہیں سوچا بلکہ ہم نے
سوچنے کی بہت کوشش کی پر ہمارے دماغ میں کوئی اچھا نہیں آیا آپ بتائیں
آپ کو کونسا پسند ہے حوریہ نے اس کے ہاتھوں کو تھامتے ہوئے کہا مجھے تو
عرب نام بہت پسند ہے تمہارا اس بارے میں کیا خیال ہے؟؟

ماشاء اللہ بہت پیارا نام ہے اور اگر گھر والوں کو پسند ہے تو میں کیا کہہ سکتی ہو
..مجھے تو یہ نام بہت پسند آیا

...اللہ بس میرے بیٹے کو صحت والی زندگی دے

.حوریہ نے اپنے بیٹے کو بھی تھامتے ہوئے کہا

...کل ماما کہہ رہی تھی کہ تمہارا بیٹا مے م پر گیا ہے

.اپنے بیٹے کا ماتھا چومتا وہ کل اپنی ماں کی کی ہوئی بات کو دھرنے لگا

جی نہیں یہ ہم پر گیا ہے یہ دیکھیں اسکے ہاتھ ہماری طرح ہیں چھوٹے آپ

...کے ہاتھ بہت بڑے بڑے ہیں

حوریہ نے اپنے ہاتھوں کے ساتھ اسکے ہاتھوں کو جوڑتے ہوئے کہا

ابھی تو بچہ ہے یہ جب میرے جتنا ہو گا تب مجھ سے بھی زیادہ مضبوط ہاتھ ہوں گے اس کے اور تب تمہیں پتا چل جائے گا کہ یہ تمہاری طرح نازک نہیں بلکہ میری طرح مضبوط ہے

.... سلطان نے کہتے ہی اسکے ہونٹوں کو اپنے ہونٹوں میں قید کیا
اج اس کے انداز میں بہت شدت تھی.. آج کتنے عرصے بعد وہ بہت سختی سے اس کے ہونٹوں کو چوم رہا تھا

... حوریہ کی سانسیں رکنے لگی

اس کے لبوں کو سختی سے پکڑے اسے بے بس کر رہا تھا

کوریہ گہری گہری سانسیں لے رہی تھی اس کا سانس اکھڑ چکا تھا

کچھ دیر بعد

سلطان اس سے الگ ہوا

کوریا نے اسے شکایتی نظروں سے دیکھا اس

اس کا ایسا دیکھنا سلطان کو مزید پاگل کر گیا دوبارہ کو

دوبارہ سے اس کی سانسوں کو روک دیا

اور یہ اس کی سینے پہ ہاتھ رکھے اسے دور کر رہی تھی

سلطان کس سے الگ ہوا اور اسے سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگا

سلطان میری سانس رک رہی ہے

...آپ تھوڑا دھیرے سے کریں

...آج کوئی دیرے سے نہیں بس مجھے ایسے ہی خود کو محسوس کرنے دو

سلطان میری سانس رک رہی ہے

پر اس کی بات کو نظر انداز کیے سلطان دوبارہ سے اپنے کام میں مصروف ہو
گئی ابھی اسے اس کے قریب ہوئے چند منٹ ہی ہوئے تھے جب کمرے کا
دروازہ بجنے لگا باہر سے عمل کی آواز آرہی تھی شاید وہ سلطان کے بیٹے کو
لینے کے لئے شاعری

ایمیل کے آنے سے سلطان پور یہاں سے دور ہوا

کور یا جلدی سے اپنا حلیہ ٹھیک کی ہے دروازہ کھولنے کے لئے جانے لگی
جب سلطان نے اس کا ہاتھ تھاما

اور اسے بیڈ پر بٹھانے کے بعد دروازہ کھولنے چلا گیا

سامنے ہیں احمد دروازے پر کھڑی تھی

بھیا مجھے آپ کا بیٹا چاہیے جلدی کریں اس سے پہلے کس سلطان اسے کوئی
.. جواب دیتا وہ سلطان کو سائیڈ پے کرتی خود کمرے کے اندر آ گئی
حوریہ تکیہ اپنی کمر کے پیچھے رکھے بیٹھی ہوئی تھی پر اپنے ایک ہاتھ سے وہ
اپنے بیٹے کو کھیلارہی تھی

.. اس کے پاس آتی ایمن بیٹے کو اٹھائے باہر جانے لگی

ایمیل کے جانے کے بعد سلطان دوبارہ دروازہ بند کرتا اپنے کام میں
.. مصروف ہو گیا

۱. ابھی اسکا باہر جانے کا کوئی موڈ نہیں تھا

سلطان کے بیٹے کا نام عارب رکھا گیا تھا
... سب بہت خوش تھے

ہما اور کائنات کا وہاں نہ آنا سب نے نوٹ کیا تھا۔ انھوں نے۔ ان دونوں
کھانے پہ بلایا تھا تا کہ وہ بچے سے بھی مل سکیں پر وہ دونوں نہیں آئی۔۔ سب
جانتے تھے کہ ان کے وہاں نہ آنے کا سبب کہی نہ کہی شمس تھا۔ اس نے ہی
... یقیناً اسے روکا تھا

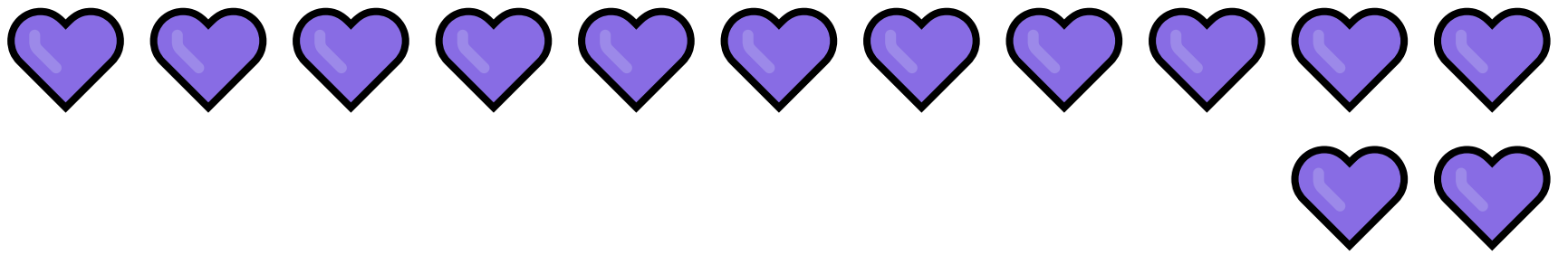
دائود صاحب نے شمس کو کال کی تھی پر شمس نے انکی کال پک نہیں کی
کیونکہ کہی نہ کہی اسے اس بات کا علم تھا کہ وہ اسے اپنے گھر پہ بلانے والے
ہیں اور انکے منہ پہ انھیں منع کرنا اسے مناسب نہیں لگا تبھی اسنے کال ہی
..... نہیں اٹھائی

ہمانے بھی اسے بہت کہا پر اس نے ہما کو بھی صاف انکار کر دیا۔ ہمانے بہت
شکوہ کیا پر شاید شمس اب دوبارہ اسکی فیملی کو کوئی موقع نہیں دینا چاہتا تھا
۔ ہما کی ناراضگی کو بھی وہ صاف نظر انداز کر گیا

دانیال کل رات سے ہی بہت بے سکون تھا۔۔ نجانے اس انسان کی بات سچ
تھی یا اسے کوئی غلط فہمی۔ ہوئی تھی پر رفیق نے ہر بار اپنا کام بہت اچھے
کیا تھا اس نے کبھی بھی کسی کام میں کوئی کوتاہی نہیں کی تھی پھر وہ اس بار
کیوں جھوٹ بولے گا اور اگر ایسا سچ تھا تو پھر اس سے آگے وہ سوچنا نہیں
چاہتا تھا۔

اس وقت اس نے کائنات کو بہت بار کال کی پر ہر بار وہ اسکی کال کو اگنور کر رہی تھی۔ دانیال کی بہت کوشش کے باوجود بھی اس نے لال نہیں اٹھائی۔ دانیال نے غصے سے فون دیوار پہ دے مارا۔۔۔ پریشانی سے اسکا برا حال ہو چکا تھا اور اب کائنات فون بھی نہیں اٹھا رہی تھی تبھی وہ غصے پہ قابو نہیں رکھ پایا اور اپنا فون کرچی کرچی کر گیا۔

... اپنا سر تھامے وہ صوفے پہ بیٹھا ہوا تھا



سب اپنی اپنی زندگیوں میں آگے بڑھ چکے تھے سوائے کائنات اور دانیال کے۔۔۔

سلطان کا بیٹا اب تین دن کا ہو چکا تھا۔۔۔ وہ سارے گھر والوں کی جان تھا۔۔ چونکہ وہ خاندان کا پہلا بچہ تھا تبھی ہر کوئی اسے اپنے پاس ہی رکھنا چاہتا تھا۔۔۔ اس وقت سب بیٹھے ناشتا کر رہے تھے جب حوریہ اور سلطان وہاں آئے

حوریہ اب کافی بہتر تھی.. اب کچھ حد تک وہ چلتی پھرتی بھی تھی.. عارب
اس وقت اپنی دادی کی گود میں تھا.. وہ اس سے کھیلتی اسے نجانے کیا پلا
رہی تھی

سلطان نے حوریہ کو تھاما ہوا تھا اس کے لیے کرسی کھینچتا وہ اسے اس پہ بٹھاتا
خود بھی ساتھ بیٹھ گیا

حوریہ کے لیے ملازمہ کھانے کی کوئی اور چیز لے آئی اسکا کھانا فلحال سب
سے الگ تھا وہ پھیکا کھانا کھاتی تھی

دائود صاحب بھی عارب کے ساتھ کھیل رہے تھے

.. ضاویار اور ایمل بھی وہی موجود تھے

ایمل بار بار عارب کو کس کرتی چونکہ اسکی کرسی زینخا بیگم کی کرسی کے
ساتھ تھی جبکہ اسکی دوسری طرف ضاویار بیٹھا تھا... وہ اپنی بیگم کی ایک
ایک حرکت کو نوٹ کر رہا تھا.. اسکی بچوں جیسی حرکتیں دیکھ وہ بس نفی میں
سر ہلاتا رہا

اچانک اسے ایک شرارت سو جھی اور اس نے ٹیبل کے نیچے سے ایمیل کی
تھائیز پہ اپنا ہاتھ رکھا اور اسکی تھائیز کو سہلانے لگا

ایمیل نے جلدی سے اسے دیکھا جو اپنی پلیٹ پہ جھکا مصروف ساد کھ رہا تھا
اسے دیکھ اسکی کی گئی حرکت کے بارے میں کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا
ایمیل نے اسکا ہاتھ پکڑ کر ہٹانا چاہا پر بدلے میں ضاویار نے زور سے اسکی
تھائیز کو بھینچا... ایمیل کی ایک ہلکی سی چیخ نکلی

کیا ہوا بیٹا ٹھیک تو ہو؟؟؟

دائود صاحب نے اسکی آواز سن کر کہا

سب کی نظریں ایمیل پہ آئی جو بہت کنفیوز ہو گئی تھی۔ ضاویار بھی سب کے
سامنے اسے سوالیہ نظروں سے دیکھ رہا تھا

..ک۔ کچھ نہیں وہ بس کھاتے ہوئے زبان دانتوں کے بیچ آگئی تھی

ایمیل نے جلدی سے بات سنبھالی

بیٹا دھیان وے کھائیں... دائود صاحب دوبارہ سے عارب کی طرف متوجہ ہو گئے۔

...ایمل نے ضاویار کا ہاتھ ہٹانے کی بہت کوشش کی پر وہ ناکام ہی ٹھہری
ضاویار اب بہت بے باکی سے اپنے ہاتھ کو حرکت دے رہا تھا اور نہ چاہتے
ہوئے بھی ایمل ڈسٹرب ہو رہی تھی

..ایمل نے اٹھنا چاہا پر پھر سے ناکام
بڑی بڑی آنکھیں کھولتی وہ ضاویار کو گھورنے لگی پر ضاویار کو کہاں فرق پڑنا
... تھا

سلطان چھوٹے چھوٹے نوالے بناتا حوریہ کع کھلا رہا تھا... حوریہ نے اسے
سب کے سامنے کھلانے سے منع بھی کیا تھا پر سلطان نے کہاں باز انا تھا۔
... سب انکی محبت دیکھ رہے تھے

زلیخا بیگم کو ایک بار پھر سے دانیال کی یاد نے ستایا نجانے وہ کیسا ہو گا کچھ
کھایا پیا بھی ہو گا یا نہیں وہ جانتی تھی جب بھی دانیال پریشان ہوتا تھا وہ کھانا
پینا چھوڑ دیتا تھا.. ایک بار پھر سے پچھتاوے کا سانپ انھیں ڈنک مارنے لگا
اب وہ دانیال کی زندگی کو سہی کرنا چاہتی تھی اور وہ جانتی تھی اس کے لیے
انھیں کسی بھی طرح کر کے کائنات کو منا کر لانا ہے پر جو سب وہ کائنات
کے ساتھ کر چکی تھی اسے بعد وہ کائنات اور اسکے گھر والوں کے سامنے
جانے سے جھجکتی تھی آخر وہ اسکے گھر والوں کو کیا منہ دیکھاتی جس نے انکی
بیٹی کے خلاف اتنے غلط کھیل کھیلے تھے... شرمندگی کی وجہ سے وہ انکے
سامنے جا نہیں پارہی تھی وہ جگہ انکی بیٹی کا سسرال بھی تھا تبھی وہ اب تک
رہی ہوئی تھی

پر اب وہ خود کو تیار کر چکی تھی کیونکہ وہ مزید دانیال سے دور نہیں رہ سکتی
تھی وہ جانتی تھی کہ انکا بیٹا بہت تکلیف میں ہے اور کہی نہ کہی وہ کائنات کی

تکلیف کا بھی سوچ رہی تھی وہ جانتی تھی اس کنڈیشن میں اسے دانیال کی
کتنی ضرورت ہے کیونکہ وہ خود اس حالات سے گزر چکی تھی

کبھی نہ کبھی تو انھوں نے اسکا سامنا کرنا ہی تھا اسی وجہ سے وہ سوچ چلی تھی
کہ اب انھوں نے ہر حال میں کائنات سے اور اسکے گھر والوں سے معافی
مانگنی ہے

آج انھوں نے ضاویار کو اپنے ساتھ چلنے کا بولا تھا کچھ دیر تک وہ وہاں جانے
... کارادہ رکھتی تھی

.....

صبح کے وقت سب ناشتا کرنے میں مصروف تھے... کائنات ابھی اپنے
کمرے سے باہر آئی تھی.. شمس اور گوہر صاحب ناشتا کر رہے تھے ہما بھی
شمس کے ساتھ بیٹھی ناشتا کر رہی تھی. کائنات گوہر صاحب کے ساتھ والی
کرسی پہ بیٹھ گئی. شمس نے اسکی طبیعت کا پوچھا تو کائنات نے مسکراتے
ہوئے اپنی اچھی طبیعت کا بتایا. باتیں کرتے ہوئے ہی سارا ناشتا کیا گیا. زیادہ

تر باتیں سیاست کی ہی تھی۔ ناشتے کے بعد شمس بھی اپنے کام سے کہی چلا گیا۔ گوہر صاحب بھی اپنے کسی دوست کے گھر چلے گئے۔

ہما اور کائنات کچھ دیر تک باتیں کرتی رہی

۔ کچھ دیر بعد کائنات کے فون پہ کوئی میسج آیا۔ کائنات نے میسج چیک کیا

کچھ دیر بعد وہ ہما کے کمرے سے باہر نکل آئی۔ اس نے ہما کو یہی بتایا تھا کہ

میں کچھ دیر آرام کرنا چاہتی ہوں

۔ ہما بھی کچھ دیر کے لیے سو گئی

۔ کائنات ڈرائیور اے چابی لیتی گاڑی کے کر کہی نکل گئی

ڈرائیونگ کرتے ہوئے بھی اسکے ہاتھ کانپ رہے تھے۔ دل میں بار بار

ایک ہی بات ارہی تھی کہ کیا وہ جو کرنے والی تھی سہی تھا یا غلط۔ اتنا تو اسے

بھی پتا تھا کہ اسکا یہ قدم بہت غلط ہے پر وہ کوئی نہ کوئی بات کر کے خود کو

مطمئن کر رہی تھی

۔ گہری سانس لیتی وہ تیز ڈرائیور کرتی ایک جگہ پہا کے رک گئی

سامنے ہی ایک نیلے رنگ کی گاڑی تھی جس کے پاس ایک لڑکی کھڑی تھی۔

... کائنات کو آتادیکھ وہ مسکرائی

کائنات اگے بڑی اور اس سے کچھ باتیں کرنے لگی.. باتوں ہی باتوں میں

اس نے اس سے ایک دوسفید رنگ کے پیکٹ لیے

اسے پیسے تھاماتی وہ واپس سے اپنی گاڑی میں آکر بیٹھ گئی

..... وہ اب واپس گھر جا رہی تھی

وہ اپنے لیے ڈرگز بھی لے کر آگئی تھی اور کسی کوکانوکان خبر بھی نہیں ہوئی تھی۔

گاڑی کو واپس پارک کرتی وہ اپنا بیگ لیے واپس اندر آگئی

کمرے میں آکر اسنے کمرہ لاک کیا اور بیگ سے وہی پوڑی نکال کر دیکھنے لگی۔

دل بہت گھبرا بھی رہا تھا کیونکہ وہ جانتی تھی کہ وہ اس کنڈیشن میں نہیں ہے
کہ یہ پاؤڈر لے سکے

کیا یہ کام بھی کرے گی؟؟؟

خود سے سوال کرنے لگی

ہاں اس لڑکی نے بولا تھا کہ میں ریلیکس ہو جائوں گی اور کچھ دیر کے لیے ہی
.... سہی سب کچھ بھول جائوں گی

کائنات نے خود سے کہا اور وہ پیکٹ کھولتی اس میں سے کچھ پاؤڈر اپنی ہتھیلی
پر رکھتی ایک کاغذ کو فولڈ کرتی اس کی مدد سے اس پاؤڈر کو اپنی ناک سے
... انہیل کرنے لگی

آج پہلی بار اس نے نشہ کیا تھا اور مقدار بھی اتنی زیادہ نہیں تھی تبھی اس
جے لیے اتنا نقصان دہ ثابت نہیں ہوا

آہستہ آہستہ اس کا دماغ مائوف ہونے لگا اور خود کو ہوائوں میں اڑتا ہوا محسوس
... کرنے لگی

ایسے ہی وہ بستر پہ گر گئی... اب وہ خود کو ریلیکس کر سکتی تھی

اسکا دماغ اتنی غلط سوچوں سے بھر چکا تھا کہ آج وہ اس حد تک چلی گئی۔ یہ تو

وہ کائنات تھی ہی نہیں جو ایسی چیزوں کو ہاتھ لگانے کا سوچ بھی سکے

پر بہت دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ ہم اتنے مجبور ہو جاتے ہیں کہ ہم صرف خود کو

سکون پہنچانے کے لیے ہر حد تک چلے جاتے ہیں کائنات بھی اس وقت

ایسی صورتحال میں تھی

اسے صرف سکون چاہیے تھا... وہ جن حالات سے گزری تھی ان سب

نے اس کے دماغ پہ بہت غلط اثر ڈالا تھا۔ اب اسے صرف سکون چاہیے تھا وہ یہ

نہیں دیکھ پار ہی تھی کہ وہ سکون کے لیے جس چیز کا سہارا لے رہی ہے وہ

غلط ہے اسے بس کچھ لمحے ایسے چاہیے تھے جس میں وہ ہر سوچ سے آزاد ہو

جائے

اسکا ہر لمحہ آزیت بھرا ہوتا تھا۔ بے شک وہ سب کے ساتھ آکر بیٹھتی تھی

ہنستی تھی پر اندر سے وہ بالکل خالی ہو چکی تھی

اسے اس وقت دانیال کی سخت ضرورت تھی کیونکہ وہ ڈپریشن میں جا رہی تھی وہ تنہائی کی عادی ہو رہی تھی اور یہی تنہائی اسے کھوکھلا کر رہی تھی کوئی بھی سمجھ نہیں پارہا تھا پر وہ آہستہ آہستہ ختم ہو رہی تھی اور ہر بار کی طرح اس بار بھی دانیال نے اسے اکیلا چھوڑ دیا اور وہ اس بار بھٹک گئی۔ دانیال کو اسکے پاس رہ کر اسکا غصہ برداشت کرے اسے منانا تھا پر ہر بار کی طرح اس بار بھی وہ اسے تنہا کر گیا۔

کائنات کی آنکھوں میں ہر وقت آنسو ہوتے تھے کبھی کبھی یہ پچھتاوا ہوتا تھا کہ اسکا انتخاب غلط ہوا۔ جس کے لیے اس نے اپنے بھائی باپ کی عزت تک... کو روندھ دیا وہ ایسا نکلا۔

.... ہر وقت اسکے دماغ میں زور زور سے ضربیں سی لگ رہی تھی ہر وقت دانیال کی کہ گئی باتیں اسکا اسے سب کے سامنے طلاق کی دھمکی دینا سب اسے توڑ گیا تبھی اس نے مجبور ہو کر یہ قدم اٹھالیا اور ایسی چیزوں کی عادت لگ جائے تو چھوڑنا ناممکن ہوتا ہے۔

کچھ لوگ آپ کی زندگی میں ایسے ہوتے ہیں جیسے کہ کینسر جو آہستہ آہستہ
.. آپکو ختم کر رہا ہوتا ہے آپ چاہ کر بھی اس سے پیچھا چھڑا نہیں سکتے

.....

سر میری بات سچ تھی میڈم نے اس سے ڈر گز ہی لی ہیں آج وہ خود گئی تھی
ڈر گز لینے اور سر میڈم کے گھر والوں میں سے کسی کو بھی نہیں پتا چلا
دانیال کو اسکے بندے نے آج کنفرم سب کچھ بتا دیا جو وہ ابھی اپنی آنکھوں
سے دیکھ آیا تھا

دانیال نے بے بسی سے اپنی آنکھیں موند لی آج اسے احساس ہو رہا تھا کہ
اس نے کائنات کو زہنی مریض بنا دیا تھا

دانیال کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے وہ شاید اسکی باتوں پہ یقین نہ کرتا پر وہ
اپنی آنکھوں سے بس کچھ دیکھ چکا تھا اس نے کائنات کے کمرے میں کیمرہ
لگوائے تھے ابھی کچھ دیر پہلے جب کائنات ڈر گز لینے گئی تھی تب گھر میں

ویسے بھی کوئی نہیں تھا تب دانیال نے ایک آدمی کی مدد سے وہاں اسکے
.. کمرے میں کیمرہ لگوا دیا تھا

ان کیمروں کو فٹ ہوئے کچھ دیر ہی ہوئی تھی اور دانیال اسکے کمرے کا
منظر اپنے لپ ٹاپ پہ دیکھ سکتا تھا اس نے اسے ڈر گز لیتے ہوئے دیکھ لیا
تھا.

آج دوسری بار وہ رویا تھا... شاید بہت دیر ہو چکی تھی. کتنا مجبور اور بے بس
..... تھا جب اس نے اسے ڈر گز لیتے دیکھا تھا

. کتنی کالز کی تھی اس نے اسے پر کائنات تو جیسے سب بھول چکی تھی
اس نے شمس کو بھی بہت کال کی پر شمس نے بھی اسکی کالیں اٹینڈ نہیں کی
بھرا اس نے ہما کو کال کی ہر پھر بھی کوئی فائدہ نہیں ہوا... یہاں تک کہ اس
... نے گوہر صاحب کو بھی کال کی ہر طرف سے اسے مایوسی ہی ہوئی

کتنی دیرے بیٹھا وہ روتارہا شاید اب تک اسکا بچہ بھی مرچکا ہو گا.. ایک مضبوط مرد بچوں کی طرح بلک بلک کر رو رہا تھا تو کوئی اسکے درد کا اندازہ کر سکتا تھا..

.. بہت دیر وہ روتارہا... کچھ دیر بعد اس نے اپنے سیکٹری رفیان کو کال کی رفیان میرے لیے پاکستان کی ٹکٹس بک کرواؤ پہلی فلائٹ جو امریکہ سے... پاکستان جارہی ہو کچھ بھی کرو بس مجھے مثبت جواب چاہیے پر سراسی بھی کیا بات ہوئی ابھی تین چار دن پہلے ہی تو-----
... ٹوٹو ٹوٹو

کال کٹ چکی تھی... رفیان نے گہری سانس بھری.. اسکے باس کو کوئی نہیں سمجھ سکتا

دانیال نے اپنے فون میں گیلری کھولنی چاہی جو خالی تھی شاید اسکی زندگی کی طرح وہاں اب کچھ بھی نہیں تھا.. اسنے اپنے ہاتھوں سے اپنا فون توڑ دیا

تھا اب یہ اسکا نیا فون تھا جس کی گیلری میں کائنات کی کوئی تصویر نہیں
... تھی

جیسے اس نے فون توڑ کر کائنات کی یادیں ختم کر دی ایسے ہی اس نے
... کائنات کو برباد کر کے سب کچھ ختم کر دیا

.... ایک بار وہ پھر سے رو دیا.... شاید اب نصیب میں رونا ہی تھا
شمس کے فون میں دانیال کی بہت ساری کالز آئی ہوئی تھی.. ان کالز کو دیکھ
اسکا دماغ خراب ہو گیا

اس نے دوبارہ دانیال کو کال کی جو کچھ دیر بعد اٹھالی اس نے
کیا ہے بے غیرت انسان کیوں دوبارہ کالیں کر رہے ہو جب تم سب کچھ
ختم کر کے گئے ہو

شمس کے غصے بھری بات پہ دانیال تکلیف اور اذیت سے مسکرایا

شمس سب ختم ہو گیا کائنات نے ڈر گزلی ہیں اور شاید میرا بچہ بھی ختم ہو چکا ہے۔ تمہیں میں نے کالیں بہت امید سے کی تھی کہ شاید تم میرے بچے کو - - - - بچانے میں میری مدد کر دو پر

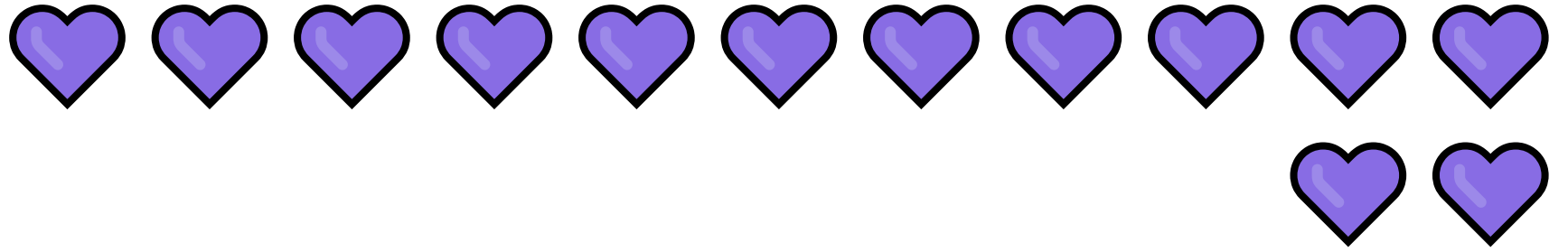
شمس کچھ نہیں بچا پلیر تم میری کائنات کو مجھے دے دو میں وعدہ کرتا ہوں اس بار میں اسکا بہت خیال رکھوں گا مرگے جانوں کا اسے کوئی تکلیف نہیں... دوں گا پھر ہمارا بچہ جو ہو گا وہ ٹھیک ہو گا

باتوں کے دوران دانیال کچھ عجیب طرح کی باتیں کرنے لگا شاید وہ اس وقت ہوش میں نہیں تھا یا بہت دکھ میں تھا.. شمس کا دماغ اسکی باتوں سے بھک سے اڑ گیا

دانیال جیسا انا پرست انسان اگر آج اسکے سامنے بھیک مانگ رہا تھا تو شاید وہ... واقعی ٹوٹ گیا تھا

... شمس کو اندازہ ہوا کہ اگر دانیال سچ بول رہا ہے تو سب کچھ بگڑ چکا ہے... اسکی تکلیف کا اندازہ وہ اسکی آواز اور باتوں سے لگا سکتا تھا

.... اس نے جلدی سے کال کٹ کی اور گھر کے لیے نکل گیا



دانیال پہلی فلائیٹ سے پاکستان آیا تھا۔ اسکا کسی سے بھی کوئی رابطہ نہیں ہوا تھا۔

وہ سیدھا دائود صاحب کے گھر ایس تھا جہاں تو ایک الگ ہی سماں تھا۔
دائود صاحب صوفے پہ اپنا سر تھامے بیٹھے تھے جبکہ انکے ساتھ شمس بھی
بیٹھا تھا جو خود بہت پریشان تھا۔

دانیال کو آتا دیکھ دائود صاحب نے نفرت سے اپنا چہرہ موڑا۔

تم گھٹیا انسان تمھاری وجہ سے آج میری پھول جیسی بیٹی کا یہ حال ہو گیا
ہے۔ نجانے کون سا برا وقت تھا جب میں نے تمھیں اپنی بیٹی سوچی۔ یہ صلہ
.... دیا تم نے مجھے میرے بھروسے کا

اس حال تک میری بیٹی کو پہنچا دیا کہ نہ اسے اپنا ہوش رہا نہ اپنے بچے کا۔ زہنی
... سکون کے لیے اس نے ایسی گندگی کو اپنے اندر انڈھیلنا شروع کر دیا
گوہر صاحب نے دانیال کا گلہ پکڑتے ہوئے کہا۔ اس وقت انکی آنکھوں سے
انکے غصے کا اندازہ لگایا جاسکتا تھا۔ انکی آواز میں موجود ہے تکلیف دانیال کو
توڑ گئی وہ جانتا تھا کہ انھیں کائنات کو دیکھ کر جو تکلیف ہوئی ہے وہ شاید
برداشت بھی نہیں کی جاسکتی
شمس نے گوہر صاحب کو تھاما

بابا پلیر اس انسان پہ اپنے لفظ ضائع نہ کریں یہ اس قابل نہیں ہے کہ اسے
کچھ بولا جائے اگر اسے کسی کی تکلیف کا اندازہ ہوتا تو یہ کائنات کو کیوں
... تکلیف پہنچاتا

شمس نے بھی اسے نفرت سے دیکھا
دانیال کی خود آنکھیں لال ہو چکی تھیں

_____انکل بس مجھے ایک موقع دیں بس ایک بار

خبردار جو دوبارہ یہ بات کرنے کا سوچا بھی۔ اب میں اپنی بیٹی کو اس نام نہاد
رشتے سے جلد چھٹکارہ دلائوں گا اور تم سے دار جاتے ہی وہ زہنی طور پہ
ٹھیک ہو جائے گی

گوہر صاحب کی بات پہ دانیال کو ایسا لگا جیسے کسی نے پگلا ہوا سیسہ اسکے کان
...میں ڈالا ہو

انج اسے احساس ہو رہا تھا کہ ایسے الفاظ سے کائنات پہ کیا بتی ہوگی
..ابھی وہ مزید کچھ بولتا کہ ڈاکٹر کائنات کے کمرے سے باہر آئی
...ڈاکٹر میری بچی ٹھیک تو ہے ناں کوئی مسئلے والی بات تو نہیں ہے ناں
گوہر صاحب نے بے چینی سے کہا

سر یہ شاید انھوں نے پہلی بار لی تھی تبھی ان سے برداشت نہیں ہوا اور وہ
... بے ہوش ہو گئی باقی انھوں نے کوئی زیادہ مقدار میں نشہ نہیں کیا تھا
اور آپ لوگ کوشش کریں کہ انھیں بہت سارا وقت دیں انکی کئیئر کریں
انھیں بالکل بھی تنہا نہ رہنے دیں وہ بہت ڈپریشن میں جا چکی ہیں۔ اور شاید
... اسی ڈپریشن کے زیر اثر انھوں نے نشہ کیا ہے

اللہ کا شکر ہے بچے پہ زیادہ اثر نہیں ہوا بچہ بچ گیا ہے پر دوبارہ اگر انھوں نے
ایسا کیا تو کوئی گیر نٹی نہیں لی جاسکتی

... ڈاکٹر اپنی بات مکمل کرتی مزید چند باتوں کے بعد باہر نکل گئی
ہما بھی اس وقت باہر آئی دانیال کو دیکھ وہ ایک پل کو حیران رہ گئی کیونکہ وہ تو
.... امریکہ گیا ہوا تھا پھر اتنی جلدی واپسی کیسے

دانیال سب کو اگنور کرتا کمرے میں جانے لگا جب شمس نے اسکا بازو تھام
لیا۔

سوچنا بھی مت کہ میں تمہیں اب اپنی بہن کے کمرے میں جانے دوں
گا... بہر فکر جتا رہے تھے ناں تو سن لیا ناں تمہارا بچہ بالکل ٹھیک ہے اب
.... اسی وقت یہاں سے دفعہ ہو جائو

... شمس نے اسے پیچھے دھکا دیا تو دانیال گرتا گرتا بچہ
بھائی دھیان سے... ہما کی بے ساختہ چیخ نکلی.. شمس نے اسے بھی غصے سے
گھورا تو ہمت اسے دیکھتی چپ ہو گئی

شمس اور گوہر صاحب اندر کمرے میں گئے جہاں کائنات نیم بیہوشی کی
حالت میں تھی شاید نشے کا اب بھی تھوڑا تھوڑا اثر تھا
.... بے ہوشی میں وہ مسلسل دانیال کو بلارہی تھی

... اسکا یوں دانیال دانیال کہنا گوہر صاحب اور شمس نے بھی سنا
..... گوہر صاحب کائنات کے پاس بیٹھے اور اسکا ہاتھ تھاما
کائنات نے اپنے ہاتھ پہ کسی کا ہاتھ محسوس کیا

آنکھیں ہلکی ہلکی کھولی تو سمانے اسکے بابا بیٹھے تھے۔ کچھ وقت لگا تھا اسے
ساری باتوں کو سمجھنے میں اور جب سمجھ آئی تب اس نے اپنی نظریں جھکا
دی۔ ہر بار کی طرح اس بار بھی وہ اپنی وجہ سے سب کو تکلیف دے گئی۔ پہلے
بھی دانیال سے شادی کرنا اسکا فیصلہ تھا جس کو اب اسکے ساتھ ساتھ سب
... بہگت رہے تھے

.... بابا ایم سوری

. کائنات نے انکے ہاتھ پہ دباؤ دیتے ہوئے کہا
.. اس بارے میں ہم بعد میں بات کریں گے فلحال آپ ٹھیک ہو جائو
. اسکے سر پہ اپنا ہاتھ پھیرتے ہوئے گوہر صاحب نے کہا
. کائنات نے شمس کو دیکھا جو اسکی طرف نہیں دیکھ رہا تھا

بھائی

. کائنات جے پکارنے پہ شمس باہر نکل گیا

بابا پلیر بھائی کو بلائیں میں معافی مانگ لوں گی پر پلیر بھائی

کائنات بیٹا آپ کچھ دیر کے لیے آرام کرو پھر تب تک شمس کا غصہ بھی
... ٹھنڈا ہو جائے گا۔ گوہر صاحب اسے حوصلہ دیتے باہر نکل گئے

بیٹا وہ باہر دانیال آیا ہے تو کیا آپ اس سے ملنا چاہو گے؟؟؟

.. دروازے کے پاس پہنچ کر گوہر صاحب اچانک مڑے

انکی بات پہ کائنات کا دل زور سے دھڑکا... دانیال کیسے اسکتا تھا وہ تو امریکہ

چلا گیا تھا۔ اور اگر اسے اس بارے میں پتہ ہے تو وہ تو کائنات کو چھوڑنے والا

نہ تھا جاتے وقت بھی اسے اسے یہی کہا تھا کہ میرے بچے کی حفاظت کرنا

.... اور کائنات نے جواب کیا

کائنات کی خاموشی پہ گوہر صاحب باہر نکل گئے.. سامنے صوفے پہ ہما

. دانیال بے ساتھ بیٹھی تھی۔ شمس وہاں موجود نہیں تھا

انکل پلیر ایک بار مجھے کائنات سے ملنے دیں میں جلدی اجائوں گا باہر بس

..... ایک بار

. انھیں دیکھتے ہی دانیال نے انکی منتیں شروع کر دی

اگر میری بیٹی سے تم نے کوئی بھی ایسی بات کی جو اسکی تکلیف کی وجہ بنی تو
.. اس بار تمہیں اپنے ہاتھوں سے ختم کر دوں گا

گوہر اپنے کمرے میں چلے گئے تو دانیال بھاگتا ہوا کائنات کے کمرے کے
باہر آ کر کھڑا ہو گیا... اسکی حالت اس وقت کسی مجنوں جیسی ہی تھی۔ کالے
رنگ کی شرٹ جسے دیکھ کر لگتا تھا کہ اسے کبھی کسی نے استری نہیں
دکھائی۔ پیٹ کا بھی کچھ ایسا ہی حال تھا۔ بال بھی ر ف ہوئے تھے
۔ گہر اسانس لیتا وہ اندر آیا جہاں کائنات آنکھیں موندے لیٹی ہوئی تھی
دانیال مضبوط قدم لیتا اسکے پاس آیا تو قدموں کی آواز پہ کائنات نے
آنکھیں کھولی۔ اسکے سامنے اس وقت دانیال تھا جس سے شاید وہ نظریں
نہیں ملا پار ہی تھی

دانیال اسکے پاس بیڈ پہ جگہ بنا کر بیٹھا
کیسی ہو؟؟؟

جب کچھ سمجھ نہیں آیا تو اسکا حال چال پوچھ لیا جبکہ اسکے حال چال سے وہ
اتجھے سے واقف تھا

زندہ ہوں.. چھت کو گھورتی کائنات نے بھی جان چھڑائی

.. یہ جو تم نے آج کیا جانتی ہو اسکا کیا نتیجہ ہو سکتا تھا

دانیال نے اسکا ہاتھ تھا منا چاہا جسے کائنات نے زور سے جھٹک دیا

.. بچہ زندہ ہے مرا نہیں ہے جو ایسے اوور ریکٹ کر رہے ہو

کائنات ہوش میں اؤ تم یہ بس ہمارے بچے کے لیے بول رہی ہو تمہیں ذرا

برابر بھی احساس ہے کائنات یہ ہم دونوں کے وجود کا حصہ ہے اس کے

لیے ایسے لفظ کیوں استعمال کر رہی ہو یا.. مجھ سے نفرت ہے ناں تو مجھے

بولو مرنے کا کم سے کم بچے جے بارے میں ایسا نہ بولو تم جانتی ہو ناں یہ بچہ

... میرے لیے کتنا خاص ہے

دانیال کی بات پہ کائنات خاموش ہو گئی کہی نہ کہی اے س بھی اندازہ تھا کہ

وہ اپنے بچے کے ساتھ زیادتی کر رہی ہے

کائنات میں

...جوبات کہنی تھی کہہ دی ناں تو اب جائو نکلویہاں سے باہر

.کائنات نے انتہائی سنگدلی سے کہا

کائنات تم اس حال میں ہو میں کیسے جاسکتا

تم نے ہی مجھے اس حال میں پہنچایا ہے مے م یہی چاہتے تھے ناں کہ میں
برباد ہو جائوں زہنی مریض بن جائوں سب مجھ سے نفرت کریں اس حال
تک پہنچ جائوں کے بستر پر لگ جائوں... تو خوش ہو جائو نہ اب یہ ڈرامہ کیوں
کر رہے ہو یہی سب تو چاہتے تھے اور جیسا تم نے چاہا ویسا ہی ہوا تو ان جان
... چھوڑو میری دفعہ ہو جائو

..اسکے سامنے کائنات نے ہاتھ جوڑ دیے

دانیال نے گہری سانس بھری.. یہ سب اس کا خود کا کیا دھرا تھا اور اس وقت

.کائنات کو کچھ بھی سمجھنا فضول تھا

.میں چاہتا ہوں کہ مے م میرے ساتھ گھر چلو

ہا ہا ہا۔۔۔ بہت اچھا مزاق تھا پر اب ایسا کبھی سوچنا بھی مت میں کبھی
بھی تمہارے ساتھ اس گھر میں نہیں جانے والی

کائنات نے زور سے کہا.. اس کے انداز میں واضح غصہ تھا

کائنات میں تمہیں حویلی لے کر نہیں جا رہا بلکہ ہم دونوں میرے ذاتی گھر
چلیں گے وہاں

تمہیں سمجھ کیوں نہیں آتی کہ مجھے اس گھر کے لوگوں سے نہیں تم سے
مسئلہ ہے تم ہو میرا مسئلہ۔ تمہیں دیکھ کر مجھے تم سے سخت نفرت ہوتی ہے
... اور تمہارے ساتھ رہنا اب میرے بس سے باہر ہو چکا ہے

یہ کائنات کے دل کی بھڑاس تھی جو وہ کسی اور پہ نہیں نکال سکتی تھی اسے
صرف دانیال کو ہی برداشت کرنا تھا اور یہی سب اسکے دماغ میں رہ کر
ڈپریشن کی وجہ بنا۔ دانیال کے امریکہ جانے کی وجہ سے وہ اپنے دل کا غبار
نہیں نکال پائی تبھی وہ اس صورتحال تک پہنچ گئی

میں جانتا ہوں پر اس وقت تمہیں میرے ساتھ ہی رہنا ہو گا کیونکہ میں
مزید کوئی رسک نہیں لے سکتا۔ میں نہیں چاہتا کہ بچے کو کچھ بھی ہو اس
... لیے میں خود وہاں تمہارا خیال رکھوں گا

مجھے تمہارے خیال رکھنے کی ہر گز ضرورت نہیں ہے پہلے بھی تم امریکہ
گئے تھے ناں تو اب بھی چلے جاؤ مجھے تمہاری بالکل ضرورت نہیں ہے پہلے
جیسے میں نے سب سنبھال لیا اب بھی سنبھال لوں گی

یہ سنبھالاے م نے کنڈیشن دیکھو اپنی اور تم نے نشہ کیا ایک بار بھی سوچا
کہ بچے کو کوئی نقصان پہنچ جاتا بس اب میں مزید تم سے کوئی بحث نہیں کرنا
.. چاہتا تم ابھی میرے ساتھ چلو

وعدہ کرتا ہوں کہ اگر تم کہو گی کہ ساری رات کھڑے رہو تو کھڑا ہوں گا
تمہاری مرضی کے بغیر تمہیں نظر بھی نہیں آؤں گا جیسا تم چاہو گی سب
... ویسا ہی ہو گا بس ایک بار پلیز ایک بار میرے ساتھ گھر چلو

دانیال نے بے بسی سے کہا.. شاید اس سے زیادہ مجبور وہ کبھی بھی نہیں ہوا تھا.

. کائنات نے اسے دیکھ چہرہ موڑ لیا

. پلیر کائنات.... دانیال نے پھر سے اسکا ہاتھ تھا منا چاہا

... نو منع کر دیا ناں کہ نہیں جانا تو کون سی زبان میں بتائوں

. کائنات نے پھر سے اپنا ہاتھ سے اسکا ہاتھ جھٹکا

ٹھیک ہے جب تم وہاں موجود نہیں ہو گی تو میں کیا کروں گا بلکہ میرا اس دنیا

میں رہنے کا ہی کیا فائدہ تمہاری تکلیف اگر ایسے کم ہو سکتی ہے تو ایسے ہی

... سہی

... دانیال نے غصے سے کہا اور کمرے سے باہر نکل گیا

اسکی باتیں کائنات کو بہت ڈرا گئی.. اسنے ایسا کیوں بولا کہ میرا دنیا میں رہنے

... کا کیا فائدہ

کائنات کو اب بہت پریشانی ہو رہی تھی اد کے یوں جانے سے دل الگ
پریشان ہو چکا تھا

کہی دانیال کو کچھ ہونا جائے دل میں بار بار یہی خیال آرہا تھا
پریشانی اے وہ کمرے میں ادھر ادھر چکر لگانے لگی۔ جب کچھ نہ سو جھاتو
... بیٹھی رونے لگی

کائنات کیا ہوا؟؟؟

اچانک کمرے کے دروازے سے اندر آتی ہمانے کہا وہ اسے روتے دیکھ چکی
تھی۔

ہمپتا نہیں دانیال بہت غصے میں یہاں سے نکل گئے کوئی پریشانی نہ ہو جائے
.. انھیں

ہما کے ہاتھوں کو اس نے جلدی سے پکڑا وہ اس وقت بہت گھبراہٹ کا شکار
... ہو چکی تھی

... کچھ نہیں ہوتا یا ر اچھا سوچو اچھا ہوگا تمہیں ایسے ہی لگ رہا ہے

نہیں ہمارا دل بہر گھبرا رہا ہے میں ان کے ساتھ بہت سختی سے پیش
آئی...

کائنات کی بات پہ ہمانے اسے گلے لگایا کتنی اچھی لڑکی ملی تھی اسکے بھائی کو
.. جو اسے تکلیف سے کر خود بھی سکون میں نہیں تھی
ہما سے حوصلہ دے رہی تھی

.....

دانیال وہاں سے نکلتا اب ڈرائیونگ کر رہا تھا۔ غصے سے برا حال تھا ہر یہ
غصہ اسے خود پہا رہا تھا۔ اسکی کی گئی حرکتیں اب سامنے آرہی تھی
خود پہ کنٹرول کرتا وہ فون نکالے رفیان کو کنٹیکٹ کرنے لگا
وہ آج ہی آفس جائن کرنا چاہتا تھا باقی اب اسکا روز کائنات کے پاس آنے کا
ارادہ تھا جب تک وہ اسکے ساتھ ہی جانے والی تھی بے تک وہ اسکا پیچھا
چھوڑنے والا نہیں تھا

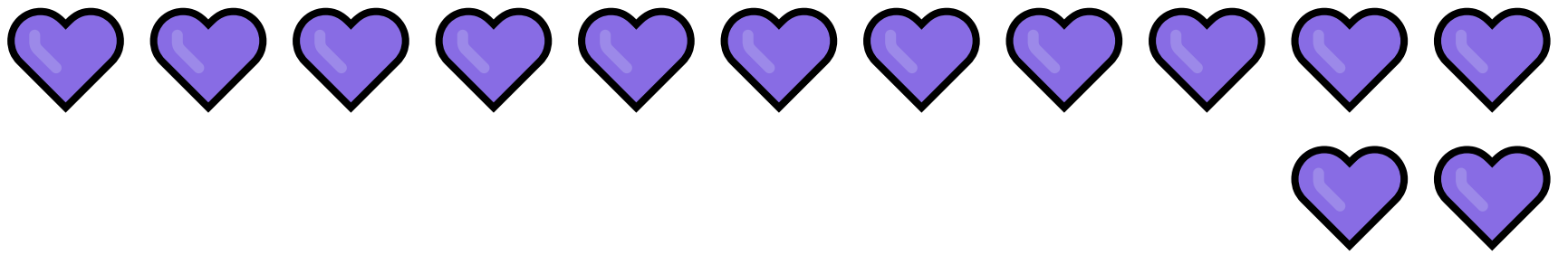
فون نکالے ابھی وہ کنٹیکٹ میں رفیان کا نام دیکھ رہا تھا.. اسکی گاڑی ایک
سیدھی سڑک پہ جارہی تھی۔ اس سڑک کے درمیان میں سے ایک
دوسری سڑک اٹیچ ہو رہی تھی۔ دانیال کی گاڑی ان دوسڑکوں کے ملن والی
جگہ پہ ہی تھی جب اچانک ایک تیز رفتار ٹرک آیا اور دانیال کی گاڑی کو زور
... سے ہٹ کر گیا

چونکہ دانیال کا دھیان بھی فون پہ تھا اور کائنات کی الگ پریشانی سر پہ سوار
تھی تبھی اسے کچھ بھی سمجھ نہیں آیا
اسکی گاڑی کو زور سے ٹھوکر لگی اور وہ گھسیٹتی ہوئی سڑک کی دوسری
طرف جا لگی

دانیال کا سر زور سے سٹیرنگ پہ جا لگا.. شیشہ ٹوٹ کر اٹھے اے زیادہ اسے
.. جسم کے مختلف حصوں میں چلا گیا تھا
... سر تقریباً پھٹ چکا تھا

سر سے نکلنے والا خون چہرے کو بھی لال کر گیا تھا... بے ہوش ہونے سے پہلے اسکی آنکھوں کے سامنے کائنات کا چہرہ گھوم گیا۔ دانیال اپنے جسم پر سے اٹھنے والی تکلیف کو محسوس کر کے یہی سوچ رہا تھا کہ اب وہ دوبارہ کبھی کائنات سے مل نہیں پائے گا.... اک آنسو اسکی آنکھوں سے نکل کر اسکے چہرے پہ لگے خون میں مل گیا

.....



ضاویر اس وقت اپنا کوئی کام کر رہا تھا جب اسے دانیال کی ایکسیڈنٹ کی خبر ملی... اسکے کان سائی سائی کرنے لگے

_____ اگر اسکے بھائی کو کچھ ہو گیا تو

اس تو کے آگے وہ کچھ بھی سوچنا نہیں چاہتا تھا

بھاگتا ہوا وہ اپنے آفس سے باہر نکل آیا

تیزی سے گاڑی بھگا کر وہ ہسپتال پہنچنا چاہتا تھا... اسکی گاڑی کی سپیڈ
خطرناک حد تک تیز تھی

اسے یہ کال سلطان نے کی تھی جو خود شاید رونے والا ہی تھا
ضاویر کو کچھ بھی سمجھ نہیں آرہی تھی اسکا بھائی تو کل امریکہ میں تھا اور اج
کب وہ پاکستان آیا اور پھر یہ ایکسیڈنٹ. سلطان اسکے ساتھ ایسا مزاق نہیں کر
سکتا تھا پھر اسکے بھائی کے ساتھ یہ باکیسے ہوا

تیزی سے گاڑی بھگاتا وہ ہسپتال تک پہنچا
اندر آئی سی یو کے باہر اسکے گھر والے موجود تھے

_____ ضاویر

سامنے ہی اسکی ماں روتے ہوئے اسکے گلے لگی. شاید انکی تکلیف کوئی نہیں
سمجھ سکتا تھا. کتنے دن سے بیٹا ناراض تھا. ایک دفعہ دے کھتا بھی نہیں تھا. پھر
اچانک بغیر بتائے وہ دوسرے ملک چکا گیا اور اج انھیں جو خبر سننے کو ملی وہ
انکی کمر توڑ گئی

..امی کچھ نہیں ہوگا حوصلہ رکھیں

انھیں اپنے داتھ لگایا وہ اگے آیا جہاں اسکے بابا کے کندھے تقریباً جھکے ہوئے تھے۔

بیچھے ہی سلطان اپنی آنکھوں پہ ہاتھ رکھے بیٹھا تھا

بابا پلینز پریشان نہ ہوں بھائی جلد سے جلد ٹھیک ہو جائیں گے اور اللہ سے

اچھے کا گمان رکھنا چاہیے آپ لوگ پلینز مایوس نہ ہوں

ضاو یار نے انھیں گلے لگایا

ضاو یار اگر میں چاہتا تو اپنے بیٹے کا گھر برباد ہونے سے بچا سکتا تھا اسی پریشانی

میں میرا بیٹا آج اس حال میں پہنچ گیا

دائود صاحب نے غم میں ایک الگ بات کر دی

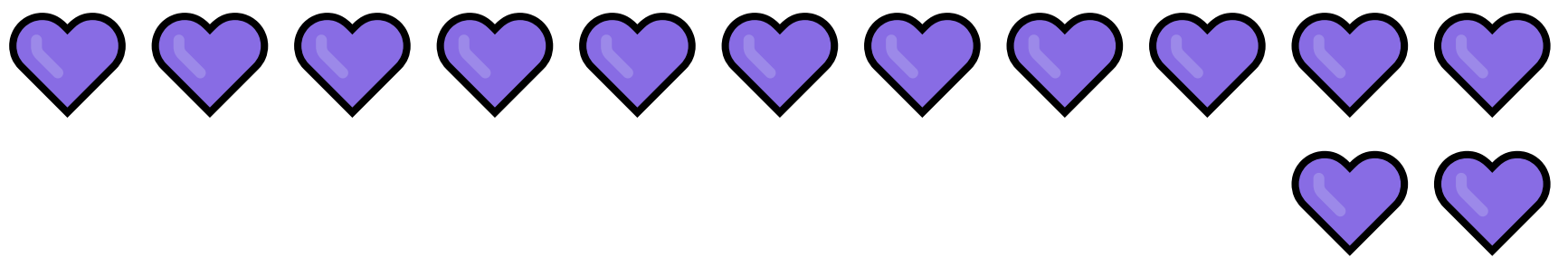
بابا پلینز یار کچھ بھی غلط مر سوچیں بس دعا کریں میرے بھائی کے لیے

ایمل اور حوریہ دونوں گھر پہ ہی تھی

...ایمل نے ضاو یار کو کال کر کے دانیال کی طبیعت کا پوچھا

ضاو یار نے اسے یہی بتایا کہ ابھی آپریشن چل رہا ہے۔ ضاو یار کی طرف سے
اسے کوئی خاطر خواہ جواب نہیں ملا تھا

ایمل اب نماز کے لیے بیٹھی بس دانیال کے لیے دعائیں کر رہی تھی
.... حوریہ بھی دانیال کی صحت یابی کے لیے دعا گو تھی



ہما سورہی تھی جب اسے شمس نے جگایا

کیا ہوا شمس اس وقت کیوں جگا رہے ہیں مجھے بہت نیند آئی ہے سونے دیں

ہما جلدی اٹھو دانیال کا ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے وہ کافی سیریس ہے۔ شمس نے

دوبارہ اسکا بازو پکڑ کر اسے ہلایا

کیا.. شمس آپ مزاق کر رہے ہیں ناں بھائی صبح کے ٹائم بالکل ٹھیک تھے
.. پھر ابھی اتنی جلدی انھیں

..... شمس بھائی ٹھیک تو ہیں نہ پلیر میرے بھائی

ہما پلیر رونا بند کرو جلدی تیار ہو جائو ہمیں ہسپتال جانا ہے اور سب سے

... بڑی پر اہم یہ ہے کہ کائنات کو بھی بتانا ہے

... شمس اسے بولتا کائنات کے کمرے کی طرف بڑھ گیا

... ہما جلدی اٹھتی منہ دھوتی چادر لیتی کمرے سے باہر آگئی

شمس اچانک کائنات کے کمرے میں داخل ہوا جہاں وہ اپنا موبائل تھانے
بیٹھی تھی

... بھائی آپ یہاں سب خیریت تو ہے ناں

. کائنات جلدی سے اٹھی اسکا صبح سے دل بہت پریشان تھا

کائنات وہ دانیال کا ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے تم جلدی ریڈی ہو جائو ہم چلتے

... ہیں

.. شمس کے بتانے پہ کائنات نے بے یقینی سے اسے دیکھا

بھائی دانی _____ بھائی کب دانی ٹھیک تو ہیں ناں.. بھائی سب میری وجہ

... سے ہوا اس سب کی وجہ میں ہوں

... بھائی وہ ابھی ٹھیک ہیں ناں

. کائنات نے آگے بڑھ کر شمس کا ہاتھ تھاما

اس وقت اسے سمجھ نہیں رہی تھی کہ وہ کیا بولے اور بولتے ہوئے اسکا

... گلہ روندھا جا رہا تھا

. شمس کے گلے لگے وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی

اسکے کان میں اپنے بولے الفاظ گھونجنے لگے. آپ مر جائو دانیال میری بلا

.... سے مر ہی جائو

کچھ ایسے ہی لفظ اس نے دانیال کو کہے تھے تو کیا یہ اسکے الفاظ کی وجہ سے

ہوا تھا... پر اس نے تو سب کچھ غصے میں کہا تھا اسکا بولا ایک ایک لفظ بھی

... دل سے نہیں تھا پر پھر

اچانک اسے اپنے کندھے پہ کسی کا ہاتھ محسوس ہوا۔ اس نے دیکھا تو ہما تھی
جو خود بھی رورہی تھی

..ہما.. کائنات اس کے گلے لگ گئی

ہما سب میری وجہ سے ہوا میں نے دانیال کو وہ سب بولا تو یہ ہوا ہما دانیال کو
..کچھ ہو گیا تو میں کبھی جی نہیں پائوں گی

بھائی پلیز اسے کچھ نہیں ہونا چاہیے میں _____ کائنات کچھ نہیں ہو گا اللہ

..پہ بھروسہ رکھو اور چلو ہمارے ساتھ.. اس وقت وہاں جانا ضروری ہے

شمس ان دونوں کو اپنے ساتھ ہسپتال لے آیا۔ دونوں سارا راستہ روتی

....رہی

ہسپتال کے گیٹ پہ کائنات کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا۔ دانیال کو اگر
کچھ ہو جاتا تو شاید وہ کبھی بھی جی نہیں پاتی۔ بے شک وہ اس سے بہت سخت
ناراض تھی پر اس سے کبھی بھی کائنات نے نفرت نہیں کی تھی۔ جو سب
اس نے دانیال کو بولا تھا وہ اسے ناراضگی کا نتیجہ تھا

اور اس وقت اسکے دماغ میں بہت غلط غلط لفظ رہے تھے۔ وہ ہر خیال کو
جھٹکتی بس اسکی صحت یابی کی دعا کر رہی تھی

اندر جب وہ داخل ہوئے تو سامنے سب موجود تھے۔ ہما بھاگتی ہوئی اپنی ماں
کے گلے لگی... اسکی امی کا بھی رورو کر برا حال تھا۔ شاید وہ کسی کو یہ بھی
نہیں بتا پارہی تھی وہ خود کو اس سب کا ز مہدار سمجھ رہی ہیں اگر وہ سب نہ
... کرتی تو آج یہ سب نہ ہوتا

کائنات انھیں دیکھ تھوڑا جھجکی تھی اس کو یہی لگ رہا تھا کہ اب اسکی وجہ
... سے ہوا ہے اور اگر وہ سب نہ کرتی تو آج یہ نہیں ہوتا
خاموشی سے وہ وہی بیٹھی سسکنے لگی

انکل ڈاکٹر نے کیا کہا؟؟؟

شمس آگے بڑھا اور دائود صاحب کے گلے لگا ان سے پوچھا

کچھ جواب نہیں دے رہے بس اتنا ہی بتایا ہے کہ آپریشن چل رہا ہے آپ
وب دعا کریں۔ میرے بیٹے کو نجانے کس کی نظر لگ گئی۔ میرا سب سے
فرمانبردار بیٹا تھا اور یہی فرمانبردار ہی اسے کے ڈوبی

۔ دائود صاحب کے کندھے جھکے ہوئے تھے

جوان بیٹے کو ایسے حال میں دیکھ انکا کلیجہ منہ کو آ رہا تھا۔ انکی آواز میں موجود
درد سے وہاں موجود ہر شخص کی آنکھیں اشکبار تھی

کائنات کے دماغ میں زور زور کی ٹھیس آٹھ رہی تھی۔ شاید اسے اس نشے
کی طلب ہو رہی تھی اور دانیال کو اس حال میں دیکھ اسے سانس بھی نہیں
آ رہی تھی

بار بار اسکے دماغ میں ان ٹھیسوں کے ساتھ دانیال کو بولی گئی باتیں بھی
.. گھوم رہی تھی۔ اچانک وہ اٹھی اور آئی سی یو کی طرف جانے لگی

.. سب کی نظریں اسکی طرف اٹھی جب وہ لڑکھڑاتی ہوئی نیچے گر گئی
۔ شمس اس کے پاس بھاگتا ہوا آیا پر اسکے آنے سے پہلے ہی وہ نیچے گر گئی تھی

شمس نے اسکا چہرہ تھپتھا پایا۔ سب اسکی طرف آئے جہاں وہ مکمل بے

ہوش ہوئی پڑی تھی۔ سب کا دھیان اس پہ چلا گیا

شمس اسے اٹھائے وہی موجود ایک کمرے میں لے گیا

ڈاکٹر آکر اسے چیک کرنے لگے

یہ سب کیا ہو گیا تھا ایک کمرے میں دانیال زندگی اور موت کی جنگ لڑ رہا

تھا جبکہ دوسری طرف کائنات بہوش پڑی تھی

ڈاکٹر نے انھیں یہی بتایا تھا کہ کائنات کے دماغ میں کسی بقت کا بہت بوجھ

ہے وہ مسلسل کسی بات کو سوچ رہی ہے جس کی وجہ سے وہ بے ہوش ہو گئی

ہے اور اگر ایسی ہی حالت رہی تو اس کے لیے اور اس کے بچے کے لیے

بلکل بھی اچھا نہیں ہے

سب اس وقت بہت پریشان بیٹھے تھے

کائنات کے پاس اس وقت ہما موجود تھی باقی سب باہر بیٹھے تھے

کچھ دیر بعد کائنات کو ہوش اگیا اب اسکا سر پہلے سے کافی بہتر تھا پر جب اسے دانیال کا یاد آیا تو وہ پھر سے اٹھتی باہر نکل آئی۔ اسے نرسیز نے بہت منع کیا پر وہ بغیر کسی کی سنے باہر نکل آئی۔

باہر آئی پر دانیال کی ڈاکٹر نے تب تک کوئی خبر نہیں دی تھی۔
.. کائنات وہی بیٹھی رونے لگی

سب اسے چپ کروا رہے تھے پر وہ بس یہی بات بولے جا رہی تھی کہ سب میری وجہ سے ہوا۔ زلیخا بیگم کو تو ہمت تک نہیں ہو رہی تھی کہ وہ اسے کچھ حوصلہ ہی دے دیتی۔ انھیں اچھے سے اندازہ تھا کہ یہ سب انکا کیا دھرا ہے۔
اور اب کچھ بھی کہنے کا کوئی فائدہ نہیں تھا

کچھ دیر بعد ڈاکٹر باہر آیا

_____ ڈاکٹر میرا بیٹا

دیکھیں ہم نے آپریشن کر دیا ہے اور امید ہے کہ وہ ٹھیک ہو جائیں گے پر
ابھی کوئی گیر نئی نہیں دی جاسکتی باقی آپ دعا کریں انھیں جلدی ہوش
.. آجائے

انکا ہوش میں آنا اسی بات کو ظاہر کرے گا کہ وہ ٹھیک ہو گئے ہیں اور اگر
... ہوش میں نہیں آئے تو آپ سمجھ جائیے

جہاں ڈاکٹر کی پہلی بات نے انھیں پر سکون کیا تھا وہی اسکی آخری بقت پہ
سب کے سروں پہ جیسے آسمان اگرا تھا

کائنات کے کان سائی سائی کر رہے تھے۔ اسکے سر سے پھر سے ٹھیسیں
آٹھ رہی تھی

اسکا دل اب بس اللہ کو پکارے جا رہا تھا کیونکہ وہ جانتی تھی کہ صرف اللہ ہی
اسکے شوہر کو ٹھیک کر سکتا ہے

تقریب تین گھنٹے کے بعد ڈاکٹر نے انھیں اکریہ گڈ نیوز سنائی تھی کہ دانیال
کو ہوش اگیا ہے

دائود صاحب اور باقی سب بھاگتے ہوئے اندر چلے گئے بس کائنات تھی جو
اندر نہیں گئی تھی.. شاید وہ اسکا سامنا کرنے کی ہمت نہیں کر پائی تھی
دائود صاحب اندر گئے انکے پیچھے سب تھے

دانیال کے سر پہ پٹی بندھی ہوئی تھی.. بازو پہ بھی پٹی بندھی ہوئی تھی اور
ایک ٹانگ شاید کافی متاثر ہوئی تھی تبھی اسے ہوا میں لٹکایا ہوا تھا اور ادبہ
بھی بہت ساری پٹیاں بندگی ہوئی تھی

دائود صاحب نے دانیال کا ہاتھ تھامتا تو دانیال نے انھیں کھول کر انھیں
دیکھا

دانیال کی آنکھوں کے دامنے وہی منظر گھوما جب اس نے دائود صاحب سے
.... بہت بد تمیزی کی تھی

اگر وہ ایسے ہی مرتا تو وہ قیامت والے دن اللہ کو کیا منہ دیکھاتا

باب۔۔ بابا ایم سوری میں نے اپ س۔ سے بہت بد تمیزی کی

دانیال کے الفاظ دائود صاحب کا دل چیر گئی

میرے پیارے بیٹے ایسا مت بولو تمہارے لفظ مجھے شرمندہ کر رہے ہیں..
دائود صاحب نے اسکے ماتھے پہ بوسہ دیا اور وہی وہ رونے لگے... دانیال کی
آنکھوں میں بھی آنسو گئے.... دائود صاحب کو دانیال نے چپ کروایا تو کچھ
دیر وہ اس سے باتیں کرنے لگے... دائود صاحب اٹھے تو دانیال کی نظر اپنی
... ماں پہ پڑی جو اپنے منہ کے آگے چادر عکھے رو رہی تھی
... انھیں دیکھ دانیال کو بہت تکلیف ہوئی

امی _____ اس نے اپنا ہاتھ اٹھاتے ہوئے انھیں پکارا تو زینحہ بیگم روتی
... ہوئی اسکے گلے لگ کر رونے لگی
دانیال انھیں چپ کروا رہا تھا پر وہ دانیال سے معافی مانگتی بس روئے جا رہی
تھی.

امی مجھے معاف کر دیں میں نے آپ سے بھی بہت بد تمیزی کی مجھے آپ
سے ایسے برتاؤ نہیں کرنا چاہیے تھا

نہیں بیٹا مجھے معاف کر دو بس ایک بار اپنی ماں کو معاف کر دو میں نے
تمہارا گھر تباہ کر دیا پتا نہیں بیٹا مجھے کیا ہو گیا تھا ہر اب میرا بیٹا جلدی ٹھیک ہو
_____ جائے میں خود اسکا گھر بسائوں گی میں

امی پلیز آپ بس خود کو الزام نہ دیں یہ سب میری بیوقوفی کی وجہ سے ہوا
... ہے آپ اپنے دل سے یہ گلٹ ختم کر دیں
... دانیال کافی دیر کے بعد انھیں چپ کروانے میں کامیاب ہوا تھا
ایک ایک کر کے سب اسے ملتے گئے.. دانیال نے ایک نظر سارے کمرے
... کو دیکھا وہ ان سب کے آنے پہ ہی دیکھ چکا تھا کہ کائنات نہیں آئی
ڈاکٹر اسکے گھر والوں کو یہی بول کر گیا تھا کہ وہ ابھی اتنے بڑے آپریشن سے
ہوش میں آیا ہے اسے آرام کرنے دیا جائے تبھی سارے گھر والے اسکے
... کمرے سے باہر نکل گئے

. دانیال آنکھیں موندے سو گیا اس وقت اسکے سر میں بھی بہت درد تھا

کائنات ہسپتال کے ایک کمرے میں بیٹھی ہوئی تھی۔ یہ وہی کمرہ تھا جہاں
کچھ دیر پہلے اسے ایڈمیٹ کیا گیا تھا

اچانک دائود صاحب اور باقی سب گھر والے اسکے کمرے میں داخل
ہوئے...

کائنات انھیں دیکھ گھبراہٹ کق شکار ہوئی
... کیسی ہو بیٹا... دائود صاحب نے اسکے سر پہ ہاتھ رکھا

... ٹھیک ہوں انکل آپ کیسے ہیں
کائنات نے جھجکتے ہوئے کہا

اللہ کا شکر ہے اب میرا بیٹا ٹھیک ہو گیا۔ اور میں آج آپ کے پاس بہت امید
... سے آیا ہوں۔ آپ میری بیٹی جیسی ہو

مجھے امید ہے کہ اگر میں اپنی بیٹی کو واپس اپنے گھر لینے کے لیے آیا ہوں تو
آپ مجھے مایوس نہیں کروگی

... اسکے سر پہ ہاتھ رکھے وہ اسے امید سے کہہ رہے تھے

.. اچانک زلیخا بیگم سامنے آئی اور کائنات کے سامنے اپنے ہاتھ جوڑ دیے
پلیز پلیز کائنات مجھے معاف کر دو میں اپنے کیے پہ بہت شرمندہ ہوں بس
مجھے معاف کر دو میں وعدہ کرتی ہوں دوبارہ تمہیں کبھی کوئی تکلیف نہیں
دوں گی بس ایک بار مجھے معاف کر دو اور میرے ساتھ چلو

زلیخا بیگم کی آنکھوں سے آنسو بہی رہے تھے
نہیں آنٹی پلیز آپ ہاتھ مت جوڑیں میں کبھی بھی آپ سے ناراض نہیں
تھی میں بس دانیال

پلیز بیٹا میرے دانیال کو معاف کر دو وہ سب وہ میرے کہنے پہ کرتا تھا وہ تم
... سے بہت محبت کرتا ہے تمہارے بغیر وہ اس حال میں پہنچ چکا ہے
پلیز میرے بچے کو معاف کر کے ہمارے ساتھ چلو۔ زلیخا بیگم نے اسے گلے
... لگایا تو کائنات بھی رونے لگی
... انھی دیکھ ہما بھی رو رہی تھی

.. شمس بھی وہاں اچکا تھا۔ تقریباً سب لوگ وہی موجود تھے

دلوں پہ لگی دھول دھلی تو سب خوشی خوشی باتیں کرنے لگے۔
ہسپتال چونکہ شمس کا تھا تبھی وہاں کھانے کا بہترین انتظام کیا گیا جہاں سب
نے خوشگوار ماحول میں کھانا کھایا

کسی نے بھی دانیال کو اس بارے میں نہیں بتایا تھا..... کھانا کھانے کے بعد
... ایک بار دانیال سے ملنے کے بعد تقریباً سب گھر چلے گئے تھے
کائنات وہی دانیال کے لیے موجود تھی

.. کچھ دیر پہلے ہی نرسیں دانیال کو کچھ انجیکشن دے کر گئی تھیں
کائنات کمرے میں داخل ہوئی تو دانیال آنکھیں موندے لیٹا تھا۔ شاید اسے
یہی لگا تھا کہ کوئی نرس آئی ہے تبھی وہ سر دوسری طرف کیے لیٹا تھا
اچانک اسے اپنے پاس سسکیاں سنائی دی جھٹکے وہ وہ سامنے مڑا جہاں
کائنات اپنے ہاتھوں کو ایک دوسرے میں الجھائے رونے میں مصروف
تھی۔

اسے دیکھ دانیال کے دل نے ایک بیٹ مس کی۔ ایک پل کو اسے لگا کہ شاید
... وہ کوئی خواب دیکھ رہا ہے

... دانیال نے اپنا ہاتھ اٹھائے اسکا ہاتھ تھا

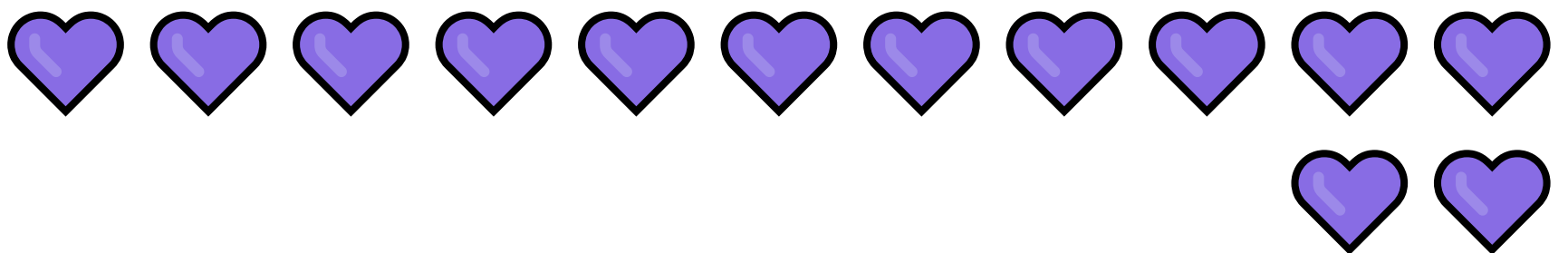
کائنات

دانیال نے اسکا نام لیا تو کائنات روتے ہوئے اسکے سینے سے لگی
ایم سوری دانی میں نے آپ کو وہ سب بولا اگر میں نہ بولتی تو آج ایسا نہیں
ہوتا۔

م۔ میں نے کبھی بھی کوئی بھی بات دل سے نہیں کہی وہ وب میں غصے میں
... تھی تبھی میں نے بول دیا

روتے ہوئے اسنے دانیال کو ہاتھ تھام لیا

دانیال گہری نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا



دانیال کا بس نہیں چل رہا تھا کہ آٹھ کرا سکے آنسو پونچے پر وہ بہت مجبور ہو چکا تھا۔

کائنات کا سسکیاں لیتا وجود اسے دل پہ جیسے چھریاں چلا رہا تھا.... پر ساتھ اس کے دل کو اس بات سے سکون بھی پہنچ رہا تھا کہ کائنات اس کے پاس تو آئی دانیال نے اپنا ہاتھ بڑھایا اور اس کا ہاتھ تھام لیا۔ اس کی ہتھیلی پہ اپنے انگوٹھے کو گھوماتا وہ اسے گہری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

ایسا کیوں سوچ رہی ہو کہ یہ سب تمہاری وجہ سے ہوا بلکہ یہ میرے کیے گناہوں کا ہی نتیجہ ہے.. بلکہ میں نے تو تمہارے ساتھ اس سے بھی برا کیا... تھا۔ یہ سب میرا کیا بے جواب مجھے ملا ہے

نہیں پلیز آپ ایسا نہ بولیں ج۔ جو بھی ہوا میں دوبارہ اس سب کو یاد نہیں کرنا چاہتی... وہ سب میرے لیے بہت تکلیف دہ تھا۔ میں تب سانس بھی

نہیں لے پاتی تھی سب کچھ میرے لیے بہت مشکل تھا.. اور وہ نشہ میں
.... نے بہت مجبور ہو کر لیا تھا

آپ تب مجھے چھوڑ کر چکے گئے اور میں مزید خود کو اکیلا محسوس کرنے لگی
تب میں نے وہ سب کیا.... پر ایم سوری میں جانتی ہوں میں نے بہت غلط
_____ کیا اس سے ہمارے بچے کو بھی تکلیف ہو سکتی تھی پر دانیال

ایم سوری کائنات میں جانتا ہوں میں نے جو سب بھی کیا اب اسے ٹھیک
نہیں کر سکتا پر بس ایک بار زندگی میں بس ایک بار میں تم سے ایک چیز کا
... طالب ہوں.. بس ایک بار میرے پاس واپس آ جاؤ

... میں وعدہ کرتا ہوں دوبارہ تمہیں کبھی بھی کوئی تکلیف نہیں دوں گا
دانیال نے اس کے ہاتھ پہ اپنے ہاتھ کا دباؤ دیا وہ دوسرا ہاتھ بھی استعمال کرنا
. چاہتا تھا پر اس پہ لگی ڈریپ کی وجہ سے وہ ایسا نہیں کر پایا
کائنات میرے ساتھ چلو گی ناں؟؟؟

. دانیال نے اس کے آنکھوں میں دیکھنا چاہا جو وہ جھکائے بیٹھی تھی

کائنات نے اسکی آواز میں ایک امید محسوس کی

پہلے وعدہ کریں گے آپ کبھی بھی ہمارے رشتے کو ختم کرنے کا سوچیں گے
بھی نہیں

اسکے ہاتھ پہ اپنے ہاتھ کو رکھے ہی اس نے کہا

وعدہ ہے میرا کہ اب تمہیں کوئی تکلیف نہیں دوں گا۔ چاہے جو بھی ہو

.... جائے اب تمہاری ذات کو سب سے زیادہ اہمیت دوں گا

.. اسکی بات پہ کائنات مسکرائی

جلدی ٹھیک ہو جائیں تاکہ میں اپنے سارے بدلے لے سکوں... اب ایسے

.. ہی تھوڑی ناں آلو معافی دوں گی

کائنات کی بات پہ دانیال کے دل میں جیسے سکون اتر

کچھ دیر وہ دونوں ایک دوسرے سے باتیں کرتے رہے پھر ڈاکٹر نے دانیال

کو ریسٹ کرنے کا کہا تو کائنات نے اسے ہلکا سوپ پلایا اور کچھ میڈیسن

کھلائی جن میں نیند کی دوائیاں بھی شامل تھی... دانیال سویا تو کائنات بھی
... وہی بیٹھی اسکا ہاتھ تھامے بس اسے دیکھے جارہی تھی

روح میں بسے ہوئے لوگوں کا دیدار بھی سکون کی وجہ ہوتا ہے۔ کتنا ٹرپی
... تھی وہ اسے دیکھنے کے لیے

اسے ہاتھ پہ بوسہ دیتی وہ اس کے پاس ہی بیٹھی تھی جب کچھ دیر بعد سلطان
... ناک کرتا اندر آیا

کائنات بھائی نے کچھ کھایا؟؟؟

سلطان نے اس سے دیکھی آواز میں پوچھا

... جی بھائی سوپ پیایے ابھی کچھ دیر پہلے ہی سوئے ہیں

اچھا کائنات گھر سے ہو کر اجاؤ تب تک بھائی بھی جاگ جائیں گے.. آپ

کے آنے تک بھائی کے پاس میں موجود ہوں

... جی ٹھیک ہے میں کچھ دیر میں واپس آتی ہوں

کائنات نے اس وقت گھر جانا مناسب سمجھا۔ باہر شمس بھی موجود تھا تبھی
.. وہ اسکے ساتھ گھر چلی آئی

۔ ہما اور گوہر صاحب کو شمس پہلے ہی ڈرائیور کے ساتھ بیجھ چکا تھا
اس وقت شمس گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا جب کائنات بار بار اس سے بات
کرنے کی کوشش کر رہی تھی پر خود میں ہمت جمع نہیں کر پا رہی تھی
بھائی ایم سوری پلیز۔ مجھے معاف کر دیں پلیز بھائی میں ایسا نہیں کرنا چاہتی
تھی بس پتا نہیں کیسے وہ سب ہو گیا میرا وعدہ ہے میں دوبارہ کبھی ایسا نہیں
کروں گی۔

۔ کائنات شمس سے معافی مانگتے ہوئے رو پڑی

کائنات آپ جانتی ہونا کہ آپ میرے لیے اور بابا کے لیے کتنی ضروری
ہو۔۔ آپ نے کبھی مجھ پہ بھروسہ نہیں کیا۔ میں جانتا ہوں اس وقت تم
بہت ڈپریشن میں تھی پر تم ایک بار اپنے بھائی کو بتا تو سکتی تھی ناں اور جتنے
عرصے بھی مہمانیال کے ساتھ رہی اس دوران وہ تمہیں ٹارچر کرتا رہا

اور تم نے ایک بار بھی اپنے بھائی کو بتانا مناسب نہیں سمجھا... تم شاید اندازہ
نہیں کر سکتی کہ مجھے کتنی تکلیف ہوئی تھی جب میں نے تمہیں اس حال
میں دیکھا تھا

بھائی ایسا نہیں ہے بے شک دانیال مجھ سے بدگمان رہتے تھے پر ہمارے
درمیان تب بھی بہت محبت ہے تب بھی وہ میرا خیال کرتے تھے اور میاں
بیوی کے بیچ تو لڑائی ہوتی رہتی ہے اسی لیے مجھے لگا کہ میں خود اب ہینڈل کر
...لوں گی

کائنات نے اسکا بازو تھاما

شمس نے اسے دیکھا.. اسکی چھوٹی سی بہن اتنی بڑی ہو چکی تھی کہ وہ اب کتنا
...سوچنے لگی تھی

...بھائی پلیز بس ایک بار معاف کر دیں

..کائنات نے معصومیت سے آنکھیں پٹیٹائی.... اسکی حرکت پہ شمس ہنسا

پہلے مجھ سے ایک وعدہ کرو کہ جب بھی تم پہ زرہ سی مشکل آئی چاہے وہ
.... جس کے ریلیٹڈ بھی ہو تم مجھے بتاؤ گی

. شمس نے اسکے سامنے اپنا مضبوط ہاتھ رکھا

پکا وعدہ اب اگر مجھے زرہ سی بھی تکلیف ہوئی میں سب سے پہلے آپکو بتائوں
گی...

کائنات نے مسکراتے ہوئے جوش سے اسکے ہاتھ پہ اپنا ہاتھ رکھا تو شمس نے
... اسکے سر پہ بوسہ دیا

دونوں بہن بھائی آج کتنے عرصے بعد خوش تھے... باتوں ہی باتوں میں
.... کب وہ گھر پہنچ گئے پتا ہی نہیں چلا

... شمس اندر آیا تو ہما گوہر صاحب کو چائے دے رہی تھی

شمس اسکے پاس سے گزرتا گوہر صاحب کے پاس بیٹھ گیا... کائنات بھی
. خوشی خوشی گوہر صاحب کے پاس بیٹھ گئی

... شمس آپ چائے لیں گے.... ہما کی آواز پہ شمس نے انکار کر دیا

...ہما بھی انکے پاس بیٹھی ان سے باتیں کرنے لگی

کائنات میری بچی مجھے آپ پہ فخر ہے.. مجھے بہت سکون ملا جب دائود نے
آپ سے واپس گھر جانے کی بات کی اور آپ نے اسے انکار نہیں کیا بلکہ
اسکی رضا میں راضی ہو گئی... میں جانتا ہوں اب تمہیں وہاں کوئی تکلیف
نہیں ہوگی.... اور اگر میری بیٹی کو زہ سا بھی کسی نے کچھ کہا تو آپ مجھے
... ضرور بتاؤ گی

... گوہر صاحب نے بھی اس سے وہی بات کی جو شمس نے کی تھی
.. بابا بے فکر رہیں.... اور انشاء اللہ مجھے کوئی تکلیف نہیں ہوگی
... گوہر صاحب بھی مطمئن ہوتے چائے کے سپ لینے لگے
ہما شمس کو گہری نظروں سے دیکھ رہی تھی... شمس خود پہ اسکی نظروں کو
... محسوس کر سکتا تھا

کچھ دیر بعد ہما اپنی اور گوہر صاحب کی چائے کے کپ لیے کچن میں آئی تو
... شمس بھی اسکے پیچھے آیا

کائنات بھی اپنی پیکنگ کرنے کمرے میں چلی آئی کیونکہ آسے دانیال نے
ایسا کرنے کا بولا تھا.. وہ اسے بول چکا تھا کہ تم میرے ساتھ ہسپتال سے ہی
گھر چلو گی.

..... کائنات آج کتنے عرصے بعد خود میں سکون محسوس کر سکتی تھی
وہ اللہ کا جتنا شکر ادا کرتی اتنا کم تھا.. خوشی خوشی وہ اپنا ضروری سامان پیک
کر رہی تھی.

شمس کچن میں آیا تو ہما دونوں کپوں کو دور ہی تھی. شمس اس کے پیچھے جا کر کھڑا
ہو گیا... ہما کپ سٹینڈ پر رکھتی واپس مڑی تو سیدھا شمس سے ٹکرائی
شمس کے سینے سے لگی اس سے پہلے وہ گرتی شمس اس کے دونوں بازو تھام چکا
تھا.

اف شمس کیا ہو گیا ہے ایسے کون پیچھے کھڑا ہوتا ہے ہٹیں میرا تو دل ہی
کانپ گیا.

اپنے سینے پہ ہاتھ رکھے وہ گہرے سانس لینے لگی.... جب شمس جھکا اور اسکی
... سانوں کو خود میں اتارنے لگا

ہمانے اسے پیچھے کرنا چاہا جب وہ دوسرے بازو کو اسکی کمر کے گرد لپیٹتا اسے
ہلکا سا اٹھائے ماربل پہ رکھے اس پہ مزید جھک گیا۔ ہما بھی اب اسکا ساتھ
.... دینے لگی

... دونوں ایک دوسرے میں مصروف تھے

... شمس تو جیسے پاگل سا ہونے لگا

اسکے کانوں کی لو کو منہ میں لیتا وہ چوسنے لگا... ہما گہری سسکیاں بھرنے
لگی... ہمانے دونوں ہاتھوں کو پیچھے ماربل پہ رکھا تھا جس سے وہ خود کو کچھ
... سہارا دے رہی تھی.... شمس اسکے لبوں کو چوستا سینے پہ جھکنے لگا

شمس کچن ہے ک-- کوئی ب- بھی اسکتا ہے... اچانک ہما کو یاد آیا تو اسنے

. شمس کو یاد دلا یا پر شمس تو سب بھول چکا تھا

.....- شمس کچ

باقی کے الفاظ وہ چین چکا تھا

..... شمس پلیر

..... ششش اب تمھاری آواز آئی تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا

.... کوئی آجائے گا شمس

نہیں اتنا سب کو پتا ہے ہم دونوں اندر ہیں.... شمس نے اسکی کمر کو زور سے

تھام کر اسکے جسم کو اپنے جسم سے جوڑنا شروع کر دیا.... یہ ایک اشارہ تھا

..... کہ اسکے جذبات بھڑک چکے ہیں

..... شمس پلیر روم

اسکے مزید الفاظ ختم ہو گئے جب شمس نے اپنا چہرہ اٹھائے اسکی آنکھوں میں

... غصے اے دیکھا... اسکی لال آنکھیں اسکے جذبات کی عکاسی کر رہی تھی

ہمانے گہرا سانس بھرا.... اچانک انھیں کسی کے قدموں کی آہٹ سنائی

... دی

شمس جلدی سے پیچھے ہوا... ہما بھی نیچے جلدی سے اتری تو شمس نے دوبارہ
اسے غصے سے دیکھا جو بغیر اپنے کنڈیشن کا خیال کرے ایسے ہی کود گئی
ہما اسکے غصے کو اگنور کرتی جلدی سے اپنے کپڑے سہی کرنے لگی
... بھائی آپ یہاں.... کائنات نے شمس کو کچن میں کھڑے دیکھ کر پوچھا
... ہاں وہ میرے سر میں درد تھا تو ہما کو چائے کا بولنے آیا تھا
پر بھائی ابھی تو تھوڑی دیر پہلے آپ نے منع کیا تھا... کائنات کی بات پہ ہما
... نے اپنی مسکراہٹ چھپائی... شمس تھوڑا کنفیوز ہو گئی
... ہاں تب اردرد نہیں تھا اب ہو گیا
..... تم بتاؤ تمہاری پیکنگ ہو گئی پوری یا کچھ رہتا ہے
شمس نے بات گھمائی... ارے نہیں بھائی میرا کون سا بہت زیادہ سامان تھا
بس تھوڑا سا تھا وہ میں نے پیک کر لیا اگر آپ فری ہیں تو چلیں آپ مجھے
... ہسپتال ڈراپ کر دیں
کائنات نے کہا تو شمس نے سر اثبات میں ہلایا

.... وہ بابا کہہ رہے تھے کہ وہ بھی ساتھ چلنا چاہتے ہیں اور ہما بھی چلے گی
ٹھیک ہے بھائی... ہما اور کائنات اپنی باتیں کرتی باہر نکل گئی... شمس بھی
... اپنے بال سنوارتا باہر آیا

دانیال ابھی جاگا تھا جب اس نے اپنے اس پاس دیکھا وہاں کائنات موجود نہیں
.. تھی

وہ اٹھاتا جلدی سے ادھر ادھر دیکھنے لگا

... ٹینشن نہ لیں وہ کچھ دیر میں واپس آ رہی ہیں چنچ کرنے گئی ہیں گھر
سلطان وہی صوفے پہ موجود تھا پر دانیال اسے نہیں دیکھ پایا کیونکہ صوفے
کافی حد بیڈ کے پیچھے والی سائیڈ پہ تھا
اسکی بات پہ دانیال تھوڑا مطمئن ہوا

ویسے بھائی آپ کو کیا لگا کہ آپ وہ سب خواب دیکھ رہے تھے یا پھر بھابھی
... دوبارہ آپ کو چھوڑ کر چلی گئی

... جب بندے کی شکل اچھی نہ ہو تو کم سے کم وہ بات ہی اچھی کر دے

دانیال نے غصے سے کہا

کیا میری شکل اچھی نہیں ہے دیکھا نہیں تھا کہ کتنی لڑکی پاگل ہیں میرے
... لیے آپ نے خود دیکھا تھا ناں ماہرہ کو

.... سلطان نے ہنستے ہوئے اسکی بازو پہ ہاتھ مارا

اہہ سلطان بازو زخمی ہے میرا... دانیال نے اپنے بازو پہ ہاتھ رکھتے ہوئے
کہا.

ارے بھائی مرد بنو مرد کو درد نہیں ہوتا... مجھے دیکھ لو... کتنی راکی زندگی
تھی میری ایک طرف گھر والی اور دوسری طرف باہر والی... پرکانو کان خبر
نہیں لگنے دی

... زیادہ بکواس نہ کرو ایک بیتے کے باپ بن چکے ہو اور اپنی حرکتیں دیکھو
اچھانچے سے یادایا آپ میرے بیٹے سے نہیں ملے ابھی تک... سلطان نے
پاس رکھی ایک پھول والی باسکٹ سے پھول نکال کر سونگا

ویسے مجھے بھی بہت جلدی ہے تیرے بچے کو دیکھنے کی... اسے اپنے ہاتھوں
میں لینے کی... دعا کرتا ہوں تجھ پہ نہ جائے حور یہ پہ چلا جائے.. شکل سے
.... بگی اور عقل سے بھی

دانیال نے اسے طعنہ مارتے ہی لیٹنا چاہا جب سلطان دوبارہ اس کے بازو پہ مارتا
... اٹھا

..... سلطان بہ ننان

.... دانیال چلایا

ارے یار بھائی ابھی بتایا مرد کو درد نہیں ہوتا.... سلطان کی ایکٹنگ کمال کی
تھی... ایک بار میں ٹھیک ہو جاؤ ہر تجھے بتائوں گا کہ مرد کو درد ہوتا ہے
... کہ نہیں

. دانیال کی دھمکی پہ سلطان مسکرایا

کچھ دیر تک وہاں اب موجود تھے. دانیال کی طبیعت کچھ زیادہ بہتر تو نہیں
... تھی پر پھر بگی اسکی بہت زیادہ زد پہ اسے ڈسچارج کر دیا گیا تھا

اس وقت سب حویلی میں موجود تھے۔ گوہر صاحب شمس اور ہما بھی وہی
... آئے تھے

کائنات اور ہما کب سے سلطان کے بیٹے کے ساتھ لگی اسکے ساتھ کھیل رہی
تھی۔

وہ بچہ تو شاید آپ پاگل ہونے کو تھا

... ہر انسان اسکے گال کھینچتا اسے زور زور سے پیاں کرتا تھا

او وہ کتنا پیارا ہے ناں۔ ماشاء اللہ کہی اسے میری نظر نہ لگ جائے ہمانے
اسکے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں کی مٹھی کھولتے ہوئے کہا جس وہ دوبارہ سے
مضبوطی سے بند کر چکا تھا

سب بہت بہت خوش تھے کہ کائنات واپس آگئی تھی.... دائود صاحب نے
... شمس لوگوں کو کھانے پہ روک دیا تھا

دانیال کو اوپر کمرے میں شفٹ کیا گیا تھا۔ وہ اس وقت آرام کر رہا تھا جب کائنات کمرے میں آئی... وہ اپنا کچھ سامان سیٹ کرنے لگی اسکا سارا سامان پہلے ہی وہاں موجود تھا کیونکہ وہ جاتے وقت کچھ بھی کے کر نہیں گئی تھی

دانیال شاید دوائیوں کے زیر اثر گہری نیند سو رہا تھا

کائنات اپنے کپڑے لیتی شاور لینے چلی گئی۔ واپس اکرا سنے اپنے بال خشک کیے اور اپنے ہاتھوں اور چہرے پہ لوشن لگا بے لگی

اچانک اسکے کمرے کا دروازہ ناک ہوا

دروازے کی آواز پہ دانیال بھی جاگ گیا

اندر آنے والی شخصیت کوئی اور نہیں بلکہ گوہر صاحب تھے

انکل آپ آئیں نہ بیٹھیں.... دانیال انھیں دیکھتا جھجکتا ہوا ہلکا سا اٹھا اور

انکے لیے جگہ بنانے لگا۔ گوہر صاحب بھی اسکے پاس بیٹھ گئے

.... اب طبیعت کیسی ہے بہتر محسوس کر رہے ہو کیا

جی انکل اللہ کا شکر ہے اب کافی بہتر ہوں

... چلو اللہ کا شکر ہے بچت ہو گئی

ویسے یہ اب میری بیٹی کو تکلیف دینے کا نتیجہ تو نہیں... اچانک دائود

صاحب کی بات پہ دانیال شر مندہ ہو گیا

_____ - بابا پلیر ایسا نہیں ہے دانیال

.... کیا میں نے آپ سے بات کی کائنات

. گوہر صاحب نے کائنات سوال کیا تو وہ خاموش ہو گئی

دانیال تم میرے بیٹوں جیسے ہو جیسے میرا بیٹا شمس ہے.. کتنے مان سے میں

_____ نے تمہیں اہنی بیٹی کا ساتھ دیا تھا۔ پر

خیر جو بھی کو اپر یہ تمہاری پہلی اور آخری غلطی تھی۔ اگر دوبارہ کبھی ایسا

کشتہ ہوا تو میں کائنات کا ہاتھ دوبارہ کبھی تمہیں نہیں دوں گا اسے تم میری

.... وارنگ یا جو سمجھو

. گوہر صاحب نجانے کیوں ایسی بات کر گئے

ایم سوری انکل میں جانتا ہوں جو سب میں نے کیا وہ معافی کے قابل نہیں
ہے پر انکل میں وعدہ کرتا ہوں دوبارہ کبھی بھی کائنات کو کوئی تکلیف نہیں
...دوں گا بلکہ کسی کو بھی ایسا کرنے نہیں دوں

دانیال کی بات پہ گوہر صاحب نے اپنا سر اثبات میں ہلایا.... کائنات خود
...بہت پریشان ہو گئی تھی

کچھ دیر تک گوہر صاحب نیچے چلے گئے تو کائنات جلدی سے دانیال کے
_____ پاس بیٹھی۔ ایم سوری دانیال بابا نے جو بھی کہا وہ بہت تکلیف
میں سمجھ سکتا ہوں کائنات اور وہ ایک باپ ہیں انھیں جے نی تکلیف ہوئی
ہے وہ شاید ہم کبھی نہیں جان پائیں گے... اور اس م کیوں معافی مانگ رہی
...ہو

...دانیال نے ہاتھ بڑھا کر اسکے بالوں کو کان کے پیچھے کیا
آپ کشتہ کھائیں گے کیا؟؟؟

میرا منہ اتنے دنوں سے دوائیاں کھا کر بہت کڑوا ہو چکا ہے میں نے منہ میٹھا
کرنا ہے۔

دانیال نے اسے گہری نظروں سے دیکھا۔ اگر اسکے بس میں ہوتا تو وہ خود اس
وقت اسے اجازت نہ مانگ رہا ہوتا۔

_____ دانیال اپنی طبیعت نہیں ٹھیک پکیز آپ ریسٹ کریں میں
..... کائنات پلیر

_____ دان

.... پلیر

دانیال کی بات پہ کائنات نے گہرا سانس بھرا۔ ہلکا سا اگے اتی وہ کچھ جھجکتی
... دانیال کی آنکھوں پہ اپنا ہاتھ رکھتی اسکے لبوں پہ جھک گئی

دانیال تو جیسے بے قابو سا ہو گیا.. اسکے ہونٹوں کو زور سے چومتا وہ جیسے
.... سب بھولنے لگا

کائنات تھوڑا گھبرا بھی رہی تھی کیونکہ اسکی کنڈیشن ٹھیک نہیں تھی پر
...دانیال کسی اور موڈ میں تھا

....اچانک دروازے ناک ہوا تو کائنات جلدی سے پیچھے ہوئی
کون ہے؟؟؟

دانیال کی آواز پہ ملازمہ نے اسے بتایا کہ گوہر صاحب اور شمس واپس جا
...رہے ہیں وہ انھیں سی اف کرنے کے لیے آجائیں
....دانیال میں جاتی ہوں

...کائنات جلدی سی اٹھی...جب دانیال نے اسکا ہاتھ تھام لیا
. جاتی نہیں آتی ہوں...دانیال کی بات پہ کائنات مسکراتی باہر نکل گئی
ہما کا آج وہی رکنے کا موڈ تھا پر شمس کی آنکھیں دیکھنے پہ وہ اپنی ماں کو منع کر
گئی جو اسے کب سے رکنے کا بول رہی تھی

. اس وقت وہ سب واپس جا رہے تھے

. شمس نے کائنات کو گلے لگایا

اپنا وعدہ یاد رکھنا.... اس کے کان کے پاس جھکتے ہوئے شمس نے کہا
...جی بھائی

..... گوہر صاحب سے ملتی وہ تھوڑا داس ہو گئی تھی

اچانک اسے اپنے کندھے پہ کسی کا ہاتھ محسوس ہوا.. اس نے دیکھا وہ زلیخا بیگم
تھی جنہوں نے اسے اپنے گلے سے لگایا۔ آج پہلی بار اسے ان کے پاس سے اپنی
ماں جیسا لمس محسوس ہوا... وہ محسوس کر سکتی تھی کہ وہ واقعی اسے محبت
..... سے گلے لگا رہی تھی

سب گھر والے بہت خوش تھے... اس وقت سب نے سلطان کے بیٹے پہ
.... تبصرہ شروع کیا ہوا تھا

سلطان کا بیٹا اب شاید بہت زیادہ ہی تنگ اچکا تھا جی بھی زور زور سے رونے
لگا۔

اسے چپ کر واتی حوریہ کمرے میں لے آئی۔ چونکہ رات کافی ہو گئی تھی
تبھی سب اپنے اپنے کمرے میں چکے گئے

کائنات بیٹا آپ بھی روم میں جائو دانیال نجانے کب سے اپنا ویٹ کر رہا ہو
گا۔

.... کائنات کو بھی زلیخا بیگم نے کہا تو وہ سر ہلاتی کمرے میں چلی آئی
اس وقت بھی زلیخا بیگم نے اس سے معافی مانگی تھی... کائنات نے انھیں
دل سے معاف کیا تھا۔ ویسے بھی اسکا دل انکی طرف سے صاف ہو چکا
.... تھا

گوہر صاحب کمرے میں گئے تو شمس اور ہما بھی اپنے کمرے میں چلے
گئے...

ہما شاید اس سے ناراض تھی

کیا کو امیری چھوٹی سی بیگم ناراض ہے کیا... شمس نے اسے بھڑنا چاہا جب
... وہ اپنا ہاتھ چڑھاتی ڈریسنگ ٹیبل پہ جا کر اپنے کنگن اتارنے لگی
.. شمس نے اسے پیچھے سے تھاما

.... جب تک بتاؤ گی نہیں کہ ناراض کیوں ہو پھر منائوں گا کیسے

شمس جانتا تھا کہ وہ کیوں ناراض ہے بس ایسے ہی اسے چڑھانے کے لیے
ایسا بولا۔

شمس آج تو مجھے وہاں رہنے دیتے... میں نے کتنا کھیلنا تھا سلطان بھائی کے
بیٹے کے ساتھ۔ کتنا کیوٹ تھا وہ چھوٹے سے ہاتھ اور اتنی پیاری پیاری
.... آنکھیں

ہما کو اب بھی عارب یاد رہا تھا

ہمایار تو تم سارا پیار مجھے کر لو دیکھو میں بھی تو پیارا ہوں آنکھیں بھی پیاری
ہیں اور ہاتھ بھی... چھوٹے تو نہیں ہیں پر چلو بڑے ہیں انھی سے کام چلا
.... لو

شمس کی بات پہ ہمانے اسے گھورا

گھورومت... میں بھی چاہتا ہوں کہ میرے گھر میں بھی رونق لگے تین چار
بچے ہوں جو ادھر ادھر بھاگتے رہیں... بابا کے داتھ کھیلیں کب گھرائوں تو
.... یہ ہر بھی رونق والا محسوس ہو

... شمس نے اسکی چادر اتاری

_____ تو ہو جائیں گے پر ابھی تو ٹائم ہے ناں اور

اہہ.. اچانک شمس نے اسے کمر سے تھام کر ڈریسنگ ٹیبل پہ بٹھایا...

ڈریسنگ ٹیبل کی بہت ساری چیزیں دوسری طرف سے نیچے گر گئی تھی

_____ شمس نہیں اپ نے دن کو کچن

تب تمہیں مسئلہ تھا ناں کہ کچن سے تو اب پر سکون ہو جاؤ کیونکہ اب بیڈ روم

ہے.

اتنا بو کتا وہ اسکی شہ رگ پہ جھک گیا

ہما جانتی تھی کہ آج وہ کسی صورت پیچھے ہٹنے والوں میں سے نہیں تھا

... ہما بھی اسکا ساتھ دینے لگی

شمس اسے ایسے ہی بٹھائے اسکے بالوں کو کھولتا اسے ڈریسنگ ٹیبل پہ ہی بے

لباس کرنے لگا.

... شمس نہیں پلیز یہاں نہیں..... ہما اسکا ارادہ سمجھ چکی تھی

ششششش چپ اب اگر تم نے کچھ بھی کہا تو ہھر میں کا ی صورت بھی نہیں
.....ماننے والا

... اسے مکمل بے لباس کرتا وہ خود بھی بے لباس ہونے لگا
ہما خود کو تیار کرنے لگی اسکے شوہر کو نجانے آج کس چیز کا بھوت سوار تھا
شمس اسکے قریب آتا اسے کمر سے تھانے اپنی طرف کھینچتا اس میں خود کو
.... شامل کر گیا

اہہ سٹمس پلینز..... ہمانے چیختے ہوئے کہا پر سٹمس اپنا عمل شروع کر چکا
... تھا

...اسکے لبوں کو اپنے لبوں میں لیتا وہ اسے مکمل بے بس کر چکا تھا
شمس کا عمل شدید تھا... ہمارا اے کبھی کندھوں کو تھامتی تو کبھی اسکی
گردن... دونوں کا بدن جیسے پسینے سے نہا چکا تھا.... ہمارا کو ایسا لگ رہا تھا کہ
اکسی کمر ٹوٹنے کو ہے... وہ بہت زیادہ انکمفر ٹیبل تھی... اسکی تھکاوٹ کو

شمس محسوس کر چکا تھا تبھی اسے خود کے داتھ مضبوطی سے جوڑتا اسے لیے
..... بیڈ پہ آگیا

بیڈ پہ اسپہ جھکا وہ اپنے عمل کو مزید تیز کر گیا..... ہما کا پورا جسم ہچکولے کھا
رہا تھا۔

کچھ دیر تک وہ خود کو اس میں شامل کرتا اسکی دوسری طرف لیٹا گہرا سانس
لینے لگا۔

ایسا ہی کچھ حال ہما کا تھا.... وہ بھی گہرے سانس لیتی اسے دوبارہ بہکا رہی
تھی۔

شمس اسے کھینچتا ہے سینے پہ گرا گیا
اسکے لبوں کو چومتا وہ اسکے وجود کو کمبل سے ڈھانپ گیا

.....

... سلطان کمرے میں آیا تو حوریہ عارب کو سلاتی خود چہنچ کرنے جانے لگی

ہلکا پھلکا لباس پہنتی وہ باہر آئی تو سلطان اسے اپنے ہاس کھینچتا اسکی سانسیں
روک گیا۔

.... سلطان جی عارب

.... کیا کو ا عارب کو وہ سورہا ہے نپ تنگ کروا سے
... میں نے کب تنگ کیا... اسکے منہ پہ ہاتھ رکھتی وہ سوال کرنے لگی
.... یار کس تو کرنے دو دوناں

.... سلطان دوبارہ اسکے لبوں پہ جھکا تو حور یہ خاموش ہو گئی
.... سلطان اسکے لبوں کو چومتا خود کو سکون پہنچا رہا تھا
اچانک زور اے ر

عارب رونے لگا جیسے اسے اپنے ماں باپ کی ساری اٹینشن خود چاہیے
..... تھی

حور یہ جلدی سے اسکے پاس بھاگی

بس بس میرا پیرا بیٹا ماما گئی... اسے اپنی گود میں لیتی وہ اسے جھلانے لگی

یاد بڑا تیز ہے دیکھا جب باپ سکون کر رہا تھا بھی رونا شروع کر دیا ورنہ تو
.... گہری نیند سو رہا تھا

.... سلطان نے اسکا ہاتھ تھاما

جب اچانک عارب عجیب عجیب شکلیں بناتارونے لگا.... جیسے اسے اپنے
.... باپ کا ایسا بولنا اچھا نہیں لگا وہ کیسے اس پہ ایسا الزام لگا سکتا تھا
اے ایسے روتا دیکھ سلطان ہنسنا تو حوریہ اسے چپ کرواتی سلطان کو
..... گھورنے لگی..... جب سلطان دوبارہ اسکے لبوں پہ جھک گیا

.....

... ایمیل ضاویار کے سینے پہ سر رکھے اس سے باتیں کر رہی تھی

.... ایمیل
ہمممممم
...

... آپکو نہیں لگتا کہ اب ہمیں بھی اپنے بچے کے بارے میں سوچنا چاہیے
... ایمیل شرماتے ہوئے چہرہ اسکے سینے میں چھپا گئی

تم بس شرماتی رہو اور میں بڑھا ہوا رہا ہوں میرے حساب سے یہ باپ بننے
.... کی بلکل آہی عمر ہے اور میں سیریس اس بارے میں سوچ رہا ہوں

.... ضاویار نے اسکا چہرہ اپنے سینے سے نکالا اور اپنے ہاتھوں میں بھرا
تھینک یو آپ نے مجھے ایکسپٹ کیا ورنہ مجھے لگتا تھا کہ میں ایسی ہی اپنی بے
... رخی سہتے سہتے مر جائوں گی

.. ایسی الٹی ایدھی بات کا مقصد

اگر تم اس وقت بچہ نہیں چاہتی تو صاف صاف بتا دو بات کو گھما کر تم ایسی
.... بکواس کر رہی ہو

... ضاویار کو ایمیل کی بات پہ بہت غصہ آیا تھا

.... اسکا دل جیسے کانپا تھا جب اسکے مرنے کی بات ہوئی تھی

ضاویار اسکا سر تکیے پہ رکھے اٹھنے لگا جب ایمیل جلدی سے اس کے سینے
... سے جا لگی۔ ایمیل ہٹو میں نے شاعر لینا ہے

.. اسے پیچھے کرنا چاہا جب ایمیل اسکے سینے کے ساتھ مضبوطی سے چپک گئی

...ایم سوری ضاویار میں ایسا نہیں کہنا چاہتی تھی بس ہتا نہیں کیوں بول دیا
اچھا بیٹھیں ناں میں آپکو بتاتی ہوں کہ مجھے بھی بچہ چاہیے.... گھولو مولو سا
... عارب کے جیسا

... اس کے مضبوط بازوؤں کو تھامتی وہ اسے بیٹھانا چاہتی تھی
ضاویار خاموشی سے بیٹھ گئی پر اس کے چہرے سے اندازہ ہو رہا تھا کہ وہ اب بھی
... ناراض ہے

.... ایمل اسکی گود میں بیٹھ گئی

اور اسکی گردن پہ اپنے لبوں کو رکھے اس کے سکون پہنچانے لگی... ضاویار کے
... ہاتھ اسکی کمر پہ تھے جن سے اب وہ اس کے فراق کی ڈوریاں کھولنے لگا
... اسکا فراق کھولتا وہ اس کے جسم کا کچھ حصہ عیاں کر چکا تھا

... ایمل اب اترنے لگی جب وہ اسکی تھائیز پہ زور دیتا اسے دوبارہ بیٹھا گیا

... ایمل کے لبوں کی چوستا وہ اس کے ٹرائوزر کو اتارنے لگا

... ایمل کو لیٹائے وہ اس پہ جھکا خود کی شرٹ اتارنے لگا

اپنی پینٹ سے بیلٹ نکالتا وہ خود پہ اور اس پہ ایک کمبل اوڑھتا اسکی اور اپنی
... جان ایک کر گیا

ہما کی سسکیاں اسے میدر جوش دلار ہی تھی... ہما اسکا چہرہ تھا مے اپنی گردن
پہ رکھ گئی... ضاویار ایمل اسکے گردن کو چومتا آہستہ آہستہ شدت اختیار کر
گیا.

اپنی فردن پہ اسء جلن محسوس ہوئی تو وہ ضاویار کو پیچھے دھکیلنا شروع ہو گئی
.. پر ضاویار پہ جیسے جنوں سوار تھا

. ہما کا جیسے پورا بدن ٹوٹنے لگا

.... ض _ - ضاویار رک - رکوپلی - پلیز

... ٹوٹے لفظوں سے وہ مزید کچھ بولتی کہ اسے ٹوٹے لفظ بھی وہ چن گیا

ضاویار کے عمل میں بے پناہ شدت تھی جیسے وہ آج اسکی جان نکال
... دے گا

..... ایمل کو اپنی ٹانگوں سے سانس نکلتی محسوس ہو رہی تھی

کچھ دیر بعد ضاویار اس سے الگ ہوا تو اسے ایسا لگا ٹانگیں اسکا جسم چھوڑ چکی
... ہیں

..... یہ اپکا غصہ تھاناں

ہمانے اسکے بالوں پہ ہاتھ پھیرا... جب ضاویار سگریٹ سلگاتا گہرا کش لے
گیا.

تمھاری بات سے دماغ خراب کر دیا تبھی یہ سب ہو گیا... اچانک جیسے
... اسے احساس ہونے لگا

... زیادہ پین ہو رہا ہے کیا

... سگریٹ کے دوکش ہی لیتا وہ اسے مسلتا ایمیل کا چہرہ تھام گیا

... نہیں ٹھیک ہوں... ایمیل اسکے کندھے پہ اپنا سر رکھا

... سوری... ضاویار کی آواز پہ ہما مسکرائی.. وہ جانتی تھی ضاویار کا غصہ

تبھی وہ اٹھی اور اسکے لبوں پہ جھک گئی. یہ اسکا غصہ کم کروانے کا ایک

..... طریقہ تھا.. ضاویار بھی جیسے بہکتا سب بھولنے لگا

.....

کائنات کمرے میں آئی تو دانیال اب بگی جاگا ہوا تھا وہ شاید کوئی فائل ریڈ کر رہا تھا۔

... کائنات چیخ کرتی اسکے پہلو میں اکر لیٹ گئی
دانیال نے اپنا بازو اسکے سینے پہ رکھا

..... دانیال یہ

... یہ ایک اشارہ ہے کہ میرے قریب اٹو اور وہی سے شروع کرو
دانیال کی بات پہ کائنات نے نفی میں سر ہلایا۔... جب تک آپ ٹھیک
.... نہیں ہو جاتے کچھ بھی نہیں

.... کائنات پلینز سمجھو یار میں ایسے جلدی ٹھیک ہو جائوں گا
دانیال نے جیسے منت کی... دانیال اپ ہوش میں ہیں ابھی آپ ٹھیک
ہوئے ہیں اور اج آپ کو یہ وب سو جھ رہا ہے ہٹیں سونے دیں اور خود بھی سو
.... جائی

کائنات بس ایک کا... دانیال نے ریکوسٹ کی ہر کائنات نے کوئی رسپانس
.. نہیں کیا

.... تبھی وہ مایوس ہوتا واپس لیٹ گیا
وہ آنکھیں بند کیے سونے کی کوشش کر رہا تھا جب اسے اپنے ہونٹوں پہ نرم
... سے ہونٹ محسوس ہوئے

.... وہ گہرا مسکرایا

.... وہ جانتا تھا کہ کائنات اسے ایسے ہی پوزیشن سونے نہیں دے گی
دانیال بھی اسکے لبوں کو محسوس کرنے لگا.... دونوں ایک دوسرے میں
... مصروف جیسے اپنے زخموں کو مرہم لگا رہے تھے
ایک دوسرے کو حق زخم انھوں نے دیے تھے وہی جیسے وہ بھرنا چاہتے
... تھے

کائنات پیچھے ہوتی اسکے کندھے پہ سر رکھے اس سے باتیں کرنے لگی جب
... دانیال نے اسکے پیٹ پہ اپنا ہاتھ رکھا... اسکا پیٹ پہ ابھی کافی ابھار تھا

...ہیٹ کافی حد تک بڑھ چکا تھا

.... کائنات مسکرائی

.... ایم سوری

.... کائنات نے اسکے ہاتھ پہ اپنا ہاتھ رکھا

کیوں؟؟؟

... دانیال اب بھی اسکے پیٹ کو محسوس کر رہا تھا

... میں نے وہ نشہ کیا ناں اس کے لیے

اٹس اوکے پر تم نے اپنے بال بھی کاٹ دیے... دانیال نے دوسرے ہاتھ

... سے اسکے بالوں پہ ہاتھ پھرا

.... اس کے لیے بھی سوری... کائنات ہنسی تو دانیال بھی مسکرایا

چاند کی روشنی میں دونوں ایک دوسرے کو دیکھ کر سکون حاصل کر رہے

... تھے

کچھ محبتیں ایسی ہوتی ہیں جن میں کبھی کبھی بہت سنجیدہ سے موڑ جاتے ہیں
پر اسکا مطلب یہی نہیں ہوتا کہ انکار شتہ کمزور ہے بلکہ کبھی کبھی اللہ پاک
اپنے بندوں کے رشتوں کو مضبوط کرنے کے لیے کچھ دوریاں ڈال دیتا
ہے.....

اب سب کی زندگیوں میں سکون تھا۔ سب اپنی اپنی زندگیوں سے مطمئن
تھے...



THE END